سوانح حیات

قطبِ عالم حضرت اقدس

مولانا شاہ عبدالرّحیم رائے پوری قدّس سرّہٗ

تصنیف

مُفتی عبدُالخالق آزاد رائے پُوری

صدر نشین سِلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پُور

علومِ شریعت، طریقت اور دینی سیاست کی جامع شخصیت

سوانحِ حیات

قطبِ عالم حضرت اقدس

مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ

(۱۲۷۰-۱۳۳۷ھ / 1919 - 1853ء)

سرپرستِ اعلیٰ تحریکِ ریشمی رومال

و بانیٔ سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور

تصنیف

مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری

صدر نشین سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور

رحیمیہ مطبوعات

رحیمیہ ہاؤس 33/A کوئنز روڈ (شارع فاطمہ جناح) لاہور

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب	—◈—	سوانح حیات حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ
مصنف	—◈—	حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری
طبع اوّل	—◈—	مئی 1998ء
طبع دوم (اضافہ شدہ)	—◈—	اگست 2016ء
ناشر	—◈—	رحیمیہ مطبوعات، لاہور
قیمت	—◈—	

رحیمیہ مطبوعات

رحیمیہ ہاؤس، 33/A کوئینز روڈ (شارع فاطمہ جناح) لاہور

00-92-42-36307714, 36369089 www.rahimia.org

info@rahimia.org /rahimiainstitute

عرضِ ناشر

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہٖ الکریم. امّا بعد!

الحمدللہ! ہم قطبِ عالم، شیخ المشائخ، حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ بانی خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور اور سرپرستِ اعلیٰ ''تحریکِ ریشمی رومال'' کی سوانح حیات کے اضافہ شدہ دوسرے ایڈیشن کی اشاعت کی توفیق حاصل کر رہے ہیں۔

یہ کتاب سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے موجودہ مسند نشین حضرت اقدس مولانا مفتی شاہ عبدالخالق آزاد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ نے آج سے تقریباً اٹھارہ بیس سال پہلے تصنیف کی تھی۔ جو مکی دارالکتب لاہور سے مئی 1998ء میں شائع ہوئی تھی۔ پھر اس کے بعد کتاب کا ایک عکسی ایڈیشن 2010ء میں کتب خانہ یحیویہ سہارن پور (انڈیا) سے بھی شائع ہوا تھا۔

عرصۂ دراز سے احباب اور متعلقین کا تقاضا تھا کہ اس کتاب کو دوبارہ شائع کیا جائے۔ حضرت مصنف کے طویل اسفار اور دیگر مصروفیات کے سبب اس کتاب کے دوسرے ایڈیشن کی تیاری ایک طویل عرصے تک نہ ہوسکی۔ اب اسے اُن کی نظرِ ثانی اور مفید اضافوں کے ساتھ دوسری مرتبہ شائع کیا جا رہا ہے۔ اس ایڈیشن میں کتاب کی ضخامت میں خاصا اضافہ ہوا ہے۔ کتاب کے ابواب کی تعداد بڑھ گئی اور ان کی ترتیبِ نو بھی کی گئی ہے۔ اس سے یہ کتاب زیادہ مفید بن کر اشاعت پذیر ہو رہی ہے۔

اس اشاعت میں کتاب پر تحریر کردہ سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے چند بزرگوں کی آرا اور حضرت مصنف کے مختصر حالات بھی شامل کیے جا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب سے ہم سب کو مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ انشاء اللہ دیگر مشائخ رائے پور کے حالاتِ زندگی پر مشتمل کتابیں بھی جلد ہی اشاعت پذیر ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ان مشائخ کرام اور ولی اللّٰہی مجددی بزرگوں کی تعلیمات کو زیادہ سے زیادہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

ناظم رحیمیہ مطبوعات، لاہور

www.rahimia.org

انتساب

بنام

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس سرہٗ

حضرت عالی رائے پوریؒ اور حضرت شیخ الہندؒ کا باہمی تعلق ''یک جان دو قالب'' تھا۔
حضرت شیخ الہندؒ ''مسدّسِ مالٹا'' میں فرماتے ہیں: ع

سب غموں میں تو آگئی خفت
پر ترے غم میں بڑھ گئی شدت

یہی اِدغــــام کی ہے خاصیت
نوحہ اب یہ ہے کہ ہو کوئی آفت

زینت و زیب الف ثانی مُرد
شاہ عبدالرحیم ثانی مُرد

اللہ تعالیٰ ہمیں ان حضراتِ عالی مقام کی اتباع نصیب فرمائے۔ آمین

خاکپائے مشائخ رائے پور
عبدالخالق آزاد رائے پوری

فہرست عنواناتِ کتاب

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
1	عرضِ ناشر	3
2	انتساب	4
3	ہدیۂ تبریک بہ خدمت مشائخ رائے پور	26
4	حرفِ تعارف از حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر سعید الرحمٰن مدظلۂ العالی	30
5	کتاب پر مشائخ عظام کی آرا	35
6	رائے گرامی حضرت مولانا مفتی مظفر حسین مظاہریؒ	35
7	رائے گرامی حضرت مولانا سیّد مکرم حسین سنسارپوری مدظلۂ العالی	36
8	رائے گرامی حضرت مولانا مفتی افتخار الحسن کاندھلوی مدظلۂ العالی	37
9	رائے گرامی حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی مدظلۂ العالی	38
10	رائے گرامی حضرت مولانا محمد اختر قاسمی مدظلۂ العالی	40
11	تعارف مصنف از حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی مدظلۂ العالی	41
12	پیش لفظ (طبع اوّل)	44
13	پیش لفظ (طبع دوم)	48
14	حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کی شخصیت ایک نظر میں	55
15	مقدمہ	57 - 86
16	ہزار سالہ مسلم دورِ عروج	57
17	مسلم دورِ عروج کے بعد زوال کے نتائج	57
18	ہزارۂ دوم میں خانوادۂ مجددیہ کا تجدیدی کردار	58
19	حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی مجددانہ عظیم شخصیت	60
20	سلسلۂ مجددیہ ولی اللّٰہیہ میں شریعت، طریقت اور سیاست کی جامعیت	63
21	شریعت اور طریقت لازم ملزوم ہیں	63

www.rahimia.org

22	اجتماعی زندگی کی درستگی کے لیے دینی سیاست کی اہمیت	64
23	دورِ زوال میں خانوادۂ ولی اللّٰہی کا کردار	66
24	خانوادۂ ولی اللّٰہی کے جانشین حضرات	67
25	قطب العالم حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ	71
26	خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور؛ ایک تعارف	79
27	حوالہ جات	85
28	پہلا باب؛ نقوشِ زندگی	87 - 172
29	آبائی قصبہ اور خاندانی پس منظر	87
30	قصبہ تِگری ضلع کرنال	87
31	آباؤ اجداد کا اصل تعلق؛ قصبہ گمتھلہ ضلع کرنال	88
32	بزرگانِ دین سے اس خاندان کا تعلق	88
33	سلسلۂ نسب	90
34	شجرۂ نسب مشائخ رائے پور	91
35	وِلادت باسعادت	92
36	بچپن اور بزرگوں کی توجہات	92
37	تعلیم وتربیت کا آغاز	93
38	لدھیانہ میں درسِ نظامی کی ابتدائی کتابوں کی تعلیم	94
39	علومِ تفسیر وحدیث کے لیے مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور میں	94
40	حضرت قاری عبدالرحمٰن محدث پانی پتیؒ کی خدمت میں	94
41	حضرت عالی رائے پوریؒ کے اساتذۂ کرام	95
42	حضرت میاں عبدالرحیم سہارن پوریؒ کی خدمتِ عالیہ میں	96
43	حضرت میاں عبدالرحیم سہارن پوریؒ سے آپؒ کی پہلی ملاقات	97
44	حضرت اقدس میاں عبدالرحیم سرساوی سہارن پوریؒ سے بیعت	97
45	حضرت میاں عبدالرحیم سہارن پوریؒ کا سلسلۂ عالیہ قادریہ نقشبندیہ	98
46	حضرت میاں صاحب سہارن پوریؒ کے شیخ حضرت ’’سیدو بابا‘‘	99
47	حضرت سیدو باباؒ کے مرشد حضرت خواجہ محمد شعیب تورڈھیرویؒ	101
48	حضرت میاں عبدالرحیم سہارن پوریؒ سے اجازت وخلافت	102

49	اس سلسلۂ عالیہ میں حضرت عالی رائے پوریؒ کا مقام	102
50	شیخ کی اجازت سے اپنے گاؤں ''تگری'' اور پھر رائے پور میں قیام	103
51	رائے پور کے ایک معزز خاندان میں آپؒ کی شادی	104
52	رائے پور میں مستقل قیام اور وعظ و نصیحت کا سلسلہ	104
53	حاسدین کی مخالفت اور حضرت عالی رائے پوریؒ کی استقامت	105
54	حضرت عالی رائے پوریؒ کے شیخ اوّل کا وصال	107
55	حضرت عالی رائے پوریؒ کا پیرانِ کلیرؒ میں حاضری کا معمول	108
56	سلسلۂ ولی اللّٰہی کے مشائخ کی خدمت میں	109
57	سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے بیعت اور اجازت	110
58	امامِ ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی خدمتِ عالیہ میں	111
59	دونوں سلسلوں کے مشائخ کی نسبتوں کے امین	112
60	حضرت عالی رائے پوریؒ میں تمام سلاسل کی جامعیت کے اثرات	113
61	حضرت عالی رائپوریؒ پر مجددیہ ولی اللّٰہیہ کے تجدیدی رنگ کا غلبہ	114
62	حضرتؒ کی تجدیدی شان اور غلبۂ دین کا جذبہ صادقہ	114
63	سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور؛ جامع نسبتوں کا حامل	115
64	حضرت عالی رائے پوری حضرت گنگوہیؒ کے جانشین	117
65	مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ سے حضرت رائے پوریؒ کی ملاقات	117
66	دارالعلوم دیوبند کے رُکن شوریٰ اور سرپرست	118
67	مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور کے سرپرست	122
68	حضرتِ اقدس عالی رائے پوریؒ اور حضرت شیخ الہندؒ کا باہمی تعلق	126
69	حضرت مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ دہلویؒ کا خراجِ تحسین	128
70	حضرتؒ میں شریعت، طریقت اور سیاستِ نبویہ کی جامعیت	129
71	حضرت عالی رائے پوریؒ کی جامعیت کو خراجِ تحسین	131
72	حضرت عالی رائے پوریؒ کی دیگر خصوصیات و امتیازات	132
73	1۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے علوم و افکار سے آپؒ کا قلبی تعلق	132
74	ولی اللّٰہی علوم کی روشنی میں حقائق و معارف کا بیان	133
75	2۔ درست حکمتِ عملی بنانے اور فہم و بصیرت کی اعلیٰ صلاحیت	134

76	3۔اداروں کے مالیاتی امور میں حضرت اقدس رائے پوریؒ کی احتیاط	136
77	4۔اکابرین کا طبعی مزاج اور حضرت عالی رائے پوریؒ کی جامعیت	136
78	5۔حضرت اقدس رائے پوریؒ؛ اکابرِ ثلاثہ کے جانشین اور قائم مقام	137
79	6۔تلاوتِ قرآن پاک اور قرآنی تعلیم وتربیت سے عشق وتعلق	139
80	7۔فقرا سے اُنس ومحبت، مہمانوں کی تواضع اور ان کی دل جوئی	139
81	8۔حضرت عالی رائے پوریؒ کے اونچے اَخلاق	140
82	9۔حضرت عالی رائے پوریؒ؛ مداہنت سے بہت دور	142
83	10۔حضرت عالی رائے پوریؒ مجتہدانہ خصوصیت کے حامل	142
84	حضرت عالی رائے پوریؒ کے اسفارِ حج	143
85	حج کے دوران حضرت عالی رائے پوریؒ کی عالی ہمتی	114
86	حضرت عالی رائے پوریؒ کا کتب خانہ اور اس کے تحفظ کی وصیت	114
87	مدرسہ فیض ہدایت درگلزارِ رحیمی رائے پور کا وقف نامہ	145
88	علالت کے باوجود حضرت عالی رائے پوریؒ کا چہرۂ انور	146
89	آخری زمانے میں آپؒ کی روحانی قوت اور مجاہدہ	146
90	وفات سے پہلے اپنی تمام جائیداد ہبہ کردی	147
91	حضرت عالی رائے پوریؒ کی بیماری اور مرض الوفات	147
92	حضرت عالی رائے پوریؒ کا وصالِ مبارک	149
93	حضرت عالیؒ کے وصال پر دارالعلوم دیوبند میں تعزیتی جلسہ	153
94	مدرسہ مظاہرالعلوم سہارن پور کا تعزیتی پیغام	157
95	عادات واطوار اور اوصاف وخصائص کا اجمالی خاکہ	157
96	اولاد واَحفاد	158
97	صاحبزادہ حافظ عبدالرشیدؒ	159
98	حضرت مولانا محمد اشفاق رائے پوریؒ	160
99	حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرّہٗ	160
100	حضرت عالی رائے پوریؒ کے خلفائے عظام	161
101	1۔حضرتؒ کے جانشین حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائپوریؒ	161
102	2۔حضرت مولانا شاہ اللہ بخش بہاول نگریؒ	162

103	3۔حضرت منشی رحمت علی جالندھری قدس سرہٗ	163
104	4۔حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ	164
105	حوالہ جات وحواشی	165
106	دوسرا باب ؛ علومِ شریعت کے بحرِ ذخار	173 - 194
107	حضرت اقدس رائے پوریؒ ؛ شریعت کے متبحر عالم	173
108	حضرتؒ کے چند علمی اور فکری معارف	174
109	1۔علومِ قرآنیہ کی تعلیم وتعلّم کی اہمیت	174
110	2۔صحابہ کرامؓ کے باہمی اختلافات کی علمی توجیہ	175
111	3۔حق و باطل کی پہچان کا معیار	177
112	الف: باطل تحریکات کی پہچان	177
113	ب: حق تحریکات کی پہچان	178
114	4۔حدیثِ نبویؐ کی روشنی میں دینی محبت کی تشریح	178
115	5۔مخالفت کے باوجود اتباعِ شریعت کی دعوت	179
116	6۔عقائد اور احکامِ شریعت کی کتابوں کی تصدیق وتوثیق	180
117	الف: کتاب ''المهنّد علی المفنّد'' کی تصدیق وتوثیق	180
118	ب: کتاب ''النّفائس المرغوبه'' پر تصدیق وتوثیق	181
119	ج: حضرت شیخ الہندؒ کے ترجمۂ قرآن پاک پر نظرِ ثانی	181
120	7۔ایمانیات اور احکامِ شریعت کی پابندی کی نصیحت	184
121	علومِ شریعت کی تعلیم و تربیت کے مراکز و مدارس کی سرپرستی	185
122	الف: دارالعلوم دیوبند کے رُکن شوریٰ اور سرپرست	186
123	ب: مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور کی سرپرستی	187
124	ج: نظارۃ المعارف القرآنیہ دہلی کی سرپرستی	188
125	د: مدرسہ فیضِ ہدایت رائے پور کا قیام	188
126	ھ: ہندوستان بھر میں مکاتبِ قرآنیہ کا قیام اور ان کی سرپرستی	191
127	حوالہ جات وحواشی	193
128	تیسرا باب ؛ تزکیۂ نفوس میں رُشد و ہدایت کے تاجدار	195 - 236
129	رُشد و ہدایت کے تاجدار	195

130	حضرت عالی رائے پوریؒ میں نسبتِ جامعہ کا ظہور	196
131	حضرت عالی رائے پوریؒ کی نسبتِ قویہ مشائخ کی نظر میں	197
132	1۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کی نظر میں	197
133	2۔ حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ کی نظر میں	198
134	3۔ حضرت حاجی صاحبؒ کے خلیفہ مولانا محبّ الدین مکیؒ کی نظر میں	198
135	4۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا خراجِ عقیدت	199
136	5۔ حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ کا خراجِ تحسین	199
137	حضرت رائے پوریؒ کے نزدیک سلوک واحسان کا جوہر و خلاصہ	200
138	تصوف کی اصل حقیقت اور اس کے عملی تقاضے	201
139	تصوف کا ابتدائی اور عمومی درجہ؛ نظریے کی درستگی اور تصحیح نیت	202
140	تصوف کا آخری نتیجہ؛ دینی عقل اور شعور کا پیدا ہونا	202
141	تصوف کے اس تجدیدی طریقۂ کار کی اہمیت	203
142	تربیتِ باطنی سے متعلق حضرت عالی رائے پوریؒ کے ملفوظات	204
143	1۔ حضرت مجدد الفِ ثانیؒ نہ ہوتے تو تصوف زندقہ ہو جاتا	204
144	2۔ تصوف، دینی سمجھ اور شعور کا نام ہے	204
145	3۔ خلوصِ نیت سے کیے ہوئے اعمال کی اہمیت ہے	204
146	4۔ اس دور میں تصوف کا خلاصہ نکل آیا ہے	205
147	5۔ سلوک کا آسان راستہ؛ محبت وصحبت شیخ	206
148	6۔ اللہ تعالیٰ کی رضا بُرے اَخلاق سے نجات میں ہے	207
159	7۔ راہِ سلوک میں معاصی سے پرہیز بہت ضروری ہے	207
150	8۔ مصیبتیں چوکیدار ہیں، جو غفلت سے بیدار کرتی ہیں	208
151	9۔ اللہ جسے چاہے' یقین دیتا ہے	208
152	10۔ قربِ خداوندی کا مفہوم	208
153	11۔ ''حقیقتِ محمدیہ'' پر حضرت عالی رائے پوریؒ کی تقاریر	209
154	12۔ دینی معاشرتی نظام سے دنیا کے تمام جھگڑے مٹ جاتے ہیں	210
155	13۔ ذکرِ جہری ازالہ مرض کے لیے ہے	211
156	14۔ کسرِ نفسی اگر واقعی ہو تو بڑی چیز ہے	211

157	15۔صحبت کی طرح کتاب کا بھی اثر ہوتا ہے	212
158	16۔کسی پر توجہ ڈال کر پیسے بٹورنا، چوری اور غصب کی طرح ہے	212
159	17۔شیخ کے وصال کے بعد تجدید بیعت کا اصول	213
160	18۔اللہ کے تصرف پر راضی رہنا فہمِ خاص کا نتیجہ ہے	213
161	19۔طبیعت پر پریشانی اور خیالات کی یلغار کا علاج	213
162	20۔ذکر اللہ کے مضمون میں استغراق کی اہمیت	214
163	21۔اللہ کا دھیان اور خیال ہی وصول الیٰ اللہ کا ذریعہ ہے	214
164	22۔شب و روز توجہ الیٰ اللہ کا شغل	214
165	اصلاح و تربیت کی کتابوں کے تراجم و اشاعت کی طرف آپؒ کی توجہ	215
166	الف:''مجالس حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ'' کا ترجمہ اور اشاعت	215
167	ب: اپنے سلسلے کے مشائخ کے عام فہم رسائل کی اشاعت و ترغیب	215
168	رائے پوری سلسلۂ تصوف و سلوک و احسان کی خصوصیت	216
169	سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کا طریقۂ تربیت اور معمولات	218
170	1۔تصحیح نیت اور نظریے کی درستگی	219
171	2۔بیعتِ توبہ اور فرائض دین کی پابندی	221
172	3۔تلاوتِ قرآنِ حکیم اور قرآنی مفاہیم کا شعور	223
173	4۔تیسرے کلمے کی تسبیح	225
174	5۔استغفار کی کثرت	226
175	6۔درود شریف کا اہتمام	226
176	7۔ذکرُ اللہ کا اہتمام	227
177	8۔محبت کے ساتھ صحبتِ شیخ	229
178	حضرت عالی رائے پوریؒ کے باطنی فیضان کی وسعت	231
179	حوالہ جات و حواشی	233
180	چوتھا باب؛ قومی آزادی کی جدوجہد میں سیاسی کردار	237 - 274
181	برعظیم پاک و ہند پر انگریز کا تسلط اور ولی اللّٰہی سلسلے کے علما کا کردار	237
182	سلسلۂ ولی اللّٰہی کے امامُ حکیم الاسلام شاہ ولی اللہ دہلویؒ	238
183	امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا سیاسی نظریۂ انقلاب	239

184	ولی اللّٰہی سلسلے کے مشائخ کا مجاہدانہ انقلابی کردار	240
185	خانوادۂ ولی اللّٰہی کے بعد اس سلسلے کے مشائخ کا مجاہدانہ کردار	241
186	1857ء کے بعد ان مشائخ کا جدوجہدِ آزادی کے لیے کردار	241
187	حضرت گنگوہیؒ کی حقیقت پسندی پر مبنی قومی بصیرت	243
188	حضرت عالی رائے پوریؒ کے سیاسی فکر و عمل کے اسباب	245
189	حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کا سیاسی مسلک	245
190	1۔قومی آزادی کی جدوجہد میں شرکت کے فتوے کی تائید	246
191	2۔''جمعیت الانصار'' کی عظیم جدوجہد کی سرپرستی	247
192	3۔ ہندوستان کی آزادی میں ''تحریکِ ریشمی رومال'' کا کردار	249
193	ہندوستان کی آزادی میں تحریکِ ریشمی رومال کی اہمیت	257
194	حضرت عالی رائے پوریؒ کی مجالس میں سیاسی شعور پر مبنی گفتگو کا سلسلہ	258
195	آخر وقت تک حضرت عالی رائپوریؒ کا سیاسی جدوجہد کے لیے جذبہ	262
196	سیاست میں حضرت شیخ الہندؒ سے وابستگی کا فرمان	263
197	حضرت رائے پوریؒ اور حضرت شیخ الہندؒ میں سیاسی شعور کی یکسانیت	265
198	حضرت شیخ الہندؒ کی گرفتاری پر حضرت رائپوریؒ کا جرأت مندانہ کردار	266
199	آنے والے دور میں ان حضرات کی نئی سیاسی حکمتِ عملی	267
200	اس حکمتِ عملی کے دو نکات:	268
201	الف: کالج کے نوجوانوں میں کام کرنا	268
202	ب: برادرانِ وطن کے ساتھ مل کر قومی آزادی کی جدوجہد	269
203	حضرت عالی رائے پوریؒ؛ قافلۂ ولی اللّٰہی کے اہم ترین رہنما	271
204	حضرت رائپوریؒ کے سیاسی کام کی اہمیت؛ حضرت سندھیؒ کی نظر میں	271
205	حوالہ جات وحواشی	272
206	**پانچواں باب؛ مکاتیبِ قرآنیہ کے فروغ کی تحریک**	275 - 322
207	حلقہ ہائے درس قرآن کریم کا آغاز	277
208	ابتدائی مدارسِ دینیہ و مکاتیبِ قرآنیہ کا اجرا	279
209	رائے پور کا مثالی مکتب	279
210	خانقاہِ رائے پور میں مثالی مدرسہ فیض ہدایت	280

211	رائے پور کے گرد و نواح میں مکاتیبِ قرآنیہ کا اجرا	282
212	مٹھی بھر آٹا سکیم کے تحت مکاتیبِ قرآنیہ کا قیام	283
213	مشرقی پنجاب کے دیہات میں مکاتیبِ قرآنیہ	284
214	ریاست بہاول پور میں حضرت اقدس رائے پوریؒ کا فیضان	284
215	مدرسہ انوارِ ہدایت دین پور متصل بہاول نگر	286
216	مدرسہ تجوید القرآن سبز مسجد خیر پور ٹامے والی	287
217	جمال پور کا مکتب	289
218	پھولڑہ (فورٹ عباس) میں مکتب کا قیام	290
219	شہر خان پور میں مدرسہ کا قیام	290
220	قصبہ شہر فرید میں مکتب کا قیام	291
221	شہر فرید کی لکھویرا برادری میں حضرت اقدس رائے پوریؒ کے اثرات	292
222	لکھویرا برادری کی طرف سے سپاس نامہ	293
223	منچن آباد میں مدرسہ کا قیام	296
224	ہارون آباد میں جامع مسجد کی تعمیر اور مدرسہ کا قیام	298
225	چشتیاں کی جامع مسجد اور مدرسہ کا قیام	299
226	حضرت عالی رائپوریؒ کا قائم کردہ تعلیمی نظام برائے مدارس و مکاتب	300
227	اساتذۂ کرام اور ذمہ دارانِ مدارس و مکاتب کے لیے تعلیمی ہدایات	302
228	1۔ابتدائی تعلیم میں تجربہ کار استاذ کی ضرورت	302
229	2۔بچوں کو فطری انداز میں تعلیم دینی چاہیے	302
230	3۔غلط طریقۂ تعلیم بچوں کو کُند ذہن بنا دیتا ہے	303
231	مکاتب و مدارس کے حالات کا تجزیہ اور اصلاحِ احوال کی ہدایات	305
232	الف: مدارس و مکاتب کی صورتِ حال کا تجزیہ	305
233	ب: مدارسِ دینیہ اور مکاتب کی اصلاح کے لیے ہدایات	306
234	بچوں پر بے جا سختی کے بجائے ان کے مزاج کے مطابق تعلیم	307
235	ان مدارس و مکاتبِ قرآنیہ کا نصابِ تعلیم	309
236	’’نورانی قاعدہ‘‘ کی ترتیب و تدوین	309
237	’’تعلیم الاسلام‘‘ اور ’’اصولِ اسلام‘‘ کی ترتیب و تدوین	310

www.rahimia.org

238	مدارسِ قرآنیہ کے نصاب میں حساب اور ریاضی کی تعلیم	312
239	رائے پوری مدارسِ قرآنیہ کا نظامِ امتحانات	313
240	حضرت عالی رائپوریؒ کی قرآنی خدمات ؛ حضرت شیخ الہندؒ کی نظر میں	316
241	حوالہ جات	321
242	چھٹا باب ؛ مکتوبات حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ	323 - 382
243	تعارف مکتوباتِ گرامی	323
244	مکتوب بنام حضرت شاہ زاہد حسین قدس سرہٗ	330
245	مکاتیب بنام حضرت مولانا اللہ بخش بہاول نگری قدس سرہٗ	333
246	مکاتیب بنام حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ	354
247	مکاتیب بنام حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ	356
248	مکاتیب بنام سیّد غلام محی الدین شاہ ہمدانیؒ	359
259	مکتوب بنام صوفی عبدالحمید خاںؒ	361
250	حوالہ جات وحواشی	362
251	ساتواں باب ؛ خطبات و مقالات حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ	383 - 420
252	خطاب عظمتُ القرآن	387
253	خطبہ مسنونہ	387
254	تعلیم و تربیت میں مشورے کی اہمیت	387
255	1۔ قرآنی تعلیم کی عظمت واہمیت	387
256	بعثتِ نبوی کا مقصد؛ قرآن حکیم کی تعلیم و تربیت	388
257	قرآن پاک کی عظمت	388
258	حافظ قرآن کی عظمت کا حال	388
259	قرآن کریم ایسی عظیم نعمت کی ناقدری کی سزا	389
260	اس عظیم نعمت کا کوئی مول نہیں ہے	389
261	حافظِ قرآن کو دنیا کا طالب نہیں بننا چاہیے	390
262	کیا اس کی قیمت پانچ دس روپے کی تنخواہ ہے؟	390
263	قرآن سیکھنا اور سکھانا سب سے بہتر کام ہے	390
264	معاوضے کے لیے قرآن سیکھنا اور سکھانا، انتہا درجے کی کمینگی ہے	391

www.rahimia.org

265	اللہ کے واسطے قرآن حکیم کی اشاعت کرو	391
266	رائپور کی قرآنی تعلیم پر قاری عبدالرحمٰن پانی پتیؒ کا اظہارِ مسرت	391
267	قرآن حکیم کی صحیح تعلیم دینا کوئی چھوٹا کام نہیں ہے	391
268	الفاظِ قرآن سب علوم کی بنیاد ہیں	392
269	اپنی نیت درست کرلو کہ محض اللہ کی رضا اس کی قیمت ہے	392
270	اگر بھوک کی وَجہ سے مرنا ہوتا تو بادشاہ کبھی نہ مرتے	392
271	روپے پیسے کی خاطر قرآن پڑھانا بہت بُرا ہے	393
272	قرآن پڑھانے والا روزی کے انتظام کو معاوضہ اور تنخواہ نہ سمجھے	393
273	اخلاص کا ہونا بہت ضروری ہے	393
274	جو قرآن مجید کا قدردان نہیں، وہ ذلیل ہوتا ہے	393
275	2۔ طرزِ تعلیم وتدریس میں اصلاحِ احوال کی ضرورت	394
276	اچھی بات کی نصیحت کو مؤمن مخلص فوراً قبول کرلیتا ہے	394
277	طرزِ تعلیم میں اصلاحِ احوال کی کوشش سب کو کرنی چاہیے	394
278	اساتذہ کے لیے تربیتی اصولوں اور قاعدوں کی اہمیت	394
279	اساتذۂ کرام اپنے حالات کے مطابق ان ہدایات پر عمل کریں	394
280	اختتامی دعائیہ کلمات	395
281	نصیحت نامہ (بنام صاحبزادیٔ محترمہ)	396
282	تعارف	396
283	1۔ دنیا ناپائیدار ہے، ایمان اور اللہ کی رضا پائیدار ہے	398
284	ایمان اور اللہ کی رضامندی کام آتی ہے	398
285	2۔ نماز کی حفاظت کرنا	399
286	3۔ زکوٰۃ، قربانی اور صدقہ فطر کی ادائیگی کرنا	399
287	4۔ گھر والوں کو خوش رکھنا	399
288	5۔ سوتن کے دل میں محبت پیدا کرنا	399
289	6۔ کنبے والوں سے محبت اور ادب کا برتاؤ کرنا	399
290	7۔ دینی اور معاشرتی آداب کی پاسداری کرنا	399
291	وصیت نامہ (دربارہ کتب خانہ)	401

292	تمہید از شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ	401
293	وصیت نامہ تحریر حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ	404
294	درجِ ذیل نصیحتوں کی پابندی کریں	405
295	الف: پہلی نصیحت	405
296	ب: دوسری نصیحت	405
297	**تحریرات حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ**	407
298	(1) تحریری معائنہ (24/فروری 1903ء)	407
299	(2) تحریری معائنہ (29/مارچ 1903ء)	408
300	(3) تحریری معائنہ (13/مئی 1903ء)	408
301	(4) تحریری معائنہ (29/جون 1905ء)	409
302	(5) تحریر (21/اکتوبر 1908ء)	409
303	(6) تحریر (5/نومبر 1910ء)	410
304	(7) تحریر (17/دسمبر 1916ء)	411
305	(8) تحریر (29/ستمبر 1918ء)	413
306	وقف نامہ مدرسہ فیض ہدایت درگلزارِ رحیمی خانقاہِ رائے پور	415
307	حوالہ جات وحواشی	417
308	**آٹھواں باب: خلفا، جانشین اور رائے پوری سلسلے کا تسلسل**	421 - 496
309	رائے پوری سلسلے کے مسند نشین ثانی	421
	قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ	
310	حضرت رائے پوری ثانیؒ کے حالاتِ زندگی	423
311	حضرت رائے پوری ثانیؒ کی جدوجہد اور کردار	440
312	حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کا سیاسی فکر وعمل	441
313	حضرت رائے پوری ثانیؒ اور حضرت مدنیؒ کا باہمی تعلق	443
314	حضرت رائے پوری ثانیؒ اور مولانا ابوالکلام آزادؒ	444
315	حضرت رائے پوری ثانیؒ اور امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ	444
316	حضرت رائے پوری ثانیؒ اور حضرت سندھیؒ کے افکار میں ہم آہنگی	448
317	حضرت رائے پوری ثانیؒ کا طریقۂ سلوک واحسان	452

318	حضرت رائے پوری ثانیؒ: سرپرست مدارس ومراکزِ دینیہ	454
319	خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کی خصوصیت	455
320	رائے پوری سلسلے کے مسند نشین ثالث	458
	قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ	
321	حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کے حالاتِ زندگی	459
322	اپنے نانا کی نسبتوں کے امین	460
323	رائے پوری نسبت کی تکمیل	461
324	حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ سے خادمانہ تعلق	461
325	حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کے لیے خانقاہ کی تعمیر کے لیے کوشش	462
356	القائے نسبت کے بعد اپنے شیخ کی مجسم تصویر	462
327	حضرت رائے پوری ثانیؒ کے جانشین اور مسند نشین ثالث	463
328	رائے پوری فکر وعمل کا تحفظ اور اس کے فروغ میں کردار	463
329	مشکل حالات میں حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کا کردار	464
330	اسلام کا نام استعمال کرنے والی جھوٹی جماعتوں کی مزاحمت	464
331	شریعت، طریقت اور سیاست کی جامعیت کا تحفظ	465
332	حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کی سیاست میں رہنمائی	465
333	الف: علمائے اسلام کی اجتماعیت کی سرپرستی	465
334	ب: معاشی حوالے سے انقلابی منشور کی تائید	466
335	ج: جمعیت طلبائے اسلام کی سرپرستی	467
336	د: تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی کی سرپرستی	468
337	نام نہاد تحقیقاتِ اسلامی کی مزاحمت اور حضرت سندھیؒ کا دفاع	469
338	خانوادۂ حضرت مدنی کے ساتھ شفقت ومحبت	469
339	حضرت رائے پوری ثالثؒ کے بارے میں ایک غلط فہمی کا ازالہ	470
340	قادیانیت کے خلاف تحریک کی سرپرستی	470
341	مدارس ومراکزِ علمیہ کی سرپرستی	472
342	حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ اور حضرت بنوریؒ کا تعلق	473
343	دیگر مدارسِ دینیہ کی سرپرستی	474

344	حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کا سلوک واحسان	475
345	حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ ؛ ایک قوی التاثیر بزرگ	476
346	حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کی مجددانہ شان	478
347	حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کے تربیتی اسفار	478
348	رائے پوری سلسلے کے مسند نشین رابعؒ	480
	قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ	
349	حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ کے حالاتِ زندگی	480
350	حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کے جانشین اور مسند نشین رابع	484
351	حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ پر مشائخ رائے پور کا اعتماد	486
352	اپنے دونوں مشائخ کی ساٹھ سال صحبت اور خدمت	486
354	مشائخ رائے پور کے مزاج کا مجسمہ فکر وعمل اور نمونۂ جہد وکردار	487
355	اپنے مشائخ کے سیاسی فکر پر ثابت قدمی اور جدوجہد	488
356	قومی اور ملّی نقطۂ نظر سے انسانیت دوست سیاسی سوچ کی ضرورت	489
357	مراکزِ علمیہ اور مدارسِ دینیہ کی سرپرستی	490
358	حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ کا سلوک وطریقت میں کردار	490
359	ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ لاہور کا قیام اور اس کے اہداف	491
360	حضرت رائے پوری رابعؒ کا وصال	493
361	دعا بہ درگاہِ خداوندِ عز وجل	494
361	حوالہ جات وحواشی	495
363	نوواں باب؛ منظوم خراجِ عقیدت اور تاریخ ہائے وفات	497 - 554
364	مرثیہ بنام ''مسدسِ مالٹا'' از حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ	498
365	مرثیہ دردِ دل از حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ	517
366	مرثیہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانیؒ	525
367	مرثیہ از حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ	530
368	مرثیہ از حضرت مولانا قاری حافظ محمد طاہر قاسمیؒ	534
369	مرثیہ از حضرت مولانا عبدالاحد نگینویؒ	539
370	مرثیہ از حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ بن مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی	542

371	مرثیہ و تاریخ ہائے وفات از حضرت مولانا مولوی عبدالسمیع دیوبندیؒ	544
373	قطعہ تاریخ وصال حکیم حافظ جمیل احمد جمیل سکندر پوری	553
373	باب دہم؛ شجرات سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور	555 - 713
374	سلاسل مشائخ کا تاریخی تسلسل	557
375	تاریخی تسلسل کی اہمیت	557
376	دین اسلام کا تاریخی تسلسل	557
377	دینی تسلسل اور صحابہ کرامؓ کا کردار	558
378	دینی تسلسل اور تابعینؒ کا کردار	558
379	دینی تسلسل اور تبع تابعینؒ کا کردار	559
380	دینی تسلسل اور ائمہ سلف کی جدوجہد	559
381	دینی تسلسل کے لیے تربیتی نظام کی اہمیت	559
382	دین اسلام کی جامعیت	560
383	خلافتِ راشدہ کے دور میں سیاسی تشکیل	560
384	خلافتِ راشدہ کے دور میں شرعی اور فقہی قوانین	561
385	خلافتِ راشدہ کے دور میں سلوک و احسان	562
386	خلافتِ راشدہ کے بعد دینی کاموں کے الگ الگ شعبہ جات	564
387	خلافتِ ظاہرہ کی اساس پر دینی سیاست کا شعبہ	564
388	شریعتِ اسلام کی اساس پر فقہی اور قانونی شعبہ	565
389	تزکیۂ قلوب اور تصفیۂ باطن کے لیے سلوک و احسان کا شعبہ	565
390	ان تمام شعبوں میں دین اسلام کی جامعیت کا فروغ	566
391	اس سلسلے میں علمائے ربانیین اور اولیاء اللہ کی جدوجہد	567
392	دینی حوالے سے شعبہ جاتی مہارت کا فائدہ	567
393	دین اسلام میں شعبۂ تصوف اور طریقت کا تاریخی تسلسل	568
394	کوفہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا سلسلۂ صحبت	569
395	حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے صحبت یافتہ حضرت علقمہؒ اور اسودؒ	571
396	حضرت علقمہؒ اور اسودؒ کے صحبت یافتہ حضرت ابراہیم نخعیؒ اور امام اعمشؒ	571
397	حضرت سفیان ثوریؒ کے صحبت یافتہ حضرات	572

398	حضرت حسن بصریؒ کا سلسلۂ تصوف	573
399	امیرالمؤمنین حضرت علیؓ سے حضرت حسن بصریؒ کا سلسلۂ صحبت	575
400	حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے مؤقف کی درست تفہیم	579
401	محدثین عظامؒ اور صوفیائے کرامؒ کی آرا میں تطبیق کی کئی صورتیں	581
402	شعبۂ طریقت کے مجتہدِ اعظم حضرت جنید بغدادیؒ	587
403	حضرت جنید بغدادیؒ کے بعد آنے والے سلاسلِ طریقت	589
404	چاروں سلاسلِ طریقت انسانوں کی طبائع کا احاطہ کرتے ہیں	589
405	1۔سلسلۂ عالیہ قادریہ	589
406	ہندوستان میں سلسلۂ عالیہ قادریہ کا فیض	591
407	2۔سلسلۂ عالیہ چشتیہ	591
408	(الف) سلسلۂ عالیہ چشتیہ صابریہ	592
409	(ب) سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ	592
410	i۔مغربی ہند میں چشتیہ نظامیہ کا فیض	592
411	ii۔جنوبی ہند میں چشتیہ نظامیہ کا فیض	593
412	چشتیہ سلسلے کی خصوصیت	593
413	3۔سلسلۂ عالیہ سہروردیہ	593
414	4۔سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ	593
415	5۔سلسلۂ عالیہ کبرویہ ہمدانیہ	595
416	6۔سلسلۂ عالیہ غزالیہ مغربیہ	595
417	حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کی عظیم مجددانہ شخصیت	595
418	حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی عظیم مجددانہ شخصیت	595
419	تمام عالم میں سب سلاسل عالیہ کا مجموعی فیضان	596
420	برعظیم پاک و ہند میں آخری دور میں مجددی ولی اللٰہی سلسلے کا فیضان	597
421	سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے مشائخ	598
422	سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے شجرات کی ترتیب اور بنیادی حقائق	600
423	شجرات سلاسل عالیہ	607
424	(1) سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ ولی اللٰہیہ امدادیہ رحیمیہ	608

www.rahimia.org

425	(2) سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ ولی اللّٰہیہ رشیدیہ رحیمیہ	610
426	(3) سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ ابوالعلائیہ ولی اللّٰہیہ امدادیہ رحیمیہ	612
427	(4) سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ غفوریہ رحیمیہ	614
428	(5) سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ آفاقیہ امدادیہ رحیمیہ	616
429	(6) سلسلۂ عالیہ قادریہ اکبریہ ولی اللّٰہیہ رحیمیہ	618
430	(7) سلسلۂ عالیہ قادریہ مجددیہ ولی اللّٰہیہ رحیمیہ	620
431	(8) سلسلۂ عالیہ قادریہ مجددیہ غفوریہ رحیمیہ	622
432	(9) سلسلۂ عالیہ قادریہ قدوسیہ امدادیہ رحیمیہ	624
433	(10) سلسلۂ عالیہ چشتیہ صابریہ مجددیہ ولی اللّٰہیہ رحیمیہ	626
434	(11) سلسلۂ عالیہ چشتیہ صابریہ امروہیہ رحیمیہ	628
435	(12) سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ ولی اللّٰہیہ رحیمیہ	630
436	(13) سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ امروہیہ رحیمیہ	632
437	(14) سلسلۂ عالیہ سہروردیہ ولی اللّٰہیہ رحیمیہ	634
438	(15) سلسلۂ عالیہ سہروردیہ قدوسیہ رحیمیہ	636
439	(16) سلسلۂ عالیہ غزالیہ مغربیہ عیدروسیہ ولی اللّٰہیہ رحیمیہ	638
440	(17) سلسلۂ عالیہ کبرویہ ہمدانیہ مجددیہ ولی اللّٰہیہ رحیمیہ	640
441	(18) سلسلۂ عالیہ کبرویہ قدوسیہ امروہیہ رحیمیہ	642
442	تمام سلاسلِ عالیہ ایک نظر میں	644
443	اولیاء اللہ کا دنیا بھر میں فیضان	652
444	**اشاریہ مقابر و مزارات اولیاء اللہ و مشائخ عظامؒ**	653
445	اجمیر شریف (ہندوستان)	654
446	احمد آباد (ہندوستان)	654
447	اُچ شریف (پاکستان)	655
448	اسفرار (سبز، اُزبکستان)	656
449	اکبر آباد (آگرہ، ہندوستان)	656
450	الٰہ آباد (ہندوستان)	658
451	امروہہ (ہندوستان)	658

452	امکنہ (بخارا)	659
453	اوَدھ (ایودھیا، یوپی، انڈیا)	659
454	بالاکوٹ (پاکستان)	660
455	بخارا (اُزبکستان)	661
456	بسطام (ایران)	661
457	بصرہ (عراق)	661
458	بغداد (عراق)	663
459	بلخ (افغانستان)	664
460	بمبئی (ہندوستان)	664
461	بھڑائچ (یوپی، انڈیا)	664
462	بیشاوَنی (بُنیر، پاکستان)	665
463	پاک پتن (پاکستان)	665
464	پانی پت (ہریانہ، ہندوستان)	666
465	پشاور (پاکستان)	666
466	پنڈوہ (بنگال) ہندوستان	667
467	تلمسان (الجزائر)	668
468	تورڈھیر (مردان، پاکستان)	669
469	تھانیسر (کرکشیتر، ہریانہ، ہندوستان)	669
470	جبلہ (شام)	670
471	جنّت البقیع (مدینہ منورہ)	670
472	جنّت المَعلٰی (مکہ مکرمہ)	671
473	جھنجھانہ (ضلع مظفرنگر)	672
474	چشت (افغانستان)	672
475	چغانیاں (ترکمانستان)	673
476	ختلان (کولاب، تاجکستان)	673
477	خرقان (ایران)	674
478	خوارزم (ترکمانستان)	675
479	دمشق (شام)	675

480	دوشنبہ (تاجکستان)	656
481	دہلی (ہندوستان)	676
482	دینور (ایرانی کردستان)	679
483	ڈھڈیاں (سرگودھا، پاکستان)	680
484	رائے پور (سہارن پور، انڈیا)	684
485	ردولی (بارہ بنکی، ہندوستان)	685
486	ریوگر (بخارا) اُزبکستان	685
487	ستھانہ (بُنیر، پاکستان)	686
488	سرہند (ہندوستان)	686
489	سرساوہ (سہارن پور، انڈیا)	688
490	سماس (طوس، ایران)	688
491	سمرقند (اُزبکستان)	689
492	سوخار (طوس، ایران)	689
493	سیدوشریف (سوات، پاکستان)	690
494	شیراز (ایران)	691
495	طرطوس (ترکی)	691
496	طورومایار (مردان، پاکستان)	691
497	طوس / مشہد (ایران)	694
498	عکہ (فلسطین)	694
499	غجدوان (اُزبکستان)	694
500	غزنی (افغانستان)	695
501	غلہ ڈیر (عمرزئی، چارسدہ، پاکستان)	695
502	فاس (مراکش)	696
503	کلیَر شریف (ہردوار، یو۔پی، انڈیا)	696
504	کیتھل (ضلع کرنال، ہندوستان)	697
505	قاہرہ (مصر)	697
506	قزوین (ایران)	698
507	قنوج (ہندوستان)	698

508	گلبرگہ (حیدرآباد دکن، ہندوستان)	698
509	گنگوہ (سہارن پور، ہندوستان)	699
510	گوڑ (مغربی بنگال، ہندوستان)	700
511	لاہور (پاکستان)	700
512	ماشوگگر (پشاور، پاکستان)	701
513	مانِک پور (انڈیا)	701
514	مدائن (عراق)	702
515	مرو (ترکمانستان)	703
516	مُشلّل (سعودیہ عربیہ)	703
517	مکلی (ٹھٹھہ، پاکستان)	704
518	ملتان (پاکستان)	704
519	نجفِ اشرف (کوفہ، عراق)	705
520	نیشاپور (/خراسان، ایران)	705
521	وابکنہ (بخارا، اُزبکستان)	706
522	وَخش (افغانستان)	706
523	حوالہ جات	708
524	کتابیات	713

تعارف شخصیات (حواشی)

نمبر شمار	نام شخصیات	صفحہ نمبر
1	حضرت مستری احمد حسن دہرہ دون	274
2	حافظ احمد حسن لدھیانوی بن مولانا نور محمد لدھیانویؒ	369
3	حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ	372
4	حضرت مولانا جمعیت علی پورقاضویؒ	368
5	حضرت اقدس مولانا خلیل احمد سہارن پوری قدس سرہٗ	372

www.rahimia.org

6	حضرت مولانا رحیم بخشؒ پریذیڈنٹ ریجنسی کونسل ریاست بہاول پور	372
7	حضرت شاہ زاہد حسینؒ	362
8	حاجی سوندھے خاں خان پوری	370
9	حضرت چوہدری جج عالم علی خاںؒ ٹبہ عالم گیر	382
10	صوفی عبدالحمید خاں	381
11	صاحبزادہ حافظ عبدالرشید بن حضرت عالی رائے پوریؒ	369
12	ملا عبدالعزیز رائے پوریؒ والد ماجد حافظ عبدالرشید رائے پوریؒ	370
13	حاجی عبدالعزیز خاں بن حاجی سوندھے خاں	370
14	حاجی عبدالحکیم بن حاجی عبدالعزیز خاں رائے پوری	370
15	حضرت مولانا عنایت الٰہی سہارن پوریؒ مہتمم مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور	380
16	حضرت مولانا مولوی غلام قادر وٹو بستی محمد پور سنساراں	375
17	سیّد غلام محی الدین شاہ ہمدانیؒ	380
18	راؤ قاسم علی خاں بن راؤ مکرم خاں بن راؤ اکبر علی خاں رائے پوری	371
19	راؤ مراد علی خاں رائے پوری	371
20	حضرت مولانا مولوی محمد اشفاق رائے پوریؒ	368
21	حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ بانی تبلیغی جماعت	377
22	حکیم حافظ الحاج محمد رضی الحسن کاندھلوی	377
23	حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ	378
24	حکیم مولوی محمد عمر دراز خاںؒ	370
25	مولوی حافظ محمد نجم الحسن کاندھلویؒ	378
26	خان محمد نواز خاں چک نادر شاہ بہاول نگر	367
27	حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ	375
28	حضرت مولانا مولوی نور محمد لدھیانویؒ	374
29	صاحبزادیٔ محترمہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری	371

☆

ہدیۂ تبریک
بہ خدمت مشائخ رائے پور

نتیجۂ فکر

حضرت مولانا پروفیسر حسین احمد علویؒ

(خلیفہ مجاز حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ)

حبّذا اے خانقاہِ رائے پور جنت نظیر!
تو زِ انوار رشید احمدؒ ز گنگوہ مستنیر!
کس قدر انوار رحمت! کون ہیں یاں پر مقیم!
زینت و زیب الف ثانی شہ عبدالرحیمؒ!
قطبِ ارشاد و ہدایت ، غوثِ وقت و زینِ دیں
حضرت شہ عبد قادرؒ بھی یہاں مسند نشیں!
جانشینِ حضرتینِ رائے پور ، عالی وقار
ہاں! وہ اقلیم ولایت کے ہیں برحق تاجدار
حضرت عبدالعزیز اب اس چمن کے باغباں
ان کی ہمت اور برکت سے چمن رشکِ جناں
ذکر و فکر صبح گاہی سے تُو رشکِ قدسیاں!
ملاءِ اعلیٰ کے قضایا تیری مسند پر عیاں
کیا غرض عیش و تنعّم سے تجھے ، ''فقر غیور''!
تیرے آگے سربریدہ کج کلاہوں کا غرور
دنیا سازوں کی سیاست ، کیا غرض ، سب مکر و زُور
ہاں مگر نورِ فراست : خانقاہِ رائے پور

عارفِ روحِ عصر ! داعئ دین حیات!
آپ کی چشم فراست : ”احتسابِ کائنات“
ہے فراست نور تقویٰ ، نور فرقاں ، إسمعوا
بندۂ مؤمن کی شان : لَا یَخْدَعُ لَا یُخْدَعُ
تیری فطرت پر ہے روشن سرِّ تقدیر اُمم
بہر ملت تیری ہمت پر ہیں خوش میرِ اُمم!
حکمتِ دینِ متیں تیری مجالس سے عیاں
حکمت و عرفاں کا طالب بھر کے اٹھے جھولیاں
شاہِ اقلیم ولایت کی انگوٹھی کے نگیں!
وارثِ اسلاف ، ان کی خاص نسبت کے امیں!
نورِ چشمانِ اکابر شہ سعید اعلیٰ ظرف!
ہو مبارک آپ کو یہ جانشینی کا شرف!
اے زمین رائے پور! تجھ کو مبارک باربار!
اے ”بہ گلزارِ رحیمی“ تو سدا رشکِ بہار!
رائے پور والو! سنو! اللہ کا احساں ہوگیا
جانشینئ سعید احمد کا اعلاں ہوگیا!
اے گلِ سرسبدِ گلزارِ رحیمی رائے پور!
مشرق و مغرب میں پہنچے ، تیری خوشبو دُور دُور
مرکزِ رُشدو ہدایت رائے پور کا جانشیں
رسمِ پنجابی نہ سمجھیں اس کو ہرگز سطحِ بیں
عبدیت ، تکمیلِ احساں ، ذکرِ حق ، بردِ یقیں
نسبتِ اُوَیسیَت ، تلمیذِ قرآنِ مُبیں
شکر و تسلیم و رضا : جملہ مقاماتِ یقیں
ہم نگاہِ تیز در تلبیسِ ابلیسِ لعیں
بے ہمہ و باہمہ ، اخلاقِ سلفِ صالحین
رأفت رحمت علیٰ مخلوقِ ربّ العٰلمین

حریت ، ایثار وخدمت ، نصرت از روح الامینؑ
علم و اخلاص و شعورِ غلبۂ دینِ متیں
پھر یہ سب کچھ ہو علیٰ منہاج ختم المرسلینﷺ
کیا کہوں میں سطح ہیں؟ کیا ہے ''مقامِ جانشیں''؟
بر زبان صدق رمز ''گفتۂ اللہ بود''
گفت رومی: ''گرچہ از حلقوم عبداللہ بود''
درد ملت رکھنے والو! طالبو! دانشورو!
اسوۂ اسلاف جاکر خانقاہ میں سیکھ لو!
فتنۂ افرنگ سے قلب و نظر میں اِعوِجاج
صحبتِ مردانِ حُرّ میں کر تلاش اس کا علاج!
پھر نہ کہنا راز دل یہ ہم کو بتلایا نہ تھا!
راستہ اسلاف کا یہ ہم کو دکھلایا نہ تھا
دست بستہ ہے کھڑا اک سائل بابِ رحیم
اے کریم ابن کریم ابن کریم ابن کریم!
بندۂ سائل کھڑا ، اس خانقاہ کا واسطہ!
ہو عطا حُسنِ ادب ، حسنِ وفا با خانقاہ
مرکزِ رُشد و ہدایت تا اَبد قائم رہے!
ہم غلاموں پر بزرگوں کی نظر دائم رہے!
میرے حضرت! نہ میں شاعر نہ یہ میرا مشغلہ
اِک چُھپا تھا حالِ دل ، جذبات میں وہ کہہ گیا
نَے فقیری ، نَے امیری ، ایک بس ہے اِلتجا!
دستِ شفقت سر پہ رکھ کر دیجیے مجھ کو دُعا!
زندگی بیکار گزری ، میں ہوں نادم اَشکبار
فضل فرما دے الٰہی! فضل تیرا بے شمار
بارہا ٹوٹی ہے توبہ ، یا الٰہی! اعتراف!
بخش دے میرے گُنہ ، کر ہر خطا میری معاف!

خانقاہِ عالیہ کے اولیا کا واسطہ!
کر نصیب اپنی رضا ، اپنی محبت اے اِلٰہ!
ذکرِ حقّ ، سوزِ قرأت ، لذتِ سجدہ ، حضور
احترامِ آدمیت ، ظلم سے کُلی نُفور
خدمتِ انسانیت ، ملّی تقاضوں کا شعور
ہو عطا میرے اِلٰہ! با اولیائے رائے پُور
فضل فرما دے اِلٰہ! تجھ سے تجھی کو مانگتا
سائل حُبّ و رضا بر نقش پائے مصطفیٰؐ
نقشِ پائے مصطفیٰ تفسیرِ آئینِ حیات
قلب و قالب وقف بہرِ خدمتِ دینِ حیات
جانِ ایمان ، مغزِ قرآں ، روحِ دیں: حُبّ حبیبؐ
معنیٔ ''قلب و جگر گردد نبیؐ'' مارا نصیب!
فتنہ ہائے روز و شب ، **''فاللّٰہ خیر حافظا''!**
جانشیں کے شیخ و اَبُ ، **''فاللّٰہ خیر حافظا''!**
گو یہ علویؔ روسیاہ ، پَر آپ کے در کا گدا!
ہو نظر اس پہ ذرا ، حضرت! بڑوں کا واسطہ!

از قلم: احقر حسین احمد علوی چشتیاں

۲۷ر ربیع الاوّل ۱۴۰۹ھ (7ر نومبر 1988ء)

درجِ بالا ''ہدیۂ تبریک'' سلطان الاولیا، قطب الارشاد، حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کی خدمت میں اس موقع پر پیش کیا گیا، جب کہ آپؒ نے حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ کو اپنا جانشین بنایا تھا۔ حضرت مولانا حسین احمد علویؒ مجاز حضرت رائے پوری رابعؒ نے اپنی اس نظم میں خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور اور ان کے مشائخ کا ذکر بڑے خوب صورت انداز میں پیش کیا ہے۔

☆

www.rahimia.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ تعارُف

از حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر سعید الرحمٰن
(مجاز حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ)

اجتماعیت انسانی ساخت کا بنیادی عنصر ہے۔ اسی بنا پر دین اسلام نے افرادِ انسانیت کے مابین تعلق کو انسان کے خالقِ فطرت سے تعلق کے ساتھ ساتھ اپنی رہنمائی کا موضوع بنایا ہے۔ ہر دور میں خالق فطرت کے نمائندے انبیا و رُسل علیہم السلام، انسانی معاشرے کی درست تشکیل اور اس کے ذہنی و سماجی ارتقا کے لیے راہِ ہدایت کی طرف آنے کی دعوت دیتے رہے۔ اسی کے ساتھ وہ معاشرے میں کام کرنے والی تخریبی قوتوں اور فسادی عناصر کے اندازِ فکر و عمل کے بارے میں شعور و آگہی اور اس کے متبادل صحت مند سماج کی تشکیل کے لیے کوشاں رہے۔ انھوں نے اپنے اپنے دور کے حوالے سے ایک کامیاب نمونہ پیش کیا۔ تا آں کہ رسول اللہ ﷺ نے رہتی انسانیت کے لیے ایک جامع نظامِ فکر و عمل کے خط و خال واضح کیے اور فرسودہ معاشرے کی بساط لپیٹ کر اس کی جگہ خدا پرست اور انسان پرور سماج کی داغ بیل ڈالی۔ جس میں معرفتِ الٰہی کے سچے شعور، سماج کی بنیادی اکائی ''فرد'' سے لے کر اس کی تمام اجتماعی وحدتوں کے نظم و ضبط اور گرد و پیش کے حالات پر بصیرت افروز نظر پر مبنی حکمتِ عملی کو بنیادی عناصر کی حیثیت دی گئی۔

یہ دینی سماج، ہر دور میں مقاصدِ نبوت کے وارث اہل علم و بصیرت اور صاحبانِ اخلاص و عمل کی رہنمائی میں، خریطۂ عالم پر اپنا غالب کردار ادا کرتا رہا اور اس دنیا میں بعثتِ نبویؐ سے ایک ہزار سال تک کی تاریخ کا معروضی خطوط پر مطالعہ، اس دور کے سمجھنے اور اس سے رہنمائی کے حصول میں کافی اہمیت کا حامل ہے۔

جب مسلم سماج شکست و ریخت سے دوچار ہوا تو اس وقت جامع دینی فکر کے حامل اہل بصیرت نے تجدید دین کی اپنی ذمہ داری کو نہ صرف سمجھا بلکہ اس کے مطابق اپنی فکری و عملی توانائیاں صرف کیں۔ برعظیم (پاک، ہند، و بنگال) میں اس قافلے کے سالارِ اوّل شیخ احمد سرہندی (مجدد الف ثانی) اور امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ قرار پائے۔ مجدد صاحبؒ نے مسلم سماج کی فکری ژولیدگی کو اپنی تجدیدی کاوشوں کا موضوع بنایا، جب

www.rahimia.org

کہ شاہ صاحبؒ نے ایک نئے سماج کی تشکیل کے تقاضوں کی تفصیل کے ساتھ نشان دہی کی اور ایک مرتب فکر و فلسفے کی عمارت استوار کی۔ ان اہل بصیرت کی نظر جہاں صدیوں کے دینی ورثے کے سرمائے پر تھی، وہاں ان کی بصیرت حال و مستقبل کے تقاضوں سے بھی گہری شناسائی رکھتی تھی۔ بالخصوص شاہ صاحبؒ محض صاحبِ قلم نہ تھے، بلکہ انھوں نے سماجی تبدیلیوں کے حوالے سے جو لائحۂ عمل اختیار کیا، اس کی اساس اجتماعی دانش اور سماجی تنظیم پر تھی۔ چناں چہ اس کے نتیجے میں اہل علم و معرفت کا ایک سنہرا سلسلہ وجود میں آیا۔

اسی سنہری سلسلے کی قیادت اُنیسویں صدی کے نصف دوم میں جس اجتماعیت نے کی اس کے صدر نشین حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ تھے اور اس حلقے میں حضرت حافظ محمد ضامن شہید، حضرت مولانا رشیداحمد گنگوہی، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، شیخ الہند مولانا محمودحسن، حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری اور حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری رحمہم اللہ جیسے کئی اصحاب اخلاص و دانش شامل تھے۔ ان حضرات میں سے ہر شخصیت اپنی جگہ ایک انجمن اور مینارۂ نور تھی۔ ان میں سے حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کو اپنے عہد میں ولی اللّٰہی جماعت کے گل سرسبد کی حیثیت حاصل تھی۔ اسی سبب سے شیخ الہند مولانا محمودحسنؒ آپؒ کو صالحین کا سربراہ، علما کا سردار اور عارفین کی محفل کا صدر نشین قرار دیتے ہیں۔ چناں چہ اس دور کے علمائے شریعت اسلامی، مشائخ طریقتِ ایمانی اور ماہرین سیاستِ دینی میں آپؒ کی طرف رجوعِ عام پایا جاتا تھا۔ اس دور کے دو عظیم تعلیمی اداروں؛ دارالعلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارن پور سمیت کئی مدارس کو آپؒ کی رہنمایانہ سرپرستی حاصل تھی۔

حضرت رائے پوری قدس سرہٗ کا عہدِ حیات اس لحاظ سے انتہائی پُرآشوب تھا کہ پُرانا مسلم سماج زمین بوس ہو چکا تھا۔ اس لیے آپؒ نے دینی تعلیم کو عوامی سطح پر منظّم کرنے کی طرح ڈالی اور اس کے لیے مکاتیبِ قرآنیہ کے نظام کی داغ بیل ڈالی۔ نیز اس حوالے سے نصاب سازی پر بھی توجہ دی۔ چناں چہ آپؒ کی ہدایت پر نورانی قاعدہ (مؤلفہ مولانا نورمحمد لدھیانویؒ) اور تعلیم الاسلام (مؤلفہ مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ) جیسے شاہکار وجود میں آئے، جو آج تک پرائمری دینی تعلیم اور تعلیم بالغاں کا جزوِ لازم تصور ہوتے ہیں۔ آپؒ کے نظامِ تعلیم و تربیت میں امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے منہج کے مطابق قرآن حکیم کی تعلیم کو اساسی اور کلیدی حیثیت حاصل تھی۔ چناں چہ آپؒ کو بجاطور پر ''**کاشفِ رمز علم القرآن**'' (قرآن مجید کی حکمتوں اور اسرار کو آشکار کرنے والا) کہا جاتا ہے۔

حضرت رائے پوری قدس سرہٗ نے دورِ جہالت میں احیائے سنت کا بیڑا اٹھایا اور بہت سے ایسے شرعی اعمال جو ہندو مسلم مخلوط معاشرے کے سبب مسلم سماج میں بھی معیوب سمجھے جانے لگے تھے، آپؒ نے دینی تقاضوں کے مطابق ان کو بحال کیا۔ جیسا کہ آپؒ نے اپنی اکلوتی صاحبزادی کو حضرت نواب تصدق حسین

خانؒ کے عقدِ ثانی میں بیاہ دیا اوراس موقع پر آپؒ نے جن نصائح کا اہتمام کیا، وہ بجائے خود حسن معاشرت کا ایک نصاب ہے، جو برعظیم کے معاشرتی ماحول کے حوالے سے آج بھی برموقع اور برمحل محسوس ہوتا ہے۔

حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ کی فکر میں اجتماعیت کو اساسی حیثیت حاصل تھی۔ اسی لیے آپؒ کی خانقاہ سے جہاں ذکرِ الٰہی کی صدائیں بلند ہوتی تھیں اور روحانیت و اَخلاق پر گفتگو عام تھی، وہاں برصغیر کے سماج پر بیرونی دشمن کی یلغار پر منظّم منصوبہ بندی کی حکمت عملی بھی تشکیل پاتی تھی۔ خانقاہ میں مولانا ابوالکلام آزادؒ کا اخبار ''الہلال'' پڑھا جاتا تھا۔ اس کے مضامین جو بالعموم سیاسی ہوتے تھے، پسند کیے جاتے تھے۔ بیسویں صدی کی پہلی دہائیوں میں برطانوی سامراج سے آزادی کی تحریک کے نئے دور کی شروعات کی ضرورت محسوس ہوئی تو سہارن پور میں ولی اللّٰہی جماعت کی اعلیٰ اجتماعی قیادت نے اس کا لائحۂ عمل مرتب کیا تھا، جو حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری، شیخ الہند مولانا محمود حسن اور حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری رحمہم اللہ پر مشتمل تھی۔ اس سے ان حضرات کی حالات حاضرہ سے واقفیت، دشمن کی چالوں پر نظر رکھنے اور مستقبل کے حوالے سے عصری تدابیر اختیار کرنے کی مطلوبہ قابلیت کا بہ خوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

بعدازیں برصغیر میں جدوجہدِ آزادی کے اس مرحلے کی عملی قیادت کی تمام ذمہ داری حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ کے کاندھوں پر آ گئی کہ بقیہ دونوں حضرات حجاز کے سفر پر روانہ ہو گئے تھے، جہاں حضرت شیخ الہندؒ اپنے رفقا سمیت گرفتار کر لیے گئے اور مالٹا جیل منتقل کر دیے گئے۔ اس عرصے میں ہندوستان میں موجود تمام تحریکی مراکز اور شخصیات براہِ راست آپؒ سے رہنمائی حاصل کرتی رہیں۔ آپ کی رائے سے استفادہ اور آپ سے مشاورت کرتی رہیں۔ اسی حوالے سے حضرت شیخ الہندؒ آپ کی کاوشوں کا ذکر کرتے ہیں کہ ''آپؒ روٹھوں کو مناتے تھے۔ ٹوٹے ہوؤں کو ملاتے تھے اور جھگڑوں کو مٹاتے تھے۔ آپؒ حلقۂ فقرا کی رونق بڑھانے والے اور غربا کی مجلس کی روشن شمع تھے۔''

حضرت رائے پوری قدس سرہٗ کے نظامِ تربیت میں اعلیٰ اَخلاق کو اساسی حیثیت حاصل تھی۔ چناں چہ حضرت شیخ الہندؒ نے اپنے مرثیے میں آپ کے جن نمایاں اخلاق کا ذکر کیا ہے، ان میں لطف و کرم، جود و سخا، صدق و صفا، تمکنت و حیا، خودی و بلندی اور فضل و احسان جیسی کئی صفات شامل ہیں۔ یہ ایسے اخلاقِ حسنہ نہیں ہیں جو صرف شخصیت کا حصہ ہوتے ہیں، جن کو لازمی اخلاق کہا جاتا ہے، جو بجائے خود مستحسن اور مطلوب ہیں، بلکہ یہ اخلاقِ فاضلہ اسی وقت ظہور پذیر ہوتے ہیں، جب انسان سماجی زندگی کے ذریعے دوسروں کے لیے مجسم خیر بن جاتا ہے۔ اور حضرت قدس سرہٗ نہ صرف اخلاقِ متعدیہ کے حامل تھے، بلکہ اخلاق ساز بھی تھے۔ چناں چہ حضرت شیخ الہندؒ نے آپؒ کے اخلاقِ جمیلہ کے لیے بحر (سمندر)، اَبر (بادل)، روح، جان، کوہ (پہاڑ)، کان، بدر (چودھویں کا چاند)، شمس (سورج)، چشمہ، معدن (کان) کی

www.rahimia.org

تراکیب استعمال کی ہیں، جن سے آپؒ کے اخلاقِ عالیہ کی گہرائی و گیرائی اور عمودی و اُفقی وسعتوں کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ حضرت شیخ الہندؒ کے الفاظ کا انتخاب ملاحظہ ہو:

''بحرِ اَلطاف'' (مہربانیوں کا سمندر)، ''ابرِ جود وسخا'' (سخاوت اور مہربانی کا بادل)، ''روحِ اَخلاق'' (اَخلاق کی روح)، ''جانِ صدق وصفا'' (سچائی اور پاکیزگی کی جان)، ''کوہِ تمکین'' (استقامت کے پہاڑ)، ''کانِ حلم و حیا'' (بُردباری اور حیا کی کان)، ''بدرِ آفاق'' (عالَم کا چاند)، ''شمسِ عز و علا'' (عزت اور سربلندی کے سورج)، ''چشمہ فضل'' (فضیلت کا سرچشمہ)، ''معدنِ احسان'' (سلوک واحسان کا خزانہ)۔

حضرت رائے پوری قدس سرہٗ کے اخلاقِ عالیہ ہی ان کی خدمتِ خلق کے مشن کی عکاسی کرتے ہیں اور بالخصوص بے کس و بے بس افراد اور خاندانوں کی سرپرستی سے محروم افراد کے لیے تو آپؒ کے دروازے ہر وقت کھلے تھے۔ چناں چہ آپؒ حالات کے ستائے ہوئے افراد کے زخموں پر مرہم رکھتے اور بیواؤں و یتیموں کے سہارا تھے۔

حضرت رائے پوری قدس سرہٗ کی دینی فکر میں جامعیت اور توازن کا بہت اہتمام ہے۔ چناں چہ ایک مکتوبِ گرامی میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

> ''جن بندوں کو حق تعالیٰ نے ''فہم خاص'' مرحمت فرمایا ہے، ان کا ظاہر، اسباب سے کام لیتا ہے۔ اسباب ظاہری کو تقاضائے حکمت سمجھتا ہے۔ لہٰذا اس کی تدبیر میں مشغول ہوتا ہے، لیکن نتیجے کو اسباب پر موقوف نہیں سمجھتا ہے۔''

حضرت رائے پوری قدس سرہٗ نے زمانۂ حال کے مطابق تصوف کی تجدید کا اہم کام سرانجام دیا اور دینی فقاہت وشعور اور اخلاصِ عمل کی اساس پر طالبانِ سلوک کے لیے اس کو نہایت مانوس اور حد درجہ لائق عمل بنا دیا۔

حضرت رائے پوریؒ کے مزاج میں اخفا اور طبیعت میں بے نفسی اور تواضع کا غلبہ تھا۔ جس کی وَجہ سے آپؒ نے اپنے چرچے اور شہرت کو کبھی پسند نہیں کیا۔ نتیجتاً آپؒ کے احوال و آثار پر باقاعدہ کوئی کتاب موجود نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ کروڑہا رحمتیں نازل کرے خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے چوتھے مسند نشین اور ہمارے مربی و شیخ حضرت مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ پر، جن کی توجہ اور ایما سے خانقاہِ عالیہ کے موجودہ صدر نشین حضرت مولانا شاہ عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہٗ العالی نے نہایت محنت اور جاں فشانی سے بکھرے ہوئے قیمتی موتیوں کی ایک مالا تیار کی اور یوں زیرِ نظر کتاب کا پہلا ایڈیشن منظرِ عام پر آیا اور چند ماہ میں اسے ہاتھوں ہاتھ لیا گیا۔ پاکستان کے علاوہ بھارت میں بھی اس کی خوب پذیرائی ہوئی، بلکہ اس کا عکس لے کر اسے وہاں بھی شائع کیا گیا۔ گو اس میں مناسب احتیاط کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔

www.rahimia.org

ایک عرصے سے کتاب نایاب تھی اور اسی دوران فاضل مؤلف مدظلہٗ مزید مواد کی تلاش میں منہمک رہے۔ بالآخر ان قیمتی معلومات کو کتاب کے زیرِنظر ایڈیشن میں شامل کر کے سوانح حیات حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کو نہایت وقیع بنا دیا۔

مبالغہ آرائی سے احتراز کرتے ہوئے سوانح نگاری ایک مشکل صنف ہے۔ جس میں طبع آزمائی کسی بھی صاحبِ قلم کے لیے نہایت محنت طلب کام ہے۔ فاضل مؤلف مدظلہٗ نے نہایت متوازن انداز اور سلیس طرز میں اس ذمہ داری کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا اور صاحبِ سوانح کی جامعیت کا ایک بھرپور خاکہ قارئین کے سامنے پیش کیا ہے۔ یہ تالیفِ لطیف محض شخصی تذکرہ نگاری نہیں، بلکہ ایک ایسے عہد کی داستان ہے جس میں بدیسی جبر انتہائی عروج پر تھا اور مفاداتی ذہن، سامراجی حکومت سے نوازشات پا کر دینِ حق کا چہرہ مسخ کرنے پر تُلا ہوا تھا۔ اس گھٹاٹوپ دور میں صاحبِ سوانح جیسی نفوسِ قدسیہ اپنی جرأت و ہمت اور فہم و فراست کے چراغ سے انسانیت کے حوصلوں کو روشنی مہیا کر رہی تھیں۔

خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کی ایک صدی سے زائد کی خدمات سے واقفیت اور ان سے اپنی فکر کو جلا بخشنے کے لیے زیرِنظر کتاب ایک بنیادی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کتاب کو منظرِعام پر لانے پر ملک کے علمی و فکری حلقے فاضل مؤلف حضرت مولانا شاہ عبدالخالق آزاد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ کے ممنون ہیں کہ انھوں نے اس وقت امتِ مسلمہ کو ایسے متوازن اور جامع فکر کی نمائندہ شخصیت اور تحریک کا بھرپور تعارف کروایا، جس سے وابستگی کی ضرورت دو چند ہو چکی ہے۔ جو ایک طرف ان کو مرعوبیت، احساسِ کمتری، پستی اور بزدلی کے جراثیم سے محفوظ رکھے تو دوسری طرف تشدد، انتہا پسندی، دہشت گردی اور ردِّعمل کی نفسیات کا شکار ہونے سے بچائے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے دینی فیض سے ملک کے تمام سمجھ دار حلقوں کو مستفید کرے۔ اس کے فکر و شعور اور اخلاق و للّٰہیت پر مبنی نظامِ تربیت کو نوجوان طبقہ کے انقلابِ فکر اور اصلاحِ اعمال کا ذریعہ بنائے۔ خانقاہ کے موجودہ مسند نشین اور ان کے رفقا کو بانی خانقاہ قطبِ عالم حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے جانشینوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق ارزاں کرے۔ اور ان کو حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور ان کی جماعت کے خداپرستی اور انسان دوستی کے مشن کے فروغ کے لیے بلند ہمتی اور شعور و اخلاص سے مالا مال کرے۔ آمین!

پروفیسر ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن
موسیٰ پاک شہید چیئر، شعبۂ علومِ اسلامیہ
بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

کتاب پر مشائخ عظام کی آرا

رائے گرامی

حضرت مولانا مفتی مظفر حسین مظاہریؒ

(سابق ناظم اعلیٰ مدرسہ مظاہر العلوم (وقف) سہارن پور)

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم.

قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کا شمار ہمارے اُن ستودہ صفات بزرگانِ دین اور مشائخ عظام میں ہوتا ہے، جو اپنے جامع الکمالات ہونے کی وجہ سے مرجع الخلائق اور مسلّم الثبوت رہے ہیں۔ آپؒ کی حیاتِ طیبہ اور پاکیزہ سیرت اُمت کے لیے بہترین مشعل راہ اور صحیح فکر و عمل کی طرف داعی ہے۔

فاضل نوجوان عزیزم مفتی عبدالخالق آزاد لائق تہنیت ہیں کہ انھوں نے حضرتؒ کی سوانح مرتب فرما کر آپؒ کی حیاتِ طیبہ کی مختلف مستور اور پوشیدہ زاویوں کو اُجاگر کر کے سالکین و طالبین اور حضرت کے متوسلین و مقربین کے لیے ایک ایسا مجموعہ پیش کیا ہے کہ جس سے وہ پوری طرح مستفیض و مستنیر ہو سکتے ہیں۔

میں حق تعالیٰ شانہٗ سے دعا گو ہوں کہ وہ عزیز مؤلف کو بہ ہمہ نوع ترقیاتِ ظاہرہ و باطنہ سے نوازے اور مزید کام کی توفیق ارزانی فرمائے۔

العبد مظفر حسین المظاہری
ناظم مدرسہ مظاہر العلوم (وقف) سہارن پور
۱۳ / ربیع الثانی ۱۴۲۰ھ / ۲۷ / جولائی ۱۹۹۹ء

www.rahimia.org

رائے گرامی

حضرت مولانا سیّد مکرم حسین سنسار پوری دامت برکاتہم العالیہ

مجاز حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم.

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہٖ الکریم. امّا بعد!

خانقاہِ رحیمیہ رائے پور ایک ایسا اسلامی اور روحانی مرکز اور منبع رُشد و ہدایت ہے کہ جہاں بیٹھ کر ہمارے بزرگانِ دین نے ہزاروں قلوب میں عشق الٰہی کی شمعیں روشن کرنے کے ساتھ ساتھ بہت سی بڑی بڑی انقلاب انگیز سیاسی اور سماجی تحریکوں کی رہنمائی اور سرپرستی بھی فرمائی۔ کون تصور کرسکتا تھا کہ پہاڑیوں کے دامن میں بیٹھے ہوئے یہ مردانِ خداگم نامی کے ساتھ اپنی بصیرت سے پورے عالم اسلام کی ضروریات ومسائل کے لیے موادفراہم کرتے ہوں گے۔ جس کا مشاہدہ آج کھلی آنکھوں ہو رہا ہے۔

حضرات مشائخ رائے پور بجا طور پر شریعت کے ہادی، طریقت کے رہنما اور سیاست کے بادشاہ تھے۔ حُبِّ مال، حُبِّ جاہ، عُجب وتکبر، بُغض وحسد اور ریا وسُمعہ (دکھاوا اور سناوا) جیسے امراض تو کبھی ان کے قریب بھی نہ پھٹکے۔ نیز اَخلاقِ کریمانہ، شفقتِ پدرانہ، جود وسخا، احتیاط واستغنا، زہد وتقویٰ، صبر وشکر، صدق وصفا اورتوکل ورضا میں وہ اپنی مثال آپ تھے۔

قابل مبارک باد ہیں عزیزِ گرامی قدر مفتی عبدالخالق آزاد صاحب زید مجدہٗ کہ جنھوں نے ان مردانِ باصفا حضرات مشائخ رائے پور کے پیارے حالات کو جمع کرکے عام لوگوں کے لیے استفادہ کو آسان کردیا۔ بندہ اپنے ضعف وعلالت اور کثرتِ مشاغل کی بنا پر اس کتاب کا بالاستیعاب مطالعہ کرنے سے تو قاصر رہا، البتہ اس کی اہمیت وافادیت کے لیے حضرات مشائخ رائے پور کا نام ہی کافی ہے۔ اس عاجز و بے مایہ کا ان حضراتِ اکابر کے بارے میں کچھ لکھنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ مرتب موصوف کی خواہش پر یہ چند سطور اس اُمید سے لکھوا دیں کہ بندہ کے لیے ان مقبولانِ بارگاہِ الٰہی نفوسِ قدسیہ کے اقدام میں محشور فرمانے کا ذریعہ بن جائے۔

دعا ہے کہ اللہ جل شانہ مرتب موصوف کی اس کاوش کوقبول فرما کر اپنی شایانِ شان اجر عطا فرمائے اور تمام مطالعہ کرنے والوں کو اس مفید مجموعہ سے خوب فیض پہنچائے۔ آمین یا ربّ العالمین!

املاہٗ: مکرم حسین سنسار پوری غفرلہٗ

۲۷/۵/۲۹ ہجری دوشنبہ (27/ جون 2006ء)

رائے گرامی

حضرت مولانا مفتی افتخار الحسن کاندھلوی دامت برکاتہم

مجاز حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم. نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہٖ الکریم!

عزیزِ مکرم و محترم مولانا شاہ محمد طلحہ صاحب کاندھلوی نے مجھ سے فرمائش کی ہے کہ میں اپنے سلسلے کے سرتاج امام العارفین حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری رحمۃ اللّٰہ علیہ رحمۃً واسعۃً کے اس تذکرے کے متعلق چند سطور لکھوا دوں، جو مکرمی مولانا مفتی عبدالخالق صاحب آزاد (لاہور پاکستان) نے لکھا ہے۔

میں حضرت کی سوانح کی نسبت کیا عرض کروں۔ حضرتؒ کے احوال، تعلیمات، ارشادات اور واقعات و روایات ہر اِک میں؛ ہم منتسبین اور وابستگانِ سلسلۂ عالیہ کے لیے بہت کچھ سرمایہ ہے۔ جیسے حضرتؒ کا نام اور تذکرہ بہت محترم ہے، حضرتؒ کے حالات بھی بہت رفیع ہیں۔ ملفوظات و کلمات بھی بہت مؤثر، بہت پُرمغز اور بہت ہی لائق استفادہ ہیں۔ حضرتؒ نے قرآن مجید کی خدمت کی۔ قرآن کے مکاتیب قائم کرنے کی جو پوری زندگی مسلسل کوشش فرمائی، وہ بھی ہمارے لیے ایک بڑی ہدایت، بڑا اسبق اور بہت بڑا کرنے کا کام ہے۔ اور حضرتؒ کے روحانی سلسلے اور فیضان کے متعلق کچھ کہنا تو سورج کو چراغ دکھانا ہے۔ اس کے اثرات اس قدر وسیع اور دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں کہ ان سے کوئی بھی سمجھ دار صرفِ نظر نہیں کر سکتا۔

ہمارے پیرانِ پیر حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ فنائیت، نیز دنیا اور اسبابِ دنیا سے بے تعلقی میں اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے۔ اپنے احوال کا اخفا اس حد تک تھا کہ خاصی تلاش کے بعد بھی حضرتؒ کے متعلق مستند معلومات بہت زیادہ نہیں ملتے، لیکن حضرتؒ نے پوری زندگی جن خدمات میں گزاری، ان کی شاہراہ ایسی روشن اور منور ہے کہ لاکھوں افراد اسی طریقے سے، اسی سبق کو پڑھ کر، اسی راستے پر چل کر دل کی روشنی حاصل کر رہے ہیں اور شریعت و سنت پر عمل کا مزا جاننے اور اس کی لذت سے فیض یاب ہونے میں کامیاب ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں۔

حضرتؒ کے احوال کی کمیابی کے باوجود ضرورت تھی کہ حضرت شاہ عبدالرحیم (رائے پوریؒ) کے احوال وسوانح مرتب کیے جائیں۔ ان کی بابرکت شخصیت اور کارناموں کی نسبت؛ اُن کے دور کے بڑے بڑے علما، اکابر اولیاء اللہ نے جو کچھ بھی لکھا ہے، اس سب کو ایک جگہ جمع کر دیا جائے، تاکہ پڑھنے والوں کے لیے رہنما ہو اور منتسبینِ سلسلہ کو حضرتؒ کے حالات کی جستجو میں پریشان نہ ہونا پڑے۔

www.rahimia.org

مکرمی حضرت مولانا مفتی عبدالخالق صاحب نے اس کتاب میں اسی ضرورت کو پورا کیا ہے کہ حضرت شاہ عبدالرحیم (رائے پوریؒ) کے متعلق جو کچھ بھی ملا، اس کا بہترین حصہ اس میں شامل کردیا ہے۔ ساتھ ہی حضرت نے سلاسلِ تصوف وغیرہ کی سب معلومات بھی اس میں فراہم کردی ہیں۔ حضرتؒ کے جس قدر بھی مکتوبات (خطوط) مولانا کو ملے، وہ بھی اس میں شامل کردیے ہیں۔ اَور بھی اس سلسلے کی جو مفید معلومات اور تحریرات تھیں، وہ تقریباً سب ہی اس کتاب میں آ گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مولانا عبدالخالق صاحب کی اس کوشش کو قبول فرمائے۔ (آمین!)

مولانا طلحہ صاحب نے (کتب خانہ یحیوی سہارن پور کی جانب سے) اس کو شائع کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو بھی قبول فرمائے۔ اس کے ذریعے سے حضرتؒ کے علوم و کمالات کا افادہ عام ہو اور پڑھنے والوں کو اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق ملے۔ فقط بندہ افتخارالحسن کاندھلوی

دوشنبہ ۱۳/ شعبان ۱۴۳۱ھ (25/ جولائی 2010ء)

رائے گرامی

حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی مدظلہٗ العالی

جانشین حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ

الحمد للّٰہ ربّ العالمین و الصّلوٰۃ و السّلام علیٰ رسولہٖ محمّدٍ
و علیٰ آلہٖ و صحبہٖ أجمعین و بعد.

عرصۂ دراز سے احقر کے دل میں یہ داعیہ گردش کر رہا تھا کہ اعلیٰ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ خلیفہ اجل قطبِ عالم حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ کے حالات کا مجموعہ جو ایک مستقل سوانح عمری ہو، مرتب ہوکر شائع ہونا چاہیے۔ اگرچہ حضرتؒ کے متعلق اکابر کی تصانیف میں متفرق طور سے بہت کچھ مواد موجود ہے۔ خود حضرت شیخ یعنی والد صاحب قدس سرہٗ کی ''آپ بیتی'' میں آپؒ کے حالات و واقعات کا ایک بڑا حصہ موجود ہے، جو کتاب میں متعدد مقامات پر منتشر ہے۔ اس کی سخت ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ کوئی صاحبِ قلم اور باذوق عالم اس متفرق مواد کو سلیقے سے مرتب کردے تو ایک مفید کام تیار ہوجائے۔

اس کے لیے بندہ نے متعدد حضرات سے درخواست کی، مگر افسوس کہ یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوسکا۔

www.rahimia.org

من جانب اللہ ہر کام کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔ حُسنِ اتفاق کہ ماموں جان حضرت اقدس مولانا افتخارالحسن صاحب کاندھلوی مدظلہٗ خلیفہ و مجاز حضرت اقدس شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ کے پاس ایک حاضری میں زیرِنظر کتاب نظرنواز ہوئی۔ جس کی حضرت مدظلہٗ اپنی مجلس میں باقاعدہ طور سے تعلیم کرا رہے تھے۔ کتاب دیکھ کر احقر کو بھی بہت مسرت ہوئی اور اسی وقت حضرت کی خدمت میں یہ درخواست گزار دی کہ کتاب کی تعلیم مکمل ہو چکنے کے بعد مجھے عنایت فرما دی جائے، تا کہ ہندوستان میں بھی اس کو شائع کرا دیا جائے اور یہاں کے شائقین حضرات کو بھی بہ آسانی کتاب فراہم ہو سکے۔ حضرت نے از راہِ شفقت و ذرّہ نوازی کتاب مرحمت فرما دی۔ اللہ تعالیٰ آں مخدوم کو جزائے خیر مرحمت فرمائے اور صحت و عافیت کے ساتھ آپ کے سائے کو ہم پر تادیر قائم فرمائے کہ آپ کا وجود اس وقت اُمتِ مسلمہ کے لیے ایک نعمتِ عظمیٰ اور غنیمتِ باردہ ہے۔

احقر کا ارادہ تو صرف بڑے حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ کی سوانح طبع کرانے کا تھا، مگر چوں کہ مصنف نے (مقدمہ کتاب میں) بہ طورِ ضمیمہ حضرت اقدس شاہ عبدالقادر (رائے پوری)، شاہ عبدالعزیز (رائے پوری) رحمہما اللہ، نیز مولانا سعیداحمد صاحب (رائے پوری) زید مجدہٗ کے حالات بھی شامل کتاب کیے ہیں، اور کسی مصنف کی کتاب میں قطع و برید مناسب نہیں، اس لیے احقر نے ضخامت کی وجہ سے طباعتی صرفہ کا بار بڑھ جانے کے باوجود بے کم و کاست پوری کتاب کی طباعت کو کہہ دیا۔ میری درخواست پر حضرت اقدس (مولانا) افتخارالحسن صاحب مدظلہٗ العالی نے اپنی بابرکت تحریر بھی عنایت فرما دی، جو بہ طورِ پیش لفظ اس اشاعت میں شامل کی جا رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائے۔ مصنف، ناشر، مقدمہ نگار یا جس کسی کا بھی اس کی تیاری یا اشاعت میں حصہ ہو، اللہ تعالیٰ ہر ایک کو جزائے خیر عطا فرمائے اور زیادہ سے زیادہ حضرات' خصوصاً برادرانِ طریقت کو اس کتاب سے مستفید ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ کیوں کہ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب قدس سرہٗ کے احوال و فرمودات سالکانِ راہِ سلوک کے لیے سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں اور انتہائی کارآمد ہیں۔

بندہ محمد طلحہ کاندھلوی

سہارن پور، یوپی، انڈیا

۶ر رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ (16ر اگست 2010ء)

www.rahimia.org

رائے گرامی

حضرت مولانا محمد اختر قاسمی (مہتمم جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاج پورہ)

مجاز حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے دوستوں کے احوال اور اُن کے تذکرے اُمت کے لیے رہنما اور روحانی بیماریوں کے علاج کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ ان اولیاء اللہ کے بارے میں کسی نے خوب کہا ہے: ع

ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

رائے پور کے مشائخ عظام کا تعارف حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد مدظلہٗ العالی —— جو حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ کے دستِ راست اور باصلاحیت عالم دین ہیں —— نے اپنی تصنیف (مشائخ رائے پور رحمہم اللہ) کے ذریعے کرایا ہے۔ جو مشائخ رائے پور کے مشائخ اربعہ کے مختصر مگر جامع حالات پر مشتمل ہے۔ رائے پور کی خانقاہ کے متعلق معلومات اور مشائخ عظام رائے پور رحمہم اللہ کے حالات سے آگہی کے لیے اس کتاب کا مطالعہ بے انتہا مفید ہے۔

دعا ہے اللہ ربّ العزت حضرت مولانا مفتی عبدالخالق صاحب آزاد کی اس کاوش کو عوام و خواص کے لیے مفید تر بنائے۔ آمین!

احقر محمد اختر قاسمی عفا عنہٗ

جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاج پورہ، ضلع سہارن پور

یکے از خدامان حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ

۲۶/ جمادیٰ الثانیہ ۱۴۲۷ھ (23/ جولائی 2006ء)

☆

www.rahimia.org

تعارُف مصنف

از حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی
(مجاز حضرت رائے پوری رابعؒ)

کتاب کے مصنف حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ ہمارے پیر و مرشد حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کے وصال (ستمبر 2012ء) کے بعد سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے موجودہ مسند نشین ہیں۔

آپ کے والدِ گرامی راؤ عبدالرؤف خاںؒ (مجاز حضرت اقدس رائے پوری رابع) ہیں۔ان کا آبائی وطن قصبہ سکروڈھ، تحصیل رُڑکی، ضلع سہارن پور، یو۔پی انڈیا تھا۔ یہ قصبہ آج کل نئے صوبے اُترا کھنڈ کے ضلع ہردوار میں شامل ہوگیا ہے۔حضرت راؤ صاحبؒ کی پھوپھی زاد بہن حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کی دوسری اہلیہ محترمہ تھیں۔

حضرت مفتی صاحب کی پیدائش ۲ر جمادیٰ الاولیٰ ۱۳۸۱ھ/ 12/ اکتوبر 1961ء بروز جمعرات کو ہوئی۔ والدِ محترم نے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کو خط لکھ کر نام رکھنے کی درخواست کی تو حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ نے درجِ ذیل جواب تحریر فرمایا:

’’آپ کا خط ملا۔تولدِ فرزندِ ارجمند کی بہت خوشی ہوئی۔حق تعالیٰ عمر دراز، عمل صالح، نیک بختی، سعادتِ دارین مرحمت فرماوے۔عبدالخالق نام رکھ لیں۔

والسلام از رائے پور، ۲۱/ اکتوبر ۱۹۶۱ء‘‘

پانچ سال کی عمر میں جامعہ تعلیم القرآن ہارون آباد ضلع بہاول نگر سے ابتدائی دینی تعلیم کا آغاز کیا۔ یہ ادارہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کی سرپرستی میں کام کر رہا تھا۔یہیں سے حفظِ قرآن حکیم کا آغاز کیا۔نو سال کی عمر میں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ نے آپ کو کلمہ طیبہ کی تلقین کی۔اس کے بعد حفظِ قرآن حکیم مکمل کیا۔

حفظِ قرآن حکیم کے بعد درسِ نظامی کی تعلیم شروع کی۔ ابتدائی چار سال کی تعلیم اسی جامعہ کے جید

www.rahimia.org

اساتذۂ کرام سے مکمل کی، جن میں فاضلین دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد صدیق آف پنج کوسی اور قاضی عبدالحق کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ ''جلالین شریف'' تک کتابیں یہیں مکمل کیں۔

اس کے بعد درسِ نظامی کے بالائی درجات کے لیے جامعہ علومِ اسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی میں داخلہ لیا۔ جہاں دورۂ حدیث شریف پڑھ کر درسِ نظامی کی تکمیل کی۔ یہاں آپ کے اساتذہ میں حضرت مفتی ولی حسن ٹونکیؒ (تلمیذِ رشید شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ)، حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ (تلمیذِ رشید حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ و حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ) اور حضرت مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ (مجاز حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ) وغیرہ اساتذۂ کرام رہے۔ اس طرح جامعہ سے ۱۴۰۵ھ/ 1985ء میں دورۂ حدیث شریف میں اعلیٰ نمبرات سے کامیابی حاصل کرتے ہوئے علومِ دینیہ کی تکمیل کی۔

اس کے بعد اسی جامعہ میں حضرت مفتی ولی حسن ٹونکیؒ کی زیرِ نگرانی **تخصُّص فی الفقه الاسلامی** میں داخلہ لیا۔ جس میں دو سال تک فقہ اور افتا کی مشق کی۔ نیز تحقیقی مقالہ جات پر کام کیا۔ اسی دوران حضرت مولانا غلام مصطفیٰ قاسمیؒ (تلمیذِ رشید مولانا عبیداللہ سندھیؒ و مولانا سید حسین احمد مدنیؒ) سے حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی کتابیں پڑھیں۔

1987ء میں **تخصُّص فی الفقه الاسلامی** سے فارغ ہونے کے بعد جامعہ تعلیم القرآن ریلوے مسجد ہارون آباد ضلع بہاول نگر میں تعلیم و تدریس میں مشغول ہوگئے۔ جہاں 15 سال قرآن حکیم کی تفسیر و ترجمہ، حدیث، فقہ اور علومِ ولی اللّٰہی کی کتابوں، بالخصوص ''**حُجّةُ اللّٰه البالغه**'' کی تعلیم و تدریس میں مصروف رہے۔ نیز جامعہ کے نائب مہتمم کے طور پر بھی ذمہ داریاں سرانجام دیتے رہے۔

رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ/ جولائی 1982ء میں مری کے قیام میں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ سے باقاعدہ بیعتِ سلوک و احسان کی اور انھی کے حکم سے حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ سے ذکر کا طریقہ اور سلسلۂ عالیہ رحیمیہ کے معمولات سیکھے۔ اور پھر 10 سال تک حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کی معیت میں رہے۔ بہت سے اسفار میں ان کے ساتھ رہے اور ان کی صحبت سے مستفید ہوتے رہے۔ خاص طور پر خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے اسفار میں ہمیشہ ساتھ رہے۔ اس دوران حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ سے روحانی طور پر فیض یاب ہوتے رہے۔ راقم سطور اور حضرت مفتی صاحب نے ایک پورا رمضان رائے پور میں گزارا۔ اس دوران حضرت عالی رائے پوریؒ کی روحانی توجہات اور فیوضات و برکات بہت نصیب ہوئیں۔ اس پر حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ نے بہت مسرت اور خوشی کا اظہار فرمایا اور ہم دونوں کو خوب دعاؤں سے نوازا۔ اسی دوران حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ نے حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کو ان کی خصوصی تربیت کے لیے ارشاد

www.rahimia.org

فرمایا۔ اس طرح ان کی توجہات حضرت مفتی صاحب کی طرف خوب رہیں۔

حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کے وِصال (1992ء) کے بعد حضرت مفتی صاحب حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ (مسند نشین رابع سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور) کی صحبت میں رہے اور سفر و حضر میں ان کے ساتھ مسلسل بیس سال تک رہے اور ظاہری اور باطنی تربیت کی تکمیل کی۔ خاص طور پر رائے پور کے تمام اسفار میں حضرتؒ کے ہمراہ رہے۔ اس دوران ولی اللّٰہی علوم و معارف اور قرآنی تعلیمات کے فروغ کے حوالے سے ہونے والے پروگرامز اور سیمینارز میں حضرتؒ کی زیرِنگرانی تعلیم و تربیت میں مشغول رہے۔ یہاں تک کہ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ/ 1999ء میں حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ نے سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور میں آپ کو اجازت اور خلافت سے سرفراز فرمایا۔

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ نے 2001ء میں علومِ قرآنیہ کے فروغ اور سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے متوسلین کے لیے تربیتی مرکز ''ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور'' قائم فرمایا۔ اس سلسلے میں حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کی ایما پر آپ مستقل طور پر لاہور میں مقیم ہوگئے۔ ادارہ کا نظم و نسق اور اس کی تعمیر و ترقی میں مشغول رہے۔ ادارہ کی تعلیمی اور تربیتی سرگرمیاں انجام دیتے رہے۔ ادارہ کے آغاز سے لے کر اب تک دورۂ تفسیر قرآن حکیم، دورۂ حدیث شریف، علومِ ولی اللّٰہی کی کتابوں کی تدریس اور ولی اللّٰہی افکار کے فروغ کے لیے کام کر رہے ہیں۔

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کی سرپرستی میں 2009ء سے ادارہ رحیمیہ سے ماہنامہ ''رحیمیہ'' لاہور اور سہ ماہی مجلّہ ''شعور و آگہی'' لاہور کا آغاز کیا۔ آپ ''مدیرِ اعلیٰ'' کی حیثیت سے ان دونوں مجلّات کے سلسلے میں ذمہ داریاں ادا کر رہے ہیں۔ یہ دونوں مجلّات علمی اور عوامی حلقوں میں دینی شعور کے فروغ اور علمی تحقیقی مقالات کی وجہ سے ملک بھر میں اپنا ایک بلند مقام رکھتے ہیں۔ اسی کے ساتھ آپ کئی کتابوں کے مصنف اور بہت سی کتابوں کے مترجم بھی ہیں۔

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ نے اپنی معذوری کے آخری چار سالوں میں آپ کو اپنا امامِ نماز مقرر کر دیا تھا۔ اس لیے حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ کے پاکستان و ہندوستان میں تمام خلفائے کرام اور ان کی تربیت یافتہ جماعت نے انھیں اپنا سرپرست و سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کا صدر نشین تسلیم کیا۔ اس وقت حضرت مفتی صاحب حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کے جانشین ہیں۔ سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے تمام خلفا اور متوسلین آپ کی رہنمائی میں کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مشائخ رائے پور کے ساتھ وابستہ رہنے اور ان کی اتباع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

☆

www.rahimia.org

پیش لفظ

(طبع اوّل)

الحمد للّٰہ ربّ العالمین، و العاقبۃ للمتّقین، و الصّلوٰۃ و السّلام علیٰ سیّد المرسلین، و علیٰ آلہٖ و أصحابہٖ أجمعین. امّا بعد!

قطب العالم حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کا شمار برعظیم پاک و ہند کی ان عظیم شخصیات میں سے ہوتا ہے، جنھوں نے انتہائی جامعیت کے ساتھ دین اسلام کی انسانیت دوست تعلیمات کو پھیلانے کے لیے کد و کاوش کی اور بڑے تدبر اور فہم و فراست سے کام لیتے ہوئے اس خطے کو سیاسی، معاشی اور نظریاتی و تہذیبی غلامی سے نکالنے کے لیے آزادی کے حصول کی جدوجہد میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔

آپؒ نے قدیم صوفیائے کرام اور اولیاء اللہ کے طرز پر انسانیت نوازی کا درس عام کیا۔ ستائی ہوئی مظلوم انسانیت کو اپنے دامن عافیت میں پناہ دی۔ ٹوٹے ہوئے دلوں پر مرہم رکھ کر انھیں جینے کا حوصلہ دیا۔ زنگ آلود قلوب کو صیقل کر کے ان میں محبتِ الٰہی کا جذبہ بیدار کیا۔ طالبین و سالکین کے قلوب میں اعتماد و یقین کا جذبہ منتقل کیا اور یوں زوال، غلامی اور مایوسی کے دور میں دین اسلام کے بلند نظریے اور اس کے بنیادی اَخلاق کے مطابق زندگی بسر کرنے کا شعور اور اعتماد پیدا کیا اور قرآنی تعلیمات پر اعتماد و یقین کی راہ ہموار کر کے غلبہ دین کا بلند تر شعور اور جذبہ بیدار کیا۔

اسی کے ساتھ آپؒ نے انتہائی جرأت و ہمت اور بلند نظری سے کام لیتے ہوئے اس جماعتِ حقہ کی تربیت، نگرانی اور سرپرستی فرمائی، جس نے قومی آزادی کے حصول کی جدوجہد کی اور انگریز سامراج کے سرمایہ پرستانہ سیاسی، معاشی اور تہذیبی نظام کو شکست دینے کے لیے انقلابی اقدامات کیے۔ ہندوستان کی تاریخ میں آزادی کے حوالے سے تحریکِ ریشمی رومال کا کردار بڑا منفرد ہے۔ اس تحریک کی قیادت اگر مجاہدِ اعظم حضرت اقدس شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس سرہٗ نے فرمائی تو اس کی سرپرستی اور اصولی رہنمائی کا کام حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ نے سرانجام دیا۔ یوں ان دونوں بزرگوں نے

www.rahimia.org

باہم مل کر اپنے مجددی ولی اللّٰہی مشائخ کے فکر وعمل کے مطابق ہندوستان کی مکمل آزادی کے لیے راہ ہموار کی۔

اس طرح قطبِ عالم حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ نے اپنے مشائخ کرام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین اسلام کے تمام شعبوں میں بڑی جامعیت کے ساتھ ایسا بنیادی کردار ادا کیا، جو اس دور کے قومی اور ملّی تقاضوں کا مکمل جواب تھا۔ آپؒ کا فکر وعمل اور جہد وکردار اس جذبے پر مبنی تھا، جو سلسلہ بہ سلسلہ آپؒ کو اپنے مشائخ سے منتقل ہوا۔ اس کے پیچھے مشائخ کی جدوجہد کا پورا ایک تاریخی تسلسل موجود ہے۔

یہ کتاب جو قارئین کے ہاتھوں میں ہے، قطب العالم حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کے حالاتِ زندگی، آپؒ کے کارہائے نمایاں، ملفوظات، مکتوبات اور تحریرات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کے بارے میں یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ اس میں آپؒ کی شخصیت کے جملہ پہلوؤں کی تفصیلات کا احاطہ کیا گیا ہے۔ آپؒ جیسی قدسی صفات اور بلند مرتبت ذاتِ گرامی کے حوالے سے ایسا دعویٰ محال ہے۔ بالخصوص جب کہ قطب الارشاد حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ نے اولیائے کرام اور علمائے ربانیین کے حالاتِ زندگی کے حوالے سے لکھی جانے والی کتابوں پر بڑا جامع اور نپا تلا تبصرہ فرما کر ایسے دعوے کی حقیقت واضح کردی ہے۔

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ اپنی ایک مجلس میں ارشاد فرماتے ہیں:

’’لوگ بزرگوں کی سوانح عمریاں لکھتے ہیں کہ فلاں جگہ، فلاں خاندان میں پیدا ہوئے۔ اور یہ ہوا، وہ ہوا۔ یہ فرمایا، وہ فرمایا۔ ایسا کیا، ویسا کیا۔ اور آخر فلاں سن میں وصال ہوگیا۔ مگر لکھنے والے (اُن کے قلب کی) اس راحت اور حالت کے متعلق کیا لکھ سکتے ہیں، اور کیسے لکھ سکتے ہیں، جو اللہ والوں کو دنیا میں ہی حاصل ہے، کہ وہ نہ اسے بیان کرتے ہیں اور نہ ہی وہ کہے میں آسکتی ہیں۔ تو یہ سوانح عمریاں کیا ہوئیں!! جب زندگی کی اصل بات ہی کا اس میں ذکر نہ آیا۔‘‘

(ارشادات حضرت رائے پوری ثانیؒ، ص:366، طبع رحیمیہ مطبوعات، لاہور)

حقیقت یہ ہے کہ حضرت اقدس عالی رائے پوری قدس سرہٗ کے قلب ودماغ، عقل وشعور، فہم وفراست اور اللہ کی ذات پر یقین واعتماد کی بلندتر حالت ایسی ہے کہ جسے حیطۂ تحریر میں لاکر بیان کرنا بہت ہی مشکل ہے اور پھر ایسی صلاحیت واستعداد کی حامل بلند مرتبہ شخصیت کی عملی زندگی کے جملہ پہلوؤں کو کسی ایک کتاب میں سمیٹنا ممکن نہیں ہے۔

البتہ زیرِنظر کتاب میں ادنیٰ سی کوشش یہ ضرور رہی ہے کہ قطبِ عالم حضرت اقدس رائے پوری کی زندگی کے نقوش، دستیاب معلومات کے مطابق ایک ترتیب کے ساتھ پیش کردیے جائیں۔ اسی کے ساتھ

www.rahimia.org

آپ کے فکر وعمل اور جہد و کردار کے حوالے سے چند کارہائے نمایاں بیان کر دیے جائیں۔

چناں چہ اس کتاب کے ابواب اسی حوالے سے ترتیب دیے گئے ہیں:

بابِ اوّل میں آپؒ کے نقوشِ زندگی کا بیان ہے۔

بابِ دوم میں آپؒ کے فکر وعمل اور جہد و کردار کے حوالے سے چند کارہائے نمایاں کا تذکرہ ہے۔

بابِ سوم میں آپؒ کے سلسلۂ عالیہ کا پورا تعارف کرایا گیا ہے اور جن واسطوں سے حضرت اقدس رائے پوریؒ کو اپنے مشائخ سے خلافت واجازت حاصل ہے، ان شجراتِ فاضلہ کو یک جا جمع کر دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں تقریباً تمام مشائخ کی وفیات، مدافن، مزارات اور ان کا محل وقوع خاصی تفصیل سے مرتب کیا گیا ہے۔

بابِ چہارم میں آپؒ کے مکتوبات کو حواشی کے ساتھ مزین کر کے مرتب کر دیا گیا ہے۔

بابِ پنجم میں آپؒ کا بیان فرمودہ وعظ ''عظمتِ قرآن''، تحریر شدہ ''نصیحت نامہ'' اور ''وصیت نامہ'' یک جا کر دیے گئے ہیں۔ نیز اسی باب میں آپ کے ایسے ملفوظات و واقعات جو حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے اپنی مجالس میں بیان فرمائے ہیں، مرتب کر دیے گئے ہیں۔

چھٹے باب میں ان تعزیتی منظومات، تاریخ وفات اور مرثیوں کو یک جا کر دیا گیا ہے، جو حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ کی وفات پر اکابرین اُمت نے تحریر فرمائے ہیں۔ ان میں حضرت اقدس شیخ الہند مولانا محمود حسن اسیر مالٹا قدس سرہٗ کا مرثیہ ''مسدسِ مالٹا'' بڑا اہم ہے۔ اس میں آپؒ نے اپنے ہم راز اور محبوب دوست کو شان دار الفاظ میں خراجِ محبت پیش کیا ہے۔ اسی طرح حضرت مولانا مفتی عزیزالرحمٰن عثمانیؒ صدر مفتی دارالعلوم دیوبند، علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ اور مولانا حبیب الرحمٰن عثمانیؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند کے عربی زبان میں فصیح و بلیغ مرثیے بھی لائق مطالعہ ہیں۔ نیز حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور حکیم الاسلام قاری محمد طیب قاسمیؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند کے اردو مرثیے اپنے اندر غور وفکر کا بڑا سامان رکھتے ہیں۔

ان ابواب سے پہلے ایک مقدمہ شامل اشاعت ہے۔ اس میں خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور اور چاروں حضرات مشائخ رائے پور کا جامع تعارف کرایا گیا ہے۔

اس طرح یہ کتاب قطب العالم حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کے نقوشِ زندگی، آپؒ کے فکر وعمل اور مجداہدانہ کردار کے چند بنیادی پہلوؤں کو بڑی حد تک واضح کرتی ہے اور خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے اس مزاج کو بھی واضح کرتی ہے، جو تمام مشائخ رائے پور میں قدرِ مشترک کے طور پر موجود ہے۔

لیکن اس سب کے باوجود مجھے یہ اعتراف ہے کہ حضرت اقدس عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس

www.rahimia.org

سرہٗ کی بلند مرتبہ شخصیت کے شایانِ شان یہ کام نہیں ہوسکا۔ اس میں زیادہ دخل اپنی بے بضاعتی، نالائقی اور کم ہمتی کا ہے۔ اس کتاب میں جو نقص اور کمی رہ گئی ہے، وہ اس نالائق اور ناکارہ کی بے سمجھی اور کم ہمتی کی وجہ سے ہے۔ اس کتاب میں حضرات رائے پور کے حوالے سے جتنی مفید اور عمدہ باتیں آ گئی ہیں، وہ محض اللہ تبارک و تعالیٰ کا فضل و کرم اور اس کی توفیق کی وجہ سے ہے۔ یہ باتیں مشائخ رائے پور کے فیضانِ نظر، ان کے خوب صورت فکر و عمل اور جان دار مجاہدانہ کردار کی آئینہ دار ہیں۔

آخر میں یہ بھی گزارش ہے کہ علمائے حق کی جماعت کے ایک فردِ فرید اور رکن رکین کی جامع زندگی کا بنیادی رخ اس کتاب کی صورت میں ہمارے سامنے آجاتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اس پوری جماعت کے اکابرین کے نقش قدم پر چل کر اپنے فکر و عمل اور جہد و کردار کا صحیح رُخ متعین کریں اور اس کے مطابق اپنی زندگیوں میں تبدیلی لائیں۔ مایوسی اور زوال کے دور میں خانوادۂ ولی اللّٰہی سے وابستہ بزرگانِ دین اور اولیاء اللہ کے نقش پر چلنا یقیناً غلبہ دین کی شعوری محنت اور جدوجہد کا جذبہ بیدار کرنے کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان اولیاء اللہ علمائے ربانیین کے جذبۂ صادقہ کی پیروی اور اتباع کی توفیق نصیب فرمائے اور دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران فرمائے۔

اس کتاب کی ترتیب و تدوین میں بہت سے احباب نے تعاون فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی کدو کاوش کو قبول فرمائے۔ بالخصوص مولانا محمد عباس شاد صاحب ناظم مکی دارالکتب لاہور کا میں تہہ دل سے شکرگزار ہوں کہ انھوں کی اس کی طباعت اور اشاعت میں ازحد تعاون فرمایا۔ اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

عبدالخالق آزاد
۲۵/محرم الحرام ۱۴۱۸ھ
22/مئی 1998ء
(ہارون آباد)

☆

www.rahimia.org

پیش لفظ

(طبع دوم)

الحمد للّٰه ربّ العالمین، و العاقبة للمتّقین، و الصّلوٰة و السّلام علیٰ سیّدنا و مولانا محمّدنِ النّبیّ الأمّیّ، و علیٰ آلہٖ، و أصحابہٖ، و اولیاء اُمّتہٖ، و علماء شریعتہٖ، و خلفاء سیاستہٖ، و من تبعھم إلیٰ یوم القیامة أجمعین. أمّا بعد!

سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے بانی اور شیخ اوّل قطبِ عالم حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری نوراللہ مرقدہٗ کی یہ سوانح حیات آج سے قریباً بیس سال قبل تصنیف و تالیف ہوئی تھی۔ راقم سطور کو اپنی علمی بے بضاعتی اور عملی کمزوری کے باوجود حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کی اوّلین سوانح حیات مرتب کرنے کی توفیق ہوئی تھی۔ الحمدللہ! اس کتاب کی اشاعت سے حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کے حالاتِ زندگی اور اُن کے جہد و کردار کا بڑا قیمتی مرقع سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے متوسلین اور متعلقین کے سامنے آیا۔ اس کے فیض سے بہت سے دلوں میں انقلاب آفریں تبدیلی پیدا ہوئی۔ حضرت اقدسؒ کے انفاسِ قدسیہ کی برکات سے زندگیوں میں تبدیلی آئی۔ دینی شعور پیدا ہوا۔ دین پر استقامت کا جذبہ بیدار ہوا۔

الحمدللہ! اس کتاب سے نہ صرف پاکستان میں اصحابِ قلوب اور عقل و شعور نے فائدہ اٹھایا، بلکہ ہندوستان اور دنیا بھر میں بھی سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے وابستگان نے خوب فیض اٹھایا۔ حضرتؒ کی شخصیت کے بہت سے پہلو لوگوں کے سامنے آئے۔ انھیں اپنی تشنگی بجھانے کا موقع ملا۔ رائے پوری سلسلۂ عالیہ کے ساتھ وابستگی میں پختگی پیدا ہوئی۔ حضرت عالی رائے پوریؒ اور ان کے خلفا کے فیض سے لوگ خوب فیض یاب ہوئے۔

اس کتاب کی تصنیف و تالیف دراصل ہمارے پیر و مرشد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کا فیض ہے۔ اُن جیسے اولیاء اللہ کی قلبی توجہات اور باطنی فیضان سے یہ کتاب منصۂ شہود پر آئی ہے۔ ہوا یوں کہ راقم سطور جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی سے دورۂ حدیث شریف سے فارغ ہو کر شعبان

۱۴۰۵ھ/مئی 1985ء میں اپنے پیر و مرشدِ اوّل حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کے پاس رمضان المبارک گزارنے کے لیے لاہور آیا۔ حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ سے بیعت ہونے کے بعد سے زندگی کے ہر مرحلے میں حضرتؒ کے حکم سے کام کرنے کی عادت بن چکی تھی۔ اسی تناظر میں حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ سے احقر نے دریافت کیا کہ اب دورۂ حدیث کی تکمیل کے بعد آئندہ سال سے مجھے کیا کرنا چاہیے؟ حضرتؒ ان دنوں علیل تھے۔ حضرتؒ نے مختصر جواب مرحمت فرمایا کہ: ''تصنیف و تالیف اور تعلیم و تربیت''۔

اس زمانے میں سوائے ایک مقالہ تحریر کرنے کے تصنیف و تالیف کا باقاعدہ کوئی خیال نہیں تھا۔ یہ مقالہ بھی ''**تفسیر جلالین**'' اور ''**الفوز الکبیر**'' پڑھتے ہوئے علوم القرآن کی ایک بحث ناسخ ومنسوخ پر علما کی مختلف آرا کے درمیان تطبیق کے حوالے سے تھا۔ حضرتؒ کے فرمانے پر حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کی وساطت سے تصنیف و تالیف کے طریقۂ کار پر رہنمائی کے لیے دوبارہ حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ سے رجوع کیا۔ اس لیے کہ چند سال قبل مری میں قیامِ رمضان المبارک کے دوران حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ سے بیعت ہوا تو انھوں نے فرمایا تھا کہ:

''کچھ پوچھنا ہو تو مولوی سعید احمد صاحب سے پوچھ لیا کرو اور ان سے تعلق رکھو۔ ذکر اذکار بھی ان سے سیکھ لو۔''

اس لیے جب بھی کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو حضرت رائے پوری رابعؒ کے واسطے سے ہی حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کے سامنے پیش کیا جاتا۔ اس مرتبہ تصنیف و تالیف کے طریقۂ کار پر رہنمائی کے لیے حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ سے دریافت کیا تو انھوں نے راقم کو اپنے ساتھ لیا اور حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس حوالے سے حضرتؒ سے عرض کیا تو حضرت رائے پوری ثالثؒ نے فرمایا کہ:

''مولانا حبیب اللہ مختار دارالتصنیف جامعہ علومِ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں کام کرتے ہیں، ان سے مشورہ کرلو۔''

چناں چہ اپنے دونوں مشائخ کی ہدایت کے مطابق آئندہ سال کے لیے حضرت مولانا حبیب اللہ مختارؒ سے مشورہ کیا تو انھوں نے **تخصُّص فی الفقہ الاسلامی** میں داخلے کا مشورہ دیا۔ اس طرح آئندہ دو سال کے لیے جامعہ علومِ اسلامیہ میں اس شعبے میں داخلہ لے لیا۔ جہاں محترم اساتذۂ کرام حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکیؒ، حضرت مولانا عبدالرشید نعمانیؒ اور حضرت مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ سے افتا کی مشق اور تحقیقی مقالہ لکھنے کے طریقۂ کار پر پوری رہنمائی ملی۔ یوں اس شعبے میں دو سال کے دورانیے میں افتا کی

www.rahimia.org

مشق کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا راستہ متعین ہوتا چلا گیا۔ چناں چہ ان حضرات کی نگرانی میں ہندوستان کی اراضی کی شرعی حیثیت پر بارہویں صدی ہجری کے عالم قاضی محمداعلیٰ تھانویؒ کی تصنیف ”**احکام الأراضی**“ پر تحقیقی کام کرنے کا موقع ملا۔ پھر اسی حوالے سے ولی اللّٰہی علوم و افکار کا مطالعہ انھی حضرات کی زیرِنگرانی کیا۔ اسی سلسلے میں حضرت مولانا غلام مصطفیٰ قاسمیؒ حیدرآباد سندھ سے امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی کتابیں پڑھنے کا موقع ملا۔ ان حضرات کے درمیان بعض علمی مسائل پر مکالمے اور مباحثے سے اہم کتابوں کے مطالعے اور تحقیق کا ذوق پروان چڑھا۔ اسی دوران امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے افکار کے حوالے سے کئی مقالہ جات لکھے، جو شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن ملتان کی جانب سے پمفلٹس کی صورت میں طبع ہوئے۔ اس طرح مطالعہ اور تحقیق و تصنیف کا سلسلہ آگے بڑھتا رہا۔ یوں تصنیفی کام کی حوصلہ افزائی استاذِ محترم مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ اور اپنے دونوں مشائخ رائے پور کی طرف سے ہوتی رہی۔

تخصص کے بعد 88-1987ء میں اپنے پیر و مرشد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کی معیت میں خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کا سفر ہوا۔ تقریباً تین چار ماہ وہاں قیام رہا۔ اس دوران دارالعلوم دیوبند، مدرسہ مظاہرالعلوم سہارن پور، مدرسہ فیض ہدایت رائے پور، جامعہ ملیہ دہلی اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی لائبریریوں اور کتب خانوں سے استفادے کا موقع ملا۔ خاص طور پر خانقاہِ رائے پور میں حضرت عالی رائے پوریؒ کے کتب خانے سے بڑا فیض اٹھایا۔ دارالعلوم دیوبند کے کتب خانے میں ماہنامہ ”القاسم“ دیوبند کی پُرانی فائلوں سے حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کی وفات پر اکابر دارالعلوم دیوبند کے تعزیتی جلسے کی کارروائی اور ان کے منظوم عربی، فارسی، اردو کے مرثیے دست یاب ہوئے۔ سب سے پہلے اسی موقع پر خیال آیا کہ حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کے حالات مرتب کر کے یک جا کر دیے جائیں۔ اس طرح حضرتؒ کی سوانح حیات پر مشتمل مواد ایک جگہ اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ اس خیال کا تذکرہ اپنے پیر و مرشد ِ ثانی حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ سے کیا تو انھوں نے اس کی بھرپور تائید فرمائی۔

1987ء سے 1992ء تک یکے بعد دیگرے خانقاہِ رائے پور کے کئی اسفار اپنے پیر و مرشد حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ اور رابعؒ کی معیت میں ہوئے۔ ان مواقع پر رائے پور تشریف لانے والے بزرگوں اور اکابرین نے بھی حضرتؒ کی سوانح حیات مرتب کرنے کے بارے میں اصرار فرمایا اور اس خیال کی تائید فرمائی۔ اس دوران راقم سطور حضرت عالی رائے پوریؒ کے حالات سے متعلق مواد جمع کرتا رہا۔ خاندان کے لوگوں سے معلومات ملیں۔ رائے پور کے پرانے بزرگوں کے انٹرویو کیے۔ رائے پور کے اطراف میں واقع بہت سے قصبات اور گاؤں میں جانا ہوا۔ وہاں سے معلومات حاصل ہوئیں۔ اس طرح معلومات کا کافی ذخیرہ جمع ہوتا چلا گیا۔

www.rahimia.org

اسی دوران 1992ء میں ہمارے پیر و مرشد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کا وصال ہوا۔ حضرت اقدسؒ کے تابوت مبارک کو خانقاہِ رائے پور میں تدفین کے لیے پاکستان سے ہندوستان رائے پور لے جایا گیا۔ اس موقع پر راقم بھی حضرتؒ کی تدفین کے سلسلے میں رائے پور حاضر ہوا۔ اس موقع پر مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن بجنوریؒ نے بہت اصرار سے احقر سے فرمایا کہ:

> ''پہلے تو آپ حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوریؒ کے حالات پر مضمون لکھ کر دیں، تاکہ ماہنامہ ''دارالعلوم'' دیوبند میں شائع کیا جائے۔ دوسرے حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کی کوئی سوانح نہیں ہے، اسے بھی لکھیں۔''

حضرت مہتمم صاحبؒ کی رائے اور حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کے فرمانے پر خانقاہِ رائے پور میں بیٹھ کر ایک مختصر مضمون حضرت رائے پوری ثالثؒ پر قلم بند کیا، جو ماہنامہ ''دارالعلوم'' دیوبند کی اشاعت غالباً جولائی یا اگست 1992ء میں طبع ہوا۔ اس کے بعد ''دارالعلوم'' کے ''وفیات نمبر'' میں بھی دوبارہ شائع ہوا۔ پھر پاکستان آ کر اپنے پیر و مرشد حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کے حالات پر ایک مفصل مضمون تحریر کیا، جو ماہنامہ ''بینات'' کراچی کی اشاعت بابت ماہ ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ/ اکتوبر 1992ء تا ماہ ذوقعدہ ۱۴۱۳ھ/ مئی 1993 میں آٹھ اقساط میں شائع ہوا۔ بعد میں یہ مضمون عزم سیریز ملتان میں بھی کئی اقساط میں شائع ہوا۔ اسی طرح دیگر کئی مقالات بھی عزم سیریز کا حصہ بنتے رہے۔

رائے پور سے واپس آ کر یہاں تعلیم و تدریس وغیرہ میں اور حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ کی معیت میں تبلیغی اور روحانی اسفار کے سلسلے میں ایسا مشغول ہوا کہ حضرتؒ کی سوانح کا کام کئی سال تک نہ ہو سکا۔ کبھی کچھ لکھا، کبھی کام رُک گیا۔ آخر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ/ جنوری فروری 1997ء میں یہ موقع نصیب ہوا کہ اس کتاب کو مکمل کیا جائے۔ چوں کہ اپنے پیر و مرشدِ ثانی حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کی معیت میں رمضان گزارنے کا معمول شروع سے تھا، اس رمضان میں حضرتؒ کی توجہات، ان کے مشوروں اور اپنے دیگر احباب علمائے کرام کے تعاون سے اس کتاب پر توجہ سے کام ہوا۔ حضرت مولانا حسین احمد علویؒ اور حضرت مفتی عبدالقدیر مدظلہٗ العالی نے اپنے کتب خانوں سے مطلوبہ کتابیں فراہم کر دیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر دے۔ یوں اس سوانح حیات کو مکمل کرنے کا موقع ملا۔ تکمیل کے بعد یہ کتاب پہلی مرتبہ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ/ مئی 1998ء میں طبع ہو کر سامنے آئی۔

حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کی اس سوانح حیات کی اشاعت سے یقیناً میرے پیر و مرشدِ اوّل حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کی روحِ مبارکہ کو ضرور خوشی ہوئی ہوگی کہ ان کے فیض اور توجہ دلانے سے تصنیف و تالیف کا یہ کام شروع ہوا تھا۔ اسی طرح میرے مرشدِ ثانی حضرت اقدس مولانا شاہ

www.rahimia.org

سعید احمد رائے پوریؒ نے اس کتاب کی اشاعت پر بڑی مسرت اور بہت خوشی کا اظہار فرمایا۔ اس سے ان حضرات کی توجہات اور فیوضات و برکات نصیب ہوئیں۔ اسی کے ساتھ اپنے ان دونوں مشائخ کے واسطے سے اوّلین مشائخ رائے پور حضرت عالی رائے پوریؒ اور حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے فیض سے بھی حصہ وافر ملا۔ یوں اس کتاب کی اشاعت سے اولیاء اللہ کے فکر و نظریے سے وابستگی میں پختگی پیدا ہوئی۔ **فالحمد للّٰہ علیٰ ذٰلک النّعماء۔**

اس کتاب کی اشاعت پر پاکستان و ہندوستان میں سبھی بزرگانِ دین اور علمائے حق نے بڑی مسرت اور خوشی کا اظہار فرمایا۔ چناں چہ جب 1999ء میں خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کا سفر ہوا تو مدرسہ مظاہرالعلوم سہارن پور کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا مفتی مظفرحسین نے نہ صرف بہت خوشی اور مسرت کا اظہار فرمایا، بلکہ آئندہ کی اشاعت کے لیے اپنی رائے گرامی بھی لکھ کر عنایت فرمائی۔

حضرت مولانا سیّد مکرم حسین سنسارپوری مدظلہ العالی (مجاز حضرت رائے پوری ثانیؒ) نے مشائخ رائے پور کے حالات پر کتاب ملاحظہ فرمائی تو بہت خوشی کا اظہار فرمایا۔ اس پر انھوں نے بھی بڑی وقیع رائے گرامی اپنے خادم مولوی مجدد صاحب کو املا کرائی اور اس پر اپنے دستخط ثبت فرمائے۔ حضرت مولانا محمد اختر قاسمی مہتمم جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاج پورہ ضلع سہارن پور و مجاز حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ نے بھی مشائخ رائے پور کے حالات قلم بند کرنے پر مسرت کا اظہار فرماتے ہوئے اپنی رائے گرامی تحریر کی۔

حضرت اقدس رائے پوری ثانی کے خلیفہ حضرت مولانا مفتی افتخارالحسن کاندھلوی دامت برکاتہم العالیہ کے پاس جب یہ کتاب پہنچی تو انھوں نے اسے اپنے حلقے میں متعلقین کو سنوانے کا خوب اہتمام کیا۔ پھر جب بھی حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ کے ہمراہ رائے پور کا سفر ہوا، اس دوران جہاں بھی ان کی زیارت اور ملاقات ہوتی تو انھوں نے بڑی محبت اور شفقت سے راقم کو دعائیں دیں۔ چناں چہ انھیں کی تحریک پر اس کتاب کا ایک عکسی ایڈیشن سہارن پور (انڈیا) سے طبع ہوا۔ اس پر انھوں نے کلماتِ مبارکہ لکھ کر حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کے حوالے سے اس کتاب کی اہمیت بیان کی۔ اس عکسی ایڈیشن کے ناشر حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی مدظلہ العالی خلف الرشید شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ نے بھی اس کتاب پر ایک گرامی قدر تحریر لکھی۔ **فجزاھم اللّٰہ تعالیٰ أحسن الجزاء۔**

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن بہت جلد ختم ہوگیا تھا۔ اس کے بعد اس کتاب کی دوسری اشاعت کے لیے احباب کا بہت اصرار رہا۔ اس کتاب کی دوبارہ طباعت کا کئی مرتبہ ارادہ کیا۔ گوناگوں حالات کے سبب اس میں تاخیر ہوتی چلی گئی۔ خاص طور پر اس وَجہ سے کہ حضرت اقدسؒ کی زندگی پر بہت سی نئی معلومات سامنے آنے کی وجہ اس پر نظرِ ثانی کی ضرورت تھی۔ مصروفیت کے سبب اطمینان سے اس پر کام کرنے کا موقع نہیں

www.rahimia.org

مل رہا تھا۔ اسی دوران ہندوستان کا عکسی ایڈیشن چھپ کر سامنے آ گیا۔ یوں پاکستان میں اس کی اشاعت کے حوالے سے تساہل ہوتا رہا۔ بہرحال اس کتاب کی دوبارہ اشاعت میں تاخیر پر احقر قارئین سے معذرت خواہ ہے۔ اتنی تاخیر قطعی طور پر نہیں ہونی چاہیے تھی۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ہر کام کے مکمل ہونے کا ایک وقتِ مقرر ہوتا ہے۔ (**کُلّ شـــیءٍ مــرھــونٌ بأوقاتہٖ**) شاید اللہ کے ہاں اس کتاب کی دوسری اشاعت کا یہی وقت مقرر تھا۔

کتاب کی پہلی اشاعت کے بعد جیسے جیسے وقت گزرتا گیا، حضرت اقدس رائے پوریؒ کے حالات کے حوالے سے مزید مواد بھی دستیاب ہوتا گیا۔ اس کے پیش نظر اس دوسری اشاعت کے موقع پر ہم نے کتاب پر نظر ثانی کی ہے۔ جس کی وجہ سے کتاب کی ضخامت میں خاصا اضافہ ہوگیا ہے۔ پہلی طباعت میں کمپوزنگ کی غلطیاں رہ گئی تھیں، انھیں بھی حتیٰ المقدور دور کیا ہے۔ نئے مواد کے سبب کتاب کے ابواب بھی زیادہ ہوگئے۔ پہلی اشاعت میں کتاب کے چھ ابواب تھے۔ اب اس نئی اشاعت میں دس ابواب ہوگئے ہیں۔

پہلی اشاعت میں کتاب کا مقدمہ بڑا طویل ہوگیا تھا۔ اس میں خانقاہ کے تعارف کے ذیل میں حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کے خلفا اور ان کے بعد آنے والے جانشین حضرات کا مفصل تذکرہ تھا۔ اس اشاعت میں حضرتؒ کے خلفا اور جانشین حضرات کے تعارف پر ایک علاحدہ باب بنا دیا گیا ہے۔ پہلا باب جو نقوشِ زندگی پر مشتمل ہے، اس میں حضرتؒ کے حالات کے حوالے سے بعد میں دستیاب ہونے والے مواد کی روشنی میں کافی اضافے ہوئے ہیں۔ گزشتہ اشاعت کے دوسرے باب میں دین اسلام کے تین شعبوں شریعت، طریقت اور جدوجہدِ آزادی میں کردار کے حوالے سے حضرتؒ کی جہد و کردار کے تینوں نمایاں پہلو ایک جگہ جمع کر دیے گئے تھے۔ اب انھیں ضخامت کی وجہ سے الگ الگ تین ابواب میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ نئی دست یاب معلومات کی وَجہ سے ان ابواب میں بھی کافی اضافے ہوئے ہیں۔ حضرت عالی رائے پوریؒ کی بستی بستی قرآنی تعلیمات کے پھیلاؤ کی تحریک بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ اس سے متعلق تفصیلات اور مدارس و مکاتب سے متعلق معلومات کو بھی ایک مستقل باب میں جمع کر دیا گیا ہے۔

گزشتہ اشاعت کے چھٹے باب میں حضرت عالی رائے پوریؒ کی وفات پر اکابرین دارالعلوم دیوبند کے تمام عربی، اردو اور فارسی مرثیے جمع کر دیے گئے تھے، لیکن ان میں عربی مرثیوں کا فونٹ سائز بہت چھوٹا ہونے کی وجہ سے پڑھنے میں دقت ہوتی تھی۔ اس لیے اس اشاعت میں صرف اردو کے مرثیے رکھے گئے ہیں۔ عربی اور فارسی کے مرثیے اس اشاعت میں شامل نہیں ہیں۔ اس لیے کہ ایک تو کتاب کی اس اشاعت کی ضخامت کافی بڑھ گئی ہے۔ دوسرے یہ کہ اکابرین دارالعلوم دیوبند کے عربی اور فارسی مرثیے بڑے فونٹ کے ساتھ بمع ترجمہ الگ کتاب کی صورت میں شائع کرنے کا ارادہ ہے۔ انشاء اللہ جلد ہی یہ

www.rahimia.org

کام بھی پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گا۔ شجرات کے باب میں بھی اضافے کیے گئے ہیں۔ اس طرح اب اس اشاعت میں مقدمہ کے بعد کتاب کے دس ابواب کی ترتیب درجِ ذیل ہے:

پہلا باب؛ نقوشِ زندگی
دوسرا باب؛ علومِ شریعت کے بحرِ ذخار
تیسرا باب؛ تزکیۂ نفوس میں رُشد و ہدایت کے تاجدار
چوتھا باب؛ قومی آزادی کی جدوجہد میں سیاسی کردار
پانچواں باب؛ قرآنی تعلیمات کے فروغ میں کردار
چھٹا باب؛ مکتوبات حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ
ساتواں باب؛ خطبات و مقالات
آٹھواں باب؛ خلفا، جانشین اور رائپوری تسلسل
نوواں باب؛ منظوم خراجِ عقیدت اور تاریخ وفات
دسواں باب؛ شجرات سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور

آخر میں اس کتاب کی دوسری اشاعت پر احقر اللہ تعالیٰ کا شکرگزار ہے کہ اس نے کتاب پر نظرِ ثانی کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے مجھے اور سب قارئین کو اپنے مشائخ رائے پور کی تعلیمات اور جہد و کردار سے شعوری آگہی نصیب فرمائے اور ان بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین!

کتاب کی اس دوسری اشاعت پر ہمارے محترم حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر سعید الرحمٰن مجاز حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ و پروفیسر موسیٰ پاک شہید چیئر بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان نے حرفِ تعارف تحریر فرمایا۔ انھوں نے کمال اختصار کے ساتھ کتاب کا بھرپور تعارف کرایا۔ اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر دے۔

اے اللہ! ہمیں سلسلۂ عالیہ مجددیہ ولی اللّٰہیہ رحیمیہ کے ان تمام بزرگانِ دین اور مقربانِ بارگاہِ الٰہی کی پوری پوری پیروی کرنے کی توفیق عطا فرما۔ ان کے فکر و نظر، جہد و عمل اور دینی عقل و شعور کی اتباع کرنے کی توفیق نصیب فرما۔ غلبۂ دین اسلام کے نظریے کے ساتھ کام کرنے اور اس حوالے سے اپنی ذاتی اور اجتماعی زندگی میں تبدیلی پیدا کرنے اور ہمت و استقامت کے ساتھ کام کرنے کی توفیق مرحمت فرما۔

یا اللہ! اس سلسلۂ عالیہ کے تمام متوسلین، متعلقین اور وابستگان کو سلسلے کے تمام مشائخ قدس اللہ اسرارہم کے فیوضات و برکات سے حصۂ وافر نصیب فرما۔ ان کے راستے کی اتباع نصیب فرما۔ اپنے دامن عافیت میں لے کر دنیا و آخرت کی بھلائی نصیب فرما۔

اللّٰھم تقبّل منّا إنّک أنت السّمیع العلیم. و لا حول و لا قوّۃ إلّا باللّٰہ العلیّ العظیم.

خاکپائے مشائخ رائے پور
عبدالخالق آزاد رائے پوری
۵/ ذوالقعدہ ۱۴۳۷ھ/ 9/ اگست 2016ء
رحیمیہ ہاؤس، لاہور

www.rahimia.org

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ
شخصیت ایک نظر میں

۱۲۷۰ھ/ 1853ء:	وِلادت باسعادت
۱۲۷۵ھ/ 1858ء:	حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی زیارت اور ابتدائی تعلیم کا آغاز
۱۲۸۳ھ/ 1866ء:	مدرسہ اللہ والا لدھیانہ میں درسِ نظامی کی تعلیم کا آغاز
۱۲۸۸ھ/ 1871ء:	مدرسہ مظاہرالعلوم سہارن پور میں داخلہ
۱۲۸۸ھ/ 1871ء:	حضرت میاں عبدالرحیم سہارن پوریؒ سے بیعت
۱۲۹۱ھ/ 1874ء:	مدرسہ مظاہرالعلوم سہارن پور سے دورۂ حدیث شریف کی تکمیل
۱۲۹۳ھ/ 1876ء:	حضرت میاں عبدالرحیم سہارن پوریؒ سے اجازت وخلافت
۱۲۹۵ھ/ 1878ء:	حضرت قاری عبدالرحمٰن پانی پتیؒ (تلمیذ شاہ محمد اسحاق دہلویؒ) سے تلمذ
۱۳۰۰ھ/ 1882ء:	خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کا قیام
۱۳۰۳ھ/ 1886ء:	پہلے پیر و مرشد حضرت میاں عبدالرحیم سہارن پوریؒ کا وصال
۱۳۰۶ھ/ 1889ء:	حرمین شریفین کا پہلا سفر اور حج کی سعادت کا حصول
۱۳۰۶ھ/ 1889ء:	حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ سے اجازت وخلافت
۱۳۰۷ھ/ 1889ء:	امامِ ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے اجازت وخلافت
۱۳۰۸ھ/ 1890ء:	مدرسہ فیض ہدایت درگلزارِ رحیمی رائے پور کا آغاز
۱۳۰۹ھ/ 1891ء:	سلسلۂ قادریہ نقشبندیہ کی کتاب ''تعلیماتِ رحیمی'' پر تقریظ

www.rahimia.org

۱۳۰۹ھ/ 1892ء:	حاسدین کی مخالفت اور حضرت عالی رائے پوریؒ کی استقامت
۱۳۱۰ھ/ 1892ء:	دوسرے پیر و مرشد حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کا وصال
۱۳۱۰ھ/ 1893ء:	جامع مسجد رائے پور میں خطبۂ جمعہ کے دوران مخالفین کا حملہ
۱۳۲۰ھ/ 1902ء:	دارالعلوم دیوبند کے رُکن شوریٰ اور سرپرستی کا آغاز
۱۳۲۰ھ/ 1903ء:	مدرسہ مظاہرالعلوم سہارن پور کی سرپرستی کا آغاز
۱۳۲۳ھ/ 1905ء:	تیسرے پیر و مرشد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا وصال
۱۳۲۷ھ/ 1909ء:	صاحبزادیٔ محترمہ (والدہ حضرت رائے پوری ثالثؒ) کا انتقال
۱۳۲۷ھ/ 1909ء:	جمعیت الانصار دارالعلوم دیوبند کے سرپرست
۱۳۲۸ھ/ 1910ء:	حرمین شریفین کا دوسرا سفر اور حج کی سعادت کا حصول
۱۳۲۸ھ/ 1910ء:	صاحبزادۂ محترم حافظ عبدالرشید کا انتقال
۱۳۲۸ھ/ 1910ء:	کتاب "المهنّد علیٰ المفنّد" پر تقریظ
۱۳۳۱ھ/ 1913ء:	نظارۃ المعارف القرآنیہ دہلی کی سرپرستی
۱۳۳۳ھ/ 1915ء:	تحریکِ ریشمی رومال کے سرپرست کی حیثیت سے انتخاب
۱۳۳۴ھ/ 1915ء:	مدارس و مکاتیبِ اسلامیہ کے اساتذہ سے اہم خطاب
۱۳۳۴ھ/ 1916ء:	کتب خانۂ خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کا وقف اور متولّی کا تقرر
۱۳۳۴ھ/ 1916ء:	کتاب "النّفائس المرغوبه" کی تصدیق وتوثیق
۱۳۳۶ھ/ 1918ء:	مدرسہ فیض ہدایت درگلزارِ رحیمی کا وقف اور متولّی کا تقرر
۱۳۳۷ھ/ 1919ء:	حضرت عالی رائے پوریؒ کا وصال

☆

www.rahimia.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

از مصنف

قوموں کا دورِ عروج بڑا روشن اور تاب ناک ہوا کرتا ہے، لیکن دورِ زوال بڑا تلخ اور کرب ناک حالات سے عبارت ہوتا ہے۔ دورِ زوال میں بہ حیثیت مجموعی پوری قوم وملت کا صحیح نظریے اور اعلیٰ فکر وعمل پر قائم رہنا انتہائی مشکل ہوتا ہے۔ البتہ اولوالعزم، باہمت اور حریت کا عَلَم بلند کرنے والے افراد کی جماعتی طاقت، زوال سے نکلنے کے لیے اپنے بنیادی فکر وعمل کو محفوظ کرتی ہے۔ ایسی جماعت جدوجہد کرکے پوری قوم میں حریتِ فکر وعمل کی روح پھونکتی ہے۔ ایسے میں مرعوب نہ ہونے والے جرأت مند، باہمت افراد اپنی اجتماعی جدوجہد کے ذریعے زوال کے بُرے اثرات سے قوم کو بچانے کے لیے سرتوڑ کوشش کرتے ہیں۔ تب جاکر دورِ زوال کے ختم ہونے کی صورت پیدا ہوتی ہے۔

ہزار سالہ مسلم دورِ عروج

مسلمانوں کا تقریباً ایک ہزار سالہ دورِ عروج بڑا شان دار ماضی رکھتا ہے۔ یہ عالمی سطح کا ایک ایسا ہمہ گیر سیاسی، معاشی اور تہذیبی وثقافتی نظام تھا کہ جس کے بنیادی فکر میں انسان دوستی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اس عالمی نظام نے دنیا بھر میں بلاتفریق رنگ ونسل و مذہب ہر ایک انسان کو معاشی خوش حالی سے ہم کنار کیا۔ زراعت، تجارت اور صنعت کے ایسے عالمی معیار قائم کیے، جس سے دنیا خوش حالی کی طرف گامزن ہوئی۔ سیاسی حوالے سے جبر وآمریت کی بجائے انسانیت کو ایسے پُرامن عالمی نظام سے متعارف کروایا کہ جس میں تمام قبائل و اقوامِ عالم کو مکمل اَمن وتحفظ فراہم ہوا۔ اور فکری حوالے سے ایسا فلسفہ،طریقت و احسان سامنے آیا، جس میں بُغض ونفرت کی بجائے پیار ومحبت کے ذریعے خداپرستی کا درس عام کیا گیا۔ تقریباً ایک ہزار سال تک مسلمانوں کے غلبے کا یہ دور اقوامِ عالم کے لیے امن وتحفظ، عدل وانصاف اور باہمی پیار ومحبت کا ضامن بنا رہا۔

مسلم دورِ عروج کے بعد زوال کے نتائج

مسلمانوں کے عظیم دورِ عروج کے بعد ان پر جو زوال آیا، وہ انتہائی اَلم ناک پہلو لیے ہوئے ہے۔ اس

www.rahimia.org

دور میں ان کا واسطہ ایک ایسی درندہ صفت، انسانیت دشمن قوت (یورپین اور برطانوی سامراج) سے پڑا کہ جس کے مکروفریب اور مکارانہ چال بازیوں سے ایک دنیا آگاہ ہے۔ سرمایہ پرستی کا ایسا عالمی عفریت پوری دنیا پر چھا گیا، جس نے سیاسی روایات، معاشی مساوات، اور تہذیبی وفکری اساسیات کو ختم کر کے خالصتاً نفع اندوزی کے ظالمانہ طور طریقے پوری دنیا پر مسلط کر دیے۔ سرمایہ پرستی کے سامراجی اداروں نے اپنی زر پرستی کی ہوس کے تابع انسانی سماج کے سیاسی، معاشی اور تہذیبی عالمی معیار ختم کر کے رکھ دیے۔ ایسے میں دیگر اقوامِ عالم کے ساتھ مسلمان ملت بھی سیاسی، معاشی اور فکری غلامی کے گرداب میں پھنس کر رہ گئی۔

زوال اور غلامی کی اس صورتِ حال سے یوں تو پوری دنیا کی اقوام دو چار ہوئیں، لیکن برصغیر پاک و ہند و بنگلادیش کی غلامی کی نوعیت بڑی بھیانک شکل لیے ہوئے تھی۔ ہندوستان ''سونے کی چڑیا'' (Golden Sparrow) ہونے کے حوالے سے یورپ بھر میں مشہور ومعروف تھا۔ یورپ کی للچائی ہوئی نظر رکھنے والی درندہ صفت سامراجی قوتوں نے اس سنہری خطے کو بہت بُری طرح لوٹا۔ انھوں نے معاہدات توڑ کر مکر وفریب سے کام لیا۔ اس طرح اسے تباہ حالی سے دو چار کیا۔ یہ برصغیر کی تاریخ کا بڑا المناک دور ہے۔ ہندوستان کے زوال اور اس کی غلامی نے دنیا بھر کی اقوام کی غلامی اور بھوک وافلاس کی راہ کھول دی اور ایشیا وافریقا کی تمام اقوام کی زندگی اجیرن بنا کر رکھ دی۔

زوال کے اس دور میں یہ ناگزیر تقاضا اُبھرا کہ انسانی تاریخ کے مسلم دورِ عروج میں قائم عالمی سیاسی، معاشی اور فکری وتہذیبی معیارات اور ان کے بنیادی اساسی فکر کو محفوظ کیا جائے۔ نیز انسانیت کے اس عظیم وِرثے کو محفوظ کرتے ہوئے زوال کے اس دور سے نکلنے کے لیے حکمتِ عملی تشکیل دی جائے۔ انسانیت دوست عالمی اصولوں کے غلبے کے لیے یہ ضروری ہوا کہ انسانیت دشمن سامراجی سیاسی، معاشی غلبے کے خلاف آزادی وحریت کی جدوجہد کی جائے۔ اس لیے کہ سیاسی غلامی اور معاشی مغلوبیت کے دور میں دین حق کے غلبے کی کوئی راہ پیدا نہیں ہوسکتی۔ اس تناظر میں یہ ضروری ٹھہرا کہ دورِ عروج کا تحلیل وتجزیہ کر کے اس کے بنیادی اصولوں، سیاسی ومعاشی افکار اور دینی تعلیمات کو مربوط طور پر پیش کیا جائے۔ اور انھیں اگلے دور میں روبہ عمل لانے کے لیے ایک واضح شکل دی جائے۔ نیز دورِ زوال کے اسباب کی نشان دہی کر کے انھیں دور کرنے اور اس کے مقابلے پر پوری جرأت وہمت اور اخلاص کے ساتھ جدوجہد کرنے کی منصوبہ بندی کی جائے۔

ہزارۂ دوم میں خانوادۂ مجددیہ کا تجدیدی کردار

مسلم دورِ عروج پر زوال کے اسباب میں جہاں اَغیار کے مکر وفریب اور ریشہ دوانیوں نے کردار ادا کیا، وہیں خود مسلم معاشرے میں موجود فکری، علمی اور عملی کوتاہیوں اور خرابیوں نے بھی کردار ادا کیا۔ ہر

www.rahimia.org

عروج کے پیچھے علم وفکر کی شعوری جدوجہد بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔فکری اضمحلال،علمی اورنظریاتی پستی معاشرے کی اجتماعیت کو تباہ و برباد کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔عروج کے زمانے میں حاصل شدہ سیاسی اقتدار اور مالیاتی وسائل کا ارتکاز علم وفکر کی بہت سی خرابیوں کا سبب بن جاتا ہے۔سرمائے اور دولت کا تعیش پسندانہ استعمال اور حکومتی طاقت کا انسانیت دشمن استعمال تباہی اور بربادی کا سبب بنتا ہے۔

ہزار سالہ دورِ عروج کے اختتام پر یہی خرابیاں مسلم معاشرے میں پیدا ہوچکی تھیں۔ چناں چہ مذہبی فرقوں کی باہمی لڑائی اور رجعت پسند گروہیت نے شریعتِ اسلامیہ کی انسان دوست تعلیمات کی علمی،فکری اور عملی بنیادوں کو مضمحل کیا۔اسی طرح حکمرانوں کی علمی جہالت اور تعیش پسندی نے دین اسلام کی انسان دوست سیاسی تعلیمات کو پسِ پُشت ڈال دیا۔کم ہمت،عملی زندگی سے کنارہ کش، رسم پرست فلاسفروں اور صوفیا نے انسانی روح کے علاج معالجے کے اعلیٰ ترین علم تصوف اور طریقت کو عملی زندگی سے کاٹ کر محض رسمی بھول بھلیوں اور فکری حماقتوں کی آماج گاہ بنا دیا۔اس طرح ہزارۂ اوّل میں شریعت، طریقت اور سیاست کی اعلیٰ شرعی تعلیمات، روحانی تربیتی نظام اور امن وامان کا حکومتی نظام زوال سے دوچار ہونے لگا۔ اسی سبب سے مسلم معاشرہ اغیار کی سیاسی ریشہ دوانیوں اور مکر وفریب کا شکار ہونے لگا۔

ایسے حالات میں ہجری حوالے سے ہزارۂ دوم کے آغاز پر حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کا تجدیدی کردار سامنے آتا ہے۔انھوں نے نہ صرف اتباعِ سنت کی اساس پر شریعت کے احکامات کی حقانیت واضح کی، بلکہ فقہی حوالے سے فرقہ وارانہ جھگڑوں میں مبتلا مذہبی گروہوں کو شریعتِ محمدیہؐ کی جامعیت کی طرف دعوت دی۔اسی طرح انسانی روح کے علاج معالجے کے علم؛ تصوف اور طریقت کو سنتِ نبویہؐ،صحابہ کرامؓ اور بلند درجہ مجددین اولیائے عظامؒ کے تجربہ شدہ طریقۂ کار پر ڈالا۔فلسفہ اور فکر کی خرابیوں سے سلوک واحسان اور طریقت میں جو انتہا پسندانہ رسمیت اور عملی زندگی سے دُوری پیدا ہوچکی تھی، اُسے ختم کیا۔حضرت مجدد الفِ ثانیؒ نے طریقت کو اتباعِ سنت کی روشنی میں کچھ اس طرح مرتب اور مدوّن کیا کہ تصوف اور فلسفے کے نام پر لوگوں کو گمراہ کرنے کا زندیقیت پر مبنی طریقۂ کار ختم ہوکر رہ گیا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے شریعت اور طریقت میں تجدیدی کردار کے ساتھ ساتھ اس بات کو بھی پوری اہمیت کے ساتھ واضح کیا کہ دین اسلام کی انسان دوست سیاسی تعلیمات کا عملی نظام قائم کیا جانا ضروری ہے۔انھوں نے اپنے سے متعلق اُمرائے سلطنت اور علمائے اُمت کے ذریعے سے ہندوستان کے نظامِ حکومت میں دین اسلام کی تعلیمات سے ہٹ کر جو انسان دشمن رویے پیدا ہوچکے تھے، ان کے خاتمے کے لیے جدوجہد اور کوشش کی۔ علمائے سُو کے باہمی فرقہ وارانہ جھگڑوں کی وَجہ سے ہندوستان کے سیاسی حکمرانوں کے دلوں میں دین اسلام کو دیگر بے عمل مذاہب کی طرح سمجھنے کا جو تأثر پیدا ہوچکا تھا، حضرت

www.rahimia.org

مجدد الف ثانیؒ کی علمی اور عملی کاوشوں سے دور ہوا۔ ان کی جدوجہد کے سبب سے یہاں کا نظامِ حکومت چلانے والے لوگوں کے ذہنوں میں دین اسلام کی انسان دوست تعلیمات جاگزیں ہوئیں۔ چناں چہ حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کے علمی اور عملی تجدیدی رنگ کو قبول کرنے والے حکمرانوں نے اس خطے کا سیاسی نظام دینِ اسلام کی عالم گیر انسان دوست سچی تعلیمات پر اُستوار کرنے کی جدوجہد کی۔

حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کی تجدیدی جدوجہد کا اہم ترین مظہر سلطان اورنگزیب عالمگیرؒ کی صورت میں سامنے آتا ہے، جو بہ یک وقت شریعتِ حقانیہ کا عالم، طریقت نبویہ کا ربانی فرد اور سیاستِ اسلامیہ کے عادل حکمران کے طور پر بلاتفریق رنگ، نسل، مذہب انسانیت کی ترقی کا باعث رہا ہے۔ اس طرح ہزارۂ دوم کی پہلی صدی میں مجددانہ کاوشوں سے دین اسلام کی صاف شفاف تعلیمات شریعت، طریقت اور سیاست کی جامعیت کی صورت میں سامنے آتی ہیں، جنھوں نے مسلم معاشرے کے علمی، فکری اور عملی زوال کی رفتار کو کم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی مجددانہ عظیم شخصیت

امامِ ربانی، مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کے بعد وہ عظیم شخصیت کہ جس میں تمام سلاسل طریقت آ کر جمع ہوجاتے ہیں، وہ **حُجّة اللّٰه علىٰ العالمين، لسان اللّٰه فى الأرض، ناطق هذه الدّورہ، قائد طبقة المجدّدين،** حضرت شیخ قطب الدین احمد المعروف بہ شاہ ولی اللہ دہلویؒ قدس سرہٗ کی ذاتِ گرامی ہے۔ آپؒ کی ذات وہ مجمع البحار ہے، جس میں اگر ایک طرف شعبۂ طریقت کے تمام سلاسل آ کر جمع ہوجاتے ہیں، تو دوسری طرف علوم القرآن والسنہ کے تمام فقہی مذاہب پر آپؒ کو مکمل عبور ہے۔ پھر خلفائے راشدین اور سلاطین اسلام کے سیاسی شعور کا حصہ وافر بھی آپؒ کی ذات میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ اس طرح دین اسلام کے تمام شعبوں کا ہزار سالہ مجموعی مزاج اور اس عرصے کا جامع کردار آپؒ کی نظروں کے سامنے آجاتا ہے۔ آپؒ اس کا بڑی خوب صورتی سے تحلیل و تجزیہ کرتے ہیں۔ گویا قرآنی انقلاب کے پہلے ہزار سالہ دور کی تاریخ، اس کے مختلف شعبہ جاتی مظاہر اور دنیا بھر کے خطوں میں اس کے پھیلاؤ کے تمام دائروں کو آپؒ بڑی عرق ریزی سے جمع کرتے ہیں۔ اس کے ہزار سالہ مجموعی مزاج کا جوہر وخلاصہ بڑی خوب صورتی کے ساتھ جامع انداز میں ترتیب دے دیتے ہیں۔

آپؒ ایک طرف اگر نورِ نبوت کے ہزارۂ اول کے رنگ کا تفصیلی تحلیل و تجزیہ کرتے ہیں تو دوسری طرف ہزارۂ دوم کی ضرورت، تقاضے اور مخصوص رنگ کے پیشِ نظر اس عرصے میں نورِ نبوت کے مقاصد کس طرح پورے ہوتے ہیں؟ اس کی تفصیل و تکمیلی صورت بیان فرماتے ہیں۔ حضرت امامِ ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے جس کام کی ابتدا فرمائی تھی اور اجمالاً اشارات فرمائے تھے، آپؒ پوری جامعیت کے ساتھ اس

www.rahimia.org

کی تفصیلات مرتب کر کے تکمیل کر دیتے ہیں۔ بلکہ دینِ اسلام کے تمام شعبوں میں ایسی راہ مرتب اور روشن کرتے ہیں، جس پر چل کر ہی اس دور کے تقاضوں اور اس کے چیلنجز کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے اور قرآنی تعلیمات کو قلوبِ انسانی میں صحیح طور پر پیوست کیا جاسکتا ہے۔

حضرت مجدد الفِ ثانیؒ نے اپنے مکتوبات میں انبیا علیہم السلام کے وارث علما کی حقیقی علمی نوعیت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''احادیث میں آیا ہے کہ: ''علما انبیاؑ کے وارث ہوتے ہیں۔''(1)

انبیا علیہم السلام کا جو علم اُمت کے لیے اب بھی باقی ہے، اس کی دو قسمیں ہیں:

(۱) علمِ احکام (شریعت)　　(۲) علمِ اسرار (الدین)

پیغمبر کا وارث عالم وہ شخص ہے کہ جس کو ان دونوں علوم میں سے حصہ حاصل ہو۔ ایسا شخص نبی کا وارث نہیں ہے، جس کو ان علوم میں سے کسی ایک قسم کا علم حاصل ہو اور دوسری قسم کے علم سے بالکل ناواقف ہو۔ اس لیے کہ یہ وراثت کے خلاف بات ہے۔ وہ آدمی کیسا وارث ہے کہ اپنے مورِث کے ترکے کی تمام چیزوں میں سے اُسے کچھ حصہ حاصل ہو اور کچھ چیزوں کا حصہ باقی ہو۔ ایسا شخص نبی کا وارث عالم نہیں ہے، بلکہ علم کے قرض داروں میں داخل ہے کہ ابھی تو اُسے علمِ نبوت سے متعلق باقی حصے کا قرض چکانا ہے۔

یہی وَجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

''میرے اُمت کے علما بنی اسرائیل کے انبیاؑ کی طرح ہیں۔''(2)

اس حدیث میں بھی علما سے مراد وہ علما ہیں، جو وارث ہوتے ہیں، نہ کہ علم کے مقروض کہ انھوں نے حضورؐ کے علمی ترکے کے کچھ حصے کو چھوڑ دیا ہو۔ اس لیے کہ وارث اپنے مورِث سے قرب اور تعلق کے حوالے سے مورِث کی طرح ہوتا ہے۔ بہ خلاف قرض دار کے، کہ وہ مورِث کا مقروض ہے، نہ کہ اُس کا وارث۔

پس جو وارث نہیں ہیں، وہ علم نبوت کا عالم بھی نہیں ہیں۔ ہاں مگر! اُس کا علم صرف ایک قسم میں بند ہے اور ہم اُسے مثلاً علمِ اَحکام کا عالم کہیں گے۔ مطلق عالم وہ ہوتا ہے کہ جو وارث ہو اور (حضورؐ کے) دونوں علوم سے اُسے وافر حصہ حاصل ہو۔''(3)

پھر حضرت مجدد الفِ ثانیؒ علم اَسرار کی حقیقت بیان کرتے ہوئے ولایتِ صوفیا کے اَسرار و رموز کے مقابلے پر انبیا علیہم السلام کے علم الاسرار کی حقیقت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''صوفیا کے اَسرار و معارف کی بنیاد وجد کی مستی اور غلبۂ حال کی وَجہ سے ہوتی ہے، جب

www.rahimia.org

کہ انبیا علیہم الصلوٰت والتسلیمات کے تمام علوم، خوہ علمِ اَحکام ہوں یا علمِ اَسرار، سب کے سب عقل وشعور اور ہوش مندی کی حالت سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اُن میں بے ہوشی اور بے شعوری کی کوئی حالت نہیں ہوتی۔"(4)

حضرت مجدد الفِ ثانیؒ نے اپنے اس مکتوب میں ایک عالمِ ربانی کے لیے علومِ نبوت میں علمِ احکامِ شریعت اور علمِ اسرارِ دین دونوں کی اہمیت واضح کی ہے۔ صرف شریعت کے احکامات کا عالم اور علومِ نبوت کی اساس پر علم اسرارِ دین سے ناواقف کو انبیاؑ کا وارث قرار نہیں دیا۔ ان دونوں علوم کے بغیر دینِ اسلام کے غلبے کی کوئی صورت ممکن نہیں۔

حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کے بعد علومِ نبوت کی ان دونوں اقسام کو بڑی جامعیت کے ساتھ جس شخصیت نے بیان کیا، وہ حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ ہیں۔ انھوں نے نہ صرف علمِ احکامِ شریعت کے حوالے سے علوم القرآن، علوم الحدیث اور علوم الفقہ کی حقیقی نوعیت واضح کرتے ہوئے تجدیدی کام کی تکمیل کی، بلکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ اَسرارِ دین پر مبنی نبوی علم کی وضاحت کے لیے مستقل کتاب **"حُجّۃ اللّٰہ البالغہ"** تصنیف فرمائی۔ جس میں علمِ اَسرارِ دین کو موضوعِ بحث بنا کر دین کا ایک مکمل اور مربوط، عقلی اور شعوری نظامِ فکر وعمل بیان فرمایا۔ اس طرح ہزارۂ دوم میں جس تجدیدی کام کا آغاز حضرت مجدد الفِ ثانی قدس سرہٗ نے کیا تھا، اُس کی تکمیل حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے کر دی۔

اس حوالے سے حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ کے فکر وعمل کی امتیازی خصوصیت، جو کسی اَور جگہ نظر نہیں آتی، وہ ان کا پوری انسانی تاریخ، بلکہ پوری کائنات کے تحلیل و تجزیے کی اساس پر انسانی فطرت کے بنیادی حقائق دریافت کرنا اور اس کے تناظر میں نوعِ انسانی کی دنیاوی واُخروی فلاح کے لیے قرآنی نظام پر سیر حاصل گفتگو کرنا ہے۔ انھوں نے **"علم اسرار الدّین"**، **"علم تطبیق الآرا"** اور **"علم تجلّیِٔ اعظم و تجلّیات و تدلّیاتِ رحمانی"** کو مرتب و مدوّن شکل میں پیش کیا ہے۔ ان علوم کو باقاعدہ فن کی شکل دے کر ممتاز حیثیت میں مدوّن کرنا ہی حضرت الامام کی منفرد کاوش ہے۔

حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی امتیازی خصوصیت یہ بھی ہے کہ انھوں نے علم اسرار الدین کی تفہیم کے لیے درجِ ذیل اُمور کی نشان دہی کی ہے:

☆ انسانی سماج کے چار بنیادی ارتفاقات:

(۱) ارتفاقِ اوّل، (۲) ارتفاقِ دوم، (۳) ارتفاقِ سوم، (۴) ارتفاقِ چہارم

☆ انسانی قلوب اور ان کی فطرت کے چار بنیادی اَخلاق و ملکات:

(۱) طہارت، (۲) اخبات، (۳) سماحت، (۴) عدالت

☆ اللہ سے تعلق پیدا کرنے کے چار بنیادی شعائر اللہ:

www.rahimia.org

(۱) بیت اللہ، (۲) کتاب اللہ، (۳) رسول اللہ، (۴) نماز

☆ پوری کائنات میں جاری چار بنیادی کمالاتِ الٰہیہ:

(۱) ابداع، (۲) خلق، (۳) تدبیر، (۴) تجلی

پھر ان تمام کمالات، شعائر، اَخلاق اور ارتفاقات کے تناظر میں قرآنی نقطہ نظر سے ''بِـرّ و إثم'' (نیکی و بدی) کی حقیقت واضح کی ہے۔ ''بِرّ'' تقویٰ اور عدل کو غالب کرنے اور ''إثم'' عصیان اور ظلم وعدوان کو مغلوب کرنے کی سیاسی حکمت عملی کو بروئے عمل لانے کے لیے ''مبحث السّیاسات المِلّیّة'' قائم کرکے نبوت کے کردار کو پوری جامعیت کے ساتھ بیان کردیا۔ اس طرح علمِ نبوت کی اساس پر بر واثم اور سیاست مِلّی کے حوالے سے علم اسرارِ دین کا عقلی اور شعوری مربوط نظام بیان کرنا' ولی اللّٰہی تعلیمات کا بنیادی جوہر اور نمایاں خصوصیت ہے۔

سلسلۂ مجددیہ ولی اللّٰہیہ میں شریعت، طریقت اور سیاست کی جامعیت

حضرت مجددالفِ ثانی اور حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ قدس اسرارہما دونوں حضرات نے علمِ احکامِ شریعت اور علمِ اسرارِ دین کی روشنی میں دینِ اسلام کی تعلیمات کا ایک جامع اور مربوط نظامِ فکر وعمل واضح کیا ہے۔ ان حضرات کا تجدیدی کردار اس حقیقت کی نشان دہی کرتا ہے کہ دینِ اسلام کی جامعیت شریعت، طریقت اور سیاست کی اساس پر قائم ہے۔ یہ تینوں شعبے نہایت ضروری اور دنیا اور آخرت کی کامیابی کا ذریعہ ہیں۔

شریعت اور طریقت لازم وملزوم ہیں

حضرت مجددالفِ ثانیؒ کے مکتوبات کا مطالعہ اس حقیقت کی نشان دہی کرتا ہے کہ ایک مسلمان کے لیے شریعت کی پابندی اور طریقت کے ساتھ وابستگی لازمی اور ضروری ہے۔ جیسا کہ حضرت مجدد صاحب کی گزشتہ عبارت سے واضح ہوتا ہے۔ ان کے نزدیک اتباعِ شریعت کے ساتھ ساتھ انسانی روح کی تربیت اور تزکیے کے لیے طریقت کی بھی بنیادی اہمیت ہے۔

اسی طرح حضرت مجددالفِ ثانیؒ کے بعد حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ علم اسرارِ دین کی روشنی میں شریعت اور طریقت کی اہمیت واضح کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''إعلم أنّ ما كلّف به الشّارع تكليفاً أوّلياً، إيجاباً أو تحريماً: هو الأعمال من جهة أنّها تنبعث من الهيئات النّفسانية، الّتي هي في المعاد للنّفوس أو عليها ... و البحث عن تلك الأعمال من جهتين: ... فالباحث عنها من الجهة الأولىٰ هو

www.rahimia.org

علم الشّرائع، و عن الثّانية هو علم الإحسان." (5)

(جاننا چاہیے کہ شارع علیہ السلام نے سب سے پہلے کسی چیز کو واجب یا حرام کرتے ہوئے انسانوں کو جس کام کا مکلّف بنایا ہے، وہ اعمالِ (شرعیہ) ہیں۔ اس حوالے سے کہ اِنھیں اعمال کے کرنے یا نہ کرنے سے انسانی روح میں وہ ملکہ اور اَخلاق پیدا ہوتا ہے، جو آخرت میں انسانوں کے کام آتا ہے یا اُن کو نقصان دیتا ہے۔

ان اعمال میں سے دو پہلوؤں سے بحث کی جاتی ہے:

ایک پہلو سے ان پر علمِ شریعت کے حوالے سے بحث ہوتی ہے اور دوسرے پہلو سے بحث کرنا علمِ احسان (سلوک وطریقت) ہے۔)

شاہ صاحبؒ کی اس تحقیق سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ دین اسلام کی تعلیمات میں جہاں اعمال کی درستگی کے لیے علمِ شریعت کی ضرورت و اہمیت ہے، وہاں اچھے یا بُرے اعمال کے نتیجے میں پیدا ہونے والے اچھے یا بُرے اَخلاق معلوم کرنے کے لیے علمِ احسان اور علمِ سلوک وطریقت کی ضرورت و اہمیت ہے۔ اسی لیے شاہ صاحبؒ نے اپنی کتابوں میں شریعت کے تمام ابواب بیان کرنے کے ساتھ ساتھ "**أبواب الإحسان**" کے ضمن میں تصوف وطریقت کا مکمل نظام اور اس کے قواعد وضوابط بھی تفصیل کے ساتھ بیان کیے ہیں۔ ان دونوں حضرات نے پورے دلائل کے ساتھ بتلایا کہ انسانیت کی کامیابی کے لیے جہاں شریعت کے احکامات کی پابندی لازمی ہے، وہیں پر انسانی روح کے تزکیے اور تربیت کے لیے علم السلوک و الاحسان پر مبنی طریقت اور حقائق کائنات پر مشتمل تصوف اور فلسفۂ دین کی بھی اُتنی ہی اہمیت ہے۔ ان حضراتؒ نے طریقت کے لیے اتباعِ شریعت کو لازمی قرار دیتے ہوئے اس کے عملی فوائد اور شعوری نتائج کو بھی واضح کیا ہے۔

اجتماعی زندگی کی درستگی کے لیے دینی سیاست کی اہمیت

شریعت اور طریقت کی اہمیت کے ساتھ ساتھ یہ دونوں حضرات دینِ اسلام کے غلبے کی سیاست کے اُمور کو بھی انتہائی اہمیت دیتے ہیں۔ اس حوالے سے سب سے پہلے حضرت مجدد الفِ ثانیؒ نے ہندوستان کے سیاسی نظام کی خرابیوں کو واضح کرنے کا عظیم کام کیا، جو تاریخ کے صفحات پر نقش ہو چکا ہے۔ حضرت امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے سیاسی مکتوبات بھی دینی حوالے سے سیاسی تقاضوں کی اہمیت کو واضح کرتے ہیں۔ یہی نہیں، بلکہ شاہ صاحبؒ علمِ اسرارِ دین کی روشنی میں "**علم المصالح و المفاسد**" بیان کرتے ہوئے ملکی اور بین الاقوامی سطح کے بہتر سیاسی اور معاشی نظام کی نشان دہی کرتے ہیں۔

اس حوالے سے امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ تحریر فرماتے ہیں:

www.rahimia.org

"إعلم أنّ الشّارع أفادنا نوعين من العلم متمايزين بأحكامهما متباينين فی منازلهما:

فأحد النّوعين علم المصالح و المفاسد، أعنی ما بیّنهٔ من تهذیب النّفس باكتساب الأخلاق النّافعة فی الدّنیا أو فی الآخرة، و إزالة أضدادها، و من تدبیر المنزل، و آداب المعاش، و سیاسة المدینة...... و کلّ مصلحة حثّنا الشّرع علیها، و کلّ مفسدة ردّ عنّا عنها، فإنّ ذٰلک لایخلو من الرّجوع إلیٰ أحد اصول ثلاثة:

أحدها: تهذیب النّفس بالخصال الأربع النّافعة فی المعاد، أو سائر الخصال النّافعة فی الدّنیا.

و ثانیها: إعلاء کلمة الحقّ، و تمکین الشّرائع، و السّعی فی إشاعتها.

و ثالثها: إنتظام أمر النّاس، و إصلاح ارتفاقاتهم، و تهذیب رسومهم. ...

و النّوع الثّانی علم الشّرائع و الحدود و الفرائض، أعنی ما بیّن الشّرع من المقادیر." (6)

(جاننا چاہیے کہ شارع علیہ السلام نے ہمارے سامنے علم کی دو ایسی اقسام بیان کی ہیں، جو احکامات کے حوالے سے ایک دوسرے سے ممتاز اور درجات میں ایک دوسرے سے الگ حیثیت رکھتی ہیں:

ایک قسم انسانی سوسائٹی کی مصالح اور اُس کے مفاسد کا علم ہے۔ اس سے میری مراد وہ علم ہے، جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی نفس کو مہذب بنانے کے لیے ایسے اَخلاق اپنے اندر پیدا کرنے کا طریقہ بتلایا ہے، جو دنیا یا آخرت میں نفع دینے والے ہیں۔ اور ان اَخلاق سے متضاد بداَخلاقیوں کو دور کرنے کا طریقہ بتلایا ہے۔ اسی علم کے تحت گھریلو معاشرتی زندگی کا نظام، معیشت کے آداب وقواعد اور ملکی نظم ونسق چلانے کے حوالے سے سیاست کی مصلحتیں اور مفاسد بیان کیے گئے ہیں۔..... انسانی زندگی کی ہر وہ مصلحت جسے شریعت نے قائم کرنے کا حکم دیا ہے اور ہر وہ فساد انگیزی جس سے شریعت نے روکا ہے، درجِ ذیل تین اصولوں میں سے کسی ایک کے تحت ہوتی ہے:

ایک: انسانی نفس کی تہذیب کے چار اَخلاق (طہارت، اخبات، سماحت اور عدالت) جن کا فائدہ آخرت میں ہوتا ہے یا وہ اَخلاق (شجاعت، سخاوت، عفت وغیرہ) جن کا دنیا میں

www.rahimia.org

فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

دوسرا: دین حق کے غلبے اور شریعت کا حکومتی نظام قائم کرنا اور ان کے فروغ کے لیے جدوجہد اور کوشش کرنا۔

تیسرا: لوگوں کے انتظامی اُمور کا نظم ونسق قائم کرنا۔ اُن کے ارتفاقات کو درست کرنا اور اُن کے عملی نظام کومہذب بنانا۔

علم کی دوسری قسم وہ ہے، جس میں شریعت کے احکامات، حدود اور فرائض کا علم دیا گیا ہے۔اس سے میری مراد شریعت کے مقرر کردہ کاموں سے متعلق احکامات ہیں۔)

حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی ان تحریرات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ علم شریعت کے ساتھ ساتھ انسانی سوسائٹی کے اجتماعی معاملات کو حل کرنے کے لیے علم المصالح و المفاسد کی روشنی میں ہر بہتر سیاسی، سماجی اور معاشی اور معاشرتی مصلحت کا تعین کرنا اور اس کے قیام کی جدوجہد اور کوشش کرنا شارع علیہ السلام کے مقاصد میں سے ہے۔ اسی طرح انسانی سوسائٹی میں پیدا ہونے والے فساد انگیز اُمور کا شعور حاصل کرنا اور ممکن حد تک اس کی مزاحمت کے لیے جدوجہد اور کوشش کرنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا حصہ ہے۔

اس طرح ان حضرات کے نزدیک شریعت، طریقت اور سیاست کی جامعیت کی بنیاد پر دین اسلام کی تعلیمات کا تقاضا یہ بنتا ہے کہ اپنی انفرادی اور اجتماعی مصالح اور مفاسد کو سمجھتے ہوئے دینی احکام اور شریعتِ نبویہ کی روشنی میں اپنے اعمال و اَخلاق کو درست کرنا۔ وہ اگر فرائض و واجبات اور حدود کے تناظر میں ہو تو شریعت کہلاتا ہے۔ اگر انسانی روح میں اعلیٰ اَخلاق پیدا کرنے کے حوالے سے ہو تو طریقت کہلاتا ہے۔ اور اگر انسانی سوسائٹی کے سیاسی، معاشی اور سماجی ارتفاقات کے حوالے سے ہو تو سیاست کہلاتا ہے۔

دورِ زوال میں خانوادۂ ولی اللّٰہی کا کردار

سلطان اورنگزیب عالمگیرؒ کے بعد ہندوستان کے داخلی نظام میں عالمی سازشوں کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت میں کمزوری کی نشان دہی سب سے پہلے حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ نے کی۔

چناں چہ "فکّ کُلِّ نِظام" کے اصول پر تبدیلی نظام کا نظریہ آپؒ نے متعارف کرایا۔ اور اس کے لیے جس ہمت، جرأت، بلند نظری اور اخلاص وقربانی کی ضرورت تھی، اس کو پیدا کرنے کے لیے اسوۂ نبویؐ کی اساس پر آپؒ نے ایک ایسی جامع تحریک کی بنیاد رکھی، جس نے آگے چل کر سامراجی سازشوں اور مکروفریب پر مبنی سرمایہ پرستی کے نظام کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ آپؒ کے نفس قدسیہ کی حرارتِ دینی نے ایک ایسی جماعتِ حقہ کی تیاری کی جس نے مشکل حالات میں بھی حریت اور آزادی کا عَلَم بلند کیے رکھا۔ اور

www.rahimia.org

اپنے بنیادی فکر اور نظریۂ دین حق پر ثابت قدمی سے آگے بڑھتی رہی۔

چناں چہ حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ کے بعد آپؒ کے صاحبزادے حضرت الامام شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ نے اپنے والدِ گرامی کے علوم و افکار کی روشنی میں انگریز سامراج کے ظالمانہ تسلط کی واقعی حیثیت کو واضح کرتے ہوئے ''فتویٰ دارالحرب'' جاری فرمایا اور ہندوستان کی سیاسی حیثیت متعین کرتے ہوئے اس خطے کی اقوام کو آزادی وحریت سے ہم کنار کرنے کے لیے جدوجہد کی راہ پر گامزن کیا۔ اگر یوں کہا جائے کہ ہندوستان میں آزادی کے حصول کی ضرورت کو سب سے پہلے اگر کسی نے واضح کیا ہے، تو وہ حضرت الامام شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہٗ کی عظیم شخصیت ہے۔

انگریزوں کے تسلط کے بعد ہندوستان کی غلامانہ سیاسی حیثیت متعین ہوجانے کے بعد آزادی کے حصول کا جذبہ محض مسلمانوں میں ہی نہیں، بلکہ تمام اَقوام کی بنیادی ضرورت قرار پایا۔ چناں چہ اس حوالے سے بھی اسی خانوادۂ عالی مقام کے جاںنثاروں نے قربانیاں دیں، اور آزادی کے حصول اور دین حق کے غلبے کے لیے قافلہ سالار کی حیثیت سے رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔ تحریکِ مجاہدین یا تحریکِ سیّد احمد شہیدؒ اسی جذبہ صادقہ کے ظہور کا دوسرا نام ہے۔ حضرت الامیر الشہید سیّد احمد بریلوی قدس سرہٗ حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید قدس سرہٗ کی عظیم قربانی نے پورے ہندوستان میں آزادی کی روح پھونک دی۔

اسی طرح حضرت الامام شاہ محمد اسحاق دہلوی قدس سرہٗ نے اوّلاً دہلی کے مرکز میں بیٹھ کر ان تمام سرگرمیوں کو منظّم کیا اور مالی امداد وتعاون اور مفید مشاورت سے اس تحریک کو کنٹرول کیا۔ اور پھر نئی طاقت پیدا کرنے کے لیے آپؒ نے انتہائی مشکل اور صبر آزما حالات میں کام کر کے اس جذبے کو آگے منتقل کرنے کے لیے جدوجہد کی۔ بلاشبہ اس پورے ''خانوادۂ ولی اللّٰہی'' نے اپنے تئیں جدوجہد کی ایسی مثال قائم کی، جس کی ماضی قریب میں نظیر نہیں ملتی۔

خانوادۂ ولی اللّٰہی کے جانشین حضرات

خانوادۂ حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ کے عظیم فکر وعمل کے جانشین سیّد الطائفہ حضرت الامیر الحاج شاہ امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ اور آپ کے دو عظیم خلفا حضرت الامام حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہٗ اور حضرت امام ربانی قطب صمدانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ ہوئے۔ ان حضرات کی قیادت اور رہنمائی میں ایک جماعت حقہ نے خانوادۂ ولی اللّٰہی کے فکر وعمل کی اساس پر اگلے دور میں کام کیا۔ چناں چہ 1857ء کی جنگ آزادی کا مرحلہ آیا تو اس جماعت کا فکر وعمل ''جہادِ شاملی وتھانہ بھون'' کی صورت میں جلوہ گر ہوتا ہے۔ یوں اس دور کی جنگِ آزادی میں ان حضرات کی بھرپور شرکت نظر آتی ہے۔

www.rahimia.org

انگریز سامراج کے سرمایہ پرستانہ فکر ونظریے کے خلاف مشنری انداز میں افراد سازی کی ضرورت اور تقاضا ابھرا تو ''دیوبند'' کا مرکز قائم کرکے دینِ حق کی تعلیم وتعلّم سے ایسے افراد تیار کیے گے، جنھوں نے اغیار کی سیاست، معیشت اور تہذیب وکلچر کو قبول کرنے سے قطعاً انکار کردیا اور سامراجی قوتوں کے خلاف دینی اساس پر مزاحمتی تحریکوں کی آبیاری کی۔ چناں چہ دارالعلوم دیوبند کے ماحول میں بچپن سے تربیت حاصل کرنے والے، اس کی روایات کے امین اور دارالعلوم کے تقریباً 60 سال تک مہتمم کی حیثیت سے خدمات سرانجام دینے والی عظیم شخصیت حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ دارالعلوم دیوبند کی سو سالہ تاریخ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''1803ء (میں جب حضرت الامام شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہٗ نے فتویٰ دارالحرب دے کر ہندوستان کی سیاسی حیثیت کا تعین کیا) سے 1947ء تک اس جماعت کے افراد نے اپنے اپنے رنگ میں بڑی بڑی قربانیاں پیش کیں، جو تاریخ کے اَوراق میں محفوظ ہیں۔ کسی وقت بھی ان بزرگوں کی سیاسی اور مجاہدانہ خدمات پر پردہ نہیں ڈالا جاسکتا، بالخصوص تیرھویں صدی کے نصف آخر میں (1857ء اور اس کے بعد) مغلیہ حکومت کے زوال کی ساعتوں میں حضرت شیخ المشائخ مولانا حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہٗ کی سرپرستی میں ان کے دو مریدانِ خاص حضرت مولانا محمد قاسم صاحب (نانوتوی) اور حضرت مولانا رشید احمدؒ (گنگوہی) اور ان کے متبعین اور متوسلین کی مساعی انقلاب، جہادی اقدامات اور حریت واستقلال ملی کی فداکارانہ جدوجہد اور گرفتاریوں کے وارنٹ پر ان کی قید وبند وغیرہ وہ تاریخی حقائق ہیں۔ جو نہ جھٹلائے، نہ بھلائے جاسکتے ہیں۔''(7)

ان حضرات کی تربیت سے اگلے دور میں جو رہنما قیادت سامنے آتی ہے، حضرت الامام حکیم الامت شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس سرہٗ، حضرت الامام قطبِ عالم شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ، مولانا خلیل احمد سہارن پوری قدس سرہٗ اور ان کے متعلقین کی جماعتِ حقہ ہے۔ جس نے برطانوی سامراج کے خلاف اس عظیم خفیہ تحریک آزادی کی قیادت، سرپرستی اور رہنمائی کی، جسے تاریخ میں ''تحریکِ ریشمی رومال'' یا ''تحریکِ شیخ الہند'' سے یاد کیا جاتا ہے۔ پھر جو آئندہ چل کر تحریکِ خلافت اور تحریکِ آزادیٔ وطن کی صورت میں سامنے آتی ہے۔ چناں چہ حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ مزید تحریر فرماتے ہیں:

''ان خدمات کا سلسلہ مسلسل آگے تک بھی چلا اور انھیں متوارث جذبات کے ساتھ ان بزرگوں کے اَخلافِ رشید (حضرت شیخ الہندؒ، حضرت رائے پوریؒ، حضرت سہارن پوریؒ اور ان کے خلفا) بھی سرفروشانہ انداز سے قومی اور ملّی خدمات کے سلسلہ میں آگے آتے رہے، خواہ وہ

www.rahimia.org

تحریکِ خلافت ہو یا تحریکِ آزادیٔ وطن، ان تمام میں بروقت انقلابی اقدامات کر کے اپنے منصب کے عین مطابق حصہ لیا۔''(8)

اس عظیم جماعت نے اپنے دور میں دینِ اسلام کے بنیادی فکر وعمل کو محفوظ کرتے ہوئے، انگریز سامراج کے خلاف آزادی کے تحریکات کے مراکز دیوبند، گنگوہ اور رائے پور کی صورت میں قائم کیے۔ انگریز کے جبر واستبداد کے ماحول میں یہ بہ ظاہر تعلیم گاہ اور خانقاہ کے عنوان سے یاد کیے جاتے تھے، لیکن حقیقت میں یہ دینی مراکز انگریز سامراج کے خلاف افراد سازی کا کام کررہے تھے۔ چناں چہ دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث اور علامہ سیّد محمد انور شاہ کشمیریؒ کے صاحبزادے مولانا محمد انظر شاہ مسعودی لکھتے ہیں:

''دارالعلوم دیوبند درحقیقت ''خانوادۂ ولی اللّٰہی'' کی وہ امانت تھی، جسے ''دِلّی'' کے مکتبہ فکر سے قریبی روابط رکھنے والوں نے بعض اہم مصالح کے پیش نظر ''دیوبند'' منتقل کردیا تھا۔ اور جس پر علم ودانش کا نقاب بہ ظاہر ڈال دیا گیا تھا، لیکن وہ بہ باطن ایک ایسا معسکر (فوجی چھاؤنی) تھا، جس کی مشین پوری تیزی کے ساتھ برطانوی اقتدار کے خلاف مسلسل پُرزے ڈھال رہی تھی۔ یہ نہیں بلکہ دیوبند کے قرب وجوار اور اس کے مضافات میں جو خانقاہیں (گنگوہ، سہارن پور اور رائے پور) تعمیر باطن کا کام کررہی تھیں، ثقہ طور پر معلوم ہوا ہے کہ آزادی وطن تک ان میں خفیہ ''بیعتِ جہاد'' بھی لی جاتی تھی۔

اس سلسلۃ الذہب کی آخری کڑی حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ (جانشین حضرت قطبِ عالم شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ) سے بیعت جہاد کرنے والوں میں مولانا حبیب الرحمٰن رائے پوریؒ (متولّی خانقاہِ رحیمیہ رائے پور) سے اس حقیقت کی تصدیق خود راقم الحروف نے کی، اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں بہ استثنائے ''خانقاہ تھانہ بھون'' ہر خانقاہ میں ان جذبات کی خاص پرورش اور نگہداشت کی جاتی، جن کا مقصد ''برٹش اقتدار کے خلاف ان جذبات پر مبنی تھا کہ ''تخت یا تختہ''۔ (9)

خانوادۂ ولی اللّٰہی کے وارث اربابِ دارالعلوم دیوبند نہ صرف انگریز سامراج کے خلاف جدوجہد میں پیش پیش رہے، بلکہ علمی اور فکری حوالے سے دینِ اسلام کے تمام شعبوں میں بڑی جامعیت کے ساتھ کردار ادا کیا۔ وہ علومِ نبوت کے تمام پہلوؤں کے وارث بنے اور انھوں نے ایک ایسا جامع مسلکِ فکر وعمل قائم کیا، جو انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ دارالعلوم دیوبند کی اسی جامعیت اور ولی اللّٰہی فکر کے تسلسل کو بیان کرتے ہوئے حضرت قاری محمد طیب قاسمیؒ تحریر فرماتے ہیں:

''دارالعلوم کا سلسلۂ استناد محدثِ ہند حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے

www.rahimia.org

چلتا ہے، جس کی سندِ متصل اوپر سے نبی کریم ﷺ تک پہنچتی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا علم اور ذوق وفکر، شاہ عبدالعزیزؒ، پھر شاہ محمداسحاقؒ اور شاہ عبدالغنیؒ کے واسطوں سے حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی اور حضرت مولانا رشیداحمد گنگوہی قدس اللہ اسرارہم تک پہنچا اور انھوں نے اس ادارۂ مقدسہ یعنی دارالعلوم دیوبند کے ذریعے سے اسے عالم گیر بنایا۔

سو بلاشبہ کتاب وسنت کی تعلیم اور توحید و رسالت کی عظمت وتوقیر کی وضاحت و بیان میں حضرت شاہ ولی اللہ کا ایک مخصوص رنگ اور ممتاز اندازِ تفہیم ہے، جس کا اوّلین جوہری مادہ وحیٔ خداوندی اور اس کا تفقہ ہے۔ جوان کا اساسِ فکر ہے۔ پھر تعلیم وتلقین کے دائرے میں اس کی وہ نوعیتِ بیان ہے، جو ہر دور کی نفسیات کو اپیل کرتی ہے۔ جس کے مختلف اجزائے ترکیبی ہیں، جو حسبِ نفسیاتِ زمانہ اس میں کارفرما ہوتے آرہے ہیں۔ پھر یہ اندازِ فکر محض کسی عقلی سوچ بچار یا ذہنی کاوش کا نتیجہ نہیں، بلکہ الہامی ہے۔ جس کی الہامی نوعیت کو خود حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے ہی اپنی معرکۃ الآرا تصنیف "**حُجّة الله البالغه**" میں ظاہر کردیا ہے۔...

حضرت شاہ صاحبؒ نے بہ الہامِ خداوندی بھانپ لیا تھا کہ اب دین کو محض نقل و روایت سے عقیدت مندانہ سمجھنے کا زمانہ نہیں رہا۔ عقلی مطالبوں اور حجت طلبیوں کا دور شروع ہوگیا ہے۔ حقیقت شناسی، حق طلبی اور اعتقادی روایات پر ایمانی پختگی سست پڑ گئی ہے اور عقل پرستی غالب آتی جارہی ہے، تا آں کہ لوگ مغیبات (غیب کی باتوں) کو بھی عقل ہی کی ترازو میں تولنے کی فکر میں لگ گئے ہیں۔ اس لیے جب تک منقولِ دین کو معقول کا لباس پہنا کر پیش نہیں کیا جائے گا، اس وقت تک اس دور کی عقل پرست طبیعتیں مطمئن نہ ہوں گی۔ اور اسے إِنْ هٰذَآ إِلَّآ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ۝ (10) (یہ گزشتہ لوگوں کے قصوں کے سوا کچھ نہیں) کہہ کر ناقابل التفات ٹھہرا دیں گی اور دین سے محروم ہوجائیں گی۔ اس لیے شاہ صاحبؒ نے بہ الہامِ خداوندی اس جامع منقول ومعقول مکتبِ فکر کے ذریعے دین پہنچانے کا فیصلہ فرمایا، تاکہ پورا دین جیسے نقل و روایت کے لحاظ سے کامل ہے، اسی طرح عقل و درایت کی رُو سے بھی کامل ہی نمایاں ہو۔ اور کسی بھی عقل پرست یا درایت دوست انسان کے لیے ناقابل التفات نہ ہونے پائے۔ اس لیے یہ نادرِ روزگار کتاب "**حُجّة الله البالغه**" خاص اس موضوع پر تصنیف فرمائی۔"(11)

دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت قاری صاحبؒ کی اس عبارت سے دو بنیادی اُمور واضح ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ دارالعلوم دیوبند ولی اللّٰہی فکر کی اَساس پر قائم کیا گیا۔ دوسرے یہ کہ حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا فکر ہر دور کے عقلی مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔ ولی اللّٰہی فکر عقل، نقل اور کشف تینوں کا جامع ہے۔

www.rahimia.org

دارالعلوم دیوبند کے مسلک کی اسی جامعیت کو بیان کرتے ہوئے حضرت قاری صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں:

''اس ادارے کا مسلک جیسے جامع علم و معرفت، جامع عقل و عشق، جامع عمل و اَخلاق، جامع دیانت و سیاست، جامع روایت و درایت، جامع خلوت و جلوت، جامع عبادت و مدنیت، جامع اَسرار و حکمت، جامع صحو و سُکر، جامع جذب و سلوک، جامع حال و قال اور جامع ظاہر و باطن۔ اسی طرح اس مسلک کے سالک بھی درجہ بہ درجہ ان نسبتوں کے جامع ہیں، جو اُس کے ماحول سے بن بن کر نکلتے رہے ہیں۔ اور ان مسلکی نسبتوں کے لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ اصل کے لحاظ سے مسلم ہیں۔ فرقے کے لحاظ سے اہل سنت و الجماعت۔ مذہب کے لحاظ سے حنفی۔ مشرب کے لحاظ سے صوفی۔ کلام کے لحاظ سے اشعری۔ سلوک کے لحاظ سے چشتی و نقشبندی۔ فکر کے لحاظ سے ولی اللّٰہی ۔ بُرہان وعیان اور مکتب پسندی کے لحاظ سے قاسمی۔ تفقہ اور فقہ شناسی کے لحاظ سے رشیدی۔ اجتماعیت کے لحاظ سے محمودی۔ اور مرکزی نسبت کے لحاظ سے دیوبندی ہیں۔''(12)

اس پورے تناظر میں بلاشبہ یہ حقیقت واضح ہوتی ہے۔ کہ خانوادۂ ولی اللّٰہی اور ان کے جانشین نفوسِ قدسیہ کی سب سے بڑی خصوصیت اور امتیاز یہ ہے کہ ان حضرات قدس اللہ اَسرارہم نے انبیا علیہم السلام کے اسوۂ حسنہ کو سامنے رکھتے ہوئے، اپنے دور میں پیدا شدہ زوال اور غلامی کا مقابلہ کرتے ہوئے، خطے کی اقوام کی آزادی اور قومی غلبہ کے حصول کے لیے بڑی جرأت اور ہمت سے کام لیا۔ یوں مظلوم انسانیت کو ظالم سرمایہ پرست قوتوں کے سیاسی، معاشی اور تہذیبی وفکری ظالمانہ نظام سے نجات دلانے کے لیے عظیم جدوجہد اور کاوش کی ہے۔ اسی کے ساتھ انسانی قلوب کو صیقل کر کے ان میں تعلق مع اللہ اور عشق الٰہی کی ایسی جوت جگائی ہے کہ جس سے خدمتِ انسانیت کا جذبۂ صادقہ پیدا ہوا اور عبادتِ الٰہی کا صحیح اسلوب اُجاگر ہوا۔ یوں اس خطے کی قومی تعمیر و تشکیل میں ان حضرات نے بڑا جان دار اور بھرپور کردار ادا کیا ہے۔

قطب العالم حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ

صاحبِ سوانح حضرت الامام، قطبِ عالم، مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ ''خانوادۂ ولی اللّٰہی'' کی جانشین جماعتِ حقہ کے فردِ فرید اور رُکنِ رَکین ہیں۔ آپؒ علمائے حق کے اس عظیم سلسلے کی ایک سنہری کڑی ہیں، جس نے ان حضرات اکابرین کی وراثت اور جانشینی کا حق ادا کرتے ہوئے اَخلاق و احسان، دین حق کی سربلندی، انسانیت دوستی اور سامراج دشمنی کی اساس پر فکر و عمل کی ایسی راہ روشن کی، جس نے آنے والی نسلوں کے لیے اس طور سے آگے بڑھنا آسان بنا دیا۔ آپؒ کے فکر و عمل سے ایسے چراغ روشن ہوئے، جنھوں نے اگلے دور میں اکابرین علمائے حق کی جدوجہد اور کاوش کو آگے بڑھایا۔ مایوسی اور

www.rahimia.org

مرعوبیت کے ماحول میں جرأت، ہمت، اخلاص اور قربانی کا جذبہ پیدا ہوا اور دین حق کی سربلندی کی سوچ پیدا ہوئی اور اس کا بھرپور شعور اُجاگر ہوا۔ مردہ دلوں میں تعلق مع اللہ سے زندگی بخش روشن راہیں نکلیں۔ خداپرستی اور انسان دوستی کا غلغلہ بلند ہوا۔

قطبِ عالم حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ اگر ایک طرف قادریہ، نقشبندیہ مجددیہ سلسلہ کے عظیم حریت پسند بزرگ حضرت مولانا عبدالغفور سواتی قدس سرہٗ عرف ''**سَیدُو بابا**'' کے خلیفہ اعظم حضرت میاں عبدالرحیم سہارن پوری قدس سرہٗ کے خلیفہ اجل ہوتے ہیں اور ان کے سلسلۂ فکر وعمل کے وارث اور امین ہیں۔ تو دوسری طرف چاروں سلاسل کے جامع، عظیم قافلہ سالار سیّد الطائفہ حضرت الشاہ حاجی امداداللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ کے خلیفہ اجل بھی ہیں۔ اسی طرح حضرت الامام حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہٗ کے فیض روحانی سے سیراب ہونے کے ساتھ امامِ ربانی قطبِ صمدانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ کے خلیفہ اجل اور جانشین بھی ہیں۔ آپؒ میں فکر وعمل کی وہ تمام توانائیاں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ جو ان سلاسل علمائے حق کی امتیازی خصوصیات میں سے ہیں۔

حضرت عالی رائے پوریؒ اوّل نے اپنے مشائخ کرام کے حکم سے ہندوستان کے مشہور مردم خیز ضلع سہارن پور کے ایک قصبہ ''رائے پور'' میں ایک ایسے مرکز فکر وعمل اور اخلاص واحسان کی بنیاد رکھی، جس نے ''خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور'' کے نام سے شہرت حاصل کی۔ انھوں نے ۱۳۰۰ھ/ 1882ء میں قصبہ رائے پور کے متصل ایک باغ میں مستقل قیام فرمایا، جو آئندہ چل کر ''گلزارِ رحیمی'' کے نام سے مشہور ہوا۔ آپؒ نے اپنے فکر وعمل اور جدوجہد کردار میں اپنے مشائخ کرام کی اتباع میں کمال بے نفسی سے کام لیا۔ انھوں نے انتہائی متواضع طبیعت کے ساتھ مشائخ کرام کے طے کردہ راستے پر جرأت وہمت سے کام کیا۔ ایک وقت ایسا آیا کہ قطبِ عالم حضرت اقدس گنگوہی قدس سرہٗ کے وصال (۱۳۲۳ھ/ 1905ء) کے بعد اس سلسلۂ عالیہ سے وابستہ تمام ادارے، تحریکات اور مراکز کی رہنمائی اور سرپرستی آپؒ کے سپرد ہوگئی۔ یوں ''گنگوہ'' کے مرکز کے بعد ''رائے پور'' کا مرکز ''گنگوہ'' کی بہار دینے لگا۔

چناں چہ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اس کی منظرکشی یوں کرتے ہیں:

جنھوں نے ''رائے پور'' میں بیٹھ کر ''گنگوہ'' دیکھا ہے
انھیں ہی یاد کچھ ''گنگوہ'' کا جغرافیا ہوگا

اسی طرح آپؒ کے محبوب دوست حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس سرہٗ نے اپنے مرثیے ''مسدّسِ مالٹا'' میں آپؒ کو ''جانشین کرام'' کے لقب سے یاد کیا ہے۔

حضرت اقدس عالی رائے پوری قدس سرہٗ اپنے دونوں سلسلوں کے مشائخ عظامؒ کے نقش قدم پر چلتے

www.rahimia.org

ہوئے دین اسلام کے بنیادی شعبوں ـــــ شریعت، طریقت اور سیاست ـــــ میں بڑی جامعیت لیے ہوئے ہیں۔ آپؒ نے اپنے مشائخ کرام کے تمام سلسلوں کا بڑا فیض پایا ہے۔ بالخصوص چاروں سلاسل ـــــ قادریہ، چشتیہ، سہروریہ اور نقشبندیہ ـــــ کے اجتماع سے آپؒ میں ایک عجیب جامعیت کی شان پائی جاتی تھی۔

ابتدائی ذکر واذکار، فکروشعور کی بلندی اور روحانی ترقی وعروج کے حوالے سے آپؒ میں ''قادریہ'' کا رنگ نمایاں نظر آتا ہے۔ طبیعت ومزاج میں اُنس وطمانیت اور فکر وشعور میں ضبط وگہرائی کے حوالے سے آپؒ میں ''نقشبندیہ'' کا رنگ محسوس ہوتا ہے۔ قبولیتِ عامہ اور عوامی رابطے کے لحاظ سے آپؒ میں ''چشتیہ'' کا ظہور ہوتا ہے۔ دینی ادب وآداب، نظم وانتظام کے شعور اور طبعی اُنس کے حوالے سے آپؒ میں ''سہروردیہ'' کا اثر دکھائی دیتا ہے۔ مزید یہ کہ ''مجددیہ'' کی تجدیدی شان کے رنگ کے ساتھ ساتھ سلسلۂ عالیہ ''ولی اللّٰہیہ'' کی مربوط تجدیدی جامعیت کا بلندتر جذبۂ صادقہ نمایاں طور پر آپؒ کو ممتاز کرتا ہے۔

پھر حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ کو اپنے ولی اللّٰہی مشائخ سے جو نسبتِ **جامعۃ السّلاسل** حاصل ہوئی تھی، اس کے فیضان نے آپؒ کے قلب ونظر، فکر وعمل اور جہدوکردار کو اپنے رنگ میں پورے طور پر رنگ لیا تھا۔ یوں آپؒ کی شخصیت ان تمام سلاسل عالیہ کے مزاج اور رنگ میں اس طرح گُندھی ہوئی تھی کہ غلبہ دین کا نبوی جذبہ پوری جامعیت کے ساتھ آپؒ کے جوہر قلب کی گہرائیوں میں پیوستہ ہوگیا تھا۔ چناں چہ آپؒ کے جسم وجان کا انگ انگ اسی جذبۂ صادقہ میں رَچ بس گیا تھا۔

اسی جذبۂ صادقہ نے جب دین اسلام کے شعبۂ شریعت کے حوالے سے آپؒ کے قلب وفکر میں تحریک پیدا کی تو اس کا ظہور از ھر ہند دارالعلوم دیوبند، مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور، نظارۃ المعارف القرآنیہ دہلی اور سلسلہ مدارس تعلیم القرآن کی سرپرستی، نگرانی اور رہنمائی کی صورت میں جلوہ گر ہوا۔ چناں چہ قرآنی تعلیمات کو بستی بستی، شہر شہر پھیلانے کے لیے آپؒ نے بھرپور کوشش فرمائی، تاکہ دین اسلام کو مٹانے والے قرآن مخالف فکرونظریہ کا توڑ پیدا کیا جاسکے۔ اور قرآنی تعلیم اور اس کا فکر وشعور گھر گھر میں پھیل کر اپنی جڑیں مضبوط کرلے۔ زوال کے دور میں قرآنی تعلیم کے ذریعے سے اپنے دین پر اعتماد بحال کرنا اہمیت کا حامل بڑا بنیادی کام ہے۔

حضرت عالی رائے پوری قدس سرہٗ کے محبوب دوست حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ اپنے مرثیہ میں آپ کے بارے میں فرماتے ہیں: ع

نورِ چشم اکابر و اَعلام
ملجاء مأمن خواص و عام

www.rahimia.org

سرپرست مدارسِ اسلام
مُردم دیدۂ رشیدؒ اَنام
زینت و زیبِ الف ثانی مُرد
شاہ عبدالرحیم ثانی مُرد

حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ آپؒ کی خدماتِ قرآنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ہوئے عثمانؓ جامعِ قرآن
دِہ بہ دِہ تم تھے قاسمِ فرقان
تم بلا شک تھے نائب عثمانؓ
آج سنسان کیوں نہ ہو میدان
زینت و زیبِ الف ثانی مُرد
شاہ عبدالرحیم ثانی مُرد

جب دین کا یہ جامع جذبۂ صادقہ شعبۂ طریقت اور راہِ سلوک واحسان کے حوالے سے آپؒ کے جملہ لطائف میں تحریک پذیر ہوتا ہے تو آپؒ انسانی قلوب کے تزکیہ اور تصفیہ باطن کا نہایت اونچا معیار قائم کرتے ہیں۔ آپؒ کے نزدیک ''احسان'' کا جوہر، تصحیح نیت کی پختگی کے ساتھ ساتھ، دینی فہم وبصیرت اور عقل وشعور کا حاصل ہوجانا ہے۔ تاکہ دین اسلام کی حقیقی تعلیمات کے ذریعے دور کے پیدا شدہ تقاضوں اور مسائل کو پوری فہم وبصیرت کے ساتھ حل کیا جاسکے۔ جس میں جتنی استعداد ہو، اس کے مطابق اسے دین حق کا صحیح فہم وشعور حاصل ہوجانا ''سلوک واحسان'' کا بنیادی تقاضا ہے۔

اس حوالے سے حضرت اقدس عالی رائے پوری قدس سرہٗ کو اپنے مشائخ سے تمام سلاسل عالیہ (قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور نقشبندیہ) کی نسبتِ جامعہ کا فیضان ملاتھا۔ اس طرح آپؒ کی حقیقی ''نسبت'' نسبتِ جامعہ ہی تھی، جو آپؒ کو حضرت اقدس مولانا رشیداحمد گنگوہی قدس سرہٗ سے حاصل ہوئی تھی۔ چوں کہ حضرت عالی رائے پوریؒ کو اپنے شیخ حضرت اقدس گنگوہی قدس سرہٗ سے جو عشق اور محبت تھی، اس کا اثر ''نسبت'' کی یکسانیت کے حوالے سے بھی ظاہر ہوا۔

ہندوستان میں سب سے آخر میں ظہور پذیر ہونے والے سلسلۂ نقشبندیہ کی وجہ سے حضرت اقدس گنگوہی قدس سرہٗ میں نسبت جامعہ کا ظہور ''نقشبندی نسبت'' کی صورت میں ہوا تھا۔ اسی لیے اُن پر نقشبندی نسبت کا غلبہ رہتا تھا، جو ولی اللّٰہی فیضان سے حضرت گنگوہیؒ کو حاصل ہوئی تھی۔ اسی طرح اُن کے جانشین حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ میں بھی نسبتِ جامعہ کا ظہور ''نقشبندی نسبت'' کے غلبے کی صورت

www.rahimia.org

میں رہا ہے۔ چناں چہ حضرت عالی رائے پوریؒ کے جانشین حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ فرماتے ہیں:

''حضرت (مولانا رشید احمد) گنگوہی قدس سرہٗ کی غالب نسبت نقشبندیہ تھی اور ہمارے حضرت (اقدس عالی رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ پر بھی نسبتِ نقشبندیہ ہی غالب تھی۔'' (13)

نقشبندی بزرگوں کے بارے میں یہ شعر ان کی قوت نسبت کی صحیح ترجمانی کرتا ہے:

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند
کہ بُرند از رہ پنہاں بہ حرم قافلہ را

(نقشبندی بزرگ بھی عجیب قافلہ سالار ہوتے ہیں کہ چھپے راستے سے قافلے کو حرم شریف پہنچا دیتے ہیں۔)

حضرت اقدس شیخ الہند قدس سرہٗ نے ''مسدّسِ مالٹا'' میں طریقت کے حوالے سے حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کے بلند مرتبے کا اظہار کرتے ہوئے انھیں ''چشمہ فضل و معدنِ احسان'' اور ''بزمِ وحدت وعرفاں'' قرار دیا ہے۔ گویا حضرت عالی رائے پوریؒ سلوک و احسان میں سرچشمۂ طریقت اور توحید وعرفان میں ایک مستقل بزم اور انجمن کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اسی طرح حضرت مولانا محبّ الدین مکیؒ خلیفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ حضرت عالی رائے پوریؒ کی نسبت بیان کرتے ہوئے درجِ ذیل کلمات فرماتے ہیں:

''حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری بڑے قَوِیُّ النِّسبت (مضبوط نسبت کے حامل بزرگ) ہیں۔ ان کے پاس کوئی کیسا ہی دل لے کر آجائے، سب جھاڑ جھنکار کو ایک دم صاف کردیتے ہیں۔''(14)

حقیقت یہ ہے کہ حقیقی جستجو اور سچی طلب کے ساتھ جو حضرات آپؒ کے پاس آگئے۔ ان کے زنگ آلود قلوب کو صیقل کر کے ان میں عشق ومحبت الٰہی کا جذبہ صادقہ کچھ اس طرح پیدا کردیتے ہیں کہ ہر ایک کشتہ تیغ بزبان حال پکار اٹھتا ہے:

نہ پوچھو ہم سے رائے پور کے پیر مغاں کا ظرف
جو اُن کے مے کدے سے ہو کے آیا ، چُور چُور آیا

غلبۂ دینِ اسلام کا نبوی جذبۂ صادقہ جب شعبۂ سیاست کے حوالے سے آپؒ میں تحریکی مزاج پیدا کرتا ہے تو ہندوستان کے سیاسی زوال اور مغلوبیت کے دور میں آپؒ یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ غلبۂ دینِ حق کے لیے اس خطے کی اقوام کا انگریز سامراج کی سیاسی، معاشی اور فکری غلامی سے نکلنا ایک ناگزیر تقاضا

www.rahimia.org

ہے۔ اس کے لیے قومی آزادی اور حریت واستقلال کے حصول کے لیے جدوجہد کرنا لازمی عنصر کی حیثیت رکھتا ہے۔ چناں چہ اپنے مشائخ کرام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حضرت عالی رائے پوریؒ انگریز سامراج کے خلاف قومی آزادی کے حصول کے لیے تحریکاتِ آزادی میں پوری طرح شریک ہوتے ہیں۔ بالخصوص ''تحریکِ ریشمی رومال'' کی سرپرستی، رہنمائی اور نگرانی کا کام انتہائی جرأت و ہمت اور بڑی اولوالعزمی کے ساتھ سرانجام دیتے ہیں۔ انتہائی جبر وآمریت اور دہشت کے ماحول میں حضرت عالی رائے پوریؒ اور ان کے ہمراز دوستوں نے ظالم انگریز کے خلاف آزادی کے حصول کے لیے یہ تحریک چلائی تھی۔

تحریکِ آزادی 1857ء اور تحریکِ خلافت 1918ء کے درمیانی عرصے میں جس تحریک نے انگریز سامراج کے خلاف جدوجہدِ آزادی کی شمع کو اپنے لہو سے روشن رکھا، اسے تاریخ میں ''تحریکِ شیخ الہند'' یا ''تحریکِ ریشمی رومال'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس تحریک کے قائدِ اعلیٰ حضرت اقدس شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس سرہٗ نے اپنے محبوب دوست اور ہمراز حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کے بارے میں اپنے مرثیہ ''مسدّسِ مالٹا'' میں اس تحریک کے حوالے سے بڑے بلیغ اشارے فرمائے ہیں اور آپؒ کو اس حوالے سے ''فخرِ دوستاں''، ''بازوئے ہمرہاں'' اور ''حدی خوانِ کارواں'' قرار دیا ہے۔ ع

نازش فخر دوستاں نہ رہا
زور بازوئے ہمرہاں نہ رہا
قدر افزائے خادماں نہ رہا
لو ''حدی خوانِ کارواں'' نہ رہا
زینت و زیب الف ثانی مُرد
شاہ عبدالرحیم ثانی مُرد

حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ تحریکِ ریشمی رومال کے اس کوہِ گراں کو اپنے سر پر اٹھانے کے حوالے سے حضرت عالی رائے پوریؒ کے کردار کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ع

سر پر اس ''کوہ'' کو اُٹھاتا کون
گردن ''اس'' کے لیے جھکاتا کون
دل کے اندر ''اسے'' بٹھاتا کون
پڑھ کے یہ روتا اور رُلاتا کون
زینت و زیب الف ثانی مُرد
شاہ عبدالرحیم ثانی مُرد

www.rahimia.org

یہ حقیقت ہے کہ برصغیر کی آزادی وحریت کی قومی اور ملّی جدوجہد میں ان علمائے ربانیین کا کردار نہایت بلند اور عظمتِ شان لیے ہوئے ہے۔ ان نفوسِ قدسیہ نے نامساعد حالات کے باوجود بہ ظاہر خانقاہوں میں بیٹھ کر ملّی اور قومی آزادی کے لیے جو عظیم قربانیاں دی ہیں، اس کی نظیر دنیا کے خطے میں اس سے قبل نہیں ملتی۔ ان حضرات نے مکمل سیاسی شعور اور پورے فہم وتدبر اور فراست کے ساتھ انگریز سامراج کی چالوں اور سازشوں کا مقابلہ کیا ہے۔ دنیا کے کسی خطے میں دین حق کی جامعیت لیے ہوئے کوئی جان دار تحریک ایسی نہیں ہے، جس نے انگریز سامراج کے ہمہ گیر ظالمانہ نظام کا اس جرأت اور پامردی سے مقابلہ کیا ہو۔ یہ اپنے دور کے سیاسی مدبرین اور مجددین امت ہیں، جنھوں نے کم ازکم برصغیر میں انگریز کا مقابلہ کرکے اپنے توانا فکر ونظریے کو نہ صرف زندہ رکھا، بلکہ اگلے دور میں قومی تعمیر وتشکیل کے لیے نویدِ فکر وشعور کے عَلَم بردار بن کر سامنے آئے۔ نیز انھوں نے صحیح دینی فہم وبصیرت کی اساس پر قومی مسائل اور ان کے صحیح حل کرنے والی ایک ایسی جماعت تیار کردی، جو اگلے دور میں صحیح فکر وعمل کی حامل قرار پائی۔

الغرض! قطبِ عالم حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری ان ذواتِ قدسیہ میں سے ہیں، جنھوں نے کامل دینی فہم وبصیرت اور مکمل دینی جامعیت کے ساتھ دین اسلام کے تمام شعبوں (شریعت، طریقت اور سیاست) میں مجتہدانہ شان کے ساتھ رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ چناں چہ آپؒ کی ہمہ جہتی دینی جامعیت کو بیان کرتے ہوئے دارالعلوم دیوبند کے فاضل استاذ الحدیث حضرت مولانا عبدالسمیع دیوبندیؒ حضرت عالی رائے پوریؒ کو منظوم خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ع

چراغِ ہدیٰ شاہ عبدالرحیم
طریق شریعت کے تھے رہنما
وہ چرخِ طریقت کے بدرِ منیر
وہ مہرِ حقیقت کے نور و ضیا
وہ مصرِ سیاست کے یوسف جمیل
وہ ملکِ ولایت کے فرماں روا

اسی طرح آپؒ کے محبوب دوست اور ہمراز حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ قدس سرہٗ اپنے مرثیے میں حضرت عالی رائے پوریؒ کی جامعیت بیان کرتے ہوئے انھیں اپنی تمناؤں اور آرزوؤں کا ''قبلہ وکعبہ''، قرآن حکیم کے ''عالم وحافظ''، حکمتِ یمانی کے ''عارف'' اور ''طائرِ عرشِ آشیانی'' قرار دیتے ہیں: ع

قبلہ و کعبہ اَمانی مُرد
عالم و حافظ مثانی مُرد

www.rahimia.org

عارف حکمت یمانی مُرد
طائر عرش آشیانی مُرد
زینت و زیب الف ثانی مُرد
شاہ عبدالرحیم ثانی مُرد

اسی طرح حضرت عالی رائے پوریؒ کو دین حق کی ذمہ داریوں کو اٹھانے والے، نیکیوں کو سمیٹنے والے، خیر کا خزانہ اور برکات کے کفیل، فیض الٰہی کو تقسیم کرنے والے، دین کے مختلف شعبوں کے جامع اور اللہ کے لطف و رحمت کا سایہ قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ع

حامل دین ، و حافل حسنات
خازن خیر ، و کافل برکات
قاسم فیض و جامع اشتات
سایۂ لطف رحمت مہدات
زینت و زیب الف ثانی مُرد
شاہ عبدالرحیم ثانی مُرد

اسی طرح حضرت شیخ الہندؒ، حضرت عالی رائے پوریؒ کو معاشرے کے پسے ہوئے کمزور اور ناکام طبقات کے زخموں پر مرہم رکھنے والے، یتیموں اور مسکینوں کی دست گیری کرنے والے، شریعتِ اسلامیہ کے خادم اور اپنے مشائخ کے جانشین، اللہ عز وجل کی رحمت کے حامل قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ع

مرہم زخم خستہ و ناکام
دست گیر ارامل و ایتام
خادمِ شرع و جانشین کرام
رحمت ذو الجلال و الاکرام
زینت و زیب الف ثانی مُرد
شاہ عبدالرحیم ثانی مُرد

بلاشبہ حضرت اقدس عالی رائے پوری قدس سرہٗ کی جامع صفات شخصیت اس ہزارۂ دوم میں دین اسلام کے لیے کی جانے والی تجدیدی کاوشوں کو مربوط کر کے ایک جامع رنگ کے ساتھ آگے بڑھانے والی عظیم شخصیت ہیں۔ اسی پس منظر میں آپؒ کے عظیم دوست اور محبوب و ہمراز حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ آپ کو ''الف ثانی'' کے مجددانہ کاموں میں ''زیب و زینت'' کا رنگ بھرنے والا قرار دیتے ہیں۔ اور یوں حقیقت

www.rahimia.org

ِ حال کی صحیح عکاسی کرتے ہوئے آپؒ کو شان دار خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں۔

خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور؛ ایک تعارف

قطبِ عالم حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کے فکر وعمل کا مرکز بننے کا شرف ضلع سہارن پور کے مشہور قصبہ ''رائے پور'' کو حاصل رہا ہے۔ رائے پور' سہارن پور شہر سے شمال کی جانب تقریباً 36 کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک مشہور قصبہ ہے۔ اس قصبہ کی تاریخ کوئی تین سو سال پرانی ہے۔ یوں تو ضلع سہارن پور' ہندوستان کے مشہور صوبہ یوپی کے انتہائی گنجان آباد اور مردم خیز خطہ ''دوآبہ'' کا سرسبز و شاداب ضلع کہلاتا ہے، لیکن خاص طور پر اس کا شمالی حصہ ''کوہِ شوالک'' کے دامن میں واقع ہونے کی وجہ سے ندی نالوں کی بہتات، سرسبز وشاداب اور دل فریب مناظر سے بھرپور ہے۔ اس طرح ''رائے پور'' قدرتی مناظر اور دل فریب گھاٹیوں کے درمیان واقع ایک خوب صورت بستی ہے۔

گنگا و جمنا کے درمیان واقع اس ''دوآبہ'' کی شاید یہی قدرتی خوب صورتی اور فطری حسن ورعنائی' صوفیائے کرام اور اولیائے عظام کی انس وطمانیت پسند طبیعت کو بھا گئی کہ انھوں نے اس علاقے کو اپنے مسکن اور مرکز کے لیے پسند کیا۔ عجیب اتفاق ہے کہ دہلی کے اُجڑنے کے بعد خانوادۂ ولی اللّٰہی کے جانشین علمائے ربانیین اور مشائخ عظام نے اپنے فکر وعمل کا مرکز جن قصبات کو قرار دیا، ان میں تھانہ بھون، دیوبند، گنگوہ، سہارن پور اور رائے پور کی امتیازی شان ہے۔ یہ سب مراکز اسی مردم خیز خطہ ''گنگا جمنی دوآبہ'' میں واقع ہیں۔ غالباً ان مجددین علمائے ربانیین نے انسانیت دوستی کے مشن کو آگے بڑھانے کے لیے اس سے بہتر کوئی علاقہ نہیں پایا۔ اس طرح قدرتی رنگینیوں سے بھرپور یہ خطہ ان کے بلند فکر وعمل کو مہمیز اور ان کے جہد وکردار میں توانائی پیدا کرنے کا ایک ذریعہ رہا۔

قطبِ عالم حضرت عالی رائے پوری قدس سرہٗ کا آبائی گاؤں ''تگری'' ضلع انبالہ تھا۔ ''رائے پور'' آپؒ کا ننھیالی قصبہ ہے۔ آپؒ جب ظاہری وباطنی تربیت سے فارغ ہوئے تو اپنے مرشد کی منشا کے مطابق آپؒ نے ''رائے پور'' میں مستقل قیام کا فیصلہ فرمایا۔ چناں چہ سب سے پہلے رائے پور سے کچھ فاصلے پر ایک ''باغ'' (مادھو والا) میں آپؒ نے ایک جھونپڑی ڈال کر اپنی خلوت گاہ بنائی۔ آپؒ اس میں بیٹھے ذکروفکر میں مشغول رہا کرتے۔ کچھ عرصہ اسی طرح گزرا۔ اس کے بعد آپؒ کے ننھیال کی طرف سے جو ترکہ آپؒ کو ملا، اس میں رائے پور کے قریب ایک قطعۂ باغ بھی تھا۔ چناں چہ اپنے ننھیالی عزیزوں کے اصرار اور اشارۂ غیبی کے مطابق آپؒ نے اس قطعۂ باغ میں مستقل قیام کا ارادہ فرمایا۔ یہی باغ بعد میں ''گلزارِ رحیمی'' کے نام سے معروف ومشہور ہوا۔

اس باغ میں آپؒ نے دو چار گھاس پھونس کے چھپر ڈلوائے اور بنامِ خدا ایک تربیتی مرکز کی بنیاد رکھ

www.rahimia.org

دی۔ یہ مرکز ''خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور'' کے نام سے دنیا بھر میں مشہور ہوا۔ جس باغ میں یہ خانقاہ قائم ہے، اس کا محل وقوع بھی بڑا منفرد ہے۔ ''گلزارِ رحیمی'' اور رائے پور کی آبادی کے درمیان دریائے جمنا سے نکلنے والی ''نہر جمن'' اِدھر اُدھر بل کھاتی ہوئی بہتی چلی جارہی ہے۔ جس کا صاف وشفاف برفیلا پانی بڑی تیزی کے ساتھ پتھروں پر سے گزرتا ہوا بادشاہوں کے شہر ''دہلی'' کی طرف رواں دواں رہتا ہے۔ یوں یہ ٹھنڈا اور میٹھا پانی اپنے تیز بہاؤ کی مدھر انگیز آواز کے ساتھ ذکر اللہ کرنے والوں کے دلوں کو بڑی تازگی اور فرحت بخشتا ہے۔

''گلزارِ رحیمی'' میں واقع اس عظیم خانقاہ کے ایک طرف اگر یہ نہر پوری آب وتاب کے ساتھ بہتی چلی جارہی ہے تو دوسری طرف ایک برساتی ندی اس نہر کو کراس کرتے ہوئے برسات کے موسم میں اپنی جولانیاں دکھاتی ہے۔ پھر جس سنگم پر آکر ندی اور نہر باہم ملتی ہیں، اس جگہ برسات کے موسم میں ندی کا پانی بلندی سے جب نیچے گرتا ہے تو ماحول میں ایک عجیب طرح کا جلترنگ پیدا ہوجاتا ہے۔ جس سے اہل دل محظوظ ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ یوں یہ خانقاہ' ندی اور نہر کے سنگم پر واقع ایک مرتفع مقام پر گھنے باغ کے درمیان واقع ہے۔

قدرتی حسن اور خوب صورتی سے بھرپور ایسے پُرفضا مقام پر حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ اور آپؒ کے جانشین حضرات قدس اللہ اسرارہم کی ذواتِ قدسی صفات کے فیضان سے رائے پور کے اس باغ میں کچھ ایسی نورانیت اور کشش پیدا ہوگئی کہ جس کا مشاہدہ اہل دل کو ''گلزارِ رحیمی'' میں داخل ہونے پر ہوتا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ باغ کا پتّا پتّا اور نہر کا قطرہ قطرہ ذکر اللہ میں مشغول ہے۔ چناں چہ حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ اپنے تاثرات کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

> ''چوں کہ صنّاع بے چوں (اللہ تعالیٰ) کی گُل کاری کے نظارے سے حضرت اقدس رائے پوریؒ کی طبع زیادہ مانوس ہے، اس لیے رائے پور کے مغرب سمت، لب نہر جمن شرقی، اس باغ میں آپؒ کی سکونت ہے۔ جو دنیا و دین کی راحت رسانی کے اعتبار سے گویا دنیا میں جنت ہے۔ آپؒ کی مقبولیت کے آثار بدیہیات سے زیادہ نمایاں ہیں۔ نقشبندیہ کے فیضان سے اُنس پانے والی جماعت کو آبشار نہر کی دل کش صداؤں اور جنگل کے درختوں کی روح بخش سنسناہٹ میں آپؒ کی بابرکت ذات کے بقائے حیات کی دعا مسموع ہوتی ہے۔ آپؒ کا فیضان شام کو شبنم اور صبح کو بادِ نسیم بنا کر شاداب قصبے کے ہر ہر پتّے کو ہرا بھرا بنائے ہوئے ہے۔ آپؒ کے حالات اس درجہ عجیب ہیں کہ غُنچہ ہائے دل ان کے تصور و خیال سے کِھلے جاتے ہیں۔'' (15)

ایک اور جگہ حضرت مولانا میرٹھیؒ اپنے تأثرات کو الفاظ کا جامہ یوں پہناتے ہیں:

www.rahimia.org

''حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ کا قیام قصبہ رائے پور ضلع سہارن پور میں بستی سے باہر ایک باغ میں تھا۔ جس کے نیچے نہر جاری تھی۔ اور دنیا ہی میں حق تعالیٰ نے آپؒ کو جَنّٰتٌ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ (16) (وہ باغات، جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی۔) کا مصداق بنا رکھا تھا۔ آپؒ حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کے اجل خلفا میں (سے) تھے اور غلبہ کتمان و اخلاص کی وَجہ سے نقشبندیت کا آپؒ پر غلبہ تھا۔ کہ باغ کے پتّے پتّے اور نہر کے قطرے قطرے سے ذکر اللہ سنائی دیتا اور بے حِسّ و بے مِسّ شخص بھی حاضر خدمت ہوکر اس اندرونی لذت کو محسوس کرتا تھا، جس میں آپؒ کا اور آپؒ کے متوسلین کا ہر لمحہ گزرا کرتا تھا: ع (17)

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند

کہ بُرند از راہ پنہاں بہ حرم قافلہ را''

قطبِ عالم حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ کی ذاتِ والا صفات کے ہمہ جہتی کردار کی وَجہ سے اللہ تعالیٰ نے خانقاہِ رائے پور کو ایسی مرکزیت عطا فرمائی کہ عام طور پر مدارس و مراکزِ دینیہ اور سیاسی تحریکات اور جماعتوں کے رہنما اور منتظمین حضرات اپنی تربیت، نگرانی اور سرپرستی کے لیے خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے مسند نشین حضرات کی جانب رجوع کرتے رہے ہیں۔ اس طرح رائے پور کا یہ مرکز کسی ایک شعبۂ دین ہی کا مرکز نہ رہا، بلکہ دین اسلام کے تمام شعبوں میں رہنمائی کا مرکز بن کر ابھرا۔ چناں چہ قطبِ عالم حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کے وصال پر دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا حبیب الرحمٰن عثمانیؒ ایسے عظیم منتظم اور مدبر، خانقاہِ رائے پور کی جانب سے ہونے والی سرپرستی، نگرانی اور تربیتی انداز کو عربی اشعار میں کچھ یوں بیان فرماتے ہیں:

محطّ رحال الطّالبین فناؤہٗ

یحوم علیٰ مغناہٗ بان و شاسعٗ

یحُفّونہٗ مثل النّجوم إذا اجتدوا

و بینھم بدرٌ من الرُّشد طالعٗ

إلیٰ

و تحییٰ قلوب ذائغات عن الھدیٰ

و تجلّٰی قلوب صدور بنستھا النوازعٗ

(۱) قطبِ عالم حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ کی خانقاہ (رائے پور) طالبین رُشد و ہدایت کے لیے پناہ گاہ تھی۔ قریب کے رہنے والے لوگ ہوں یا دور دراز کے رہنے

www.rahimia.org

والے، ہر طرف سے سبھی لوگ آ کر آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔
(۲) طالبین رُشد و ہدایت دل میں اپنی اپنی حاجات لے کر چاروں طرف سے آپؒ کو اس طرح گھیر کر بیٹھ جاتے تھے، جس طرح ستاروں کا جھرمٹ، کہ جن کے درمیان میں رُشد و ہدایت کا چمکتا ہوا چاند موجود ہو۔
(۳) ہم پر اس عظیم انسان کی وفات کی مصیبت نازل ہوئی، جس کی حمایت کا سایہ ہماری پناہ گاہ تھا۔ جس کی بدولت ہم سے بغض رکھنے والے یا ہمیں دھوکہ دینے والے ذلیل و رُسوا ہوتے تھے۔
(۴) ایسے وقت میں جب کہ لوگ آرام سے اپنے گھروں میں سو رہے ہوتے تھے، ہم تیز رفتار سواریوں پر بیٹھ کر آپؒ کے دولت کدہ خانقاہِ رائے پور میں حاضر ہوا کرتے تھے۔
(۵) خانقاہ رائے پور کی جانب ہمارا یہ سفر اس لیے ہوتا تھا کہ آپؒ کی محبت اور زیارت کی برکت سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور غنیمت حاصل کریں اور تربیت لے کر مراتب عالیہ پر فائز ہوں۔ اور ہم میں سے جو زیادہ باشعور اور بزرگی حاصل کرنے کے قابل ہوں، وہ شعور کی بلندی اور بزرگی حاصل کر سکیں۔
(۶) خانقاہ میں ہم اس لیے بھی جاتے تھے کہ وہاں سے عقل وشعور اور ہدایت کی شراب سے بھرے ہوئے پیالے پئیں، کہ جس سے پینے والے کی ہر ہر رَگ مستی میں ڈوب جائے۔
(۷) ہمارا یہ سفر اس لیے ہوتا تھا کہ ہمارے اَخلاق و عادات پاکیزہ اور صاف ستھرے ہو جائیں اور نفسانی خواہشات اور ذاتی مفادات ہم سے بالکل نکل جائیں۔
(۸) ہم خانقاہِ رائے پور میں اس لیے بھی جاتے تھے کہ راہِ ہدایت سے منحرف قلوب دوبارہ زندہ ہو جائیں، اور ان سینوں کی صفائی ہو جائے اور ان کا زنگ اتر جائے، جن پر جھگڑے پیدا کرنے والی گروہی خواہشات کا زنگ جما ہوا ہوتا ہے۔‘‘(18)

غرض کہ خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے مرکز سے اربابِ دارالعلوم دیوبند سمیت تمام مدارس و مراکزِ دینیہ کے تمام حضرات جس طرح تربیت حاصل کرتے اور فیض یاب ہوتے تھے، مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا حبیب الرحمٰن عثمانیؒ نے اس کا حقیقت پر مبنی بڑا خوب صورت تجزیہ فصیح و بلیغ عربی میں پیش کیا ہے۔ پورا مرثیہ پڑھنے کے لائق ہے۔

خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور سے جہاں شعبۂ سلوک و معرفت اور شعبۂ شریعت و دینی مدارس کے اربابِ فضل و کمالِ تربیت و رہنمائی حاصل کرتے تھے، وہاں سیاسی تحریکات کے ذمہ داران بھی مشورے کرنے کے

www.rahimia.org

لیے رائے پور تشریف لاتے، اور رہنمائی چاہتے تھے۔ چناں چہ تحریکِ ریشمی رومال کے تقریباً تمام ارکان اصولی ہدایات اور رہنمائی کے لیے رائے پور حاضر ہوتے تھے، بلکہ تحریک ریشمی رومال کے قائد اعلیٰ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن اسیر مالٹا قدس سرہٗ بھی مشاورت کے لیے رائے پور تشریف لایا کرتے تھے۔ چناں چہ حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ آپؒ کے وصال پر اپنے مرثیہ میں فرماتے ہیں:

ہمدمو! رائے کس سے لو گے؟ کہو!
مشورے کس سے اب کروگے کہو!
رازِ دل ، کس سے اب کہوگے ، کہو!
''رائے پور'' بھی کبھی چلوگے ؟ کہو!
زینت و زیب الفِ ثانی مُرد!
شاہ عبدالرحیم ثانی مُرد!

اس طرح ''خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور'' کا مرکز ''خانقاہِ عالیہ رشیدیہ گنگوہ'' کا نائب اور جانشین بن کر دین اسلام کے تمام شعبوں میں تربیت نگرانی اور رہنمائی کا روشن مینار بن گیا۔ اور ''گنگوہ'' کے بعد طالبین ''رائے پور'' کے مرکز سے فیض حاصل کرنے لگے، جس کا نقشہ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے بڑی خوبی کے ساتھ ان اشعار میں کھینچا ہے ع

جنھوں نے ''رائے پور'' میں بیٹھ کر ''گنگوہ'' دیکھا ہے
انھیں ہی کچھ یاد ''گنگوہ'' کا جغرافیا ہوگا

اور حکیم الامت حضرت اقدس شیخ الہند قدس سرہٗ بھی ''رائے پور'' کی مرکزیت اور اس کی جامعیت کو کچھ اس طرح بیان فرماتے ہیں:

رائے پور! تجھ سے تھا محطِّ رِحال
ہوتا تھا ہر طرف سے شدِّ رِحال
اہل مصر و قُریٰ کا تھا اِک حال
ہو گیا آج سب وہ خواب و خیال
زینت و زیب الف ثانی مُرد
شاہ عبدالرحیم ثانی مُرد
ایک دَم سے ترے بہ فضلِ خدا
تھا وہ اُمُّ القُریٰ و اُمِّ قِریٰ

www.rahimia.org

آج ہُو کا مکان ہے اے وا
گونجتی پھرتی ہے فقط یہ صدا
زینت و زیب الف ثانی مُرد
شاہ عبدالرحیم ثانی مُرد
تھی ہمیشہ سے تیری جائے قرار
جنّةٌ ماء نهرها مِدرار
اب وہ ہے نہر چشم دریا بار
ہاتھ مَل مَل کے کہتے ہیں اَشجار
زینت و زیب الف ثانی مُرد
شاہ عبدالرحیم ثانی مُرد

قطبِ عالم حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ (۱۲۷۰ھ/ 1853ء تا ۲۶/ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ/ 29/ جنوری 1919ء) خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے مسند نشین اوّل رہے۔ انھوں نے تقریباً چالیس سال (1882ء تا 1919ء) تک سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کا فیض عام کیا اور طالبین و سالکین کی تربیت فرمائی۔

حضرت عالی رائے پوریؒ اوّل کے وصال (جنوری 1919ء) کے بعد اس سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے دوسرے مسند نشین حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ (۱۲۹۰ھ/ 1873ء تا ۱۵/ ربیع الثانی ۱۳۸۲ھ/ 16/ اگست 1962ء) ہوئے۔ اور انھوں نے بھی تقریباً چالیس (1919ء تا 1962ء) سال اس سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کا فیض عام کیا اور طالبین و سالکین کی تربیت فرمائی۔

حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کے وصال (1962ء) کے بعد اس سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے تیسرے مسند نشین حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ (۱۰/ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۳ھ/ 16/ جولائی 1905ء تا یکم ذی الحج ۱۴۱۲ء/ 2/ جون 1992ء) ہوئے۔ جنھوں نے تیس سال (1962ء تا 1992ء) اس سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کا فیض عام کیا اور سلسلے کے متوسلین کی ہمہ جہتی تربیت فرمائی۔

حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کے وصال (1992ء) کے بعد ان کے خلفِ اکبر اور حضرت رائے پوری ثانیؒ کے خلیفہ مجاز حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ (جنوری 1926ء تا 26/ ستمبر 2012ء) اس سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے چوتھے مسند نشین ہوئے اور انھوں نے تقریباً بیس سال (1992ء تا 2012ء) تک رائے پوری سلسلے کا فیض پورے طور پر عام کیا اور سلسلے کے متوسلین کی

www.rahimia.org

شعوری تربیت فرمائی۔

سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے ان تمام مشائخ کی خدمات کا اجمالی تعارف اس کتاب کے 'تیسرے باب' میں کرایا گیا ہے۔ تفصیل وہاں ملاحظہ کی جائے۔

یہ حضرات مشائخ رائے پور ہیں، جن کے فیضان کا تسلسل گزشتہ ایک ڈیڑھ صدی سے بدستور جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کے فکر و عمل کو درست تناظر میں سمجھنے اور اس کے مطابق شعوری جدوجہد اور کوشش کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے اتباع میں قبول فرمائے اور ان کے بتلائے ہوئے راستے پر صبر و استقامت کے ساتھ آگے بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور آنے والی نسلوں کے دلوں میں ایمان و یقین کی پختگی، دینی تعلیمات پر غلبہ دین کے نظریے کے ساتھ استقامت اور انسانیت کی خدمت کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔

اے اللہ! ہمارے ان مشائخ کے درجاتِ عالیہ کو مزید بلند فرما اور ان کے روحانی فیضان سے ہمیں پورے طور پر مستفید ہونے کی توفیق عطا فرما۔

اللّٰهمّ صلّ علیٰ محمّدٍ و علیٰ آلہٖ و أصحابہٖ
و أزواجہٖ و أولیاء اُمّتہٖ أجمعین.

☆

حوالہ جات وحواشی

1۔ اصل حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''العلماء ورثة الأنبیاء.'' (رواہ ابو داؤد فی سننہٖ، کتاب العلم، حدیث نمبر 3641. و رواہ البخاری فی ترجمة باب العلم قبل القول و العمل)

2۔ اصل حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''علماء اُمّتی کأنبیاء بنی إسرائیل.'' (قال الشیخ ابن العربی فی الباب الرابع عشر من الفتوحات: ''و قد ورد فی الخبر عن النّبیّ صلی اللہ علیہ وسلم: ''علماء امتی کأنبیاء بنی اسرائیل.'' قال ابن حجر، و الذّھبی، و الزّرکشی: أنّہٗ لا أصل لہٗ. قال ابو نعیم عن ابن عباس رفعہ: ''اقرب النّاس من درجة الأنبیاء اھل العلم و الجھاد.'')

3۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی اصل عبارت درجِ ذیل ہے:

''در اَخبار آمدہ ''العلماء ورثة الأنبیاء'' علمے کہ از انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات باقی ماندہ است دو نوع است: علمِ اَحکام و علمِ اَسرار۔ عالمِ وارثِ (پیغمبر) کسے است کہ اُورا اَز ہر دو نوعِ علم سہم بود، نہ آں کہ اُورا از یک نوع نصیب بود از انواعِ دیگر کہ آں منافیٔ وراثت است۔ چہ وارث را از جمیع انواعِ ترکۂ مورِث نصیب

www.rahimia.org

است، نہ از بعض دون بعض۔ و آں کہ اُو را از بعضِ معیّن نصیب است داخل غرماء است کہ نصیبِ اُو بہ جنسِ حقِ اُو تعلق گرفتہ است۔ وہم چنیں فرمودہ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰت والسلام: ''علماء اُمّتی کأنبیاء بنی إسرائیل.'' مراد از علماء علمائے وارث اند، نہ غرماء کہ نصیبے از بعضِ ترکہ فرا گرفتہ اند۔ چہ وارث را بہ واسطۂ قرب وجنسیت ہم چوں مورث مے تواں گفت۔ بہ خلاف غریم کہ ازیں علاقہ خالی است۔ پس ہر کہ وارث نہ بود، عالم نہ باشد مگر آں کہ علم اُو را مقید بہ یک نوع سازیم و گوئیم کہ عالمِ علم احکام مثلاً۔ و عالمِ مطلق آں بود کہ وارث باشد واز ہر دو نوع علم اُو را نصیبِ وافر بود۔''

(دیکھیے! مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الفِ ثانیؒ، دفتر اوّل، مکتوب نمبر 268، ص:96-495۔ طبع: مطبع ایجوکیشنل، ایچ ایم سعید کمپنی، محرم الحرام ۱۳۹۲ھ)

4۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی اصل عبارت درجِ ذیل ہے:

''مبنائے ایں معارف (صوفیا اربابِ احوال) سُکرِ وقتی است وغلبۂ حال کہ منافی صحو است۔ وعلمِ انبیاء علیہم الصلوات والتحیات چہ علمِ اَحکام و چہ علمِ اَسرار ہمہ صحو در صحو است کہ شمہ از سُکر بہ آں ممتزج نہ گشتہ است۔''

(ایضاً، حوالہ بالا)

5۔ حجّة الله البالغه، از حضرت الامام شاه ولی الله دهلویؒ، القسم الثّانی، ابواب من الإحسان، ج:2، ص:182. طبع: مكتبه حجاز، ديوبند.

6۔ ايضاً، مبحث السّابع، باب الفرق بين المصالح و الشّرائع، ص:363، 365، ج:1.

7۔ مختصر تاریخ دارالعلوم دیوبند، قاری محمد طیب قاسمیؒ، ص:24، دارالاشاعت، کراچی

8۔ ایضاً۔

9۔ نقشِ دوام، سوانح حضرت مولانا انور شاہ کشمیری؛ مولانا سیّد انظر شاہ کشمیریؒ، ص:206، طبع: مکتبہ بنوریہ، بنوری ٹاؤن، کراچی۔

10۔ القرآن:31:8۔

11۔ تاریخ دارالعلوم دیوبند، مقدمہ، از مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ، ص:12 و 14، طبع: ادارہ اسلامیات لاہور۔

12۔ تاریخ دارالعلوم دیوبند، مقدمہ، ص:53-52۔

13۔ ارشادات حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، ص:390، طبع: رحیمیہ مطبوعات، لاہور۔

14۔ تذکرۃ الخلیل، از مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ، ص:339، طبع: مکتبہ خلیلیہ، متصل مدرسہ مظاہر العلوم، سہارن پور۔

15۔ تذکرۃ الرشید، از مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھیؒ، ج:2، ص:156، طبع: مکتبہ مدنیہ، لاہور۔

16۔ القرآن:11:85۔

17۔ تذکرۃ الخلیل، ص:237۔

18۔ ماہنامہ ''القاسم'' دیوبند، بابت ماہ ذوالقعدہ ۱۳۳۸ھ۔ مرثیہ از مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی۔

☆

www.rahimia.org

پہلا باب

نقوشِ زندگی

آبائی قصبہ اور خاندانی پس منظر

دریائے جمنا کے دونوں اطراف میں ایسے قصبات اور گاؤں آباد ہیں، جنھیں جنگِ آزادی 1857ء کے مجاہدین حریت کے حوالے سے خاص شہرت حاصل رہی ہے۔ جمنا کے ایک طرف گنگوہ، نانوتہ، انبیٹھ، دیوبند، تھانہ بھون، شاملی، رائے پور اور سہارن پور ایسے مردم خیز قصبات اور شہروں کا محل وقوع ہے، تو جمنا کے پار میں تِگری، گمتھلہ، پنجلاسہ، لاڈوہ، پانی پت، تھانیسر اور انبالہ ایسے قصبات اور شہر آباد ہیں۔

ان قصبات کے ذمہ دار گھرانوں کے رؤسا نے جنگِ آزادی 1857ء کی ناکامی کے بعد، انگریز کے باغی علما اور ملک وملت کے مجاہدین حریت کو اپنے ہاں روپوش رکھا اور انھیں انگریز حکومت کے ظالمانہ عتاب سے محفوظ رکھنے کی بھرپور کوشش کی۔ چناں چہ سید الطائفہ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کے تذکرے میں لکھا ہے:

> ''۱۲۷۵ھ (1858ء) میں حضرت حاجی صاحبؒ ہندوستان میں اپنے زمانۂ روپوشی میں انبالہ، تگری، پنجلاسہ، گمتھلہ، لاڈوہ وغیرہ علاقوں میں رہے۔ مولانا محمد قاسم صاحب (نانوتویؒ) اس زمانے میں کئی بار اپنے پیر ومرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ایک بار مولانا رشید احمد گنگوہیؒ بھی پنجلاسہ جا کر ملاقات کر آئے تھے۔ تینوں حضرات کے وارنٹ گرفتاری جاری ہو چکے تھے اور یہ اعلان ہو چکا تھا کہ گرفتار کرانے والے کو انعام دیا جائے گا۔''(1)

قصبہ تِگری ضلع کرنال

انھی قصبات میں سے ایک گاؤں ''تِگری'' کے نام سے صدیوں سے آباد ہے۔ یہ قصبہ دریائے جمنا کے غربی کنارے پر، گنگوہ کے بالمقابل واقع ہے۔ تقسیم ہند سے قبل یہ قصبہ تحصیل تھانیسر، ضلع کرنال کے دائرۂ حدود میں آتا تھا۔ آج کل ضلع جمنانگر (عبداللہ پور) کی حدود میں واقع ہے۔ یہ قصبہ اس علاقے کی دلیر اور بہادر مسلمان قوم ''چوہان راجپوتوں'' کا ہمیشہ مسکن رہا ہے۔

ان لوگوں میں حب الوطنی اور قومی غیرت کے جذبات کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ 1857ء کے ہنگامہ خیز دنوں میں ان لوگوں نے انگریز حکومت کی دھمکیوں اور انعامات کے لالچ کے

www.rahimia.org

باوجود حکومت کے باغی علما اور مجاہدین حریت کو اپنے ہاں بڑی حفاظت اور راحت سے رکھا اور انھیں کوئی گزند تک نہ پہنچنے دی۔

آبا وٴ اجداد کا اصل تعلق: قصبہ گمتھلہ ضلع کرنال

قطب العالم حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہ کا آبائی وطن یہی قصبہ ''تگری'' ہے۔ آپ کے آبا وٴ اجداد کا اصل تعلق قصبہ ''گمتھلہ'' سے تھا۔ جو کہ اسی ضلع میں ''تگری'' سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ جدی جائیداد کی تقسیم کے سبب آپؒ کے جدِامجد موضع تگری تشریف لے آئے تھے۔

قصبہ گمتھلہ کو آج سے تقریباً ساڑھے سات سو سال پہلے چوہان راجپوتوں کے ایک فرد ''بھیم چندرم'' نے آباد کیا تھا، جو موضع ''سنتور'' سے آکر گمتھلہ میں آباد ہوا تھا۔ (2) کہا جاتا ہے کہ گمتھلہ اصل میں ''گن تھلہ'' تھا، سنسکرت میں ''گن'' علم کی اساس پر روحانی گیان و دھیان کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ''تھلہ''، ''اونچی جگہ'' کو کہتے ہیں۔ ''گن تھلہ'' کا مطلب ہوا کہ ''گیان و دھیان کی بلند جگہ''۔ عوام کے کثرت استعمال سے گن تھلہ، ''گمتھلہ'' ہوگیا۔

بھیم چندرم کی چودھویں نسل میں تاراچند کے نام سے ایک فرد پیدا ہوا، جو مغل بادشاہ اکبراعظم کے دور (1555ء تا 1605ء) میں مسلمان ہوا، اور ان کا اسلامی نام طاہر خاں رکھا گیا۔ (3) انھیں مغل بادشاہ کی طرف سے ''چوہدری'' کا خطاب عطا کیا گیا۔ چوہدری طاہر خاں کے بیٹے پوارت خاں ہوئے، اور ان کے بیٹے پورن خاں ہوئے، چوہدری پورن خاں کے تین بیٹے تھے: (۱) چوہدی دولت خاں، (۲) چوہدری عثمان خاں (۳) چوہدری پیر محمد خاں۔ حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کے جدامجد چوہدری دولت خاں ہیں۔ اور چوہدری عثمان خاں کی اولاد میں حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ ہیں۔

چوہدری دولت خاں کی اولاد میں چوہدری رحم علی خاں اور ان کے حقیقی بھائی چوہدری نگاہی خاں (4) کو اپنی جدی جائیداد میں سے موضع ''تگری'' کا رقبہ حصے میں آیا۔ چناں چہ یہ دونوں بھائی ''گمتھلہ راوٴ'' سے ''تگری'' میں آکر آباد ہوگئے۔

بزرگانِ دین سے اس خاندان کا تعلق

خاندانی روایات کے مطابق کہا جاتا ہے کہ چوہدری طاہر خاں پانی پت کے مشہور شیخ حضرت بوعلی قلندرؒ کے سلسلے سے فیض یافتہ ایک بزرگ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے۔ ان کے سلسلے سے اس خاندان کا قدیم تعلق رہا ہے۔ چناں چہ سلسلۂ قلندریہ کے اثرات اس خاندان پر ہمیشہ سے رہے ہیں۔ (5)

حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوری کے دادا کے متعلق بھی یہ بتلایا جاتا ہے کہ وہ نہایت نیک طینت بزرگ تھے۔ آپؒ کا تعلق بھی نقشبندی سلسلے کے بزرگوں کے ساتھ تھا۔ کہا جاتا ہے کہ آپؒ اصلاحِ

نفس اور سلوک کے لیے حضرت شاہ غلام علی نقشبندی قادری مجددی قدس سرہٗ (۱۲۴۰ھ/ 1824ء) خلیفہ و جانشین حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہیدؒ (۱۱۹۵ھ/ 1780ء) کے ہاتھ پر بیعت تھے۔ ان سے سلوک و احسان کے منازل طے کر کے خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے تھے۔ آپ اپنے شیخ کے پاس دہلی ہمیشہ پیدل چل کر حاضر خدمت ہوا کرتے تھے اور جمعہ کی نماز اپنے شیخ کے ہمراہ ادا فرمایا کرتے تھے۔ اس سلسلے میں حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

''ہمارے حضرت (عالی رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ کے دادا صاحب حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کے خدام میں سے تھے، غالباً خلیفہ بھی تھے۔ پیدل چل کر دہلی جایا کرتے اور حضرت کے ہمراہ جمعہ کی نماز ادا فرماتے۔

ایک دفعہ (ان کی خدمت میں) جانے کا اتفاق ہوا تو آپؒ کے گاؤں ''تگری'' کا ایک بوڑھا بھی مُصِر ہوا کہ ہم بھی آپؒ کے ساتھ چلیں گے۔ وہاں پہنچے تو شاہ غلام علی صاحبؒ کے ہاں فاقہ تھا۔ حضرتؒ کے دادا صاحبؒ (اُسے) فرمانے لگے: ''لو! یہ دَوَنّی لے لو، تم بازار سے کچھ کھا لینا، ہمارے حضرت کے ہاں تو آج کل فاقہ ہے۔'' وہ کہنے لگا: ''ہم بھی فاقہ کریں گے۔'' ایک دن تو خیر نبھ گیا، اگلے روز (اُس نے) بھوک کی شکایت کی۔ حضرتؒ کے دادا صاحبؒ نے فرمایا: ''میں تو کہہ رہا تھا تجھ سے (فاقہ) برداشت نہ ہو سکے گا۔ لو یہ دَوَنّی، بازار سے کچھ کھا پی لو۔ چپکے (سے) ہی چلے جاؤ۔'' جب وہ دروازے پر گیا تو ایک درویش ملا، پوچھا: ''تم کدھر جا رہے ہو؟'' کہا کہ: ''کچھ کھاؤں گا، یہاں خانقاہ میں تو آج کل فاقہ ہے۔'' درویش نے کہا کہ: ''میاں! کیا تم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ تم بھی درویشوں کے ساتھ ہی رہو، جب سب کھائیں گے تو تم بھی کھا لینا'' (بوڑھا) شرمندہ ہو کر واپس آ بیٹھا۔

حضرت شاہ غلام علی صاحبؒ حجرے سے باہر تشریف لائے۔ فرمایا: ''سب ذاکرین کو بلاؤ!'' جب سب آ گئے تو دعا فرمائی: ''یا اللہ! ہم بھوکے ہیں، تو ان درویشوں کے طفیل میں ہمیں کھانا دے۔'' اتنے میں شاہی پیادے پہنچے کہ فلاں شہزادے نے حضرت کی دعوت کے لیے دیگیں بھیجی ہیں۔ ...اس طرح سب نے سیر ہو کر کھایا۔'' (6)

حضرت عالی رائے پوریؒ کے والدِ گرامی چوہدری اشرف علی صاحبؒ کا تعلق سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ سے تھا۔ اس طرح اس خاندان والا تبار کا تعلق ایک تسلسل کے ساتھ اولیاء اللہ علمائے ربانیین کے ساتھ قائم رہا ہے۔

حضرت عالی رائے پوریؒ کے خاندان کی نسبت حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے اپنی ایک مجلس میں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

www.rahimia.org

''خاندان ان کا ہے۔ یہ اس پر فخر کریں تو (حق) بنتا ہے۔ ان کے نانا جی حضرت (عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ کی جوتیوں کی برکت سے ہوا ہے، جو ہوا ہے بس!''(7)

سلسلۂ نسب

حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوریؒ کے والد گرامی موضع ''تگری'' کے رئیس چوہدری اشرف علی خاں ہیں۔ آپؒ کا سلسلۂ نسب کچھ یوں ہے:

''حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ بن چوہدری اشرف علی خاں بن سلام علی خاں بن حیدر علی خاں بن فتح علی خاں بن رحم علی خاں (برادر چوہدری نگاہی خاں) بن کرم علی خاں بن سعداللہ خاں بن فضلو خاں بن لاول خاں بن دولت خاں بن پورن خاں بن پوارت خاں بن طاہر خاں۔ چوہدری طاہر خاں کا نام مسلمان ہونے سے پہلے ''تاراچند'' تھا۔ حضرت قلندرؒ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تو انھوں نے ''طاہر خاں'' نام رکھا۔''(8)

حضرت عالی رائے پوریؒ کی والدۂ محترمہ کا تعلق قصبہ رائے پور ضلع سہارن پور سے تھا، آپ کے نانا راؤ ولی محمد خاں ولد راؤ ذوالفقار علی خاں تھے۔ راؤ ولی محمد خاں کے دو صاحبزادے راؤ عبداللہ خاں، راؤ ولایت علی خاں اور ایک صاحبزادی تھیں۔ راؤ ولایت علی خاں کے صاحبزادے راؤ فضل الرحمٰن خاں تھے اور اُن کے صاحبزادے راؤ عطاء الرحمٰن خاں تھے۔ یہ حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کے خدام میں سے تھے اور راقم سطور کے خالو تھے۔ راؤ ولی محمد خاں کی صاحبزادی حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کی والدۂ محترمہ ہیں۔ ان کا سلسلۂ نسب اس طرح سے ہے:

دُختر راؤ ولی محمد خاں بن راؤ ذوالفقار علی خاں بن راؤ محمد امین خاں بن راؤ غلام مرتضیٰ خاں بن راؤ محمد اعظم خاں بن راؤ عبدالوہاب خاں بن راؤ بھیکن خاں بن راؤ بہادر خاں بن راؤ غازی الدین خان بن راؤ ہیتم خاں بن راؤ شیخ چند خاں (ان کا نام شری چند تھا۔ پھر جب مسلمان ہوئے تو اسلامی نام راؤ شیخ چند خاں اختیار کیا۔ انھوں نے رائے پور کے قریب خضرآباد کو آباد کیا تھا۔ پھر ان کے بیٹے راؤ ہیتم خاں رائے پور کے راؤ صاحبان کے مورثِ اعلیٰ ہیں، جنھوں نے 1523ء میں قصبہ رائے پور آباد کیا۔)''(9)

حضرت عالی رائے پوریؒ کے والد گرامی اور والدۂ محترمہ دونوں کا تعلقِ بیعت سیدالطائفہ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ سے تھا۔ آپؒ کے والدِ محترم چوہدری اشرف علی خاںؒ، حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ کے تربیت یافتہ اور اعتماد یافتہ بزرگ تھے۔ حضرت عالی رائے پوریؒ کی والدۂ محترمہ بھی انتہائی نیک اور پارسا خاتون تھیں۔ وہ حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ کے بتلائے ہوئے معمولات کی پابندی کرنے والی انتہائی سمجھ دار خاتون تھیں۔ خاندانی نظم ونسق اور دیگر اُمور بڑی ذمہ داری سے پورا کرتی تھیں۔

www.rahimia.org

شجرۂ نسب مشائخ رائے پور

www.rahimia.org

وِلادت باسعادت

قطب العالم حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کی ولادت غالبًا ۱۲۷۰ھ/ 1853ء میں موضع ''تگری'' میں ہوئی۔ آپؒ کے والدِ محترم اور والدۂ محترمہ کا تعلق سیدالطائفہ قطب الاقطاب حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ سے ہونے کی وجہ سے آپؒ نے دینی ماحول میں آنکھ کھولی۔ اندازہ یہ ہے کہ حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ نے ہی آپؒ کا نام ''عبدالرحیم'' رکھا۔

بچپن اور بزرگوں کی توجہات

آپؒ بچپن سے ہی ذہین، سمجھ دار اور پاک باز طبیعت کے مالک تھے اور آپؒ کو ابتدائی عمر سے ہی بزرگوں کی صحبت، توجہات اور ان سے استفادے کا موقع ملتا رہا۔ سیدالطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ اور ان کے رفقا: حضرت نانوتویؒ اور حضرت گنگوہیؒ وقتاً فوقتاً دریائے جمنا کے اطراف کا دورہ کرتے رہتے تھے اور اس سلسلے میں ان حضرات کا جمنا کے کنارے ''تگری'' میں چوہدری اشرف علی خاںؒ کے ہاں قیام ہوتا تھا۔ اس دوران آپؒ ان حضرات سے مستفید ہوتے رہے اور ان کی دعائیں حاصل کرتے رہے۔

۱۲۷۴ھ/ 1857ء کی جنگِ آزادی میں شرکت کی پاداش میں اپنے زمانے کے اکابرین مجددین اسلام سید الطائفہ حضرت اقدس حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ اور ان کے دستِ راست حکیم الاسلام حضرت اقدس مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہٗ اور امامِ ربانی حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ کے خلاف انگریز سامراج نے وارنٹ گرفتاری جاری کیے ہوئے تھے۔ جنگِ آزادی میں بظاہر ناکامی کے بعد نئی حکمتِ عملی کے تحت حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ کا مکہ معظّمہ میں بیٹھ کر کام کرنا ضروری سمجھا گیا۔ اس سلسلے میں ان حضرات نے انگریزوں کی چیرہ دستیوں سے محفوظ رہنے کے لیے سفر ہجرت کے لیے جو راستہ اختیار کیا، اس میں جمنا پار کے قصبات گمتھلہ، تگری، لاڈوہ، پنجلاسہ اور انبالہ میں خفیہ طور پر قیام کرنا بھی تھا۔ اسی سفر کے دوران ان تینوں اکابرین حضرات نے یکے بعد دیگرے تگری میں چوہدری راؤ اشرف علی خاں کے گھر پر بھی قیام فرمایا۔

اس وقت قطبِ عالم، حضرتِ اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کی عمر مبارک تین چار سال کے قریب تھی۔ سب سے پہلے سیدالطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ تشریف لائے۔ آپؒ نے چند روز تگری میں قیام فرمایا۔ گاؤں کے بچے جب حضرت قدس سرہٗ سے ملے تو ان میں ''عبدالرحیم'' آپؒ کو بڑے منفرد نظر آئے۔ آپؒ نے ان پر خصوصی شفقت کا اظہار فرمایا اور گلے لگا کر خصوصی توجہ سے پیار دیا۔ اور آپؒ کے والدِ گرامی کو ان کی تعلیم و تربیت کے سلسلے میں خصوصی ہدایات دیں۔ حضرت حاجی صاحب قدس

www.rahimia.org

سرہٗ خفیہ طور پر جب پنجلاسہ تشریف لے گئے تو آپؒ کی زیارت اور ملاقات کے لیے آپؒ کے دونوں عزیز ترین مرید اور اَجل خلفا حضرت نانوتویؒ اور حضرت گنگوہیؒ بھی یکے بعد دیگرے ''تگری'' تشریف لائے اور یہاں سے پنجلاسہ گئے، ان دونوں بزرگوں نے بھی آپؒ کو بھرپور توجہ سے پیار دیا اور سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے خوب دعائیں دیں۔ اسی زمانے میں آپؒ کا تعلق ان بزرگوں سے قائم ہوگیا تھا۔ چناں چہ حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھیؒ لکھتے ہیں:

''جو قلب ابتدائے ولادت سے حضرت (گنگوہیؒ) کی محبت کا تخم اپنے اندر لیے ہوئے تھا، وہ میرے علم میں صرف آپ (حضرت مولانا حافظ الحاج المولوی عبدالرحیم صاحب رائے پوریؒ) کا قلب ہے۔ بقصۂ غدر (جنگِ آزادی 1857ء) اعلیٰ حضرت حاجی صاحب (سید الطائفہ حاجی امداداللہ مہاجر مکی) کی روپوشی کے زمانہ میں، جب کہ امامِ ربانی (حضرت گنگوہی) قدس سرہٗ پنجلاسہ جاتے ہوئے تگری میں ٹھہرے تو آپؒ ہی کے والد ماجد راؤ اشرف علی خاں صاحب کے مہمان بنے تھے۔ مولانا ممدوح (حضرت عالی رائے پوریؒ) اس وقت طفلِ سہ سالہ تھے۔ حضرت نے پیار کیا اور سر پر ہاتھ رکھ کر دعا دی تھی، اُسی وقت سے آپؒ کو امامِ ربانی کے ساتھ تعلق تھا۔ جوں جوں ہوش سنبھالا، باپ کی زبان سے حضرت کے مناقب سن سن کر گویا حضرت ہی کی محبت میں نشو و نما پایا۔ جس قلب میں قطبِ وقت کی بدعقیدگی کا وسوسہ بھی نہ گزرا ہو، اُس کے مراتبِ عالیہ کی کُنہ (حقیقت) کا کوئی کس طرح اِدراک کرے۔ آپؒ نے طفولیت (بچپن) ہی میں ''گنگوہ'' کی آمد و رفت شروع کردی اور حضرتؒ کے مربیانہ فیضان سے مستفید ہونے لگے۔''(10)

تعلیم و تربیت کا آغاز

جب حضرت عالی رائے پوریؒ، پانچ سال (1275ء/ 1858ء) کی عمر کو پہنچے تو آپؒ کی تعلیم کا آغاز بڑے مبارک طریقے سے ہوا۔ حضرت اقدس شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہٗ آپؒ کی ابتدائی تعلیم کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

''حضرت (عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ پڑھتے تو اس طرح تھے کہ جب شاید پانچ سال کے تھے تو فرمایا کہ: ''خواب میں حضرت نانوتوی (حکیم الاسلام مولانا محمد قاسم) رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی تو آپؒ نے (مجھے) ''توجہ'' دی کہ میرا بدن پانی پانی ہوگیا۔ پھر (جب میں) اپنی حالت پر آیا تو فرمایا: ''پڑھ لو!'' پھر حضرت نے پڑھنا شروع کیا۔''(11)

اس کے بعد حضرت اقدس عالی رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھنا شروع کیا۔ سب سے پہلے قرآن

www.rahimia.org

پاک حفظ کیا۔ غالب گمان ہے کہ قرآن پاک کی تعلیم آبائی وطن ''تگری'' میں ہی ہوئی۔ اسی طرح اردو نوشت وخواند اور ابتدائی دینی تعلیم کے رسائل بھی وہیں پڑھے۔

لدھیانہ میں درسِ نظامی کی ابتدائی کتابوں کی تعلیم

حفظِ قرآن پاک اور ابتدائی اردو نوشت وخواں کے بعد درسِ نظامی کی ابتدائی کتابوں کی تعلیم کے لیے آپؒ غالباً ۱۲۸۳ھ/ 1866ء میں لدھیانہ تشریف لے گئے۔ اس زمانے میں لدھیانہ میں ولی اللّٰہی خانوادے کے تربیت یافتہ، جنگِ آزادی 1857ء کے عظیم مجاہد بزرگ حضرت مولانا مفتی عبدالقادر صاحب لدھیانویؒ کا خاندان، علم وفضل میں بڑا مشہور تھا۔ ان کے صاحبزادے اور جانشین حضرت مولانا مفتی محمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ (دادا مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ) نے 1861ء میں لدھیانہ میں ایک مدرسہ ''اللہ والا'' قائم کیا تھا۔ آپؒ اس مدرسے میں داخل ہوئے اور ابتدائی فارسی، عربی، صرف ونحو اور فقہ وغیرہ کی کتابیں ان سے پڑھیں۔ ''ھدایہ'' وغیرہ تک کی کتابیں آپؒ نے لدھیانہ میں مولانا محمد لدھیانویؒ سے پڑھیں۔ (12)

علومِ تفسیر وحدیث کے لیے مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور میں

حضرت عالی رائے پوریؒ لدھیانہ میں صَرف ونحو اور ابتدائی فقہ کی کتابیں پڑھ کر درسِ نظامی کی اعلیٰ تعلیم کے لیے غالباً ۱۲۸۸ء/ 1871ء مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور (13) میں داخل ہوئے۔ جس کے مدرّس اول 1857ء کی جدوجہدِ آزادی کے مجاہد حضرت مولانا محمد مظہر نانا تویؒ تھے۔ درسِ نظامی کی تفسیر، حدیث اور فقہ وغیرہ کی تمام کتابیں آپؒ نے سہارن پور میں ہی پڑھیں۔ خاص طور پر آخری دو سال ''مشکوٰۃ شریف'' سے لے کر بخاری شریف وغیرہ احادیث کی کتب کی تکمیل آپؒ نے یہیں کی۔

آپؒ نے حضرت مولانا محمد مظہر نانوتویؒ سے ''صحیح بخاری شریف''، ''صحیح مسلم شریف''، ''جامع ترمذی (جلد اول)''، ''سنن ابی داؤد''، ''سنن ابن ماجه''، ''جلالین'' اور ''ھدایہ (جلد ثالث)'' پڑھیں۔ اور مولانا احمد حسنؒ سے ''جامع ترمذی (جلد دوم)''، ''مشکوٰۃ شریف'' اور ''ھدایہ (جلد چھارم)'' وغیرہ کتابیں پڑھیں۔ اس طرح آپؒ نے ۱۲۹۱ھ/ 1874ء میں کتبِ حدیث پڑھ کر درسِ نظامی کی تکمیل فرمائی۔ اسی عرصے میں حضرت مولانا احمد علی محدث سہارن پوریؒ شاگرد حضرت شاہ محمد اسحاق دہلویؒ سے بھی حدیث کی کتابیں پڑھیں اور ان سے اجازت حاصل کی۔ (14)

حضرت قاری عبدالرحمٰن محدث پانی پتیؒ کی خدمت میں

مدرسہ مظاہر العلوم سے فراغت کے بعد آپؒ پانی پت تشریف لے گئے اور حضرت قاری عبدالرحمٰن

www.rahimia.org

محدث پانی پتی قدس سرہٗ (متوفی ربیع الآخر ۱۳۱۴ھ/ستمبر 1896ء) شاگرد حضرت شاہ محمد اسحاق دہلویؒ کے پاس کچھ عرصہ تجوید وقرأت پڑھی اور علومِ حدیث کی سند حاصل کی۔ پھر وقتاً فوقتاً ان کی صحبت سے فیض حاصل کرنے کے لیے آپؒ پانی پت تشریف لے جاتے رہے۔ حضرت قاری عبدالرحمٰن محدث پانی پتی کو آپؒ کی مشق اور تجویدِ قرآن پر بڑا اعتماد تھا اور قرآنی تعلیم کے فروغ کی وجہ سے آپؒ کی عظمت اُن کے دل میں تھی۔ اسی لیے حضرت قاری عبدالرحمٰن محدث پانی پتیؒ نے آپؒ کو اپنا قرآن پاک بطورِ خاص عنایت فرمایا تھا۔ اس کے بعد رائے پور میں قیام کے زمانے میں حضرت عالی رائے پوریؒ محدث پانی پتی کی خدمت میں جاتے رہے۔ حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ نے اپنے مشہور وعظ ''عظمتِ قرآن'' میں حضرت قاری عبدالرحمٰن محدث پانی پتیؒ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے:

> ''مجھے یاد ہے کہ پانی پت میں مَیں مولانا مولوی عبدالرحمٰن صاحب (پانی پتی) کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا، مجھے دیکھ کر کسی نے رائے پور کا ذکر کیا کہ اس طرح رائے پور میں قرآن شریف پڑھایا جاتا ہے۔ اس کو سن کو حضرت (محدث پانی پتی) کو مسرت ہوئی اور حسرت کے ساتھ فرمایا کہ: ''کبھی تو پانی پت میں یہ حالت تھی، لیکن جب سے یہ مَجْھَلے (قرأتِ قرآن سے جاہل قاریوں کے مدرسے) ہوئے ہیں، قرآنی تعلیم اُٹھ گئی۔''(15)

حضرت عالی رائے پوریؒ کے اساتذۂ کرام

حضرت عالی رائے پوریؒ کی ظاہری تعلیم و تربیت کے حوالے سے جن اساتذہ کے نام سامنے آتے ہیں، وہ درجِ ذیل ہیں:

1۔ حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن محدث پانی پتی شاگرد حضرت شاہ محمد اسحاق دہلوی قدس سرہٗ۔ (ان سے تجوید وقرأت پڑھی، نیز اُن سے اجازتِ حدیث حاصل کی۔)

2۔ حضرت مولانا احمد علی محدث سہارن پوری قدس سرہٗ شاگرد حضرت شاہ محمد اسحاق دہلوی قدس سرہٗ و سرپرست مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور ومحشی کتبِ احادیث۔ (ان سے احادیث کی کتابیں پڑھیں اور اجازت حاصل کی۔)

3۔ حضرت مولانا محمد لدھیانویؒ بن حضرت مولانا شاہ عبدالقادر لدھیانویؒ (شاگرد حضرت شاہ محمد اسحاق دہلوی قدس سرہٗ)۔ (ان سے درسِ نظامی کے ابتدائی درجات کی کتابیں پڑھیں۔)

4۔ حجۃ الاسلام، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہٗ۔ (آپؒ کی توجہ باطنی اور فیض روحانی سے ابتدائی تعلیم کا آغاز ہوا۔)

5۔ حضرت مولانا محمد مظہر نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ صدر مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور و شریک جہادِ

www.rahimia.org

شاملی و تھانہ بھون۔ (ان سے احادیث کی اکثر کتب پڑھیں۔)

6۔ حضرت مولانا احمد حسن کان پوریؒ خلیفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ۔ مدرّسِ دوم مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور۔ (ان سے حدیث کی کتابیں اور دیگر علوم پڑھے۔)

7۔ حضرت مولانا جمعیت علی پور قاضویؒ۔ معین مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور و پروفیسر شعبۂ عربی جامعہ عباسیہ بہاولپور۔ (ان سے درسِ نظامی کی مختلف کتابیں اور علوم پڑھے۔)

ولی اللّٰہی سلسلے کے یہ ایسے جید علما اور محدثین ہیں، جو شریعت، طریقت اور سیاست کے جامع ہیں۔ شریعت میں مہارتِ تامہ، طریقت میں اونچی نسبتوں کے حامل اور سیاسی حوالے سے 1857ء اور اس کے بعد ہندوستان کی جدوجہدِ آزادی میں بھرپور کردار ادا کرنے والے حضرات ہیں۔ ایسے اساتذۂ کرام اور علمائے ربانیین سے آپؒ نے درسِ نظامی اور کتبِ احادیث پڑھ کر ظاہری تعلیم و تربیت سے فراغت حاصل کی۔ اس طرح آپؒ کی سندِ حدیث انتہائی عالی اور بلند ہے۔ (16)

حضرت میاں عبدالرحیم سہارن پوریؒ کی خدمتِ عالیہ میں

حضرت اقدس عالی رائے پوری قدس سرہٗ کے دل میں سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ اور ولی اللّٰہی مشائخ کی صحبت سے طلبِ حق اور عشقِ الٰہی کی کشش ابتدا سے ہی موجزن تھی۔ اسی سبب سے آپؒ کو ہمیشہ بزرگوں سے عقیدت و ارادت اور ان کی صحبت میں بیٹھنے کا شوق دامن گیر رہتا تھا۔ سہارن پور کے محلّہ سبزی منڈی میں سلسلۂ عالیہ قادریہ نقشبندیہ مجددیہ کے شیخ وقت حضرت اقدس الحاج شاہ عبدالرحیم سرساوی سہارن پوری قدس سرہٗ (م ۲۱/ ربیع الاوّل ۱۳۰۳ھ/ 28/ دسمبر 1885ء) کا قیام رہتا تھا۔ آپؒ کی خانقاہ اس زمانے میں طالبین و سالکین کی تربیت کا بڑا مرکز تھی۔ آپؒ سوات کے مشہور بزرگ ''سیدو بابا'' حضرت مولانا عبدالغفور اخوند قدس سرہٗ (م ۱۲۹۵ھ/ 1878ء) کے اَجل خلفا میں سے تھے، جو حضرت شیخ آدم بنوری قدس سرہٗ (م ۱۰۵۳ھ/ 1643ء) کے واسطے سے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ (م ۱۰۳۴ھ/ 1624ء) کے سلسلے سے تعلق رکھتے تھے۔

حضرت میاں عبدالرحیم سہارن پوریؒ جب اپنے شیخ حضرت سیدو باباؒ سے بیعت ہونے کے لیے حاضر ہوئے تو انھوں نے یہ شرط عائد کی کہ:

> ''جو مجھ سے بیعت ہونا چاہتا ہے، میں اس سے یہ عہد لیتا ہوں کہ انگریز ہمارا اور ہمارے دین اسلام اور ہمارے ملک کا دشمن ہے، اس کی ملازمت نہیں کرنی۔ جس کو یہ عہد منظور ہو، وہ میرے سے بیعت ہوسکتا ہے، ورنہ نہیں۔ اور اگر بالفرض بیعت کے بعد (انگریز کا) ملازم ہوجائے تو میرا اس کا کوئی تعلق نہیں۔ وہ میرا ایسا ہی دشمن ہے، جیسا انگریز۔'' (17)

www.rahimia.org

حضرت میاں صاحبؒ نے یہ شرط قبول کی اور انگریز کی ملازمت ترک کر کے بیعت ہو گئے۔ اس لیے اس سلسلے کے مشائخ میں انگریز دشمنی بہت زیادہ پائی جاتی ہے۔

حضرت میاں عبدالرحیم سہارن پوریؒ کی خانقاہ پُرانے زمانوں کی خانقاہوں کی یاد تازہ کراتی تھی۔ آپؒ بہت اونچی نسبتوں کے حامل اور کشف و کرامات کے حوالے سے فردِ کامل تھے۔ حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ ان کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ:

> ''حضرت میاں صاحب (شاہ عبدالرحیم سرساوی سہارن پوریؒ) کے چہرۂ مبارک پر ایسی نورانیت اور کشش تھی کہ جب بازار سے گزرتے تو ہندو مسلم بے اختیار کھڑے ہو جاتے اور عرض کرتے: ''میاں صاحب! سلام''۔ (18)

حضرت میاں عبدالرحیم سہارن پوریؒ سے آپؒ کی پہلی ملاقات

ایک دفعہ حضرت میاں عبدالرحیم سرساوی سہارن پوریؒ جامع مسجد سہارن پور میں نمازِ جمعہ پڑھنے کے لیے تشریف لے جا رہے تھے۔ آپؒ کی معیت میں مریدین اور علما کا ایک مجمع تھا۔ اسی دوران حضرت عالی رائے پوریؒ اپنی طالبِ علمی کے زمانے میں مدرسہ مظاہر العلوم سے جامع مسجد جا رہے تھے۔ حضرت عالی رائے پوریؒ فرماتے ہیں کہ:

> ''دل میں وسوسہ پیدا ہوا کہ یہ بزرگ بھی بہت خوش ہوں گے کہ میرے ساتھ مولوی، عالم اور مریدین کا اتنا مجمع ہر وقت موجود رہتا ہے اور میرے جیسا پیر کوئی کم ہی ہوگا۔ معاً حضرت (میاں شاہ عبدالرحیم سرساوی) رحمۃ اللہ علیہ رُکے اور اُنگلی سے اشارہ فرمایا اور فرمایا: ''میرے چاند! واللہ باللہ میرے دل میں کبھی ایسی بات نہیں آئی۔ میں تو خدا کا بہت عاجز اور گنہ گار بندہ ہوں۔'' اس سے مَیں دل میں بہت شرمندہ ہوا اور ندامت سے سر جھک گیا۔ اس سے (آپؒ کی) کشش میں اور زیادتی ہوئی۔''(19)

حضرت اقدس میاں عبدالرحیم سرساوی سہارن پوریؒ سے بیعت

حضرت اقدس میاں عبدالرحیم سرساوی سہارن پوریؒ کی یہی بات خانقاہِ رحیمیہ سہارن پور میں آپؒ کی حاضری کا سبب بنی۔ حضرت عالی رائے پوریؒ اپنی طالبِ علمی کے زمانے میں نمازِ عصر کے بعد ایک عرصے تک حضرت میاں صاحب سہارن پوریؒ کی خدمت میں حاضری دیتے رہے۔ اس کے بعد انھوں نے غالباً ۱۲۸۸ھ/ 1871ء میں بڑی عنایت اور شفقت و محبت کے ساتھ آپؒ کو بیعت فرمایا۔

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ فرماتے ہیں کہ:

www.rahimia.org

''(حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ) سہارن پور میں جب پڑھنے آئے تو اُس زمانے میں طلبا بڑے نیک ہوتے تھے۔ عصر کے بعد آج کل کی طرح سیر سپاٹا نہیں کرتے تھے۔ کسی بزرگ کی صحبت میں پہنچ جاتے۔ تو سہارن پور میں حضرت میاں صاحب (عبدالرحیم) سہارن پوریؒ کی خدمت میں اَور (دیگر) طالب ِعلموں کے دستور کے مطابق حضرت (عالی رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ بھی حاضر ہوا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت میاں صاحبؒ نے فرمایا کہ: ''آ میرے چاند! تجھے بیعت کرلوں۔'' چناں چہ یہ بھی اللہ کی طرف سے ہوا۔''(20)

حضرت رائے پوری ثانیؒ مزید فرماتے ہیں:

''حضرت میاں شاہ عبدالرحیم صاحب سہارن پوریؒ نے حضرت (عالی رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ کو (سلسلۂ عالیہ) قادریہ نقشبندیہ میں بیعت فرمایا تھا اور مجاز بھی کیا تھا۔''(21)

اس طرح سب سے پہلے حضرت عالی رائے پوریؒ سلسلۂ عالیہ قادریہ نقشبندیہ مجددیہ میں حضرت اقدس میاں شاہ عبدالرحیم سرساوی سہارن پوری قدس سرہٗ سے بیعت ہو کر اُن سے اس سلسلے کے اسباق حاصل کرنے لگے۔

حضرت میاں عبدالرحیم سہارن پوریؒ کا سلسلۂ عالیہ قادریہ نقشبندیہ

حضرت اقدس میاں عبدالرحیم سہارن پوری قدس سرہٗ حضرت اخوند شیخ عبدالغفور سواتی قدس سرہٗ سے بیعت اور ان کے خلیفہ اجل اور جانشین بھی تھے۔ یہ سلسلہ؛ شریعت، طریقت اور سیاست کا جامع تھا۔ چناں چہ حضرت اقدس میاں صاحب سہارن پوریؒ کے حالات اور ان کے اپنے پیر و مرشد حضرت بابا عبدالغفور اخوند سواتیؒ سے بیعت کے بارے میں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ فرماتے ہیں:

''حضرت میاں (شاہ عبدالرحیم سرساوی سہارن پوری) صاحبؒ ظاہری علوم نہیں پڑھے ہوئے تھے۔ الف با بھی نہیں پڑھا تھا۔ مضبوط اور پورے قد آور جوان تھے۔ میاں صاحب فوج میں ملازم تھے۔ وہ فوج (جنگِ امبیلہ 1863ء کے موقع پر) سرحد میں انگریزوں کی طرف سے (حضرت اخوندؒ کے خلاف) لڑنے گئی تھی۔ اخوند (بابا عبدالغفور سواتی) صاحب انگریزوں کے خلاف تھے (اور ان سے لڑ رہے تھے)۔ وہاں سوات، بُنیر پہنچے تو تنبُّہ (غلطی کا احساس) ہوا اور میاں عبدالرحیم صاحبؒ حضرت اخوند صاحبؒ سے بیعت ہوگئے۔ بیعت میں یہ شرط بھی تھی کہ ''انگریزوں کی نوکری نہیں کروں گا۔'' ذکر (اللہ) کے متعلق خود میاں (شاہ عبدالرحیم سرساوی) صاحبؒ کا بیان میں نے حضرت (عالی رائے پوریؒ) سے سنا ہے، فرمایا کہ:

''دو دو میل تک آواز جاتی تھی۔ قد آور اور وجیہ آدمی تھے۔ آنکھیں بڑی بڑی اور بارُعب

www.rahimia.org

چہرہ تھا۔ ایک دن شیر آ کر اوپر کھڑا ہو گیا اور اُس کی آواز سے سامنے کی پہاڑی کے پتھر کانپ کر گرنے لگے، مگر میاں صاحبؒ نے فرمایا کہ: مجھے اتنا بھی احساس نہ ہوا کہ کوئی مکھی کھڑی ہے۔ آواز سے یکسوئی میں یونہی سا فرق آیا، مگر خوف رَتی بھر نہ آیا۔''

پھر (حضرت میاں صاحب) وطن واپس چلے آئے۔ یہاں کوئی ضرورت اور (معاشی) مجبوری پیش آئی تو انگریز کی ملازمت کر لی، مگر (پھر) تَنبُّہ (غلطی کا احساس) ہوا تو یہ خیال کر کے کہ ''اوہو! بیعت ٹوٹ گئی، چلو اخوند صاحب کی خدمت میں چلیں۔'' جب حضرت کے سامنے گئے تو انھوں نے دور سے فرمایا کہ: ''دور ہو دور ہو! بیعت ٹوٹ گئی، نوکری کر لی، شرط کے خلاف کیا۔'' جب بہت عذر کیا اور کئی دن پڑے رہے، تب حضرت نے توجہ فرمائی اور معاف کیا۔ اور فرمایا کہ: ''پہلی بیعت ٹوٹ گئی، پھر سے بیعت کرو اور آئندہ انگریز کی ملازمت ہرگز نہ کرنا۔'' چناں چہ (انھوں نے آپؒ سے) نئے سرے سے بیعت لی اور ذکرِ جہر بتایا۔

یہ ذکر ہم جو کراتے ہیں، یہ قادریہ خاندان میں میاں (عبدالرحیم سرساوی) صاحبؒ کی طرف سے ہے۔ (قادریہ سلسلے کے) اس ذکر میں جس کی صحت اچھی ہو، بڑی طبیعت کھلتی ہے۔

حضرت میاں صاحب چوں کہ جسمانی طور پر بہت مضبوط تھے، اس لیے کشف آپ کو بہت ہوتا تھا۔ اور کوئی شخص ایسا نہیں کہ جو حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا ہو اور اُس نے کچھ کشف نہ دیکھے ہوں۔ مسائل میں بھی ایک دفعہ کسی نے (کوئی شرعی) مسئلہ پوچھا۔ وہاں کوئی مولوی صاحب تھے، انھوں نے مسئلے کی تقریر کی تو فرمایا: ''میں پڑھا ہوا تو نہیں ہوں، مگر مسئلے کی یہ تقریر میرے دل کو نہیں لگی، مگر میرے خیال میں مسئلے کی تقریر یوں ہے۔'' اور فرمایا کہ ''یہ مسئلہ بہ طورِ سوال لکھ کر مولانا محمد مظہر نانوتوی صاحب کے پاس بھیجو۔'' چناں چہ اس کا جو جواب مدرسے والوں کی طرف سے لکھا گیا، وہ آپؒ کے ہاں پڑھا گیا، بعینہٖ وہی تھا، جو آپؒ نے تقریر فرمائی تھی۔ سن کر فرمایا: ''الحمد للہ! اللہ کا شکر ہے۔'' اور بہت خوش ہوئے کہ دل ٹیڑھی طرف نہیں چلا، حق کی طرف چلا۔''(22)

حضرت میاں صاحب سہارن پوریؒ کے شیخ حضرت ''سیدو بابا''

حضرت میاں عبدالرحیم سہارن پوری قدس سرہٗ کے مربی اور شیخ صوبہ سرحد کے علاقہ سوات و بُنیر کے مشہور مجاہدِ حریت اور شیخ طریقت حضرت اخوند عبدالغفور صاحب سواتی قدس سرہٗ (عرف سیدو بابا) ہیں۔ حضرت میاں صاحبؒ ان کے اجل خلفا میں سے ہیں۔ حضرت اخوند صاحب قدس سرہٗ نے اس علاقے میں انگریز سامراج کے خلاف جہادِ آزادی کی قیادت فرمائی تھی اور پھر آپؒ کی ہی کوششوں سے علاقہ

www.rahimia.org

''سوات و بُنیر'' میں قبائل کی ایک آزاد حکومت قائم ہوئی تھی۔ آپؒ کی خانقاہ مجاہدانہ خصوصیات کی حامل تھی۔ آپؒ کے ایک خلیفہ قاضی سلطان محمود آوانیؒ جو کہ ایک طویل سفر کر کے وہاں پہنچے، سید و شریف کا آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہیں:

''جہاد کی ہر طرف تیاریاں ہو رہی تھیں۔ لشکر جمع ہو رہا تھا۔ روپیہ اور ہتھیار تقسیم ہو رہے تھے۔ حضرت اخوند صاحبؒ کی مسجد میں اسلحہ سازی کے اٹھارہ اُنیس کارخانے قائم تھے اور ہتھیار بن رہے تھے۔ آپؒ اتنے مصروف تھے کہ قدم بوسی دشوار تھی۔''(23)

حضرت مولانا عبدالغفور سواتی قدس سرہٗ میں جذبۂ جہاد کا اس قدر غلبہ تھا کہ جنگ امبیلہ ۱۲۸۲ھ/ 1863ء میں آپؒ نے انگریزی فوج کے ایک سپہ سالار جنرل جمپرلین (سابق وزیر اعظم برطانیہ) کے مقابلے پر جو کارہائے نمایاں سرانجام دیے، وہ آزادی کی تاریخ کا سنہری باب ہیں۔(24)

اس سے پہلے 1827ء میں جب حضرت سید احمد شہید قدس سرہٗ اس علاقے میں تشریف لے گئے تو حضرت مولانا اخوند عبدالغفور سواتیؒ نے اس سلسلے میں پورا تعاون فرمایا اور اس میں شرکت فرمائی اور سید صاحبؒ کی شہادت کے بعد بھی جماعت مجاہدین کی جدوجہد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جنگِ امبیلہ میں شرکت اسی سلسلے کی کڑی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ انگریز سامراج کے خلاف مجاہدانہ جذبات کے سبب حضرت اخوند صاحب سواتی قدس سرہٗ نے جب حضرت میاں عبدالرحیم سہارن پوریؒ کو بیعت فرمایا تھا تو ان پر یہ شرط عائد کی تھی کہ:

''انگریز کی ملازمت اختیار نہیں کرنی ہے۔''

اس طرح حضرت خواجہ اخوند سیدو بابا قدس سرہٗ کی روحانی اور سیاسی تربیت سے حضرت میاں عبدالرحیم سہارن پوری قدس سرہٗ میں انگریز دشمنی کا جذبہ تھا۔ پھر ان کے واسطے سے حضرت عالی رائے پوری قدس سرہٗ میں اسی حوالے سے جدو جہدِ آزادی کا جذبہ پورے عروج پر پایا جاتا تھا۔ جس کا عملی مظہر ''تحریکِ ریشمی رومال'' ایسی انقلاب انگیز تحریک کی قیادت اور رہنمائی کی صورت میں سامنے آیا۔

حضرت خواجہ اخوند عبدالغفور سواتی عرف ''سیدو بابا'' قدس سرہٗ کے دیگر خلفا مولانا نجم الدین ہڈے ملا (م۱۳۱۹ھ/ 1901ء) بھی ہیں۔ جن کے خلفا میں حضرت حاجی فضل واحد ترنگ زئیؒ بڑی شہرت رکھتے ہیں۔ حاجی صاحب ترنگ زئیؒ نے ''تحریکِ ریشمی رومال'' میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ اور حضرت عالی رائے پوریؒ کی زیرِ قیادت بڑھ چڑھ کر مجاہدانہ کارنامے سرانجام دیے۔ اس حوالے سے یاغستان میں آپؒ کی جدوجہدِ آزادی اور مجاہدانہ کردار بڑا نمایاں ہے۔

www.rahimia.org

حضرت سیدو بابا کے مرشد حضرت خواجہ محمد شعیب تورڈھیرویؒ

حضرت خواجہ اخوند عبدالغفور سواتی قدس سرہٗ کے مربی وشیخ حضرت خواجہ محمد شعیب تورڈھیروی قدس سرہٗ ہیں۔ آپؒ ان کے خلیفہ اعظم تھے۔ حضرت خواجہ تورڈھیروی قدس سرہٗ بھی جہاں روحانی نسبتوں کے وارث تھے، وہاں مجاہدانہ خصوصیات بھی آپؒ کے اندر کُوٹ کُوٹ کر بھری ہوئیں تھیں۔ آزاد علاقے میں انگریز کے اثر ونفوذ اور اس کے غاصبانہ تسلط کے خلاف غالبًا پہلی آواز خواجہ محمد شعیب تورڈھیرویؒ کی تھی۔

اس سے پہلے ان کے دادا حضرت مولانا اخوند محمد رفیق قندھاریؒ عرف ''اخوند غازی بابا قندھاریؒ'' اور والدِ محترم حضرت مولانا رفیع القدرؒ عرف ''حافظ گل بابا'' نے والیٔ افغانستان احمد شاہ ابدالی کے ہمراہ پانی پت کی مشہور اور تاریخی جنگ میں دادِ شجاعت دی تھی۔ احمد شاہ ابدالی کے افغانستان چلے جانے کے بعد آپؒ کے والدِ محترمؒ نے موضع تورڈھیر تحصیل صوابی ضلع مردان میں مستقل قیام فرمایا تھا۔

حضرت خواجہ تورڈھیرویؒ میں اپنے خاندان کے ان مجاہدانہ جذبات کا بڑا رنگ تھا۔ چناں چہ انگریز ظالم سے تنگ آ کر نوشہرہ کے قریب میدانِ جنگ میں انگریز اور سکھ فوج کا مقابلہ آپؒ نے بڑی پامردی سے کیا۔ سکھ فوج کی قیادت جنرل لارڈ جنرل وینٹورا اور پنجاب کا ظالم سردار رنجیت سنگھ وغیرہ کر رہے تھے۔ حضرت خواجہ تورڈھیرویؒ اس لڑائی میں شدید زخمی ہوگئے اور تین دن بعد ۱۶/ رجب ۱۲۳۸ھ/ 14/ مارچ 1823ء کو آپؒ نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔ زخمی ہونے کے بعد انتقال سے قبل حضرت اخوند عبدالغفور سواتی قدس سرہٗ ـــــ جو کہ جہاد میں اپنے شیخ کے ساتھ شریک تھے ـــــ کو اپنے سینے پر لٹایا اور نسبت منتقل فرمائی۔ اس طرح حضرت اخوند سواتیؒ نے ذوقِ جہاد اور جدوجہدِ آزادی کا جذبہ اپنے مرشدِ عالی مقام سے ہی پایا تھا۔ (25)

یوں اس سلسلۂ عالیہ کے مشائخ نے تربیتِ باطنی اور تکمیل سلوک واحسان کے ساتھ مظلوم انسانیت کو ظالم حکمرانوں سے نجات دلانے اور آزادی حاصل کرنے کی جدوجہد میں بڑے صبر واستقامت اور پامردی سے حصہ لیا اور رضائے خداوندی کے حصول کے لیے جہادِ آزادی کا علم بلند رکھا۔ قدّس اللّٰہ أسرارھم۔ اسی لیے اس سلسلۂ عالیہ میں انگریز دشمنی کی بیعت لی جاتی تھی۔

اس سلسلۂ عالیہ قادریہ نقشبندیہ کے مشائخ کی خصوصیت شریعت، طریقت اور سیاست کی جامعیت ہے۔ خاص طور پر اس سلسلے کے بزرگوں میں انگریز سامراج کے تسلط کے خلاف آزادی اور حریت کے مجاہدانہ جذبات غالب رہے ہیں۔

www.rahimia.org

حضرت میاں عبدالرحیم سہارن پوریؒ سے اجازت وخلافت

حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ نے حضرت میاں عبدالرحیم سہارن پوریؒ قدس سرہٗ سے بیعت ہوکر سلسلۂ قادریہ نقشبندیہ مجددیہ کے اسباق پورے فرمائے اور ایک مدت تک عبادت و ریاضت، مجاہدہ و ذکر واذکار میں مشغول رہے۔ اس طرح تقریباً دو سال تک پورے انہماک کے ساتھ اس سلسلۂ عالیہ کے اسباق مکمل کیے اور اس کے فیضان کو جذب کیا اور اس سلسلے کے تمام تربیتی اُمور پر عبور حاصل کیا۔

جب اس سلسلۂ عالیہ کے اسباق پورے ہوگئے اور سلوک وتصوف کے منازل طے ہوگئے تو آپؒ کے پیر ومرشد حضرت میاں عبدالرحیم سہارن پوریؒ نے 1293ھ/ 1876ء میں آپؒ کو خلافت واجازت سے مشرف فرمایا۔ حضرت اقدس میاں صاحب سہارن پوریؒ کو آپؒ پر پورا پورا اعتماد تھا اور ان کے سلسلے کے لوگوں میں آپؒ عزت وشرافت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ آپؒ اپنے سلسلۂ عالیہ کے معمولات اور اَوراد ووظائف کے بڑے پابند اور اس کی تمام خصوصیات کے جامع فرد تھے۔

اس سلسلۂ عالیہ میں حضرت عالی رائے پوریؒ کا مقام

حضرت عالی مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ، حضرت اقدس میاں عبدالرحیم سرساوی سہارن پوریؒ کے خلفا اور مریدین ومتعلقین کی نظروں میں ایک خاص مقام رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت میاں صاحب سہارن پوریؒ کے ایک دوسرے خلیفہ حضرت مولانا عبداللہ شاہ کرنالویؒ نے ۱۳۰۹ھ/ 1891ء میں اس سلسلۂ عالیہ غفوریہ رحیمیہ مجددیہ کے معمولات ''تعلیماتِ رحیمی'' کے نام سے کتابی صورت میں مرتب کیے تو اس پر حضرت عالی مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ نے بھی حضرت اقدس میاں صاحب سہارن پوریؒ کے دیگر خلفا کے ساتھ مل کر اس کتاب پر نظرثانی کی۔

چناں چہ حضرت مولانا عبداللہ کرنالویؒ ''تعلیماتِ رحیمی'' کے شروع میں لکھتے ہیں:

> ''یہ رسالہ، جس کا نام ''تعلیماتِ رحیمی'' ہے، تحریر کرکے اکابرانِ طریقۂ ہٰذا؛ مثل جناب مولانا و بالفضل اَولانا مولوی محمد امیر باز خاں صاحب خلیفہ اوّل و قائم مقام حضرت مرشدنا مرحوم، و جناب مولانا مولوی حافظ عبدالرحیم صاحب (حضرت عالی رائے پوری) و جناب مولوی نورمحمد (لدھیانوی) صاحب و جناب قاری عبدالکریم صاحب وغیرہم صاحبان کے پیش کیا۔ سب صاحبوں نے ملاحظہ کے بعد پسند فرمایا۔''(26)

سلسلۂ عالیہ غفوریہ رحیمیہ مجددیہ کے معمولات پر مشتمل اس کتاب ''تعلیماتِ رحیمی'' پر تقریظ لکھتے ہوئے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ تحریر فرماتے ہیں:

www.rahimia.org

''اے میرے اللہ! تیرے انعام و احسان کا شکر کس دہن (منہ) اور زبان سے ادا کروں اور تیری حمد و ثنا کس صوت (آواز) و الحان (لہجے) سے وفا کروں کہ تو نے ہم گم گشت گانِ بادیۂ ضلالت (گمراہی کی وادی میں گم رہنے والوں) کے سر پر اُس قطب النبوّۃ و الرّسالۃ (نبوت و رسالت کے قطب) اَعنی (میری مراد ہے) احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ ڈالا۔ کہ جس کے اثرِ فیضان سے ہر ایک اصحابِ کبار و آلِ اَطہار کو اپنے رُشد و ہدایت کا فوارہ بنایا اور اولیائے کرام کو انوارِ ہدایت سے مالا مال کر کے اپنے قرب کا وسیلہ ٹھہرایا۔ حتیٰ کہ عارف باللہ، حق آگاہ، مقبولِ بارگاہ، قطب الوقت، مرشدنا و ہادینا، حضرت حاجی عبدالرحیم شاہ صاحب (سرساوی سہارن پوری) رحمۃ اللہ علیہ کو شمع ہدایت کر کے ہم ظلمت زدوں کے لیے دلیل و رہنما بنایا۔ اور پھر آپؒ کے خلیفہ برحق عارف باللہ حضرت مولانا عبداللہ شاہ صاحب (کرنالویؒ) کو آپؒ کا یادگار اور حامئ طریقت کر کے ان کی ہمت قلبی کو اس طرف حرکت دی کہ انھوں نے اصول و فروع اس طریقۂ رحیمیہ غفوریہ مجددیہ کو خوب صحت و بسط کے ساتھ اس کتاب میں انضباط کر کے طالبانِ حق کے لیے عموماً اور متوسلانِ خاندان عالی شان کے لیے خصوصاً دلیلِ محکم اور آئینۂ حق نما بنایا۔'' (27)

کتاب پر حضرت عالی رائے پوریؒ کی تقریظ کی اس عبارت سے اپنے پیر و مرشد حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم سرساوی سہارن پوریؒ کے ساتھ آپؒ کے گہرے تعلق و محبت کا اظہار ہوتا ہے۔

شیخ کی اجازت سے اپنے گاؤں ''تگری'' اور پھر رائے پور میں قیام

حضرت عالی مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ ظاہری تعلیم و تربیت اور سلسلۂ عالیہ قادریہ نقشبندیہ مجددیہ میں اپنے پہلے پیر و مرشد حضرت میاں عبدالرحیم سہارن پوریؒ سے اجازت و خلافت کے بعد اپنے گاؤں ''تگری'' میں ذکر و اذکار میں مشغول اور سلسلے کے فروغ میں مصروف رہے۔ نیز اتباعِ شریعت و طریقت کی دعوت دیتے رہے۔ خاندان میں چوں کہ جاہلی رسومات کی وجہ سے بدعات کا عمل دخل زیادہ تھا۔ آپؒ اس کے خلاف احکاماتِ شریعت اور اتباعِ سنت کی دعوت دیتے تھے۔ اس سلسلے میں شریعت کے ایک مسئلے میں رشتے داروں سے آپؒ کا اختلاف ہو گیا اور بات نزاع تک پہنچ گئی۔

اس حالت میں آپؒ نے اپنے پیر و مرشد کے حکم پر رشتہ داروں سے نزاع اور جھگڑے سے بچنے کے لیے اپنے ننھیالی گاؤں ''رائے پور'' میں زیادہ تر قیام کرنا شروع کر دیا۔ رائے پور کے قریب مادھو پور کے ایک باغ میں جھونپڑی ڈال کر ذکر و اذکار میں مشغول ہو گئے اور اہل علاقہ کی تعلیم و تربیت کرنے لگے۔ البتہ اپنی جائیداد کی دیکھ بھال اور دیگر ضروریات کے لیے ''تگری'' آنا جانا بھی رکھا۔

www.rahimia.org

رائے پور کے ایک معزز خاندان میں آپؒ کی شادی

اسی عرصے میں آپؒ کی شادی رائے پور کے ایک معزز خاندان میں راؤ امانت علی خاں رائے پوری مرحوم ولد راؤ قلندر علی خاں کی صاحبزادی عزیز النسا سے ہوئی۔ جب کہ آپؒ کی دوسری شادی، پہلی بیوی کے انتقال کے بعد نکاحِ بیوگان کے سلسلے میں ہوئی تھی۔ حضرت عالی رائے پوریؒ کی یہ دوسری اہلیہ محترمہ چوہدری برکت علی ولد علی نواز خان لیدھا والوں کی صاحبزادی اور راؤ امانت علی رائے پوری کی دوسری اہلیہ تھیں۔ ان دوسری اہلیہ محترمہ سے آپ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ (28)

پہلی اہلیہ محترمہ کے بطن سے ایک صاحبزادے حافظ عبدالرشید (م ۱۳۲۸ھ/ 1910ء) اور ایک صاحبزادی (م نومبر 1909ء) —— والدۂ محترمہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ —— پیدا ہوئے۔

رائے پور میں مستقل قیام اور وعظ و نصیحت کا سلسلہ

1300ھ/ 1882ء میں حضرت عالی رائے پوریؒ اپنے پیر و مرشد حضرت شاہ عبدالرحیم سرساوی سہارن پوریؒ کے حکم سے اپنے ننھیالی قصبہ رائے پور ضلع سہارن پور میں مستقل طور پر قیام فرما ہوئے۔ سب سے پہلے آپؒ کا قیام رائے پور کے قریب گاؤں ''عالم پور'' کے راستے پر واقع مادھو پور کے ایک باغ میں ہوا تھا۔ آپؒ وہاں ایک جھونپڑی بنا کر تنہائی میں ذکر و اذکار اور باطنی معمولات میں مشغول رہا کرتے تھے۔ چھ سات سال کا عرصہ اسی طرح گزرا۔ اس دوران آپؒ کا ''تگری'' میں بھی آنا جانا رہا۔ اس باغ میں قیام کے دوران سب سے پہلے علاقے کی گوجر برادری کے کچھ لوگوں نے آپؒ سے اصلاحی تعلق قائم کیا۔

اسی عرصے میں جامع مسجد رائے پور میں سب سے پہلے آپؒ نے جمعۃ المبارک کا خطبہ ارشاد فرمانے اور وعظ و نصیحت کا سلسلہ شروع کیا۔ اس زمانے میں رائے پور اور گرد و نواح میں خلافِ شریعت رسومات اور بدعات کا غلبہ تھا۔ اہل رائے پور بھی ان میں مبتلا تھے۔ چناں چہ ان کی اصلاح کے لیے آپؒ نے اسی زمانے میں کافی جدوجہد کی اور پورے علاقے کی کایا پلٹ دی۔ جامع مسجد رائے پور کے سامنے ایک مدرسہ بھی ۱۳۰۸ھ/ 1890ء میں قائم فرمایا، جہاں بچوں کی تعلیم و تربیت کا بہترین نظم قائم کیا۔

کچھ عرصے بعد آپؒ کے ننھیالی عزیزوں، خاص طور پر راؤ مراد علی خاں وغیرہ نے آپؒ کو اپنی والدہ کی جانب سے وِراثت میں آنے والے باغ میں قیام کرنے اور تعلیم و تربیت کے سلسلے کو جاری کرنے کی دعوت دی اور اپنا اور اپنے بھائیوں کا حصہ بھی آپؒ کی خانقاہ کے لیے دے دیا۔ آپؒ نے اس باغ میں مدرسہ منتقل کیا اور مستقل طور پر اسی باغ میں قیام فرما لیا۔ یہی باغ بعد میں ''گل زارِ رحیمی'' کے نام سے موسوم ہوا۔

www.rahimia.org

حاسدین کی مخالفت اور حضرت عالی رائے پوریؒ کی استقامت

حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ نے اپنے اساتذہ اور مشائخ کے حکم پر رائے پور کو مرکز بنا کر دین کی دعوت کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ آپؒ کی آٹھ دس سال کی محنتوں کے نتیجے میں دینِ حق کی سچی تعلیمات کے اثرات علاقے بھر میں ظاہر ہونا شروع ہوئے۔ رائے پور اس کے گرد و نواح کا علاقہ حضرت اقدس رائے پوریؒ کی آمد سے قبل بدعات و رسومات، جہالت اور بداَخلاقی کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا۔ دین اسلام کی سچی تعلیمات سے دوری، بداَخلاقی، چوری چکاری، جہالت اور بے شعوری میں مبتلا تھا۔ ایسے حالات میں حضرت اقدس رائے پوریؒ کی کوشش سے لوگوں میں دین کی سچی تعلیمات سے وابستگی، دینی شعور کی بلندی، بدعات و رسومات سے علاحدگی اور اَخلاق کی درستگی کا ماحول بنتا چلا گیا۔ اس سے علاقے بھر کی کایا پلٹ گئی تھی۔ حضرتؒ کی دعوت کو سب سے پہلے اس علاقے کے کمزور سمجھے جانے والے لوگوں نے قبول کیا۔ جب کہ رائے پور کے بالادست طبقات خاص طور پر علاقے کے زمیندار راؤ صاحبان نے حضرتؒ کی مخالفت کی۔ آس پاس کے گاؤں میں گوجر برادری کے لوگوں میں حضرتؒ کی مقبولیت بڑھنے لگی۔ سب سے پہلے انھی لوگوں نے حضرتؒ کی دعوت کو قبول کیا۔ قصبہ رائے پور میں بھی پہلے ایسے ہی لوگوں نے حضرتؒ کی دعوت قبول کی، جنھیں قصبے میں غریب اور کمزور سمجھا جاتا تھا۔ آہستہ آہستہ حضرتؒ کا کام علاقے بھر میں پھیلنے لگا تو رائے پور کے راؤ صاحبان نے بھی آپؒ کی دعوت کو قبول کیا۔ قصبہ رائے پور چار پٹیوں پر مشتمل ہے۔ تین پٹیوں کے اکثر حضرات نے حضرت اقدس رائے پوریؒ کی جدوجہد سے اس دعوت کو قبول کرلیا۔ جب کہ ایک پٹی یعنی ''چوتھائی والوں'' نے حسبِ سابق حضرتؒ کی مخالفت جاری رکھی۔

حضرت اقدس رائے پوریؒ کی رائے پور میں آمد سے قبل علاقے کے لوگ ایک روایتی پیر صاحب مولوی محمد شفیع رام پوری سے وابستہ تھے۔ ان پیر صاحب نے دیکھا کہ حضرتؒ کی دعوت سے رائے پور میں دینی شعور پیدا ہو رہا ہے تو حسد کے مرض میں مبتلا ہوئے اور حضرتؒ کی مخالفت شروع کردی۔ انھیں خطرہ تھا کہ نذر و نیاز کے نام پر علاقے بھر سے وہ جو مالی مفادات اٹھا رہے تھے، وہ ختم ہوجائیں گے۔ حضرت اقدس رائے پوریؒ نے اس صورتِ حال کے پیشِ نظر لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ:

> ''ان مولوی صاحب کی خدمت جس طرح پہلے کرتے ہو، کردیا کرو۔ مجھے تم سے کوئی مالی مفاد حاصل نہیں کرنا، بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سنت کے مطابق دین کی سچی باتیں اور اعلیٰ اَخلاق کا شعور پیدا کرنا میرا مقصد ہے۔''

لیکن اُن مولوی صاحب اور اُن کے ماننے والے لوگوں نے ضد و ہٹ دھرمی اور حسد کے سبب حضرتؒ کی مخالفت جاری رکھی۔ اس طرح ایک طرف رائے پور کے بعض زمیندار راؤ صاحبان اور رسم پرست مذہبی

www.rahimia.org

لوگ حضرتؒ کے مخالف ہوئے تو دوسری طرف انگریز حکومت کی انتظامیہ بھی حضرت اقدس رائے پوریؒ کی رائے پور میں بیٹھ کر دینی مرکزیت کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں تھی۔

اس کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کے اساتذۂ کرام میں حضرت مولانا محمد لدھیانویؒ (مہتمم مدرسہ اللہ والا لدھیانہ و جدِ امجد مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ) اور مولانا محمد مظہر نانوتویؒ (صدر مدرّس مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور) ایسے حضراتؒ تھے، جنھوں نے 1857ء کی جنگِ آزادی میں لدھیانہ، دہلی اور شاملی کے میدان میں حریت و آزادی کے لیے مجاہدانہ کارنامے سرانجام دیے تھے۔ اسی طرح حضرت عالی رائے پوریؒ کے شیخ و مرشد حضرت میاں عبدالرحیم سہارن پوریؒ کے سلسلۂ عالیہ میں تو انگریز دشمنی کی بیعت لی جاتی تھی۔ حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کا سیاسی ذہن اپنے اساتذۂ کرامؒ اور مشائخ عظامؒ کے سبب ہمیشہ سے حریت پسندوں کی حمایت میں رہا تھا۔ آپؒ نے رائے پور کے مرکز میں بھی پوری رازداری کے ساتھ حریت پسندوں کی معاونت کا سلسلہ جاری رکھا تھا۔

اس پس منظر میں انگریز حکومت بھی اس کو پسند نہیں کرتی تھی کہ حضرت اقدس رائے پوریؒ کی رائے پور میں موجودگی سے ایک دینی مرکز قائم ہوجائے۔ رائے پور اور اُس کے گرد و نواح میں حضرت اقدس رائے پوریؒ کی وعظ و نصیحت اور دینی شعور کی تحریک کو فروغ حاصل ہونے لگا تو رسم پرست مذہبی طبقات، علاقے کے زمیندار و راؤ صاحبان اور پولیس انتظامیہ کی ملی بھگت سے حضرتؒ کے خلاف محاذ آرائی کا سلسلہ ایک منصوبہ بندی کے ساتھ شروع ہوگیا۔ سب سے پہلے حضرتؒ کے خلاف عقائد کی خرابی اور دینی مسائل کے اختلافی پہلوؤں کو بنیاد بنا کر جھوٹے فتوؤں اور الزمات پر مبنی پمفلٹ شائع کیے گئے۔ چناں چہ ''مباحثہ رائے پور'' کے نام سے ایسا ہی ایک شرانگیز پمفلٹ حضرتؒ کے خلاف علاقے بھر میں تقسیم کیا گیا۔

اس کے بعد اگلے مرحلے میں مخالفین نے جمعۃ المبارک کے دن حضرت اقدس رائے پوریؒ کے وعظ کے موقع پر ایک ہنگامہ کھڑا کرنے اور لڑائی جھگڑے کی منصوبہ بندی کی۔ حضرت اقدس رائے پوریؒ کا معمول تھا کہ جامع مسجد رائے پور میں جمعۃ المبارک کی نماز کے بعد وعظ و نصیحت پر مشتمل بیان فرمایا کرتے تھے۔ اس میں عقائدِ حقہ، اعلیٰ دینی اَخلاق کی اہمیت بیان کرتے۔ بدعات و رسومات اور بداَخلاقی کے ماحول کو ختم کرنے پر زور دیتے تھے۔ مخالفین نے منصوبہ بنایا کہ اس موقع پر جھگڑا کھڑا کیا جائے اور انتظامیہ کی ملی بھگت سے رائے پور سے آپؒ کو نکالنے کی کوشش کی جائے۔ مولوی محمد شفیع اور اُس کے ہم نواؤں نے باہمی مشاورت سے یہ طے کیا کہ ایسا جھگڑا کیا جائے جو بلوہ کی صورت اختیار کرجائے۔ اس میں حضرت کو نامزد ٹھہرا کر انتظامیہ سے کہا جائے کہ ان کی وجہ سے یہاں فساد ہورہا ہے۔ اس لیے انھیں یہاں سے نکالا جائے۔ سچے لوگوں کو ایسی آزمائشیں آیا ہی کرتی ہیں۔

www.rahimia.org

اس سلسلے کا ایک اہم واقعہ وہ ہے، جب ۲۲/ شعبان ۱۳۰۹ھ/ 22/ مارچ 1892ء کو جامع مسجد رائے پور میں جمعہ کی نماز کے بعد حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کے وعظ کا اعلان کیا گیا۔ حضرتؒ نے بیان شروع کیا ہی تھا کہ مولوی محمد شفیع اپنے ساتھیوں کے ہمراہ آئے اور کہا کہ ''وعظ بند کرو۔'' اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ: ''مولوی عبدالرحیم کو منبر سے اُتار لو۔'' اس پر حضرتؒ کے متعلقین نے اسے روکا۔ اس موقع پر اُس نے اپنے ساتھیوں سمیت مسجد میں موجود افراد پر لاٹھیوں سے حملہ کر دیا۔ اس وقت وہاں دو ڈھائی سو افراد موجود تھے۔ مسجد کے دروازے پر ہی دونوں فریقین کے درمیان لڑائی ہوئی، جس سے کچھ لوگ زخمی ہوئے۔ حضرت عالی رائے پوریؒ کا وعظ ہوتا رہا اور آپؒ نے بڑے صبر و تحمل کے ساتھ اپنی گفتگو جاری رکھی۔ دونوں طرف سے کچھ آدمی زخمی ہوئے۔ اس پر مخالفین محمد حسین خاں اور محمد عمر خاں نے مرزا پور تھانے میں حضرتؒ کے خلاف رپٹ درج کرائی۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس کی ملی بھگت سے چالان تیار کیا گیا۔ اس میں حضرت اقدس رائے پوریؒ اور حضرتؒ کے ساتھیوں کے خلاف بلوے کی دفعات لگوا کر حضرتؒ کو رائے پور سے نکلوانے کی کوشش کی گئی۔ بہت جلد اس کا چالان بنا کر عدالت میں پیش کر دیا گیا۔

اس موقع پر حضرت عالی رائے پوری قدس سرہٗ نے بڑے صبر و استقامت اور حکمتِ عملی کے ساتھ دینی عقل و شعور اور فہم و بصیرت کے فروغ اور اتباعِ شریعت کے لیے اپنی جدوجہد کو جاری رکھا۔ مقدمے کی عدالتی کارروائی میں پوری تیاری کے ساتھ شرکت کی۔ موقع پر موجود گواہوں کی مدد سے مقدمے کے حقائق واضح کیے۔ مخالفین کے دلائل اور انتظامیہ کی ملی بھگت کو واضح کیا۔ اس موقع پر حضرتؒ کی روحانی توجہات اور برکات بھی ظاہر ہوئیں۔ چناں چہ ضلعی عدالت مقدمے کے حقائق سامنے آنے پر انتظامیہ کی تفتیش اور چالان کو ناقص قرار دے کر ردّ کرنے پر مجبور ہوئی۔ اس پر عدالت نے جامع مسجد رائے پور میں وعظ کے دوران حضرت اقدس رائے پوریؒ اور ان کے متعلقین پر حملہ کرنے والے دو افراد محمد حسین خاں اور محمد عمر خاں کے خلاف فیصلہ دیتے ہوئے انھیں مجرم قرار دیا اور قرار واقعی سزا سنائی۔ (29)

حضرت عالی رائے پوریؒ کے شیخ اوّل کا وصال

حضرت عالی رائے پوری قدس سرہٗ کو رائے پور میں ابتدائی قیام کیے ہوئے تقریباً تین سال کا عرصہ ہوا تھا کہ آپؒ کے شیخ حضرت اقدس شاہ میاں عبدالرحیم سرساوی سہارن پوری قدس سرہٗ کا وصال ہو گیا۔ ان کا انتقال ۲۱/ ربیع الاول ۱۳۰۳ھ/ 1886ء بوقتِ شب، بروز سوموار کو ہوا۔ آپؒ کا مزار سہارن پور سے انبالہ جانے والی سڑک پر قصبہ ''سرساوہ'' میں برلبِ سڑک واقع ہے۔

شیخ و مرشد کے انتقال سے طبعی طور پر آپؒ کو بڑا قلق ہوا۔ اس پر آپؒ حضرت شیخ علاؤالدین صابر کلیریؒ خلیفہ حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سرہٗ کے مزار پر مراقبہ اور تنہائی اختیار کرنے کے لیے

www.rahimia.org

''کلیَر شریف'' تشریف لے جاتے رہے۔ کافی دنوں تک آپؒ وہاں قیام فرما ہوتے اور تنہائی میں یادِ خدا میں مشغول رہتے تھے۔ روحانی طور پر مزید ترقیات کی دعائیں کرتے رہتے تھے۔

حضرت عالی رائے پوریؒ کا پیرانِ کلیَر میں حاضری کا معمول

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ فرماتے ہیں:

''حضرت (عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ کا معمول کبھی کبھی خاموشی اور پوشیدہ طور پر پیرانِ کلیَر جانے کا تھا۔ چناں چہ حضرت ملا جی (عبدالعزیز) صاحب فرماتے ہیں کہ:

ایک دفعہ حضرت' رائے پور سے پیرانِ کلیَر (مزار حضرت علاؤالدین صابر چشتی صابریؒ) کے ارادے سے چلے۔ میں بھی ساتھ تھا اور (حضرتؒ کے ساتھ) طے ہوگیا تھا کہ راستے میں کہیں ''مولوی صاحب'' نہ کہنا۔ جب حضرت کُھجناور پہنچے تو بستی سے پہلے ہی پوچھا کہ:

''ملا جی کوئی باہر کا راستہ ہے جو بستی سے باہر باہر نکلتا ہو؟''

میں نے عرض کیا کہ: ''(راستہ) ہے۔'' اس راستے پر جا رہے تھے کہ حضرت کے رشتہ داروں میں سے ایک صاحب آگے مل گئے۔ فرمایا کہ:

''آہا! میں تو تمھارے انتظار میں ہی تھا۔ کھانا کھلائے بغیر نہ جانے دوں گا۔''

حضرتؒ نے بے حد معذرت کی تو عرض کیا اچھا! ذرا ٹھہرو! اور کچھ آٹا گوشت وغیرہ کھانے کا سامان گھر سے لائے اور ساتھ ہولیے کہ جہاں جا کر ٹھہرو گے وہاں پکا کر کھلاؤں گا۔

چناں چہ مغرب کے وقت (چھٹمل پور کے قریب) فتح پور تھانے کی مسجد میں پہنچے۔ راستے میں (حضرت عالی رائے پوریؒ نے انھیں) سمجھا دیا تھا کہ:

''(مجھے) مولوی وغیرہ کچھ نہ کہنا اور مسجد میں تینوں اکیلے اکیلے بیٹھنا۔''

ملا جی صاحب نے فرمایا کہ: میرے منہ سے نکل گیا کہ ''مولوی صاحب'' تو حضرتؒ بہت ہنسے۔ خیر! وہاں نمازی آئے۔ اندھیرا تھا۔ ایک صاحب نے چراغ لیا اور چراغ سے ہر شخص کو دیکھتا گیا۔ حضرتؒ کے برابر پہنچا تو کہا: ''آہا! میں تو آپ کو ہی دیکھتا تھا۔''

حضرتؒ نے ان سے بھی معذرت کی، مگر پیش نہ گئی۔ تو فرمایا کہ:

''اچھا اس وقت تو کُھجناور والے کھانا پکا کر کھلائیں گے، صبح آپ کھلا دینا۔''

صبح کُھجناور والے کو تو واپس بھیج دیا اور کھانا کھا کر وہاں سے چلے۔

پیرانِ کلیر کی مسجد میں تنہائی میں وقت گزرنے لگا۔ نہ دن بھر کچھ کھایا، نہ رات کو، نہ اگلے اور اگلے روز۔ ملا جی صاحب فرماتے تھے کہ: حضرت نے مجھے فرمایا: ''کچھ چنوں کے ستو تیار کرلو۔''

www.rahimia.org

میں نے بُھنے (دھوئے) چنے خرید کر پیس کر ستو تیار کر لیے اور میری جیب میں ایک چائے پینے کی پیالی تھی، اس میں (سے) حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ کھائے اور باقی کو فرمایا کہ: تم کھالو۔

رات کو حضرت تھوکنے کے لیے مسجد کی نالی کی طرف گئے اور کھنکھارے تو سامنے مجاوروں کے ہاں خادم حسین صاحب گھر میں موجود تھے۔ ان کے سجادہ (نشین) صاحب سے تعلقات تھے۔ انھوں نے کھنکھار پہچان لی اور کہا: ''آہا! مولوی صاحب! آج تو پکڑے گئے۔''

اور ملا جی صاحب سے اَور بھی شکوہ کیا کہ مولوی صاحب کا اتنا شکوہ نہیں، مگر آپ سے بہت شکوہ ہے۔ چوری چوری آ کر چلے جاتے ہیں۔ چناں چہ فوراً ایک کمرہ سجادہ (نشین) صاحب نے خالی کر کے حضرت کے لیے صاف کرنے کا انتظام شروع کر دیا، مگر حضرتؒ نے ملا جی صاحب کو فرمایا کہ: ''تنہائی کا مزہ جاتا رہا۔'' اور پیشاب وغیرہ کے بہانے سے دونوں وہاں سے چل دیے اور سہارن پور پہنچ گئے۔''(30)

سلسلۂ ولی اللّٰہی کے مشائخ کی خدمت میں

حضرت عالی رائے پوری قدس سرہٗ بچپن سے ہی ولی اللّٰہی سلسلے کے مشائخ سید الطائفہ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ، حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور امامِ ربانی مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے قلبی تعلق رکھتے تھے۔ اور ابتدائی عمر سے ہی آپؒ کا گنگوہ آنا جانا رہتا تھا۔ چناں چہ مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھیؒ لکھتے ہیں:

''آپ (حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ) نے طفولیت ہی میں گنگوہ کی آمد و رفت شروع کر دی اور حضرت (گنگوہیؒ) کے مربیانہ فیضان سے مستفید ہونے لگے تھے۔ سہارن پور میں بزمانۂ طالبِ علمی حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب (سہارن پوری) رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے اور صاحبِ نسبت ومجازِ طریقت بنے۔ اُس زمانے میں بھی امامِ ربانی (حضرت گنگوہی) قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضری اُسی محبت و شوق کے ساتھ رہی، جو ماقبل و مابعد (اس سے پہلے اور بعد کے) زمانے میں تھی۔ اور باوجود مولانا (رائے پوری) کے دوسری جگہ بأمر اللّٰہ (اللہ کے حکم سے) مرید بن جانے کے، حضرت (گنگوہیؒ) کا تعلق بھی آپؒ سے وہی مربّیانہ رہا، جو اس سے قبل یا بعد میں تھا۔ شاہ صاحب (حضرت میاں عبدالرحیم سہارن پوری) مرحوم کے وصال کے چار سال بعد (غالباً ۱۳۰۷ھ/ 1889ء میں) آپ (حضرت عالی رائے پوریؒ) کو حضرت (گنگوہیؒ) نے بیعت کیا اور بیعت کے ساتھ ہی ساتھ مجازِ طریقت بنایا۔''(31)

سلسلۂ ولی اللّٰہی کے مشائخ کے سلسلۂ عالیہ کی طرف رجوع اور ان سے بیعت کرنے کے حوالے سے

www.rahimia.org

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ اپنی مجالس میں ارشاد فرماتے ہیں:

''حضرت (عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ: حضرت! آپ کو حضرت (مولانا رشید احمد) گنگوہیؒ کی طرف رجوع کرنے کی کیسے نوبت آئی، جب کہ آپ کے شیخ حضرت میاں صاحب سہارن پوریؒ (پہلے سے) موجود تھے؟

حضرت (عالی رائے پوریؒ) نے فرمایا کہ:

''ایک دفعہ پیرانِ کلیر (حضرت شیخ علاؤ الدین صابر کلیَری، خلیفہ اجل حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر چشتی قدس سرہٗ کے مزار پر) حاضری ہوئی۔ گلابی جاڑے کا موسم تھا۔ رات کو مسجد میں لیٹا تو گرمی محسوس ہوئی۔ باہر آ کر ہلکی دُلائی (رضائی) لے کر لیٹا تو بوندیں برسنے لگیں۔ اندر چلا گیا، پھر بارش بند معلوم ہوئی تو باہر آ لیٹا۔ پھر بوندیں اتر آئیں۔ دو دفعہ ایسا ہی ہوا۔ تیسری مرتبہ باہر آ کر لیٹا تو ارادہ کرلیا کہ خواہ زور کی بارش (ہی کیوں نہ) ہو، باہر ہی لیٹا رہوں گا۔ بارش شروع ہوگئی اور خوب بارش کا برسنا محسوس ہوا۔ اور خیال ہوا کہ رضائی تو اب بھیگ گئی ہے، مگر جب دیکھا تو نہ فرش بھیگا تھا اور نہ دُلائی بھیگی۔ سب لوگ سو رہے تھے۔

رات کو آواز آئی: ''عبدالرحیم!'' میں سمجھا کہ کوئی اس نام کا خانقاہ کا خادم ہے۔ کوئی اُسے آواز دے رہا ہے۔ کئی بار جب آواز آئی تو مَیں بولا۔ اس پر (مزار مبارک سے) آواز آئی:

''ہاں! تمھیں ہی بلاتا ہوں۔ یہاں کی برکت اور دولت اب گنگوہ میں پہنچ گئی ہے۔ تمھارا حصہ وہاں حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کے پاس ہے۔ وہاں سے جا کر لے لو۔''

وہاں (کلیَر شریف) سے (رائے پور) چلا آیا، مگر حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں نہیں گیا، یہاں تک کہ حج کو جانا ہوا۔ وہاں حضرت حاجی (امداداللہ مہاجر مکی) صاحب اس وقت حیات تھے۔ حضرت حاجی صاحبؒ کی خدمت میں حاضری ہوئی۔''(32)

سید الطائفہ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ سے بیعت اور اجازت

اسی عرصے میں حج کا موسم قریب تھا۔ آپؒ کو گنگوہ جانے کا موقع نہیں ملا۔ غالباً ۱۳۰۶ھ/ 1889ء میں آپؒ حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے۔ مکہ معظّمہ میں قیام کے دوران آپؒ شیخ العرب والعجم، قطب العالم، حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ کی صحبت بابرکت میں رہے۔ اس صحبت کے ثمرات بڑے عمدہ رہے۔ آپؒ کی نسبت نے بڑی ترقی کی اور آپؒ نے بڑی سرعت کے ساتھ حضرت حاجی صاحبؒ کے فیضانِ باطنی کو جذب کیا۔ آخر ایک دن حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ نے آپؒ کو اجازت و خلافت مرحمت فرمائی اور اپنے تعلق قلبی کے اظہار کے لیے وہ قرآنِ پاک، جو آپؒ کے زیر تلاوت رہتا تھا، آپؒ کو

www.rahimia.org

عنایت فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ:

''تم قرآن پاک کے شغل اور اس کے ساتھ عشق و محبت میں مجھ سے بھی بڑھ گئے ہو۔''(33)

حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ کا معمول تھا کہ ہندوستان میں اپنے خلفا کو زیرِ تربیت امور کی نگرانی اور مزید رہنمائی کے لیے امامِ ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی خدمتِ عالیہ میں بھیج دیا کرتے تھے۔ ہندوستان میں حضرت حاجی صاحبؒ کا فیض حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کی وساطت سے جاری تھا۔ چناں چہ جب حضرت عالی رائے پوریؒ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ کی صحبت اور حج بیت اللہ سے فارغ ہوکر واپس ہندوستان آنے لگے تو حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ نے آپؒ کو حضرت گنگوہیؒ کے پاس جانے کا حکم فرمایا اور ان کے نام ایک خط بھی لکھ کر عنایت فرمایا۔

حضرت عالی رائے پوریؒ فرماتے ہیں کہ:

''حضرت حاجی صاحب (سید الطائفہ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی) علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضری ہوئی تو حضرت نے فرمایا کہ: ''تم حضرت گنگوہی کے پاس جاؤ۔'' اور حضرت حاجی صاحبؒ نے ایک خط بھی حضرت گنگوہیؒ کے نام عنایت فرمایا۔ سہارن پور میں اپنے استاذ (غالباً مولانا جمعیت علی صاحبؒ) کی خدمت میں پیرانِ کلیر شریف والی بات کا بھی ذکر کیا۔ تو انھوں نے فرمایا کہ: ''تم نے دیر کیوں کی؟''(34)

امامِ ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی خدمتِ عالیہ میں

حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ جب زیارتِ حرمین شریفین اور حج بیت اللہ کے بعد ہندوستان واپس تشریف لائے تو حضرت شیخ علاؤالدین صابر کلیری قدس سرہٗ، حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ اور اپنے استاذ کے حکم کے بموجب گنگوہ میں امامِ ربانی، قطب عالم، حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوئے۔ حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، حضرت عالی رائے پوریؒ کا بیان نقل فرماتے ہیں:

''(حج بیت اللہ سے) واپس آکر گنگوہ حاضری ہوئی۔ حضرت کی خدمت میں خط پیش کیا۔ ...حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا دستور تھا کہ صبح کو جانے والے مغرب کے بعد ہی مصافحہ کرلیا کرتے تھے۔ شام کو جب حضرت گنگوہی سے مصافحہ کرنا چاہا تو حضرت نے فرمایا کہ:

''مولوی عبدالرحیم صاحب! آپ بھی جانا چاہتے ہیں؟''

عرض کیا کہ: جی ہاں!

حضرت (گنگوہیؒ) نے فرمایا: ''عشا کے بعد ملنا'' عشا کے بعد فرمایا کہ: ''تہجد کے وقت

www.rahimia.org

ملنا۔'' چناں چہ تہجد کے وقت مصافحے کے لیے حاضری ہوئی تو (حضرت گنگوہیؒ نے) فرمایا کہ:

''اچھا! آؤ تمھیں بیعت کرلوں۔'' اور فرمایا: ''کچھ کرنے کی ضرورت نہیں، اسی میں نسبت بڑھتی رہے گی۔''(35)

حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ بیان فرماتے ہیں کہ:

''حضرت میاں شاہ عبدالرحیم سہارن پوریؒ نے حضرت (عالی رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ کو (سلسلۂ عالیہ) قادریہ اور نقشبندیہ میں بیعت فرمایا تھا اور (انھی دونوں سلسلوں میں آپؒ کو) مجاز بھی کیا۔ اور حضرت گنگوہیؒ نے حضرت (عالی رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ کو پانچوں سلسلوں (چشتیہ صابریہ، چشتیہ نظامیہ، قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ) میں بیعت کیا اور مجاز فرمایا۔''(36)

اس طرح حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ برعظیم پاک و ہند کے اُس عظیم سلسلۂ ولی اللّٰہی کے ساتھ پوری طرح وابستہ ہوگئے، جس کے تمام علوم و افکار اور ظاہری اور باطنی نسبتوں کے امین و وارث سید الطائفہ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس اللہ اسرارہم قرار پاتے ہیں۔ ان اکابرین ثلاثہ کی ظاہری اور باطنی توجہات و عنایات ہر قدم پر آپؒ کے شامل حال رہیں۔ خاص طور پر حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کی صحبت سے آپؒ نے خوب استفادہ کیا ہے۔ اور امامِ ربانی، قطبِ عالم، حضرت گنگوہیؒ نے آپؒ پر اعتماد کا اظہار فرماتے ہوئے آپؒ کو خلافتِ عالیہ کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔

دونوں سلسلوں کے مشائخ کی نسبتوں کے امین

اس طرح حضرت عالی رائے پوریؒ اپنے دونوں سلسلوں کے مشائخ یعنی حضرت اقدس میاں شاہ عبدالرحیم سہارن پوریؒ، سید الطائفہ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی جامع نسبتوں کے امین اور ان کے سچے جانشین ہوئے۔ آپؒ کی شخصیت اپنے ان سلاسل عالیہ کے تمام مشائخ کی جامعیت کو پورے طور پر قبول کیے ہوئے تھی۔ اس طرح آپؒ اس دور میں متوسلین کی استعداد کے مطابق چاروں سلسلوں میں ان کے قلوب کی تربیت کرنے والے فردِ کامل تھے۔ جب کہ آپؒ پر مشائخ نقشبندیہ کی نسبتِ عالی کا غلبہ تھا۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ فرماتے ہیں کہ:

''حضرت گنگوہیؒ کی غالب نسبت، نقشبندیہ تھی اور ہمارے حضرت (عالی رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ پر بھی نسبتِ نقشبندیہ ہی غالب تھی۔'' (37)

اسی طرح ایک اَور جگہ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ فرماتے ہیں:

''حضرت (عالی رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ پہلے (شروع میں سلسلۂ عالیہ) قادریہ نقشبندیہ

www.rahimia.org

میں بیعت لیا کرتے تھے۔ جیسا کہ حضرت (مولانا اللہ بخش) بہاول نگری رحمۃ اللہ علیہ کو انھی سلسلوں میں بیعت فرمایا تھا، مگر پھر چاروں خاندانوں (چشتیہ، سہروردیہ، قادریہ، نقشبندیہ) میں بیعت فرمانے لگے۔ چناں چہ مجھے چاروں خاندانوں میں بیعت فرمایا۔'' (38)

اس طرح قطبِ عالم حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ اگر ایک طرف قادریہ، نقشبندیہ مجددیہ سلسلے کے عظیم حریت پسند بزرگ ''سیدو بابا'' مولانا عبدالغفور سواتی قدس سرہٗ کے خلیفہ اعظم حضرت میاں عبدالرحیم سہارن پوری قدس سرہٗ کے خلیفہ اجل اور جانشین ہوتے ہیں اور ان کے سلسلۂ فکر وعمل کے وارث اور امین ہیں۔ تو دوسری طرف چاروں سلاسل کے جامع، عظیم قافلہ سالار سید الطائفہ حضرت اقدس حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ کے خلیفہ اجل ہیں۔ نیز بچپن سے ہی حضرت الامام، حجۃ الاسلام، مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہٗ کے روحانی توجہات اور فیضِ باطنی سے سیراب ہوتے ہوئے امامِ ربانی، قطبِ صمدانی، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ کے خلیفہ اجل اور جانشین بھی ہیں۔ آپؒ کی ذاتِ والا صفات میں فکر وعمل کی وہ تمام توانائیاں بدرجہ اتم موجود ہیں، جو ان علمائے حق کے سلاسل عالیہ کی امتیازی خصوصیات میں سے ہیں۔

حضرت عالی رائے پوریؒ میں تمام سلاسل کی جامعیت کے اثرات

حضرت عالی رائے پوریؒ نے اپنے دونوں سلسلوں کے مشائخ کرام کے تمام سلاسل عالیہ کا بڑا فیض پایا ہے۔ بالخصوص آپؒ کی ذات میں چاروں سلاسل: قادریہ، چشتیہ، سہروریہ اور نقشبندیہ کے اجتماع سے ایک عجیب جامعیت کی شان پیدا ہوگئی تھی۔

تمام سلاسل عالیہ کی جامعیت کے حوالے سے حضرت عالی رائے پوریؒ میں قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور نقشبندیہ کی درجِ ذیل خصوصیات موجود تھیں:

☆ ابتدائی ذکر و اَذکار، فکر وشعور کی بلندی اور روحانی ترقی وعروج کے حوالے سے آپؒ میں سلسلۂ ''قادریہ'' کا رنگ نمایاں تھا۔

☆ جذب وکیف اور قبولیتِ عامہ، نیز عوامی رابطے کے لحاظ سے آپؒ میں سلسلۂ ''چشتیہ'' کا ظہور ہوتا تھا۔

☆ سلوک کے اَدب و آداب اور نظم ونسق اور انتظامی صلاحیت کے شعور اور طبعی اُنس وطمانیت کے حوالے سے آپؒ میں سلسلۂ ''سہروردیہ'' کا اثر دکھائی دیتا تھا۔

☆ طبیعت ومزاج میں ٹھہراؤ، عقل وفہم میں پختگی اور فکر وشعور میں ضبط وگہرائی کے حوالے سے آپؒ میں سلسلۂ ''نقشبندیہ'' کا رنگ غالب تھا۔

www.rahimia.org

حضرت عالی رائے پوریؒ پر مجددیہ ولی اللّٰہیہ کے تجدیدی رنگ کا غلبہ

مزید یہ کہ حضرت عالی رائے پوریؒ کی شخصیت میں ہجری ہزارۂ دوم کے تجدیدی رنگ کے حوالے سے درجِ ذیل امور بھی بڑے واضح ہیں:

☆ شریعت، طریقت اور سیاست کے حوالے سے حضرات مشائخ ''مجدّدیہ'' کی تجدیدی شان کا رنگ انتہائی پختہ ہے۔

☆ ''سلسلۂ ولی اللّٰهیه'' کے مربوط فکر وفلسفہ اور تجدیدی عمل کی جامعیت، نیز نقل، عقل اور کشف کی بلندتر حالت نے آپؒ کی ذات کو انتہائی نمایاں کر دیا ہے۔

☆ ''رحیمی، امدادی، گنگوهی'' نسبت کی جامعیت اور اس کے فیضان نے آپؒ کے قلب ونظر، فکر وعمل اور جہد وکردار کو اپنے رنگ میں رنگ لیا ہے۔

☆ ان تمام سلاسل طریقت میں شریعت اور اتباعِ سنت کا جو اہتمام پایا جاتا ہے، اس کا رنگ بھی آپؒ کی طبیعت پر انتہائی نمایاں تھا۔

☆ ان تمام سلاسل میں طریقت اور شریعت کے ساتھ ساتھ دینی سیاست کے غلبے کا جو پہلو نمایاں ترین انداز میں موجود ہے، آپؒ کی ذاتِ گرامی میں سیاسی شعور کے اظہار اور قومی آزادی اور حریت کا جذبہ بھی بدرجہ اتم پایا جاتا تھا۔

اس طرح حضرت عالی رائے پوریؒ کی شخصیت اپنے مشائخ کے تمام قدیم سلاسل عالیہ کی جامعیت لیے ہوئے تھی اور آپؒ شریعت، طریقت اور سیاست کے حوالے سے ایک جامع فردِ کامل تھے۔ بلاشبہ آپؒ شریعت کے متبحر عالم، سلسلہ ہائے سلوک وطریقت کے بحر ذخار میں غوطہ زن اور سیاسی شعور اور بلند قومی سوچ کے ماہر مدبر کی حیثیت رکھتے تھے۔ اس طرح اس دور کے مجددین کی تجدیدی شان آپؒ کی ذات کا حصہ بنی ہوئی تھی۔

حضرتؒ کی تجدیدی شان اور غلبۂ دین کا جذبہ صادقہ

حضرت عالی رائے پور میں پیدا ہونے والی اس تجدیدی شان کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپؒ کو ''جاذبۂ حق'' کی جانب سے غلبۂ دین کا ''جذبۂ رحیمیہ'' عطا کیا گیا۔ جس کا اظہار آپؒ کی زندگی کے تمام پہلوؤں سے ہوتا ہے۔ خاص طور پر دین اسلام کے تینوں شعبوں، یعنی شریعت، طریقت اور سیاست میں اس جذبۂ صادقہ کا اظہار واضح طور پر ہوتا ہے۔ یہی جذبۂ رحیمیہ آپؒ کو اپنے ہم عصروں سے انتہائی ممتاز کرتا ہے۔ گویا آپؒ کی شخصیت ان تمام سلاسل عالیہ کے مزاجوں اور رنگوں میں اس طرح گُندھی ہوئی تھی کہ غلبۂ دین

www.rahimia.org

کا نبوی جذبۂ صادقہ پوری جامعیت کے ساتھ آپؒ کے جوہرِ قلب کی گہرائیوں میں پیوستہ ہوگیا تھا۔ آپؒ کے جسم وجان کا اَنگ اَنگ اسی جذبے میں رَچ بس گیا تھا۔ آپؒ کی پوری زندگی اسی جذبۂ صادقہ رحیمیہ کے اظہار کا مظہر ہے۔

سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور؛ جامع نسبتوں کا حامل

حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ نے اپنے مشائخ کرام کے حکم سے ہندوستان کے مشہور مردم خیز خطہ ''دوآبہ گنگ وجمن'' میں واقع ضلع سہارن پور کے قصبہ ''رائے پور'' میں مستقل قیام فرمایا۔ آپؒ نے ۱۳۰۰ھ/ 1882ء میں رائے پور کے ایک باغ میں ابتدائی قیام فرمایا، جو ''گلزارِ رحیمی'' کے نام سے مشہور ومعروف ہوا۔ اور وہاں تجدیدی شان کے حامل ایک ایسے سلسلۂ عالیہ اور اس کے فکر وعمل اور اخلاص واحسان کی بنیاد رکھی، جس نے ''سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور'' کے نام سے شہرت حاصل کی۔ یوں ''سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور'' وجود میں آیا اور حضرت عالی رائے پوریؒ اس عظیم سلسلے کے بانی اور مرشد ِاوّل ہیں۔

حضرت عالی رائے پوریؒ نے اپنے مجددانہ فکر وعمل اور جہد وکردار سے اپنے مشائخ کرام کی اتباع میں کمالِ بےنفسی سے کام لیا اور انتہائی متواضع طبیعت کے ساتھ مشائخ کرام کے طے کردہ راستے پر پوری جرأت وہمت کے ساتھ کام کرتے رہے۔ اس طرح یہ سلسلۂ عالیہ تمام سلاسل عالیہ کی نسبتوں کا امین بن کر شریعت، طریقت اور سیاست کی جامعیت لیے ہوئے ہے۔ بلاشبہ آپؒ نے ان تینوں شعبوں میں نہ صرف رائے پور اور اس کے گرد ونواح میں، بلکہ پورے ہندوستان میں انسانی نفوس میں دین اسلام کا صحیح فہم، قلوب کا تزکیہ اور تصفیہ، دینی عقل وشعور اور سیاسی فہم وبصیرت پیدا کرنے کے لیے عظیم ترین جدوجہد اور کوشش کی۔ حضرت عالی رائے پوریؒ کی اس جدوجہد کے ثمرات چہار دانگِ عالم میں پھیلے اور آج بھی اس سلسلۂ عالیہ کی نورانیت اپنی تاثیر دکھا رہی ہے۔

رائے پوری رحیمیہ سلسلۂ عالیہ کے قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ صابریہ، چشتیہ نظامیہ، سہروردیہ کے شجراتِ عالیہ درجِ ذیل ہیں:

1۔ سلسلۂ عالیہ قادریہ ونقشبندیہ مجددیہ غفوریہ: بانی سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور حضرت عالی مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کو اپنے پہلے پیر ومرشد حضرت میاں شاہ عبدالرحیم سرساوی سہارن پوریؒ سے قادریہ اور نقشبندیہ سلسلوں میں اجازت وخلافت حاصل ہے۔ یہ سلسلہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ تک ان مشائخ کے واسطے سے جاتا ہے: حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوری، حضرت میاں شاہ عبدالرحیم سہارن پوری، حضرت خواجہ عبدالغفور سواتی، حضرت خواجہ محمد شعیب تورڈھیروی

شہید، حضرت حافظ محمد عمرزئی، حضرت خواجہ محمد صدیق بُنیری، حضرت خواجہ شاہ مؤمن گگروی، حضرت سید شہباز مہمند، حضرت شاہ حبیب محمد امین پشاوری، حضرت سید آدم بنوری، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس اللہ اسرارہم۔

2۔ اسی طرح حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کو اپنے دوسرے پیر و مرشد سید الطائفہ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ اور امامِ ربانی مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ کے واسطے سے درجِ ذیل پانچوں سلاسل میں اجازت وخلافت حاصل ہے:

سلسلۂ عالیہ چشتیہ (صابریہ و نظامیہ): حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ، امامِ ربانی مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، سید الطائفہ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ، حضرت میاں جیونور محمد جھنجھانویؒ، حضرت شاہ عبدالرحیم شہید ولایتی، حضرت شاہ عبدالباری امروہوی، حضرت شاہ عبدالہادی امروہوی، حضرت شاہ عضدالدین امروہوی، حضرت شاہ محمد مکی جعفری امروہوی، حضرت سید شاہ محمدی اکبرآبادی، حضرت شیخ محبّ اللہ الٰہ آبادی، حضرت شیخ ابوسعید گنگوہی، حضرت شیخ نظام الدین بلخی، حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری، حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی، حضرت شیخ محمد ردولوی، شیخ عارف بن احمد ردولوی، شیخ احمد عبدالحق ردولوی، شیخ جلال الدین کبیرالاولیا پانی پتی، شیخ شمس الدین ترک پانی پتی، حضرت مخدوم علی احمد صابر کلیری، حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر قدس اللہ اسرارہم۔

سلاسل عالیہ قادریہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، کبرویہ، غزالیہ کی اجازت:

ان تمام سلاسل عالیہ میں حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کو حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ سے اور انھیں ایک طرف حضرت میاں جیونور محمد جھنجھانویؒ اور حضرت شاہ عبدالرحیم ولایتی شہیدؒ کے واسطے سے حضرت سید احمد شہیدؒ سے اور دوسری طرف حضرت مولانا نصیرالدین دہلویؒ کے واسطے سے حضرت شاہ محمد اسحاق دہلویؒ سے اجازت تھی۔ ان دونوں حضرات کو حضرت الامام شاہ عبدالعزیز دہلویؒ کے واسطے سے حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ کے تمام سلاسل میں اجازت حاصل ہے۔

نیز نقشبندیہ مجددیہ آفاقیہ میں درجِ ذیل سلسلے سے بھی اجازت ہے: حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوری، امامِ ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، سید الطائفہ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی، حضرت مولانا نصیرالدین دہلوی، حضرت شاہ محمد آفاق دہلوی، حضرت خواجہ ضیاء اللہ، حضرت خواجہ محمد زبیر، حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی، حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس اللہ اسرارہم۔

www.rahimia.org

سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے تمام سلاسل عالیہ کے شجرات کی تفصیلات کتاب کے آخری باب دہم میں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عالی رائے پوری حضرت گنگوہیؒ کے جانشین

ایک وقت ایسا آیا کہ قطبِ عالم حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ کے وصال (۱۳۲۳ھ/ 1905ء) کے بعد اس سلسلۂ عالیہ سے وابستہ تمام ادارے، تحریکات اور مراکز کی راہنمائی اور سرپرستی آپؒ کے سپرد ہوگئی اور یوں حضرت گنگوہی کے بعد ''رائے پور'' کا مرکز ''گنگوہ'' کی بہار دینے لگا۔ چناں چہ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ آپؒ کے وصال پر پڑھے جانے والے اپنے مرثیے (دردِ دل) میں اس کی منظر کشی یوں کرتے ہیں: ع

جنھوں نے ''رائے پور'' میں بیٹھ کر ''گنگوہ'' دیکھا ہے
انھیں ہی یاد کچھ ''گنگوہ'' کا جغرافیا ہوگا

اسی طرح آپؒ کے محبوب دوست حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس سرہٗ نے اپنے مرثیے ''مسدسِ مالٹا'' میں آپؒ کو ایک مسدس میں ''جانشینِ کرام'' کے لقب سے یاد کیا ہے: ع

مرہم زخم خستہ و ناکام
دست گیر ارامل و ایتام
خادمِ شرع و جانشین کرام
رحمت ذو الجلال و الاکرام
زینت و زیب الف ثانی مُرد
شاہ عبدالرحیم ثانی مُرد

حقیقت یہ ہے کہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ نے اپنے مشائخ عالیہ کا سچا جانشین بن کر شریعت، طریقت اور سیاست کے تمام دینی شعبوں میں انسانیت کی رہنمائی فرمائی ہے۔

مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ سے حضرت رائے پوریؒ کی ملاقات

حضرت عالی رائے پوری قدس سرہٗ نے حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ (تلمیذ حضرت شاہ محمد اسحاق دہلویؒ و خلیفہ حضرت شاہ محمد آفاق دہلویؒ) سے بھی ملاقات کی تھی اور ان کی زیارت سے مستفید ہوئے تھے۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ اس حوالے سے بیان فرماتے ہیں:

''ہمارے حضرت (عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت مولانا فضل

www.rahimia.org

الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ کی زیارت کوتشریف لے گئے۔

حضرت (عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ ہی سے سنا تھا کہ حضرت نے (گنج مرادآباد) جانے سے پہلے دعا کی تھی کہ:

''یااللہ! مولانا (فضل الرحمٰن) مجھ سے الگ مل لیں اور جیسا ان کا معمول ہے، (مجھے) بُرا بھلا نہ کہیں۔''

چناں چہ جب حضرت (رائے پوریؒ) ٹرین سے اُتر کر بیل گاڑی پر سوار ہوکر گنج مرادآباد کے قریب پہنچے تو ان (بیل) گاڑی والوں نے — جو حضرت گنج مرادآبادیؒ سے واقف تھے — ہی کہا کہ حضرت (گنج مرادآبادیؒ) وہ (سامنے) آرہے ہیں۔

حضرت (عالی رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ (بیل) گاڑی سے اُتر کر آپؒ سے ملے۔

(حضرت گنج مرادآبادیؒ نے) فرمایا کہ: ''تیرے ملنے کو ہی آ رہا ہوں۔'' اور (اپنے) ساتھ لے گئے۔ ایک مسجد میں بیٹھنے کو فرمایا۔ کیوں کہ حضرت نے عرض کیا تھا کہ میں نے ابھی نماز نہیں پڑھی۔

مولانا نے فرمایا کہ: ''تم یہاں نماز پڑھ لو، میں ابھی آتا ہوں۔'' تھوڑی دُور جا کر لوٹ کر فرمایا کہ ''دیکھو! دو رکعت پڑھنا۔''

یہ بھی حضرتؒ نے دعا کی تھی کہ: ''جتنا رہنا میرے مقدر ہو، اس کے معلوم ہونے کی کوئی صورت ہو جائے، تا کہ قصر یا پوری پڑھنے کی کوئی صورت اختیار کروں۔'' (حضرت رائے پوریؒ نے) نماز پڑھی۔

پھر حضرت (عالی رائے پوریؒ) مسجد میں ہی تھے کہ مولانا (گنج مرادآبادیؒ) نے ایک شخص کو ان کا اتہ پتہ دے کر بھیجا۔ اس نے بڑے مجمع میں سے — جو مسجد میں مولانا (گنج مرادآبادی) کو ملنے کے لیے بیٹھا تھا — بے جھجک آ کر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اٹھا لیا اور عرض کیا کہ حضرت مولانا بلاتے ہیں۔ اس طرح حضرت کو الگ بلا کر ملاقات کی۔''(39)

اس طرح حضرت عالی رائے پوریؒ نے اپنے وقت کے ایسے تمام مشائخ سے فیوضات و برکات حاصل کیں، جو مجددی ولی اللّٰہی سلسلے سے تعلق رکھتے تھے۔ انھیں بزرگوں کی صحبت اور تعلق سے آپؒ میں جامعیت کی شان پیدا ہوئی۔

دارالعلوم دیوبند کے رُکن شوریٰ اور سرپرست

ازھرِ ہند دارالعلوم دیوبند کو قائم کرنے والے حضرات سیّد الطائفہ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ،

www.rahimia.org

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ تھے۔ ان حضرات نے 1857ء کی جنگِ آزادی کے بعد 1866ء میں دارالعلوم قائم کیا۔ انگریز حکمرانوں کی نظر میں یہ مدرسہ شروع سے ہی انگریز دشمنی کے طور پر اپنی ایک شناخت رکھتا تھا۔ چناں چہ یو۔پی کے گورنر کے یہ الفاظ ایک انگریز جاسوس نے نقل کیے ہیں:

''یہاں دیوبند میں مسلمانوں نے گورنمنٹ کے خلاف ایک مدرسہ جاری کیا ہے۔ تم اجنبی طور پر اس مدرسے میں جا کر پتہ لگاؤ کہ کیا تعلیم ہوتی ہے اور مسلمان کس فکر و خیال میں لگے ہوئے ہیں۔''(40)

اس لیے شروع سے ہی دارالعلوم کے خلاف کسی نہ کسی طرح انگریزوں کی خفیہ کارروائیاں جاری رہتی تھیں۔ ان میں سے ایک موقع وہ ہے کہ جب ۱۳۱۲ھ/ 1895ء میں دیوبند کے اہلِ ثروت اور مال دار لوگوں نے حضرت اقدس گنگوہیؒ اور حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے خلاف پروپیگنڈا شروع کیا۔ یوں دیوبند کے سرمایہ پرستوں کی طرف سے دارالعلوم میں عدمِ استحکام پیدا کرنے کے لیے کوشش کی گئی۔ اس کا پس منظر خود حضرت مولانا شیخ الہند قدس سرہٗ کی زبانی مولانا سیّد عبدالحیٔ حسنیؒ (والدِ گرامی مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی) نے دیوبند کے اپنے ایک سفرنامے میں بیان کیا ہے:

''مختصر یہ کہ اس نزاع کی بنیاد اس وقت پڑ گئی تھی، جس وقت مدرسے کی بنیاد ڈالی گئی تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بانیٔ مدرسہ جناب مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم نے مدرسے کے جو اصول اس وقت قائم کیے تھے اور جن پر اب تک عمل درآمد ہے، ان میں سے ایک قاعدہ یہ بھی ہے کہ اربابِ مشورہ میں ہمیشہ صلحا اور علما منتخب کیے جایا کریں۔ اربابِ وجاہت کو اس میں ہرگز دخل نہ دیا جائے۔ اور اس میں مصلحت یہ تھی کہ ان کو ہمیشہ اپنی بات کی پچ پڑ جاتی ہے اور اختلافِ رائے پر بیش از بیش اصرار ہوتا ہے، گو مدرسے کی بدخواہی ہی کیوں نہ متصور ہو۔ دیوبند میں اکثر اربابِ وجاہت موجود تھے، جن کو اربابِ مشورہ میں منتخب نہیں کیا۔ باوجود یہ کہ وہ کبیر سن (بڑی عمر کے) بھی تھے۔ ان کو اس بات پر بہت ملال ہوا، لیکن وہ تجربہ کار اور پختہ تھے۔ اس واسطے انھوں نے صریحاً مخالفت کی جرأت نہیں کی۔ جب ان لوگوں کا انتقال ہوگیا اور ان لوگوں نے اپنے بعد ناتجربہ کار وارث چھوڑے تو ان لوگوں نے اپنی خام خیالی سے کھلم کھلا مخالفت کرنی شروع کردی۔''(41)

ان اربابِ وجاہت میں سے ایک صاحب، حضرت حاجی محمد عابد مہتمم دارالعلوم دیوبند کے حج پر جانے کی وجہ سے کچھ عرصے کے لیے انتظامی اور مالیاتی ذمہ داریوں پر فائض ہوئے تھے۔ انھوں نے خیانت کی تو

www.rahimia.org

حضرت اقدس گنگوہیؒ نے ان کو انتظامی ذمہ داری سے ہٹانے کا حکم دیا۔ بعض حضرات نے اس حوالے سے حضرت گنگوہیؒ کو رائے دی کہ

''اس سے مدرسے میں جھگڑا ہوگا۔ مدرسے کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ کیا عجب کہ مدرسہ ٹوٹ جائے۔''

اس پر حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا:

''جب تک مدرسے کا تعلق ہم لوگوں سے ہے، اس کے ہم ذمہ دار ہیں۔ کسی بے جا کارروائی کو چھپا نہیں سکتے۔ ... مدرسہ خدا کی رضا مندی کے واسطے کیا گیا ہے اور جو کچھ ہم کر رہے ہیں، اُسی کے واسطے ہے۔ اگر اسی کام کو ہم گناہ گار ہوکر انجام دیں تو کون سے ثواب کی بات ہے۔ جب تک اس کی رضا مندی کے موافق کام ہوسکے، اس وقت تک کریں گے، ورنہ چھوڑ دیں گے۔''(42)

چناں چہ حضرت گنگوہیؒ نے انھیں انتظامی ذمہ داری سے فارغ کردیا۔ اس کے بعد مخالفین نے حضرت گنگوہیؒ کے خلاف خوب پروپیگنڈا کیا۔ سخت سست الفاظ لکھ لکھ کر روانہ کیے۔ یہاں تک کہ حکومت کو درخواست دی گئی کہ:

''اس مدرسے کے لوگوں کے خیالات بغاوت انگیز ہیں۔ اسی واسطے مدرسے میں ولایتی (پٹھان طالبِ علم) کثرت سے رکھے گئے ہیں اور ایک زمانے میں مولوی رشید احمد نے تھانہ بھون کی بغاوت میں شرکت کی تھی۔ یہ ہمیشہ کے باغی ہیں۔ ان کی مثل نکالی جاوے۔ بہتر تو یہ ہے کہ اس مدرسے کو گورنمنٹ اپنے ہاتھ میں لے۔''(43)

یہاں تک کہ ان مخالفین نے حضرت گنگوہیؒ اور حضرت شیخ الہندؒ کے خلاف اشتہارات شائع کروائے۔ پمفلٹ تقسیم کیے گئے۔ غرض! انھوں نے خوب مخالفت کی۔

اس سب کے باوجود ان حضرات نے نہایت تحمل اور بُردباری کا مظاہرہ کیا اور تُرکی بہ تُرکی جواب دینے کی بجائے حکمت اور تدبر کے ساتھ دارالعلوم کے سلسلے کو آگے بڑھایا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مخالفین ناکام ہوتے چلے گئے۔ حضرت اقدس گنگوہی قدس سرہٗ خود دارالعلوم دیوبند میں تشریف لائے اور اُن کے ہمراہ سیّد الطائفہ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کے تربیت یافتہ نواب محمود علی خاں رئیس چھتاری بھی آئے۔ ان حضرات نے باہم مشاورت سے اہتمام کے لیے حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے صاحبزادے حافظ محمد احمد کو مقرر کیا اور سربرآوردہ علما اور صلحا کی ایک مجلس شوریٰ قائم کی، جس سے مخالفین کے اثرات دب گئے اور دارالعلوم میں استحکام آنا شروع ہوا۔

www.rahimia.org

اگرچہ مخالفین کو شکست کا سامنا کرنا پڑا، لیکن وہ اپنی شرارتوں سے باز نہیں آرہے تھے۔ کسی نہ کسی صورت میں کوئی نہ کوئی مسئلہ کھڑا کیے رکھتے تھے۔ انھی حالات میں ایک دفعہ مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا حافظ محمد احمدؒ حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک مرتبہ پھر دیوبند تشریف لانے اور اُن مسائل کو حل کرنے کے بارے میں درخواست پیش کی۔ حضرت گنگوہیؒ نے ان سے فرمایا کہ:

''مولوی عبدالرحیم کو لے جاؤ۔ وہ مسائل حل کردیں گے۔''

حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ بھی اس مجلس میں تشریف فرما تھے۔ حضرت اپنی منکسر المزاجی اور تواضع کی وجہ سے اس زمانے میں ابھی مشہور نہیں ہوئے تھے۔ اس لیے مجلس کے آخر میں بیٹھے تھے۔ اربابِ دارالعلوم کو حضرت رائے پوریؒ سے پوری واقفیت نہیں تھی، اس لیے انھوں نے حضرت گنگوہیؒ سے دوبارہ عرض کیا کہ آپؒ کی آمد سے ہی مسئلہ حل ہوگا۔ اگر حضرت تشریف لے آئیں تو زیادہ بہتر ہے۔ اس پر حضرت گنگوہیؒ نے دوبارہ فرمایا کہ ''مولوی عبدالرحیم کو لے جاؤ۔'' اس طرح حضرت گنگوہی قدس سرہٗ نے حضرت عالی رائے پوریؒ پر اپنے اعتماد کا اظہار فرمایا اور اپنا قائم مقام بنا کر دارالعلوم دیوبند کے بعض اہم انتظامی مسائل حل کرنے کے لیے دیوبند بھیجا۔

چناں چہ حضرت اقدس رائے پوریؒ دارالعلوم دیوبند تشریف لائے اور مردم شناسی کا جو جوہر اللہ نے انھیں عطا کیا تھا، اسے بروئے کار لاتے ہوئے مخالفین کی شناخت کی اور اُن کی مخالفت کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا۔ اور کچھ اس طریقے سے مسئلہ حل کیا کہ سب حضرات مطمئن ہوگئے۔ اس پر اربابِ مدرسہ کے سامنے حضرت عالی رائے پوریؒ کی مردم شناسی اور مطلوبہ نتائج حاصل کرنے کی حکمتِ عملی آشکارا ہوئی۔ اس کے بعد ہی حضرت اقدس گنگوہی قدس سرہٗ کے ارشاد پر حضرت عالی رائے پوریؒ کو دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کا باقاعدہ رُکن بنایا گیا۔ اسی موقع پر حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ بھی دارالعلوم کی شوریٰ کے رُکن بنے۔ سیّد محبوب علی رضوی ''تاریخ دارالعلوم دیوبند'' میں لکھتے ہیں:

''۱۳۲۰ھ (1902ء) میں حضرت مولانا اشرف علی تھانوی اور حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کو مجلس شوریٰ کا (باقاعدہ) رُکن بنایا گیا۔''(44)

حضرت اقدس گنگوہیؒ کے وصال (11/اگست 1905ء) کے بعد تو حضرت عالی رائے پوریؒ ان حضرات سرپرستان میں شامل ہوگئے، جن کی رہنمائی میں دارالعلوم دیوبند کام کررہا تھا۔ چناں چہ جب فضلائے دارالعلوم دیوبند کی اجتماعیت ''جمعیت الانصار'' کی شکل میں قائم ہوئی تو اس کے حضرات سرپرستان میں بھی حضرت اقدس رائے پوریؒ شامل تھے۔ چناں چہ اس کی روئیداد میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ پھر حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس سرہٗ کے حجاز تشریف لے جانے کے بعد آپؒ سرپرستِ اعلیٰ

www.rahimia.org

کے طور پر کام کرتے رہے۔ چناں چہ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ لکھتے ہیں:

''۱۳۳۳ھ (1915ء) میں جب حضرت شیخ الہندؒ حجاز تشریف لے گئے تو حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کو سرپرست تسلیم کیا گیا۔ آپؒ اپنی وفات ۱۳۳۷ھ/ 1919ء تک دارالعلوم (دیوبند) کے سرپرست رہے۔''(45)

چناں چہ آپؒ نے پوری توجہ سے دارالعلوم دیوبند کے معاملات کو سنبھالا اور اس کی پوری سرپرستی فرمائی۔ آپؒ کی بہترین کارکردگی دیکھ کر حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہیؒ آپؒ کا نام لے کر تعریف فرمایا کرتے تھے۔

آپؒ زندگی کے آخری ایام تک بڑی فہم و فراست اور عمدگی سے دارالعلوم دیوبند کے اہم معاملات اور انتظامی مسائل میں رہنمائی اور مشورے دیتے رہے۔ جس سے دارالعلوم ترقی کے منازل طے کرتا رہا۔ چناں چہ حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند نے ایک بار حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ سے بیان فرمایا:

''محترم والدِ گرامی حضرت مولانا محمد احمد صاحب (مہتمم دارالعلوم دیوبند) فرمایا کرتے تھے کہ: جب بھی مجھے دارالعلوم کے معاملات میں پریشانی اور دقت ہوتی تھی تو میں سیدھا حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کی خدمت میں رائے پور حاضر ہوجاتا۔ اور ساری صورتِ حال گوش گزار کردیا کرتا تھا اور اس سلسلے میں مشورے کا طالب ہوتا۔ اس کے جواب میں جو کچھ حضرت اقدس رائے پوریؒ فرمایا کرتے، اس کے مطابق عمل کرنے سے تمام معاملات اور مسائل حل ہوجاتے اور دارالعلوم کا نظام ٹھیک ہوجاتا تھا۔''(46)

اس طرح گویا دارالعلوم دیوبند کے نظام میں آپؒ کے مشوروں اور توجہاتِ عالیہ کو خصوصی اہمیت حاصل تھی۔ چناں چہ حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ کے وصال پر حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے ''دردِ دل'' کے عنوان سے جو طویل مرثیہ پڑھا تھا، اس میں انھوں نے اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی کہ آپؒ کی وفات سے دارالعلوم دیوبند کے نظام میں کس قدر خلل واقع ہوا اور دارالعلوم کا کتنا عظیم نقصان ہوا۔ وہ فرماتے ہیں: ع

سمجھ لو کس قدر مغموم اہل مدرسہ ہوں گے
سمجھ لو کس قدر مختل نظامِ مدرسہ ہوگا

مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور کے سرپرست

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ فروری 1903ء میں ایک قضیے کو حل کرنے

کے تناظر میں مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور کے سرپرست مقرر ہوئے۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ بانیانِ مدرسہ حضرت مولانا سعادت علی فقیہ سہارن پوریؒ (خاص تربیت یافتہ حضرت سیّد احمد شہیدؒ)، حضرت مولانا محمد مظہر نانوتویؒ (مجاہدِ شاملی تحریکِ آزادی 1857ء) اور حضرت مولانا احمد علی محدث سہارن پوریؒ (تلمیذ حضرت امام شاہ محمد اسحاق دہلویؒ) کے وصال کے بعد ۱۳۱۴ھ/ 1896ء میں حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہیؒ مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور کے سرپرست مقرر ہوئے۔ انھوں نے بہ حیثیت سرپرست حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری قدس سرہٗ کو ۳/ جمادیٰ الثانیہ ۱۳۱۴ھ/ 9/ نومبر 1896ء کو مدرسے کا صدر مدرّس بنایا۔

۱۳۱۸ھ/ 1902ء میں شہر کے بعض سرمایہ پرست اور شر پسند عناصر نے خود غرضی اور ذاتی مفاد کے پیشِ نظر حضرت گنگوہیؒ اور حضرت سہارن پوریؒ کی بلا وَجہ مخالفت شروع کر دی۔ ان حضرات کے خلاف شہر بھر میں بڑا پروپیگنڈا کیا گیا۔ اس پر حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے ۲۹/ رجب ۱۳۱۹ھ/ 11/ نومبر 1901ء کو مدرسہ مظاہر العلوم کی سرپرستی سے استعفیٰ دے دیا۔ حضرتؒ نے تحریر فرمایا:

> ''از بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہٗ۔ بہ خدمت اربابِ شوریٰ مدرسہ سہارن پور۔ بعد سلام مسنون۔ اس عاجز کو آپ صاحبوں نے سرپرست بنایا تھا۔ سو بندہ چھ سال تک (سرپرست) رہا۔ اب آپ کے مدرسے کی سرپرستی سے معذور ہوں۔ لہٰذا استعفیٰ گزران کر اُمیدِ معافی رکھتا ہے۔ آپ صاحب بھی قبول فرماویں۔ والسلام ۲۹/ رجب ۱۳۱۹ھ (11/ نومبر 1901ء)''[47]

اس پر اراکین مدرسہ میں اختلافات وسیع ہوگئے۔ بعض حضرات استعفے کی منظوری کے حامی اور بعض مخالف تھے۔ اس طرح ہنگامہ برپا ہوگیا۔ حضرت گنگوہیؒ کے استعفے کے بعد شر پسند عناصر مزید دیدہ دلیری کے ساتھ آگے بڑھے اور مدرسے کو ختم کرنے کے لیے حضرت سہارن پوریؒ کے خلاف پروپیگنڈے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ مدرسہ کے کچھ اراکین نے ۳/ شوال ۱۳۲۰ھ/ 3/ جنوری 1903ء کو حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ کو بغیر کوئی وَجہ بتلائے مدرسے سے علاحدہ کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ اس پر مزید انتشار کی کیفیت پیدا ہوگئی۔ اسی حالت میں حضرت سہارن پوریؒ نے حضرت گنگوہیؒ کے حکم سے بڑی ہمت و استقامت کے ساتھ مدرسے میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ مخالفت کرنے والوں میں قاضی شہر بھی شامل تھے۔ اس طرح امن و امان کو قائم کرنے والے خود بدامنی پیدا کرنے لگے۔ اس حالت میں اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور شہر کے انسپکٹر صاحب علی نے شہر کے کشیدہ حالات کو کنٹرول کرنے کے لیے مداخلت کی۔ وہ نظم و نسق قائم کرنے میں سخت گیر اور اپنی انتظامی طبیعت میں بڑے ممتاز تھے۔ انھوں نے فریقین کو راضی کیا کہ مصالحت کریں اور ایک ثالثی کمیٹی بنا کر معاملے کو حل کریں۔ چناں چہ فریقین کے

اتفاقِ رائے سے انسپکٹر صاحب علی اور خان محمد نعیم اللہ خاں اعزازی مجسٹریٹ شہر سہارن پور پر مشتمل یکم/ فروری 1903ء کو دو رکنی ثالثی کمیٹی وجود میں آئی۔

اسی روز اس ثالثی کمیٹی نے حالات کا جائزہ لیا۔ دونوں طرف کے بیانات سنے اور ثالثی فیصلہ لکھتے ہوئے حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ کو نہ صرف صدر مدرّس کے طور پر بحال کردیا۔ نیز آئندہ کے لیے مدرسے کے مکمل نظم ونسق کا اختیار سرپرستان کی ایک کمیٹی کے سپرد کردیا۔ اس ثالثی فیصلے کا ایک پیراگراف یہ ہے:

''ہماری رائے میں اس مدرسے کے سرپرست مولوی ذوالفقار علی صاحب دیوبندی (والدِ گرامی حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن) اور مولوی عبدالرحیم صاحب رائے پوری اور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی مقرر کیے جائیں۔ تاکہ متعلق تعلیم وتقرر، برخواستگی وترقی، وتنزلِ مدرّسانِ مدرسہ ان کی رائے سے ہوا کرے۔ اور طریقۂ تعلیم کے وہ نگران اور سرپرست رہیں۔ اور دیگر رؤسا وعمائدین شہر بہ طور ممبر کے رہیں، جو ترقی چندہ اور انتظاماتِ مدرسہ کے کوشاں رہیں۔ فقط۔ یکم/فروری 1903ء (۳/ذوقعدہ ۱۳۲۰ھ)

العبد: محمد نعیم خاں — العبد: صاحب علی انسپکٹر۔''

اس فیصلے پر حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ تحریر فرماتے ہیں:

''ان ثالث حضرات سے بعض مخالف ممبران نے جو دنیاوی حیثیت سے بااثر اور ذی وجاہت تھے، فیصلہ تحریر ہوجانے کے بعد یہ دریافت کیا کہ یہ تم نے کیا لکھ دیا؟ انھوں نے جواب دیا کہ ہمیں کچھ خبر نہیں کہ ہم نے کیا لکھا۔ ہم نے جو فیصلہ تحریر کیا، وہ اپنے اختیار سے نہیں لکھا، بلکہ کوئی طاقت ہم سے لکھوا رہی تھی اور ہم اس کے لکھنے پر مجبور تھے۔ یہ حضرت گنگوہی کی کھلی کرامت ہی ہے کہ حضرت سہارن پوریؒ کو علاحدہ کرنے والے حضرات خود ہی علاحدہ ہوگئے۔

حضرات سرپرستان ثلاثہ مجوزہ کی منظوری میں کچھ بعض بڑے حضرات کو اشکال تھا تو حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم صاحب نے بڑی جانفشانی اور ہمت سے ان حضرات کو ہموار کرلیا اور اُن سے تائیدی دستخط لیے۔ یہ ممبرانِ ثلاثہ ۲۶/ذی قعد (۱۳۲۰ھ) کو (بہ حیثیتِ سرپرست پہلی مرتبہ) مدرسہ میں تشریف لائے اور رجسٹر احکامات سرپرستان میں پہلی تجویز تحریر فرمائی۔ ...

(اس کے بعد) یہ اکابرِ ثلاثہ اپنی اپنی ذمہ داریوں کو احساس فرما کر خود تشریف لایا کرتے اور مدرسہ کے حالات ملاحظہ فرما کر رجسٹر معائنہ میں اپنی رائے درج فرماتے تھے۔ (48)

اس طرح مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور کے حوالے سے پیدا ہونے والے قضیے کا فیصلہ حضرت اقدس

www.rahimia.org

عالی رائے پوریؒ کی ہمت اور جرأت سے ہوا۔

سرپرستان کے تقرر کے بعد مدرسہ مظاہرالعلوم سہارن پور کے سرپرستان حضرات کے لیے ایک دستورالعمل اور آئین تجویز ہوا۔ اس آئین کی بنیادی دفعات بیان کرتے ہوئے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمدزکریا کاندھلویؒ تحریر فرماتے ہیں:

''اب تک چوں کہ مدرسہ میں سرپرستان کا کوئی مستقل عہدہ نہیں تھا، اس لیے ابھی تک سرپرستان کے (فیصلہ جات کے) متعلق کوئی دستورالعمل بھی مرتب نہیں ہوا تھا۔ اکابرین ثلاثہ کے سرپرست تجویز ہونے کے بعد اُن کے لیے یہ آئین مرتب ہوا:

دفعہ نمبر(۱): سرپرستانِ مدرسہ کو تمام اُمورات مدرسہ، ترقی و تنزل، عزل و نصبِ ملازمان، تغیر و تبدل، دفعاتِ آئین وغیرہ کا کلی اختیار ہے۔ اوران کی تجویز جملہ اُمور میں قطعی ہوگی۔

دفعہ نمبر(۲): سرپرستانِ مدرسہ جناب مولانا الحاج مولوی ذوالفقارعلی دیوبندی اور جناب مولانا الحاج الحافظ مولوی عبدالرحیم صاحب رائے پوری اور جناب مولانا الحاج الحافظ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی ہیں۔

دفعہ نمبر(۳): مہتم بالشان اُمور میں تمام سرپرستوں سے استفسار اور رائے لیا جانا ضروری ہے۔

دفعہ نمبر(۴): ہرسہ ماہی کے اختتام پر سرپرستان کا مدرسہ میں اجتماع اور نگرانی ضرور ہوگی۔ اِلاَّ بہ ضرورتِ شدیدہ اکثر کی تشریف آوری کافی ہوگی۔

دفعہ نمبر(۵): تاریخ ہائے تشریف آوری تقریباً یہ ہوں گی:

آخر ذی الحج، آخر ربیع الاوّل، آخر جمادیٰ الاخریٰ، آخر شعبان۔''(49)

حضرت عالی رائے پوریؒ باقاعدہ سرپرست مقرر ہونے سے پہلے بھی مدرسہ مظاہرالعلوم سہارن پور کے لیے ہمہ وقت نگرانی اور مشاورت کا کام کرتے تھے۔ بالخصوص اس کے ہر سالانہ جلسے میں آپؒ بڑے اہتمام سے شریک ہوتے تھے۔ تاریخ مظاہر میں اس کی تفصیلات موجود ہیں کہ حضرت عالی رائے پوریؒ، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس سرہٗ، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ، شیخ الاسلام مولانا سیّدحسین احمد مدنیؒ وغیرہ اکابر سالانہ جلسے میں اہتمام سے شریک ہوتے۔

ان حضرات سرپرستان میں سے حضرت مولانا ذوالفقارعلی دیوبندیؒ ۱۵/ رجب ۱۳۲۲ھ/ 25/ستمبر 1904ء کو انتقال فرما گئے تھے۔ اس لیے اراکین مدرسہ نے ان کی جگہ متفقہ طور پر حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کو سرپرستِ مدرسہ بنایا۔

حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ یکم/فروری 1903ء سے لے کر اپنی وفات 28/جنوری

www.rahimia.org

1919ء تک 16 سال مدرسہ مظاہرالعلوم سہارن پور کے سرپرست رہے۔ اس دوران آپؒ نے مدرسہ کے معائنہ جات کیے۔ ان پر تحریری تجاویز دیں اور فیصلہ جات لکھے۔ ان میں سے آپؒ کی چند تحریرات آئندہ صفحات میں پیش خدمت ہیں۔

حضرتِ اقدس عالی رائے پوریؒ اور حضرت شیخ الہندؒ کا باہمی تعلق

حضرت عالی رائے پوریؒ اور حضرت اقدس شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس اللہ اسرارہم کے درمیان بڑا گہرا تعلق اور قلبی لگاؤ تھا۔ دونوں یک جان دو قالب کی مانند تھے۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ فرماتے ہیں:

> ''حضرت عالی رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ کی طبیعتوں میں بڑی یکسانیت تھی۔'' (50)

اور کیوں نہ ہو؟ ہزارہ دوم میں تجدیدی کام کی زیب و زینت کے مشن پر دونوں ایک نظر آتے ہیں اور یوں اپنے مشائخ کے نقش قدم پر ہمہ جہتی پہلو سے کام کرنے میں ان دونوں حضرات کی منفرد حیثیت سامنے آتی ہے۔ ایک طرف دین کی جامعیت کو مدِنظر رکھ کر شریعت طریقت اور سیاست ان تینوں شعبوں کے تقاضے پورا کرنا تو دوسری طرف اس خطے کے مظلوم انسانوں کو انگریز سامراج کے ظالمانہ غلبہ اور تسلط سے آزادی دلانے اور قومی واجتماعی تشکیل نو کے لیے کردار ادا کرنے میں دونوں یکساں فکر وعمل کے داعی اور جدوجہد کرنے والے ہیں۔ اس حوالے سے ان دونوں کے دلوں میں ایک دوسرے کی گہری محبت موجود تھی۔

جدوجہدِ آزادی کے مشن پر حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ ابھی ''مالٹا'' میں ہی قید تھے کہ آپؒ کے محبوب دوست اور فکر وعمل کے راز دان حضرت عالی رائے پوریؒ کا وصال ہو جاتا ہے۔ اس موقع پر ''مسدسِ مالٹا'' کے عنوان سے غم واندوہ میں ڈوبے ہوئے اشعار میں حضرت شیخ الہندؒ نے اظہارِ خیال کیا ہے۔ اس سے ان دونوں کی قلبی یگانگت اور باہمی محبت وعشق کا راز کھلتا ہے:

تیرے ملنے کی اِک تمنا پر
زندگانی جو کر رہے تھے، بسر
کہیے! اب کیا کریں وہ خستہ جگر
جینا آج ان کو کیوں نہ ہو دو بھر
زینت و زیب الف ثانی مُرد
شاہ عبدالرحیم ثانی مُرد

یہی وجہ ہے کہ جب حضرت شیخ الہندؒ تحریکِ ریشمی رومال کے سلسلے میں حجاز تشریف لے گئے تو اپنے

www.rahimia.org

تمام متعلقین کو حضرتِ اقدس رائے پوریؒ کے سپرد کرکے گئے تھے۔

دوسری طرف حضرتِ اقدس رائے پوریؒ کا یہ حال تھا کہ آخر زمانے میں آپؒ کو بخار رہنے لگا تھا۔ اس کا سبب بیان کرتے ہوئے حضرت عالی رائے پوریؒ فرماتے ہیں:

''مجھے بخار اس دن شروع ہوا، جس دن حضرت گنگوہیؒ نے اس دنیا کو الوداع کہا اور اس کا بدن پر ظہور اس دن ہوا، جس دن خبر سنی کہ مولانا محمود حسن صاحب ''مالٹا'' میں قید ہوگئے۔ آج وہ رہا ہوکر تشریف لائیں تو اَور کچھ نہ سہی، ایک دفعہ تو جھرجھری لے کر اُٹھ ہی کھڑا ہوں گا۔''(51)

ان حضرات کی جدائی میں آپ عشق سوزاں کی شمع کی طرح پگھلتے رہتے تھے، اسی سوزشِ اندرونی اور عشق خداوندی نے آپؒ کی زندگی پر بڑا گہرا اثر کیا تھا۔ ان دونوں حضرات کے باہمی محبت اور تعلق کا یہ اثر تھا کہ دین اسلام کے تمام شعبوں کے حوالے سے ان میں باہم یکسانیت پائی جاتی تھی۔ اور یہ دونوں حضرات اپنے طرزِ فکر و عمل میں مکمل طور پر ہم مشرب اور ہم مزاج تھے۔

حضرت عالی رائے پوریؒ کے وصال پر مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اپنی نظم ''دردِ دل'' میں اس حقیقت کو ان اشعار میں بیان کرتے ہیں: ع

کلیجہ منہ کو آ جاتا ہے جب یہ سوچتا ہوں میں
کہ کیا کچھ حال تیرا اے ''اسیرِ مالٹا'' ہوگا
انھیں جو تم سے نسبت تھی ، اُسے وہ خوب سمجھے گا
کہ جس نے قیس کا ، فرہاد کا قصہ سنا ہوگا
وہ عاشق تھا تمھارا ، اور تمھارے تذکرے کا بھی
کوئی ایسا ترا شاید ہی مشتاقِ لِقا ہوگا
تمھارے ذکر سے جس کے بدن میں جان آتی تھی
تمھاری فکر میں ہی کیا خبر تھی وہ فنا ہوگا
زمین والوں کے مجمع میں ، نہ اس نے جب تجھے پایا
فلک پر ، اب ملائک کی صفوں میں ڈھونڈتا ہوگا
وصیت کی ہے کچھ حسرت بھرے الفاظ میں اس نے
تمھیں معلوم شاید یہ نہ ہوگا ، یا ہوا ہوگا
غرض وہ تو جوارِ حق میں پہنچے اور یہاں ہم پر
کہوں کیا ، کیا ہوا ، کیا ہو رہا ہے اور کیا ہوگا

www.rahimia.org

حضرت مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ دہلویؒ کا خراجِ تحسین

حضرت مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ دہلویؒ نے دینی تسلسل اور اپنے مشائخ کرام کے تعارف میں ایک رسالہ ''روض الریاحین'' کے نام سے تصنیف فرمایا ہے، جو دراصل ایک عربی قصیدے پر مشتمل ہے۔ اس کی اُردو شرح بھی حضرت مفتی صاحب نے خود تحریر فرمائی ہے۔ اس رسالے میں مشائخ کرام کا تسلسل بیان کرتے ہوئے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کے بارے میں یہ شعر کہا ہے۔ اس شعر کا ترجمہ اور اس کی وضاحت کرتے ہوئے اردو میں ایک حاشیہ بھی لکھا ہے:

''ترىٰ عبدالرّحيم حليف صدقٍ
تقيّ الخلق أوفىٰ بالعهود

(مولانا عبدالرحیم (رائے پوری) کو تم سچائی کا حلیف دیکھو گے۔ وہ برگزیدۂ خلق اور عہد و اِقرار کو پورا کرنے والے ہیں۔)

مولانا و سیّدنا المولوی محمد عبدالرحیم صاحب۔ آپ قصبہ رائے پور ضلع سہارن پور میں قیام پذیر ہیں۔ بے نظیر سچائی رکھنے والے، متبع حق، صاف باطن، رہنمائے طریقت، صاحبِ سوز و گداز، متواضع، منکسر المزاج۔ ہم نے آپ کی تواضع اور انکساری کی مثال نہ دیکھی نہ سنی۔ اولیاء اللہ کی پہچان یہ ہے کہ اُن کی خدمت میں جانے سے، اُن کی زیارت سے خدائے تعالیٰ یاد آجائے۔ یہ بات حضرت مولانا (رائے پوری) میں ہر کَس و ناکَس کے مشاہدے میں آجاتی ہے۔ آپؒ بدعت کے دشمن، سنت کے عاشق، اشاعتِ کلام اللہ کے اسباب مہیا کرنے میں محو اور صاحبِ تاثیر تھے۔

حضرت مولانا گنگوہی رحمہ اللہ بسا اوقات آپ (حضرت عالی رائے پوریؒ) کا نام لے کر تعریف فرمایا کرتے۔ اور حضرت موصوف (گنگوہیؒ) کو آپ کے ساتھ ایک خاص اُنس اور وابستگی تھی۔ آپؒ کا روحانی فیض بہ کثرت تشنہ لبانِ معرفت کو سیراب کر رہا ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کی عمر میں برکت اور فیض میں وسعت عطا فرمائے۔ آمین''(52)

اس طرح حضرت عالی رائے پوریؒ اس دور میں علمائے ربانیین اور مشائخ عظام کے ہاں محبوب اور مرکزی شخصیت کی حیثیت رکھتے تھے اور لوگ اپنی اپنی استعداد کے مطابق آپؒ کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوتے رہتے تھے۔

www.rahimia.org

حضرتؒ میں شریعت، طریقت اور سیاستِ نبویہ کی جامعیت

حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور دیگر محققین علمائے اسلام نے لکھا ہے کہ:

''دین اسلام کے تین بنیادی شعبے ہیں: شریعت، طریقت اور سیاست''(53)

دین اسلام کے یہ ایسے تین بنیادی شعبے ہیں، جو اپنی جامعیت کے ساتھ بروئے عمل آجائیں تو انسانی معاشرے میں دین کا اعلیٰ مزاج اور حکمت وشعور سے بھرپور جان دار عملی کردار پیدا کردیتے ہیں۔ یہ تینوں شعبے باہم دگر کچھ اس طرح مربوط ہیں کہ ان میں کسی ایک کو دوسرے سے الگ کرکے وہ نتائج اور مقاصد حاصل نہیں کیے جاسکتے، جو دین میں اعلیٰ پیمانے پر مطلوب ومقصود ہیں۔

مشائخ عظام میں ہزارۂ دوم کے مجددِ اول حضرت مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ وہ بلند مرتبہ شخصیت ہیں، جنھوں نے خاص طور پر ان تینوں شعبوں کی جامعیت کی طرف توجہ دلائی۔ انھوں نے اتباعِ شریعت وطریقت کے ساتھ ساتھ دین کے غلبے کی سیاست کو اس خطے میں غالب کرنے کے لیے جدوجہد اور کوشش کی۔ آپؒ نے حکومتی نظام میں پیدا ہونے والی خرابیوں کو دور کرنے اور سیاسی امور کو دین اسلام کی روشنی میں حل کرنے کے لیے عظیم الشان مجددانہ جدوجہد کی ہے۔

اُن کے بعد اس حوالے سے سب سے بڑا جامع کردار حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور ان کے خانوادے کا ہے۔ چناں چہ حضرت الامام شاہ عبدالعزیز دہلویؒ، حضرت سید احمد شہیدؒ، حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل دہلوی شہیدؒ، حضرت الامام شاہ محمد اسحاق دہلویؒ جیسے حضرات نے بھی شریعت، طریقت اور سیاست کی جامعیت کو سامنے رکھ کر دین اسلام کے غلبے کے لیے بڑا بنیادی کردار ادا کیا ہے۔

امام شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ کے سلسلۃ الذہب کے علمائے حق میں دین کے حوالے سے یہ جامعیت بڑی نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ یہ حضرات جہاں عقائد واَحکام کے حوالے سے شریعت کے متبحر اور محقق عالم ہیں، وہاں معرفت ذات حق جل مجدہٗ اور صفائے باطن میں بڑے اونچے مرتبہ پر فائز ہیں۔ یہی نہیں بلکہ قومی سیاست کے جملہ تقاضوں کا بھرپور شعور رکھنے کے ساتھ ساتھ، قومی آزادی کی تحریکات میں مجاہدانہ کردار کی بڑی سنہری تاریخ رکھتے ہیں۔ اس طرح ان حضرات کی زندگی جامعیت کے حوالے سے بڑی مثالی حیثیت کی حامل ہے۔

پھر ان حضرات کے جانشین سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا بھی جامع کردار رہا۔ یہ حضرات بھی شریعت، طریقت اور سیاست کی جامعیت کے حامل تھے۔ چناں چہ علومِ شریعت کے تعلیم وتربیت کے لیے دارالعلوم دیوبند کا قیام، تصفیہ باطن اور تزکیے کے لیے سلوک واحسان کا خانقاہی نظام اور آزادی اور حریت کے لیے 1857ء کی جدوجہدِ

www.rahimia.org

آزادی اور اس کے بعد کی جانے والی سیاسی جدوجہد اس کی نمایاں مثالیں ہیں۔

حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کے فکروعمل اور جہدوکردار میں بھی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے لے کر مشائخ دیوبند تک اسی جامعیت کا رنگ بڑا واضح اور روشن ہے۔ یہ تینوں شعبے اپنی پوری جامعیت کے ساتھ آپؒ کی زندگی کا نمایاں حصہ معلوم ہوتے ہیں۔ ایک طرف آپؒ تصوف و سلوک کے امام ومجدد ہیں اور اس حوالے سے تربیت باطن کی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ دوسری طرف شریعت کے متبحر عالم ہیں اور اس کی بنیاد و اَساس علومِ قرآنیہ کی تعلیم وتعلّم اور گھر گھر اس کی تعلیمات کو پہنچانے کے لیے سرگرمِ عمل ہیں۔ اور شریعت کے بنیادی احکام اور اساسی فرائض کی تعلیم کا بندوبست ہی نہیں کرتے، بلکہ لوگوں کو اپنی معاشی اور عملی زندگی میں دین کے جس بنیادی شعور اور تربیت کی ضرورت ہے، اپنے قائم کردہ مکاتب قرآنیہ کے ذریعے اس کا بھی اہتمام کرتے ہیں۔ یوں آپؒ نے یوپی کے شمال میں واقع پس ماندہ پہاڑی علاقوں سے لے کر مشرقی پنجاب کے ستم رسیدہ علاقوں اور ریاست بہاول پور کے دور اُفتادہ علاقے میں لوگوں میں صحیح دینی شعور بیدار کرنے کی جدوجہد اور کوشش فرمائی۔ اس سلسلے میں اپنی مدد آپ کے تحت مکاتبِ قرآنیہ کا ایک وسیع جال (Net Work) بچھا دیا۔ ان مکاتبِ قرآنیہ میں جہاں بنیادی عقائد واعمال درست کیے جاتے تھے، وہاں زندگی گزارنے کا سلیقہ اور بہتر شعور بھی دیا جاتا تھا اور قومی آزادی کے شعور کو بہ تدریج پروان چڑھایا جاتا تھا۔

دارالعلوم دیوبند اور مدرسہ مظاہر العلوم کے سرپرست تو آپ حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کے زمانے سے ہی تھے۔ ''نظارۃ المعارف القرآنیہ'' دہلی جہاں حضرت اقدس شیخ الہندؒ کی نگرانی میں امام انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کام کررہے تھے، اس ادارے کی سرپرستی اور رہنمائی بھی حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوری نوراللہ مرقدہٗ فرمارہے تھے۔ اس سلسلے میں حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ اور حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ کی باہم مشاورت بھی ہوئی، جسے حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ نے بیان فرمایا ہے۔ اس باطنی تربیت اور ظاہری دینی تعلیم وتربیت کے ساتھ حضرت اقدس رائے پوریؒ قومی آزادی کی تحریکات کے سرپرست اور ان کے برپا کرنے میں مرکزی کردار ادا کرنے والے ہیں۔

جس طرح حضرت شاہ محمد اسحاق دہلویؒ نے دہلی کے مرکز میں بیٹھ کر حضرت سید احمد شہید اور حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید قدس اللہ اسرارہما کی عملی جدوجہد کی رہنمائی اور اسے مالی امداد بہم پہنچائی اور تحریکِ مجاہدین کو باہم مربوط انداز میں آگے بڑھایا، بالکل اسی طرح ''گنگوہ'' کے بعد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ نے ''رائے پور'' مرکز میں بیٹھ کر قومی آزادی کی تحریک میں سرگرم عمل حضرات: حضرت اقدس شیخ الہند قدس سرہٗ اور امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ کی مشاورت، رہنمائی اور مالی امداد

www.rahimia.org

سے بھرپور تعاون فرمایا۔ اور حضرت شاہ محمد اسحاق دہلویؒ کی طرز پر آئندہ کے لیے فکری رہنمائی اور افراد سازی کا عمل بھی جاری رکھا۔ چناں چہ حضرت اقدس شیخ الہند قدس سرہٗ نے سفرِ حجاز کے موقع پر اپنے تمام شاگردوں کا تعلق حضرت اقدس رائے پوریؒ سے کرا دیا۔ چناں چہ ان حضراتؒ نے تربیت کے اگلے مراحل حضرت اقدس رائے پوری سے حاصل کیے۔ یوں تحریکِ ریشمی رومال میں آپؒ کی عملی جدوجہد بڑی بنیادی اہمیت کی حامل رہی ہے۔ اس طرح دین کے تینوں شعبوں میں آپؒ کا کردار بڑی جامعیت لیے ہوئے تھا۔

حضرت اقدس عالی رائے پوری قدس سرہٗ اپنے تمام سلاسل عالیہ کے مجددی مشائخ عظام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین اسلام کے انھی تینوں بنیادی شعبوں: شریعت، طریقت اور سیاست میں بڑی جامعیت لیے ہوئے ہیں۔ آپؒ کے فکر و عمل اور جہد و کردار میں اس جامعیت کا رنگ بڑا واضح اور روشن ہے۔ یہ اس جذبہ صادقہ کا اظہار ہے، جو غلبۂ دین کے حوالے سے آپؒ کی ذات کا حصہ بنا۔ ان تینوں شعبوں میں آپؒ کا فیض انتہائی وسعت لیے ہوئے ہے۔

حضرت عالی رائے پوریؒ کی جامعیت کو خراجِ تحسین

الغرض! قطبِ عالم حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ ان ذواتِ قدسیہ میں سے ہیں، جنھوں نے کامل دینی فہم و بصیرت اور مکمل دینی جامعیت کے ساتھ دین اسلام کے تمام شعبوں؛ یعنی شریعت، طریقت اور سیاست میں مجتہدانہ شان کے ساتھ رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔

حضرت عالی رائے پوریؒ کے وصال پر دارالعلوم دیوبند کے سابق استاذ الحدیث، نائب ناظم جمعیت الانصار، حضرت مولانا عبدالسمیع دیوبندیؒ آپؒ کی ہمہ جہت دینی جامعیت کو بیان کرتے ہوئے اپنے مرثیے میں اس طرح خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں: ع

چراغِ ھُدیٰ شاہ عبدالرحیم
طریقِ شریعت کے تھے رہنما
وہ چرخِ طریقت کے بدرِ منیر
وہ مہرِ حقیقت کے نور و ضیا
وہ مصرِ سیاست کے یوسف جمیل
وہ ملکِ ولایت کے فرماں روا

ان تینوں شعبوں میں حضرت عالی رائے پوریؒ کی خدمات کا تذکرہ کتاب کے آئندہ ابواب میں کیا گیا ہے۔ تفصیلات وہاں ملاحظہ کی جائیں۔

www.rahimia.org

حضرت عالی رائے پوریؒ کی دیگر خصوصیات و امتیازات

حضرت عالی رائے پوری قدس سرہٗ میں جہاں دین اسلام کے تینوں شعبوں، یعنی شریعت، طریقت اور سیاست کی جامعیت پر مبنی بلند پایہ خصوصیت پائی جاتی تھی، وہاں آپ کی دیگر خصوصیات و امتیازات میں درجِ ذیل اُمور بھی ہیں:

1۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے علوم و افکار سے آپؒ کا قلبی تعلق

برعظیم پاک و ہند میں، ہزارۂ دوم میں، دین اسلام کے حوالے سے جو تجدیدی کام ہوا ہے، اس کی ابتدا امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کی ذات والا صفات سے ہوتی ہے۔ اس کی تہذیب و تکمیل حکیم الامت، مجدد الملّت حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ نے فرمائی ہے۔ ان کے بعد ہر دور میں ولی اللّٰہی جماعت کے قافلہ سالاروں نے اس تجدیدی کام کی بنیاد پر اجتماعی اور ملی تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے نظریاتی اور فکری کاوشیں کی ہیں اور عملی جدوجہد کا سنہرا باب رقم کیا ہے۔

حضرت عالی رائے پوری قدس سرہٗ اسی قافلۂ ولی اللّٰہی کے ایک ایسے عظیم الشان فرد ہیں کہ جنھیں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس سرہٗ نے اس ہزارۂ دوم کی ''زیب و زینت'' قرار دیا ہے۔ اس حوالے سے اپنے دور میں آپؒ کا اعلیٰ مقام واضح کرتے ہوئے حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ آپؒ کو ''حکمت اور فلسفہ کا بلند پایہ عارف'' قرار دیتے ہیں۔ گویا حکمتِ دین اور فلسفہ اسلام کا وہ تجدیدی کام، جو امام ربانی مجدد الف ثانیؒ اور حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلوی قدس اللہ اسرارہم سے شروع ہوا تھا، اس کی زیب و زینت کرنے، اس کو سنوارنے، نکھارنے، پھیلانے اور غالب کرنے کا کام حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ اور اس سلسلے کے حضرات سے لیا گیا ہے۔

اس پس منظر میں حضرت اقدس رائے پوریؒ کے اس قلبی تعلق کو بخوبی سمجھا جا سکتا ہے، جو حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ کے علوم و افکار کے حوالے سے آپؒ کے اندر موجود تھا۔ شاہ صاحب کے فلسفہ وفکر سے آپؒ کے قلبی تعلق اور گہرے لگاؤ کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ مرض الموت کے ایام میں بھی اُن کی عظیم کتاب ''حُجّة اللّٰه البالغه'' میں بیان کردہ علوم و افکار اور معارف و حقائق سننے کا شوق آپؒ پر غالب رہتا تھا۔ اس کتاب کے علوم و معارف سننے سے آپؒ کے مرض میں افاقہ ہو جایا کرتا تھا۔

حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ اس حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

> ''ایک مرتبہ آپؒ سخت بیمار ہوئے اور ضعف کی وجہ سے کروٹ بدلنا مشکل ہو گیا۔ پھر مرض سے کچھ افاقہ ہوا، مگر ضعف کی وہی حالت رہی، کہ دودھ پینے کے لیے چمچہ ہاتھ میں تھامتے تو

www.rahimia.org

ہاتھ کانپتا اور چمچہ پکڑا نہ جاتا تھا۔ ایک مزاج شناس خادم نے طبیب کو رائے دی کہ مقویات و مفرحات کا استعمال بے کار ہے۔ کوئی کتاب جس میں معارف وحقائق ہوں، سنانا شروع کردیجیے۔ روزانہ قوت بڑھتی رہے گی۔

چناں چہ حکیم صاحب نے اشراق کے وقت ''حُجة اللّٰه البالغه'' سنانے کا معمول بنالیا۔ حضرت بڑے شوق سے سنتے اور بے اختیار سبحان اللہ! سبحان اللہ! کہتے ہوئے بعض دفعہ جوش میں اٹھ بیٹھا کرتے تھے۔ کامل تین گھنٹے آپ کتاب سنتے اور پتا بھی نہ چلتا کہ آپ بیمار ہوئے تھے اور (آپ کو) ضعف ہے۔ حتیٰ کہ چند ہی روز میں آپ کی کمزوری قوت سے بدل گئی اور آپ نماز کے لیے اپنے پاؤں پر چل کر مسجد تک جانے لگے۔''(54)

حضرت عالی رائے پوریؒ پر حقائق و معارف اور حکمت وشعور کا ہر وقت فیضان رہتا تھا، لیکن اس کے اظہار کا پیرایۂ بیان بھی بڑا منفرد تھا۔ آپؒ حالات ومواقع کی مناسبت سے گفتگو فرماتے تھے۔ متعلقہ افراد کی مفوضہ ذمہ داریوں میں بڑی حکمت کے ساتھ رہنمائی فرماتے تھے۔ موقع کی مناسبت سے ہٹ کر عمومی اظہار آپؒ کو قطعاً پسند نہ تھا۔ مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ اس حوالے سے لکھتے ہیں:

''حقائق و معارف آپؒ پر بارش کی طرح برسا کرتے، مگر آپؒ کسی پر ان کا اظہار نہ فرمایا کرتے تھے۔ کسی خاص موقع پر کوئی بات زبان سے نکل جاتی، ورنہ ہر وقت آپؒ ایک اندرونی لذت میں غرق رہتے۔''(55)

ولی اللّٰہی علوم کی روشنی میں حقائق ومعارف کا بیان

حضرت عالی رائے پوری قدس سرہٗ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ جیسے مجددین کے علوم وافکار کی روشنی میں حقائق ومعارف بیان فرمایا کرتے تھے۔ حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اپنی کتابوں میں ''حقیقتِ محمدیہ'' پر بڑی بصیرت افروز گفتگو فرمائی ہے۔ چناں چہ حضرت شاہ صاحبؒ کی کتابوں ''سطعات'' اور ''البدور البازغه'' میں بیان کردہ علوم وافکار کی روشنی میں حضرت عالی رائے پوریؒ نے ایک دفعہ ''حقیقتِ محمدیہ'' پر بڑی شرح وبسط کے ساتھ تقریر فرمائی، جو دراصل شاہ صاحبؒ ہی کی کتابوں کا خلاصہ ہے۔ ان تقاریر کے حوالے سے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ ارشاد فرماتے ہیں:

''ایک دفعہ ایک رمضان شریف میں حضرت (عالی رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ نے تمام رمضان، حقیقتِ محمدیہ پر تقاریر فرمائیں۔ وہ کچھ واردات ہوں گی۔ میں نے اس میں سے سنا۔ کبھی اس کے متعلق (مجھے) یہ خیال گزرتا تھا کہ مشائین (یونانی فلاسفروں) نے جو ''عقل اوّل'' کے متعلق بیان کیا ہے، صوفیا کی اصطلاح میں شاید وہی ''حقیقتِ محمدیہ'' ہے۔

www.rahimia.org

اس کا ذکر میں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے بھی کر دیا۔

(حضرتؒ نے) فرمایا:

''ہاں! مگر ''مشّائین'' (56) کا یہ دعویٰ اور قول قطعاً غلط ہے کہ:

''لایصدر من الواحد إلاّ الواحد.''

(ایک سے صرف ایک ہی وجود میں آتا ہے۔)

میں نے (حضرت کی) وہ تقاریر زیادہ نہیں سنیں۔ اس لیے کہ اگرچہ سننے کے وقت، وہ مسئلہ اتنا سہل (آسان) معلوم ہوا کرتا تھا کہ بے حد سہل، مگر پھر بڑا مشکل اور الجھاؤ ہوتا تھا۔ میں نے یہ خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ علوم عطا فرمانے منظور ہوں گے تو خود بہ خود وارد ہو جائیں گے، ورنہ نہیں معلوم کہ کیا سے کیا سمجھ لوں۔ ان تقاریر میں حضرت ملا جی (عبدالعزیز رائے پوری) صاحب، حضرت (مولانا اللہ بخش) بہاول نگری صاحب اور حضرت منشی جی (حضرت منشی رحمت علی) صاحب علیہم الرّحمۃ تو یقیناً تھے اور مولانا نور محمد (لدھیانوی) صاحب اور دوسرے حضرات کے ہونے کا بھی خیال پڑتا ہے۔''(57)

اسی طرح ایک دوسری مجلس میں حضرت رائے پوری ثانیؒ نے ارشاد فرمایا کہ:

''یہ ''حقیقتِ محمدیہ'' تک رسائی مجددین کو ضرور ہوتی ہے۔ ورنہ وہ دین کی تجدید نہ کرسکیں۔ اور اس کی علامت ''حروفِ مقطعاتِ قرآنی'' سے حسبِ ضرورتِ مراتب آگاہی پانا بھی بیان کیا جاتا ہے۔(58)

یہ تمام گفتگو حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے علوم و افکار کی تشریح و تفہیم پر مشتمل ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ولی اللّٰہی حکمت و شعور اور علوم و افکار آپؒ کی زندگی کا حصہ تھے۔ امام شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ اور ان کے سلسلے کے علمائے ربانیین کے علوم و افکار کے ساتھ آپ کو بڑا قلبی لگاؤ اور تعلق تھا۔ جس کا اظہار آپؒ کی عملی زندگی کے بعض اہم پہلوؤں سے بہ خوبی ہوتا رہتا تھا۔ اور کیوں نہ ہو، آپؒ کی ظاہری و باطنی تربیت میں یہی افکار رچے بسے تھے۔ آپؒ کی عملی زندگی انھی حضرات کے کردار کی عکاس تھی۔ آپؒ اپنے بزرگوں اور مشائخ کی طرف سے آئندہ نسل کو یہ سب کچھ منتقل کرنے کے ذمہ دار قرار پائے تھے۔ آپؒ نے اپنی اس ذمہ داری کو بخوبی ادا فرمایا اور زیرِ تربیت افراد میں اسے منتقل کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ اس حوالے سے آپؒ کے جانشین حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ ایک امتیازی شان رکھتے ہیں۔

2۔ درست حکمتِ عملی بنانے اور فہم و بصیرت کی اعلیٰ صلاحیت

عظیم الشان سلسلوں کے بزرگوں اور علمائے ربانیین کی صحبت، تربیت اور رہنمائی نے حضرت اقدس

www.rahimia.org

عالی رائے پوریؒ کے فکر و عمل اور جہد و کردار پر اَن مِٹ نقوش ثبت کیے تھے۔ بچپن سے لے کر رائے پور میں منصبِ رُشد و ہدایت سنبھالنے تک آپؒ جس ماحول میں پروان چڑھے، اور جس فکر و عمل کے زیرِ سایہ آپؒ نے نشو و نما پائی، اس کے اثرات آپؒ کی زندگی پر بڑے گہرے محسوس ہوتے ہیں۔

رائے پوری خانقاہ کی سب سے بڑی خصوصیت اور امتیازی شان یہی رہی ہے کہ اس کے مسند نشین حضرات دور کے تقاضوں اور گرد و پیش میں موجود معروضی حقیقتوں کو پیش نظر رکھ کر کام کرنے کی حکمتِ عملی، دینی فہم و فراست اور سماجی عقل و شعور سے وافر حصہ لیے ہوئے ہوتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ اس حوالے سے بڑی ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ حضرت عالی رائے پوریؒ کے بارے میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس سرہٗ کا یہ جملہ نقل فرماتے ہیں کہ:

''حضرت شیخ الہندؒ فرمایا کرتے تھے:

''مولوی صاحب (حضرت عالی رائے پوریؒ) کا طریق عقل مندی کا ہے۔''(59)

اسی طرح حضرت عالی رائے پوریؒ کے بارے میں حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حقیقت کا اظہار بڑے جامع الفاظ میں فرمایا ہے۔ دارالعلوم دیوبند میں حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ کی وفات پر جو تعزیتی جلسہ منعقد ہوا تھا، اس کا آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہوئے دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث والادب حضرت مولانا محمد اعزاز علی امروہویؒ تحریر فرماتے ہیں:

''اس جلسے میں حضرت علامہ مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ نے ایک مختصر اور جامع تقریر کی اور حضرت (شاہ عبدالرحیم) رائے پوری رحمۃ اللہ کے اُن اوصاف کا ذکر کرنے کے بعد کہ جو روزِ روشن سے زیادہ عیاں ہیں، اُن ''خواص وخصائص'' کا ذکر بھی فرمایا، جن میں حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ اپنے اقران (ہم عصر علما و مشائخ) سے بالکل ہی ممتاز تھے۔ انھیں خواص میں:

۱۔ فراست (معاملات کی سمجھ بوجھ)

۲۔ ذکاوت (ذہانت و فطانت)

۳۔ اصابتِ رائے (درست رائے قائم کرنا)

۴۔ مناقشات ومجادلات سے تحرّز (باہمی لڑائی جھگڑوں سے بچنا)

۵۔ مردم شناسی (کام کرنے والے افراد کی اہلیت پہچاننا)

۶۔ ہر شخص کی اس کے مرتبے کے موافق قدر دانی بھی۔''(60)

چناں چہ آپؒ کی عملی زندگی ان اوصاف اور مخصوص خصائص کا ایسا حسین مرقع ہے کہ اب تک آپ کے

www.rahimia.org

فکر و عمل کے جتنے گوشے سامنے آئے ہیں، اور دین کے جن اہم ترین شعبوں میں آپ نے کام کیا ہے، ان میں بڑی خوبی کے ساتھ ان خصائص کی جامعیت نظر آتی ہے۔ گویا ان اوصاف وخصائص میں آپ کی شخصیت گندھی ہوئی تھی، آپ کی ہر ہر ادا میں اس کی جھلک دیکھی جاسکتی ہے۔

3۔ اداروں کے مالیاتی امور میں حضرت اقدس رائے پوریؒ کی احتیاط

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ ''آپ بیتی'' میں حضرت اقدس عالی رائے پوری نوراللہ مرقدہٗ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

''قدوۃ الاتقیا، حضرت مولانا الحاج شاہ عبدالرحیم نوراللہ مرقدہٗ سرپرست دارالعلوم دیوبند، مظاہر العلوم سہارن پور کا یہ مقولہ بہت مشہور تھا اور سنا بھی کہ: ''مجھے مدارس کی سرپرستی سے جتنا ڈر لگتا ہے، اتنا کسی سے نہیں لگتا۔ اگر کوئی شخص کسی کے ہاں ملازم ہو، وہ مالک کے کام میں کچھ کوتاہی کرے، خیانت کرے، کسی قسم کا نقصان پہنچائے اور ملازمت سے علاحدہ ہوتے ہوئے یا مرتے وقت مالک سے معاف کرالے تو معاف ہوسکتا ہے، لیکن مدرسوں کا روپیہ جو عام غربا، مزدوروں کے دو دو پیسے، ایک ایک آنے کا چندہ ہوتا ہے، ہم سب سرپرستانِ مدرسہ، اس کے مالک تو ہیں نہیں، امین ہیں۔ اگر اس مال کے اندر افراط وتفریط ہو، تو ہم لوگوں کے معاف کرنے سے معاف تو ہو نہیں سکتا۔ اس لیے کہ دوسرے کے مال میں ہم کو معافی کا کیا حق ہے؟

اتنا ضرور ہے کہ اگر بہ مصالح مدرسہ، چشم پوشی کریں تو اللہ کی ذات سے قوی امید ہے کہ وہ ہم سے درگزر فرمالے، لیکن اگر اپنے ذاتی تعلقات (کی وجہ) سے ہم لوگ تسامح (ایسے معاملات کو نظرانداز) کریں تو ہم بھی جرم کے اندر شریک ہیں، لیکن جرم کرنے والے سے کسی حال میں بھی معاف نہیں ہوسکتا، کہ حقوق العباد ہے۔ اور جن کا مال ہے، وہ اتنے کثیر (اور زیادہ لوگ ہیں) کہ ان سے معاف نہیں کروایا جاسکتا۔'' (61)

اس سے قوم کے اجتماعی چندے کو خرچ کرنے اور مالیاتی اُمور کے حوالے سے آپؒ کے انتہائی محتاط رویے کا انداز ہوتا ہے۔ نیز اداروں کی سرپرستی سے متعلق اپنی ذمہ داری کے احساس کا پتا چلتا ہے۔

4۔ اکابرین کا طبعی مزاج اور حضرت عالی رائے پوریؒ کی جامعیت

سلسلۂ عالیہ رائے پور کے اکابر مشائخ میں سید الطائفہ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ، حضرت الامام حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، امام ربانی قطبِ صمدانی مولانا رشید احمد گنگوہیؒ وغیرہ حضرات ہیں۔ اس سلسلے کے بعد والے مشائخ ان میں سے کسی ایک کی نسبت کے حامل رہے ہیں۔ جب کہ حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ اپنے تمام مشائخ کے مزاج اور نسبت کے جامع رہے ہیں۔ چناں چہ حضرت شیخ

www.rahimia.org

الحدیث مولانا زکریا کاندھلوی نوراللہ مرقدہٗ اکابر کے مزاج کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

''شیخ المشائخ حضرت حاجی امداداللہ قدس سرہٗ کے یہاں رحم دِلی اور دل داری کا بہت غلبہ تھا، جب کہ حضرت حافظ ضامن صاحبؒ بہت تیز مزاج تھے۔

اسی طرح حضرت اقدس (مولانا رشیداحمد) گنگوہی قدس سرہٗ اور حضرت (اقدس مولانا محمد قاسم) نانوتوی قدس سرہٗ میں طبعی اختلاف تھا کہ:

حضرت (مولانا محمد قاسم) نانوتویؒ کے یہاں دل داری کا مضمون بہت بڑھا ہوا تھا۔ حضرت تھانویؒ ''حسن العزیز'' جلد اول ۴۹۵ میں فرماتے ہیں: ''حضرت مولانا محمد قاسم (نانوتویؒ) صاحب کے پاس کوئی بیٹھا ہوا ہوتا تو اشراق اور چاشت (کی نماز) بھی قضا کردیتے تھے۔

جب کہ مولانا رشید احمد (گنگوہی) صاحب کی اور (دوسری) شان تھی۔ کوئی بیٹھا ہو، جب وقتِ اشراق یا چاشت آیا، وضو کر کے نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوگئے۔ جہاں کھانے کا وقت آیا، لکڑی (لاٹھی) لی اور چل دیے۔ چاہے کوئی نواب کا بچہ بھی بیٹھا ہو، وہاں بادشاہوں کی شان تھی۔

حضرت نانوتویؒ کھلم کھلا کسی کو بُرا بھلا نہیں کہتے تھے اور حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ صاف صاف کہتے تھے۔ لگی لپٹی نہیں رکھتے تھے۔ چاہے کوئی رہے، چاہے کوئی جائے۔''(62)

اس اختلافِ طبائع کا فرق ان حضرات کے خدام میں بھی نمایاں ہے۔ حضرت شیخ الہند (مولانا محمود حسن) رحمۃ اللہ اور حضرت (مولانا سید حسین احمد) مدنی رحمۃ اللہ میں قاسمی رنگ کا غلبہ تھا اور حضرت (مولانا خلیل احمد) سہارن پوری رحمۃ اللہ اور حضرت (مولانا اشرف علی) تھانوی رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے رنگ کا غلبہ تھا۔

اور حضرت شاہ عبدالرحیم (رائے پوری) قدس سرہٗ کا تو عجیب معاملہ تھا، رنگِ طبیعت تو قاسمی رنگ کا تھا، لیکن ہیبت کا اثر خدام پر اتنا تھا کہ عملاً گنگوہی طرز کا ظہور رہتا تھا۔''(63)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عالی رائے پوریؒ کی ذاتِ ستودہ صفات جامعیت لیے ہوئے تھی اور اپنے تمام مشائخ کی طبائع اور مزاج کی جامع نسبت کی حامل تھی، کہ علم کا رنگ تو علوم کے جامع حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا سا تھا اور عملی طور پر تربیت کا طرزِ مربیِ کامل حضرت مولانا رشیداحمد گنگوہیؒ کا تھا۔ اس طرح آپؒ میں علمی اور عملی نسبت میں بڑی جامعیت پائی جاتی تھی۔

5۔ حضرت اقدس رائے پوریؒ؛ اکابرِ ثلاثہ کے جانشین اور قائم مقام

حضرت عالی رائے پوری قدس سرہٗ کی شخصیت بڑی جامع تھی۔ آپؒ نے مجاہدانہ خصوصیات رکھنے والے دو عظیم سلسلوں کے بلند مرتبہ مشائخ سے تربیت اور فیض پایا تھا۔ بالخصوص اکابرِ ثلاثہ (سید الطائفہ

www.rahimia.org

حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس اللہ اَسرارہم) کے علوم و افکار اور جہدوکردار کو جس طرح آپؒ نے اپنے اندر جذب کیا اور ان کی جامعیت کو جس طرح آپؒ نے دل کی گہرائیوں میں جگہ دی، اس وجہ سے آپ ان حضرات اکابرِ ثلاثہ کے جانشین اور قائم مقام قرار پائے۔ اس حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے حضرت مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی مہتمم دارالعلوم دیوبند اپنے عربی اشعار میں یوں اظہارِ خیال فرماتے ہیں: ع

لهم خلف فيه ، اذا حاولوا الهُدیٰ
عن السَّلف الماضين للحقِّ رافعٌ
هم القُطب امداد اللّٰه و قاسم
امام الهدی نورٌ من العلم ساطعٌ
و مرشدُنا غوثُ الأنام رشيدُهم
صفت و جرت للدّين المشارعُ
تخلّف عنهم اذ مضوا لسبيلهم
تخلّف امواهٌ ، حوتها المنابعُ

(اردو ترجمہ از شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ:

(ا۔ لوگ جب ہدایت طلب کرنے کا ارادہ کرتے تھے تو آپؒ (لوگوں کے لیے) ان اسلاف (بزرگوں) رحمہم اللہ کے خلف الصدق (سچے قائم مقام) ثابت ہوتے تھے۔ جن کا کام صرف یہی تھا کہ وہ اعلائے کلمۃ الحق (یعنی دینِ حق کے غلبے کی جدوجہد) میں مصروف ہیں۔

۲۔ آپ ان بزرگوں کے قائم مقام تھے: قطب العالم حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ، حجۃ اللہ فی الارض حضرت مولانا مولوی محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ ہدایت کے امام اور علم کے درخشاں نور تھے۔

۳۔ اور مرشدِ عالم، غوثِ زماں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے قائم مقام تھے۔ جن کی وجہ سے دینِ حق کے وہ راستے، جو بدعات کی نجاستوں سے مکدّر (خراب) کردیے گئے تھے، صاف و پاک ہوگئے۔

۴۔ جب یہ (تینوں) حضرات (قدس اللہ اَسرارہم) دنیائے فانی سے تشریف لے گئے تو حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب رائے پوریؒ ان کے اس طرح قائم مقام بنے، جس طرح

www.rahimia.org

بارشوں کا قائم مقام (جوش مارتا ہوا) وہ پانی ہوتا ہے، جو چشموں سے جاری ہوتا ہے۔)(64)

6۔تلاوتِ قرآن پاک اور قرآنی تعلیم وتربیت سے عشق وتعلق

حضرت عالی رائے پوریؒ کو قرآن پاک اور اس کی تعلیم کے فروغ سے بڑا عشق تھا۔ بچوں کو صحیح صاف اور سادہ لہجے میں قرآن پاک پڑھتا ہوا دیکھ کر آپؒ بہت خوش ہوتے تھے۔ خود آپؒ نے اپنے باغ میں قرآن حکیم کی تعلیم وتربیت کے لیے ایک مدرسہ قائم کیا، جو اپنے مالی معاملات کے حوالے سے توکل کا مجسمہ تھا۔ مدرسہ کے لیے نہ چندے کا سوال تھا نہ کوئی وقف جائیداد تھی۔ یہیں پر ایک مسجد تھی۔ مدرسہ اور مسجد دیکھ کر عہدِ نبوت کے سادہ دور کا نقشہ آنکھوں میں گھوم جاتا تھا۔

جس طرح آپؒ کو تعلیم قرآن مجید سے شغف تھا، اسی طرح خود بھی تلاوتِ قرآن سے عشق کی حد تک قلبی لگاؤ تھا۔ آپؒ حافظِ قرآن تھے اور رات کا تقریباً سارا وقت تلاوت میں صرف ہوتا تھا۔ خاص طور پر رمضان المبارک میں تمام رات اور تمام دن آپؒ کا مشغلہ تلاوتِ کلام اللہ رہتا تھا۔ شروع میں آپؒ قرآن مجید تراویح میں خود سنایا کرتے تھے اور رات کو دو ڈھائی بجے فارغ ہوتے تھے، مگر آخر زندگی میں دماغ کا ضعف زیادہ بڑھ گیا تھا تو سامع بنتے اور اپنی تلاوت کے علاوہ تین چار قرآن پاک کے ختم سن لیا کرتے تھے۔ تلاوتِ قرآن حکیم کے ذریعے سے اللہ کے قرب اور اس کے تعلق کا مزہ چکھتے۔

اس حوالے سے آپؒ کے معمولات بیان کرنے والے اور آپؒ کی صحبت اٹھانے والے حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھیؒ لکھتے ہیں:

> ''جس طرح آپؒ کو تعلیمِ قرآن مجید سے شغف تھا، اسی طرح خود تلاوتِ کلام اللہ سے عشق تھا۔ آپؒ حافظ قرآن تھے اور شب کا قریب قریب سارا وقت تلاوتِ قرآن حکیم میں صَرف کرتے تھے۔ (رمضان المبارک میں) رات دن کے چوبیس گھنٹوں میں شاید آپ گھنٹہ بھر سے زیادہ نہ سوتے ہوں۔ اسی لیے آپؒ کو لوگوں سے وحشت ہوتی تھی کہ معمولِ تلاوت میں حرج ہوتا تھا۔ عصر ومغرب کے درمیان کا وقت عام دربار اور سب کی ملاقات کے لیے مخصوص تھا، اس کے علاوہ بغیر کسی خاص ضرورت کے آپؒ کسی سے نہ ملتے۔ اور مکان کا دروازہ بند فرما کر خلوت کے مزے لوٹتے اور اپنے مولیٰ کریم سے راز ونیاز میں مشغول رہا کرتے تھے۔''(65)

7۔فقرا سے اُنس ومحبت، مہمانوں کی تواضع اور ان کی دل جوئی

حضرت عالی رائے پوریؒ کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ آپؒ زہد وتقویٰ کے ساتھ ساتھ مال داروں اور سرمایہ پرستوں سے دور بھاگتے تھے اور فقرا اور غریب آدمی سے اُنس ومحبت رکھتے تھے۔ ان کی خیرخواہی کی فکر آپؒ کو رہتی تھی۔ اسی طرح باہر سے آنے والے مہمانوں کی خوب تواضع کرتے اور ان کی دل جوئی

فرماتے۔ مہمانوں کی خدمت خود کرنے کی فکر میں رہتے۔ خانقاہ اور گرد و پیش کے ماحول کے نظم و ضبط اور اس کی حفاظت کا خوب اہتمام کرتے۔ خدام کو تکلیف دیے بغیر خود نگرانی کے کام سرانجام دیتے۔

چناں چہ آپؒ کی انھی خصوصیات کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھیؒ بیان فرماتے ہیں:

''قلتِ طعام (کم کھانے)، قلتِ منام (کم سونے) اور قلتِ کلام (کم بولنے) کا آپؒ مجسمہ تھے۔ اُمرا (سرمایہ پرستوں) سے آپؒ کو وحشت اور فقرا سے اُنس تھا۔ اسی کے ساتھ مہمان نوازی آپؒ کی حد سے بڑھی ہوئی تھی کہ مہمان پر اپنی راحت (و آرام) کا نچھاور کرنا آپؒ کی عین مراد تھی۔

ایک دفعہ بندہ حاضر ہوا تو بعد مغرب دیکھا کہ (اپنے) مکان سے — جو کہ بستی (رائے پور) میں (ہے، جو) باغ (گل زارِ رحیمی) سے دو فرلانگ فاصلے پر تھا — کھانا خود لیے آ رہے ہیں۔ شرم کے مارے مجھے پسینہ آ گیا۔ میں نے عرض (بھی) کیا کہ:

''حضرت! کیا کوئی خادم نہ تھا کہ حضرت نے تکلیف فرمائی۔''

بے ساختہ فرمایا: ''دل یونہی چاہا کہ خود لے کر چلوں کہ اس سے زیادہ خوشی کا وقت کون سا ہوگا۔''

ایک مرتبہ (میں) حاضر ہوا تو شب کو آنکھ کھلی۔ دیکھتا کیا ہوں کہ حضرت (عالی رائے پوریؒ) لاٹھی لیے باغ میں پھر رہے ہیں۔ اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ تو حضرتؒ پاس آئے اور فرمایا:

''جنگلی بھینسا کبھی کبھی باغ میں گھس آتا ہے، اس کی نگرانی کر رہا تھا کہ مہمانوں کی نیند خراب نہ کرے۔ آپ اطمینان سے سو جائیے۔''

صبح کو معلوم ہوا کہ حضرتؒ کی تو تمام رات پہرے داری ہی میں گزری۔''(66)

حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھیؒ مزید لکھتے ہیں:

''اسی کے ساتھ مخلوق کی دل جوئی اور (خاطر) مدارات بھی آپؒ میں کوٹ کوٹ کر بھری گئی تھی۔ ہر شخص یوں سمجھتا تھا کہ حضرت کو سب سے زیادہ محبت میرے ساتھ ہے۔''(67)

8۔ حضرت عالی رائے پوریؒ کے اونچے اَخلاق

حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کی امتیازی خصوصیات میں سے حضرتؒ کے اونچے اَخلاق بھی نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ اس حوالے سے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے فرمایا:

''ہماری جماعت کے بزرگوں میں اَخلاق (بہت اونچے) تھے، حضرت (اقدس مولانا شاہ

www.rahimia.org

عبدالرحیم رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے عالی اَخلاق تھے۔ جن کو تم میں سے بھی کسی نے دیکھا ہوگا۔ حضرت شیخ الہندؒ کا میں زمانہ طالب علمی سے معتقد ہوں۔ اور اپنے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ان کا معتقد پایا، تو اپنا اعتقاد اور بھی حضرت شیخ الہندؒ پر بڑھ گیا۔"(68)

حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ نے حج کے موقع پر مکہ مکرمہ میں حضرت عالی رائے پوریؒ کے بلند اَخلاق کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"دو عرب آئے، جو کچھ چاہا کرتے ہیں، (روپیہ وغیرہ مانگا)۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو ایک روپیہ پیش کر دیا۔

انھوں نے زیادہ مانگا تو حضرت نے فرمایا کہ: "بس!"

اس پر وہ عرب بڑے برہم ہوئے اور دیر تک حضرتؒ کے سامنے ہی عربی میں حضرتؒ کو گالیاں اور سخت سخت گالیاں سناتے رہے، مگر حضرتؒ جیسے عام حالات میں شگفتہ بیٹھے رہتے تھے، بیٹھے رہے۔

ہم لوگوں کو غصہ آتا تھا، مگر حضرتؒ کی وَجہ سے خاموش تھے۔

حضرتؒ میری طرف دیکھتے رہے۔ مجھے بھی غصہ آ گیا تھا اور چہرے پر اثر آ گیا تھا، مگر حضرتؒ کے دیکھنے کی وَجہ سے میں سنبھلا رہا اور حافظ صاحب (عبدالرشید صاحبزادہ حضرت عالی رائے پوریؒ) تھے، ان کو بھی غصہ اتنا آیا کہ میرے کان میں کہا کہ جب یہ عرب باہر نکلیں گے تو ان کی خبر لوں گا۔

بہت کافی دیر ایسے ہی گزری تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تین دفعہ ہاتھ کے اشارے اور زبان سے ان کو کہا: "چپ چپ!"

اس پر وہ بالکل خاموش ہو گئے اور شاید ان کو احساس ہو گیا کہ یہ لوگ باہر نکلنے پر ہم سے بدلہ نہ لیں اور ایسے رفو چکر ہو گئے، گویا زمین میں سما گئے اور ہم میں سے کسی نے ان کو باوجود خیال کے نہ دیکھا کہ کدھر گئے۔ اور وہ ایسے گئے، گویا تھے ہی نہیں۔ پھر معلوم نہیں کیا ہوا۔

دوسرے وقت رات کو حضرتؒ نے مجھے فرمایا کہ:

"مولوی صاحب! عربوں کا واقعہ سمجھے؟"

میں نے فوراً نادم ہو کر عرض کیا کہ حضرت! یہ میری تربیت تھی۔

حضرت (عالی رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

"یہ چپ چپ کہنا بھی ان کے حق میں شفقت تھی۔"(69)

www.rahimia.org

9۔ حضرت عالی رائے پوریؒ: مداہنت سے بہت دور

بلند اَخلاق کے باوجود حضرت عالی رائے پوریؒ اپنے مسلک پر سختی سے قائم رہتے تھے۔ احکامِ شریعت کے حوالے سے کسی طرح کی مداہنت اور کوتاہی آپؒ کو قطعاً گوارا نہ تھی۔ لیکن لوگوں کے ساتھ نرمی سے پیش آتے تھے۔ اس حوالے سے حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ فرماتے ہیں:

''اپنے مسلک پر سختی اور لوگوں سے نرمی، یہ ہم نے اپنے بزرگوں میں دیکھی۔ اَوروں میں ہونے کا انکار نہیں، مگر اَوروں کی صحبت کا ہمیں اتفاق نہیں ہوا۔ اپنے بزرگوں کو اگر ہم نہ دیکھتے تو یا تو یوں سمجھتے کہ سلسلہ یونہی ہے۔ یا یہ کہ پہلے کوئی بزرگ ہوں گے، جن کا ذکر کتابوں میں ہے۔

ہمارے حضرت (شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ) کے ایسے اخلاق تھے کہ مداہنت (احکامِ شریعت میں کوتاہی) ذرّہ بھر نہ تھی، مگر درست بات حال آں کہ تلخ ہوتی ہے، ایسے نرم طریق پر فرمایا کرتے کہ گویا والدہ گود میں بٹھا کر سمجھا رہی ہے۔ میرے اندر تو یہ بات نہیں، مگر اپنے بزرگوں میں ضرور دیکھی ہے اور اس کا نام حسن معاشرت ہے، جو نہایت ضروری ہے۔'' (70)

10۔ حضرت عالی رائے پوریؒ مجتہدانہ خصوصیت کے حامل

حضرت عالی رائے پوریؒ مجتہدانہ خصوصیات رکھنے والی شخصیت تھے۔ خاص طور پر انھیں تصوف اور سلوک واحسان میں مجتہدانہ ملکہ حاصل تھا۔ اس حوالے سے حضرت اقدس رائے پوری ثانی ارشاد فرماتے ہیں:

''پہلے زمانے کے لوگ قوی بھی تھے اور وہ ایسے مشکل مجاہدات بھی کرتے تھے، مگر اب تصوف کا بھی خلاصہ نکل آیا ہے۔... (وصول الی اللہ کے طریقۂ کار کی) یہ آسانی ہمارے اکابر کی تجویز کردہ ہے، جو اپنے زمانے کے تصوف کے مجتہد اور حاکم ہوئے ہیں، نہ کہ مقلد اور محکوم۔ (اور اکابر سے مراد) یہی حضرت (مولانا رشید احمد) گنگوہیؒ، حضرت حاجی (امداد اللہ مہاجر مکی) صاحبؒ اور حضرت (مولانا محمد قاسم) نانوتویؒ وغیرہم اَکابر مراد ہیں اور ہمارے حضرت (عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بھی میرا خیال ہے کہ وہ تصوف پر حاکم تھے۔

ایک مرتبہ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ:

''مولوی صاحب! جس طرح ہر بات کا خلاصہ اور روح نکل آئی ہے، تصوف کا بھی اب خلاصہ نکل آیا ہے۔... لوگ باہمت ہیں، جو بھوک پیاس کاٹتے ہیں اور شدائد برداشت کرتے ہیں۔ مقصود تو اللہ تعالیٰ اس کے بغیر بھی عنایت فرما دیتے ہیں۔'' (71)

حضرت عالی رائے پوریؒ کے مجتہدانہ ملکہ کے حوالے سے ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ ارشاد فرماتے ہیں:

www.rahimia.org

''حضرت (شاہ عبدالرحیم رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ نے دو آدمیوں کو مدینہ منورہ سے مکہ معظّمہ جاتے ہوئے ایک خاص راستے سے جانے کے لیے منع فرمایا تھا، مگر انھوں نے نہیں مانا۔ ایک کے متعلق تو ہمیں معلوم ہے کہ اس کا اونٹ لوٹا گیا اور اونٹ سے گر کر اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ دوسرے کے متعلق کچھ علم نہیں ہوا کہ اس پر کیا گزری۔

فرمایا کہ: یہ کشف نہیں تھا، بلکہ بعض اوقات اللہ کے بندوں کے دل پر کچھ ایسی بات گزر جاتی ہے۔ یہ کچھ ملکہ کی قسم کی چیز ہے۔ جیسے مجتہد کہ اس کو مہارتِ تامہ کی وَجہ سے بعض امور کی طرف رُجحان ہوجاتا ہے اور وہ کشف نہیں ہے۔ (اجتہاد) مصیب (درست) ہوتا ہے تو دو ثواب پاتا ہے اور خطا کرے تو بھی ایک ثواب پاتا ہے۔''(72)

یہ وہ چند خصوصیات و امتیازات ہیں، جو حضرت عالی رائے پوری قدس سرہٗ کی ذاتِ ستودہ صفات کو باقی حضرات سے ممتاز کرتی ہیں اور جن کا ظہور آپؒ میں بڑا نمایاں تھا۔

حضرت عالی رائے پوریؒ کے اسفارِ حج

حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ دستیاب معلومات کے مطابق دو دفعہ حرمین شریفین کی زیارت اور عمرے کی سعادت سے مشرف ہوئے۔

پہلی دفعہ ۱۳۰۴ھ/ 1886ء میں حرمین شریفین تشریف لے گئے اور حجِ بیت اللہ ادا فرمایا۔ اس زمانے میں سید الطائفہ حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ مکہ مکرمہ میں قیام فرما تھے۔ اس سفر میں کافی عرصہ حضرت حاجی صاحبؒ کی صحبت میں رہنا ہوا اور اسی سفر میں حضرت حاجی صاحبؒ نے آپؒ کو اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے نام خط لکھ کر دیا اور اُن سے وابستہ ہونے کا حکم فرمایا۔ اسی سفر سے واپس آ کر حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضری ہوئی، اُن سے بیعت ہوئے اور ان سے بھی خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔

دوسرا حج ۱۳۲۸ھ/ 1910ء میں ادا فرمایا۔ یہ سفرِ حج آپؒ نے اپنے متعلقین اور متوسلین کے اصرار اور ان کے پُرزور تقاضے پر کیا تھا۔ چناں چہ اس سفرِ حج میں آپؒ کے مریدین اور متعلقین میں سے تقریباً 80 حضرات نے آپؒ کی معیت اختیار فرمائی اور حرمین شریفین کے فیوضات و برکات سے مستفیض ہوئے۔ اس سفرِ حج میں علما اور مشائخ بھی کافی تعداد میں ساتھ تھے۔ اسی سفرِ حج سے واپسی میں حضرتؒ کے اکلوتے صاحبزادے حافظ عبدالرشید طویل علالت کے بعد عدن میں انتقال فرما گئے تھے۔ صاحبزادے کی علالت کے دوران آپؒ کے خادمِ خاص اور آپؒ کے بعد آپ کے جانشین حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے ان کی بڑی خدمت کی تھی۔ اس سفرِ حج میں متعلقین اور بالخصوص حضرت اقدس رائے پوری

www.rahimia.org

ثانیؒ نے بڑا فیض اٹھایا۔

وفات سے کچھ عرصہ پہلے بھی آپؒ کے دل میں تیسری مرتبہ زیارتِ حرمین شریفین کا جذبہ بیدار ہوا تھا، لیکن شدید نقاہت، علالت اور حج کے موسم سے پہلے آپؒ کا وقتِ موعود آنے کی وجہ سے یہ جذبہ پورا نہیں ہوسکا۔ یہ دراصل لقائے الٰہی کا وہ شوق اور جذبہ تھا، جو آخر وقت میں مشائخ عظام کے قلوب میں پیدا ہوجایا کرتا ہے۔

حج کے دوران حضرت عالی رائے پوریؒ کی عالی ہمتی

حج کے دوران حضرت عالی رائے پوریؒ کے مجاہدات کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ ارشاد فرماتے ہیں:

''حضرت (عالی رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ ہندوستان میں ایک میل چلے تو تھک گئے اور جدہ سے آگے (مکہ مکرمہ کی جانب) بڑھے تو قافلے کے ساتھ اتنا پیدل چلے کہ ہم تھک گئے۔ اور ایک موقع پر تو تکلف کی تقلید سے مجھے بخار ہوگیا۔ اور (اسی طرح) مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کا نصف سے زائد راستہ آپؒ نے پیدل طے کیا۔ ہم تو مکہ معظّمہ سے حضرت کے صاحبزادہ عبدالرشید کے ساتھ دوسرے قافلے میں آگئے تھے، مگر حضرتؒ کا (حال، اُس قافلے کے) ساتھیوں سے یہی سنا کہ نصف سے زائد پیدل چلا کرتے۔ اب ہم میں وہ طاقت کہاں!''(73)

حضرت عالی رائے پوریؒ کا کتب خانہ اور اس کے تحفظ کی وصیت

حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کو علمی ذوق وشوق بہت اعلیٰ درجے کا تھا۔ اس لیے آپؒ نے اپنی علمی ضروریات کے لیے تمام علوم وفنون پر مشتمل ایک کتب خانہ اپنی خانقاہ میں قائم کیا تھا۔ اس کتب خانے میں ہر علم کی بہت قیمتی کتابیں جمع کی تھیں۔ علوم القرآن، علوم الحدیث، علوم الفقہ، علوم التصوف، علوم الحقائق وغیرہ پر کتابوں کا بہت عمدہ ذخیرہ جمع ہوگیا تھا۔ اس کتب خانے میں دو طرح کی کتابیں تھیں: ایک وہ جو مدرسہ فیض ہدایت کے لیے وقف تھیں، جب کہ آپؒ کی خرید کردہ ذاتی کتب بھی اس میں موجود تھیں۔ آپؒ نے انھیں بھی مدرسے کے نام وقف کردیا تھا۔ خود متولّی اور ناظم کی حیثیت سے اس کی نگرانی کرتے رہے۔ آپؒ کو ان علمی کتابوں کی حفاظت کے بارے میں بڑا فکر رہتا تھا، بالخصوص اس میں ایک قرآن شریف قلمی اور دوسرا حمائل شریف تھی۔ وہ بہ طورِ امانت محفوظ رکھی گئی ہیں۔ ان کی حفاظت کو آپؒ بہت ضروری سمجھتے تھے۔ اس لیے کہ ان میں ایک تو وہ قرآن پاک تھا، جو آپؒ کے مرشد سید الطائفہ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ نے آپؒ کو خلافت دیتے ہوئے عنایت فرمایا تھا۔ دوسری حمائل شریف آپؒ کے اُستاذِ

www.rahimia.org

محترم حضرت قاری عبدالرحمٰن پانی پتی قدس سرہٗ نے خصوصی طور پر آپؒ کو عنایت کی تھی۔

1915ء میں آپؒ کی علالت کا سلسلہ شروع ہوا، جو وفات تک جاری رہا۔ اس علالت کے زمانے میں آپؒ نے یکم/ ربیع الاوّل ۱۳۳۴ھ/ 7/ جنوری 1916ء کو اپنے بعد اس کتب خانے کا متولّی اور ناظم اپنے بھانجے حضرت مولانا محمد اشفاق رائے پوریؒ کو مقرر کیا تھا۔ تاکہ آپؒ کے بعد کتابیں نہ ضائع ہوں اور ان سے اجتماعی طور پر نفع اٹھانے کا سلسلہ جاری رہے۔ اس کے لیے حضرتؒ نے یہ تحریر لکھ دی تھی:

''بندے کے پاس یہی ذخیرہ کتابوں کا تھا، جس کا متولی عزیز مذکور (مولانا محمد اشفاق رائے پوریؒ) کو قرار دے دیا۔ باقی احقر فارغ ہے۔ کوئی سرمایہ ایسا نہیں کہ جس میں لب کشائی کا موقع ہو۔ عبدالرحیم عفی عنہٗ، یکم/ ربیع الاول ۱۳۳۴ھ (7/ جنوری 1916ء)''(74)

مدرسہ فیض ہدایت درگلزارِ رحیمی رائے پور کا وقف نامہ

قطبِ عالم حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ انبیا علیہم السلام کے اُسوۂ حسنہ کی پیروی میں دنیا کے مال ومتاع سے کمالِ استغنا اور بے رغبتی رکھتے تھے۔ آپؒ زہد وتقویٰ میں بہت اونچا مقام رکھتے تھے۔ دوسروں پر مال خرچ کرنے اور اجتماعی مفادات کے لیے قربانی دینے کا جذبہ بدرجہ اتم آپؒ میں موجود تھا۔

رائے پور میں جس باغ میں آپؒ کا قیام رہا اور جو بعد میں ''گلزارِ رحیمی'' کے نام سے پوری دنیا میں مشہور ہوا، وہ آپؒ کو اپنی والدۂ محترمہؒ کی طرف سے وراثت میں ملا تھا۔ نیز آپؒ کے ننھیالی خاندان کے دیگر حضرات نے بھی اس کے لیے کچھ اراضی آپؒ کو دی تھی۔ آپؒ نے اس باغ میں ایک مدرسہ ''فیض ہدایت'' کے نام سے قائم کیا تھا۔ حضرتؒ نے مدرسے کے قیام کے وقت اس کے وقف کی نیت کر لی تھی۔ علالت کے زمانے میں اپنے انتقال سے ایک سال قبل فروری 1918ء میں اس کے لیے ایک باقاعدہ تحریر قلم بند فرمائی، جو مدرسے کے ریکارڈ کا حصہ ہے۔ حضرت لکھتے ہیں:

''من کہ احقر عبدالرحیم پسر اشرف علی خاں، قوم راجپوت، ساکن حال موضع مرتضیٰ پور شعور، مزرعہ داخلی موضع رائے پور، پرگنہ فیض آباد، تحصیل وضلع سہارن پور اپنی اراضی ...مع جملہ مکانات پختہ وخام، تعمیر کردۂ خود ... بنام مدرسہ فیض ہدایت ...وقف کر کے محمد اشفاق پسر مراد علی خاں اپنے ہمشیر زادے کو اس کا متولی مقرر کر دیا ہے۔ اور اپنا قبضہ ودخل اٹھا کر متولی مدرسہ موصوف کا قبضہ ودخل کرا دیا ہے۔ اب میرا کوئی تعلق اراضی نمبران مذکورہ ومکاناتِ مذکورہ سے نہ رہا۔ متولی کو اختیار ہے کہ بعد ادائے مال گزاری سرکار جو کچھ آمدنی اراضی ودرختاں سے ہو، وہ اس مدرسہ میں تاقیامِ مدرسہ یا دوسرے مدرسہ خیراتی میں صَرف کرتا رہے۔ اس کو اپنی ذاتِ

خاص میں صَرف کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ اور اس متولی کے بعد انتخابِ متولی جدید کا اراکین مدرسہ کی رائے سے ہوا کرے گا۔ المرقوم دسویں فروری ۱۹۱۸ء۔ عبدالرحیم بہ قلم خود۔"(75)

اس کے بعد مدرسے کی جس عمارت میں آپؒ نے قیام رکھا اور طالبین و واردین کی تربیت کے لیے خانقاہ بنائی، تمام عمر اس کا کرایہ مقرر کر کے مدرسے میں جمع کراتے رہے۔ آپؒ کے بعد بھی اس خانقاہ کے تمام مسند نشین حضرات اس خانقاہ کی عمارت کا کرایہ مدرسے میں جمع کراتے رہے ہیں۔

حضرت عالی رائے پوریؒ کے بھانجے حضرت مولانا محمد اشفاق رائے پوریؒ ۱۳۳۴ھ/ 1916ء سے لے کر اپنی وفات ۲۶/ ذی قعدہ ۱۳۷۰ھ/ 30/ اگست 1951ء تک مدرسہ فیض ہدایت درگلزارِ رحیمی رائے پور کے متولی رہے اور انھی کی تولیت اور نگرانی میں یہ مدرسہ تعلیمی اور تربیتی کام کرتا رہا۔

علالت کے باوجود حضرت عالی رائے پوریؒ کا چہرۂ انور

علالت اور بیماری کے باوجود حضرت عالی رائے پوریؒ کا چہرۂ انور بہت مبارک اور روشن تھا۔ حقانیت اور نورانیت آپؒ کے چہرۂ مبارک سے عیاں رہتی تھی۔ اس حوالے سے حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ ارشاد فرماتے ہیں:

"حضرت (عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر ہی یہ جی میں آتا تھا کہ یہ ایسے شخص کا چہرہ نہیں، جو باطل پر ہو۔ جیسے حضورؐ کے سامنے دیہاتی آ کر دل سے پکار اُٹھتے تھے کہ یہ جھوٹے کا چہرہ نہیں۔"(76)

آخری زمانے میں آپؒ کی روحانی قوت اور مجاہدہ

حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کی روحانی قوت وفات سے قبل آخری زمانے میں بہت بڑھ گئی تھی۔ خوراک کی رغبت بالکل نہیں رہی تھی۔ اس لیے آخر زمانے میں مجاہدے کی وجہ سے آپؒ کی خوراک بہت کم ہوگئی تھی۔ ماہِ رمضان میں تو مجاہدہ اس قدر بڑھ جاتا تھا کہ دیکھنے والوں سے آپؒ کی کمزور حالت دیکھ کر رہا نہ جاتا تھا۔ افطار و سحر دونوں وقت کا کھانا بہ مشکل دو پیالی چائے اور آدھی چپاتی ہوتا تھا۔ اللہ جل جلالہٗ کا ذکر جس پیرائے پر بھی ہو، آپؒ کی اصل غذا تھی۔ اسی سے آپؒ کو وہ قوت پہنچی تھی، جس کے سامنے تمام مقوی ادویات و اَغذیہ کم تر تھیں۔

اس حوالے سے حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ:

"حضرت (عالی رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ رمضان پاک میں بعض اوقات سحری اور افطاری میں یوں ہی سا برائے نام کھاتے تھے اور قرآنِ پاک بہت پڑھتے تھے۔ میں نے ایک

www.rahimia.org

دفعہ عرض کیا:

''حضرت! ضعف نہ کھانے کے باعث بہت ہو جائے گا۔''

تو فرمایا: ''مولوی صاحب! اللہ تعالیٰ نے فضل کیا ہے، جنت کا مزہ آ رہا ہے۔'' یعنی روحانی قوت میسر ہوگئی ہے

اور اس نہ کھانے پر چہرہ بظاہر ایسا رہتا، گویا بہت کچھ کھاتے ہوں گے۔''(77)

وفات سے پہلے اپنی تمام جائیداد ہبہ کردی

حضرت عالی رائے پوریؒ نے وفات سے پہلے اپنی تمام جائیداد، حتیٰ کہ بدن کے کپڑے تک اپنی ذاتی ملکیت سے نکال کر اپنے مخصوص احباب کو ہبہ کر دیے تھے اور کوئی چیز اپنی ملکیت میں نہیں رہنے دی۔ حتیٰ کہ حج کے لیے جو رقم جمع کی ہوئی تھی، وہ بھی تقسیم کردی اور اپنے جسم کے کپڑے بھی حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کی ملکیت بنا دیے اور ان سے عاریتاً لے کر آپؒ کپڑے استعمال کرتے تھے۔

اس حوالے سے حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھیؒ لکھتے ہیں:

''آپ (حضرت عالی رائے پوریؒ) نے وفات سے قبل اپنا تمام سامان، حتیٰ کہ بدن کے کپڑے تک وصیت اور ہبہ کے ذریعے دوسروں کی ملکیت بنا دیے تھے، مگر تیرہ سو روپے نقد (حج کے لیے) زادِ راہ (سفرخرچ) بنا کر مولانا (شاہ) عبدالقادر صاحب (رائے پوری) کے حوالے کر دیا تھا کہ اس کو محفوظ رکھو۔ یہ میرے تمھارے سفرِ حج کا خرچ ہے، لیکن جوں جوں حج کا موسم قریب آتا گیا، آپؒ کا ضعف اور مرض بڑھتا گیا اور وصال کا وقت قریب آتا گیا۔ حتیٰ کہ آپؒ نے سمجھ لیا کہ اب (زندگی کی) گنجائش نہیں رہی اور تیرہ سو روپے ترکہ بنا چاہتا ہے، تب آپؒ نے مولانا (شاہ عبدالقادر رائے پوری) کو بلا کر وہ روپیہ بھی تقسیم کرا دیا۔ کیوں کہ آپؒ مولیٰ کریم سے ایسی حالت میں ملنے کے متمنی تھے کہ دنیا میں کوئی حبہ (ایک دانہ) اور پارچہ (کپڑا) بھی آپؒ کی مِلک میں نہ ہو۔

(اس حالت میں) ''بیتُ'' (اللّٰہ) کے دھیان سے ہٹ کر اب آپ ''ربّ البیت'' (اللہ تبارک وتعالیٰ) کے خالص تصور میں غرق ہوگئے۔ اور آخر چند ہی روز بعد وہ مبارک وقت آیا، جس کے شوق میں آپؒ کا رُواں رُواں پکارتا تھا۔''(78)

حضرت عالی رائے پوریؒ کی بیماری اور مرض الوفات

حضرت عالی رائے پوریؒ ۱۳۳۳ھ/ 1915ء میں بیمار ہوئے۔ امراض کا یہ سلسلہ تقریباً چار پانچ

www.rahimia.org

سال تک مسلسل رہا۔ اس مرض نے بہت طول کھینچا کہ آپؒ کا اُٹھنا بیٹھنا مشکل ہوگیا۔ اس زمانے میں آپؒ کی عجیب وغریب باطنی کیفیات تھیں۔ آپؒ کو درجہ یقین و احسان اور شوقِ لقا اور اشتیاقِ دیدارِ الٰہی کا مشاہدہ ہوتا تھا۔

اس زمانے میں مسلمان ملکوں پر انگریزوں کے ظلم اور زیادتی، خاص طور پر خلافتِ عثمانیہ کو ختم کرنے کے لیے انگریز پورا زور لگا رہے تھے۔ آپؒ کو اس کا انتہائی افسوس اور قلق تھا۔ نیز حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کی جدائی اور ان کی پریشانی مزید درمزید تکلیف کا باعث بنی ہوئی تھی۔ اسی بیماری کے دنوں میں زیارتِ حرمین شریفین کا شوق بڑھا، لیکن جوں جوں موسم حج آتا گیا، آپؒ کا مرض بڑھتا گیا اور کروٹ لینا بھی مشکل ہوگیا۔ لیکن خادم جب نماز کے لیے کھڑا کردیتے تو نماز کھڑے ہوکر پڑھ لیتے اور اس ذوق شوق میں اُٹھنا بیٹھنا دشوار نہ ہوتا۔

آپؒ میں کِتمانِ حال (اپنی حالت کو لوگوں سے چھپانے) اور ضبط وتحمل کا جذبہ بہت زیادہ تھا۔ بڑی سے بڑی تکلیف کو چھپاتے تھے۔ آخری زمانے میں مستقل بخار رہنے لگا، لیکن باوجود اس کے مجاہدات کا وہی عالم رہا، مدتوں تک حالت چھپاتے رہے۔ ایک دن ایک مخلص طبیب نے آپؒ کے آخری مرض میں نبض دیکھ کر عرض کیا:

> ''حضرت! آپ کو بہت پرانا بخار معلوم ہوتا ہے۔ اور ایسا ہے جیسے کسی غلبۂ حزن وغم میں پیدا ہوتا ہے اور اندر ہی اندر گھلائے جاتا ہے۔ برس ہا برس گزر جانے پر اس وقت آپ کو جوش آیا اور فرمایا:
>
> ''ہاں حکیم صاحب! آپ نے سچ فرمایا۔ مجھے بخار اس دن شروع ہوا، جس دن حضرت (مولانا رشید احمد) گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اس دنیا کو الوداع فرمایا۔ اور اس کا بدن پر ظہور اس دن ہوا، جس دن خبر سنی کہ حضرت مولانا محمود حسن صاحب (شیخ الہند) مالٹا میں قید ہوگئے۔ آج وہ رہا ہوکر تشریف لائیں تو اور کچھ نہ سہی، ایک دفعہ تو جھرجھری لے کر اُٹھ ہی کھڑا ہوں گا۔ اتنا فرما کر چپ ہوگئے۔'' (79)

ان حضرات کے غم میں آپؒ عشق سوزاں میں مبتلا تھے اور شمع کی طرح پگھلتے رہتے تھے۔ کسی دوا سے افاقہ نہیں ہوتا تھا۔ ہاں! اگر محبوب کا تذکرہ ہوتا، تو طاقت اور توانائی بڑھ جاتی تھی۔ سوزشِ عشق کا یہ عالم تھا کہ جسم پر حالت صحت میں بھی ہاتھ رکھنا دشوار تھا۔ چناں چہ حضرت مولانا عزیر گلؒ کے حوالے سے حضرت مولانا اسعد مدنیؒ بیان فرماتے ہیں:

> ''ایک مرتبہ مولانا عزیر گلؒ نے حضرت رائے پوریؒ سے درخواست کی:

www.rahimia.org

''حضرت! مجھے بدن دبانے کی اجازت مرحمت فرمادیجیے''

تو ارشاد فرمایا: ''تم برداشت نہ کرسکو گے۔''

مولاناؒ نہ مانے اور دبانا شروع کردیا۔ مولانا عزیز گل صاحبؒ کا بیان ہے کہ مجھ سے جسم مقدس پر ہاتھ رکھنا دشوار ہوگیا۔ انگارے کی طرح آپؒ کا جسم مقدس گرم تھا۔ فوراً ہاتھ اُٹھا لیا۔

تب حضرتؒ نے فرمایا: ''دیکھ لیا!''(80)

حضرت عالی رائے پوریؒ کا وصالِ مبارک

غرض یہ کہ اسی سوزشِ اندرونی اور عشق خداوندی نے مرض کی صورت اختیار کرلی۔ چناں چہ انتقال سے ایک رات پہلے حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ نے خواب دیکھا کہ ''آفتاب غروب ہورہا ہے اور اس دنیا میں اندھیرا چھا گیا۔'' وہ یہ خواب دیکھتے ہی صبح حضرت شاہ زاہد حسینؒ کی کوٹھی واقع گاؤں ''پیلوں'' نزد بہٹ، ضلع سہارن پور ــــ جہاں حضرتِ اقدس عالی رائے پوریؒ کا اس زمانے میں قیام تھا ــــ روانہ ہوئے۔ جا کر دیکھا کہ حضرتِ اقدس رائے پوری کی طبیعت کافی خراب ہے۔

مغرب کی نماز کے بعد حضرت عالی رائے پوریؒ نے فرمایا:

''آج عشا کی نماز ذرا جلدی پڑھ لیجیے!''

چناں چہ یہ سمجھ کر کہ حضرت اقدس کو آرام کی خواہش ہوگی، نمازِ عشا اول وقت پڑھی گئی اور آپؒ چارپائی پر لیٹ گئے۔ حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ دوسرے کمرے میں آرام فرما ہوئے۔ اچانک آپؒ کو آخری کرب شروع ہوا۔ حضرت سہارن پوریؒ جلدی سے اٹھ کر آپ کے پاس آئے۔ حضرت رائے پوریؒ نے محبت بھری نظروں سے انھیں دیکھا اور ان کا ہاتھ تھام کر سینے پر رکھ لیا۔ اسی حالت میں چند منٹ کے اندر رائے پور کا آفتاب غروب ہوگیا۔ یوں ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ/ 28 جنوری 1919ء بوقت 11:19 بجے شب کو آپؒ کا وصال ہوگیا۔

اپنے انتقال سے پہلے حضرت عالی رائے پوریؒ نے حضرت شاہ زاہد حسینؒ کو بلا کر ان سے یہ فرمایا تھا کہ:

''اگر رائے پور والے میرا جنازہ لے جانا چاہیں تو جانے دینا۔ اس میں رکاوٹ نہ ڈالنا۔''

اگرچہ حضرت شاہ صاحبؒ کی رائے حضرت عالی رائے پوریؒ کو اپنے باغ میں کرنے کی تھی، لیکن رائے پور کے حضرات کی رائے اور اپنے شیخ حضرت عالی رائے پوریؒ کی منشا کے مطابق انھوں نے بہ خوشی حضرتؒ کے تابوت کو رائے پور لے جانے کی اجازت دے دی۔ اس طرح صبح کو آپؒ کا جنازہ پیلوں سے رائے پور لایا گیا اور آخر اسی باغ ''گلزارِ رحیمی'' میں ــــ جہاں آپؒ نے خانقاہِ رحیمیہ قائم کی تھی ــــ مسجد کی جنوبی جانب ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ/ 29 جنوری 1919ء میں آپؒ کو دفن کیا گیا۔

www.rahimia.org

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنo

حضرتؒ کے وصال پر بجا طور پر حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ نے یہ مرثیہ پڑھا: ع

زینت و زیب الف ثانی مُرد

شاہ عبد الرحیم ثانی مُرد

بلاشبہ حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ اس ہزارۂ دوم میں کی جانے والی تجدیدی کاوشوں کو باہم مربوط کر کے بڑی جامعیت کے ساتھ آگے بڑھانے والی جامع صفات عظیم شخصیت ہیں۔ اسی تناظر میں آپؒ کے عظیم دوست اور محبوب و ہم راز حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ نے آپؒ کو ''الف ثانی'' کے مجددانہ کاموں میں ''زیب و زینت'' کا رنگ بھرنے والا قرار دیا ہے، جس کی تفصیلات ''مسدسِ مالٹا'' میں بڑی دل سوزی کے ساتھ بیان کی ہیں۔

قطبِ عالم حضرت عالی رائے پوریؒ کا وصال کیا ہوا کہ ہر جگہ صف ماتم بچھ گئی۔ بالخصوص دارالعلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارن پور ایسے مراکزِ دینیہ اور مدارسِ قرآنیہ میں آپؒ کی جدائی کا صدمہ زیادہ تھا۔ اسی طرح جدوجہدِ آزادی کے حوالے سے قومی حلقوں میں بھی آپؒ کی کمی شدت سے محسوس کی جا رہی تھی۔

اس موقع پر مشاہیر نے اُردو، فارسی اور عربی زبان میں طویل مرثیے آپؒ کی یاد میں تحریر فرمائے۔ خاص طور پر حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس سرہٗ نے ''مسدسِ مالٹا'' کے عنوان سے ایک طویل مرثیہ تحریر فرمایا۔

حضرت عالی رائے پوریؒ کے وصال پر دارالعلوم دیوبند کے تقریباً تمام قابل ذکر علما نے عربی، فارسی اور اردو زبان میں مرثیے لکھے تھے۔ ان میں:

مجاہد اعظم شیخ الہند حضرت اقدس مولانا محمود حسن قدس سرہٗ

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانیؒ مفتی اوّل دارالعلوم دیوبند

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن عثمانیؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند

حضرت مولانا علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند

حضرت علامہ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ استاذ الحدیث دارالعلوم دیوبند

شیخ الادب والفقہ مولانا اعزاز علی امروہویؒ

حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ

حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ

حضرت مولانا قاری محمد طاہر قاسمیؒ

www.rahimia.org

حضرت مولانا محمد یاسین عثمانیؒ (والدِ گرامی حضرت مفتی محمد شفیع عثمانی کراچی)
حضرت مولانا عبدالسمیع دیوبندیؒ
حضرت مولانا سراج احمد رشیدیؒ
حضرت مولانا عبدالاحد نگینویؒ
حضرت مولانا محمد ابراہیم مسقطیؒ شامل ہیں۔

ان میں بعض مرثیے عربی زبان میں تھے۔ کچھ اُردو اور کچھ فارسی زبان میں لکھے گئے تھے۔ انھیں دارالعلوم دیوبند سے شائع ہونے والے ماہنامہ ''القاسم'' کے مختلف شماروں میں اور علاحدہ کتابی شکل میں شائع کیا گیا تھا۔ ان میں سے اُردو مرثیے کتاب کے باب نہم میں ملاحظہ فرمائیں۔ کتاب کی ضخامت کے سبب تمام مرثیے اس ایڈیشن میں شامل نہیں کیے جا رہے۔ انشاء اللہ انھیں مستقل کتابی صورت میں الگ سے شائع کیا جائے گا۔

البتہ ایک مختصر مرثیہ اور تاریخ وفات یہاں نقل کر دینا بے جا نہ ہوگا، جو حضرت مولانا عبدالسمیع دیوبندیؒ استاذ الحدیث دار العلوم دیوبند نے لکھا تھا، جس میں آپؒ کی ہمہ جہتی شخصیت کے جملہ پہلوؤں کو بڑے خوب صورت پیرائے میں بیان کیا گیا۔ اور آپؒ کے واصل بہ حق ہونے کی منظر کشی بڑے عمدہ انداز میں کی گئی ہے۔ مولاناؒ فرماتے ہیں: ع

تمھیں کچھ خبر بھی ہے اے دوستو!
کہ ہے آج کیوں شورِ محشر بپا
چراغ ھُدیٰ شاہ عبدالرحیم
طریق شریعت کے تھے رہنما
وہ چرخِ طریقت کے بدر منیر
وہ مہرِ حقیقت کے نور و ضیا
وہ مصرِ سیاست کے یوسف جمیل
وہ ملکِ ولایت کے فرماں روا
سپاہِ تواضع کے افسر جلیل
جو تھے نیک خُو ، نیک رُو پارسا
ہوا ان کو جب شوقِ خُلدِ بریں
تو راتوں کو حق سے یہ کی التجا

www.rahimia.org

کہ اب تابِ دردِ جدائی نہیں
غمِ ہجر کی ہو چکی انتہا

دل آرام مجھ کو دکھا دیجئے
جمالِ مبارک کا اِک پرتوا

اِدھر سے تمنائے دیدار تھی
اُدھر سے بڑھا شوق حُبِّ لِقا

اِدھر سے تو قطرے کو جنبش ہوئی
اُدھر سے وہ دریائے رحمت چلا

غرض اپنے ذرے کو خورشید نے
محبت سے آغوش میں لے لیا

اُدھر جو اُلفت سے ''رضوان'' نے
سلامٌ علیکم فَطِبتُم کہا

اِدھر بزم عرفاں میں ہل چل پڑی
نمونہ قیامت کا برپا ہوا

زمانہ میں اِک کھلبلی مچ گئی
ہے شور دریغا و یا حسرتا

جو کل تک رہے طالبِ نورِ حق
ہوئے آج مطلوبِ ربّ العُلا

جہاں فیض سے جن کے گلزار تھا
وہ رنگ بہارِ جناں ہوگیا

ہوئے نوحہ گر خوش نوایان باغ
ہوئی باغ میں گرم بزم عزا

ادھر چشم شبنم ہوئی اشکبار
ادھر فرط غم سے نہ غنچہ ہنسا

گریباں کیا ہر گُلِ تر نے چاک
اڑانے لگی خاک سر پر صبا

www.rahimia.org

ہوئی لب پہ قُمری کے مُہر سکوت
کھڑا رہ گیا سرو حیران سا
پڑا دل میں لالہ کے داغ فراق
ہوا رنگ بے رنگ ، رنگ حنا
جو کشتہ نے دیکھا یہ حال زبوں
تو اس کو غم سال رحلت ہوا
اٹھا کر کے سر ہاتف غیب نے
"لقد مات موتاً شهيداً" ، کہا
۷ ۳ ۳ ۱ ھ

حضرت عالیؒ کے وصال پر دارالعلوم دیوبند میں تعزیتی جلسہ

حضرت عالی رائے پوریؒ کے وصال پر دارالعلوم دیوبند میں ایک تعزیتی جلسہ منعقد کیا گیا۔ اس کی کارروائی شیخ الادب حضرت مولانا محمد اعزاز علی امروہویؒ نے ماہ نامہ "القاسم" دیوبند بابت ماہ رجب ۱۳۳۷ھ/ اپریل 1919ء میں شائع کی، جو کہ درجِ ذیل ہے:

"حضرت مولانا الحاج المولوی شاہ عبدالرحیم صاحب قدس اللہ سرہٗ کی رحلت کا ذکر ہم اس سے قبل کر چکے ہیں۔ دارالعلوم دیوبند پر نسبتاً اس کا اثر زیادہ تھا۔ اس لیے بتاریخ ۹/ جمادی الثانیہ ۱۳۳۷ھ (12/ مارچ 1919ء) یوم چہارشنبہ (بدھ) کو مدرسہ کے تمام طلبا و مدرسین نے قرآن شریف اور کلمہ طیبہ کا ختم کیا اور نمازِ ظہر سے فارغ ہو کر نمازِ عصر پڑھنے سے قبل تک بہت زیادہ مقدار ثواب کی مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی روحِ انور کے لیے بارگاہ باری تعالیٰ میں پیش کی گئی۔ پانچ سو سے زائد طلبا کا مجمع جس ذوق وشوق کے ساتھ ایصالِ ثواب کی غرض سے قرآن شریف کی تلاوت اور کلمۂ طیبہ کا کثیر التعداد ذخیرہ جمع کر رہا تھا، وہ فی الحقیقت قابل دید تھا۔

اس کے دوسرے دن حضرت مولانا مولوی حبیب الرحمٰن صاحب مددگار مہتمم دارالعلوم کے حکم سے تمام طلبا و مدرسین و ملازمین دارالعلوم کو اس غرض سے جمع کیا گیا کہ حضرت مولانا رائے پوریؒ کا ذکرِ خیر کیا جائے اور ان کے لیے دعائے مغفرت و ترقیٔ مدارج کر کے اپنے لیے ذخیرۂ آخرت کیا جاوے۔

مدرسہ کا وقت شروع نہ ہونے پایا تھا کہ نودرہ کی وسیع عمارت طلبا و مدرسین سے بھری ہوئی نظر آنے لگی۔ دارالعلوم دیوبند میں نودرہ کی عمارت وسیع ترین عمارت ہے، لیکن طلبا کی تعداد میں

www.rahimia.org

اس قدر اضافہ ہوگیا ہے کہ اگر ان سب کو جمع کیا جائے تو وہ عمارت بھی تنگ معلوم ہوتی ہے۔ مگر اس اجتماع میں صرف متعلقین مدرسہ ہی شریک نہ تھے، بلکہ قصبہ دیو بند کے حضرات کی تعداد بھی معقول تھی۔ اسی وجہ سے یہ عمارت اَور بھی زیادہ بھری ہوئی معلوم ہوتی تھی۔

ٹھیک ساڑھے سات بجے حضرت مولانا الحاج المولوی الحافظ محمد احمد صاحب مدظلہ مہتمم دارالعلوم دیو بند اور حضرت مولانا الحاج المولوی حبیب الرحمٰن صاحب مددگار مہتمم ''نودرہ'' میں تشریف لائے۔ اور اسی وقت جلسہ کی کارروائی کا افتتاح یوں ہوا کہ:

اوّلاً حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مدظلہٗ نے جلسے کی غرض بیان کی اور مولانا رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر اوصاف بیان کیے۔ اور اس کے بعد نوحہٗ جاہلیت اور ''ثناء علیٰ الاموات'' (مرنے والوں کی تعریف) میں لطیف فرق بیان فرما کر فرمایا کہ:

''آج ہم جو کچھ بیان کریں گے، وہ اس ارشادِ نبویؐ کی تعمیل ہوگی، جس میں مسلمانوں کو مرکر جدا ہوجانے والوں کا ذکرِ خیر کے ساتھ کرنے کا مامور کیا گیا ہے۔ یہ نوحہٗ جاہلیت یا نعیِ حرام (جاہلیت کا رونا پیٹنا) نہیں ہے۔''

اس کے بعد آپ نے بعض شواہد پیش فرمائے اور اپنی تقریر کو ختم کیا۔

مددگار مہتمم صاحب کے بعد مولانا العلام حضرت مولوی سید انور شاہ صاحب قائم مقام مدرّس اوّل دارالعلوم دیو بند نے ایک مختصر مگر جامع تقریر کی۔ مولانا رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ان اوصاف کا ذکر کرنے کے بعد کہ جو روزِ روشن سے زیادہ عیاں تھے، آپ نے ان خواص و خصائص کا ذکر بھی فرمایا کہ جن میں مولانا اپنے دوسرے اقران (ہم عصروں) سے بالکل ہی ممتاز تھے۔ انھیں خواص میں فراست، ذکاوت، اصابتِ رائے، مناقشات و مجادلات سے تحرز، مردم شناسی، ہر شخص کی اس کے مرتبہ کے موافق قدردانی بھی تھی۔

شاہ صاحب مدظلہٗ کی اس تقریر پر حاضرین کو اس اجمالی حزن و غم کی تفصیل معلوم ہوئی، جس کا اثر ان کے دلوں پر ہو چکا تھا۔ اور جس ناقابل تلافی نقصان کا اذعان (یقین) وہ کر چکے تھے، اس کو اس وقت اچھی طرح سمجھے اور سچ یہ ہے کہ آنسوؤں کے چشمے اسی وقت سے آنکھوں سے نکلنے کے لیے تیار ہو چکے تھے۔ اس کے بعد آپ نے بھی نعی اور اموات کے ذکرِ خیر میں فرق بیان کیا۔ اکابرِ اُمت کے اشعار پڑھے کہ جن میں مرنے والوں پر حزن و ملال کا اظہار کیا گیا تھا اور ان کے اوصاف بیان کیے گئے تھے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ:

''اگر کسی کے مرنے پر اس کے واقعی اوصاف ذکر کیے جاویں تو یہ ہرگز ممنوع نہیں ہے،

www.rahimia.org

لیکن مبالغاتِ شعریہ اور حدودِ شرع سے متجاوز الفاظ بے شک لائق احتراز ہیں۔''

اس کے بعد آپ نے اپنی عربی نظم سنائی، جو کہ صرف ایک ہی رات میں زیادہ سے زیادہ تین گھنٹے میں لکھی گئی تھی، جن لوگوں کو حضرت شاہ صاحب مدظلہٗ کی ان تقریروں کے سننے کا اتفاق ہوا ہے جو کہ بوقت درس ہوتے ہیں، وہ تو جانتے ہی ہیں، لیکن جن لوگوں کو تقریر کے سننے کا اتفاق نہیں ہوا ہے، وہ بھی طلبا و علما کی متواتر روایتوں سے اس قدر معلوم کر چکے ہوں گے کہ آپ اپنے خداداد علوم کے اعتبار سے ان اسلاف میں شمار کیے جانے کے قابل ہیں، جن کو زمانہ قرنوں اور صدیوں کے بعد دیکھا کرتا تھا۔

مختصر یہ ہے کہ آپ کی نسبت یہ فیصلہ کرنا بھی ہر شخص کا کام نہیں کہ آپ کو علومِ عقلیہ ونقلیہ میں سے کس سے زیادہ مناسبت ہے اور کس سے کم۔ اس واسطے کہ آپ ابتدائی علوم سے لے کر انتہائی علوم تک ہر علم میں محققانہ انداز رکھتے ہیں۔

آپ کے عربی کے قصائد کبھی کبھی ''القاسم'' میں شائع ہوئے ہیں، جن کا لطف ان ذی علم حضرات کو بہت زیادہ آیا ہوگا، جن کو علم ادب سے زیادہ نہ سہی، تھوڑی سی ہی، مناسبت ہوگی، آپ نے ایک طویل نظم حضرت مولانا رائے پوری کے اوصاف میں پڑھی۔ آپ کا ہر ہر شعر فصاحت و بلاغت، صنائع و بدائع کے جواہر سے مرصع معلوم ہوتا تھا اور مولاناؒ کی وفات سے مجروح دلوں کے لیے نشتر کا کام دیتا تھا۔ اس مجمع میں چوں کہ بیش تر حصہ ذی علم حضرات کا تھا، اس لیے ان اشعار پر بہت گہری نظریں پڑ رہی تھیں۔

حضرت شاہ صاحب کی یہ نظم ختم ہونے کے بعد حضرت مددگار مہتمم صاحب نے بندہ کو امر کیا۔ شاہ صاحب کی نظم کے بعد ظاہر ہے کہ بندہ کی نظم کس درجہ کی ہوسکتی تھی، مگر **امتثالاً للأمر** (حکم مانتے ہوئے) میں نے بھی چند شعر عربی کے سنائے۔ حاضرین جلسہ نے باوجود میری علمی بے بضاعتی کے قدر افزائی کی۔

کمترین (مولانا اعزاز علی) کے بعد حضرت مددگار مہتمم صاحب نے اپنی پُر جوش اور بڑے بڑے قلوبِ قاسیہ کو ہلا دینے والی نظم سنائی۔ آپ کے عربی قصائد میں خداوندِ عالم نے سلاست، فصاحت کے ساتھ ہی قلوب میں تاثیر کا وصف کچھ ایسا عطا فرمایا ہے کہ اس کی حقیقت آپ کے اشعار کو ہی پڑھ کر معلوم ہوسکتی ہے۔ عجمی شخص عربی زبان کا کتنا ہی ماہر کیوں نہ ہو، مگر عجمیت کا رنگ اس میں آ ہی جاتا ہے اور اہل ذوق معلوم کر ہی لیتے ہیں کہ اس شعر میں عجمیت کی چاشنی ہے، مگر آپ کے اشعار ہمیشہ عجمیت کے ذائقے سے کوسوں دور ہوتے ہیں اور آپ کے اشعار کو

www.rahimia.org

دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ زمانۂ قدیم کا کوئی عربی النسل نہایت ہی پُر جوش لہجے میں اپنے قلبی جذبات و روحی احساسات کا اظہار کر رہا ہے۔

آپ کے بعد حضرت مولانا الحاج المولوی عزیزالرحمٰن صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند نے عربی، فارسی، اُردو کی نظمیں پڑھیں۔ آپ کو شاعری سے زیادہ دلچسپی نہیں، لیکن اشعار کو سن کر کوئی شخص یقین نہیں کرسکتا تھا کہ آپ فن شاعری میں کہنہ مشق نہیں ہیں۔ ان تمام اشعار کو انشاء اللہ شائع کیا جائے گا۔ اس وقت معلوم ہوگا کہ دارالعلوم کے مقدس اور باز ہد و ورع مفتی صاحب کے اشعار میں ایک ''قدسی صفت'' (حضرت اقدس رائے پوریؒ) کی مفارقت (جدائی) کا کس قدر درد بھرا ہوا ہے۔

آپ کے بعد حضرت مولانا مولوی شبیر احمد (عثمانی) صاحب مدرّس دارالعلوم دیوبند نے اپنی اُردو کی نظم (دردِ دل) سنائی۔ عربی نظموں نے مولانا رائے پوریؒ کی وفات کے مجروحوں کو پہلے ہی سے بے تاب کر رکھا تھا کہ آپ نے اپنی نظم میں اور بھی بے تاب کر دیا۔ اردو زبان میں ہونے اور دردناک مضامین سے بھرے ہونے کی وجہ سے سامعین پر اس کا کچھ ایسا اثر ہوا کہ ضبطِ گریہ مشکل ہوگیا اور شرکائے جلسہ باوجود ضبط کے بلند آوازوں سے رونے لگے۔ کچھ دیر تک یہی سماں رہا۔

ان کے بعد حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب مدرّس دارالعلوم، حضرت مولانا مولوی سراج احمد صاحب معتمد المدیر ''القاسم'' و ''الرشید'' نے اپنی فارسی و اُردو کی نظمیں سنائیں۔ یہ اشعار شاعری کے بے جا مبالغات سے پاک ہونے کے باوجود نہایت ہی مؤثر پیرایہ رکھتے ہیں۔ ان کی قدر ناظرین کو انشاء اللہ اس وقت معلوم ہوگی، جب کہ وہ مطبوع (شائع) ہونے کے بعد ناظرین کرام کے سامنے پیش کیے جاویں گے۔

ان حضرات کے بعد طلبا کے اشعار شروع ہوئے۔ مولوی قاری محمد طیب و قاری حافظ محمد طاہر سلمہما (یہ دونوں قاسم العلوم والخیرات قطب العالم حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور حضرت مہتمم صاحب دارالعلوم کے صاحبزادے ہیں)، قاری حافظ عتیق الرحمٰن سلّمہٗ و مولوی حکیم محمد اسحٰق صاحب وغیرہ نے بھی اشعار ہی کے سلسلے میں اظہارِ غم کیا۔

قصبہ دیوبند کے بعض شعرا بھی شریک جلسہ تھے۔ انھوں نے شاعرانہ انداز میں اپنی پُر زور نظم سنائی۔ اس تمام کارروائی میں وقت بہت زیادہ گزر گیا تھا۔ مگر مولوی محمد ابراہیم صاحب مسقطی مرحوم ان نفوس میں نہ تھے، جن کی علمی قابلیت کے ساتھ ہی ان کا علم بھی خفا میں ہوا۔

www.rahimia.org

اس لیے باوجود ضیق (تنگی) وقت کے ان کو اجازت دی گئی کہ وہ اپنی عربی نظمیں سناویں۔ چناں چہ انھوں نے اپنے عربی اشعار سنائے۔ اور آہ! کیا خبر تھی کہ آج یہ مولانا رائے پوریؒ کی وفات پر اظہارِ غم کر رہے ہیں اور پورا ہفتہ بھی نہ گزرنے پاوے گا کہ یہ خود اکابر دارالعلوم کو اپنا داغِ فرقت دے جائیں گے۔''(81)

مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور کا تعزیتی پیغام

اسی طرح مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور کی سالانہ روئیداد بابت سال ۱۳۳۶ھ، ۱۳۳۷ھ (1918ء، 1919ء) میں حضرت عالی رائے پوریؒ کے وصال پر درجِ ذیل شذرہ شائع ہوا:

''حضرات! دنیا دارالاحزان والانقلاب ہے۔ اس عالم کا کوئی جُزیہ اور کلیہ بھی تغیر سے خالی نہیں ہے۔ اس سال ایک سانحۂ عظمیٰ ہوا، جس کے ناقابل برداشت صدمے سے صرف مدرسہ ہی مصدوم (صدمے کا شکار) نہیں ہوا، بلکہ ہندوستان کے مسلمانوں کا ایک جم غفیر مصدوم ہوا۔

سانحہ یہ پیش آیا کہ فانی فی اللہ، باقی باللہ، شیخ الوقت، مولانا الحاج، الشاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہٗ العزیز نے آخر ربیع الثانی میں وصال فرمایا۔ اور تپِ کہنہ (پرانے بخار) میں کچھ مدت مبتلا رہ کر داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ فإنّا للّٰه و إنّا إليه راجعون۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے کمالاتِ علمیہ وعملیہ سے آج دنیا واقف ہے۔ اس لیے اس بحرِ توحید کے دُرِّ فرید کی الطاف و فیوضات پر مدرسہ کو جو کچھ روحانی قوت پہنچی، اس کو اہل مدرسہ کسی طرح اور کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔ اسی لیے آج گلستانِ علم اپنے چار طرف مہکنے والے گلاب کے نظروں سے اوجھل ہو جانے پر بے چینی کے ساتھ دست بہ دعا ہے کہ بارِالٰہ! اپنی رضا میں فنا ہو جانے والے دُرّۃ التاج کے مراتبِ عالیہ اور قرب میں بے انتہا ترقی عطا فرما اور جنت الفردوس کے اعلیٰ ترین مقام میں سکونت بخش۔

و يرحم الله عبداً ، قال: آمينا''(82)

عادات واطوار اور اوصاف وخصائص کا اجمالی خاکہ

حضرت عالی رائے پوریؒ کے اوصاف، امتیازی خصوصیات اور عادات مبارکہ کا اجمالی خاکہ حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ نے کچھ اس طرح بیان کیا ہے:

''حضرت ممدوح اس صدی کی وہ مقتدر ہستی تھی، جو گزشتہ صدیوں کے بزرگان مشاہیر کا نمونہ بن کر دنیا میں آئی تھی۔ شانِ تفویض (یعنی ہر بات کو خدا تعالیٰ کے سپرد کرنا) کی مجسم

www.rahimia.org

تصویر، بحرِ توحید کی غواص (غوطہ لگانے والے)، تسلیم و رضا میں غرق اور توکل واعتماد میں فنا، شریعت میں آپؒ عالم متبحر تھے۔ مگر طریقت کا آپؒ پر ایسا غلبہ تھا کہ دیکھنے والا آپؒ کو ''مولوی'' و ''عالم'' نہ سمجھتا تھا۔ یکسوئی اور وحدت نشینی آپؒ کی طبیعتِ ثانیہ تھی۔ مگر حق تعالیٰ کو آپؒ کے نورِ فیضان سے عالم کو معمور (آباد) کرنا تھا۔ اس لیے جس گم نامی و پنہانی (اپنے آپ کو چھپانے) کے آپؒ متمنی اور شیدا تھے، اس میں کامیاب نہ ہوئے۔ مخلوق کو قدرتی طور پر آپؒ کی طرف کشش ہوتی اور آپ جتنا دنیا سے بھاگتے، گھبراتے اور دامن چھڑاتے تھے، اسی قدر دنیا آپ کا تعاقب کرتی۔ لپکتی اور دامن پکڑتی تھی۔ آپؒ کے حالات عجیبہ بیان کرنے سے زبان عاجز ہے۔ محبوبیت آپ پر سایہ فگن تھی۔ اور اس لیے مخلوق کو آپ کے وجودِ باجُود سے ظاہری و باطنی ہر قسم کا ہر وقت نفع پہنچتا رہتا تھا۔

آپ کا قیام ضلع سہارن پور کے قصبہ رائے پور میں بستی سے باہر ایک باغ میں تھا۔ جس کے نیچے نہر جاری تھی۔ اور دنیا ہی میں حق تعالیٰ نے آپؒ کو جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ (83) (ایسے باغات کہ ان کے نیچے نہریں جاری ہوں) کا مصداق بنا رکھا تھا۔

آپؒ حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کے اجل خلفا میں تھے اور غلبہ کتمان اور اخلاص کی وجہ سے ''نقشبندیت'' کا آپؒ پر غلبہ تھا، کہ باغ کے پتے پتے اور نہر کے قطرے قطرے سے ذکر اللہ سنائی دیتا تھا۔

اور بے حس و بے مس شخص بھی حاضر خدمت ہو کر اس اندرونی لذت کو محسوس کرتا تھا، جس میں آپؒ کا اور آپ کے متوسلین کا ہر لمحہ گزرا کرتا تھا ع

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند
کہ بُرند از رہ پنہاں بہ حرم قافلہ را

(نقشبندی بزرگ بھی عجیب راہبران قافلہ ہیں، کہ چھپے راستے سے ہی قافلہ کو حرم شریف پہنچا دیتے ہیں۔) (84)

اولاد و اَحفاد

حضرتِ اقدس عالی رائے پوریؒ کی دو شادیاں ہوئیں:

پہلی شادی راؤ امانت علی ولد راؤ قلندر علی رائے پوری کی صاحبزادی محترمہ فاطمہ بی بی سے ہوئی۔ ان کے بطن سے دو اولاد ہوئی:

1۔ ایک صاحبزادے حافظ عبدالرشید، جن کا انتقال حضرتؒ کی زندگی میں ۱۳۲۸ھ/ 1910ء میں حج

www.rahimia.org

سے واپسی پر ہو گیا تھا۔

2۔ دوسری صاحبزادیٔ محترمہ تھیں، جو حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کی والدۂ محترمہ تھیں۔ ان کا انتقال نومبر 1909ء میں ہو گیا تھا۔

حضرتِ اقدس عالی رائے پوریؒ کی دوسری شادی، پہلی بیوی کے انتقال کے بعد نکاحِ بیوگان کے سلسلے میں ہوئی تھی۔ یہ دوسری اہلیہ محترمہ چوہدری برکت علی ولد علی نواز خان لیدھا والوں کی صاحبزادی تھیں۔ دوسری اہلیہ محترمہ سے آپ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔

3۔ **ہمشیرزادے:** حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کے ہمشیرزادے مولانا محمد اشفاق رائے پوریؒ بھی رائے پور میں آپؒ کی والدہ کے خاندان سے ہیں۔

صاحبزادہ حافظ عبدالرشید رائے پوریؒ

حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہ کے اکلوتے صاحبزادے حافظ عبدالرشید رائے پوری مرحوم تھے۔ آپ کو تعلیم و تربیت کی غرض سے حضرت اقدس رائے پوریؒ نے حضرت اقدس مولانا اللہ بخش بہاول نگریؒ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ انھوں نے قرآن پاک ''رائے پور'' میں حفظ کیا تھا، جب کہ درسِ نظامی کی کتابوں کی تعلیم اور دینی تربیت کے لیے حضرت عالی رائے پوریؒ نے انھیں ''دین پور'' ضلع بہاول نگر بھیجا تھا، لیکن آب و ہوا ناموافق ہونے کی وجہ سے کچھ ہی عرصہ بعد واپس بلا لیا گیا تھا۔

۱۳۲۸ھ/ 1910ء میں حضرت اقدس عالی رائے پوری نے سفرِ حج فرمایا۔ اس سفر میں صاحبزادہ صاحب بھی ساتھ تھے، اس سفر کے دوران انھیں شدید بیماری لاحق ہوگئی تھی۔ اس کی وجہ سے اسہال شروع ہو گئے، جو بند ہونے میں نہیں آتے تھے۔ حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ نے ان ایام میں ان کی بڑی خدمت کی۔ آپؒ اس بیماری سے جانبر نہ ہو سکے اور سفرِ حج سے واپسی پر بحری جہاز کے عرشے پر ہی ''عدن'' کے قریب وفات پا گئے تھے۔

ان کی شادی حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کے قریبی عزیز اور مرید خاص حاجی عبدالعزیز خاں بن حاجی سوندھے خاں خانپوری کی صاحبزادی سے ہوئی تھی۔ انتقال کے بعد ان کی بیوہ کا نکاحِ ثانی حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کے بڑے نواسے اور حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہ کے بڑے بھائی راؤ عبدالحمید خاں سے گمتھلہ میں ہوا، جن کے بطن سے راؤ عبدالوحید خاں، راؤ عبدالقدیر اور راؤ عبدالحفیظ تین صاحبزادے ہوئے، جو کلورکوٹ، پاکستان میں رہائش پذیر رہے۔

حضرت عالی رائے پوریؒ کی صاحبزادیٔ محترمہ کی شادی جناب چوہدری تصدق حسین رئیس گمتھلہ سے ہوئی تھی۔ ان کے بطن سے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ اور ان کے بڑے بھائی چوہدری

www.rahimia.org

عبدالحمید پیدا ہوئے تھے۔ حضرتؒ کی صاحبزادیٔ محترمہ کا انتقال نومبر 1909ء میں گمتھلہ میں ہوگیا تھا۔ اس طرح حضرت عالی رائے پوریؒ کی دونوں اولاد آپؒ کی زندگی میں ہی وفات پا گئی تھیں۔

حضرت مولانا محمد اشفاق رائے پوریؒ

حضرت مولانا محمد اشفاق رائے پوریؒ حضرت عالی رائے پوریؒ کے بھانجے تھے۔ حضرتِ اقدسؒ کی ہمشیرہ محترمہ کی شادی رائے پور میں راؤ مرادعلی خاں رائے پوری ولد راؤ مکرم علی خاں ولد راؤ اکبر علی خاں ولد راؤ ذوالفقار خاں سے ہوئی تھی۔ حضرت عالی رائے پوریؒ کے نانا راؤ ولی محمد خاں اور راؤ اکبر علی خاں دونوں حقیقی بھائی تھے۔ انھی راؤ مرادعلی خاں کے صاحبزادے اور حضرت عالی رائے پوریؒ کے ہمشیرزادے حضرت مولانا محمد اشفاق رائے پوریؒ ہیں۔

ان کی ابتدائی تعلیم حضرت مولانا اللہ بخش بہاول نگریؒ کی زیرِنگرانی دین پور میں ہوئی۔ پھر دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے اور حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ سے دورۂ حدیث کی تکمیل کی۔ آپؒ حضرت شیخ الہندؒ کے اجل تلامذہ میں سے تھے۔ بڑے عالم فاضل اور ذاکر و شاغل تھے۔ انتظامی صلاحیت آپ میں بہت زیادہ تھی۔ مولانا موصوفؒ خاصے طویل عرصے (۱۳۴۴ھ/1925ء تا ۱۳۶۹ھ/ 1950ء) تک دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے بڑے معزز ممبران میں سے رہے۔

حضرت عالی رائے پوریؒ نے اپنی وفات سے پہلے انھیں خانقاہِ رحیمیہ درگلزارِ رحیمی میں قائم مدرسے کا متولی اور نگران مقرر کیا تھا۔ حضرتِ اقدس رائے پوریؒ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں اس مدرسے کی ذمہ داری ان کے سپرد فرما دی تھی۔ ان کا انتقال ۲۶/ذی قعدہ ۱۳۷۰ھ/ 30/اگست 1951ء بروز جمعرات رائے پور میں ہوا۔ ان کو حضرت عالی رائے پوریؒ کے قدموں میں دفن کیا گیا۔ ان کے ایک صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھیں۔ صاحبزادے راؤ عبدالسلام خاں رائے پوری پاکستان آ گئے تھے۔ ڈیرہ غازی خاں میں رہائش پذیر رہے۔ جب کہ صاحبزادی کی شادی چھٹمل پور ضلع سہارن پور میں حاجی راؤ ظفر علی خاں سے ہوئی تھی، جن کی اولاد وہیں قیام پذیر ہے۔

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ، حضرت عالی مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کے نواسے اور آپؒ کے تربیت یافتہ حضرات میں سے ہیں۔ حضرت عالی رائے پوریؒ نے اپنے نواسے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کی ابتدائی تربیتِ ظاہری و باطنی اپنی زندگی میں کر دی تھی، جس کی تکمیل حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری ثانی قدس سرہٗ نے فرمائی اور آپؒ کو اس سلسلۂ

www.rahimia.org

عالیہ رحیمیہ رائے پور میں اپنا جانشین بنایا۔ چناں چہ آپؒ سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے تیسرے مسند نشین ہوئے۔ آپؒ کے صاحبزادے اور جانشین حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ ہوئے، جو اس سلسلۂ عالیہ کے چوتھے مسند نشین تھے۔

حضرت عالی رائے پوریؒ کے خلفائے عظام

قطبِ عالم حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کے دور میں خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے اس مرکزِ فیض سے ہزاروں تشنگانِ ہدایت فیض یاب ہوئے۔ جن میں بڑے بڑے علما و مشائخ اور مردانِ کار شامل ہیں۔ آپؒ کے فیض کی تاثیر اور حرارتِ قلبی نے اپنے متعلقین کے قلوب کو اپنے رنگ میں رنگ دیا اور انھیں عشقِ الٰہی اور خدمت انسانیت کے جذبے سے سرشار کر دیا۔ یوں آپؒ نے اس دور میں دین اسلام کی آفاقی تعلیمات اور اس کے بلند تر فکر و نظر کو محفوظ کرتے ہوئے اگلی نسل تک منتقل کرنے کا عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔ حضرتؒ کی صحبت سے فیض یاب ہونے والوں میں حضرت مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، امامِ انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ، حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ، حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ، حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ، حضرت مولانا نور محمد لدھیانویؒ (مصنف ''نورانی قاعدہ'') اور دیگر بڑے حضرات و مشائخ کرام ہیں۔

یوں تو آپؒ کے فیض صحبت سے تربیت پانے والے افراد کی تعداد ہزاروں میں ہے، لیکن وہ حضرات جنھوں نے پورے طور پر آپؒ سے اخذِ فیض کیا اور اپنے آپ کو سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے رنگ میں رنگ لیا، وہ آپؒ کے درجِ ذیل اجل خلفا ہیں:

1۔ حضرتؒ کے جانشین حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ

قطب الارشاد حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کے خلیفہ اجل اور ان کے جانشین ہوئے۔ آپؒ نے مسلسل 14 سال حضرت عالی رائے پوریؒ کی خدمت اور صحبت میں گزارے۔ اس دوران آپؒ ان کے مکمل فکر و عمل کے رنگ میں رنگ گئے اور ولی اللّٰہی مجددی فکر اور مشن جو حضرت مجدد الف ثانیؒ سے لے کر اب تک جاری تھا، اس کے وارث اور جانشین قرار پائے۔ آپؒ سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے دوسرے مسند نشین ہیں۔

آپؒ کی ولادت باسعادت سرگودھا کے قریب ایک گاؤں ''ڈھڈیاں'' میں ۱۲۹۰ھ/1873ء میں ہوئی۔ آپ کے والدِ محترم حضرت حافظ احمد صاحبؒ انتہائی جید حافظِ قرآن تھے۔ آپؒ کو ایک مجذوب بزرگ نے کہا تھا کہ ''میں تمھاری پشت میں ایک ایسا نور دیکھتا ہوں، جس سے ایک عالم منور ہوگا۔'' والدین نے

www.rahimia.org

آپؒ کا نام غلام جیلانی رکھا تھا، جب آپؒ رائے پور حاضر ہوئے تو حضرت عالی رائے پوری اولؒ نے ارشاد فرمایا کہ: ''آپ تو عبدالقادر ہیں۔'' اس وقت سے آپؒ کا نام عبدالقادر ہو گیا۔

آپؒ نے ابتدائی تعلیم ڈھڈیاں کے قریب قصبہ جھاوریاں میں حاصل کی۔ بعد ازاں مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور میں تعلیم حاصل کی اور پھر پانی پت، دہلی، رام پور اور دیگر مقامات پر تعلیم کے حصول کے لیے اسفار کیے اور یوں ظاہری تعلیم کی تکمیل کی۔ ۱۳۲۲ھ/ 1904ء میں آپؒ نے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ سے بیعت کی اور پھر مسلسل چودہ سال آپؒ کی خدمت میں رہے۔ تربیت اور تزکیے کے تمام مراحل مکمل ہونے پر حضرت عالی رائے پوریؒ نے آپؒ کو اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا اور 1919ء میں حضرت عالی رائے پوریؒ کے وِصال کے بعد سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے تمام خلفا اور متوسلین نے آپؒ کو سلسلۂ عالیہ رحیمیہ کا جانشین تسلیم کیا۔ اس طرح آپؒ اس سلسلے کے مسند نشین ثانی ہوئے۔

آپؒ نے سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے متوسلین کے قلوب کو مسلسل چوالیس سال تک روحانی فیوض و برکات سے سیراب کیا۔ آپؒ محقق عالم ربانی، سلوک و طریقت کے مربی روحانی اور دینی سیاست اور تحریک آزادی کے سچے رہبر و رہنما تھے۔ آپؒ نے ہندوستان بھر کے بہت سے مدارس و مکاتب کی سرپرستی فرمائی۔ تحریکِ آزادی میں کام کرنے والی جماعتوں اور رہنماؤں کی رہنمائی اور سرپرستی کی، نیز انسانی قلوب کے تزکیہ اور تصفیہ باطن کے لیے اپنی توجہ باطنی سے کام لیا۔ آپؒ شریعت، طریقت اور سیاست کے جامع رہنما تھے۔

آپؒ نے اپنی زیرِنگرانی 1939ء میں رائے پور میں ''حزب الانصار'' کے نام سے ایک تنظیم قائم کی، جس کے ذریعے سے نوجوان نسل میں دینی فہم و بصیرت اور آزادی اور حریت کا جذبہ پروان چڑھانے کا کام کیا۔ اسی طرح پورے برصغیر پاک و ہند میں تربیت اور تزکیے کے لیے آپؒ نے مسلسل اسفار فرمائے۔ پاکستان بننے کے بعد یہاں بھی آپؒ کے اسفار جاری رہے۔ آپؒ نے حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کو پاکستان میں نوجوانوں میں دینی شعور و تربیت کے فروغ کی ذمہ داری سونپی۔ اس طرح اس سلسلۂ عالیہ کی خصوصیات کو برقرار رکھتے ہوئے مسلسل جدوجہد اور کوشش فرمائی۔

آپؒ کا انتقال ۱۵/ربیع الثانی ۱۳۸۲ھ/ 16/اگست 1962ء کو لاہور میں ہوا۔

2۔ حضرت مولانا شاہ اللہ بخش بہاول نگری قدس سرہٗ

حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کے دوسرے خلیفہ اجل حضرت مولانا شاہ اللہ بخش بہاول نگریؒ تھے۔ آپؒ کی پیدائش ۱۲۸۲ھ/ 1865ء میں ہوئی۔ آپؒ کے والدِ گرامی کا نام میاں بختاور عرف میاں بکھو تھا۔ آپؒ نے ابتدائی تعلیم بہاول نگر کے قریب ایک چھوٹی سی بستی ''سمجھو'' میں حضرت مولانا کرم دینؒ سے حاصل کی۔ اس کے بعد مدرسہ حسین بخش دہلی میں داخل ہو کر علوم کی تکمیل کی۔ آپؒ کی علمی استعداد بہت

www.rahimia.org

اچھی تھی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد دہلی میں شاہی مسجد کے قریب دریبہ کلاں میں واقع ایک مسجد مہرکن میں امام وخطیب مقرر ہوئے اور وہاں درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔

اسی مسجد میں حضرت اقدس عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کی آمد پر حضرت سے بیعت ہوگئے اور پھر ایک طویل عرصہ آپؒ کی صحبت میں رہ کر آپ کے اجل خلفا میں شمار ہوئے۔ پھر علاقہ بہاول نگر کے زمین داروں مولانا غلام قادرؒ محمد پور سنساراں، میاں علاول خاں ذیل دار چک ہوتیانہ اور خاں محمد نواز خاں چک نادر شاہ کی درخواست پر حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ نے انھیں بہاول نگر میں بھیج دیا۔ شہر بہاول نگر کے قریب بستی دین پور آباد کی، جہاں حضرت عالی رائے پوریؒ کے حکم سے مدرسہ، مسجد اور خانقاہ قائم کی۔ وہاں سے آپؒ کا فیض پوری ریاست بہاول پور اور دیگر علاقوں میں پھیلا۔

آپؒ کا وصال ۱۰/ رجب ۱۳۵۲ھ/ 30/ اکتوبر 1933ء کو ہوا۔ آپؒ کی نمازِ جنازہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ نے پڑھائی۔

3۔ حضرت منشی رحمت علی جالندھری قدس سرہٗ

حضرت عالی رائے پوریؒ کے اجل خلفا میں سے تیسری شخصیت حضرت منشی رحمت علی جالندھری قدس سرہٗ کی ہے۔ آپؒ کی ولادت باسعادت ۱۲۹۹ھ/ 1882ء میں ہوئی۔ آپؒ کا وطن مبارک موضع دیراں متصل رائے پور گوجراں تحصیل نکودر ضلع جالندھر مشرقی پنجاب تھا۔ آپؒ خاندانی طور پر ''میرزادے'' (میراثی) تھے۔ کل پانچ جماعتیں پڑھی تھیں۔ بچپن سے ہی صاحبِ تفکر تھے۔ سوزِ عشق اور دردِ دل نے آپؒ کی طبیعت میں مشائخ سے تعلق کی طرف رغبت پیدا کی۔ شیخ المشائخ حضرت سیّد عبدالقادر جیلانیؒ سے خاص روحانی نسبت رکھتے تھے۔ خواب میں انھی کی زیارت اور حکم سے پہلے حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے بیعت ہوئے اور ابتدائی ذکر و اشغال اور مراقبے میں مصروف رہے۔ پھر حضرت گنگوہیؒ کے وصال کے بعد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ سے سلوک کی تکمیل کی۔ چودہ سال تک مسلسل دونوں حضرات کی صحبت میں روحانی ترقیات حاصل کیں۔ اس پر حضرت عالی رائے پوریؒ نے آپؒ کو اجازت وخلافت سے مشرف فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو علم لدنی سے نوازا تھا۔

حضرت عالی رائے پوریؒ سے اجازت وخلافت کے بعد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے اُس علاقے کے بااثر علما سے فرمایا کہ:

> ''حضرت منشی صاحب کی ہر قسم کی مدد کریں۔ کیوں کہ ان کی چھوٹی قوم ہے۔ خطرہ ہے کہ لوگ ان کی سخت مخالفت کریں گے کہ میراثی ہوکر پیری مریدی کرتا پھرتا ہے اور پیر و مرشد بن بیٹھا ہے۔''

www.rahimia.org

اس کے بعد آپؒ کے ذریعے سے جالندھر اور اس کے گردونواح میں بڑا فیض جاری ہوا۔ بہت سے لوگ آپؒ کے مرید ہوئے اور روحانی ترقیات کی منازل طے کیں۔

حضرت منشی صاحب بھی حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے ساتھ پیر و مرشد کا سا معاملہ کرتے تھے۔ کبھی ان کے سامنے کسی کو بیعت نہیں کیا۔ ہمیشہ حضرت عالی رائے پوریؒ کی جگہ انھیں سمجھا۔

آپؒ بڑے صاحبِ کشف و کرامات تھے۔ زبان میں بڑی تاثیر تھی۔ بہت اونچی نسبت کے بزرگ تھے۔ ایک دفعہ حضرت قاری محمد طیب قاسمیؒ دارالعلوم دیوبند میں پیدا ہونے والے کسی مسئلے کے حل کے لیے آپؒ کو لے گئے۔ آپؒ نے وہاں ایسی جامع تقریر فرمائی، جس سے سب مسائل حل ہوگئے اور سب حضرات نے آپؒ کی رائے پر اتفاق فرمایا۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ بھی آپؒ کا بڑا احترام کرتے تھے۔

آپؒ کا انتقال اپنے گاؤں دیراں میں ہوا۔ آپؒ پر فالج کا شدید حملہ ہوا تھا۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ اطلاع ملتے ہی تشریف لائے اور آپؒ کا علاج کرایا، لیکن بے چینی بڑھتی رہی۔ بالآخر ۲۱/ جمادیٰ الثانیہ ۱۳۵۱ھ/ 22/ اکتوبر 1932ء کو آپؒ کا وصال ہوا۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ نے حضرت رائے پوری ثانیؒ کے حکم سے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ جالندھر میں ہی آپؒ کا مزار ہے۔ آپؒ کے خلفا میں آپؒ کے صاحبزادے مولانا محمود حسنؒ سمیت کئی اَور حضرات علمائے کرام بھی ہیں۔ (85)

4۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ

حضرت عالی رائے پوریؒ کے خلفا میں سے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ بھی ہیں۔ آپؒ قطب عالم حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کے حقیقی نواسہ ہیں۔ آپؒ کا آبائی وطن گمتھلہ ضلع کرنال ہے۔ آپؒ کے والدِ گرامی حضرت چوہدری تصدق حسینؒ ہیں۔ آپؒ کی ولادت ۱۰/ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۳ھ/ 16/ جولائی 1905ء بروز جمعۃ المبارک ہوئی۔ ایک خاندانی روایت کے مطابق آپؒ کی پیدائش 1901ء میں ہوئی تھی۔ پہلی تاریخ ولادت شناختی کارڈ میں لکھی ہوئی ہے۔

آپؒ نے جس ماحول میں آنکھ کھولی، وہ انتہائی پاکیزہ اور اونچی نسبتوں کا حامل تھا۔ آپؒ کے والدِ گرامی حضرت چوہدری تصدق حسینؒ قطبِ ربانی حضرت اقدس گنگوہی قدس سرہ سے بیعت اور انتہائی ذاکر شاغل اور دینی فہم وبصیرت کے حامل تھے۔ آپ کا نام ''عبدالعزیز'' حضرت عالی رائے پوریؒ نے تجویز فرمایا اور اپنی توجہاتِ قلبیہ سے مستفید فرمایا۔ اس طرح اپنے نانا قطبِ عالم حضرت عالی رائے پوریؒ کی قلبی توجہات سے مستفید ہونے کا موقع ملا۔ آپؒ نے شعور کی آنکھ کھولی، تو چاروں طرف اونچی نسبتوں کے حامل حضرات آپؒ پر شفقت فرماتے رہے۔

www.rahimia.org

قرآن حکیم حفظ کرنے کے بعد رائے پور میں آپؒ کا قیام رہا۔ اس دوران حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس سرہٗ کی نوازشاتِ قلبیہ سے بھی آپ کو سیرابی کا موقع ملا۔ اسی طرح جب مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور میں داخل ہوئے تو حضرت اقدس مولانا خلیل احمد سہارن پوری قدس سرہ کے ہاں آپ کی تعلیم وتربیت کا اہتمام ہوا۔ آپؒ پر ان کی شفقتیں بھی بے پایاں رہیں، چناں چہ انھوں نے ہی آپؒ کو حدیث نبویؐ کی تعلیم مکمل کرائی۔ اس طرح آپؒ نے ۱۳۴۴ھ/ 1924ء کو مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور سے درسِ نظامی کی تعلیم سے فراغت حاصل کی۔

آپؒ نے سب سے پہلے اپنے نانا حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ سے بیعت کی اور ان سے سلوک و احسان کی تعلیم و تربیت حاصل کی۔ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ: ''ان کی نسبت کی تکمیل تو حضرت عالی رائے پوریؒ ہی کر گئے تھے۔'' ظاہری تعلیم و تربیت کے بعد آپؒ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کی صحبت اور معیت میں مسلسل چوالیس سال تک رہے اور انھی سے ہی اجازت اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے اپنے آخری رمضان میں آپؒ کو اپنا جانشین بنایا اور اس کا اعلان کروایا۔ آپؒ نے اپنے شیخ کے وِصال (1962ء) کے بعد تیس سال تک سلسلۂ رائے پور کے وابستگان اور سالکین و طالبین کی تعلیم و تربیت فرمائی۔ نیز مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور سمیت ہندوستان اور پاکستان کے بہت سے مدارس کی سرپرستی فرمائی اور غلبہ دین کے حوالے سے علمائے حق کی تحریکات کی رہنمائی اور سرپرستی کی۔ اس طرح شریعت، طریقت اور سیاست کی جامعیت کو برقرار رکھا۔ آپؒ نے یکم ذی الحج ۱۴۱۲ھ / 2/ جون 1992ء کو لاہور میں انتقال فرمایا۔ وصال کے بعد آپؒ کا تابوت رائے پور منتقل کیا گیا۔ آپؒ رائے پور ''گلزارِ رحیمی'' میں اپنے نانا حضرت عالی رائے پوریؒ کے پہلو میں مدفون ہیں۔

حوالہ جات وحواشی

1۔ مرقوماتِ امدادیہ، مقدمہ، از ڈاکٹر نثار احمد فاروقی۔ ص: 27-26۔ طبع: برہان، دہلی۔

2۔ دیکھیے! عکس شجرۂ نسب چوہان راجپوت موضع گمتھلہ (قلمی) ورق نمبر: 1۔

3۔ ایضاً۔

4۔ چوہدری نگاہی خاں اورنگ زیب عالم گیر کے زمانے میں مغل فوج میں اعلیٰ عہدے پر فائز تھے۔ ان کی دو شادیاں ہوئی تھیں: ایک بیوی تنگری میں، جب کہ دوسری گمتھلہ میں رہتی تھی۔ اس خاندان کی جائیداد تنگری اور گمتھلہ دونوں جگہوں پر تھی۔ (روایت حضرت مولانا عبدالرحیم نعمانی)

5۔ اس خاندان کے بزرگوں حضرت مولانا عبدالرحیم نعمانی اور راؤ عبدالوحید خاں (بھتیجے حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ) کی مجالس میں راقم سطور نے کئی دفعہ یہ سنا ہے کہ ''ان کے خاندان کے بزرگ'' بابا

www.rahimia.org

طاہر خاں''، حضرت شرف الدین بوعلی قلندر پانی پتیؒ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے۔'' خاندانی طور پر یہ روایت خاصی مشہور ہے، جب کہ حضرت بوعلی قلندر کا زمانہ (۶۰۴ھ/ 1208ء تا ۷۲۴ھ/ 1324ء) سلطان قطب الدین ایبک سے لے کر سلطان غیاث الدین تغلق تک کا عہد ہے، لیکن خاندان کے قلمی شجرۂ نسب میں طاہر خاں کے مسلمان ہونے کا زمانہ محمد اکبر بادشاہ کا عہد (۹۶۳ھ/ 1556ء تا ۱۰۱۴ھ/ 1605ء) بتلایا گیا ہے۔ اس طرح تقریباً سوا دوسو سال کا فرق پایا جاتا ہے۔ پھر شجرۂ نسب کے حوالے سے اس حقیقت کو بھی پیش نظر رکھا جانا ضروری ہے کہ ہر صدی میں کم از کم تین نسلیں اور زیادہ سے زیادہ پانچ نسلیں ہوا کرتی ہیں۔ شجرے کے درمیانی واسطوں کے مطابق اکبر بادشاہ کا عہد ہی بابا طاہر خاں کے مسلمان ہونے کا زمانہ قرار پاتا ہے۔

اس تناظر میں حضرت بوعلی قلندر کے بارے میں خاندانی روایت کی غالباً حقیقت یہ ہے کہ ان کے سلسلے کے کسی ایسے بزرگ کے ہاتھ پر طاہر خاں مسلمان ہوئے ہوں گے، جو اکبر کے زمانے میں موجود تھے۔ واللہ اعلم

6۔ ملفوظات حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ۔ مرتبہ: مولانا محمد صاحب انوری۔ ص: 28۔ مطبوعہ: کراچی۔

''**احوال العارفین**'' میں حافظ غلام فرید صاحب نے حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کے دادا کا نام ''چوہدری رحم علی'' لکھا ہے اور انھی کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ وہ حضرت شاہ غلام علی قدس سرہٗ سے بیعت تھے۔ جب کہ شجرۂ نسب کے مطابق چوہدری رحم علی، حضرت عالی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اجداد میں پانچویں پشت میں ہیں۔ جب کہ حضرت شاہ غلام علی قدس سرہٗ کا انتقال ۱۲۴۰ھ/ 1824ء میں حضرت عالی رائے پوریؒ کی ولادت سے تقریباً تیس سال پہلے ہوا ہے۔ اس لیے یہ درست نہیں ہے۔ حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے اس واقعے میں صرف حضرت کے دادا کے بیعت ہونے کا ذکر کیا ہے۔ اُن کا نام متعین نہیں کیا۔ شجرۂ نسب کے مطابق وہ بزرگ چوہدری سلام علی ہیں۔ واللہ اعلم

7۔ ارشادات حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، ص: 164، طبع رحیمیہ مطبوعات، لاہور

8۔ دیکھیے! عکس شجرۂ نسب چوہان راجپوت موضع گمتھلہ۔ ورق نمبر: 2۔

اس شجرۂ نسب کے مطابق حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کا نسبی سلسلہ یہی ہے۔ حافظ غلام فرید صاحب نے ''**احوال العارفین**'' میں حضرت کے والد چوہدری اشرف علی کے والد کا نام چوہدری رحمت علی خاں بتلایا ہے۔ (دیکھیے! احوال العارفین۔ ص: 35-134) جو کہ درست نہیں ہے۔ اسی طرح انھوں نے آپؒ کے جدِ امجد کے سلسلے میں چوہدری نگاہی خاں کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ آپ کے حقیقی جدِ امجد چوہدری رحم علی کے چھوٹے بھائی تھے۔

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ حافظ غلام فرید صاحب نے یہ تمام باتیں محض اندازے سے لکھی ہیں۔ چناں چہ چوہدری نگاہی خاں کی اولاد کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''ان کے دو فرزند تھے۔ ان کے اسمائے گرامی دریافت طلب ہیں۔'' یہ بھی درست نہیں ہے۔ اصل شجرے کے مطابق چوہدری نگاہی خاں کے چار بیٹے تھے: چوہدری عاشق علی خاں، علی اکبر خاں، پیر بخش خاں، مایط علی خاں۔ ان میں سے دو لاولد ہوئے اور عاشق علی خاں کے تین بیٹے: وزیر علی خاں اور عنایت علی خاں ہیں۔ (دیکھیے! عکس شجرۂ نسب قصبہ گمتھلہ۔ ورق: 2۔)

اسی طرح انھوں نے چوہدری رحمت علی کے چار صاحبزادے اور چوہدری اشرف علی کے دیگر دو بھائیوں میں

چوہدری امدادعلی خاں اور چوہدری عنایت علی خاں کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ بھی درست نہیں ہے۔ چوہدری عنایت علی خاں چوہدری نگاہی خاں کے پوتے ہیں۔ جب کہ چوہدری مددعلی خاں چوہدری رحم علی خاں کے بیٹے ہیں۔ اس طرح انھوں نے غالباً اندازے سے یہ نام لکھے ہیں۔ اصل سلسلۂ نسب وہ ہے، جسے ہم نے قلمی ''شجرۂ نسب'' سے لیا ہے۔ اس شجرۂ نسب کا عکس ہمیں جناب راؤ جمیل الرحمٰن گمتھلوی آف سرگودھا سے حاصل ہوا تھا۔ چند سال پہلے ان کا انتقال ہوگیا ہے۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔

9۔ نقل قلمی شجرہ نسب راؤ صاحبان، قصبہ رائے پور، تحصیل بہٹ، ضلع سہارن پور۔ ص:10۔

اس شجرے کے مطابق حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کی والدۂ محترمہ کے دو بھائی تھے: (i) ایک بھائی راؤ ولایت علی خاں تھے، جن کے بیٹے راؤ فضل الرحمٰن خاں اور ان کے صاحبزادے راؤ عطاء الرحمٰن خاں تھے، جن کے عقد میں راقم سطور کی حقیقی خالہ ہیں۔ (ii) دوسرے بھائی راؤ عبداللہ خاں تھے، جن کے بیٹے راؤ محمد عمر خاں اور ان کے بیٹے راؤ الطاف الرحمٰن خاں تھے۔ راؤ عطاء الرحمٰن خاں اور راؤ الطاف الرحمٰن خاں حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے خدام میں سے رہے ہیں۔

10۔ تذکرۃ الرشید از مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھیؒ۔ ج:02۔ ص:155۔ طبع: مکتبہ مدنیہ، لاہور۔

11۔ ارشادات حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ۔ ص:164۔ طبع: رحیمیہ مطبوعات، لاہور۔

12۔ دیکھئے! احوال العارفین از حافظ غلام فرید۔ ص:136۔ مطبوعہ: لاہور۔

13۔ ۱۵؍محرم ۱۲۸۳ھ/ مئی 1866ء کو حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ اور حضرت نانوتوی اور حضرت گنگوہیؒ نے سب سے پہلے دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی اور اس کے چھ ماہ بعد یکم؍رجب ۱۲۸۳ھ/ 09؍نومبر 1866ء کو سہارن پور میں مدرسہ مظاہرالعلوم کی بنیاد بھی انھی حضرات کی توجہات سے رکھی گئی۔ اس میں پہلے ہی سال 1857ء کی جدوجہد آزادی کے اہم رہنما حضرت مولانا محمد مظہر نانوتویؒ کو مدرسِ اول مقرر کیا گیا۔ اس طرح جہاں دارالعلوم دیوبند میں مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی زیرنگرانی کام شروع ہوا، اسی طرح حضرت مولانا محمد مظہر نانوتویؒ نے مدرسہ مظاہرالعلوم سہارن پور میں تعلیم وتدریس کا آغاز کیا۔

(دیکھئے! تاریخ مظاہر العلوم از شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ۔ ج:1۔ ص:5۔ مطبوعہ: کتب خانہ اشاعت العلوم، محلّہ مفتی، سہارن پور، ۱۳۹۲ھ۔)

14۔ ایضاً۔ ص:28-27۔

حضرت مصنفؒ نے اس کتاب میں مدرسہ مظاہر العلوم کے نوویں سال مطابق ۱۲۹۱ھ/ 1874ء کی تعلیمی رپورٹ ''روئیدادِ مدرسہ'' سے نقل کی ہے، اس کے مطابق اس سال تعلیم سے فراغت حاصل کرنے والے طلبا کے نام یہ ہیں: ''مولوی عبدالرحیم (حضرت عالی رائے پوریؒ)، مولوی پیرمحمد سہارن پوری، مولوی شاہ دین، مولوی احمداللہ، مولوی عبدالرحمٰن دیوبندی، مولوی امدادالحق'' وغیرہ۔ نیز اس سال کے اساتذہ میں حضرت مولانا احمدعلی محدث سہارن پوریؒ، حضرت مولانا محمد مظہر نانوتویؒ، مولانا احمد حسنؒ وغیرہ کا ذکر ہے۔ حضرت مولانا احمدعلی محدث سہارن پوریؒ نے اسی سال کلکتہ سے قطع تعلق فرما کر مستقل سہارن پور قیام فرمایا اور اپنے مکان پر کتب احادیث پڑھانا شروع کیں۔ مدرسہ مظاہرالعلوم کی روئیداد ۱۲۹۱ھ/ 1874ء میں ہے: ''امسال مولوی احمدعلی صاحب مدفیوضہ کلکتہ سے ترکِ تعلق کرکے سہارن پور میں مقیم ہیں۔ چناں چہ طالبِ علمِ حدیث

www.rahimia.org

مسافتِ بعیدہ سے یہ مژدہ سن کر فراہم ہوگئے اور کچھ مدرسہ مظاہرالعلوم کے طالبِ علم بھی ان سے پڑھتے ہیں۔'' (روئیداد مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور ۱۲۹۱ھ۔ ص:3، 4۔ بحوالہ مضمون ''حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کے اساتذہ'' از مولانا نورالحسن راشد کاندھلوی۔ مطبوعہ الفرقان، بابت ماہِ اگست، ستمبر 1981ء، لکھنؤ)

اسی زمانے میں حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ نے بھی آپؒ سے احادیث کی کتب پڑھیں اور اجازت حاصل کی۔

15۔ عظمتِ قرآن از حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ، ص:6-5، مطبوعہ 1916ء۔

16۔ حافظ غلام فرید نے ''احوال العارفین'' (ص:137) میں آپؒ کے اساتذہ میں مولانا عبداللطیف ناظم مدرسہ مظاہرالعلوم کو بھی شمار کیا ہے اور اس حوالے سے حضرت عالی رائے پوریؒ کے ایک مکتوب بنام مولانا اللہ بخش صاحب بہاول نگریؒ کا حوالہ حاشیے میں دیا ہے۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت عالی رائے پوریؒ نے اپنے اس خط میں مولانا عبداللطیف صاحبؒ کے والدِ گرامی مولانا جمعیت علی پور قاضویؒ کے بارے میں اپنے استاذ ہونے کا ذکر کیا ہے۔ جب کہ مولانا عبداللطیف صاحبؒ تو خود ۱۳۲۲ھ/ 1904ء میں مدرسہ مظاہرالعلوم سے فارغ ہوئے ہیں۔ (دیکھئے! تاریخ مظاہر، ج:1، ص:101) ایسی صورت میں حضرت عالی رائے پوریؒ ان کے شاگرد کیسے ہوسکتے ہیں؟

اسی طرح ''احوال العارفین'' (ص:137) میں آپؒ کے ساتھیوں میں مولانا احمد حسن بٹالوی و کان پوریؒ متوفی ۱۳۲۲ھ/ 1904ء کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ بھی دراصل مولانا احمداللہ صاحبؒ ہیں، جو لدھیانہ میں بھی آپؒ کے ساتھ پڑھتے رہے اور مظاہرالعلوم میں دورۂ حدیث میں آپؒ کے ساتھ شریک تھے۔ جب کہ مولانا احمد حسن کان پوریؒ تو آپؒ کے اساتذہ میں سے ہیں۔

اسی طرح ''تذکرۃ الخلیل'' میں حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ نے حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ کو آپؒ کے اساتذہ میں شمار کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپؒ نے اپنی تعلیم کے زمانے میں حضرت سہارن پوریؒ سے تعلیم حاصل نہیں کی۔ حضرت سہارن پوریؒ مدرسہ مظاہرالعلوم میں آپؒ سے دو سال پہلے تعلیم سے فارغ ہوئے تھے اور پھر مولانا فیض الحسن ادیب سہارن پوریؒ کی خدمت میں پنجاب یونیورسٹی لاہور میں ادب کی تکمیل کے لیے تشریف لے آئے تھے۔ بلکہ انھوں نے چند کتابیں ۱۲۹۰ھ/1873ء میں بھی مدرسہ مظاہرالعلوم میں پڑھی ہیں۔ (دیکھئے! تاریخ مظاہر۔ ج:01۔ ص: 22)۔ ''تذکرۃ الخلیل'' میں حضرت عالی رائے پوریؒ کے حضرت سہارن پوریؒ سے تلمذ کی حقیقت صرف یہ ہے کہ جب شوال ۱۳۳۳ھ/ 1915ء میں حضرت سہارن پوریؒ دارالحدیث میں طلبا کو حضرت امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی کتاب ''مسلسلات'' کی اجازت مرحمت فرما رہے تھے، تو حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ بھی تبرکاً اس مجلس میں شریک ہوئے تھے۔

اسی لیے مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ نے یہ بھی لکھا ہے کہ: ''حضرت ممدوح (حضرت عالی رائے پوریؒ) باوجود یہ کہ حضرت (سہارن پوریؒ) کے ہم عصر، ہم عمر، پیر بھائی اور ایک شیخ کے مجاز تھے، اور دونوں حضرات میں وہ محبت و یگانگت تھی، جس کی نظیر نہیں مل سکتی کہ حضرت (سہارن پوریؒ) سفرِ حجاز کو تشریف لے جاتے تو اپنے تمام متوسلین کو یہ وصیت فرما کر جاتے تھے کہ: ''رائے پور کی حاضری دیتے رہیں اور جس امر میں مشورہ یا استفسار کی حاجت پیش آئے، وہ مولانا رائے پوری سے پوچھیں۔''

www.rahimia.org

(دیکھئے! تذکرۃ الخلیل۔ص:235۔مطبوعہ: سہارن پور) واللہ اعلم

17۔ احوال العارفین۔از حافظ غلام فرید۔ص:120۔طبع: لاہور۔

18۔ ایضاً،ص:138۔

19۔ ایضاً۔

20۔ ارشادات حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری۔ص:164۔

21۔ ایضاً۔ص:390۔

22۔ ایضاً۔ص:3-402۔

23۔ مقاماتِ محمود (سوانح حضرت مولانا سلطان محمود آوانیؒ) از نواب معشوق یار جنگ،ص:30-129،طبع لاہور۔

24۔ احوال العارفین،ص:106۔

25۔ ایضاً،ص:91-90۔

26۔ تعلیماتِ رحیمی، حضرت مولانا عبداللہ شاہ کرنالویؒ،ص:34،طبع: دار التصنیف لمیٹڈ، مجاہد آباد، کراچی۔

27۔ ایضاً۔ص:59۔

28۔ راؤ امانت علی خاں ولد راؤ قلندر علی خاں رائے پوری کی دو شادیاں ہوئی ہیں: پہلی شادی راقم سطور کے آبائی قصبہ ''سکروڈھ''، تحصیل روڑکی، ضلع سہارن پور میں نواب محمد علی خاں کی ہمشیرہ سے ہوئی تھی، جن سے ایک صاحبزادی عزیز النساء ہوئیں۔ انھی کی شادی حضرت عالی رائے پوریؒ سے ہوئی تھی۔اور دوسری شادی ''لیدھا'' گاؤں کے چوہدری برکت علی خاں کی صاحبزادی سے ہوئی تھی۔ ان سے ایک بیٹا حافظ خورشید علی رائے پوری اور تین بیٹیاں ہوئیں۔ جن میں سے ایک بیٹی فاطمہ بی بی کا نکاح چوہدری محمد صدیق خاں ولد چوہدری وزیر علی خاں رائے پوری سے ہوا تھا، جنھوں نے حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے لیے دوسری خانقاہ تعمیر کی تھی۔ اس خانقاہ کی تمام ضروریات اور مہمانوں کے کھانے کا بندوبست یہی نیک خاتون کرتی تھیں۔ انھیں چوہدری محمد صدیق کے صاحبزادے چوہدری محمد شریف خاں رائے پوری تھے۔ جن کا چند سال قبل دہرہ دون انڈیا میں انتقال ہوا۔ اب ان کے دونوں صاحبزادگان چوہدری محمد اشرف اور چوہدری محمد افضل مدرسہ فیض ہدایت رائے پور خانقاہ کی مجلس شوریٰ کے رکن ہیں۔

حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوری نے دوسرا نکاح راؤ امانت علی خاں کی دوسری بیوہ سے نکاحِ بیوگان کے سلسلے میں کیا تھا۔ ان سے حضرت کی کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔

(دیکھئے! شجرۂ نسب قصبہ رائے پور۔ اور روایاتِ زبانی راؤ عطاء الرحمٰن خاں رائے پوری اور راؤ رفیق احمد خاں سکروڈھوی، ماموں حضرت اقدس شاہ سعید احمد رائے پوریؒ)

29۔ حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کے خلاف ہونے والے اس ہنگامے کے بارے میں اس مقدمے کی کارروائی کے لیے دیکھئے! نقل فیصلہ اجلاس منشی احمد علی خاں صاحب بہادر، مجسٹریٹ درجہ اول، ضلع سہارن پور۔ بمقدمہ سرکار قیصر ہند مدعی بنام محمد عمر خان و محمد صدیق خاں وغیرہ مدعا علیہم، پولیس مرزا پور، ضلع سہارن پور۔ بمقدمہ دفعہ 147،تعزیراتِ ہند، مفصّلہ 28/اپریل 1893ء۔

اس مقدمے کی مثل کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ سپرنٹنڈنٹ پولیس اور کورٹ انسپکٹر وغیرہ پوری پولیس

www.rahimia.org

انتظامیہ اس جھگڑے کو بلوہ قرار دے کر حضرت اقدس رائے پوریؒ کے خلاف کارروائی کرنا چاہتی ہے۔ چناں چہ اس مقدمے کے دوران کورٹ انسپکٹر یہ مطالبہ کرتا ہے کہ: ''فریق مولوی عبدالرحیم پر جرم بلوہ قائم ہونا چاہیے، کیوں کہ اُن کی جانب ۶ نفر شریک معلوم ہوئے ہیں۔'' اسی طرح سپرنٹنڈنٹ پولیس نے پولیس اسٹیشن کے مہتمم کو حکم دیا کہ: ''بلوہ صاف ہے، اس کو چالان کرو۔'' چناں چہ اُس نے اس کے مطابق یہ دفعہ لگائی: ''لہٰذا میں نے دفعہ ۱۴۷ تعزیراتِ ہند میں چالان کردیا۔'' اسی طرح حضرتؒ کے فریق مخالف کے ساتھ پولیس کی ملی بھگت کی ایک اَور مثال یہ ہے کہ اس نے حضرتؒ کے مخالف راؤ محمد حسین خاں کی چوٹ کو زیادہ بڑھا چڑھا کر لکھا۔ اس پر عدالت نے یہ ریمارکس دیے: ''جناب ڈاکٹر صاحب بہادر نے محمد حسین خاں کا ملاحظہ کیا ہے۔ ضربِ خفیف لکھا ہے۔ لیکن پولیس نے نشانِ چوٹ محمد حسین خاں کے زیادہ ظاہر کیے ہیں۔''
ان تمام شواہد سے ثابت ہوتا ہے کہ پولیس انتظامیہ حضرت اقدس رائے پوریؒ کے خلاف اقدامات کرنا چاہتی تھی۔ لیکن عدالت کو حضرتؒ کی طرف سے مقدمے کی بہترین طور پر پیروی اور مضبوط دلائل کی بنیاد پر حضرتؒ کے حق میں فیصلہ کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ یہ حضرت اقدسؒ کے تدبر، فہم و شعور اور روحانی قوت کا نتیجہ تھا۔

30۔ ارشاداتِ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، ص:164-66۔
31۔ تذکرۃ الرشید از مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ۔ ج:02۔ ص:155-56۔
32۔ ارشاداتِ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری۔ ص:166۔
33۔ مضمون ''تحریک ریشمی رومال کے سرپرستِ اعلیٰ'' از قلم سید نفیس الحسینی۔ مطبوعہ: ماہنامہ ''تذکرہ''، لاہور۔
34۔ ارشاداتِ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری۔ ص:166-67۔
35۔ ایضاً۔ ص:167۔
36۔ ایضاً۔ ص:390۔
37۔ ایضاً۔
38۔ ایضاً۔ ص:167۔
39۔ ایضاً۔ ص:218۔
40۔ تاریخ دارالعلوم دیوبند، مرتبہ: سید محبوب رضوی، ج:ص:176، طبع: ادارہ اسلامیات، لاہور
41۔ دہلی اور اُس کے اطراف؛ ایک سفرنامہ اور روزنامچہ، از مولانا حکیم سیّد عبدالحیٔ حسنیؒ، ص:75، طبع: مجلس نشریاتِ اسلام، کراچی
42۔ ایضاً، ص:76۔
43۔ ایضاً، ص:77۔
44۔ تاریخ دارالعلوم دیوبند از سید محبوب رضوی۔ ج:01۔ ص:207۔ طبع: دیوبند۔
45۔ مختصر تاریخ دارالعلوم دیوبند۔ از قاری محمد طیب قاسمیؒ۔ ص:93۔ طبع: دارالاشاعت، کراچی
46۔ روایت حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ، مسند نشین ثالث خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور۔
47۔ تاریخ مظاہر، از شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ، ج:1، ص:92۔ طبع: کتب خانہ اشاعت العلوم، محلہ مفتی، سہارن پور

48۔ ایضاً،ص:88۔

49۔ ایضاً،ص:96-95۔

50۔ ارشادات حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری۔ ایضاً۔ص:355۔

51۔ **تذکرۃ الخلیل**۔ تالیف: مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ۔ص:263۔طبع: سہارن پور۔

52۔ روض الریاحین، از حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلویؒ،ص:10،مطبوعہ: افضل المطابع دہلی، ۱۳۲۷ھ/ 1909ء۔ اس رسالے کا ایک مطبوعہ نسخہ حضرت مفتی صاحب نے حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کی خدمت میں درجِ ذیل الفاظ تحریر کر کے پیش کیا تھا:

''بخدمة المخدوم المكرّم العارف الرّبّاني مولانا المولوی محمّد عبدالرّحيم دام فيضهم''

یہ نسخہ ذاتی کتب خانہ حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ میں موجود ہے۔

53۔ شریعت، طریقت اور سیاست کی جامعیت اور تینوں شعبوں کی اہمیت کے حوالے سے مقدمہ کتاب میں حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی عبارات ''**حُجّة الله البالغه**'' سے نقل کی جا چکی ہیں۔ نیز شاہ صاحبؒ نے ازالۃ الخفاء میں امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ کے اقوال و افعال کے حوالے سے تین رسائل: ''**رسالة فی فقهِ عمر**''، **رسالة فی تصوّفِ عمر**'' اور ''**رسالة سياسة الملک**'' لکھے ہیں۔

(دیکھیے! **إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء**، از امام شاہ ولی اللہ دہلوی،ج:3 ص:308۔ ج:4،ص:2-1و 77-176،طبع: قدیمی کتب خانہ، کراچی)

ان تینون شعبوں کی جامعیت کے حوالے سے حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب قاسمیؒ کی کتاب ''مسلک علمائے دیوبند'' (مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور) ملاحظہ کی جائے۔

اسی طرح دین کے ان تین شعبوں کی جامعیت پر بانی تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ کا یہ ملفوظ دینی کام کی جامعیت وضح کرتا ہے: ''یہ کام شریعت، طریقت اور سیاست کے علوم بمع عمل کے لیے ہے۔ مذہبِ (اسلام) کے اہم اور بڑے تین شعبے ہیں: شریعت، طریقت اور سیاست۔''

(ارشادات و مکتوبات بانی سلسلۂ تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ۔ مرتبہ: مولانا افتخار احمد فریدی، تحقیق: مولانا فیوض الرحمٰن،ص:12،طبع: پاکستان بک سنٹر، اردو بازار، لاہور)

54۔ **تذکرۃ الخلیل** ،ص:249۔

55۔ ایضاً۔ص:250۔

56۔ مشائین: مادیت پسند فلاسفہ کا ایک گروہ ہے۔ اس کے غلط دعوے کا ردّ حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ نے فرمایا ہے۔ حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے ان کے اس قول کا ردّ بہت خوب صورتی سے کیا ہے۔ اس کے لیے شاہ صاحبؒ کی کتابیں ''**لمحات**''، ''**البدور البازغه**'' اور ''**التفهيمات الإلٰهيه**'' کی متعلقہ مباحث مطالعہ کرنی چاہئیں۔

حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کی یہ تقریر غالباً حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی کتابوں سے ہی ماخوذ تھی۔

57۔ ارشادات حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری۔ص:211۔

58۔ ''**حقيقتِ محمّديه**'' کو سمجھنے کے لیے ولی اللّٰہی علوم پر عبور ضروری ہے۔ مشائخ رائے پور کو ان علوم کا بڑا

www.rahimia.org

وافر حصہ ملا ہے۔ حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے "حقیقتِ محمّدیہ" اور آپؐ کے علومِ نبوت کی وضاحت اپنی کتاب "تاویل الأحادیث" اور "الخیر الکثیر" میں فرمائی ہے۔ وہاں ملاحظہ کی جائے۔ نیز حروفِ مقطعات کے فہم کے لیے "الفوز الکبیر" اور "الخیر الکثیر" کا مطالعہ ضروری ہے۔

59۔ مجالس حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ۔ ص:78۔ طبع: مکتبہ سید احمد شہیدؒ، لاہور۔

60۔ ماہنامہ القاسم۔ دیوبند۔ بابت ماہِ رجب 1337ھ۔ مطبوعہ دیوبند۔

61۔ آپ بیتی، از حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ۔ ج:1۔ ص:34۔ طبع: سہارن پور۔

62۔ حسن العزیز۔ تالیف: مولانا اشرف علی تھانویؒ۔ ج:1۔ ص:495۔ مطبوعہ تھانہ بھون۔

63۔ ضمیمہ خوانِ خلیل از شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ، ص:60-59۔ مطبوعہ سہارن پور

64۔ ماہنامہ القاسم، دیوبند۔ بابت ماہ رجب المرجب 1337ھ۔ مطبوعہ دیوبند۔

65۔ تذکرۃ الخلیل۔ ص:248۔

66۔ ایضاً۔ ص:254۔

67۔ ایضاً۔ ص:242۔

68۔ ارشادات حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، ص: 120۔

69۔ ایضاً، ص: 373-74

70۔ ایضاً، ص:160

71۔ ایضاً، ص: 283-84

72۔ ایضاً، ص:153

73۔ ایضاً، ص: 256-57

74۔ وصیت نامہ تحریر از حضرت اقدس عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ۔ طبع: کتب خانہ یحیویہ، سہارن پور۔

75۔ نقل دستاویزات وقف مدرسہ فیض ہدایت، قصبہ رائے پور، ضلع سہارن پور۔ وقف بورڈ سہارن پور۔

76۔ ارشادات حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، ص: 352۔

77۔ ایضاً، ص:393۔

78۔ تذکرۃ الخلیل۔ ص:65-264۔

79۔ ایضاً۔ ص:263۔

80۔ تذکرہ مشائخ دیوبند از مولانا مفتی عزیز الرحمٰن بجنوریؒ، ص40-339، طبع: محمد سعید اینڈ سنز، قرآن محل، کراچی۔

81۔ ماہ نامہ "القاسم" دیوبند بابت ماہ رجب ۱۳۳۷ھ/ اپریل 1919ء

82۔ روئیداد سالانہ مدرسہ عربیہ مظاہر العلوم سہارن پور ۱۳۳۶ھ۔

83۔ القرآن: 11:85۔

84۔ تذکرۃ الخلیل ص:37-236، طبع سہارن پور۔

85۔ احوال العارفین۔ از صوفی غلام فرید، ص: 177 تا 183۔ نیز دیکھئے! تاریخ مظاہر، ج:2، ص:104۔

☆

www.rahimia.org

دوسرا باب

علومِ شریعت کے بحرِ ذخار

قطبِ عالم حضرت اقدس مولانا عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ علومِ قرآنیہ کے بحرِ ذخار اور شریعت کے رہنما تھے۔ دارالعلوم دیوبند کے سابق استاذ الحدیث مولانا عبدالسمیع دیوبندیؒ نے اس کا اظہار اس شعر میں کیا ہے: ع

چراغِ هُدٰی شاہ عبدالرحیم
طریقِ شریعت کے تھے رہنما

حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کو اپنے مجددی ولی اللّٰہی مشائخ سے حاصل ہونے والے ''جذبۂ صادقہ'' کی وجہ سے شریعت پر مکمل عبور اور دین اسلام کی جامع تعلیمات پر ماہرانہ دسترس حاصل تھی۔

حضرت اقدس رائے پوریؒ؛ شریعت کے متبحر عالم

آپؒ کا تعارف اگرچہ بہ ظاہر ایک صاحبِ طریقت شخصیت کے طور پر ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپؒ شریعت کے ایک متبحر عالم اور قرآن وحدیث کے فہم پر بڑا عبور رکھنے والے فردِ کامل تھے۔ چناں چہ آپؒ کی اس جامعیت کے حوالے سے مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھیؒ لکھتے ہیں:

> ''حضرت ممدوح (حضرت عالی رائے پوریؒ) اس صدی کی وہ مقتدر ہستی تھی، جو گزشتہ صدیوں کے بزرگانِ مشاہیر کا نمونہ بن کر دنیا میں آئی تھی۔ شانِ تفویض کی مجسم تصویر، بحرِ توحید کے غواص، تسلیم و رضا میں غرق، توکل و اعتماد (علی اللہ) میں فنا اور شریعت میں آپؒ متبحر عالم تھے۔ مگر طریقت کا آپؒ پر غلبہ تھا کہ دیکھنے والا آپؒ کو مولوی اور عالم نہ سمجھتا تھا۔ یکسوئی اور وحدت نشینی آپؒ کی طبیعتِ ثانیہ تھی، مگر حق تعالیٰ کو آپؒ کے نورِ فیضان سے عالَم کو معمور کرنا تھا۔ اس لیے جس گم نامی اور پنہانی کے آپؒ متمنی و شیدا تھے، اس میں کامیاب نہ ہوئے۔ مخلوق کو قدرتی طور پر آپؒ کی طرف کشش ہوتی۔''(1)

علومِ شریعت کے حوالے سے حقائق و معارف کا فیضان آپؒ پر ہر وقت ہوتا رہتا تھا۔ قرآن وسنت اور

www.rahimia.org

صحابہ کرامؓ کے علوم و افکار اور تعلیمات پر آپؒ کی بڑی گہری نظر تھی۔ اور اس حوالے سے بہت ہی عمدہ حقائق وحِکم بیان فرمایا کرتے تھے۔ اگرچہ عام طور پر آپؒ پر خاموشی اور اپنے آپ کو چھپانے کا غلبہ رہتا تھا، لیکن حق کے اظہار کے موقع پر علمی حقائق و معارف آپؒ کی زبانِ مبارک سے ظاہر ہوتے تھے۔ احکامِ شریعت کی اتباع اور ان کے فروغ میں ہمیشہ سرگرم رہتے تھے۔

حضرتؒ کے چند علمی اور فکری معارف

اس حوالے سے آپؒ کے چند علمی اور فکری معارف وحقائق درجِ ذیل ہیں:

1۔ علومِ قرآنیہ کی تعلیم وتعلّم کی اہمیت

حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کے نزدیک علومِ قرآنیہ کی تعلیم وتعلّم کی بڑی اہمیت تھی۔ آپؒ کے نزدیک تمام علومِ شریعت کی بنیاد قرآنِ حکیم پر ہے۔ اس لیے آپؒ ہمیشہ قرآن حکیم کے تعلیم وتعلّم کو پوری اہمیت دیتے تھے۔ رائے پور میں اساتذہ کی تربیتی ورکشاپ میں خطاب کرتے ہوئے آپؒ نے فرمایا:

> ''بعض کا خیال ہے کہ جو لوگ حدیث وفقہ پڑھا رہے ہیں، صرف وہی بڑا کام کر رہے ہیں۔ سوچنے کی یہ بات ہے کہ اگر کوئی شخص مکان بنائے، خواہ دو منزلہ، چار منزلہ یا پانچ سات منزلہ، کتنا ہی بلند لے جائے، کیسی ہی زیب و زینت کرے، شیشہ آلات وقنادیل لگا دے، گو ظاہر میں تو یہ مکان اچھا معلوم ہو، لیکن سوچنے والا جانتا ہے کہ اگر بنیاد قائم ہے تو سب زینت قائم ہے۔ اسی طرح جتنے علم قرآنی ہیں، وہ سب قرآن پر ہی قائم ہیں۔ ان الفاظِ قرآن ہی کی بدولت سارے علوم قائم ہیں۔ اگر یہ الفاظ نہ رہیں تو سارے کے سارے دیکھتے رہ جائیں۔ گو ہماری نظروں میں یہ تھوڑا کام ہے، لیکن اگر خدانخواستہ یہ الفاظ نہ رہیں تو تمام علوم منہدم ہوجائیں۔ یہی وجہ ہے کہ تورات وانجیل کا پتا نہیں، کیوں کہ ترجمہ ہوکر اصل کا خیال نہیں رکھا گیا۔''(2)

اس لیے آپؒ کی توجہ ہمیشہ ایسے مدارس و مکاتبِ قرآنیہ کے قائم کرنے کی طرف رہی، جو صحیح تلفظ کے ساتھ قرآنِ حکیم کو پڑھنے پڑھانے کا کام کریں۔ اس حوالے سے آپؒ نے پورے ہندوستان میں مکاتیبِ قرآنیہ کا جال بچھا دیا۔ اسی پس منظر میں وہ اشعار ہیں، جو حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ نے آپؒ کے انتقال پر لکھے: ع

ہوئے عثمانؓ جامع قرآن
دِہ بدہ تم تھے قاسم فرقان

www.rahimia.org

تم بلاشک تھے نائب عثمانؓ
آج سنسان کیوں نہ ہو میدان

2۔ صحابہ کرامؓ کے باہمی اختلافات کی علمی توجیہ

تاریخِ اسلام میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان باہمی علمی و سیاسی اختلافات کے حوالے سے قدیم زمانے سے بڑی مباحث چلی آ رہی ہیں۔ حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ نے حضرات صحابہ کرامؓ کے باہمی اختلافات کی ایک نہایت عمدہ علمی توجیہ بیان کی ہے۔ اس حوالے سے حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھیؒ تحریر فرماتے ہیں:

"آپ (حضرت عالی رائے پوریؒ) دائم الفکر (ہمیشہ صاحبِ فکر و شعور) اور **دائم السُّکوت** (خاموش طبع) تھے کہ بلاضرورت بولنا ہی نہیں جانتے تھے۔ مگر جب "**امر بالمعروف**" (نیکی کا حکم بیان کرنے) کا وقت آتا تو آپؒ کی عالمانہ تقریر ایسے نرالے طرز پر ہوتی تھی کہ دلوں میں بیٹھتی اور آہن (لوہے) کو موم بناتی چلی جاتی تھی۔

ایک مرتبہ بعد عصر حسبِ معمول آپؒ صحن باغ (گلزارِ رحیمی) میں چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے اور چاروں طرف مونڈھوں پر خدام اور حاضرین کا ایک کثیر مجمع چاند کا ہالہ بنا بیٹھا تھا کہ راؤ مراد علی خاں صاحب نے حضراتِ صحابہؓ کی باہمی جنگ اور رنجش کا تذکرہ شروع کر دیا۔ اور اس پر رائے زنی ہونے لگی کہ فلاں نے غلطی کی اور فلاں کو ایسا نہ کرنا چاہیے تھا۔ یہاں تک نوبت پہنچی تو دفعتاً حضرت (عالی رائے پوریؒ) کو جوش آ گیا اور مہرِ سکوت ٹوٹ گئی کہ جھرجھری لے کر حضرت سنبھلے۔ اور فرمایا:

"راؤ صاحب! ایک مختصر سی بات میری (بھی) سن لیجیے! بات یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں مخلوق کو قیامت تک پیش آنے والی تمام ضروریاتِ دین و دنیا سے باخبر کرنے کے لیے تشریف لائے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ وقت اتنی بڑی تعلیم کے لیے آپؐ کو بہت ہی تھوڑا دیا گیا تھا۔ (جب کہ) اس تعلیم کی تکمیل کے لیے ہر قسم کے حوادث و واقعات پیش آنے کی ضرورت تھی کہ ان پر (واضح) حکم اور عمل مرتب ہو، تاکہ دنیا سیکھے کہ فلاں واقعے میں یوں ہونا چاہیے۔ پس اصول کے درجے میں کوئی واقعہ بھی ایسا نہیں رہا، جو حضرتؐ ــــ روحی فداہٗ (میری روح آپؐ پر فدا ہو) ــــ کے زمانۂ بابرکت میں حادث (پیش) نہ ہو چکا ہو۔

اب واقعات تھے دو قسم کے: ایک وہ جو منصبِ نبوت کے خلاف نہیں اور دوسرے وہ جو عظمتِ شانِ نبوت کے منافی ہیں۔ پس جو واقعات منصبِ نبوت کے خلاف نہ تھے، وہ تو خود

www.rahimia.org

حضرتؐ پر پیش آئے۔ مثلاً تزویج (شادی کرنا) اور اولاد کا پیدا ہونا، اُن کا مرنا، دفنانا، کفنانا وغیرہ وغیرہ۔ تمام خوشی وغمی کے واقعات حضرتؐ کو پیش آ گئے۔ اور دنیا کو عملاً یہ سبق مل گیا کہ عزیز (رشتے دار) کے مرنے پر ہم کو فلاں فلاں کام کرنا مناسب ہیں اور فلاں نامناسب۔ اور کسی کی ولادت، ختنہ، نکاح وغیرہ کی خوشی کے موقع پر یہ بات جائز ہے اور یہ خلافِ سنت۔

(دوسرے) وہ واقعات باقی رہے، جو رسولؐ پر پیش آئیں تو عظمتِ رسالت کے خلاف ہوں اور نہ پیش آئیں تو تعلیم محمدی ناتمام رہے۔ مثلاً زِنا، چوری وغیرہ ہو تو اس طرح حدود وتعزیر ہونا چاہیے اور باہم جنگ وقتال یا نفسانی اغراض پر دُنیوی امور میں نزاع (جھگڑا) اور رنجش ہو تو اس طرح اصلاح ہونی چاہیے۔ یہ امور ذاتِ محمدیؐ پر پیش آنا کسی طرح مناسب نہ تھے اور ضرورت تھی پیش آنے کی (تاکہ شریعت کے احکامات معلوم ہوں)۔

لہٰذا حضراتِ صحابہؓ نے اپنے نفوس کو (ان کاموں کے لیے) پیش کیا کہ ہم خدام وغلام آخر کس مَصرَف کے ہیں۔ جو امور حضرتؐ کی شان کے خلاف ہیں، وہ ہم پر پیش آئیں اور (شریعت کا) حکم اور نتیجہ مرتب کیا جائے، تاکہ دین کی تکمیل ہوجائے۔ چناں چہ حضراتِ صحابہؓ پر وہ سب کچھ پیش آ گیا، جو آئندہ قیامت تک آنے والی مخلوق کے لیے رُشد و ہدایت کا سبب بنا۔ اور دنیا کے ہر بھلے بُرے کو معلوم ہوگیا کہ فلاں واقعے میں یہ کرنا اور اس طرح کرنا مناسب ہے اور یہ کرنا اور اس طرح کرنا نامناسب ہے۔

پس کوئی ہو تو ایسا باہمت جاں نثار، جو تکمیلِ دینِ محمدیؐ کی خاطر ہر ذلت کو عزت اور عیب کو ہنر سمجھ کر نشانۂ ملامت بننے پر فخر کرے۔ ... سچے عاشق تو اس طرح ہماری تمھاری اصلاح وتعلیم کی خاطر اپنی عزت وآبرو نثار کریں اور ہم تیرہ سو برس بعد اُن کے منصف اور ڈپٹی (جج) بن کر اُن کے مقدمات کا فیصلہ دینے کے لیے بیٹھیں اور نکتہ چینیاں کر کے اپنی آخرت گندی کریں۔ اس سے کیا حاصل! اگر ان جواہراتِ سنیہ (عالی شان موتیوں) کے قدر دان نہیں بن سکتے، تو کم سے کم بد باطنی، بدزبانی اور طعن ہی سے اپنا منہ بند رکھیں۔

(حضورؐ نے فرمایا) ''**اللّٰہ اللّٰہ فی أصحابی لا تتّخذوھم من بعدی غرضًا**''(3)

(اللہ سے ڈرو! اللہ سے ڈرو! میرے صحابہ کے بارے میں۔ میرے بعد انھیں تنقید کا نشانہ نہ بنانا)

دیر تک آپ (حضرت عالی رائے پوریؒ) نے یہ تقریر فرمائی کہ دہن مبارک سے پھول جھڑتے اور سامعین کے مشامِ جان میں جگہ پکڑتے رہے۔''(4)

www.rahimia.org

3۔ حق و باطل کی پہچان کا معیار

انسانی معاشرے میں اپنے گرد و پیش کے ماحول کو سمجھنے کے حوالے سے یہ ضروری ہے کہ جماعتوں اور تحریکات کے بارے میں یہ پہچان پیدا کی جائے کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے، سچی جماعت کون سی ہے اور جھوٹی جماعت کون سی ہے۔ حضرت عالی رائے پوریؒ نے اس حوالے سے بھی حقائق و معارف کی بنیاد پر بہت اہم معیار واضح کیا ہے۔ چناں چہ مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ لکھتے ہیں:

''حقائق و معارف آپ (حضرت عالی رائے پوریؒ) پر بارش کی طرح برسا کرتے، مگر آپؒ کسی پر اُن کا اظہار نہ فرمایا کرتے۔ کسی خاص موقع پر کوئی بات زبان سے نکل جاتی، ورنہ ہر وقت آپؒ ایک اندرونی لذت میں غرق رہتے۔ ایک دن آپؒ کی مجلس میں بدعت و سنت کے اختلافی مسائل کی بحث ہونے لگی۔ آپؒ دیر تک سنتے رہے اور آخر میں فرمایا کہ:

''میرے نزدیک دلائل علمیہ کے علاوہ حق و باطل پہچاننے کا ایک معیار اَور (دوسرا) بھی ہے۔ وہ یہ کہ قدرت نے ہر چیز میں اُس کے ہم جنس کی طرف کشش کا مادہ رکھا ہے کہ:

(کند ہم جنس باہم جنس پرواز
''کبوتر با کبوتر ، باز با باز''

(ہر ایک اپنے ہم جنس کے ساتھ پرواز کرتا ہے۔
کبوتر کبوتر کے ساتھ اور باز باز کے ساتھ پرواز کرتا ہے)

قدرت کا یہ عطیہ، جسے فطرت کہنا چاہیے، اجسام ہوں یا اعراض، سبھی میں جاری و ساری ہے۔ پس جس فعل کے متعلق یہ شبہ ہو کہ نہیں معلوم کہ یہ حق ہے یا باطل؟ اس میں یہی دیکھنا چاہیے کہ اس (کام) کی طرف میلان کن قلوب (کس طرح کے دلوں) کا ہوا اور کشش کس قسم کے لوگوں کی ہے۔''

الف: باطل تحریکات کی پہچان

حضرت عالی رائے پوریؒ نے باطل تحریکات کی پہچان بتلاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''پس اگر دیکھو کہ بددین، فُسّاق و فُجّار (انسانی سوسائٹی کی مثبت اقدار کو توڑنے والے اور نافرمان) کو ابتداءً (سب سے پہلے) اس (کام) کی طرف حرکت (تحریک) ہوئی اور وہی قلوب جوش و خروش کے ساتھ اس کی طرف لپکتے ہیں، تو سمجھ لو کہ اس فعل (کام) میں ضرور ظلمت (سیاہی اور گمراہی) ہے۔ اگرچہ ظاہری صورت نورانی اور دینی (ہی کیوں نہ) معلوم ہوتی ہو۔ کیوں کہ اس (کام) میں نور ہوتا تو ظلمانی قلوب کو جذب نہ کرتا (گمراہ دلوں کو اپنی

www.rahimia.org

طرف نہ کھینچتا)، بلکہ وہ اس سے بھاگتے اور نورانی قلوب اولیا وصلحا کے اس کی جانب کھنچتے۔''

ب: حق تحریکات کی پہچان

اسی طرح صحیح اور سچی اہل حق کی تحریکات کی پہچان بتلاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''اور اگر کسی فعل کو دیکھو کہ مخلص دین دار اہل اللہ اُس کی طرف جاتے ہیں اور عوام و بازاری (سرمایہ پرست) اس سے بھاگتے ہیں، تو سمجھ لو کہ اس فعل میں نورانیت ہے کہ اہل نور کے قلوب کو اس طرف کشش ہوئی۔ اور ظلمانی (گمراہ دلوں اور) قلوب نے اس سے وحشت کھائی (اور دور بھاگے)۔

پس عوام کا کسی اختلافی مسئلے کے متعلق یہ کہنا کہ ''ہم تو بے پڑھے ہیں اور دونوں طرف مولوی ہیں، پھر ہم کیوں کر سمجھیں کہ کون حق پر ہے؟'' خدا کے نزدیک معتبر اور عذرِ مقبول نہ ہوگا۔''(5)

حضرت عالی رائے پوریؒ کے بیان کردہ اس معیار سے پتا چلا کہ ہر وہ کام، تحریک، جماعت، گروہ کی جدوجہد اور کوشش صحیح اور حق کہلائے گی، جس کی طرف سب سے پہلے سچے اہل اللہ کے قلوب متوجہ ہوں اور سرمایہ پرستوں، جاہ و مرتبے کے طالبوں، مفاد پرستوں کا اس طرف رجحان نہ ہو، بلکہ ایسے لوگ اس کی مخالفت کریں۔ کیوں کہ انسانیت دشمن عناصر صحیح اور سچی بات کو قبول نہیں کیا کرتے۔ یہی وہ اصل اور حقیقی معیار ہے، جس سے افراد، اقوام، جماعتوں اور تحریکات کا صحیح مقام متعین کیا جاسکتا ہے۔

4۔ حدیثِ نبویؐ کی روشنی میں دینی محبت کی تشریح

محبتِ کاملہ کی حقیقت اور اس کے اثرات و نتائج کیا ہوتے ہیں، حضرت عالی رائے پوریؒ نے اسے بڑی عمدگی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اور اسی اساس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے سب سے پہلے خلیفہ ہونے کی بڑی عمدہ وضاحت کی ہے۔

حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ لکھتے ہیں:

''(حضرت عالی رائے پوریؒ نے) فرمایا:

(حضورؐ نے فرمایا:) ''المَرءُ مع من احبّ'' (6) (آدمی اُس کے ساتھ ہوتا ہے، جس کی محبت اُس کے دل میں ہو)

اس (حدیث) میں بھی یہی راز ہے کہ محبت سے کشش ہوتی ہے۔ اور کشش محبّ (محبت کرنے والے) کو محبوب کے رنگ میں رنگ دیتی ہے کہ جس درجے کی کشش ہوگی، اُسی درجے کی معیت لامحالہ مرتب ہوگی۔''

www.rahimia.org

اس کے بعد یہ بھی فرمایا: ''اسی لیے یہ کہتے ہیں کہ اہل اللہ کی محبت بڑی نعمت ہے کہ جو کچھ ملتا ہے، اسی کی بدولت ملتا ہے۔ چناں چہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو تمام صحابہؓ پر فضیلت اسی محبت کی وجہ سے نصیب ہوئی، ورنہ آپؓ کا عملی مجاہدہ اس درجے نہ تھا کہ تمام صحابہؓ سے بڑھا دے۔ ...

اسی محبتِ کاملہ نے حضرت صدیق اکبرؓ کو خلافتِ بلافصل (بلاواسطہ خلافت) کا اہل بنایا۔ جس کو حضرت (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے (حضرت ابوبکرؓ کے بارے میں ایک ناگوار بات پر) بایں الفاظ ارشاد فرمایا:

''أبَی اللّٰهُ و المؤمنون إلاّ ابابکر.'' (7)

(اللہ اور مسلمانوں کی جماعت ابوبکر کے علاوہ کسی پر راضی نہیں ہیں۔)

کہ جس طرح ذاتِ محمدیؐ کے ہوتے ہوئے اللہ اور اس کے ایمان دار بندے کسی دوسرے کی حاکمیت کی طرف میلان نہیں کر سکتے، اسی طرح وفاتِ محمدیؐ کے بعد آپؐ کے محبّ مجانس (یعنی محبت کرنے والے ہم نشین حضرت ابوبکر صدیقؓ) کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کی جانشینی کی طرف جھک ہی نہیں سکتے کہ حق دار کے حق کو قائم رکھنا ایک نور ہے۔ اور نورانی ذات و نورانی قلوب کا، نور کی طرف طبعی میلان ضروری اور فطری عمل ہے۔''

غرض! دیر تک (حضرت عالی رائے پوریؒ نے) تقریر فرمائی کہ سننے والے محو اور مستغرق تھے اور رحمتِ الٰہیہ کی پھوار دلوں پر پڑ رہی تھی۔ اس قسم کے حقائق کا ہر لمحہ آپؒ پر وُرود ہوتا تھا۔''(8)

5۔ مخالفت کے باوجود اتباعِ شریعت کی دعوت

حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ نے اپنے پیر و مرشد کے حکم پر اتباعِ سنت اور اتباعِ شریعت کی دعوت کا سلسلہ شروع کیا۔ نیز دینی فہم و شعور کی بنیاد پر رائے پور اور اس کے گرد و نواح میں دعوت کا آغاز کیا تو اُس علاقے کے روایتی علما، جو رسومات و بدعات کے ذریعے سے نذر و نیاز وصول کر کے مالی مفادات حاصل کرتے تھے، آپؒ کے خلاف ہوگئے۔ ایسے ماحول میں آپؒ نے شریعت، طریقت اور سیاست کی جامعیت کے حسین امتزاج کے ساتھ بڑی جرأت و ہمت اور پامردی کے ساتھ کام کیا۔ چناں چہ آپؒ نے مسلمان معاشروں کو تباہ کرنے والی مروّجہ معاشرتی رسومات و بدعات کے خلاف کام کیا اور خالص شریعت کے احکامات کی اتباع کرنے کی دعوت دی۔ اور مسلمان معاشروں کی اصلاح کے لیے آپؒ نے بڑی حکمتِ عملی اور سمجھ داری کے ساتھ اپنے متعلقین اور متوسلین میں احکامِ شریعت کی پابندی اور ان کی اہمیت اور ضرورت بیان کرنا شروع کیا۔

www.rahimia.org

حضرت عالی رائے پوری قدس سرہٗ نے جب اس علاقے میں صحیح دینی تعلیمات اور احکامِ شریعت کے فروغ کے لیے کام کیا تو قصبہ رام پور کے رہنے والے مولوی محمد شفیع رام پوری نے رائے پور میں کچھ لوگوں کو اپنے ساتھ ملا کر آپؒ کے خلاف محاذ قائم کردیا۔ حضرت اقدس رائے پوریؒ نے بڑے صبر و ضبط اور استقامت کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا اور دین اسلام کی سچی تعلیمات کے فروغ میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں کی۔ جس کا علاقے بھر پر بہت اچھا اثر مرتب ہوا۔ بدعات ختم ہوئیں، سنت کو فروغ حاصل ہوا۔

6۔ عقائد اور احکامِ شریعت کی کتابوں کی تصدیق و توثیق

حضرت عالی رائے پوریؒ کی علومِ شریعت پر دسترس اور ان میں تبحر کی وجہ سے علمائے محققین اپنی کتابوں کی تصدیقات و توثیقات آپؒ سے کراتے تھے۔ چناں چہ قطب الارشاد حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری قدس سرہٗ اور حضرت مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ دہلویؒ کی کتابوں پر آپؒ کی علمی تصدیق و توثیق طبع شدہ موجود ہے۔ چناں چہ درجِ ذیل کتابیں اس کی شہادت دیتی ہیں:

الف: کتاب "المهنّد علی المفنّد" کی تصدیق و توثیق

ولی اللّٰہی سلسلے کے علمائے ربانیین سید الطائفہ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ، حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہٗ، امامِ ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ اور ان کے متبعین علمائے ربانیین پر انگریزوں نے اپنے آلۂ کار مفتیوں کے ذریعے سے غلط عقائد کے الزامات لگا کر فتوے بازی کا بازار گرم کیا، حتیٰ کہ حرمین شریفین کے بعض علما کا نام استعمال کر کے جھوٹے اور بے بنیاد فتوے لگائے گئے تو اس کے جواب میں حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری قدس سرہٗ نے علمائے حق کے سچے عقائد اور احکاماتِ شریعت کی درست ترجمانی کرتے ہوئے ۱۳۲۸ھ/ 1910ء میں ایک کتاب "المهنّد علیٰ المفنّد" لکھی۔ اس کتاب کی ہندوستان کے جید علمائے کرام اور حرمین شریفین کے مؤقر علما نے تصدیق کی تھی۔

حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ نے اس کتاب پر درجِ ذیل الفاظ کے ساتھ تصدیق و تصویب تحریر فرمائی:

"الّذی كُتِب فی هٰذهِ الرّسالة حقٌّ صحيحٌ، و ثابتٌ فی الكُتب بنصّ صريحٍ، وهو معتقدی و معتقد مشائخی رضوان اللّٰه تعالیٰ عليهم أجمعين. أحيانا اللّٰه بها، و أماتنا عليها.

و أنا العبد الضعيف عبدالرّحيم عفی عنهٗ الرائفوری، الخادم لحضرت مولانا الشّيخ رشيداحمد گنگوهی قدس سرهٗ العزيز."

www.rahimia.org

(جو کچھ اس رسالے میں لکھا ہے، حق اور صحیح ہے اور کتابوں میں نص صریح کے ساتھ موجود ہے۔ یہی میرا اور میرے مشائخ کا عقیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ان سب پر رضا ہو۔ اسی پر اللہ ہم کو چلائے اور اسی پر موت دے۔ میں بندہ ضعیف عبدالرحیم عفی عنہٗ رائے پوری خادم حضرت مولانا شیخ رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ العزیز۔) (9)

ب: کتاب ''النّفائس المرغوبہ'' پر تصدیق وتوثیق

فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کی اہمیت کے حوالے سے شرعی حکم بیان کرتے ہوئے مفتی اعظم حضرت مفتی محمد کفایت اللہ دہلویؒ نے ایک رسالہ ''**النّفائس المرغوبہ فی حکم الدّعاء بعد المکتوبہ**'' تحریر فرمایا تھا۔ اس رسالے کو حضرت مولانا محمد یحیٰ کاندھلوی (والدگرامی شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ) نے حضرت عالی رائے پوری کی خدمت عالیہ میں پڑھ کر سنایا۔ اس پر آپؒ نے اس کی تصدیق وتوثیق کرتے ہوئے ایک تحریر لکھی۔ ''النّفائس'' کی اشاعت میں آپؒ کی اس رائے مبارکہ کو:

''کلماتِ طیبات حضرت زبدۃ العارفین مولانا مولوی شاہ محمد عبدالرحیم صاحب''

کے عنوان کے ساتھ شائع کیا گیا۔ حضرتؒ کی تحریر درجِ ذیل ہے:

''آج مؤرخہ ۸/شوال ۱۳۳۴ھ (8/ اگست 1916ء) بروز سہ شنبہ حضرت مولانا مولوی محمد یحیٰ صاحب سلّمہٗ (کاندھلوی) نے یہ رسالہ (**النّفائس المرغوبہ فی حکم الدّعاء بعد المکتوبہ**) اول سے آخر تک بندہ کو سنایا۔ احقر نے نہایت غور سے سنا، **الحمد لِلّٰہ علیٰ إنعامہ** جواب نہایت پسند آیا۔ اور منصف (انصاف پسند) طالبِ حق کے لیے بالکل تسلی بخش ثابت ہوا۔ حق تعالیٰ قبول فرمائے اور اس کا صلہ اپنی رضامندی سے مرحمت فرمائے۔

عبدالرحیم عفی عنہٗ از رائے پور ''ضلع سہارن پور'' (10)

ج: حضرت شیخ الہندؒ کے ترجمۂ قرآن پاک پر نظرِ ثانی

ہندوستان میں جب ایک ایسے ترجمہ قرآن حکیم کی ضرورت پیدا ہوئی، جو اپنی جامعیت اور بہترین اسلوب کے اعتبار سے قرآن حکیم کے کلی مفاہیم کی جامع تفہیم کر سکے تو حضرتِ اقدس رائے پوریؒ کی نظر حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس سرہٗ پر پڑی۔ چناں چہ حضرتِ اقدس عالی رائے پوریؒ نے حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کے سامنے اصرار سے یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ قرآن پاک کا ایک ایسا جامع ترجمہ لکھیں، جو قرآنِ حکیم کی آیات کے جامع مفہوم کو بیان کرتا ہو۔ حضرت اقدس رائے پوریؒ کے اصرار پر حضرت شیخ الہندؒ نے اردو زبان میں قرآن پاک کا ایسا جامع ترجمہ کرنے کا ارادہ فرمایا، لیکن اس شرط پر کہ ترجمہ کیے ہوئے حصے پر حضرتِ اقدس رائے پوری قدس سرہٗ نظرِ ثانی فرمائیں۔ حضرت اقدس رائے پوریؒ نے اسے

www.rahimia.org

منظور فرمالیا۔ اس طرح اس ترجمے کا آغاز ہوا۔ حضرت مولانا سید اصغر حسین دیوبندیؒ ''حیات شیخ الہند'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''بعض اہل علم کی استدعا اور بہت سی مصالح اور حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کی نہایت آرزو دیکھ کر حضرت مولانا شیخ الہند کو ترجمہ قرآن کرنے کا خیال ہوا۔'' (11)

چناں چہ حضرت شیخ الہندؒ نے حضرت عالی رائے پوریؒ کے اصرار پر ترجمہ قرآن حکیم کا کام شروع کیا اور ساتھ ہی جتنا ترجمہ کر لیتے، اسے حضرت عالی رائے پوریؒ کو سنانا شروع کر دیا۔ اس ترجمۂ قرآنِ حکیم کی جامعیت بیان کرتے ہوئے امامِ انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ ان دونوں حضرات کی ایک ایسی ہی مجلس کا تذکرہ کرتے ہیں:

''... حضرت شیخ الہندؒ کا (اردو) ترجمہ پڑھنے سے جو مطلب سمجھ میں آتا ہے، وہ فارسی (ترجمے) میں بھی (سمجھ) نہیں آتا۔ اس لیے کہ اس میں حکمت کے جو کلمے ہیں، وہ ٹھیک ٹھیک ترجمہ کر دیے گئے ہیں۔ اس لیے کہ حکمت کو حکیم کا دماغ ہی سمجھ سکتا ہے۔

ہمیں اس ترجمے کے چند اَوراق حضرت شیخ الہندؒ نے دیوبند میں سنائے۔ اصل میں تو آپؒ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کو یہ ترجمہ سنا رہے تھے، اس طرح ہمیں بھی سننے کا شرف حاصل ہوگیا۔'' (12)

اس سے حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کی قرآنی علوم پر گہری بصیرت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس حوالے سے محدثِ کبیر حضرت مولانا علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں:

''ہمیں حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ کی عظمتِ شان کا صحیح طور پر اُس وقت اندازہ ہوا، جب حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ ترجمہ قرآن تحریر کر کے رائے پور لے جایا کرتے تھے۔ اس وقت ہم متنبہ ہوئے کہ حضرت رائے پوری کا کتنا اونچا مقام ہے، جو ان کی تواضع اور انکساری کی وَجہ سے اب تک ہم سے پوشیدہ تھا۔'' (13)

حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ نے قرآنِ حکیم کے ترجمے کا کام مالٹا میں قید کے دوران بھی جاری رکھا۔ حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ، حضرت عالی رائے پوریؒ کو اس کام کی اطلاع دیتے ہوئے اپنے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت (عالی رائے پوری) اور جملہ مکرمین کی دعائے بہبودئ دارین (دونوں جہانوں کی کامیابی کی دعا) کا محتاج ہوں۔ دیگر ہیچ۔ احقر اپنے انھی قدیمی مشاغل میں یہاں بھی مصروف ہے۔ آج کل دو سبق پڑھا لیتا ہوں اور کچھ ترجمہ (قرآن حکیم) کر لیتا ہوں۔ سورہ

www.rahimia.org

احزاب تک پہنچ گیا ہوں۔‘‘(14)

چناں چہ ۱۳۳۶ھ/ 1918ء میں مالٹا میں ترجمہ کیے ہوئے حصے کے بارے میں حضرت شیخ الہندؒ کی خواہش رہی کہ حضرت اقدس رائے پوریؒ اس پر نظرِ ثانی فرمالیں۔ چناں چہ حضرت شیخ الہندؒ ترجمہ قرآن کے مقدمے میں تحریر فرماتے ہیں:

’’جب ایک ثلث قرآن کا ترجمہ کر چکا تو بوجہ عوارض ایسا طول طویل حرج پیش آیا (یعنی مالٹا کی قید) کہ ترجمے کی تکمیل کی توقع بھی دشوار ہوگئی، مگر بہ توفیق الٰہی عین ایامِ حرج میں اتنا اطمینان نصیب ہوگیا کہ ترجمہ موصوف بہ اطمینان ۱۳۳۶ھ (1918ء) میں پورا کرلیا۔ اب حق تعالیٰ کو منظور ہے تو انھی احبابِ مکرمین (جنھوں نے ترجمہ کرنے کا کہا تھا، جیسا کہ حضرت اقدس رائے پوریؒ) کی خدمت میں پیش کر کے تفصیلی نظر کی درخواست کریں گے۔ اگر ہماری یہ پیوند کاری ان حضرات کے نزدیک مفید و مناسب سمجھی گئی تو ان شاء اللہ شائع بھی ہوجائے گا، ورنہ مجبوراً جہاں ہے وہیں رہے گا۔ ع (15)

گو نالہ نا رسا ہو ، نہ ہو آہ میں اثر
میں نے تو درگزر نہ کی ، جو مجھ سے ہو سکا‘‘

چناں چہ حضرت شیخ الہندؒ نے اپنے ترجمہ قرآن حکیم کی تکمیل کی اطلاع ایک خط کے ذریعے سے مالٹا سے ہندوستان بھیجی اور حضرت عالی رائے پوریؒ کو یہ مژدۂ جاں فزا سنانے کا تحریر فرمایا۔ اس حوالے سے حضرت مولانا سید اصغر حسین لکھتے ہیں:

’’مالٹا کی یکسوئی اور گوشہ نشینی میں خدا تعالیٰ کے فضل سے قرآن حکیم کا ترجمہ دو ہی سال میں مکمل ہوگیا۔ اور حضرت مولانا (شیخ الہندؒ) نے کمال مسرت سے یہ مژدہ ہندوستان کو ۱۹/ شوال ۱۳۳۶ھ (28/ جولائی 1918ء) کے خط میں تحریر فرمایا کہ:

’’رمضان المبارک کے دو روز بعد ترجمہ قرآن شریف کا — الحمد للہ کہ — پورا ہوا۔ مولانا عبدالرحیم صاحب (رائے پوری) کی خدمت میں اطلاع کردینا۔‘‘

مولانا عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہٗ کو تعلیم قرآن کا دلی شغف اور خاص اہتمام تھا۔ اور اس ترجمے کے نہایت مشتاق اور آرزومند تھے۔ افسوس کہ حضرت ممدوح کی حیات میں یہ ترجمہ ہندوستان نہیں پہنچ سکا۔‘‘(16)

حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کی یہ خواہش پوری نہ ہوسکی۔ ان کے قیامِ مالٹا کے دوران ہی حضرت عالی رائے پوریؒ ۱۳۳۷ھ/ 1919ء میں وفات پا گئے تھے۔ اس موقع پر حضرت شیخ الہند کو اس کا بڑا قلق ہوا، جو

www.rahimia.org

حضرت رائے پوریؒ کے انتقال پر کہے گئے مرثیے میں ایک مسدس کی صورت میں ڈھل گیا۔ چناں چہ فرماتے ہیں ع

بارِ احباب کون اٹھائے گا
آنکھوں پر کون انھیں بٹھائے گا
ہاتھ کون ان کا اب بٹائے گا
فتنوں کو کون اب ہٹائے گا
زینت و زیب الف ثانی مُرد
شاہ عبدالرحیم ثانی مُرد

حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ نے حضرت شیخ الہندؒ کے ترجمہ قرآن کے تقریباً ایک تہائی حصے یعنی دس پاروں پر نظرثانی فرمائی ہے اور بقیہ پاروں کے ترجمے کے کام پر آپؒ کی توجہات رہیں۔ چوں کہ حضرت شیخ الہندؒ کے ہندوستان آمد سے پہلے حضرت عالی رائے پوریؒ کا وصال ہوگیا، جس کی وجہ سے باقی حصے پر حضرت عالی رائے پوریؒ نظر ثانی نہیں فرماسکے۔ بہرحال اس سے قرآنی علوم پر آپؒ کی گہری نظر کا اندازہ ہوتا ہے۔ الغرض! ترجمہ شیخ الہند حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ کی تحریک پر شروع ہوا۔ آج یہ ترجمہ سب سے زیادہ قابل اعتماد ہے اور عرب وعجم میں مشہور ہے۔

7۔ ایمانیات اور احکامِ شریعت کی پابندی کی نصیحت

حضرت عالی رائے پوری قدس سرہٗ ہمیشہ اپنے متوسلین کو احکامِ شریعت کی پابندی اور اتباعِ سنت کی نصیحت فرماتے تھے۔ بیعت فرماتے ہوئے خلافِ شریعت احکامات سے بچنے کا حکم دیتے تھے۔ اس حوالے سے حضرتؒ نے اپنی صاحبزادی (والدۂ محترمہ حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ) کو درجِ ذیل نصیحتیں فرمائی ہیں:

☆ ''ایمان اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے کام وہاں کام آتے ہیں، جس کا ایمان خراب ہوگیا، وہ برباد اور تباہ ہوگیا۔ اس کا کہیں ٹھکانہ نہیں، سو ایمان کی حفاظت بہت ضروری ہے۔...

☆ دوسرے یہ کہ نماز کی بہت حفاظت کرنی چاہیے۔ اول وقت پر ادا کرنی چاہیے۔ کسی کام یا شرمِ دنیا کی وجہ سے نماز ضائع نہ کرنی چاہیے۔ جو کوئی نماز کو جان کر ترک کرتا ہے، وہ کافر بننے کے نزدیک ہوجاتا ہے۔...

☆ تیسرے یہ کہ جس روز سے اللہ صاحب نے تجھ کو زیور دیا ہے، اس روز سے جب ایک سال پورا ہوگا تو چالیسواں حصہ اس میں سے زکوٰۃ دینا تجھ پر فرض ہوگا اور قربانی کرنا اور

www.rahimia.org

عید کے روز صدقہ وغیرہ دینا واجب ہے۔ جو زکوٰۃ نہیں دیتا، اس کے مال کے پترے بنا کر دوزخ میں گرم کر کے اس کی پیشانی اور پسلیوں پر داغ دیا جائے گا۔

☆ چوتھے یہ کہ خاوند کی تابع داری اور اُسے خوش رکھنا اور حکم ماننا۔ ان باتوں سے جن میں اللہ و رسولؐ کی ناراضگی ہو، بچتے رہنا۔ دل اور ظاہر میں خیر خواہی کرنا، کسی امر میں ناراض نہ کرنا۔ اگر قصور ہو جائے تو معاف کرانا اور جہاں تک ہو سکے دین کی رغبت دلانا اور ادب کے ساتھ نرمی سے نصیحت کرنا ضروری ہے۔"(17)

اس طرح حضرت عالی رائے پوریؒ اپنے تمام متوسلین میں شریعت کے احکامات کی پیروی کرنے کا جذبہ پیدا فرماتے تھے۔

علومِ شریعت کی تعلیم و تربیت کے مراکز و مدارس کی سرپرستی

علومِ شریعت کے فروغ کا جذبہ آپؒ پر اس قدر غالب تھا کہ قرآن و سنت کی تعلیم و تعلّم کے حوالے سے آپؒ نے مدارس و مراکزِ دینیہ اور مکاتبِ قرآنیہ قائم کیے۔ اور اُن تمام علمی و دینی مراکز کی سرپرستی فرمائی، جنھوں نے علومِ شریعت کی حفاظت اور دینی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا تھا۔ خاص طور پر آپؒ نے اپنے مشائخ کے قائم کردہ مراکز و مدارس کی پوری پوری سرپرستی فرمائی۔

ان مراکز میں ازھرِ ہند دارالعلوم دیوبند، مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور اور نظارۃ المعارف القرآنیہ دہلی کی سرپرستی، نگرانی اور رہنمائی آپؒ نے فرمائی۔ اسی کے ساتھ سلسلۂ مدارس و مکاتب تعلیم القرآن کے حوالے سے قرآنی تعلیمات کو بستی بستی، شہر شہر پھیلانے کے لیے آپؒ نے بھر پور کوشش فرمائی، تاکہ دین اسلام کو مٹانے والے قرآن مخالف فکر و نظریے کا توڑ پیدا کیا جا سکے۔ اس طرح قرآنی تعلیم اور اس کا فکر و شعور گھر گھر میں پھیل کر اپنی جڑیں مضبوط کر لے۔ زوال کے دور میں قرآنی تعلیم کے ذریعے سے اپنے دین پر اعتماد بحال کرنا بڑا بنیادی کام ہے۔ دینی تعلیمات سے آگہی کے لیے اخلاص و للّٰہیت کے ساتھ مدارس و مکاتب کا قیام بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

حضرت اقدس عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ نہ صرف خود شریعت کے پختہ کار عالم دین اور تفسیر، حدیث، فقہ اور دیگر علومِ قرآنیہ پر ماہرانہ عبور رکھتے تھے، بلکہ آپؒ نے ان علومِ قرآنیہ کے فروغ کے لیے اپنے سلسلے کے مشائخ کے قائم کیے ہوئے دینی مراکز و مدارس کی سرپرستی فرمائی۔ اور تادمِ حیات ان اداروں میں خالصتاً شریعت کی تعلیم و تعلّم اور اس کے فروغ کے حوالے سے رہنمائی کا کردار ادا کیا۔ آپؒ کی اس صلاحیت پر آپؒ کے مشائخ نے بھرپور اعتماد کا اظہار کیا اور اس حوالے سے آپؒ کو اپنا قائم مقام بنایا۔ اور دارالعلوم دیوبند، مظاہر العلوم سہارن پور وغیرہ مدارس کی شوریٰ کا رُکن اور ان کا سرپرست مقرر کیا۔

www.rahimia.org

الف: دارالعلوم دیوبند کے رُکن شوریٰ اور سرپرست

جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے کہ حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ ۱۳۲۰ھ/ 1902ء سے لے کر اپنی وفات ۱۳۳۷ھ/ 1919ء تک دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے رُکن اور سرپرست رہے۔ اس عرصے میں آپؒ نے دارالعلوم کے نہ صرف انتظامی معاملات کو درست کرنے اور نظم ونسق کو بہتر طور پر چلانے کے حوالے سے مفید مشورے اور رہنمائی دی، بلکہ تعلیمی بہتری کے لیے اقدامات تجویز فرمائے۔ علمی رہنمائی فرمائی۔ اساتذہ کی تربیت کی۔ فضلائے دارالعلوم دیوبند میں اجتماعیت پیدا کرنے کے لیے جمعیت الانصار قائم کی گئی تو اُس کی سرپرستی فرمائی۔ علمی اور عملی مشورے دیے۔ اس کی ترقی کے لیے دعائیں فرمائیں۔ خاص طور پر حضرت شیخ الہندؒ کے حجاز چلے جانے کے بعد تمام علمی، عملی اور فکری پہلوؤں سے حضرت نے دارالعلوم کی سرپرستی کی۔

حضرت عالی رائے پوریؒ زندگی کے آخری ایام تک بڑی فہم وفراست اور عمدگی سے دارالعلوم دیوبند کے اہم معاملات اور انتظامی مسائل میں رہنمائی اور مشورے دیتے رہے۔ جس سے دارالعلوم ترقی کے منازل طے کرتا رہا۔ چناں چہ حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند نے ایک بار حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ سے بیان فرمایا:

> ’’محترم والدِ گرامی حضرت مولانا محمد احمد صاحب (مہتمم دارالعلوم دیوبند) فرمایا کرتے تھے کہ: جب بھی مجھے دارالعلوم کے معاملات میں پریشانی اور دقت ہوتی تھی تو میں سیدھا حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کی خدمت میں رائے پور حاضر ہوجاتا۔ اور ساری صورتِ حال گوش گزار کردیا کرتا تھا اور اس سلسلے میں مشورے کا طالب ہوتا۔ اس کے جواب میں جو کچھ حضرت اقدس رائے پوریؒ فرمایا کرتے، اس کے مطابق عمل کرنے سے تمام معاملات اور مسائل حل ہوجاتے اور دارالعلوم کا نظام ٹھیک ہوجاتا تھا۔‘‘(18)

اس طرح گویا دارالعلوم دیوبند کے نظام میں آپؒ کے مشوروں اور توجہاتِ عالیہ کو خصوصی اہمیت حاصل تھی۔ چناں چہ حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ کے وصال پر حضرت مولانا شبیراحمد عثمانیؒ نے ’’دردِ دل‘‘ کے عنوان سے جو طویل مرثیہ پڑھا تھا، اس میں انھوں نے اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی کہ آپؒ کی وفات سے دارالعلوم دیوبند کے نظام میں کس قدر خلل واقع ہوا اور دارالعلوم کا کتنا عظیم نقصان ہوا۔ وہ فرماتے ہیں: ؏

سمجھ لو کس قدر مغموم اہل مدرسہ ہوں گے
سمجھ لو کس قدر مختل نظامِ مدرسا ہوگا

www.rahimia.org

ب: مدرسہ مظاہرالعلوم سہارن پور کی سرپرستی

حضرت عالی رائے پوری جہاں دارالعلوم دیوبند کے سرپرست تھے، وہیں آپؒ مشائخ دیوبند کے قائم کیے ہوئے دوسرے مرکز مدرسہ مظاہرالعلوم سہارن پور کے سرپرست بھی رہے۔ حضرت اقدس گنگوہیؒ کی مردم شناسی نے آپؒ کو مدرسہ مظاہرالعلوم کی سرپرستی اور نگرانی کے لیے بھی چن لیا تھا۔ چناں چہ یکم/فروری 1903ء کو آپؒ کو مدرسہ مظاہرالعلوم سہارن پور کا سرپرست مقرر کیا گیا۔ اس کے بعد سے آپؒ نے باقاعدہ مدرسہ کے تمام ذیلی اداروں کے معائنے کیے، مفید مشورے دیے، مشکل اور اہم امور کی نگرانی کی اور ان کے بارے میں فیصلہ جات تحریر فرمائے۔ چناں چہ ۲۹/ ذی الحج ۱۳۲۰ھ/ 29/ مارچ 1903ء کو حضرت عالی رائے پوریؒ مدرسہ مظاہرالعلوم میں تشریف لائے اور مدرسے میں رکھی ہوئی معائنے کی کتاب میں آپؒ نے یہ تحریر قلم بند فرمائی:

''بندہ حاضر ہوا۔ رجسٹروں کا معائنہ کیا۔ سب کو حاضر و مشغول پایا۔ مولوی عنایت الٰہی صاحب (مہتمم مدرسہ) بیمار ہیں۔ ان کے اسباق کا کچھ انتظام ہوگیا۔ کچھ (اسباق) کا (انتظام) باقی ہے، جو ہونا چاہیے، کہ طلبا کا ہرج ہے۔

عبدالرحیم رائے پوری ۲۹/ ذی الحج ۱۳۲۰ھ۔''(19)

اسی طرح مہتمم صاحب مدرسہ مظاہرالعلوم سہارن پور مدرسے کی طبع شدہ ایک روئیداد میں تحریر فرماتے ہیں:

''۴/ محرم الحرام ۱۳۲۱ھ (2/ اپریل 1903ء) کو جب کہ زبدۃ الفضلا جناب مولانا مولوی عبدالرحیم صاحب ادام اللہ ظلہٗ رائے پوری سرپرست مدرسہ ـــــ **عمّرھا اللّٰہ دائماً** ـــــ بہ غرضِ معائنۂ مدرسہ تشریف لائے تو میں نے بحیثیت مدرسہ کے مہتمم ہونے کے، درخواست پیش کی کہ سالانہ امتحان میں کامیاب ہونے والے طلبا مدرسہ کو انعام تقسیم ہونے کا اڑتیسواں سالانہ جلسہ حسبِ دستورِ سابق ہونا چاہیے۔ مولانا ممدوح نے فرمایا کہ:

''ممبران مدرسہ سے باقاعدہ رائے لینی چاہیے۔''

چناں چہ مولانا ممدوح الصدر کی موجودگی ہی میں ساتویں محرم ۱۳۲۱ھ (5/ اپریل 1903ء) کو ممبرانِ مدرسہ جمع ہوئے اور بالاتفاق یہ رائے قرار پائی کہ جلسے کا انعقاد ۱۹ یا ۲۷ محرم (۱۳۲۱ھ) کو ہونا مناسب ہے۔''(20)

اسی طرح مدرسہ مظاہرالعلوم کے حسابات چیک کرتے ہوئے ایک دفعہ حضرت عالی رائے پوریؒ نے مدرسے کے رجسٹر پر یہ اندراج کیا ہے:

www.rahimia.org

’’(سابق ناظم) علی محمد صاحب کے حساب میں غلطی نکلی، جو عمداً (جان بوجھ کر) نہیں، سہواً (بھول کر ہوئی) ہے۔ (اس غلطی کی وجہ سے جو نقصان ہوا) نصف وہ ادا کریں اور نصف میں اپنے پاس سے ادا کروں گا۔

فقط عبدالرحیم ۲۵ر ربیع الثانی ۱۳۲۳ھ (30/ جون 1905ء)‘‘(21)

مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور کی ان تمام تر خدمات، مشاورت اور رہنمائی کے باوجود ذاتی حوالے سے مشائخ رائے پور کی احتیاط کا عالم یہ تھا کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ تحریر فرماتے ہیں:

’’ہر دو حضرات رائے پوری (حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری اور حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہما) اور شیخ الاسلام (حضرت مولانا سید حسین احمد) مدنیؒ کا یہ معمول (بڑے) اہتمام سے رہا ہے کہ مدرسے کے سالانہ جلسے میں بھی مدرسے کا کھانا نوش نہیں فرماتے تھے۔ اعلیٰ حضرت رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ کا تو قیام ہی دوسری جگہ ہوا کرتا تھا۔ شنبے (ہفتے) کی شام کو مدرسہ (مظاہر العلوم) قدیم کی مجلس میں اور اتوار کی صبح کو جامع مسجد (سہارن پور کے جلسۂ مدرسہ) میں تشریف بری ہوتی تھی۔‘‘(22)

اس طرح حضرت عالی رائے پوری تاحیات مدرسہ مظاہر العلوم کی سرپرستی فرماتے رہے۔ یاد رہے کہ مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور کے آئین کے مطابق حضرات سرپرستان کو مدرسے کے نظم و نسق کے بارے میں مکمل اختیارات حاصل تھے۔ اور کوئی کام ان کی رہنمائی، مشاورت اور فیصلے کے بغیر نہیں ہوسکتا تھا۔

ج: نظارۃ المعارف القرآنیہ دہلی کی سرپرستی

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ اور حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کے مشورے سے جب سیاسی حکمتِ عملی کے تحت حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ دیوبند سے دہلی تشریف لے گئے تو انھی حضرات کی رہنمائی میں انھوں نے مسجد فتح پوری دہلی میں ’’نظارۃ المعارف القرآنیہ‘‘ قائم کیا۔ حضرت اقدس رائے پوریؒ نے دو سال (1913ء تا 1915ء) تک نظارۃ المعارف القرآنیہ دہلی کے پورے کام میں مکمل سرپرستی فرمائی۔ حضرت سندھیؒ نے حضرت شیخ الہندؒ اور حضرت عالی رائے پوریؒ کے مشورے سے اپنے کام کو آگے بڑھایا۔ حضرت شیخ الہندؒ خاص طور پر اس حوالے سے مشورہ کرنے کے لیے رائے پور تشریف لایا کرتے تھے، جس کا تذکرہ حضرت کی مجالس میں ہے۔

د: مدرسہ فیض ہدایت رائے پور کا قیام

آپؒ نے اپنے مشائخ اور احباب کے قائم کردہ دینی مراکز و مدارس کی سرپرستی، نگرانی اور رہنمائی کے ساتھ ساتھ شروع دن سے ہی قصبہ رائے پور میں قرآنی تعلیم و تعلّم کے لیے ایک مدرسہ ’’فیض ہدایت‘‘ قائم

www.rahimia.org

فرمایا تھا۔ سب سے پہلے یہ مدرسہ جامع مسجد قصبہ رائے پور میں شروع کیا تھا، پھر ۱۳۰۸ھ/ 1890ء میں براہِ راست اپنی نگرانی میں اپنے باغ ''گلزارِ رحیمی'' میں یہ مدرسہ منتقل فرمایا اور اپنے شاگرد حضرت مولانا خدا بخش صاحبؒ کے ذریعے سے قرآن حکیم کی صحیح تعلیم و تعلّم کا سلسلہ شروع کیا۔ ان کی انھی خدمات کی وجہ سے انھیں ''شیخ القرآن'' کہا جاتا ہے۔ قرآنِ حکیم کو صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھنے پڑھانے کے لیے یہ ایک بہترین مکتب تھا۔ رائے پور کے اس مثالی مدرسے کے بارے میں حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھیؒ تحریر فرماتے ہیں:

''خود آپؒ کے باغِ رائے پور میں بھی ایک مدرسہ تھا، جو توکل کا مجسمہ تھا، کہ نہ کوئی جائیداد اس کے لیے وقف تھی، نہ کہیں سے چندہ مقرر تھا، بلکہ حاضر ہونے والے مخلصین میں سے کوئی اہل مال یا خوش حال حاضر ہوتا تو اُن کے سامنے مدرسے کا تذکرہ کرنا بھی آپؒ کو گراں گزرتا تھا کہ یہ تذکرہ بھی ایک قسم کا سوال ہے۔ اور مخلوق پر اپنی حاجت پیش کرنا یا اُس میں کسی قسم کی اُن سے مدد چاہنا آپؒ کی طبعی غیرت کو گوارا نہ تھا۔ بایں ظاہری بے سرو سامانی کے بستی کا یا باہر کا، جو بچہ بھی پڑھنے کے خیال سے آتا، وہ بہ شوق و رغبت لیا جاتا۔ اور اس کو اپنا محسن سمجھ کر محبت و شفقت کے ساتھ فوراً داخل کرلیا جاتا تھا۔...

صبح صادق سے ڈھائی گھنٹہ قبل آخر شب میں سب کو جگا دیا جاتا تھا اور وہی وقت ان بچوں کے اپنا سبق یاد کرنے کا ہوتا تھا۔ چار چار پانچ پانچ طلبا دائرہ بنا کر ایک چراغ بیچ میں رکھ کر تھوڑے تھوڑے فاصلے پر بیٹھ جاتے اور دن میں پڑھا ہوا سبق یاد کر کے اٹھا کرتے تھے۔ اس طرح بچپن ہی سے اُن کو آخر شب میں اٹھنے کی عادت ہوجاتی۔ اور وہ برکات، جو اس مبارک وقت میں قدرت نے رکھی ہیں، بآسانی اُن کو حاصل ہوجاتی تھیں۔''(23)

رائے پور کے اس مثالی مدرسے میں قرآن شریف کے حفظ و ناظرہ کے ساتھ ساتھ یہ نظم بھی تھا کہ بچوں کو دیگر بنیادی اور عملی زندگی میں کام آنے والے علوم پڑھا دیے جائیں۔ چناں چہ بنیادی عقائد اور شرعی احکام کے لیے ''اصولِ اسلام'' اور ''تعلیم الاسلام'' یاد کرائی جاتی تھی۔ اور یہ دونوں رسائل بھی حضرت عالی رائے پوریؒ نے حضرت مفتی کفایت اللہ صاحبؒ سے تحریر کروائے تھے۔ اردو، ریاضی اور معاشرتی علوم کی ضروری تعلیم دی جاتی تھی، تاکہ آئندہ زندگی میں جاہل مطلق نہ رہیں، بلکہ معاشی اور معاشرتی زندگی میں اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا سیکھیں اور کسی کے محتاج بن کر نہ رہیں۔

چناں چہ مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ لکھتے ہیں:

''قرآن شریف کے ساتھ اردو کی دینیات اور نماز روزہ کے مسائلِ ضروریہ کے رسائل

www.rahimia.org

بچوں کو پڑھائے جاتے، تختی لکھوائی جاتی۔ حساب کتاب سکھایا جاتا اور اس قابل بنادیا جاتا تھا کہ مدرسہ سے جا کر اپنی کھیتی وغیرہ وسائل معاش کے کام میں لگیں۔ مگر جنگلی بن کر نہیں، بلکہ آدمی اور ولی بن کر لگیں کہ دین کا کوئی پہلو کمزور نہ ہو۔ اور ان کی سادہ راحت کے گزران میں نقصان نہ آوے۔''(24)

اس مدرسے میں دینی تعلیم وتعلّم کے اس مذکورہ بالا نصاب کے علاوہ اَخلاقِ حسنہ پیدا کرنے کے لیے بھی تربیت کا بڑا اہتمام تھا۔ بلند انسانی اَخلاق مثلاً خدمتِ انسانیت، مخلوق پر شفقت، قومی حریت اور صبر و استقامت وغیرہ بچوں میں پیدا کیے جاتے تھے۔

چناں چہ مولانا میرٹھیؒ لکھتے ہیں:

''مکتب کیا تھا، نائبِ رسول، جامع شریعت و طریقت شیخ کی خانقاہ تھی، جس میں کچی لکڑیوں (یعنی نونہال بچوں) کو بہ آسانی سیدھا کیا جاتا تھا۔ اور ان اَخلاقِ حسنہ کو ان کی عادت اور خُو (عادت) بنا کر دلوں میں رچایا جاتا تھا، جو بڑے ہوکر برسوں کے مجاہدے سے بھی حاصل نہیں ہوسکتیں۔ ایثار و شفقت علی الخلق (انسان دوستی) کا ان بچوں میں ایک خاص مضمون ہوتا تھا اور قناعت وصبر واستقامت کا ایک مخصوص رنگ ان میں پایا جاتا تھا۔''(25)

رائے پور میں جس باغ میں حضرت عالی رائے پوریؒ کا قیام تھا، وہ آپؒ کو اپنی والدہ کی جانب سے وراثت میں ملا تھا۔ اسی طرح اس کا کچھ حصہ آپؒ کی والدہ کے خاندان سے تعلق رکھنے والے حضرات نے آپؒ کو دیا تھا۔ آپؒ نے اس پورے باغ کو مدرسہ فیض ہدایت کے نام وقف کردیا۔ اور تمام عمر وقف کے متولی کی حیثیت سے اس کی نگرانی اور سرپرستی فرماتے رہے۔ حضرت عالی رائے پوریؒ کی زندگی میں اس مدرسے کا کوئی اور متولی قطعی طور پر نہیں تھا۔ حضرتؒ ہی تمام نظم ونسق چلاتے تھے۔ البتہ دفتری اُمور سرانجام دینے کے لیے ملا عبدالعزیز رائے پوری بہ طورِ خادم کام کرتے تھے۔

اس مدرسے میں آپؒ نے اپنی علمی ضروریات کے پیشِ نظر قرآن حکیم، تفسیر، حدیث، فقہ، فلسفہ، تصوف اور دیگر علوم کی کتابوں پر مشتمل ایک وقیع کتب خانہ قائم فرمایا تھا، جس میں نہ صرف عطیہ کی ہوئی کتابیں جمع کی جاتی تھیں، بلکہ آپؒ نے اپنے ذاتی کتب خانے کو بھی اس میں ضم کردیا تھا۔ آپؒ کی خرید کردہ ذاتی کتب بھی ایک بڑے وسیع ذخیرے پر مشتمل تھیں۔ آپؒ نے انھیں بھی مدرسے کے نام وقف کردیا تھا۔ حضرت عالی رائے پوریؒ نے اپنی زندگی میں ۱۳۳۴ھ/ 1916ء میں اس کتب خانے اور مدرسے کا ناظم اور متولی اپنے بھانجے حضرت مولانا محمد اشفاق رائے پوریؒ کو بنا دیا تھا۔ اور اپنی تمام جائیداد اور کتابیں اس مدرسے کے لیے وقف کردی تھیں۔

www.rahimia.org

ھ: ہندوستان بھر میں مکاتبِ قرآنیہ کا قیام اور ان کی سرپرستی

حضرتِ اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کی ایک بہت عظیم کاوش یہ تھی کہ اکابرین مشائخ کے طرز پر صحیح تلفظ کے ساتھ قرآن حکیم کی تعلیم وتعلّم کا اہتمام کیا جائے۔ چناں چہ آپؒ نے ہندوستان بھر میں گاؤں گاؤں، بستی بستی قرآن حکیم کی تعلیم کے مکاتیب و مدارس قائم کیے، جس میں صحیح تلفظ کے ساتھ بچوں کو قرآن حکیم پڑھانے کا انتظام کیا جاتا تھا۔ نیز بنیادی دینی مسائل کی تعلیم اور دنیاوی معاملات کی سمجھ پیدا کرنے کا بھی اہتمام کیا جاتا تھا۔ اس کے لیے آپ نے مدارس و مکاتیب کا ایک پورا نظام قائم کیا ہوا تھا۔

حضرت مولانا نور محمد لدھیانویؒ اس کے ذمے دار اور نگران تھے۔ بچوں کی عام فہم تعلیم کے لیے آپؒ نے انھیں سے ''نورانی قاعدہ'' لکھوایا اور ابتدائی دینی مسائل اور عقائد کی تعلیم کے لیے مفتیِ اعظم ہند، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ سے رسالہ ''اصولِ اسلام'' اور ''تعلیم الاسلام'' لکھوایا اور تمام مکاتیبِ قرآنیہ میں بطورِ نصاب جاری فرمایا۔ مدارس کے اساتذہ اور معلّمین کی تربیت کے لیے مولانا نور محمد لدھیانویؒ سے ہی ''**تعلیم المعلّمین**''لکھوائی اور اساتذہ کی تربیت کے لیے ورکشاپس کا اہتمام کروایا۔

اس حوالے سے حضرت اقدس عالی رائے پوری کی جانب سے حضرت مولانا اللہ بخش بہاول نگریؒ کے نام ایک خط میں مولانا نور محمد لدھیانویؒ لکھتے ہیں:

> ''حسبِ ارشاد حضرت قطب الوقت شاہ عبدالرحیم صاحب (رائے پوری) ایک جلسہ معلّمین مکاتبِ اسلامیہ بتاریخ ۱۱رمحرم الحرام ۱۳۳۴ھ/ 19رنومبر 1915ء، بمقام مدرسہ فیض ہدایت رائے پور ضلع سہارن پور منعقد ہوگا۔ لہٰذا آں جناب کی خدمت میں گزارش ہے کہ آپ بھی ایک روز قبل از جلسہ یعنی پنج شنبہ (جمعرات) ۱۰رمحرم الحرام کی شام تک رائے پور پہنچ جائیں، تاکہ علی الصبح شاملِ جلسہ ہوں۔ اس جلسے میں اس امر پر غور کیا جائے گا کہ تعلیم کا انتظام کیا ہو، جس سے طلبا جلدی پڑھنا سیکھیں اور ان کو علم کا شوق اور رغبت پیدا ہو۔ بواپسی ڈاک ارادۂ تشریف آوری سے مطلع فرمائیں۔
>
> والسلام۔ نور محمد از رائے پور مدرسہ فیض ہدایت۔''(26)

اس طرح حضرت عالی رائے پوریؒ نے مکاتبِ اسلامیہ و مدارسِ قرآنیہ کا ایک مربوط نظام قائم فرمایا، جس میں اساتذہ اور طلبا کی تربیت کا انتہائی اہتمام کیا جاتا تھا۔ ان مدارس و مکاتب کے سلسلے میں خاص طور پر صوبہ یوپی، پنجاب اور ریاست بہاولپور کے مختلف شہروں میں بڑا کام کیا گیا، جس کی وجہ سے قرآنِ حکیم کی بنیادی اور ابتدائی تعلیم کا غلغلہ پورے ہندوستان میں پھیل گیا۔ چناں چہ دین پور ضلع بہاول نگر میں

www.rahimia.org

''مدرسہ انوارِ ہدایت'' اور خیر پور ٹامے والی کی ''سبز مسجد'' میں مدرسے کے قیام اسی سلسلے کی کڑی ہے۔

مدارس کی ایسی سرپرستی اور اپنے اکابر کا اعتماد حاصل ہونے کی وجہ سے ہی آپؒ کے محبوب دوست اور دستِ راست حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس سرۂ اپنے مرثیے میں حضرت عالی رائے پوریؒ کے بارے میں فرماتے ہیں:

نورِ چشم اکابر و اَعلام
ملجاء و مأمنِ خواص و عوام

سرپرستِ مدارسِ اسلام
مُردم دیدۂ رشیدِ انام

زینت و زیب الف ثانی مُرد
شاہ عبدالرحیم ثانی مُرد

(ترجمہ اشعار: حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری ہمارے اکابر اور عظیم بزرگوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں اور عوام و خواص؛ غرض یہ کہ تمام لوگوں کے لیے امن و اطمینان کی جگہ اور پناہ گاہ ہیں (گویا عوام تو اپنے مسائل کے لیے آپ کے پاس آتے ہی ہیں، خواص حضراتِ اُمت بھی اہم امور میں مشوروں اور راہنمائی کے لیے آپ کے پاس آکر پناہ لیتے ہیں۔ اسلام کے مدارس و مراکز کی سرپرستی فرمانے والے ہیں اور لوگوں کے محبوب حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرۂ کی آنکھ کی پتلی ہیں (اس شعر میں حضرت شیخ الہندؒ نے انتہائی معنی خیز تشبیہ دے کر صورت حال کی ہمہ گیر اور صحیح عکاسی کی ہے۔)

حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری سن ہجری کے ہزارہ دوم کے تجدیدی کام کی زیب و زینت کرنے والے ہیں اور اسی جدوجہد میں زندگی صرف کرنے والے یہ دوسرے شاہ عبدالرحیم ہیں جو وفات پا گئے ہیں۔)

الغرض! حضرت اقدس عالی رائے پوری قدس سرۂ نہ صرف علومِ شریعت کے محقق عالم اور بحرِ ذخار کی حیثیت رکھتے تھے، بلکہ انھوں نے علومِ شریعت کے فروغ کے لیے مدارسِ دینیہ اور مکاتیبِ قرآنیہ کی سرپرستی فرمائی۔ اس کے لیے جدوجہد اور کوشش کی۔ حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ جیسے ان اکابرین اُمت اور مجددین ملت کی جدوجہد سے شریعت کی حقانیت لوگوں کے سامنے واضح ہوئی اور علومِ قرآنیہ کے فروغ اور اس کے بستی بستی گاؤں گاؤں پھیلاؤ کا جذبہ عام ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان اولیاء اللہ کی جدوجہد کے تناظر میں شریعتِ حقہ کے ساتھ سچی وابستگی نصیب فرمائے۔ آمین!

www.rahimia.org

حوالہ جات وحواشی

1۔ تذکرة الخلیل. ایضاً۔ ص:37-236۔ طبع: سہارن پور۔

2۔ عظمتِ قرآن۔ خطاب حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ، ص:6، طبع: 1916ء۔

3۔ یہ حدیث امام ترمذیؒ نے روایت کی ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: عن عبدالله بن مُغفّل قال: قال رسول الله صلّی الله علیه وسلّم: ''اللّٰہ اللّٰہ فی اصحابی لا تتّخذوھم غرضًا بعدی، فمن أحبّھم فبحُبّی أحبّھم، و من أبغضھُم فبِبُغضی أبغضھم، و من أذاھم فقد أذانی، و من أذانی فقد أذی اللّٰہ، فمن أذی اللّٰہ فیوشک أن یأخذه.'' (میرے صحابہؓ کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ میرے بعد انھیں نشانہ نہ بنانا، جو ان سے محبت رکھے گا تو میری محبت ان کے ساتھ ہوگی۔ جو ان سے بغض رکھے گا تو میرا بغض ان سے ہوگا۔ جس نے انھیں تکلیف پہنچائی، اس نے مجھے تکلیف دی۔ جس نے مجھے تکلیف دی، اس نے اللہ کو تکلیف دی اور جس نے اللہ کو تکلیف پہنچائی تو وہ پکڑ لیا جائے گا۔) (رواہ الترمذی. کتاب المناقب. باب فی من سبّ أصحاب النبیّ ﷺ. حدیث نمبر3862. ص:1036. طبع: بیروت)

4۔ تذکرة الخلیل، تالیف: مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ، ص: 246 تا 248، طبع: سہارن پور۔

5۔ ایضاً۔ ص:51-250۔

6۔ یہ حدیث امام بخاری، امام مسلم اور امام ترمذیؒ نے اپنی کتابوں میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے۔ (''صحیح بخاری'' : کتاب الأدب. باب علامة الحُبّ فی اللّٰہ. حدیث نمبرات 6168 تا 6171۔ ''صحیح مسلم'': کتاب البرّ و الصِّلة. باب المرء مع من اَحبّ. حدیث نمبر 6710 تا 6720۔ نیز ''سنن الترمذی'': کتاب الزُّھد. باب ما جاء انّ المرء مع من احبّ. حدیث نمبر 2385 تا 2387۔ طبع: بیروت)

7۔ یہ حدیث امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے۔ پوری حدیث اس طرح ہے: ''عن عائشةؓ، قالت: قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلّم فی مرضه: ''اُدعی لی ابابکرٍ، و اَخاکِ، حتّٰی اکتب کتابًا، فإنّی أخاف ان یتمنّٰی متمنٍ.'' و یقول قائل: ''انا اولٰی''. و یأبی اللّٰہ و المؤمنون إلاّ أبابکر. (حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرضِ (موت) کی حالت میں ارشاد فرمایا: ''ابوبکر اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلاؤ، تاکہ میں ایک تحریر لکھ دوں۔ اس لیے کہ مجھے ڈر ہے کہ کوئی تمنا رکھنے والا آرزو کرے اور کہے کہ میں زیادہ بہتر ہوں۔ حال آں کہ اللہ اور مسلمانوں کی جماعت ابوبکر کے علاوہ کسی پر راضی نہیں ہیں۔'' (''صحیح مسلم'' : کتاب فضائل الصّحابة، باب من فضائل أبی بکرٍ الصّدیق رضی اللّٰہ عنه ، حدیث نمبر 6181، ص:999۔ نیز ''مشکٰوة المصابیح'': باب مناقب ابی بکر الصدیق رضی اللّٰہ عنه۔ حدیث نمبر 6021۔ طبع: بیروت)

8۔ تذکرة الخلیل. تالیف: مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ۔ ص:53-252۔ طبع: سہارن پور۔

9۔ المهنّد علیٰ المفنّد مشمولہ عقائد علمائے دیوبند اور حسام الحرمین، ص:275، طبع: دارالاشاعت، کراچی۔

10۔ اَلنّفائس المرغوبه فی حکم الدُّعاء بعد المکتوبه ۔ از حضرت مفتی اعظم، مفتی کفایت اللہ دہلویؒ۔

www.rahimia.org

ص:28۔ طبع اول۔

11۔ حیاتِ شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ، از مولانا سید اصغر حسین دیوبندی، ص:236۔ ادارہ اسلامیات، لاہور۔

12۔ امالی عبیدیہ، املا امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ، مرتبہ: شیخ رشید احمد لدھیانویؒ، بہ قلم مولانا مقبول عالم، ص:206، طبع: رتن پبلی کیشنز، اسلام آباد، 2006ء۔

امالی عبیدیہ جلد اوّل کا اصل قلمی نسخہ اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے کتب خانے میں محفوظ ہے۔ اس قلمی نسخے کا عکس راقم سطور کے پاس موجود ہے۔ قلمی نسخے کا صفحہ نمبر 194 ہے۔

13۔ یہ روایت ہم نے کئی بار اپنے مشائخ رائے پور سے سنی ہے۔ اس کی تفصیل سیّد انور حسین نفیس الحسینی (مجاز حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ) نے اپنے ایک مضمون میں بیان کی ہے۔ دیکھئے! مضمون ''تحریکِ ریشمی رومال کے سرپرستِ اعلیٰ؛ شاہ عبدالرحیم رائے پوری'' از سید انور حسین نفیس الحسینی۔ مطبوعہ: ماہنامہ تذکرہ، لاہور۔

14۔ مکاتیب شیخ الہندؒ اور ان کی سیاسی تحریک کا ایک مطالعہ۔ مرتبہ: ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہان پوریؒ، ص:126، طبع: کراچی۔

15۔ مقدمہ ترجمہ قرآن از حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس سرہٗ، طبع اول، مشمولہ تفسیری فوائد ''موضح الفرقان''

16۔ حیاتِ شیخ الہندؒ از میاں اصغر حسین محدث۔ ص:131۔ طبع: لاہور۔

17۔ نصیحت نامہ از حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ، طبع کتب خانہ یحیویہ، سہارن پور۔

18۔ روایت حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائپوریؒ، مسند نشین ثالث خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور۔

19۔ تاریخ مظاہر، تالیف: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ، ج:1، ص:90-89، مطبوعہ: کتب خانہ اشاعت العلوم، محلّہ مفتی، سہارن پور، 1392ھ۔

20۔ ایضاً، ص:97۔

21۔ ایضاً، ص:106۔

22۔ ایضاً، ص:155۔

23۔ تذکرۃ الخلیل، از مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ، ص:38-237، طبع: سہارن پور۔

24۔ ایضاً، ص:239۔

25۔ ایضاً۔

26۔ مکتوب نمبر ۲۵/۲۶، دیکھئے اسی کتاب کا چھٹا باب؛ مکتوبات حضرت عالی رائے پوریؒ۔

☆

www.rahimia.org

تیسرا باب

تزکیۂ نفوس میں رُشد و ہدایت کے تاجدار

تصفیہ ٔ باطن اور تزکیۂ نفوس کے حوالے سے حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کی بلند مرتبت حیثیت کو بیان کرتے ہوئے حضرت مولانا عبدالسمیع دیو بندیؒ نے اپنے مرثیے میں یہ شعر کہا ہے: ع

وہ چرخِ طریقت کے بدرِ منیر
وہ مہرِ حقیقت کے نور و ضیا

دین اسلام کا دوسرا اہم ترین شعبہ، یعنی طریقت و احسان حضرت عالی رائے پوریؒ کی زندگی کا فطری اور طبعی حصہ ہے۔ آپؒ دین اسلام کے اس شعبے کی گویا چلتی پھرتی تصویر تھے۔ آپؒ کا وجود علومِ باطنی کا منبع و مرکز تھا۔ چناں چہ جب دین کے غلبے کا ''جذبۂ صادقہ'' شعبۂ ''طریقت'' اور راہِ سلوک و احسان کے حوالے سے آپؒ کے جملہ لطائفِ کامنہ اور بارزہ میں متحرک ہوتا ہے تو آپؒ انسانی قلوب کے تزکیے اور تصفیۂ باطن کا نہایت اونچا معیار قائم کرتے ہیں۔

رُشد و ہدایت کے تاجدار

طریقت کے حوالے سے تربیتِ باطن اور تزکیۂ نفوس کا کام حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ کی زندگی کا وہ پہلو ہے، جو محتاجِ تعارف نہیں۔ خانقاہِ رائے پور تربیت باطن کی مثالی درس گاہ ہے۔ جو شخص رائے پور میں ''گلزارِ رحیمی'' کے دائرے میں ایک دفعہ آجاتا ہے، وہ آج بھی اپنی آنکھوں سے انوار باطنی کا مشاہدہ کرسکتا ہے۔ حضرت اقدس عالی رائے پوری کی مجلس تو انوارات و برکات کا خزانہ تھی۔ تعمیر باطن اور تکمیل اخلاص و احسان کے حوالے سے آپؒ منصبِ رُشد و ہدایت کے تاجدار تھے۔

مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ لکھتے ہیں:

''آپؒ پر (شانِ) محبوبیت غالب تھی۔ ہر کِہ و مِہ کا دل آپؒ کی طرف کھنچتا تھا۔ آپؒ کی مجلس انوار و برکات کی مخزن تھی، آپؒ کی صورت دیکھ کر اللہ یاد آتا تھا۔ آپؒ نے ''چاہِ کنعان'' میں چھپنے کی لاکھ کوشش کی، مگر قدرت نے آپؒ کو ''بازارِ مصر'' میں نکال کر آخر منصۂ ظہور اور تختِ عروج اور شہرت پر لا بٹھایا۔ آپؒ (تواضع و انکساری میں) ''دانۂ تخم'' کی طرح لاکھ مٹے، مگر

www.rahimia.org

''کشتِ زار'' ہوکر مخلوق کو شکم سیر بنانے کے لیے باہر نمودار ہوئے بغیر نہ رہے۔ آپؒ دنیا کے لیے رحمتِ الٰہیہ تھے کہ اجابت (دعاؤں کی مقبولیت) آپؒ کی دعاؤں کا استقبال کرتی تھی۔ آپؒ منصبِ ارشاد و ہدایت کے تاجدار تھے کہ درخت کا پتہ پتہ اور نہر کا قطرہ قطرہ حاضرین کو ذکراللہ کا سبق پڑھایا کرتا تھا۔ آپؒ کی عمر اپنے مولیٰ کی یاد میں ختم ہوئی کہ تین برس کی عمر سے آپ کے قلب میں قطبِ وقت مولانا (رشید احمد) گنگوہی رحمۃ اللہ کی محبت کا تخم جما اور آخر اسی میں تمام (ختم) ہوگئے کہ ہڈیوں کا گودا بھی جل جل کر خشک ہوگیا۔ ع (1)

وہ راز ہوں، جو عیاں ہو کے بھی، عیاں نہ ہوا
وہ نکتہ ہوں، جو بیان ہو کے بھی بیاں نہ ہوا
رُواں رُواں مِرا، کیا عشق میں زباں نہ ہوا
بیاں نہ ہونا تھا، یہ حالِ دل، بیاں نہ ہوا''

غرض کہ آپؒ کا قلب مبارک مہبط انوار الٰہی تھا اور صفائے باطن میں اپنی مثال نہیں رکھتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے وجودِ مبارک کی موجودگی سے گردوپیش کی تمام اشیا سے ذکراللہ کی آواز آتی تھی۔ آپؒ سے ایک عالَم نے فیض حاصل کیا اور تربیتِ باطنی کے مراحل طے کیے۔

حضرت عالی رائے پوریؒ میں نسبتِ جامعہ کا ظہور

حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ کو اپنے مشائخ سے تمام سلاسل عالیہ کی نسبتِ جامعہ کا فیضان ملا تھا اور سلوک و احسان میں آپؒ کی حقیقی ''نسبت'' نسبتِ جامعہ ہی تھی، جو آپؒ کو حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ سے حاصل ہوئی تھی۔ چوں کہ آپؒ کو اپنے شیخ حضرت اقدس گنگوہی قدس سرہٗ سے جو عشق اور محبت تھی، اس کا اثر ''نسبت'' کی یکسانیت کی صورت میں ظاہر ہوا۔ حضرتِ اقدس گنگوہی قدس سرہٗ میں سلوک و احسان کی نسبتِ جامعہ کا ظہور ''نقشبندی نسبت'' کی صورت میں ہوا تھا۔ آپؒ پر نقشبندی نسبت کا غلبہ رہتا تھا، جو ولی اللّٰہی سلسلے کے فیضان سے آپؒ کو حاصل ہوئی تھی۔ اسی طرح حضرت اقدس رائے پوریؒ میں بھی نسبتِ جامعہ کا ظہور ''نقشبندی نسبت'' کے غلبے کی صورت میں رہا ہے۔ چناں چہ آپؒ کے جانشین حضرتِ اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ فرماتے ہیں:

> ''حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کی غالب نسبت ''نقشبندیہ'' تھی اور ہمارے حضرت (اقدس رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ پر بھی ''نسبتِ نقشبندیہ'' ہی غالب تھی۔''(2)

سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگوں کی نسبت کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ وہ اپنی اس نسبتِ عالیہ کی وجہ سے نہ صرف خود بڑے بلند ترین مقام پر فائز ہوتے ہیں، بلکہ اپنی نسبتِ قویہ کی وجہ سے میر کارواں بن

www.rahimia.org

کر اپنی جماعت کی تربیت کے لیے، دور کے مناسبِ حال حکمتِ عملی اختیار کرتے ہیں۔ اس طرح اپنے متعلقین کو ایسے راستے سے منازلِ ایمان و عرفان تک پہنچا دیتے ہیں، جنھیں خود قافلے والے بھی بہ ظاہر سمجھ نہیں پاتے۔ چناں چہ ایسے مخفی راستے سے قافلے کا رُخ حرم کی طرف پھیر دیتے ہیں، جو عام نظروں سے اوجھل ہوتا ہے۔ ان کی اسی قوی نسبت کی ترجمانی یہ شعر کرتا ہے: ع

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اَند

کہ بُرند از رہ پنہاں بہ حرم قافلہ را

(نقشبندی بزرگ بھی عجیب قافلہ سالار ہوتے ہیں،

کہ چھپے راستہ سے قافلے کو حرم شریف پہنچا دیتے ہیں۔)

حضرت عالی رائے پوریؒ کی نسبتِ قویہ مشائخ کی نظر میں

حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کے اجل خلفا میں تین نام بڑے اہم ہیں۔ حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ، حضرت اقدس شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی قدس سرہٗ اور حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری قدس سرہٗ۔ یہ تینوں حضرات اپنی جگہ پر بڑی عالی نسبت، پختہ فکر اور علم و عمل میں بڑے اونچے مرتبے پر فائز تھے۔ تینوں کے درمیان وحدتِ فکری اور محبت و یگانگت کا یہ عالم تھا کہ یک جان اور سہ قالب تھے۔ ہر ایک اپنے کو باقی دونوں سے کم تر اور ناقص سمجھتا تھا، لیکن بایں ہمہ ہر ایک میں ایک خاص رنگ کا غلبہ اور جامعیت کا ایک خاص پہلو تھا۔

سلوک و احسان اور طریقت کے حوالے سے حضرت اقدس عالی رائے پوری بہت اونچے مقام پر فائز تھے۔ دیگر حضرات مشائخ کے نزدیک آپؒ کی نسبت بہت قوی تھی۔ چناں چہ بہت سے حضرات نے اس کا اظہار بڑے واضح الفاظ میں کیا ہے۔

1۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کی نظر میں

حضرت عالی رائے پوریؒ کی نسبتِ عالیہ کی حقیقت واضح کرتے ہوئے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس سرہٗ اپنے محبوب دوست آپؒ کو ''چشمۂ فضل و معدنِ احسان'' اور ''ساقیٔ بزمِ وحدت و عرفاں'' قرار دیتے ہیں۔

چناں چہ ''مسدسِ مالٹا'' میں فرماتے ہیں:

رہنمائے مسالک ایمان

رہ گزائے منازلِ ایقان

www.rahimia.org

رہ نوردِ مراحلِ احسان
ساقیٔ بزمِ وحدت و عرفان
چشمۂ فضل و معدنِ احسان
کاشفِ رمزِ علم القرآن

یہی وجہ ہے کہ حضرت شیخ الہندؒ اپنے مریدین اور شاگردوں کو حضرت عالی رائے پوریؒ کے پاس بھیجتے تھے۔ اور آپ کے بتلائے ہوئے معمولات اور ہدایات پر پابندی کے ساتھ عمل کا حکم دیتے تھے۔ چناں چہ حضرت شیخ الہندؒ اپنے ایک مرید کو لکھتے ہیں:

''بندہ محمود سلام مسنون کے بعد ملتمس ہے: عنایت نامہ موصول ہوا۔ حضرت رائے پوریؒ نے جو آپ کو تعلیم فرمایا، اس کو بالالتزام (لازمی طور پر) کرنا ضروری ہے۔ اگر طبیعت کاہلی (سستی) کرے تو بالجبر اپنے معمولات کو پورا کرو۔'' (3)

2۔ حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ کی نظر میں

اسی طرح قطب الارشاد حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری قدس سرہٗ کا یہ معمول رہا کہ جب بھی آپؒ حجاز وغیرہ کے سفر پر جاتے تو اپنے متعلقین و متوسلین کو حضرت عالی رائے پوریؒ کے سپرد کر کے جاتے تھے۔ چناں چہ مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ لکھتے ہیں:

''حضرت (مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ) سفرِ حجاز کو تشریف لے جاتے تو اپنے تمام متوسلین کو یہ وصیت فرما کر جاتے تھے کہ رائے پور کی حاضری دیتے رہیں۔ اور جس امر میں مشورہ یا استفسار (کچھ پوچھنے) کی حاجت پیش آوے، وہ مولانا (شاہ عبدالرحیم) رائے پوریؒ سے پوچھیں۔'' (4)

3۔ حضرت حاجی صاحبؒ کے خلیفہ مولانا محبّ الدین مکیؒ کی نظر میں

حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ کی نسبتِ عالیہ کے حوالے سے مشہور صاحبِ کشف بزرگ حضرت مولانا محبّ الدین مکیؒ خلیفہ مجاز حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ کا بیان نقل کرتے ہوئے حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ تحریر فرماتے ہیں:

''احقر حضرت مولانا محبّ الدین صاحب (مکی) جو کہ اعلیٰ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی صاحب کے خاص خلفا میں تھے اور صاحبِ کشف مشہور تھے، کے پاس بیٹھا تھا۔...

انھوں نے فرمایا:

''میں نے مولانا رشید احمد صاحب کو نہیں دیکھا اور مجھ سے کہا گیا ہے کہ وہ ''قطب

www.rahimia.org

الارشاذ'' تھے۔ میں نے مولانا گنگوہیؒ کے خلفا کو دیکھ کر سمجھ لیا کہ واقعی وہ ''قطب الارشاذ'' تھے، جو ایسے ایسے کامل بنا گئے تھے۔''

مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کا بیان ہے کہ:

''میں نے جرأت کر کے دریافت کیا کہ مولانا (شاہ) عبدالرحیم صاحب رائے پوری کیسے ہیں؟ تو انھوں نے فرمایا:

''بڑے قوی النسبت ہیں کہ ان کے پاس چاہے کوئی کیسا ہی دل لے کر آجائے، سب جھاڑ جھنکار کو ایک دم صاف کر دیتے ہیں۔''(5)

4۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا خراجِ عقیدت

حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کے صفائے باطن کا یہ عالم تھا کہ اچھائی، بُرائی آپؒ کے قلبِ نورانی پر بہت جلد منکشف ہوجایا کرتی تھی۔ چناں چہ تصوف کے بہت بڑے شارح حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانویؒ کا بیان ہے:

''مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوریؒ کا قلب بڑا نورانی تھا۔ میں ان کے پاس بیٹھنے سے ڈرتا تھا کہ کہیں میرے عیوب منکشف نہ ہوجائیں۔''(6)

اسی طرح حضرت تھانویؒ ایک مرتبہ ''رائے پور'' تشریف لائے تو فرمایا:

''اللہ اکبر! اس باغ کے درختوں سے تو تواضع ٹپک رہی ہے۔''

نیز فرمایا کرتے تھے:

''اگر حضرت شیخ الہند (مولانا محمود حسن) رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت (مولانا خلیل احمد) سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ کی گود میں بھی بیٹھا جائے تو کوئی خوف نہیں، لیکن حضرت رائے پوریؒ کی تو مجلس میں بھی بیٹھنے سے ڈر لگتا ہے کہ کہیں کشف سے کچھ معلوم نہ کرلیں۔''(7)

5۔ حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ کا خراجِ تحسین

حضرت عالی رائے پوریؒ کی تربیت باطنی اور نسبتِ قویہ سے بڑے بڑے لوگوں کی تربیت ہوئی۔ حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کے اکثر متوسلین نے حضرت گنگوہیؒ کے وصال کے بعد آپؒ سے رجوع کیا اور آپؒ کی تربیت سے فیض یاب ہوئے۔

حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی کا بیان ہے:

''آپ (حضرت رائے پوریؒ) کو حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کے متوسلین سے خاص محبت تھی کہ وہ شیخ کے یتیم بچے تھے اور (آپؒ کے پاس آکر اپنے) شیخ کی یاد تازہ کیا کرتے تھے۔''(8)

www.rahimia.org

اس طرح آپ نے حضرت گنگوہی کے وصال کے بعد، ان حضرات علما کی تربیت فرمائی، جن کا بیعت کا تعلق حضرت گنگوہی قدس سرہٗ سے تھا، خود حضرت مولانا میرٹھی اپنے بارے میں لکھتے ہیں:

''میری اصلاح و تربیت میں حضرت (عالی رائے پوریؒ) کا ایک خاص حصہ ہے، جس کے احسان سے میری گردن نہیں اٹھ سکتی۔''(9)

اس سے بہ خوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ تزکیۂ نفوس اور تصفیۂ باطن میں حضرت عالی رائے پوریؒ کا مقام و مرتبہ کیا تھا۔ غرض! طریقت کے شعبے میں آپؒ انتہائی اونچے مقام پر فائز تھے۔ اس حوالے سے اللہ تعالیٰ نے آپ سے بہت کام لیا۔

حضرت عالی رائے پوری قدس سرہٗ کی نسبتِ قویہ کے یہ نتائج تو بڑے واضح ہیں کہ آپؒ کے خلفا اور پھر ان کے خلفا کے ذریعے آج پورے عالم میں آپؒ کا فیض مسلسل جاری ہے۔ ایک دنیا ہے، جو سیراب ہورہی ہے۔ جس کا دل واقعی یہ چاہے کہ وہ اپنی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کرے، وہ ان حضرات کے ساتھ بے غرض تعلق قلبی اور محبت حقیقی پیدا کرکے بہ خوبی اس کا نظارہ کرسکتا ہے۔

خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور جس باغ میں قائم ہے اور جہاں حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کے فیضان کے انوارات ہیں، وہ سو سال کا عرصہ گزر جانے کے بعد بھی آج اسی طرح انوارات کا مہبط ہے۔ وہاں گردوپیش کی اشیا سے بھی ذکرِ الٰہی کی آواز آتی ہے۔ آج بھی دور دراز سے لوگ آکر فیض یاب ہوتے ہیں اور رحمتِ الٰہی کو اپنے دامن میں سمیٹ کر لے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں بھی اس بحرِ ناپید کنار سے فیض یاب ہونے اور اس کی صحیح قدردانی کرنے کی توفیق ارزانی نصیب فرمائے۔

الغرض! حضرت عالی رائے پوریؒ سلوک و احسان کے حوالے سے بڑے بلند مرتبے پر فائز تھے اور آپؒ کے قلب میں سلوک و احسان کا جوہر اور خلاصہ خوب اچھے طریقے سے راسخ تھا۔ اس کا فیضان آپؒ کے متعلقین کے قلوب پر بھی جاری رہتا تھا۔

حضرت رائے پوریؒ کے نزدیک سلوک و احسان کا جوہر و خلاصہ

حضرت عالی رائے پوریؒ کے نزدیک ''سلوک و احسان'' کا جوہر اور خلاصہ یہی ہے کہ سالکین اور طالبین میں ابتدائی سطح پر ''تصحیح نیت'' کی پختگی پیدا ہوجائے اور ان کی انتہائی حالت یہ ہونی چاہیے کہ انھیں دینی فہم و بصیرت اور عقل و شعور کی بلندی حاصل ہوجائے۔ تاکہ دین اسلام کی حقیقی تعلیمات کی روشنی میں دور کے پیدا شدہ تقاضوں اور مسائل کو پوری فہم و بصیرت کے ساتھ سمجھا جائے اور انھیں حل کیا جاسکے۔ جس میں جتنی استعداد ہو، اس کے مطابق اسے دین حق کا صحیح فہم و شعور حاصل ہو۔ آپؒ کے نزدیک سلوک و احسان اور تصوف و طریقت کا روایتی انداز و اسلوب درست نہیں، بلکہ تصوف کا آخری نتیجہ فقہی بصیرت،

www.rahimia.org

دینی عقل وشعور کی صورت میں ظاہر ہونا چاہیے۔ آپؒ کی اس جامع سوچ کا اظہار کرتے ہوئے حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ ارشاد فرماتے ہیں:

''ایک مرتبہ حضرت (عالی رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے فرمایا کہ: مولوی صاحب! لوگ خبر نہیں تصوف کسے سمجھتے ہیں! تصوف تو ''فقاہت'' کا نام ہے، یعنی دینی سمجھ (اور شعور) کا۔''(10)

اسی لیے خانقاہِ رائے پور کے مشائخ کی اہم ترین خصوصیت یہی رہی ہے کہ وہ ہر دور کے عصری تقاضوں کے تناظر میں دینی فہم وبصیرت اور سیاسی عقل وشعور کا مظاہرہ کرتے رہے ہیں۔ سلوک واحسان کی رائے پوری نسبت عقل وشعور اور فہم وبصیرت پیدا کرنے کا باعث بنتی رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حقیقی جستجو اور سچی طلب کے ساتھ جو حضرات مشائخ رائے پور کے پاس آ گئے، ان کے زنگ آلود نفس، قلب اور عقل کو صیقل کر کے ان میں عشق ومحبتِ الٰہی، جرأت وہمت اور فہم وبصیرت کا جذبہ صادقہ کچھ اس طرح پیدا کر دیتے ہیں کہ ہر ایک کشتۂ تیغ بزبانِ حال پکار اٹھتا ہے: ع

نہ پوچھو ہم سے رائے پور کے پیر مغاں کا ظرف
جو اُن کے مے کدے سے ہو کے آیا، چُور چُور آیا

تصوف کی اصل حقیقت اور اس کے عملی تقاضے

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری مجددِ دینِ اسلام کے اُس عظیم سلسلے سے تعلق رکھتے ہیں، جنھوں نے دور کے بدلتے تقاضوں کے مطابق دین کے تجدیدی کام کو بڑے احسن طریقے سے آگے بڑھایا ہے۔ اس حوالے سے آپؒ طریقت کے امام اور تصوف وسلوک میں مجددیت کی شان رکھتے تھے، جو پورے تسلسل کے ساتھ خانوادۂ ولی اللّٰہی کے جانشین حضرات کا امتیازی وصف ہے۔

تصوف کے حوالے سے آپ کا ذہن بڑا عملیّت پسند تھا۔ آپؒ کے نزدیک تصوف ظاہری طور پر محض ذہنی آسودگی اور صرف روحِ حیوانی کی تسکین کا نام نہیں ہے، جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے، بلکہ عقل و شعور کی بالیدگی اور قلب کے پختہ عزم وہمت کے ساتھ انسانی سوسائٹی کے لیے بہترین فکر وعمل کی تحریک پیدا کرنا تصوف کا انتہائی اعلیٰ مقصد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رائے پوری حضرات مشائخ کے نزدیک زندگی کے تلخ حقائق اور عملی تقاضوں سے راہِ فرار اختیار کرنا اور محض ذہنی سکون اور اطمینان حاصل کرنے کے لیے گوشہ نشینی اختیار کرنا قطعاً تصوف نہیں ہے۔ بلکہ اپنی انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریوں کو حسن وخوبی اور سلیقے کے ساتھ سرانجام دینا اور ان اُمور کو اس نیت سے کما حقہ پورا کرنا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ذمہ داری عائد کی ہے اور ان کاموں کی درست اور صحیح ادائیگی سے ہی انسانیت کی خدمت اور خدا کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ یہی حقیقی

www.rahimia.org

تصوف اور سلوک و احسان کہلاتا ہے۔

تصوف کا ابتدائی اور عمومی درجہ؛ نظریے کی درستگی اور تصحیح نیت

حضرت عالی رائے پوریؒ کے نزدیک تصوف کا ابتدائی درجہ نظریے کی درستگی اور تصحیح نیت ہے۔ اس کے بعد انسانیت کو دنیا اور آخرت میں نقصان پہنچانے والے حرام اور ناجائز امور سے اپنے آپ کو بچانا اور زندگی کے تمام فرائض اور مباح کاموں میں پوری سرگرمی کے ساتھ حصہ لینا ہے۔ یہی دین کی روح اور تصوف کا خلاصہ ہے۔ باقی دیگر وظائف اور معمولات غفلت کو دور کرنے اور تعلق مع اللہ کو پختہ کرنے کے لیے بطورِ علاج اور اصلاح کے لیے ہیں۔ اگر ان وظائف سے مطلوبہ نتائج حاصل ہوتے ہیں اور دین کی روح اس میں پیدا ہوجاتی ہے تب تو ٹھیک ہے۔ ورنہ وظائف کی حیثیت محض رسمی اور روح سے خالی ظاہری ڈھانچے کی سی ہے، جو بسا اوقات فائدے کی بجائے اُلٹا نقصان کا باعث بھی بن جاتی ہے کہ انسان وظائف کے گھمنڈ میں آ کر دینی پارسائی کا دعوے دار بن جاتا ہے، جب کہ اس کی حالت انتہائی خراب ہو اور وہ شخص رسمیت کا شکار ہو۔

اس تناظر میں حضرت اقدس رائے پوریؒ کے ہاں اس کا اہتمام تھا کہ جو آدمی زندگی کی کسی اہم ذمہ داری میں لگا ہوا ہے، اسے اسی کام میں لگا رہنے دیتے۔ آپؒ نیت کی درستگی، یعنی خدا کی رضا کے لیے خدمتِ انسانیت کے جذبے سے کام کرنے اور عائد کردہ حقوق کو ذمہ داری کے ساتھ ادا کرنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ اپنی قلبی توجہ کو خدا کی جانب یکسو کرنے کے لیے چند معمولات پڑھنے کے لیے بتا دیا کرتے تھے۔ یوں آپؒ کے ہاں تصوف ان خود ساختہ ''مشکلات'' اور تکلّفات کا نام نہیں ہے، جیسا کہ عمومی طور پر سمجھا جاتا ہے، بلکہ آپؒ کے نزدیک تصوف بڑا آسان اور سہل ہے۔

تصوف کا آخری نتیجہ؛ دینی عقل اور شعور کا پیدا ہونا

اوپر جو کچھ بیان ہوا، یہ تو حضرت اقدس رائے پوری کے نزدیک تصوف کا عمومی اور ابتدائی درجہ ہے۔ البتہ قومی رہنماؤں اور بالخصوص ایسے علما کے لیے، جنھوں نے دین اسلام کے حوالے سے قوم کی رہنمائی کرنی ہو، تصوف کا آخری نتیجہ یہ ہونا چاہیے کہ دین کی صحیح عقل، اس کا بھرپور شعور اور فہم و بصیرت پیدا ہوجائے۔ چناں چہ ایک مرتبہ حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

> ''مولوی صاحب! لوگ خبر نہیں تصوف کسے سمجھتے ہیں، تصوف تو ''فقاہت'' (دینی سمجھ اور شعور) کا نام ہے۔''(11)

اس جملے کی تشریح کرتے ہوئے حضرت رائے پوری ثانیؒ نے ارشاد فرمایا کہ:

www.rahimia.org

''تصوف کی ابتدا نیت کا درست کرنا ہے اور حضرتؒ نے اس جملے میں تصوف کا انتہائی نتیجہ اور مقصد بیان فرما دیا جو تصحیح نیت سے حاصل ہوتا ہے۔''

چناں چہ حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کے نزدیک اس چیز کی کوئی اہمیت نہ تھی کہ بہت انوارات نظر آئیں، کشف وغیرہ ہوتا ہو اور خوش نما خوابات نظر آئیں، بلکہ اصل چیز نفس، قلب اور عقل میں اللہ جل جلالہٗ کی ذات پر کامل یقین اور مکمل اعتماد کا پیدا ہونا ہے۔ نیز دین کے حوالے سے صحیح عقل و شعور اور اس کی فہم و بصیرت کا پیدا ہونا ہے۔ آپؒ کی توجہ کا مرکز یہ تھا کہ دین اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں انسانی سوسائٹی کے مختلف امور کو ذمہ داری کے ساتھ سرانجام دینے کی صحیح عقل و شعور اور دینی فہم و بصیرت کو پیدا کیا جائے۔ چناں چہ اپنے زیرتربیت افراد میں اسی یقین و اعتماد کو پیدا کرنے اور فہم و بصیرت کو اجاگر کرنے کی جانب آپؒ کی پوری توجہ رہتی تھی۔

تصوف کے اس تجدیدی طریقۂ کار کی اہمیت

تصوف کے حوالے سے حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کا یہ تجدیدی تربیتی طریقۂ کار اور عملی زندگی کے حوالے سے طریقت کی یہ تشریح و تعبیر بہت اہمیت رکھتی ہے۔ یہ اس پس منظر میں انتہائی اہمیت اختیار کر جاتی ہے کہ غلامی کے دور میں دین و مذہب اور خاص طور پر تصوف کے نام پر مسلمانوں کو جتنا بے وقوف اور بے شعور بنایا گیا ہے، شاید ہی کسی ملت اور قوم کے لوگوں کا اس طرح ذہنی اور عملی استحصال کیا گیا ہو۔ اس دور میں عقل و شعور سے بے بہرہ ہو کر محض جذباتیت کی بنا پر جتنے غلط فیصلے مسلمانوں نے کیے ہیں، شاید ہی کہیں ایسا ہوا ہو۔ حال آں کہ قوموں کی زندگی میں یہ بات بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ جب وہ اجتماعی حوالے سے قومی مسائل میں گھری ہوئی ہوں اور مجموعی طور پر زوال سے دوچار ہوں تو ایسے وقت میں انتہائی عقل و شعور اور فہم و بصیرت سے کام لے کر زوال کے دائرے سے نکلنا، ترقی اور عروج کی جانب قدم بڑھانا انتہائی ضروری ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں قوم کو اپنی موت و حیات کا مسئلہ درپیش ہوتا ہے۔ بے عقلی اور بے شعوری کے ساتھ کیا ہوا اجتماعی زندگی کا ایک غلط فیصلہ، قوموں کو صدیوں پیچھے دھکیل دیتا ہے۔ ایسے میں قومی حوالے سے دینی عقل و شعور اور پوری فہم و بصیرت کے ساتھ انفرادی اور اجتماعی فیصلوں کی ضرورت دوچند ہو جاتی ہے۔

اس تناظر میں ولی اللّٰہی سلسلے کے علمائے حق نے جس انداز میں تصوف کو عقل و شعور اور قلبی فہم و بصیرت کے ساتھ جوڑ کر زندگی کے عملی تقاضوں سے ہم آہنگ کر دیا اور قومی ضروریات اور ملّی تقاضوں کے تناظر میں اس سے بھرپور فائدہ اٹھانے کا تجدیدی کارنامہ سرانجام دیا، وہ قومی زندگی کی تشکیلِ نو کے لیے لائق آفریں ہے۔ یہ طرزِ فکر و عمل قوم کی انفرادی اور اجتماعی مشکلات کا صحیح خطوط پر حل پیش کرتا ہے، جس پر

www.rahimia.org

یہ حضرات تمام امتِ مسلمہ کی جانب سے خراجِ تحسین کے مستحق ہیں۔

تربیتِ باطنی سے متعلق حضرت عالی رائے پوریؒ کے ملفوظات

تربیتِ باطنی اور سلوک و احسان کے حوالے سے قطب العالم حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ العزیز نے بہت اہم ملفوظات ارشاد فرمائے ہیں، جنھیں آپؒ کے جانشین قطب الارشاد حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی مجالس میں جابجا ارشاد فرماتے رہے ہیں۔ ان ملفوظات میں چند درجِ ذیل ہیں:

1۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نہ ہوتے تو تصوف زندقہ ہو جاتا

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ فرماتے ہیں:

''نقشبندیہ (حضرات) تصوفِ کی اصلاح کرنے والے ہیں، ہم نے حضرت (عالی رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے، شیخ مجدد (الف ثانی) نہ ہوتے تو تصوف زندقہ بن کر رہ گیا ہوتا۔''(12)

2۔ تصوف، دینی سمجھ اور شعور کا نام ہے

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ حضرت (عالی رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے فرمایا: مولوی صاحب! لوگ خبر نہیں، تصوف کسے سمجھتے ہیں، تصوف تو ''فقاہت'' کا نام ہے، یعنی دینی سمجھ (اور شعور کا۔)'' حضرت شیخ الحدیث (مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ) نے تصوف کا ابتدائی سرا، یعنی نیت کا درست کرنا...... بیان فرمایا ہے اور حضرت (عالی رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف کا انتہائی سرا، یعنی دینی سمجھ اور شعور، بیان فرمایا ہے، جو تصحیح نیت سے حاصل ہوتا ہے۔''(13)

3۔ خلوصِ نیت سے کیے ہوئے اعمال کی اہمیت ہے

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ فرماتے ہیں کہ:

''ہمارے حضرت عالی رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''زندگی میں ایک عمل بھی خالص نیت سے ہو جائے، تو ہو سکتا ہے کہ نجات کے لیے کافی ہو جائے۔ اس کی وجہ اور تفصیل تو بہت ہے، اگر تم خدمتِ والدین اور حقوقِ زوجین ادا کرتے ہو، اور یہ حقوق کی ادائیگی کا خیال خوفِ خداوندی یا رضائے الٰہی کے پیشِ نظر ہے، تو جو کام جائز ہو، وہ سب کام تمھارے لیے درست ہیں۔ اور اگر اس نتیجے پر پہنچو کہ یہ بات پیدا نہیں ہوئی، تو

www.rahimia.org

پھر سب کام چھوڑ کر اس قسم کی نیت کرنا سیکھو کہ اس کے بغیر جو بھی کرو گے، وہ عاقبت (آخرت) میں تمھیں کیا کام آئے گا؟'' خواہ ایسا کرنا کچھ بھی ہو، اگر اس نیت سے نہیں تو سب بیکار۔''(14)

4۔اس دور میں تصوف کا خلاصہ نکل آیا ہے

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ فرماتے ہیں کہ:

''ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا:

''مولوی صاحب! جس طرح ہر بات کا خلاصہ اور روح نکل آئی ہے، تصوف کا بھی اب خلاصہ نکل آیا ہے۔''

حضرت (مولانا اللہ بخش) بہاول نگریؒ نے ایک دفعہ چلّے کے لیے عرض کیا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''چلّہ کیا ہوتا ہے؟ اعتکاف کہو'' اور فرمایا: ''لوگ باہمت ہیں، جو بھوک پیاس کاٹتے ہیں اور شدائد برداشت کرتے ہیں۔ مقصود تو اللہ تعالیٰ اس کے بغیر بھی عنایت فرمادیتے ہیں۔''

حضرت عالی رائے پوریؒ کے اس ملفوظ کی تشریح کرتے ہوئے حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ ارشاد فرماتے ہیں:

''پہلے زمانے کے لوگ قوی بھی ہوتے تھے اور وہ ایسے (مشکل) مجاہدات بھی کرتے تھے، مگر اب تصوف کا بھی خلاصہ نکل آیا ہے۔

اس کی مثال یہ ہے کہ پہلے زمانے میں جو لوگ حج کو جاتے تھے، کئی سال میں پہنچتے تھے۔ راستے کی تفصیل سے ان کو واسطہ پڑتا تھا، مگر اب سواریوں میں ترقی ہوجانے سے لوگ یہاں سے چلتے ہیں (ایک) ہفتے میں اور ہوائی جہاز سے تو چند گھنٹے میں جا کر حج کر لیتے ہیں اور اسی طرح واپس آجاتے ہیں۔ اب اگر کوئی پہلا حاجی زندہ ہوجائے اور آج کے حاجی صاحب سے کہے، تم حاجی ہو! بتاؤ! فلاں گاؤں کے پاس جو کیکروں کی بنّی (لائن) کھڑی ہے، راستہ اس کے دائیں (طرف) کو جاتا ہے، یا بائیں (طرف) کو؟ تو آج کل کا حاجی صاحب اس کا کوئی جواب نہ دے سکے گا اور آئندہ (آنے والے دور) کے حاجی کو اتنا بھی معلوم نہ ہوسکے (گا)، جو آج کل کے حاجی کو معلوم ہوجاتا ہے۔

اب یوں نہیں کہہ سکتے کہ آج کل کے حاجی کا حج نہ ہوا، یا کچھ ناقص حج رہا۔ وہ تو خلوصِ (نیت کے خالص ہونے) پر موقوف ہے۔ ہوسکتا ہے کہ کسی آج کل کے حاجی کا حج، کسی ماضی کے حاجی کے حج سے (سفر کی مشقت کے اعتبار سے) کم ہو اور خلوص کی برابری کی وجہ سے

www.rahimia.org

برابر ہو۔ اور خلوص کی زیادتی کی وجہ سے زیادہ کامل ہو۔ ان سفروں کی مشقتوں کو حج کی حیثیت مقرر کرنے میں کوئی دخل نہیں۔ اور اگر کسی طرح دخل بھی مانیں، تو اُن کے لیے اس دور کی مشقت، مشقت تھی، اور آج کل کے لوگوں کو آج کا سفر بھی ویسا ہی مشقت (اور تکلیف) کا پڑتا ہے۔

یہی حال ان پہلے صوفی بزرگوں کے حالات کا ہے، جو انھیں پیش آیا اور ان کی کتابوں میں ان کا ذکر ہے۔ ان کتابوں کو دیکھ کر اگر کوئی کہے کہ آج کل تو مجھے ویسے حالات پیش نہیں آئے، اس لیے شاید مقصد میں کمی رہی! تو یہ بات درست نہیں ہے۔

ایک مولوی صاحب کا سوال تھا کہ اب جو صورت ''وصول إلیٰ اللّٰہ'' (اللہ تک پہنچنے) کی نکالی گئی ہے، وہ ذہنوں کے تنزل کے باعث ہے، یا (ذہنی) ترقی کے باعث (ہے؟)۔

(حضرت والا نے فرمایا): اس میں ترقی اور تنزل کو دخل نہیں۔ ہر زمانے کے مناسب حال رنگ ہوتا ہے۔ اب زوائد (زائد معمولات) کی ضرورت نہیں ہے۔ اُس وقت (گزشتہ زمانے میں) زوائد (زائد باتوں) کا اتنا علم نہیں ہوا، جتنا تجربات سے بعد میں علم ہوا، اور زوائد ترک (چھوڑ) کر دیے گئے۔ اب ''وصول إلیٰ اللّٰہ''، حج کے آسان ہونے کی طرح بالکل آسان ہو گیا ہے۔ اب تو کچھ (اپنی) خواہشات کو دبانا اور کچھ (فرائض و واجبات) کرنا کرانا، اس سے وصول ہو جاتا ہے۔ باقی اس کا یہ مطلب نہیں کہ پھر کچھ نہیں کرنا، (معمولات) کرنا تو میاں عمر بھر کا ہے۔

''وصول إلیٰ اللّٰہ'' (اللہ تک پہنچنے) کے طریقۂ کار کی یہ آسانی ہمارے اکابر کی تجویز کردہ ہے، جو اپنے زمانے کے تصوف کے مجتہد اور حاکم ہوئے، نہ کہ مقلد اور محکوم ہیں۔

(پوچھا گیا) یہ (آسان طریقہ) کن اکابر نے نکالا ہے؟

حضرت رائے پوری ثانیؒ نے فرمایا:

''یہی حضرت (مولانا رشید احمد) گنگوہیؒ، حضرت حاجی (امداد اللہ مہاجر مکی) صاحبؒ اور حضرت (مولانا محمد قاسم) نانوتویؒ وغیرہم اَکابر مراد ہیں اور ہمارے حضرت (عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بھی میرا خیال ہے کہ وہ تصوف پر حاکم تھے۔''(15)

5۔ سلوک کا آسان راستہ؛ محبت وصحبت شیخ

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے فرمایا کہ:

''اپنے ''نفسِ اَمّارہ'' (برائیوں کے حکم دینے والے نفس) کو ''(نفسِ) مُطمئِنّہ'' (اللہ

www.rahimia.org

کی رضا پر راضی رہنے والا نفس) بنانے یا ''(نفسِ لوّامہ'' (ملامت کرنے والے نفس) کو اطمینان تک پہنچانے کا راستہ ''سلوک'' کہلاتا ہے۔ اس میں آسان راستہ یہ ہے کہ جن کا ''نفسِ مُطمئِنّہ'' ہو، ان کی صحبت اختیار کی جائے۔ کیوں کہ یہ (قاعدہ) کلیہ ہے کہ جیسے آدمی کے پاس بیٹھو گے، اس کے اثرات ضرور آئیں گے۔ تو شیخ کی صحبت کی ضرورت ہوئی اور بیعت کا نفع صحبتِ شیخ کے بغیر نہیں ہوتا۔

ایک صاحب نے دریافت کیا کہ حضرت! ''تصورِ شیخ'' کیا چیز ہے؟ فرمایا: ''محبت شیخ'' ہمارے حضرت (عالی رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے دریافت کیا تھا، تو فرمایا: ''اتنے سال تو میرے دل میں فلاں (مرشد) رہا اور اتنے سال فلاں .... مطلب یہ ہے کہ جس چیز کی محبت ہوتی ہے، اس کا تصور بے اختیار قائم ہوجاتا ہے۔''(16)

6۔ اللہ تعالیٰ کی رضا بُرے اَخلاق سے نجات میں ہے

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے سوال کیا گیا کہ: حضرت! کیا یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ اللہ مجھ سے راضی ہوگیا ہے۔ آپؒ نے فرمایا کہ:

''ہمیں تو کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ باقی حضرت (عالی رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا: ''جب انسان سے تمام بُرے اَخلاق اور حبِ جاہ وغیرہ جاتے رہیں، تو سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہوگیا۔''(17)

7۔ راہِ سلوک میں معاصی سے پرہیز بہت ضروری ہے

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے فرمایا کہ:

''حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ: ''اس راہِ (سلوک) میں جو (عمل) کرنا ہے، وہ تو کرنا ہی ہے، مگر پرہیز بہت ضروری ہے۔ روشنی کے لیے چراغ، تیل، بتی وغیرہ سب چیزوں کا اہتمام کیا جاتا ہے، مگر (چراغ) بجھانا صرف ''فوہ'' کرنے سے ہوسکتا ہے۔ (حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پھونک مار کر سمجھایا) پس ماحول، صحبت، ذکر اور شغل تو کرنا ہی ہے، لیکن پرہیز سب سے (زیادہ) ضروری ہے۔

ایک شخص نے حضرت (عالی رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا حال سنایا، اور دریافت کیا کہ رجعت (طبیعت میں ذوق وشوق سے واپسی) کی وجہ معلوم نہیں ہوئی؟ حضرت نے ٹھنڈا سانس بھر کر فرمایا: ''کیا کرایا کھونے کے لیے یہی ضروری نہیں کہ آدمی کسی معروف گناہ میں مبتلا ہو۔ بعض اوقات ایک نظر جو کسی پر خلافِ شرع پڑ جائے، اس خرمن کو جلانے کے لیے کافی ہوتی ہے

www.rahimia.org

اور اس ابتدائی نورانی کرن کو ہمیشہ کے لیے بجھانے کا سبب بن سکتی ہے۔

اللّٰھمّ احفظنا من شرور أنفسنا. (اے اللہ ہمیں اپنے نفسوں کے شر سے محفوظ فرما)‘‘(18)

8۔ مصیبتیں چوکیدار ہیں، جو غفلت سے بیدار کرتی ہیں

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے فرمایا کہ:

حضرت (عالی رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ’’یہ مصیبتیں بھی چوکیدار ہیں، جو انسان کو غفلت سے بیدار کرتی رہتی ہیں۔ انسان کو غفلت ترک کرنی چاہیے۔‘‘

اس کی تشریح کرتے ہوئے حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ فرماتے ہیں:

’’غفلت سے مراد خدا کی یاد سے ذہن کا خالی رہنا ہے۔ اسلام نے رہبانیت نہیں سکھلائی، مگر خیالات کو دنیا کے دھندوں کی الجھنوں سے نکالے بغیر اور خدا تعالیٰ کی یاد کی پختگی پیدا کیے بغیر تو انسان کا کام نہیں چلتا۔ اسے ’’رہبانیت‘‘ کہیے تو اتنا تو کرنا ہوگا۔

دیکھیے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی غارِ حرا میں جا کر رہنا پڑا اور پھر جب فرشتہ نازل ہوا تو لوگوں کی طرف تبلیغ کے لیے توجہ کی۔ ایک دفعہ پورا ٹوٹنے کی کوشش کیے بغیر جو دنیا میں گھسنا ہے، یہ غفلت اور دنیا ہے۔ اور ٹوٹنے کے بعد پھر تعلق جوڑنا، بالکل دوسری حیثیت کا ہے۔ اور پھر ساری دنیا، دین اور کام فی سبیل اللہ (اللہ کے لیے) ہو جاتے ہیں۔‘‘(19)

9۔ اللہ جسے چاہے یقین دیتا ہے

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے فرمایا:

’’اولیائے کرام کا ایمان حقیقی تھا۔ وہاں ظن و تخمین (اندازے اور گمان کے ساتھ)، عقلی دلائل اور سماعی باتوں پر بنیاد نہ تھی، بلکہ وہ مشاہدے پر گواہ تھے۔ اور گواہ سنی سنائی یا قیاسی بات نہیں، بلکہ دیکھی (ہوئی بات) کہا کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے، یقین دیتا ہے۔ یقین دیکھنے سے مکمل ہوتا ہے۔ میں تو نہیں، مگر میں نے اپنے حضرت (عالی رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے کہ ان کو کیا کچھ حاصل تھا۔ مجھے ابتدا میں مالیخولیا تھا کہ ہم ایسی چیز پر کیسے یقین لا سکتے ہیں، جو دیکھنے، سننے اور چھونے میں نہ آسکے؟ مگر حضرت کی برکت سے یہ سمجھ میں آ گیا اور دل میں اُتر گیا، کہ اللہ چاہے، تو ضرور یقین حاصل ہو جاتا ہے۔‘‘(20)

10۔ قربِ خداوندی کا مفہوم

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے دریافت کیا گیا:

www.rahimia.org

''حضرت! قربِ خداوندی کا کیا مطلب ہے؟

حضرت والا نے فرمایا: ''رضائے خداوندی کے مطابق کام کرنے سے قربِ خداوندی حاصل ہوتا ہے۔''

دریافت کیا گیا: حضرت! قرب کیسے؟

فرمایا: ''وہ جو (حدیث مبارکہ) میں آتا ہے کہ میں اس (بندے) کے ہاتھ بن جاتا ہوں، اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں، جن سے وہ چلتا ہے۔''(21)

فرمایا: ''ایک دفعہ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے فرمایا:

''مولوی صاحب! کھانا کھالو!''

میں نے اپنی عادت کے مطابق عرض کر دیا کہ:

''حضرت مجھے بھوک نہیں، یا یہ کہ میں نے کھالیا ہے۔''

تو فرمایا: ''مولوی صاحب! میں اپنی طرف سے نہیں کہتا''

اس پر آئندہ کبھی انکار نہ کرتا اور کھانا کھالیا ہوتا، تو بھی (حضرتؒ) کے فرمانے پر اور کھالیتا۔ ایک دفعہ حضرت (مولانا خلیل احمد) سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ میں کھانا کھا چکا تھا۔ جب حضرت سہارنپوریؒ کے ساتھ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کھانا تناول فرمانے لگے، مجھے بھی فرما دیا، اور میں بھی شریک ہوگیا۔ حضرتؒ نے مجھے فرمایا:

''مولوی صاحب! میں تمھارا خیر خواہ ہوں۔''

اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے ساتھ کھانا کھانے کا بھی فائدہ ہے۔''(22)

11۔ ''حقیقتِ محمدیہ'' پر حضرت عالی رائے پوریؒ کی تقاریر

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے فرمایا:

''ایک دفعہ ایک رمضان شریف میں حضرت (عالی رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ نے تمام رمضان، حقیقتِ محمدیہ پر تقاریر فرمائیں۔ وہ کچھ واردات ہوں گی۔ میں نے اس میں سے سنا۔ کبھی اس کے متعلق یہ خیال گزرتا تھا کہ مشائین نے جو عقل اول کے متعلق بیان کیا ہے، صوفیا کی اصطلاح میں شاید وہی حقیقتِ محمدیہ ہے۔ اس کا ذکر میں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے بھی کر دیا۔ تو (حضرت نے) فرمایا: ''ہاں! مگر ''مشائین''(23) کا یہ دعویٰ اور قول قطعاً غلط ہے کہ:

''لایصدر من الواحد إلاَّ الواحد'' (ایک سے صرف ایک ہی وجود میں آتا ہے۔)

میں نے (حضرت کی) وہ تقاریر زیادہ نہیں سنیں۔ اس لیے کہ اگرچہ سننے کے وقت، وہ

www.rahimia.org

مسئلہ اتنا سہل (آسان) معلوم ہوا کرتا تھا کہ بے حد سہل، مگر پھر بڑا مشکل اور الجھاؤ ہوتا تھا۔ میں نے یہ خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ علوم عطا فرمانے منظور ہوں گے، تو خود بہ خود وارد ہو جائیں گے، ورنہ نہیں معلوم کہ کیا سے کیا سمجھ لوں۔ ان تقاریر میں حضرت ملا جی (عبدالعزیز رائے پوری) صاحب، حضرت (مولانا اللہ بخش) بہاول نگری صاحب اور حضرت منشی جی (حضرت منشی رحمت علی) صاحب علیہم الرّحمۃ تو یقیناً تھے اور مولانا نور محمد (لدھیانوی) صاحب اور دوسرے حضرات کے ہونے کا بھی خیال پڑتا ہے۔"(24)

اسی طرح ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ:

"یہ "حقیقتِ محمدؐیہ" تک رسائی مجددین کو ضرور ہوتی ہے۔ ورنہ وہ دین کی تجدید نہ کر سکیں۔ اور اس کی علامت "حروفِ مقطعاتِ قرآنی" سے حسبِ ضرورتِ مراتب آگاہی پانا بھی بیان کیا جاتا ہے۔(25)

اگر آپ لوگ خیال نہ کریں تو میں کہہ دوں کہ ہمارے حضرت (عالی رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ پر "حقیقتِ محمدؐیہ" کا ورود ہوتے میں نے خود دیکھا ہے۔ کسی غیر مسلم کو "حقیقتِ محمدؐیہ" تک رسائی نہیں ہو سکتی، مگر ایک مسلم (ولیٔ کامل) کو ہو سکتی ہے۔ اگرچہ ہر ولی کو نہیں ہوتی۔"(26)

12۔ دینی معاشرتی نظام سے دنیا کے تمام جھگڑے مٹ جاتے ہیں

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے فرمایا:

"ہمارے حضرت (عالی رائے پوری) کے ایسے اَخلاق تھے کہ مداہنت (حق بات کہنے میں سستی اور کوتاہی) ذرہ بھر نہ تھی، مگر درست بات —— حال آں کہ تلخ ہوتی ہے —— ایسے نرم طریق پر بیان فرمایا کرتے کہ گویا والدہ گود میں بٹھا کر سمجھا رہی ہوں۔ میرے اندر تو یہ بات نہیں، مگر اپنے بزرگوں میں ضرور دیکھی ہے۔ اور اس کا نام "حسنِ معاشرت" ہے، جو نہایت ضروری ہے۔"

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے دریافت کیا گیا:

"حضرت! اسلام نے معاشرت کی کچھ ایسی باتیں بھی بتائی ہیں، جو بغیر جغرافیائی اختلاف کے ہر جگہ قابلِ عمل ہوں؟

حضرت والا (رائے پوری ثانی) نے فرمایا:

"ہاں! مثلاً یہ (حدیث) کہ (تم اس وقت تک پورے مؤمن نہیں ہو سکتے، جب تک کہ) "اپنے بھائی کے لیے وہی چاہو، جو اپنے لیے چاہتے ہو۔"(27)

حضرت (عالی رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا:

''اگر اس حدیث پر عمل ہو جائے تو دنیا کے جھگڑے مٹ جائیں اور برائے نام کوئی جھگڑا رہے۔''

لباس سے متعلق ایک سوال کے جواب میں حضرت والا نے فرمایا:

''اسلام نے کوئی خاص پوشاک مقرر نہیں کی۔ البتہ پوشاک میں بعض امور سے منع فرمایا ہے اور ستر پوشی کو لازم کیا ہے۔ تو جس پوشاک میں ستر پوشی ہو اور منہی عنہ (منع کیے ہوئے) امور نہ ہوں، وہ جائز ہے اور اپنے صالحین کا لباس اختیار کرنا افضل ہے۔ مثلاً ہندوستان میں جو لباس اہل اللہ نے اختیار کر رکھا ہے، نہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے نہ اہل عرب کا' ہندوستان کا قومی اور ملکی لباس ہے۔ تو جو چیز اس میں صلحا اختیار کرلیں، وہ اَوروں کے لیے قابل اختیار اور افضل ہو جاتا ہے۔''(28)

13۔ ذکرِ جہری ازالہ مرض کے لیے ہے

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے فرمایا کہ:

''ذکر تو آہستہ آواز سے ہی کرنا چاہیے اور حضرت والا (حضرت رائے پوری ثانیؒ) نے کر کے بھی دکھلایا (اور پھر فرمایا) کہ: حضرت (عالی رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ نے تو مجھے اس طرح کر کے بتایا تھا، مگر خود بخود شوق میں اگر آواز بلند ہو جائے، تو وہ جہر، وہ نہیں، جس کی ممانعت آئی ہے کہ ''چِلّا کر ذکر نہ کرو۔''(29) میرا حجرہ (رائے پور میں) مدرسے کے پاس تھا، مگر (ذکر کے) جہر کی وجہ سے مدرسہ اور دیگر قسم کے شور وغل بالکل سنائی نہیں دیا کرتے تھے۔ اور رفع خیالات (خیالات کو دور کرنے) اور یکسوئی کے خیال سے اگر شیخ کسی (مرید) کو زور سے ذکر کرنے کو فرمائے، تو وہ ازالہ مرض (انتشارِ ذہنی کے مرض کو دور کرنے) کے لیے ہے۔ علاج کے لیے ایسا کرنا منہی عنہ (منع) نہیں ہے۔ اور یہ ذکر جہر کچھ صحبت کی کمی کو بھی تھوڑا بہت پورا کرتا ہے، ورنہ اصل تو صحبتِ (شیخ) ہے۔''(30)

14۔ کسرِ نفسی اگر واقعی ہو تو بڑی چیز ہے

ایک صاحب نے کسرِ نفسی کا ذکر کیا تو حضرت رائے پوری ثانیؒ نے فرمایا:

''لوگ بناوٹ (تکلّف اور تصنّع) سے اپنے آپ کو حقیر ظاہر کرتے ہیں، حال آں کہ دل میں اپنے متعلق یہ نہیں ہوتا، یہ تو ''نفاق'' ہے۔ اور کسرِ نفسی اگر واقعی ہو تو بڑی چیز ہے۔

ہمارے حضرت (عالی رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ:

www.rahimia.org

''ایک دفعہ حضرت گنگوہیؒ نے اثنائے گفتگو میں فرمایا کہ:

''میں تو مٹی کا مادھو ہوں۔''

حضرت (عالی رائے پوریؒ) نے عرض کیا کہ:

''حضرت! اس لفظ کے معنیٰ سمجھ میں نہیں آئے۔''

تو (حضرت گنگوہیؒ نے) فرمایا:

''واقعی مجھ میں کچھ نہیں ہے۔''

حضرت والا نے فرمایا:

''جو شخص اپنے آپ کو پہچانتا ہو کہ سب کچھ اسی (اللہ) کا ہے اور میں عدم (موجود نہیں) ہوں، وہ موجود ہے۔ میں ممکن الوجود، وہ (اللہ تعالیٰ) واجب الوجود۔ بھلا وہ اپنے آپ کو کیا سمجھے گا۔''(31)

15۔ صحبت کی طرح کتاب کا بھی اثر ہوتا ہے

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے فرمایا:

''حضرت (عالی رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا سر رحیم بخش صاحب سے فرمایا: ''مولوی صاحب! صحبت کا اثر ہونا آپ کو تسلیم ہے؟ انھوں نے تسلیم کیا، تو حضرت نے فرمایا: ''جس طرح صحبت کا اثر ہوتا ہے، اسی طرح تصنیف (شدہ کتاب) کا بھی اثر ہوتا ہے۔''(32)

16۔ کسی پر توجہ ڈال کر پیسے بٹورنا، چوری اور غصب کی طرح ہے

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے فرمایا:

''حضرت حاجی صاحب (سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ) کے متعلق حضرت (عالی رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ انھوں نے فرمایا: ''جو شخص ایسا تصرف کرے (جس سے دوسرے کا نقصان ہوتا ہو) وہ بہت بُرا ہے۔ جو کوئی اس طرح اثر (اور توجہ) ڈال کر کسی سے کچھ پیسے بٹورے، وہ ویسا ہی ہے، جیسے چوری یا غصب اور ڈاکہ ڈال کر کچھ لے لیا جائے۔'' حضرت حاجی (امداد اللہ مہاجر مکی) صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیتِ مبارکہ سے ـــــ جس میں آتا ہے: ''دوسرے کے گھر میں بغیر اجازت داخل نہ ہو'' (يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا) (33) ـــــ استنباط فرمایا ہے کہ کسی کی اندرونی حالت بھی ایسے طریق سے دیکھنے کی کوشش نہ کرے، چہ جائے کہ تصرف (توجہ ڈال کر ایسا) کرنا۔''(34)

www.rahimia.org

17۔ شیخ کے وصال کے بعد تجدید بیعت کا اصول

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے سوال کیا گیا کہ: حضرت! اگر شیخ کا وصال ہوجائے، تو کسی اور سے بیعت کرنے کی ضرورت ہے؟

حضرت والا نے فرمایا: اپنے حضرت (عالی رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہوا ہے کہ ''(تجدید بیعت کی) ضرورت نہیں، مگر اس وقت ضرورت (ہوتی) ہے (جب) کہ سالک کے ''عالم مثال''(35) سے مناسبت ہونے سے پہلے شیخ کا وصال ہوجائے۔(36)

18۔ اللہ کے تصرف پر راضی رہنا فہمِ خاص کا نتیجہ ہے

حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ اپنے ایک مسترشد حضرت شاہ زاہد حسینؒ کو ایک خط میں لکھتے ہیں:

''یہ بات خیال کرنے کی ہے کہ متصرفِ حقیقی کون ہے، فتح و شکست، اقبال و ادبار، موت و حیات اور باقی سب تغیرات کس کی طرف سے ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس میں کسی کو دخل نہیں۔ اسی وحدہٗ لاشریک کا ہی کام ہے۔ زید و عمر و حکام ظاہری اپنی طرف سے کچھ نہیں کرسکتے۔ جب یہ سب اسی کی طرف سے ہے، تو جن بندوں کو حق تعالیٰ نے ''فہم خاص'' مرحمت فرمایا ہے، ان کا ظاہر کچھ اَور ہوتا ہے اور باطن کچھ اَور۔ باطن چوں کہ یہ دیکھ رہا ہے کہ سب امور میں محبوبِ حقیقی کا تصرف ہے، لہٰذا اس پر راضی ہے اور مطمئن ہے۔ صبر ہی نہیں، بلکہ اپنے مالک کا تصرف سمجھ کر اس سے لذت لے رہا ہے اور ظاہر اسباب سے کام لیتا ہے۔ اسبابِ ظاہری کو تقاضائے حکمت سمجھتا ہے۔ لہٰذا اس کی تدبیر میں مشغول ہوتا ہے۔ نتیجہ کو موقوف اسباب پر نہیں سمجھتا ہے۔''(37)

19۔ طبیعت پر پریشانی اور خیالات کی یلغار کا علاج

حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ اپنے خلیفہ اجل حضرت مولانا اللہ بخش بہاول نگری قدس سرہٗ کو ایک خط میں لکھتے ہیں:

''طبیعت پر جب پریشانی اور خیالات کا غلبہ ہوا کرے، تو روزہ رکھ لیا کرو۔ اور غسل کر کے دو رکعت ''صلٰوۃ التوبہ'' پڑھ کر، اول آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف اور استغفار کے بعد تین سو ساٹھ مرتبہ ''یاتوّاب'' پڑھ لیا کریں اور دعا مانگا کریں۔ سات روز تک متواتر کرلینا چاہیے۔ طلوعِ آفتاب سے دوپہر تک اس کا وقت ہے۔''(38)

www.rahimia.org

20۔ ذکر اللہ کے مضمون میں استغراق کی اہمیت

حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ حضرت مولانا اللہ بخش بہاول نگری قدس سرہٗ کو ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:

''جہاں ممکن ہو، ''لا إلٰـه إلاّ اللّٰـه'' کے مضمون (اور معنی) میں مشغولی اور استغراق ہونا چاہیے۔ توفیق رفیق باد (اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق شامل حال رہے گی) چوں کہ یہ مضمون تحریر میں نہیں آ سکتا، اس وجہ سے تطویل (طوالت) کا کوئی نفع نہیں۔''(39)

21۔ اللہ کا دھیان اور خیال ہی وصول الیٰ اللہ کا ذریعہ ہے

حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ حضرت مولانا اللہ بخش بہاول نگری قدس سرہٗ کو ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:

''یہ جو آپ نے تحریر فرمایا کہ ''خیالی صورت ہے، واقعی ہو جاوے'' حضرت! ''خیال'' ہی تو ذریعہ ''وصول'' کا ہے۔ باقی دنیا میں کسی طرح اطمینان ہو نہیں سکتا، اور ہونا بھی نہ چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اپنی محبت اور رَضا کے ساتھ آپ کو جمیع مکروہات (تمام ناپسندیدہ چیزوں) سے محفوظ اور تمام راحتوں سے محظوظ (لذت یافتہ) رکھیں۔''(40)

22۔ شب و روز توجہ الی اللہ کا شغل

حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ حضرت مولانا اللہ بخش بہاول نگری قدس سرہٗ کو ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:

''حق تعالیٰ آپ کو پوری صحت جلدی مرحمت فرماویں۔ آپ اس امر کا فکر نہ کریں کہ کوئی طالبِ (علم) جو پڑھنے کو آوے۔ اگر آ گیا تو بے شک اس کی طرف توجہ ہونی چاہیے، ورنہ فراغت کو غنیمت سمجھنا چاہئے۔ شب و روز ''تـوجّـه إلـیٰ اللّٰـه'' کا شغل جس قدر ہو سکے، بہت غنیمت جاننا چاہیے۔ حق تعالیٰ جو خدمت سپرد کریں، اس کو بہ طوع (خوشی) و رغبت (سے) بجالاؤ۔ اور اگر فارغ البالی کریں تو غنیمت سمجھو اور شکر (ادا) کرو۔ اصل کام میں مشغول رہو۔ اس تشویش میں اپنے خیال کو نہ ڈالو کہ ضرور طلبا کا مجمع ہی ہو۔''(41)

یہ وہ چند ملفوظات اور ارشادات ہیں، جو تربیتِ باطنی اور تزکیۂ نفس کے حوالے سے بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔

www.rahimia.org

اصلاح و تربیت کی کتابوں کے تراجم و اشاعت کی طرف آپؒ کی توجہ

حضرت عالی رائے پوریؒ نے اپنے متوسلین اور متعلقین کے قلوب کی اصلاح کے لیے اپنے مشائخ کی کتابوں کے اردو تراجم اور ان کی اشاعت کی طرف بھی توجہ فرمائی۔ اور اس کے لیے خاص طور پر علما کو متوجہ فرما کر اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

الف: ''مجالس حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ'' کا ترجمہ اور اشاعت

حضرت عالی رائے پوریؒ کے مشائخ میں سلسلۂ عالیہ ''قادریہ'' کے بانی حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ ہیں۔ آپؒ کو اُن کے فیوض و برکات سے ایک خاص اُنس اور محبت کا تعلق تھا۔ اس لیے آپؒ نے ''**مجالس شیخ عبدالقادر جیلانیؒ**'' پر مشتمل کتاب ''**الفتح الرّبّانی**'' کا اردو ترجمہ کروایا۔ چناں چہ آپؒ کے حکم سے مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھیؒ نے ''**فیوضِ ربّانی**'' کے نام سے اس کا بہترین اور عمدہ ترجمہ کیا، جسے آپؒ نے بہت پسند فرمایا۔ مولانا میرٹھیؒ لکھتے ہیں:

> ''حضرت پیرانِ پیر (شیخ عبدالقادر جیلانیؒ) کے مواعظ ''**الفتح الربانی**'' ایک مرتبہ مجھے ملے اور میں حضرت (عالی رائے پوریؒ) کو پڑھ کر سنانے لگا تو حضرت پر وجد طاری ہونے لگا اور بے اختیار باصرار فرمایا کہ:
>
> ''اس کا (اردو میں) ترجمہ کردے کہ بہت مفید ہوگا اور (اس کی) طباعت شروع ہونے پر جتنا حصہ بھی طبع ہوتا جائے، وہ مجھے فوراً بھیج دیا کر، کہ بھیجنے میں کتاب پوری ہونے کا انتظار نہ دیکھنا۔''
>
> چناں چہ میں نے اس کا ترجمہ (''**فیوضِ یزدانی**'' کے نام سے) کیا اور حضرت اس سے بہت ہی محظوظ ہوئے۔ میں نے دیکھا کہ وہ کتاب جس کے پاس بھی گئی، اُس کو خاص روحانی فائدہ پہنچا۔ حتیٰ کہ ہاتھوں ہاتھ ختم ہوگئی۔ اس کے مطالعے سے قلب میں ایک (روحانی) قوت پیدا ہوتی ہے اور رضا برقضا (اللہ کے فیصلے پر رضامندی) اور شانِ تسلیم کی ایک عجیب و غریب تعلیم حاصل ہوتی ہے، جو تجربے ہی پر موقوف ہے۔''(42)

ب: اپنے سلسلے کے مشائخ کے عام فہم رسائل کی اشاعت و ترغیب

اسی طرح آپ اپنے متعلقین کو ولی اللّٰہی سلسلے کے مشائخ کے درجِ ذیل رسائل کے مطالعے میں رکھنے کا حکم فرماتے تھے:

1۔ **تقویت الایمان** از حضرت شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ

www.rahimia.org

2۔ نصیحت المسلمین از مولانا خرم علی بلہوریؒ

3۔ تنبیہ الغافلین از حضرت سیّد احمد شہیدؒ

4۔ اکسیرِ ھدایت از حضرت سیّد احمد شہیدؒ

چناں چہ اپنی صاحبزادی (والدۂ محترم حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ) کے نام لکھے گئے ''نصیحت نامہ'' میں آپؒ نے ان رسائل کے مطالعے کی تاکید فرمائی ہے۔

یہ تمام رسائل، خاص طور پر حضرت سید احمد شہیدؒ کا رسالہ ''تنبیہ الغافلین'' اور مولانا خرم علی بلہوریؒ کا رسالہ ''نصیحۃ المسلمین'' وغیرہ کی اشاعت کا اہتمام بھی فرمایا۔ چناں چہ آپؒ کے حکم سے مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور کے معتمد مولانا محمود حسن کی نگرانی میں مطبع رشید المطابع، سہارن پور سے یہ رسائل کئی بار طبع ہوئے۔ آپؒ نے اپنے متعلقین کو ان رسائل کے مطالعے کی طرف توجہ دلائی۔

رائے پوری سلسلۂ تصوف وسلوک واحسان کی خصوصیت

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ مجددی ولی اللّٰہی سلسلے کے ایک اہم فرد تھے۔ لہٰذا ان میں مجددی ولی اللّٰہی بزرگوں کی طے کردہ خصوصیات مکمل طور پر پائی جاتی تھیں۔ حضرت مجدد قدس سرہٗ نے تجدیدی کردار ادا کرتے ہوئے تصوف واحسان کو بہت سی لغویات اور آلائشوں سے پاک صاف کیا۔ ان کی جدوجہد سے علم سلوک واحسان بدعات و رسومات اور زندیقیت کے دائرے سے نکل کر انسانی روح کو صاف شفاف بنانے کا صحیح اور درست علم بن کر سامنے آیا۔ اس کام کی تکمیل حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ نے کی۔ انھوں نے اس حقیقت کو بہت خوبی سے واضح کیا کہ ''علم الاحسان والسلوک'' اور ''علم الحقائق والتصوف'' کی الگ الگ کیا نمایاں خصوصیات ہیں۔

اس کی روشنی میں مجددی ولی اللّٰہی سلسلے میں صفتِ احسان کا حاصل کرنا قرآنی احکامات کی روشنی میں ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ سلوک وہ طریقۂ کار ہے جس کے ذریعے سے صفتِ احسان حاصل کی جاتی ہے۔ لہٰذا علم سلوک کو شریعت کی اتباع کرتے ہوئے حاصل کرنا چاہیے۔ اس علم کا تعلق انسانی نفس، قلب اور عقل کی تہذیب و تربیت سے ہے۔ شریعتِ اسلامیہ نے اس کے لیے جو اعمال بتلائے ہیں، ان کی پابندی ضروری ہے۔

علم الحقائق والتصوف کا تعلق قرآن حکیم پر تفکر و تدبر کے نتیجے میں معلوم ہونے والے حقائق کائنات کے ساتھ ہے۔ یہ علم ہر آدمی کے لیے لازمی نہیں۔ یہ اُن باصلاحیت اور اونچی استعداد کے لوگوں کے ساتھ خاص ہے، جو اس علم وفن میں غوطہ زن ہو کر حقیقتُ الحقائق تک پہنچنے کی اہلیت رکھتے ہوں۔ یہ علم جذب کے ذریعے وہبی طور پر ملتا ہے۔

www.rahimia.org

مشائخ رائے پور کو حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہما کے علوم و معارف اور ان کے طریقۂ فکر و عمل سے بڑا خصوصی تعلق اور عشق تھا۔ ان پر ''مجددی ولی اللّٰہی نسبت'' غالب تھی۔ اسی نسبت کا اثر ہے کہ سلوک اور جذب پر مبنی حقائق کا فرق بیان کرتے ہوئے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ ارشاد فرماتے ہیں:

''مولوی حبیب الرحمٰن (رائے پوری) نے ایک بات پوچھی تھی، اس پر دل میں کچھ بیان کرنے کی اُمنگ ہوئی ہے اور یہ مضمون کچھ میرا بھی نہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کی تصانیف کے بعض فقروں سے مستنبط ہے۔ شاہ (ولی اللہ دہلوی) صاحبؒ کے مولانا عبیداللہ سندھیؒ کوئی خواہ مخواہ معتقد نہ تھے۔ شاہ صاحبؒ متأخرین میں زبردست علوم کے حامل ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ہر معاملے میں بڑے بڑے علوم عطا فرمائے تھے۔

حضرت شاہ (ولی اللہ دہلوی) صاحبؒ نے تو یہ تحریر فرمایا ہے کہ

''جب اللہ تعالیٰ کو زمانے میں کوئی رنگ پھیلانا ہوتا ہے تو ویسے ہی لوگوں کو پیدا فرما دیتے ہیں اور ان کے جذبے کی وجہ سے عام نفوس ادھر کو ہی کھنچ جاتے ہیں۔''

میں نے اس سے یہی سمجھا ہے کہ:

(۱) ایک تو ''سلوک'' ہے، یعنی ''چلنا''

(۲) اور ایک ''جذبہ'' ہے، یعنی ''کھنچ جانا''

جب اللہ تعالیٰ کو دنیا میں کچھ کرنا منظور ہوتا ہے تو کسی ایسے قلب کے انسان کو دنیا میں بھیج دیتے ہیں، جس میں جذبہ ہو۔ اور پھر اَور لوگ بھی ایسے ہی پیدا ہوجاتے ہیں، جن کو اس سے مناسبت ہو۔ اس طرح وہ شخص ان کا مرکز بن جاتا ہے۔...

جب خدا تعالیٰ کو کوئی کام کرنا منظور ہوتا ہے تو ایسے لوگ دنیا میں بھیج دیے جاتے ہیں اور عنایتِ خداوندی ان سے متعلق ہوجاتی ہے اور پھر بعد والے ''جذب'' سے خالی اور صرف ''سالک'' رہ جاتے ہیں اور دنیا کی امامت کی باگ ڈور اُن کے ہاتھ میں نہیں رہتی۔ پھر اگر خدا تعالیٰ کو کچھ کرنا ہوتا ہے تو عنایتِ خداوندی کسی اَور سے متعلق ہوجاتی ہے۔ خانوادوں کا یہی حال ہوا ہے۔''(43)

اس طرح حضرتؒ نے سلوک اور جذب کا فرق واضح کرتے ہوئے دوسروں کی اتباع کرنے والے ''سالک'' اور حقائق کے فہم اور شعور رکھنے والے جذب کے حامل فرد کے درمیان فرق اور امتیاز واضح کیا ہے۔ گویا کہ علم السلوک اور علم الحقائق میں یہی فرق ہے۔

www.rahimia.org

عام مسلمان کو سالک بن کر اپنے نفوس اور قلوب کو مہذب بنانے اور صفتِ احسان حاصل کرنے کی کوشش کرنا ہے۔ تصوف کے حقائق عام انسانوں کے سامنے بیان کرنا درست نہیں۔ علم الحقائق ایک ایسا علم ہے، جس کے لیے اونچی استعداد اور جذب کا ہونا شرط ہے۔ لوگوں کے علم اور سمجھ کے مطابق بات کرنا ہی دانائی اور دینی شعور ہے۔

جہاں تک علم الحقائق کا تعلق ہے تو اس کے لیے ''جذب'' کی استعداد کا وہبی طور پر ہونا ضروری ہے۔ جس میں یہ صلاحیت ہو، اُسے علم الاسرار اور علم الحقائق کے لیے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اور حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی کتابوں سے استفادہ کرنا چاہیے۔ ان حضرات کی کتابیں حقائق کائنات کے تناظر میں دین کا اعلیٰ شعور پیدا کرنے میں بنیادی اہمیت رکھتی ہیں۔

سلوک و احسان کی منازل طے کرانے کے لیے رائے پوری سلسلے کے مشائخ نے سیّد الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کی کتاب ''ضیاء القلوب'' اور حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ کی کتاب ''امداد السلوک'' کو سامنے رکھا۔ ان کتابوں میں سلوک کے حصول کی آٹھ شرائط اور اس کے بارہ مقامات کا تعین کیا گیا۔ اس کے حصول کے لیے مشائخ رائے پور نے مسنون معمولات متعین کیے ہیں، جو رائے پوری طریقۂ تربیت کے طور پر متعارف ہیں۔ ان کا تذکرہ آگے آرہا ہے۔

سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کا طریقۂ تربیت اور معمولات

سلسلۂ عالیہ رحیمیہ قادریہ رائے پور کے بانی حضرت عالی رائے پوریؒ اور ان کے خلفا نے تصوف و سلوک کے اہم امور کا خلاصہ بیان کیا ہے اور تربیتِ باطنی اور تزکیۂ قلوب کے لیے ایک ایسا آسان طریقہ متعین کیا ہے، جس میں عام لوگوں کے لیے لمبے چوڑے وظائف کے بجائے مختصر اور آسان معمولات پیش نظر رکھے گئے۔ تاکہ اس مصروف ترین دور میں سلسلے کے وابستگان ان معمولات کے ذریعے اپنی باطنی اصلاح اور شعوری دینی تربیت میں ترقی حاصل کرسکیں۔ یوں ان میں دین اسلام کی جامع تعلیمات کے غلبے کے نظریۂ فکر و عمل سے وابستگی پختہ ہوجاتی ہے اور وصول الی اللہ کا مرحلہ آسان ہوجاتا ہے۔

وصول الی اللہ اور تصوف و سلوک کی حقیقت بیان کرتے ہوئے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

> ''اپنے ''نفسِ امّارہ'' کو ''مطمئنّہ'' بنانے یا (نفس) ''امّارہ'' کو اطمینان تک پہنچانے کا راستہ ''سلوک'' کہلاتا ہے۔''(44)

انسانی نفس کو اطمینان کی حالت تک پہنچانے کے اس راستے کے لیے مشائخ رائے پور نے اپنے متوسلین کے لیے کچھ معمولات متعین کیے ہیں۔ گزشتہ تقریباً ڈیڑھ سو سال سے مشائخ رائے پور ان

www.rahimia.org

معمولات کے ذریعے اپنے متعلقین اور متوسلین کی تربیت فرماتے رہے ہیں۔ اس طرح دینی کام کرنے کے لیے صاحبِ بصیرت اور باشعور رجالِ کار تیار کرتے رہے ہیں۔ ان معمولات کی تاثیر بڑھانے میں ان حضرات کی قلبی توجہات اور باطنی فیوضات بھی اپنا پورا پورا اثر رکھتی ہیں۔

مشائخِ رائے پورؒ اپنے ملفوظات کی صورت میں سلسلۂ عالیہ رحیمیہ کا یہ طریقۂ تربیت اور معمولات بیان کرتے رہے ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان معمولات کو متعلقین اور متوسلین کے لیے ایک ترتیب کے ساتھ یک جا کر دیا جائے۔ یہ معمولات ''امورِ ہشت گانہ'' پر مشتمل ہیں۔ جن کی پابندی سے ظاہری و باطنی ترقی حاصل ہوتی ہے۔ اب تک تزکیۂ نفس کے حوالے سے لاکھوں لوگ ان معمولات سے فیض یاب ہوئے ہیں۔ سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے طریقۂ تربیت کے آٹھ معمولات درجِ ذیل ہیں:

1۔ تصحیح نیت اور نظریے کی درستگی

ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی وحدانیت و عظمت، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و چاہت اور آخرت پر پورا یقین و اعتماد رکھے۔ ہر دم اس کے پیشِ نظر دین اسلام کی تعلیمات کے مطابق اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی بسر کرنے کی نیت، عزم اور ارادہ ہونا چاہیے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی نیت کی تصحیح کرے اور اپنے نظریۂ زندگی کو درست رکھے۔ اس تناظر میں سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے مشائخ سب سے پہلے تصحیح نیت اور نظریے کی درستگی پر زور دیتے ہیں۔

چناں چہ حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

> ''تصوف کیا ہے، دنیا کی تمام مباح اور جائز مصروفیات اور کاروبار کو بھی دین بنا دینا۔ یاد رکھو! اگر اس نیت کو بیدار رکھ کر کہ ''یہ کام میں اللہ کے لیے، یعنی اس کی رضا کے حصول اور تعمیلِ احکام میں کرتا ہوں'' تمام کام کیے جائیں تو بہت سی نفلی عبادتوں سے افضل ہوجاتے ہیں۔ مثلاً مسلمان پر اپنے اہل و عیال کی پرورِش کا ایک درجہ واجب ہے۔ اب اگر اس واجب کی ادائیگی کے لیے وہ کام (کاج، محنت اور مزدوری) کرتا ہے، مگر اللہ کی رضا کی نیت کرکے اور غفلت ترک کرکے کرتا ہے، تو نوافل پڑھنے سے زیادہ ثواب ہے۔ کیوں کہ وہ ایک واجب ادا کر رہا ہے۔ اس طرح ہر کام کو عبادت بنایا جاسکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ حرام اور مکروہ نہ ہو، کم از کم مباح اور جائز درجے کا (ضرور) ہو اور ریاکاری سے تو خالص عبادت، خواہ وہ نماز ہی (کیوں نہ) ہو، شرک بن جاتی ہے، کہ دکھاوے کے لیے کی جائے۔ کیوں کہ دکھاوے سے عبادت کرنا شرک ہے۔''(45)

آج کل گمراہی اور فتنوں کا زمانہ ہے اور گزشتہ دو اڑھائی سو سال سے مسلمان معاشروں پر کفر و طاغوت

www.rahimia.org

کا انسانیت دشمن نظام مسلط ہے۔ اس کی وجہ سے ماحول میں دینی حوالے سے بے راہ روی، نیتوں کا فساد اور غلط افکار و نظریات پھیلے ہوئے ہیں۔ خاص طور پر مادیت پر مبنی سرمایہ پرستانہ نظام نے مسلمانوں کے اعمال و افکار کو بُری طرح متأثر کیا ہے۔ اور نوجوان نسل تو خاص طور پر غلط افکار و نظریات سے متأثر ہو رہی ہے۔ ایسے ماحول میں ضروری ہے کہ تمام مسلمان اور خاص طور پر نوجوان نسل دینِ اسلام کی تعلیمات پر انفرادی اور اجتماعی طور پر عمل کرنے کے لیے اپنی نیت کی تصحیح کریں اور اپنا نظریہ وفکر درست رکھیں۔ گمراہ کن افکار و نظریات سے علاحدگی اختیار کریں اور نیت کی درستگی کے ساتھ دین کے غلبے کا نظریہ اپنے پیش نظر رکھیں۔

چناں چہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ فرماتے ہیں:

''ان مشکل حالات سے اگر مسلمان یہ لیں کہ (تکبر اور سرمایہ پرستی سے) دل ٹوٹ جائے اور خدا کی طرف توجہ زیادہ ہو جائے تو حالات کا وصول کرنا ہے۔'' اور فرمایا کہ: ''مسلمانوں کے سامنے اب (ان حالات میں) ملی زندگی کا پروگرام پورے زور سے آجانا چاہیے۔''(46)

اس لیے مشائخ رائے پور اپنے متوسلین کے لیے ضروری قرار دیتے ہیں کہ وہ حبِ مال (سرمایہ پرستی)، حُبِ جاہ (عہدہ طلبی)، عُجب (خود نمائی) وتکبر اور حسد، کینہ، بغض وغیرہ بداَخلاقیوں کے نظام اور اس غلط ماحول سے برأت کا اظہار کریں۔ دین اسلام کے اعلیٰ اَخلاق؛ خدا پرستی، انسان دوستی پر مبنی عدل و انصاف کے بہترین نظام کو دنیا میں غالب کرنے کے لیے اپنے تیئں جدوجہد اور کوشش کرنے کی نیت وعزم کریں۔

اس سلسلے میں تمام متوسلین کے لیے ضروری ہے کہ اپنے سلسلۂ عالیہ کے مشائخ، بالخصوص امامِ ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ اور حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور ان کے خانوادۂ ولی اللّٰہی کی تعلیمات اور ان کے طریقۂ کار سے رہنمائی حاصل کریں۔ اور ان حضرات مجددین کی جامع تعلیمات کی روشنی میں دُنیوی اور اُخروی کامیابی کے لیے پوری جدوجہد اور کوشش کریں۔ ان مشائخ کے طریقۂ کار کے بنیادی اصولوں کی نشان دہی کرتے ہوئے حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے والدِ گرامی اور شیخ و مربی حضرت الامام شاہ عبدالرحیم دہلویؒ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ:

''ہمارے طریقے کے پانچ بنیادی اُصول ہیں:

(1) ہمیشہ ذکر اللہ میں مشغول رہنا۔

(2) ہر حالت میں تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کرنا۔

(3) بغیر کسی تفریق کے تمام مخلوق کو نفع پہنچانا۔

(4) اپنے آپ کو اللہ کی کسی بھی مخلوق سے افضل نہ سمجھنا۔

www.rahimia.org

(5) اللہ کے حکم اور اللہ کی مخلوق کے سامنے تواضع اختیار کرنا۔''(47)

اس تناظر میں سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے مشائخ نے اپنے وابستگان کی تربیت کے لیے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ وہ مذکورہ بالا اصولوں کو سامنے رکھیں اور ہر وقت تصحیح نیت اور غلبہ دین کے نظریے کو بیدار رکھ کر اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی بسر کرنے کے لیے جدوجہد اور کوشش کریں۔ اور اس غلط ماحول اور نظام کی حتی الوسع مزاحمت کریں، جو دین اسلام کی سچی تعلیمات پر عمل کرنے میں رکاوٹ ہے۔

رائے پوری سلسلے کے مشائخ کے ساتھ وابستہ ہونے والوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی نیت اور نظریہ درست کرتے ہوئے درجِ ذیل امور ہمیشہ پیش نظر رکھیں:

1۔ جملہ امور کی انجام دہی میں نیت درست کرنے کا اہتمام کریں۔
2۔ تمام جائز کاموں میں مشغولیت کے دوران خدا سے اپنے تعلق کو ہرگز نہ بھولیں۔
3۔ اللہ تعالیٰ سے محبت اور تعلق کے جذبے سے انسان دوستی کو لازم سمجھیں۔
4۔ اپنے اندر دینی حوالے سے قومی اور ملّی شعور پیدا کرنے کی کوشش کریں۔
5۔ ملّی فرائض اور قومی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کا جذبہ اپنے اندر بیدار کریں۔
6۔ ہر طرح کے ظلم سے نفرت رکھیں اور عدلِ اجتماعی کو دین کا اہم فریضہ سمجھیں۔
7۔ قومی اور اجتماعی حقوق کی ادائیگی کے لیے غلبۂ دین کو ضروری سمجھیں۔

2۔ بیعتِ توبہ اور فرائض دین کی پابندی

نیت اور نظریۂ فکر و عمل کی درستگی کو پیش نظر رکھتے ہوئے سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور سے وابستہ ہونے کے لیے ضروری ہے کہ وہ شیخِ وقت کے ہاتھ پر اپنے انفرادی اور اجتماعی گناہوں سے توبہ کی نیت سے ''بیعتِ توبہ'' کریں۔ بیعت کرتے وقت سب سے پہلے خاموش طریقے پر ایک دفعہ درود شریف پڑھے اور صدقِ دل کے ساتھ شیخ کے کہلوانے پر کلمہ طیبہ: ''**لا إلهَ إلاَّ اللّٰه مُحمّد رسول اللّٰه**'' اور مختصر درود ''**صلّی اللّٰه علیه و آلهٖ و صحبهٖ و بارک و سلّم.**'' پڑھے۔ حضرت عالی رائے پوریؒ اور اُن کے جانشین حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ بیعتِ توبہ کے لیے ان مسنون الفاظ کے ساتھ توبہ کراتے تھے:

> میں توبہ کرتا ہوں: کفر سے، شرک سے، بدعت سے، غیبت سے، جھوٹ بولنے سے، قتل کرنے سے، چوری سے، زنا سے، کسی پر بہتان لگانے سے، نماز چھوڑنے سے، اور تمام گناہوں سے، چھوٹے ہوں یا بڑے۔ اور جو گناہ میں نے اپنی تمام عمر میں کیے ہیں۔
>
> یا اللہ! تو میری توبہ قبول کر لے اور میرے گناہوں کو بخش دے اور مجھے توفیق دے اپنی رضا

www.rahimia.org

مندی کی اور اپنے رسولِ پاک ؐ کی تابع داری کی، شریعت پر عمل کرنے کی اور خلافِ شرع باتوں سے بچنے کی۔"

اس توبہ کے بعد مشائخ رائے پور چند نصیحت کے کلمات تلقین کرتے رہے ہیں۔ بیعت ہونے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان کلمات کو پوری توجہ کے ساتھ سنے اور صدقِ دل سے ان پر عمل کی کوشش کرے۔ وہ کلمات یہ ہیں:

"یہ توبہ ہوگئی۔ اللہ ہماری توبہ قبول کرلیں۔ ہمارے تمام چھوٹے بڑے گناہ معاف فرما دیں۔ آمین!

اب ہم پر سب سے پہلا فرض نماز کا ہے۔ یہ کسی حالت میں معاف نہیں ہوتی۔ اس کی قضا واجب ہوتی ہے۔ اس کا ترک کرنا بڑا گناہ ہے۔ نماز بہت ہی اعلیٰ عبادت ہے۔ نماز سے اللہ کی محبت اور اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے نماز کا اہتمام کریں اور ہر وقت نماز کا دھیان دل میں رکھیں۔ اس سے ہمارے دلوں میں اللہ کی محبت پیدا ہوگی۔ یہ کامیابی ہے۔

خلافِ شریعت باتوں سے بچنا چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ راضی رہیں۔ اللہ تعالیٰ کو راضی رکھنا مسلمان کے لیے بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بڑا خسارہ ہے۔ کوئی ضرورت پیش آئے، تو سب امور کو شریعت کے مطابق سرانجام دینا چاہیے۔ جن چیزوں کے مسائل نہ جانتے ہوں، ان کو شریعت والے اہل علم، صحیح عقیدہ والوں سے دریافت کرے اور اس پر عمل کرے۔ موت کو یاد رکھنا چاہیے کہ مرنا ہے، آخرت کے لیے جانا ہے۔ اصل زندگی وہی ہے، جو مرنے کے بعد شروع ہوگی۔ وہاں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہنا ہے۔ نہ کوئی لوٹ کر آتا ہے اور نہ کوئی آئے گا۔ اگر شریعت کے مطابق عمل کریں گے، گناہوں سے بچیں گے اور اللہ تعالیٰ کو راضی رکھیں گے، تو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنت الفردوس میں جگہ نصیب ہوجائے گی اور راحت و چین کی زندگی گزرے گی۔ اور اگر شریعت کے خلاف عمل کرتے رہے اور گناہ کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ کو ناراض رکھا تو قبر کا عذاب، حشر کے دن کا عذاب ـــــ جو بہت ہی بڑا سخت اور دردناک ہے ـــــ بھگتنا پڑے گا۔ اور اپنے عملوں کی سزا بھگتنے کے لیے دوزخ میں ٹھکانا بنے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو دوزخ کے عذاب سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس سے بچائے۔ آمین ثم آمین!

اللہ تعالیٰ ہمیں سلسلۂ رائے پوری میں قبول فرمائے۔ اور ان کا فیض نصیب ہو۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں دین دنیا میں کامیابی نصیب فرمائے۔ اللہ ہمیں سچی جماعت سے وابستہ رکھے۔

www.rahimia.org

آخرت پر ایمان نصیب ہو۔ اللہ اور اللہ کی محبت ہمارے دلوں میں غالب ہو۔ اللہ ہم سب کو فتنوں سے محفوظ فرمائے۔ حاسدین، کینہ پرور اور گمراہ کرنے والی جماعتوں سے اللہ محفوظ رکھے۔ ہمیں صحیح نظریے پر قائم رکھے۔ غلبہ دین کے لیے اللہ ہمیں قبول فرمالے۔'' (48)

بیعتِ توبہ کا یہ طریقہ مسنون ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ اور صحابیات سے انھی کلمات کے ذریعے بیعتِ توبہ کرائی ہے۔ جس کا تذکرہ قرآن حکیم میں ہے۔ نیز حضرت عبادہ بن صامتؓ سے مروی روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''تعالوا ! بایعونی علیٰ ان لا تشرکوا باللّٰہ شیئًا، و لا تسرقوا، و لا تزنوا، ولا تقتلوا اولادکم، و لا تأتون ببھتان تفترونہ بین أیدیکم و أرجلکم، و لا تعصونی فی معروف.'' (49)

(آؤ، تم مجھ سے بیعت کرو اس بات پر کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے، اور چوری نہیں کرو گے، اور زنا نہیں کرو گے، اور اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے، اور کسی پر بہتان نہیں لگاؤ گے، اور نیک کاموں میں میری نافرمانی نہیں کرو گے۔)

اس بیعتِ توبہ میں بنیادی طور پر اللہ تبارک و تعالیٰ کے ایک مقرب بندے کے ہاتھ پر حقوق اللہ اور حقوقِ انسانیت کی پاسداری کا عہد کیا جاتا ہے۔

الف: حقوق اللہ کے حوالے سے درجِ ذیل باتوں کا عہد ہوتا ہے:

i۔ کفر و شرک سے بچنا

ii۔ دین میں بدعت پیدا کرنے اور شریعت کی نافرمانی سے بچنا

ب: حقوقِ انسانیت کے حوالے سے درجِ ذیل باتوں کا عہد کیا جاتا ہے:

i۔ لوگوں کا مال چوری ڈاکہ سے حاصل کرنے سے بچنا

ii۔ قتل انسانیت ایسے بُرے فعل سے دور رہنا

iii۔ زنا کاری کی بدعملی اور اس کے ماحول سے بچنا

iv۔ انسانی عزت و احترام کو پامال کرنے والے امور سے بچنا

3۔ تلاوتِ قرآنِ حکیم اور قرآنی مفاہیم کا شعور

مشائخ رائے پور فرماتے ہیں کہ:

''قرآن حکیم کی تلاوت اعلیٰ ذکر ہے۔ جب تلاوت کریں تو کلامِ الٰہی کی عظمت، محبت اور ادب دل میں ہو کہ یہ میرے اللہ کا کلام ہے، عظمت والے کا کلام ہے۔ جتنی دل میں عظمت

www.rahimia.org

ہوگی، اتنی ہی ہدایت نصیب ہوگی اور اللہ کی محبت دل میں پیدا ہوگی۔‘‘

اس لیے اپنے دل میں اللہ کی محبت اور عظمت پیدا کرنے کے لیے روزانہ قرآنِ حکیم کی تلاوت کو اپنا معمول بنانا چاہیے۔ آداب کا لحاظ کرتے ہوئے تلاوتِ قرآن حکیم کا صحیح طریقہ مشائخ رائے پور اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ:

’’باوضو ہو کر قبلہ رُخ بیٹھ کر قرآن حکیم کی عظمت و محبت دل میں رکھتے ہوئے روزانہ کم از کم اس کی اتنی تلاوت کا معمول بنانا چاہیے کہ جس سے ایک قرآن شریف ایک مہینے میں ختم ہوجائے۔ تلاوت سے پہلے درود شریف طاق تعداد میں پڑھے۔ قرآن حکیم پڑھتے وقت اپنے دل میں یہ خیال قائم کرے کہ ’’اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔ اور اللہ کا کلام سب کلاموں سے بڑا اور عظمت والا ہے۔ اور اللہ کا کلام اللہ کی توفیق سے میری زبان پر جاری ہو رہا ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ رہا ہے۔‘‘ اگرچہ تلاوتِ قرآنِ حکیم حفظ یا دیکھ کر بلا وضو بھی کی جاسکتی ہے، لیکن قرآن حکیم کو بلا وضو ہاتھ لگا کر نہیں پڑھنا چاہیے۔‘‘(50)

مشائخ رائے پور کے ہاں قرآن حکیم کی تلاوت اور اس کے فہم و شعور کی بڑی اہمیت رہی ہے۔ تمام مشائخ نے ساری زندگی اس پر عمل کیا ہے۔ خاص طور پر رمضان المبارک میں قرآن حکیم کی تلاوت، نوافل میں اس کی سماعت اور قرآن حکیم کے معانی اور مفاہیم کو سامنے رکھتے ہوئے قرآن حکیم پڑھنے کا پورا اہتمام کیا جاتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ نے راقم سطور سے ارشاد فرمایا:

’’حضرت عالی (شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ) کے ہاں قرآن حکیم کو معنی اور مفہوم کا لحاظ کر کے پوری تصحیح کے ساتھ پڑھنے کا اہتمام کیا جاتا تھا۔‘‘(51)

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ اپنے مخصوص احباب کو ایک ہفتے میں ؛ معنی اور مفہوم کا لحاظ رکھتے ہوئے قرآن حکیم کی تلاوت مکمل کرنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ اور ہفتے بھر کی ایک خاص ترتیب بیان فرمایا کرتے تھے۔ اسے حضرتؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد حبیب اللہ مختار شہیدؒ اس طرح نقل کرتے ہیں:

جمعۃ المبارک	سورۃ البقرہ سے	سورۃ المائدہ تک
ہفتہ	سورۃ الأنعام سے	سورۃ التوبہ تک
اتوار	سورۃ یونس سے	سورۃ مریم تک
سوموار	سورۃ طٰہٰ سے	سورۃ القصص تک
منگل	سورۃ العنکبوت سے	سورۃ صٓ تک

www.rahimia.org

بدھ	سورۃ الزُّمر سے	سورۃ الرّحمٰن تک
جمعرات	سورۃ الواقعہ سے	سورۃ النّاس تک

قرآن حکیم کے ختم کے بعد سجدہ میں جا کر اول آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھیں اور درمیان میں انتہائی عاجزی اور انکساری سے اپنے مقصد کو ذہن میں رکھ کر دعا کریں۔'' (52)

اس طرح ایک ہفتے میں قرآن حکیم کے مفاہیم کا لحاظ رکھ کر توجہ سے تلاوت کرنے سے بڑا روحانی فیض حاصل ہوتا ہے اور انوارات و برکات نازل ہوتی ہیں۔

4۔ تیسرے کلمے کی تسبیح

مشائخ رائے پور فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظمت اور محبت پیدا کرنے کے لیے بعد نمازِ فجر یا چوبیس گھنٹے میں جس وقت بھی فرصت ملے، پوری یکسوئی کے ساتھ تیسرے کلمے کی تسبیح کرنی چاہیے۔ حضرت عالی رائے پوریؒ کے جانشین حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے ایک متوسل سے فرمایا کہ:

''جہاں تک ہو سکے اپنی توجہ خدا کی طرف لگائے رکھنے کی کوشش کیجیے! اور سوم کلمہ ہر وقت پڑھتے رہیے۔ اور اس میں خیال رکھیے کہ خداوندِ کریم یہ کلمہ قبول فرمالیں۔'' (53)

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ اس کی ترتیب یوں بیان فرماتے ہیں:

''اوّل و آخر درود شریف پڑھ کر تیسرا کلمہ

''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ'' بمع وِرد

''وَ لاَ حَوْلَ وَ لاَ قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ''

سو مرتبہ پڑھنا چاہیے۔''

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ فرماتے ہیں:

''یہ بڑا بابرکت وظیفہ ہے۔ جب بندہ اس کو اللہ کی عظمت اور محبت کے ساتھ پڑھتا ہے تو رحمتیں نازل ہوتی ہیں، روحانی ترقی ہوتی ہے اور جنت میں باغ لگ جاتا ہے۔''

تیسرے کلمے سے اللہ کی شان اور اس کی کبریائی کا احساس دل میں جاں گزیں ہو جاتا ہے اور اللہ کی حمد و ثنا اور تعریف سے بڑی ترقی اور کامیابی ملتی ہے۔ نیز اللہ کے علاوہ دنیا کی تمام طاقتوں اور قوتوں کے رُعب سے انسان آزاد ہو جاتا ہے۔ اور ''لَاحَوْلَ وَ لَاقُوَّةَ'' کے ورد کی وجہ سے اپنے عجز و انکساری کا اعتراف اور اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کرنے کا اعلان کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کلمے کے فیوض و برکات نصیب فرمائے۔

5۔ استغفار کی کثرت

مشائخ رائے پور فرماتے ہیں:

''انسان سے غفلت اور گناہوں کے نظام و ماحول میں رہنے کی وجہ سے بہت سے گناہ سرزد ہوجاتے ہیں۔ اس لیے ان سے معافی کے جذبے سے استغفار کی کثرت کرنا بڑا مفید ہے۔ شام کے وقت جب دن بھر کے کام سے فارغ ہوں، تو پھر سوچیں کہ مجھ سے دن بھر میں چھوٹے بڑے گناہ کیا کیا ہوئے ہیں، ان سے توبہ کا ارادہ کرکے، توبہ کی نیت سے استغفار کی ایک تسبیح (سو مرتبہ) کریں:

''اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ أَتُوْبُ إِلَیْہِ'' (اے میرے ربّ! میں تمام گناہوں سے معافی مانگتا ہوں اور اللہ کی طرف رجوع کرتا ہوں)

یہ انبیاؑ کا وظیفہ ہے۔ صحابہؓ کا وظیفہ ہے۔ اولیاء اللہ کا وظیفہ ہے۔ جب ہم توبہ کی نیت سے استغفار کریں گے، تو ہماری توبہ قبول ہوگی۔ دن بھر کے گناہ معاف ہوں گے۔ اور گناہوں کی وجہ سے جو پریشانیاں آتی ہیں، ان سے نجات ملے گی۔ استغفار سے رزق میں برکت آتی ہے اور دل برے اثرات سے محفوظ رہتا ہے۔ اس لیے کثرتِ استغفار آج کل بہت مفید ہے۔ چلتے پھرتے دل میں ذکر کرتے رہو۔ دل دل سے ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ'' کہنے سے بہت فائدہ ہوگا۔''

اس لیے روزانہ بعد نمازِ عصر یا بعد نمازِ مغرب یا چوبیس گھنٹوں میں جس وقت بھی یکسوئی کے ساتھ پڑھنے کا موقع ملے، کم از کم سو مرتبہ استغفار کی تسبیح کرنی چاہیے۔ تاکہ دل گناہوں سے پاک صاف ہو اور ان کے بُرے اثرات سے محفوظ رہے۔

6۔ درود شریف کا اہتمام

سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور میں بیعت ہونے والے فرد کے لیے ضروری ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق و محبت اور آپ کی عظمت کو پیشِ نظر رکھ کر درود شریف کی کم از کم ایک تسبیح پڑھے۔ مشائخ رائے پور فرماتے ہیں:

''عشا کی نماز کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، عظمت اور ادب دل میں رکھتے ہوئے درود شریف کی تسبیح کریں۔ اس سے حضورؐ سے محبت بڑھے گی، آپؐ کا قرب حاصل ہوگا، آپؐ کا فیض ملے گا۔ اور درود شریف پڑھنے والوں پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ گھر میں خیر

www.rahimia.org

و برکت آتی ہے۔''

بہتر یہ ہے کہ نماز والا درودِ ابراہیمی پڑھا جائے:

''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.''

یہ درود شریف لمبا محسوس ہو تو کوئی مختصر درود شریف پڑھ لے۔

ایک صاحب نے حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے پوچھا کہ: ''درود شریف پڑھتے وقت کیا خیال کیا جائے؟'' تو آپؒ نے فرمایا کہ:

''اس طرح گویا حضور ﷺ کے روضۂ مبارک پر بیٹھ کر پڑھ رہے ہو اور ایک نور کا فیض اُدھر سے تمھارے قلب میں آ رہا ہے۔''(54)

اللہ تعالیٰ ہمارے دل میں حضور ﷺ کی محبت اور عظمت نصیب فرمائے۔ آمین

7۔ ذکرُ اللّٰہ کا اہتمام

مشائخ رائے پور فرماتے ہیں کہ سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور سے وابستہ ہونے والے متعلقین اور متوسلین کو ذکر اللہ کا پورا اہتمام کرنا چاہیے۔ عام متعلقین کو کلمہ طیبہ ''لا إلٰــہ إلا الــلّٰــہ'' کی تسبیحات پڑھنی چاہئیں۔ اس کی صحیح ترتیب اور طریقہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ یوں بیان فرماتے ہیں:

''کلمہ طیبہ ''لا إلٰہ إلا اللّٰہ'' کی کم از کم تین یا پانچ تسبیحات مندرجہ ذیل ترتیب کے ساتھ بغیر طریقۂ ذکر کے تسبیح کے طور پر پڑھیں۔ اس کو اپنے معمول میں شامل کرنا بہت ہی مبارک اور افضل عمل ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے:

سب سے پہلے تین دفعہ درود شریف پڑھ کر اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرّجیم اور بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم کے ساتھ سورۃ الفاتحہ ایک مرتبہ پڑھے۔ پھر بسم اللہ پڑھ کر سورۃ الإخلاص بارہ (۱۲) مرتبہ پڑھے۔ پھر تین مرتبہ درود شریف پڑھ کر اللہ سے دعا مانگے کہ:

اے اللہ! اس تلاوتِ قرآنِ پاک اور دعا کو قبول فرمائیں اور ان کا ثواب سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے مشائخ رحمہم اللہ حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ، حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ (اور حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ، حضرت شاہ سعید احمد رائے پوریؒ) کی ارواحِ طیبات کو پہنچائیں۔

www.rahimia.org

اس کے بعد تین مرتبہ درود شریف پڑھ کر پہلی مرتبہ پورا کلمہ طیبہ:

"لاإلٰه إلّاَ اللّٰه محمّد رسول اللّٰه"

اور مختصر درود شریف "**صلّی اللّٰه علیه و علٰی آلهٖ و اصحابهٖ و ازواجهٖ و ذرّیاتهٖ اجمعین.**" پڑھے۔

پھر سو مرتبہ "**لاإلٰه إلّاَ اللّٰه**" پڑھتے رہیں۔

اور سوویں دفعہ پورا کلمہ شریف بمع مختصر درود شریف کے پڑھیں۔ پھر دوسری تسبیح کے آخر میں بھی پورا کلمہ پڑھیں۔ اسی طرح جتنی تسبیحات پڑھنی ہوں، پڑھتے جائیں۔

اس کلمہ شریف کے پڑھنے کے وقت آنکھیں بند کر کے زبان پر کلمہ شریف ہو اور خیال میں اس کا مفہوم یعنی معنی کے مقصد کو قائم رکھیں۔ درمیان میں کبھی چند مرتبہ یہ جملہ پڑھ لے: "نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے" اور کبھی یہ کہے: "نہیں ہے کوئی مقصود سوائے اللہ کے" اور کبھی یہ کہے: "نہیں ہے کوئی محبت لگانے کے قابل سوائے اللہ کے۔"(55)

کلمہ طیبہ کا یہ ذکر سلسلۂ عالیہ کے عام متعلقین کے لیے ہے۔ البتہ جو حضرات اس سلسلۂ عالیہ میں با قاعدہ سلوک طے کرنا چاہیں، تو ایسے متوسلین کے لیے ضروری ہے کہ وہ شیخِ وقت سے با قاعدہ اجازت لے کر مشائخِ قادریہ کے مقرر کردہ طریقۂ کار کے مطابق نفی اثبات (**لا إلٰه إلّاَ اللّٰه**) اور اسم ذات (**اللّٰه**) کا ذکر کریں۔

ہمارے سلسلے کا یہ ذکر "قادریہ مجددیہ" کا ہے۔ اس طریقے کے مطابق یہ ذکر **لاَ** پر پورے مدّ اور **إلّاَ اللّٰه** پر شدّ کا لحاظ رکھتے ہوئے کرنا چاہیے۔ ذکر اللہ کا صحیح طریقہ بیان کرتے ہوئے حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے ارشاد فرمایا:

> "**لا إلٰه** سے (ذکر) شروع کرنا چاہیے اور **إلٰه** پر سکتہ تو ہو، مگر وقف نہ ہو۔ اور **إلّاَ اللّٰه** پر اس سے زیادہ فصل (وقف) کیا جائے، جتنا **إلٰه** پر سکتہ کیا جاتا ہے۔... بزرگوں نے جو طریقۂ (ذکر) مقرر کیا ہے، اسی قاعدے اور طریق سے ذکر کیا جائے تو اس سے جلد نفع ہوتا ہے۔ اور ویسے بھی ذکر کیا جائے تو خالی از نفع نہیں، مگر اس طرح دیر میں اور ادھورا نفع ہوتا ہے۔.. (اور نفع سے) مراد یہ ہے کہ آثارِ ذکر اور انوارات پیدا ہو جائیں۔ "آثارِ ذکر" یعنی انسان کا دل خدا کے سوا غیر کی محبت سے چھوٹ جائے اور کچھ اللہ تعالیٰ سے اُنس پیدا ہو جائے۔ کیوں کہ انسان اُنس سے مشتق ہے۔"(56)

حضرت اقدس رائے پوری ثانی نے مزید ارشاد فرمایا:

www.rahimia.org

''کبھی کچھ (ذکر) کیا اور پھر چھوڑ دیا، (اس سے) کچھ بات نہیں بنتی۔ میرا خیال ہے کہ تین چِلّے یعنی چار ماہ تو باقاعدہ پابندی سے بلاناغہ پورے اہتمام سے ذکر کرنا چاہیے۔ اور پورا ذکر گیارہ تسبیح نفی اِثبات اور چار ہزار اسمِ ذات ٹھیک شدّ ومدّ اور دھیان و اہتمام سے ہے۔.. .تین چِلّے کے بعد پھر یہ ہے کہ اپنا کوئی کام کرنے لگے اور ذکر کا بھی اہتمام رکھے۔

اصل میں خلوص و اصلاح اور تہذیبِ اخلاق کے لیے عشق و محبت ضروری ہے۔ اس کے بغیر کوئی خلوص، اصلاح اور تہذیبِ اَخلاق نہیں ہوتی اور نفس کا ہی حصہ رہتا ہے۔''(57)

حضرت رائے پوری ثانی نے ''لا إلٰه إلاَّ اللّٰه'' کا معنی اور مفہوم یوں بیان فرمایا:

''لامقصودُ'' سے مراد یہ ہے کہ اللہ کی سوا مجھے کچھ نہیں چاہیے۔ بس ان صورِ علمیہ (غلط فکر و عادات) کو مٹانا، یہی تو اصل کام ہے۔

ذکر کرو، صحبت اٹھاؤ اور توبہ کرتے جاؤ اور غلط عادتوں سے بچنے کی کوشش کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ سے کوتاہیوں کی معافی چاہو۔ کچھ نہ کچھ ہو رہے گا۔ اللہ فضل کرنے والا ہے۔''(58)

حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ نے مزید فرمایا:

''یاد رکھو! اصل اس میں اسمِ ذات یعنی ''اللّٰـہ، اللّٰـہ'' کا ذکر ہے۔ اور نفی اِثبات اس کی تائید اور تقویت کے لیے ہے۔... ذکر میں اگر وجد نہ ہو تو تکلف سے وجد کی کیفیت بناؤ۔''(59)

حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ نے مزید فرمایا کہ:

''اللہ کا ذکر ضروری ہے اور ذکر اللہ ایک روشنی ہے، جو انسانوں کو خود اس کے گناہوں کا احساس دلاتی ہے۔ اور انسان اس کی روشنی میں اپنے عیب دیکھتا ہے اور پھر توبہ کرتا ہے۔ توبہ ٹوٹ بھی جاتی ہے، مگر نادم ہوتا ہے۔ اس سے اور (مزید) ترقی ہوتی ہے، کیوں کہ اصل ترقی ندامت اور عاجزی میں ہے۔''(60)

مشائخ رائے پور کے طے کردہ طریقۂ کار کے مطابق ذکر اللہ کرنے سے اپنی استعداد اور صلاحیت کے مطابق بہترین ثمرات و نتائج مرتب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ذکر اللہ کی پابندی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

8۔ محبت کے ساتھ صحبتِ شیخ

مشائخِ رائے پور فرماتے ہیں کہ محبت کے ساتھ شیخ کی صحبت سے انسان اعلیٰ اَخلاق کا خوگر بنتا ہے۔ اس لیے ظاہری اور باطنی فیوضات کے حصول کے لیے اپنے سلسلۂ عالیہ کے مشائخ کی محبت و عظمت دل میں رکھنا ضروری ہے۔ خاص طور پر جس شیخ کے ہاتھ پر بیعتِ توبہ کی ہو، اس کی محبت کے ساتھ صحبت اختیار

www.rahimia.org

کرنا ضروری ہے۔

چناں چہ حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ فرماتے ہیں:

''(غلط عادتوں کو ختم کرنے کے لیے) بس صحبتِ شیخ اور ذکر (اللہ) ضروری ہے۔ صحبت میں رہتے رہتے جو عیوب معلوم ہوتے ہیں، ان پر تنبُّہ کر دیا جاتا ہے اور دعا کی جاتی ہے کہ وہ نہ رہیں۔'' (61)

حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''انسان کو چاہیے کہ خدا تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے اپنے اندر اَخلاقِ حمیدہ پیدا کرے اور ذمائم (بُرے اخلاق) سے دور رہے۔ اور یہ چیز ایسے شخص کی صحبت اٹھانے سے حاصل ہوتی ہے، جس کے اَخلاق اور نفس کی اصلاح ہو چکی ہو۔ مگر صحبت میں بھی یہ دو چیزیں شرط ہیں:

(الف) ایک تو شیخ سے محبت ہو اور عناد (دشمنی) ہرگز نہ ہو۔

(ب) دوسرے ذکرِ الٰہی (کی پابندی) ہو۔

ہم سیدھا سادھا یہی سمجھتے ہیں کہ صحبتِ شیخ، جو عناد (دشمنی) سے پاک ہو، اس میں جتنی صحبت ہوگی، اتنی ہی ترقی ہوگی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ (مرید میں سچائی اور نیکی کی) طلب بھی جو پیدا ہوتی ہے، وہ شیخ کی طلب سے حصہ ملتا ہے۔ اور (مرید) اَخلاق بھی وہیں اس راستے سے جذب کرتا ہے۔ مگر اپنی استعداد کے موافق جذب کرتا ہے۔ جتنی اس (استعداد) میں کمی، اتنی اس (اَخلاق) میں کمی۔ اور اصل مقصود تو رضائے الٰہی ہے۔ پس جس شخص سے اُنس ہو، اس کی بلاعناد (اعتراض کے بغیر) صحبت اختیار کرو اور کچھ ذکر کا سلسلہ بھی جاری رکھو۔ جتنی کسی کی استعداد ہوگی اور جتنا خدا کو منظور ہوگا، حصہ مل کر رہے گا۔'' (62)

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے مزید فرمایا:

''يَاأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ (63) یہ (نفسِ مطمئنّہ) خدا کے خاص بندوں اور جنتیوں کا نفس ہے۔ پس اپنے ''نفسِ امّارہ'' کو ''مطمئنّہ'' بنانے یا ''امّارہ'' کو اطمینان تک پہنچانے کا راستہ ''سلوک'' کہلاتا ہے۔ اس میں آسان راستہ یہ ہے کہ جس کا نفس مطمئنّہ ہو، اس کی صحبت اختیار کی جائے۔ کیوں کہ یہ (قاعدہ) کلیہ ہے کہ جس آدمی کے پاس بیٹھو گے، اس کے اثرات ضرور آئیں گے۔ تو شیخ کی صحبت کی ضرورت ہوئی۔ اور بیعت کا نفع صحبتِ شیخ کے بغیر نہیں (ہوتا) اور ''تصورِ شیخ'' بھی دراصل محبتِ شیخ ہے۔ ...اگر شرطوں کے موافق شیخ کی صحبت

www.rahimia.org

اٹھائی جائے تو طالب پر ضرور اثر پڑے گا۔‘‘(64)

ایک صاحب نے حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے دریافت کیا:

’’شیخ کے ساتھ کس طرح ادب آداب سے رہے، جس سے مرید کو فائدہ پہنچے؟‘‘

حضرت اقدس رائے پوریؒ نے فرمایا:

’’اصل میں اس میں (شیخ سے) محبت ہے۔ محبت خود آداب کی استاذ ہے۔ اور کم از کم یہ ہے کہ جی (دل) میں اعتراض نہ رکھے۔ اور (شیخ کی) مخالفت نہ ہو تو فائدہ حسبِ استعداد پہنچتا ہی ہے۔ دراصل عشق ہی انسان کا آداب میں استاذ ہے۔ ایک پنجابی شاعر نے کہا ہے کہ:

’’عشق انسان کو وہاں پہنچا دیتا ہے، جہاں انسان ویسے نہیں پہنچتا۔‘‘

کسی نے پوچھا کہ ’’عشق کیسے پیدا ہوتا ہے؟

فرمایا: ’’ذکرِ الٰہی اور نیکوں کی صحبت سے، حسبِ استعداد عشق و محبت پیدا ہوتی ہے۔‘‘(65)

چناں چہ اپنے دل میں شیخ سے سچی محبت اور عشق پیدا کرنے سے کامیابی اور استقامت حاصل ہوتی ہے۔ اور وقتاً فوقتاً شیخ کی صحبت میں جانا اور ان سے استفادہ کرنا، ان کی عظمت اور محبت کا دل پر نقش کرنا بھی دُنیوی اور اُخروی کامیابی کے لیے انتہائی مفید ہے۔ اپنے شیخ کی محبت کے ساتھ ساتھ اپنے سلسلے کے مشائخ کی محبت و عظمت بھی دل میں ہونی چاہیے۔ اور ان مشائخ کی تعلیمات، افکار و نظریات، سیرت و کردار کی اتباع کرنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔

مشائخ رائے پور کے فیوض و برکات حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ مجددی ولی اللّٰہی سلسلے کے مشائخ کے معمولات اور تعلیمات پر مبنی افکار و نظریات اور ان کی سیرت و کردار سے وابستگی اور عشق پیدا کیا جائے اور یوں دین اسلام کی جامعیت کا پورا فہم و شعور حاصل کر کے اسے اپنی زندگی کا نصب العین اور بنیادی ہدف قرار دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرات مشائخ رائے پور کے معمولات، تعلیمات اور افکار پر صدقِ دل کے ساتھ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور ان کے فیوضات و برکات سے ہمارے قلوب کو منور فرمائیں۔ اور دنیا اور آخرت کی فلاح اور کامیابی نصیب فرمائیں۔ آمین!

حضرت عالی رائے پوریؒ کے باطنی فیضان کی وسعت

بلاشبہ قطبِ عالم حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کے ’’چشمۂ فضل‘‘ اور ’’معدنِ احسان‘‘ سے آپؒ کے متوسلین نے بے انتہا فیض حاصل کیا۔ حتیٰ کہ آپؒ کے پیر و مرشد حضرت اقدس گنگوہیؒ کے وصال کے بعد اُن کے اکثر متوسلین کی تربیتِ باطنی بھی حضرت عالی رائے پوری قدس سرہٗ نے کی۔ حضرت عالی

www.rahimia.org

رائے پوریؒ کو ان سے خاص محبت تھی۔ اُن پر آپؒ کی توجہ رہتی تھی۔ مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ کا بیان ہے کہ:

''آپؒ (حضرت عالی رائے پوری) کو حضرت گنگوہیؒ قدس سرہٗ کے متوسلین سے خاص محبت تھی کہ وہ شیخ کے یتیم بچے تھے۔ اور (آپؒ کے پاس آکر اپنے) شیخ کی یاد تازہ کرتے تھے۔''(66)

مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ خود اپنے بارے میں لکھتے ہیں:

''میری اصلاح و تربیت میں حضرت (عالی رائے پوریؒ) کا ایک خاص حصہ ہے، جس کے احسان سے میری گردن نہیں اٹھ سکتی۔''(67)

انھی پر کیا موقوف، حضرت عالی رائے پوریؒ کے فیضان سے بڑے بڑے علما اور مشائخ فیض یاب ہوئے۔ اولوالعزم اور جرأت مند مردانِ خدا کی تربیتِ باطنی آپؒ ہی کے بلند تر نفس قدسیہ کا فیضان ہے۔ اس سے بہ خوبی اندازا لگایا جاسکتا ہے کہ تزکیۂ نفوس اور تصفیۂ باطن میں حضرت عالی رائے پوریؒ کا مقام و مرتبہ کیا تھا۔

غرض! طریقت کے شعبے میں آپؒ انتہائی اونچے مقام پر فائز ہیں۔ چناں چہ اس حوالے سے اللہ تعالیٰ نے آپؒ سے بہت کام لیا۔ آپؒ کی نسبتِ قویہ کے یہ نتائج تو بڑے واضح ہیں کہ آپ کے خلفا اور پھر ان کے خلفا کے تسلسل کے ذریعے پورے عالم میں آج آپؒ کا فیض پہنچ رہا ہے۔ ایک دنیا ہے، جو روحانی فیضان سے سیراب ہورہی ہے۔ جس کا دل واقعی یہ چاہے کہ وہ اپنی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کرے، وہ ان حضرات کے ساتھ بے غرض قلبی تعلق اور حقیقی محبت پیدا کرکے بہ خوبی اس کا نظارہ کر سکتا ہے۔

خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور جس باغ گلزارِ رحیمی میں قائم ہے اور جہاں حضرت اقدس کے فیضان کے انوارات ہیں، وہ تقریباً سوا سو سال کا عرصہ گزر جانے کے بعد بھی، آج اسی طرح انوارات کا مہبط ہے اور گردوپیش کی اشیا سے بھی ذکر الٰہی کی آواز آتی ہے۔ آج بھی دور دراز سے لوگ آکر فیض یاب ہوتے ہیں اور رحمتِ الٰہی کو اپنے دامن میں سمیٹ کر لے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں بھی اس بحر ناپید کنار سے فیض یاب ہونے اور اس کی صحیح قدردانی کرنے کی توفیق ارزانی نصیب فرمائے۔

☆

www.rahimia.org

حوالہ جات وحواشی

1۔ تذکرۃ الخلیل، از حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھی، ص:262، طبع مکتبہ خلیلیہ، متصل مدرسہ مظاہر العلوم، سہارن پور۔

2۔ ارشادات حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ ص:390، طبع: رحیمیہ مطبوعات، لاہور۔

3۔ مکاتیب شیخ الہندؒ اور ان کی سیاسی تحریک کا ایک مطالعہ۔ مرتبہ: ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہان پوریؒ۔ ص:129۔ طبع: کراچی۔

4. تذکرۃ الخلیل، ص:235۔

5۔ ایضاً، ص:339۔

6۔ حکایاتِ اولیا۔ مرتبہ: حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ۔ ص:372۔ طبع: کراچی۔

7۔ احوال العارفین، ص:152، طبع لاہور۔

8۔ تذکرۃ الخلیل، ص:257۔

9۔ ایضاً، ص:246۔

10۔ ارشادات حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ۔ ص:244۔

11۔ ایضاً۔

12۔ ایضاً، ص:377۔

13۔ ایضاً، ص:244۔

14۔ ایضاً، ص:45-344۔

15۔ ایضاً، ص:284۔

16۔ ایضاً، ص:382۔

17۔ ایضاً، ص:413۔

18۔ ایضاً، ص:47-346۔

19۔ ایضاً، ص:348۔

20۔ ایضاً، ص:366۔

21۔ حضرت رائے پوریؒ کا اشارہ اس حدیث کی طرف ہے، جسے امام بخاریؒ نے "کتاب الرقاق" کے "باب التواضع" میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں: "وما تقرب الیّ عبدی بشیء اَحب إلیّ مما افترضتُ علیه وما یزال عبدی یتقرّب الیّ بالنوافل حتی اُحبّه، فإذا احببتُهٗ: کنت سمعهٗ الّذی یسمع بہٖ، و بصرهٗ الّذی یُبصر بہٖ، و یدهٗ الّتی یبطِش بِها، و رِجلهٗ الّتی یمشِی بِها. و إن سألنی لأعطینّه، و لئن استعاذنی لأعیذنه."

(رواہ البخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع. حدیث نمبر 6502. طبع: بیروت. مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الدعوات، باب ذکر اللّٰہ عزّ و جلّ و التقرّب إلیه. حدیث نمبر 2266.

www.rahimia.org

ج:2. ص:10-709. طبع: بیروت.)

22۔ ارشادات حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ۔ص:39-138۔

23۔ مشائین: مادیت پسند فلاسفہ کا ایک گروہ ہے۔اس کے غلط دعوے کا ردّ حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ نے فرمایا ہے۔حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے ان کے اس قول کا ردّ بہت خوب صورتی سے کیا ہے۔اس کے لیے شاہ صاحبؒ کی کتابیں "لمحات"، "البدور البازغه" اور "التفهيمات الإلٰهيه" کی متعلقہ مباحث مطالعہ کرنی چاہئیں۔

غالباً حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کی تقریر شاہ صاحبؒ کی کتابوں سے ہی ماخوذ تھی۔

24۔ ارشادات حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ۔ص:211۔

25۔ "حقیقتِ محمّدیه" کو سمجھنے کے لیے ولی اللّٰہی علوم پر عبور ضروری ہے۔مشائخ رائے پور کو ان علوم کا بڑا وافر حصہ ملا ہے۔حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے "حقیقتِ محمّدیه" اور آپؐ کے علومِ نبوت کی وضاحت اپنی کتاب "تاویل الأحادیث" اور "الخیر الکثیر" میں فرمائی ہے۔وہاں ملاحظہ کی جائے۔نیز حروفِ مقطعات کے فہم کے لیے "الفوز الکبیر" اور "الخیر الکثیر" کا مطالعہ ضروری ہے۔

26۔ ارشادات حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ۔ص:278۔

27۔ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے حضرت انس بن مالکؓ سے یہ روایت نقل کی ہے:

"لایؤمن احدکم حتّٰی یحب لأخیه ما یحب لنفسه".

(رواه البخاری. کتاب الإیمان. باب من الإیمان ان یحبّ لأخیه ما یحبّ لنفسه. حدیث نمبر13. طبع: بیروت. صحیح مسلم. کتاب الإیمان. حدیث نمبر170. طبع: بیروت)

28۔ ارشادات حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ۔ص:160۔

29۔ یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے، جس میں حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر فتح کرنے کے لیے تشریف لے گئے، تو جیسے ہی لوگ کسی وادی پر چڑھتے تو بلند آواز سے تکبیر "اللّٰه اکبر، اللّٰه اکبر، لا إلٰه إلا اللّٰه" کہتے تھے۔تو رسول اللہؐ نے فرمایا: "اربعوا علٰی أنفسکم إنّکم لاتدعون أصمّ و لا غائبًا، إنّکم تدعون سمیعًا قریبًا وهو معکُم" (چیخ کر تکبیر کہنے سے باز آجاؤ۔تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے، بلکہ تم ایک بہت زیادہ سننے والی اور انتہائی قریب ذاتِ باری تعالیٰ کو پکار رہے ہو اور وہ تمھارے ساتھ ہے۔)

(رواهُ البخاری. کتاب المغازی. باب غزوة خیبر. حدیث نمبر 4205۔طبع: بیروت)

جہری ذکر کے بارے میں حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے خلیفہ اجل حضرت مولانا محمد عاشق پھلتیؒ لکھتے ہیں: "جاننا چاہیے کہ کبھی جہر کے ساتھ پکار کے انداز میں ذکر کیا جاتا ہے۔اور یہ قسم مناجات اور عبادت میں شمار ہوتی ہے۔اس قسم میں بہت زیادہ بلند آواز سے چیخ کر ذکر کرنا جائز نہیں ہے۔جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "اربعوا علٰی أنفسکم إنّکم لاتدعون أصمّ و لا غائبًا." اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ایسی بلند کی آواز کی حالت اختیار کرنا کہ جس میں مطلوبہ جوش اور شوق و محبت کی شورش کا لحاظ نہ رکھا

www.rahimia.org

گیا ہو، ممنوع ہے۔ البتہ وہ حالت جس میں عشق ومحبت کی شورش موجود ہو، تو ایسی صورت میں ذکرِ جہر کی ہر مقدار جائز ہے۔ ذوق وشوق کی حالت میں بلند آواز سے ذکر کرنا اس حدیث کی وعید میں شامل نہیں ہے۔ و اللّٰہ أعلم بالصّواب۔

(دیکھئے! سبیل الرشاد۔ تالیف: حضرت مولانا محمد عاشق پھلتی۔ ص:08۔ طبع: مکتبہ محمدی۔ کلکتہ۔ ۱۲۷۴ھ)

30۔ ارشادات حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ۔ ص:159۔

31۔ ایضاً۔ ص:254۔

32۔ ایضاً۔ ص:146۔

33۔ القرآن: 27:24۔

34۔ ارشادات حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ۔ ص:143۔

35۔ ''عالمِ مثال'' کی حقیقت کے بارے میں حضرت امام ولی اللہ دہلویؒ لکھتے ہیں:

''جاننا چاہیے کہ بہت زیادہ تعداد میں احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ کائنات میں ایسا غیر عنصری (غیر مادی) عالَم ہے، جس میں زمین پر موجود ہونے سے پہلے اشیا کے معانی اور مفاہیم ایک مثالی صورت میں موجود ہوتے ہیں، جن کی جسمانی شکل وصورت اُس عالم کی مناسبت سے ہوتی ہے۔ وہ اشیا جب زمین پر وجود میں آتی ہیں، تو مِن وعَن اسی مثالی وجود کے مطابق ہوتی ہیں۔''

سلوک میں اسی عالمِ مثال کے ساتھ مناسبت پیدا کی جاتی ہے۔ صحبتِ شیخ سے یہ مناسبت پیدا ہوتی ہے۔

36۔ ارشادات حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ۔ ص:326۔

37۔ مکتوب نمبر ۱/۱، دیکھئے اسی کتاب کا چھٹا باب؛ مکتوبات حضرت عالی رائے پوریؒ۔

38۔ ایضاً، مکتوب نمبر ۲/۱۔

39۔ ایضاً، مکتوب نمبر ۳/۲۔

40۔ ایضاً، مکتوب نمبر ۹/۸۔

41۔ ایضاً، مکتوب نمبر ۶/۵۔

42۔ تذکرۃ الخلیل۔ تالیف: مولانا عاشق الٰہی میرٹھی۔ ص:256۔ طبع: سہارن پور۔

43۔ ارشادات حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، ص: 197 تا 200۔

44۔ ایضاً، ص: 381۔

45۔ ایضاً، ص:244۔

46۔ ایضاً، ص:401۔

47۔ انفاسِ رحیمیہ (مکتوبات حضرت الامام شاہ عبدالرحیم دہلویؒ)، ص 27، طبع مجتبائی، دہلی ۱۳۳۳ھ/ 1915ء۔

48۔ تعلیم السلوک، ارشادات حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ، مرتبہ حضرت مولانا حسین احمد علویؒ (قلمی)۔

49۔ رواہ البخاری۔ حدیث نمبر: 3892۔

50۔ تعلیم السلوک، ارشادات حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ (قلمی)۔

www.rahimia.org

51۔ ڈائری مکتوبہ راقم سطور، مجلس: رمضان المبارک 1402ھ/ 1982ء۔ بمقام: مری۔

52۔ ملفوظ حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ۔ تحریر: مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ (قلمی)۔

53۔ ارشادات حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری۔ ص:221۔

54۔ ایضاً۔ ص: 255۔

55۔ تعلیم السلوک، ارشادات حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ۔

56۔ ارشادات حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری۔ ص:291۔

57۔ ایضاً، ص:266۔

58۔ ایضاً، ص:406۔

59۔ ایضاً، ص:215۔

60۔ ایضاً، ص:405۔

61۔ ایضاً۔

62۔ ایضاً، ص:238۔

63۔ القرآن: 27:89۔

64۔ ارشادات حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری۔ ص: 383۔

65۔ ایضاً، ص: 395۔

66۔ تذکرۃ الخلیل۔ ص:257۔

67۔ ایضاً، ص:246۔

☆

www.rahimia.org

چوتھا باب

قومی آزادی کی جدوجہد میں سیاسی کردار

قطبِ عالم حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کی قومی آزادی کے لیے سیاسی جدوجہد اور کردار کے حوالے سے حضرت مولانا عبدالسمیع دیوبندیؒ نے اپنے طویل مرثیے میں یہ شعر کہا ہے: ع

وہ مصرِ سیاست کے یوسف جمیل
وہ ملکِ ولایت کے فرماں روا

دین اسلام کا تیسرا اہم ترین شعبہ سیاست ہے۔ انبیا علیہم السلام اور محققین مجددین اولیاء اللہ ہمیشہ اس حوالے سے بھرپور کردار ادا کرتے رہے ہیں۔ مسلمانوں کے زوال کے آخری دور میں حضرت مجدد الف ثانیؒ اور امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور مجددی ولی اللّٰہی خانوادے اور سلسلے کے رہنماؤں نے دینی نظام کے غلبے کی جدوجہد کے حوالے سے بڑا بھرپور سیاسی کردار ادا کیا ہے۔

برعظیم پاک و ہند پر انگریز کا تسلط اور ولی اللّٰہی سلسلے کے علما کا کردار

برعظیم پاک و ہند پر انگریز سامراج کے غاصبانہ تسلط اور ظالمانہ نظامِ جبر و آمریت نے اس خطے کے سیاسی، معاشی اور فکری ارتقا کے عمل کو ہی سبوتاژ نہیں کیا، بلکہ اس پورے خطے کی قومی آزادی سلب کر کے اسے غلامانہ زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیا۔ جس قوم کی آزادی اور حریت ختم کر دی جائے، وہ اپنے قومی اور ملّی تقاضوں کے مطابق اپنی حیاتِ اجتماعی کی تشکیل نو قطعاً نہیں کر سکتی۔

قومی آزادی کے سوال نے ہندوستان کے حقیقی قومی اور ملّی رہنماؤں کے سامنے ایک بڑا چیلنج پیش کر دیا تھا۔ اس تناظر میں اگر ہم ہندوستان کے غلامی کے دور کا غیر جانب دارانہ تجزیہ کریں تو یہ حقیقت اپنی جگہ اُبھر کر سامنے آتی ہے کہ حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور ان کے خانوادۂ کرام اور تربیت یافتگان نے اپنی عظیم جدوجہد کے ذریعے سے اس چیلنج کا بھرپور جواب دیا۔

ولی اللّٰہی سیاسی جماعت نے غلامی کے پورے دور میں انگریز سامراج سے عدمِ تعاون کرتے ہوئے قومی آزادی کے حصول کے لیے مردانہ وار قربانیاں دی ہیں اور عظیم جدوجہد کی ہے۔ ان حضرات نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر کے آزادی کی شمع کو بجھنے نہ دیا۔ بالخصوص ان نامساعد حالات میں جب کہ

www.rahimia.org

مسلمانوں کے چند نام نہاد لیڈروں نے انگریز سامراج کے ساتھ کلی تعاون اور اس کے سیاسی مفادات کے تحفظ کے لیے کام کرنا شروع کر دیا تھا۔ اور یوں ان کے اس منافقانہ کردار کی وجہ سے افراد ہی نہیں، بلکہ جماعتوں کی صورت میں غدارانِ وطن کی ایک طویل فہرست بنتی چلی گئی تھی۔

ایسے مشکل حالات اور سیاسی طور پر پیچیدہ ماحول میں ولی اللّٰہی سیاسی جماعت نے ہندوستان کی قومی آزادی وحریت کے لیے طویل منصوبہ بندی اور دُور رَس سیاسی حکمتِ عملی ترتیب دی۔ حالات کے مطابق جیسے معروضی تقاضے اُبھرتے رہے، اپنی عملی جدوجہد کو منظّم کرتے رہے۔ دستیاب حالات میں آزادی کی تحریکات کو مسلسل اور مستقل بنیادوں پر چلانا بڑا صبر آزما اور مشکل کام ہے۔ بالخصوص جبر و آمریت کی دہشت کے سائے میں آزادی کے لیے کام کرنا ایک کٹھن مرحلہ ہے، لیکن ولی اللّٰہی جماعت نے بڑی ہمت وجرأت کے ساتھ غلامی کے ہر دور میں جدوجہدِ آزادی کو تحریکات کی صورت میں زندہ رکھا اور ایک تحریک کے بہ ظاہر ناکام ہونے کے بعد دوسری تحریک پیدا کر دی گئی اور یوں تسلسل کے ساتھ قومی آزادی کے حصول کے لیے پے در پے تحریکات چلائیں۔ یہ اس کا نتیجہ ہے کہ تقریباً دوسو سال بعد اس خطے کے لوگوں کو آزادی نصیب ہوئی۔

سلسلۂ ولی اللّٰہی کے امام؛ حکیم الاسلام شاہ ولی اللہ دہلویؒ

اس تجدیدی سلسلۃ الذہب کی سب سے بڑی خصوصیت اور امتیاز یہ ہے کہ اس سلسلۂ ولی اللّٰہی کے امام، حکیم الاسلام حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ اور ان کے صاحبزادگانؒ بالخصوص حضرت امام شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس اللہ اسرارہم ہیں۔ خانوادۂ ولی اللّٰہی کے تجدیدی کام کی نوعیت کا اندازہ اس سے بہ خوبی ہو جاتا ہے کہ برصغیر پاک و ہند و بنگلا دیش میں علم وحکمت، مربوط دینی فکر و فلسفہ اور انقلاب انگیز قومی نظامِ فکر وعمل کی تدوین و ترتیب ایسی تمام علمی اور دینی سرگرمیوں، اور سیاسی، معاشی اور سماجی دائروں میں ہونے والے کاموں کا مصدر و منبع اور محور و مرکز یہی خانوادۂ ولی اللّٰہی ہے۔

آج برصغیر پاک و ہند میں جاری کوئی دینی کام خواہ اس کا تعلق علم وشعور کے مراکز سے ہو، یا سیاست اور قومی آزادی کی انقلاب انگیز تحریک سے ہو، ایسا نہیں ہے جو اپنے تسلسل قومی کے آئینہ میں حضرت امام شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ کے فکر و فلسفے سے متأثر نہ ہو۔ اس خطے کی قومی زندگی پر حضرت الامام دہلوی قدس سرہٗ کے افکار اور ان کی جماعت کے کردار کے اتنے لازوال اور گہرے نقوش ثبت ہیں، جنھیں مٹایا نہیں جاسکتا۔ ہر وہ جماعت جو اپنے کردار کو تاریخی تسلسل کے تناظر میں دیکھنا ضروری سمجھتی ہے، وہ تاریخ کے ایک اہم دور میں شاہ ولی اللہ دہلویؒ سے اپنے تعلق اور رشتے کا انکار نہیں کرسکتی۔ ان کے افکار ونظریات اور جہد وکردار نے اس خطے کے تمام دینی اور سماجی دائروں میں ایک ایسا بہتر اسلوب اور قومی فہم وشعور عطا

www.rahimia.org

کیا ہے، جو اپنی مثال آپ ہے۔جس کی نظیر ماضی قریب کی تاریخ میں ملنا بہت مشکل ہے۔

امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا سیاسی نظریۂ انقلاب

حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے جہاں علومِ شریعت کی تشریح وتوضیح اوراس کے اَسرار وحِکم بیان کیے ہیں اورسلوک واحسان اورتصوف کے حقائق واضح کیے ہیں، وہیں انسانی سوسائٹی کے سماجی ارتفاقات کے علوم بھی مدوّن کیے ہیں۔جنھیں شاہ ولی اللہ دہلویؒ ''علم الارتفاقات'' کے عنوان سے یاد کرتے ہیں۔ اس علم میں قومی اور بین الاقوامی سطح کے سیاسی، معاشی اورسماجی نظام پر گفتگو کرتے ہوئے اس حقیقت کی نشان دہی کرتے ہیں کہ بسااوقات انسانی معاشرے پر درندہ صفت، انفرادیت پسند حکمران مسلط ہوجاتے ہیں۔ جو انسانیت کا قتل عام، استحصال، ظلم اور ناانصافی کا بازار گرم کردیتے ہیں۔ایسے ماحول میں ان کے خلاف مزاحمت کرنا اوراس ظلم کے سسٹم کو بدلنا بہت بڑی نیکی ہوتا ہے۔

چناں چہ ''حُجّة اللّٰه البالغه'' میں لکھتے ہیں:

''و السّنن السّائرة: و إن كانت من الحقّ فی أصل أمرها ..... لكنّها قد ينضمّ معها باطل، فيلبّس علىٰ النّاس سُنّتهم. و ذٰلک بأن يترأّس قومٌ يغلب عليهم الأرآء الجزئية، دون المصالح الكلّية، فيخرجون إلىٰ أعمالٍ سبُعيةٍ، كقطع الطّريق و الغصب ......

و يجب بذل الجهد علىٰ أهل الآراء الكلّية فی إشاعة الحقّ، و تمشيته، و إخمال الباطل و صدّه، فرُبما لم يُمكن ذٰلک إلاّ بمخاصمات أو مقاتلات، فيُعَدُّ كلّ ذٰلک من أفضل أعمال البرّ.'' (1)

(انسانی معاشرے میں جاری اصولوں پرمبنی عملی طریقۂ کار اور نظام بنیادی طور پر درست اُمور پرمبنی ہوتا ہے۔لیکن کبھی اُس میں باطل اُمور کی آمیزش ہوجاتی ہے۔اس طرح لوگوں کے سامنےحق و باطل کی تمیز مشکل ہوجاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ قوم پر ایسے حکمران طبقے مسلط ہوجاتے ہیں، جن پرانفرادی اور ذاتی مفادات کا غلبہ ہوجاتا ہے۔ وہ اجتماعی مصلحتوں اور مجموعی فائدوں کونظرانداز کردیتے ہیں۔ پھر وہ درندہ صفت بن کر انسانوں کو لوٹتے اور ڈاکہ ڈالتے ہیں۔....

ایسے حالات میں اجتماعی مفادات پرمبنی رائے رکھنے والے لوگوں پر لازمی اورضروری ہوجاتا ہے کہ وہ حق کی اشاعت اوراس کے پھیلاؤ کے لیے کام کریں اور باطل کا راستہ روکنے اوراس کی بڑھتی ہوئی طاقت کوختم کرنے کے لیے کام کریں۔ بسا اوقات یہ کام اُس وقت تک

www.rahimia.org

ممکن نہیں ہوتا جب تک کہ ایسے درندہ صفت لوگوں کا مقابلہ نہ کیا جائے اور انھیں راستے سے ہٹانے کے لیے مزاحمتی اقدامات نہ کیے جائیں۔ اُس زمانے میں ایسے تمام کام کرنا' نیکی کے تمام کاموں میں سب سے زیادہ افضل کام ہوتا ہے۔)

شاہ صاحبؒ کی یہ عبارت ایک واضح سیاسی نظریۂ انقلاب دیتی ہے۔ اس تحریر کا سیاق وسباق ارتفاقِ ثالث اور ارتفاقِ رابع کی بحث میں قومی اور بین الاقوامی سیاسی نظاموں کے تناظر میں اجتماعیت پسند طبیعتوں کے لیے انقلابی جدوجہد کی نشان دہی کرتا ہے۔

امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے بعد اُن کے ہر دور کے متبعین میں یہ سیاسی سوچ ہمیشہ موجود رہی ہے۔ چناں چہ ان کے خانوادۂ نسبی اور خانوادۂ نسبتی اور روحانی میں ہندوستان پر مسلط ہونے والے انفرادی سوچ کے حامل درندہ صفت انگریزوں کے مقابلے کی جدوجہد شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی اسی انقلابی سوچ کی غماز رہی ہے۔

ولی اللّٰہی سلسلے کے مشائخ کا مجاہدانہ انقلابی کردار

شریعت، طریقت اور سیاست کی جامعیت کے ساتھ قومی حوالے سے مجاہدانہ جدوجہد، قربانی کا یہ جذبہ اور انقلابی کردار، بعد میں آنے والے ولی اللّٰہی سلسلے کے مشائخ عالی مقام کے فکروعمل اور جہد وکردار میں بدرجہ اتم نظر آتا ہے۔ چناں چہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ کے شیخ حضرت میاں جیو نور محمد جھنجھانویؒ اور ان کے شیخ حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم ولایتی شہیدؒ اور ان کے مشائخ اور ولی اللّٰہی جماعت کے الامیر الشہید حضرت سید احمد شہید، الصدر الشہید حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید، الصدر السعید حضرت مولانا عبدالحئی بڈھانویؒ اور الصدر الحمید حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی قدس اللہ اسرارہم کے پختہ علم، بلند عمل اور ایثار وقربانی پر مشتمل اعلیٰ مجاہدانہ کردار سے ایک عالم باخبر ہے۔ ان کی جدوجہد اور قربانی کے روشن مناروں سے دہلی سے بالاکوٹ تک ہندوستان کا چپہ چپہ روشن اور منور نظر آتا ہے۔ آج ہندو پاکستان و بنگلادیش میں دینی حوالے سے جس قدر قومی شعور اور دینی فکروعمل کی جتنی سرگرمیاں نظر آتی ہیں، وہ ان نفوسِ قدسیہ کی قربانیوں اور ان کی ہمہ جہتی اور انقلاب آفریں شخصیتوں کی عملی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔

برعظیم پاک وہند میں عملی طور پر آزادی کا جذبہ بیدار کرنے میں سب سے پہلے جس عظیم الشان تحریک نے بنیادی کردار ادا کیا، اسے ہم ''تحریکِ مجاہدین'' یا ''تحریکِ سیّد احمد شہیدؒ'' کے نام سے یاد رکھتے ہیں۔ اس تحریک کی منصوبہ بندی حضرت الامام شاہ عبدالعزیز دہلویؒ کے ''فتویٰ دارالحرب'' کے بعد معرضِ وجود میں آئی اور ان کے تربیت یافتگان حضرت سیّد احمد شہیدؒ اور حضرت شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ نے اس تحریک کے کام کو اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے زندہ جاوید بنایا۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اس خطے میں آزادی کا

www.rahimia.org

جذبہ بیدار کرنے میں اس تحریک کا بڑا ہاتھ ہے۔

آج اس خطے کے مسلمان ہی نہیں، بلکہ دیگر اہلِ وطن بھی ان حضرات کی مجاہدانہ سیرت اور قومی حوالے سے ان کی قربانیوں کے نتائج کی واقعیت کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ یہی بات تاریخی طور پر ان کے مرتبہ ومقام کے تعین میں اہمیت کی حامل ہے اور ان کی تجدیدی کاوشوں کو خراجِ تحسین پیش کرنے کا سبب ہے۔

خانوادۂ ولی اللّٰہی کے بعد اس سلسلے کے مشائخ کا مجاہدانہ کردار

حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کے بلند مرتبت مشائخ مجددین اسلام سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، حکیم الاسلام حضرت نانوتوی، قطب عالم حضرت گنگوہی قدس اللہ اسرارہم نے جہاں تعلیم و تربیت کے میدان میں تعمیر باطن اور تکمیل اخلاص واحسان کے حوالے سے سچا اور سیدھا راستہ قائم کیا اور ایک عالم کو اپنے فیضان سے سیراب کر کے قربِ الٰہی کے بامِ عروج پر پہنچایا، وہاں ان اکابرین ثلاثہ کا قومی آزادی کی جدوجہد میں سامراج دشمن کردار بھی اپنی جگہ ایک مسلمہ حقیقت ہے۔

جنگِ آزادی 1857ء میں حضرت الامام شاہ محمد اسحاق دہلویؒ کے تربیت یافتہ حضرت الامام سید الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ اور حضرت اقدس گنگوہی اور حضرت نانوتوی قدس اللہ اسرارہم نے بڑا اہم کردار ادا کیا۔ اس جنگ میں ان حضرات نے مردانہ وار حصہ لیا اور آزادی کے حصول کی جو عظیم الشان جدوجہد کی، وہ سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔ یہ واقعہ ہے کہ ان حضراتؒ نے علمائے حق کی ایک بڑی جماعت کو ساتھ لے کر آزادی کی جدوجہد میں بڑا بھر پور کردار ادا کیا۔ چناں چہ جنگِ آزادی 1857ء میں تھانہ بھون اور شاملی کے میدان میں ان حضرات کا لازوال کردار اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ انھوں نے مظلوم انسانیت کو غلامی کے چنگل سے نکالنے اور وطن کی آزادی اور حریت کے لیے بڑی شان دار جدوجہد کی۔ یوں اپنی جانیں تک قربانی کے لیے پیش کر کے ایسا کردار ادا کیا، جس سے انسانیت دوست جذبہ ابھر کر سامنے آتا ہے۔ چناں چہ ظلم اور تکبر کے تمام سیاسی معاشی اور سماجی مظاہر سے نفرت اور عدل ومساوات اور تعاونِ باہمی کے تمام مظاہر سے محبت ان حضرات کی زندگی کا لازمی حصہ سمجھا جاتا ہے۔

1857ء کے بعد ان مشائخ کا جدوجہدِ آزادی کے لیے کردار

1857ء کے بعد انگریز سامراج کے ظالمانہ نظام نے جس طرح درندگی، جبر وآمریت اور دہشت کا بازار گرم کیا، وہ ایک مستقل داستان ہے۔ صرف دس سال کے مختصر عرصے میں 55 ہزار علمائے حق آزادی کے حصول کی پاداش میں شہید کر دیے گئے۔ ان کے علاوہ ہندوستان بھر کے قومی رہنماؤں کو جس بُری طرح

www.rahimia.org

تہہ تیغ کیا گیا، اس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اس جبر و آمریت اور دہشت گردی کے ماحول میں ولی اللّٰہی جماعت کے یہ سرکردہ حضرات خاموش تماشائی بن کر نہیں بیٹھ گئے، بلکہ انھوں نے اس صورتِ حال کو قبول کرنے سے قطعاً انکار کر دیا، جس میں انگریز سامراج کا سیاسی جبر اور معاشی استحصال موجود تھا۔ چناں چہ انھوں نے مزاحمت اور مخاصمت کی راہ منتخب کی۔

انھوں نے اس نظامِ سیاست و معیشت کو تسلیم نہیں کیا، جو یہاں کی انسانیت کے لیے تباہی اور ذلت کا سبب تھا اور ظلم و استعماریت پر مبنی تھا، جب کہ حالات کی نزاکت اور حکمرانوں کی سازشوں سے بعض حلقے نہ صرف اس ظالمانہ نظام کو قبول کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے، بلکہ اس کے فروغ کے لیے ایسے افراد تیار کرنے لگے اور ایسے سکول و کالج اور جامعات قائم کیے گئے، جن میں اس ظالمانہ نظام کو چلانے والے بہت چھوٹے کل پُرزے ''کلرک'' تیار ہوتے تھے۔ اس طرح وہ اس استحصالی طبقے کے آلہ کار ہو گئے۔

ان مشکل حالات میں آزادی کی جدوجہد کو باقی رکھنا اور نئی حکمتِ عملی کے تحت بھرپور جذبے اور مکمل عقل و شعور کے ساتھ آگے بڑھنا' ان حضرات کے تجدیدی کام کا اہم مرحلہ ہے۔ اس نازک مرحلے پر ان حضرات نے ایک ایسا فیصلہ کیا، جس نے آگے چل کر بڑے دور رس نتائج مرتب کیے۔ چناں چہ مشنری انداز میں دیوبند اور اس کے گرد و نواح میں مراکز قائم کر کے آزادی و حریت کے لیے ایک نیا اور اَن دیکھا نظم قائم کر دیا گیا۔ جس نے انتہائی مشکل اور صبر آزما حالات میں بھی آزادی اور حریت کی شمع کو جلائے رکھا اور اسے بجھنے نہ دیا۔ چناں چہ دارالعلوم دیوبند کے سابق شیخ الحدیث حضرت مولانا انظر شاہ مسعودیؒ دارالعلوم کے قیام کے اصل محرکات کی نشان دہی کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

> ''دارالعلوم'' درحقیقت ''خانوادۂ ولی اللّٰہی'' کی وہ امانت تھی' جسے دِلّی کے مکتبۂ فکر سے قریبی روابط رکھنے والوں نے بعض اہم مصالح کے پیشِ نظر ''دیوبند'' منتقل کر دیا تھا اور جس پر بہ ظاہر علم و دانش کا نقاب ڈال دیا گیا تھا، لیکن بہ باطن ایک ایسا معسکر (فوجی چھاؤنی) تھا، جس کی مشین پوری تیزی کے ساتھ برطانوی اقتدار کے خلاف پُرزے ''ڈھال'' رہی تھی۔'' (2)

یوں ایک نئی حکمتِ عملی کے تحت تمام کام سرانجام دیا گیا۔ اس مرکز کے ذیلی مراکز، مکاتیب و مدارس کی صورت میں قائم کیے گئے اور ''خانقاہِ گنگوہ'' کو دیوبند سمیت تمام مراکز و مدارس کا سرپرست اور رہنما مانا گیا۔ یوں ایک نظم کے تحت کام کیا گیا اور انگریز سامراج کے پیدا کردہ جبر اور گھٹن کے ماحول میں آزادی کا علم بلند کیا گیا۔

ان حضرات نے سامراجی ظلم و ستم کی انتہا کے باوجود اس خطے کے عوام کو سیاسی جبر اور معاشی استحصال سے نجات دلانے کے لیے بھرپور جدوجہد کی۔ یوں انسان دوستی کے فریضے کو ادا کرنے کے لیے لازوال

www.rahimia.org

قربانیاں پیش کیں۔ ان حضرات علمائے حق کی سرفروشی اور مجاہدانہ کردار کے اَن مٹ نقوش تاریخ کے صفحات پر بکھرے ہوئے ہیں، جنھیں پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ قوموں کی ہمہ جہتی تعمیرِنو کے لیے ظلم و جبر کے خلاف بہت کم لوگوں نے ایسی قربانیاں دی ہوں گی۔

حضرت گنگوہیؒ کی حقیقت پسندی پر مبنی قومی بصیرت

جدوجہد آزادی کے ایک ایسے مرحلے پر کہ جب انگریز سامراج نے قومی آزادی کی تحریک کو سبوتاژ کرنے کے لیے مذہبی نمائندوں کو استعمال کرنے کی خطرناک منصوبہ بندی کی اور طرح طرح کے حربے استعمال کر کے، مسلمانوں کو قومی جدوجہد آزادی سے روکنے کے لیے، مختلف مذہبی جماعتوں کو ابھارا۔

ایسے نازک مرحلے پر حضرت عالی رائے پوریؒ کے شیخ قطبِ عالم حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہیؒ قدس سرہٗ نے اپنی دینی بصیرت اور قومی شعور کے تانے بانے کو سمجھا، اور بڑے بھرپور انداز میں اس کے تاروپود بکھیرے اور اس کا توڑ کیا۔ چناں چہ ان حالات میں آپؒ نے اپنی دینی بصیرت اور فہم وشعور کی بنیاد پر سیاسی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا اور مسلمانوں کے لیے یہ ضروری قرار دیا کہ اپنے ہم وطنوں کے ساتھ مل کر قومی آزادی کی جدوجہد میں شریک ہوں اور اس سلسلے میں مذہبی حوالے سے جو شکوک وشبہات انگریز سامراج پیدا کرنا چاہتا ہے، اس سے قطعاً متأثر اور مرعوب نہ ہوں، بلکہ دینی فریضہ سمجھتے ہوئے آزادی کی جدوجہد میں اپنا زوردار کردار ادا کریں اور انگریز سامراج کے ظلم وستم سے نجات دلانے کی جدوجہد میں ایک دوسرے کے شانہ بہ شانہ ہو کر کام کریں۔

حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے سرسیّد احمد خاں کی قائم کردہ ''انجمن اسلامیہ'' کے نام سے ایک ایسوسی ایشن اور انڈین نیشنل کانگریس میں شمولیت سے متعلق سوالات کیے گئے کہ ان میں سے کس جماعت میں مسلمانوں کی شرکت جائز ہے؟ ان سوالات کے جواب میں حضرت اقدس گنگوہیؒ نے یہ فتویٰ جاری فرمایا:

> ''اگر ہندو مسلمان باہم شرکتِ بیع و شِرا و تجارت میں کر لیویں، اس طرح میں کہ کوئی نقصان دین میں یا خلافِ شرع معاملہ کرنا اور سود اور بیع فاسد کا قصہ پیش نہ آوے، جائز ہے اور مباح ہے، مگر سیّد احمد سے تعلق رکھنا نہیں چاہیے۔ اگرچہ وہ خیرخواہی قومی کا نام لیتا ہے، یا واقع میں خیر ہو، مگر اس کی شرکت مآلِ کار اسلام اور مسلمان کو سم قاتل ہے۔ ایسا میٹھا زہر پلاتا ہے کہ آدمی ہرگز نہیں بچتا۔ پس اُس کے شریک مت ہونا۔ اور ہنود سے شرکتِ معاملہ کر لینا۔'' (3)

بلاشبہ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ کے ''فتویٰ دارالحرب'' کے بعد حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کے اس فتوے کی سیاسی اہمیت اور تاریخی واقعیت اپنی جگہ مُسلَّم ہے۔

www.rahimia.org

جس طرح ہندوستان کی غلامی کے آغاز اور تاریخ کے ایک نازک موڑ پر حضرت شاہ صاحبؒ نے یہاں کی سیاسی صورتِ حال کا بالکل صحیح اور درست تجزیہ کرتے ہوئے خطے کی سیاسی حیثیت متعین کرنے میں تاریخ ساز کردار ادا کیا تھا اور بالکل ابتدا میں ہی اہلِ وطن کی توجہ اس جانب مبذول کروائی تھی کہ اب ہندوستان کی سیاسی حیثیت بدل چکی ہے۔ لہٰذا آزادی و حریت کی جدوجہد کا علَم بلند کرنا، قومی اور دینی فریضہ بن چکا ہے۔ بالکل اسی طرح بلکہ اس سے پیچیدہ صورتِ حال میں حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کے اس فتوے نے آئندہ کی قومی سیاسی جدوجہد کے راستے میں اسلام کا نام استعمال کرکے پیدا کی جانے والی رکاوٹوں کو دور کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ اس فتوے نے ان سازشوں کا مقابلہ کرنے میں بنیادی رول ادا کیا، جس میں علما کو اپنا آلہ کار بنا کر حریت و آزادی کی جدوجہد میں مسلمانوں کو پیچھے رکھنے کی منصوبہ بندی کی گئی تھی۔

اس تناظر میں حضرت عالی رائے پوری قدس سرہٗ کے ولی اللّٰہی سلسلے کے ان مشائخ ثلاثہ (حضرت حاجی صاحبؒ، حضرت گنگوہیؒ، حضرت نانوتویؒ قدس اللہ اسرارہم) کا جو ہمہ جہتی کردار ہمارے سامنے آتا ہے، وہ دینی نگاہ سے بلاشبہ تجدیدی کارنامہ ہے۔ تاریخ کے ایک ایسے نازک موڑ پر، جب کہ اس خطے کے لوگ عمومی طور پر اور مسلمانوں کی زندگی خصوصی طور پر ایک بحرانی دور سے گزر رہی تھی، ان اکابرین ثلاثہ نے دینی حوالے سے اہلِ وطن کی رہنمائی کا فریضہ جس مثالی انداز میں سرانجام دیا ہے، وہ ان حضرات کی مجددانہ صلاحیتوں اور تجدیدی علوِشان کا مظہر ہے اور اس کے دور رس اثرات نے ہماری تاریخ پر گہرے انمٹ نقوش ثبت کیے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ برصغیر کی آزادی و حریت کی قومی اور ملی جدوجہد میں حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کے ان مشائخ اور علمائے ربانیین کا کردار نہایت بلند اور عظمتِ شان لیے ہوئے ہے۔ ان نفوسِ قدسیہ نے نامساعد حالات کے باوجود بہ ظاہر خانقاہوں میں بیٹھ کر ملّی اور قومی آزادی کے لیے جو عظیم قربانیاں دی ہیں، اس کی نظیر اس خطے میں اس سے قبل نہیں ملتی۔ ان حضرات نے مکمل سیاسی شعور اور پورے فہم و تدبر اور فراست کے ساتھ انگریز سامراج کی چالوں اور سازشوں کا مقابلہ کیا ہے۔

دنیا کے اہم ترین خطے میں دینِ حق کی جامعیت لیے ہوئے یہ ایسی جان دار تحریک ہے، جس نے انگریز سامراج کے ظالمانہ نظام کا ہمہ جہتی مقابلہ کیا ہے۔ یہ اپنے دور کے سیاسی مدبرین اور مجددین امت ہیں، جنھوں نے کم از کم برصغیر میں انگریز سامراج کا مقابلہ کرکے اپنے توانا دینی فکر و نظریے کو نہ صرف زندہ رکھا، بلکہ اگلے دور میں قومی حوالے سے سیاسی تعمیر و تشکیل کے لیے نویدِ فکر و شعور کے علَم بردار بن کر سامنے آئے۔ اور صحیح دینی فہم و بصیرت کی اساس پر قومی مسائل اور ان کے صحیح حل کرنے والی ایک ایسی

www.rahimia.org

جماعت تیار کردی، جو اگلے دور میں صحیح فکر وعمل کی حامل قرار پائی۔

حضرت عالی رائے پوریؒ کے سیاسی فکر وعمل کے اسباب

حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کے جامع فکر وعمل کے پیچھے ان کے مشائخ اور اساتذہ کا فکر و عمل ہی کارفرما ہے۔ اس لیے جہاں انھوں نے علومِ شریعت کے فروغ اور طریقت کے انداز واُسلوب میں اپنے مشائخ کی اتباع کی، وہاں ان کے سیاسی فکر وعمل کو متعین کرنے میں دونوں سلسلہ ہائے عالیہ کے مشائخ کے سیاسی فکر وعمل کا بڑا دخل رہا ہے۔ ان کے سلسلۂ مشائخ میں اگر ایک طرف حضرت خواجہ محمد شعیب تورڈھیروی شہیدؒ اور حضرت اخوند عبدالغفور سواتیؒ کی جنگِ امبیلہ وغیرہ میں آزادی کے حصول کے لیے جدوجہد اور کوشش کی ایک نمایاں مثال موجود تھی تو دوسرے سلسلۂ مشائخ میں حضرت امیر المؤمنین سید احمد شہیدؒ اور حضرت شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ کی عظیم الشان جدوجہد اور قربانی بھی سیاسی فکر وعمل کے لیے نشانِ راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ چناں چہ اس سلسلے کے مشائخ میں سید الطائفہ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی 1857ء میں قومی آزادی کی جدوجہد میں شرکت، سیاسی جدوجہد کی حقیقت کی غمازی کرتی ہے۔ گویا ہندوستان میں مسلمانوں کے زوال کی وجہ سے آنے والی غلامی کا مقابلہ کرنے کے لیے ان ولی اللّٰہی مجددی سلاسلِ عالیہ کے مشائخ عظام نے بڑا اہم سیاسی اور اجتماعی کردار ادا کیا ہے۔

حضرت عالی رائے پوریؒ کے سامنے جہاں اپنے دونوں سلسلوں کے مشائخ کا سیاسی طرزِ فکر وعمل ایک نشانِ راہ کے طور پر تھا، وہاں آپؒ کے اساتذۂ کرام حضرت مولانا مفتی محمد لدھیانویؒ اور حضرت مولانا محمد مظہر نانوتویؒ کا 1857ء کی جنگِ آزادی میں براہِ راست شرکت اور جدوجہد بھی سیاسی نشانِ منزل کے تعین میں مدد و معاون ہوا۔ یہی نہیں، بلکہ حضرت عالی رائے پوریؒ کے والدِ گرامی چوہدری اشرف علیؒ نے بھی 1857ء کی جنگِ آزادی کے ایام میں سید الطائفہ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ اور حضرت نانوتویؒ وغیرہ مشائخ کو اپنے ہاں روپوش رکھا اور حریت پسندوں کی پوری پوری مدد کی۔

حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کا سیاسی مسلک

اس پس منظر میں حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ اپنے والدِ گرامی اور اپنے اساتذہ ومشائخ کی اس سیاسی نسبت کو بھی پوری جامعیت کے ساتھ لیے ہوئے تھے۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ آپؒ میں اپنے مشائخ کی اتباع میں غلبۂ دین کا نبوی ''جذبۂ صادقہ'' دین اسلام کے شعبۂ سیاست کا بھرپور تحریکی مزاج پیدا کرتا ہے۔ چناں چہ آپؒ ہندوستان کے سیاسی زوال اور مغلوبیت کے اس دور میں غلبۂ دینِ حق کے لیے یہ

www.rahimia.org

ضروری سمجھتے ہیں کہ اس خطے کی اقوام باہم مل کر غالب اقوام کی سیاسی، معاشی اور فکری غلامی سے نکل کر آزادی اور حریت کے راستے پر گامزن ہوں۔ آپؒ کے نزدیک اس دور کا شعوری اور ناگزیر تقاضا یہ ہے کہ اس خطے میں بسنے والے لوگوں میں بھرپور سیاسی عقل و شعور پیدا ہو۔ یہاں کی اقوام خاص طور پر مسلمان قومی آزادی اور حریت و استقلال کے حصول کے لیے انتھک جدوجہد اور کوشش کریں۔

حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ اپنے مشائخ کی اتباع میں انگریز سامراج کی غلامی سے نجات پانے کے لیے آزادی کی جدوجہد کو انتہائی ضروری سمجھتے تھے۔ آپؒ اپنے مشائخ اور اساتذہ کے طرزِ فکر و عمل کے مطابق ہندوستان کی آزادی وحریت کے لیے ہمیشہ جدوجہد کرتے رہے ہیں۔ غلامی سے نفرت، آزادی وحریت کے لیے قربانی، خطے کی دیگر اقوام کے ساتھ مل کر کام کرنے کا جذبہ شروع سے ہی آپؒ کے دل و دماغ میں موجزن تھا۔ اور جب حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس سرہٗ نے آپؒ کے ساتھ مل کر آزادی و حریت کا کام کرنے کا پروگرام بنایا تو ان دونوں حضرات نے اپنے مشائخ کے نظریہ وفکر کے مطابق کام کرنے کے لیے مل کر عملی جدوجہد کی اور آخر دم تک دونوں یکساں جذبے کے ساتھ کام کرتے رہے ہیں۔

اسی تناظر میں حضرت عالی رائے پوریؒ کے سیاسی مسلک کی نشان دہی کرتے ہوئے مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ ''سوانح شاہ عبدالقادر رائے پوری'' میں لکھتے ہیں:

> ''حضرت عالی (شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ) اپنے سیاسی خیالات، جذبۂ جہاد اور انگریز دشمنی میں حضرت شیخ الہند (مولانا محمود حسن) رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھے۔ آپؒ نے حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کو بھی وصیت فرمائی تھی کہ ''مولانا محمود حسن صاحبؒ کا ساتھ دیتے رہنا۔'' (اور شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کو) سیاسیات میں انھی (حضرت شیخ الہندؒ) سے رجوع اور مشورے کی ہدایت بھی فرمائی تھی۔''(4)

سیاسی نقطہ نگاہ سے حضرت عالی رائے پوریؒ کی پوری زندگی انگریز سامراج کے خلاف آزادی اور حریت کے جذبۂ جدوجہد کی حامل تھی۔ چناں چہ تعلیم و تربیت کے مراحل طے کرنے کے بعد قومی آزادی کی جدوجہد کرنے والی جماعت کے حوالے سے حضرت گنگوہیؒ کے جاری کردہ فتوے کی تائید و توثیق اور جمعیت الانصار کی سرپرستی سے لے کر جدوجہدِ آزادی کی عظیم تحریک ''تحریکِ ریشمی رومال'' تک آپؒ نے ہر موقع پر حریت پسندی، قومی آزادی اور انسانی زندگی کے بنیادی مسائل حل کرنے کے لیے بھرپور جدوجہد اور کوشش کی۔ ذیل میں حضرت عالی رائے پوریؒ کی جدوجہد کا ایک جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

1۔ قومی آزادی کی جدوجہد میں شرکت کے فتوے کی تائید

1857ء میں جدوجہدِ آزادی کی بظاہر ناکامی کے بعد علمائے حق کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ ہندوستان

www.rahimia.org

کی تمام اقوام باہم مل کر آزادی کی جدوجہد میں شریک ہوں۔ اور یہ اس لیے بھی ضروری تھا کہ انگریزوں نے ہندوستان پر تسلط کے بعد یہ کوشش کی کہ یہاں کی اقوام میں مذہبی، نسلی اور طبقاتی اختلافات پیدا کر کے قومی آزادی کا جذبہ ختم کر دیا جائے۔ اس کے لیے انگریزوں کی طرف سے جہاں ہندو فرقہ پرستی پیدا کرنے کے لیے بنارس میں ہندو یونیورسٹی قائم کی گئی، اسی طرح مسلمانوں میں بھی قومی حوالے سے مسلمانوں کے سیاسی مفادات سے غداری کرنے والوں کی ایک جماعت پیدا کی گئی، جس نے خاص طور پر سیاسی جرأت و ہمت کو ختم کرنے اور دین کے سیاسی شعور سے بے بہرہ کرنے کے لیے قوم کو غلامی کا سبق پڑھایا۔ چناں چہ نام نہاد ''محبانِ وطن'' کی ایسی ''ایسوسی ایشنز'' کھڑی کی گئیں، جو سیاسی حوالے سے غلامی کا درس دیتی تھیں۔

اس کے مقابلے پر سیاسی نقطہ نگاہ سے ایک ایسی قومی جماعت بنانے کی کوشش بروئے کار لائی گئی، جو حریت پسندی اور ہندوستان میں بسنے والی اقوام کے لیے سیاسی طور پر بلاتفریق رنگ و نسل، مذہب و ملت کے حقوق کی ادائیگی کے لیے جدوجہد کرے۔ چناں چہ جب 1885ء میں مختلف اقوام پر مشتمل ایک قومی جماعت وجود میں لائی گئی تو غلامی کو فروغ دینے والے فرقہ پرست مسلمانوں اور انگریزوں کے وفادار لوگوں نے ایسی اجتماعی اور قومی جدوجہد کو دین کے خلاف قرار دینے کا پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ اس کے جواب میں حضرت عالی رائے پوریؒ کے اساتذۂ کرام میں سے حضرت مولانا محمد لدھیانویؒ (دادا حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ) اور مولانا عبدالعزیز لدھیانویؒ نے ایک فتویٰ جاری فرمایا، جس میں سرسید احمد خاں نے انگریزوں کے سیاسی تسلط کی حمایت کے لیے جو سوسائٹی تشکیل دی تھی، اس میں شریک نہ ہونے اور سیاسی آزادی و حقوق کے حصول کے لیے تمام مذاہب و ملتوں کے افراد پر مشتمل قومی جماعت ''انڈین نیشنل کانگریس'' میں شرکت کو جائز قرار دیا۔ اس فتوے کی تائید آپؒ کے شیخ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور مخصوص احباب حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ وغیرہ نے بھی کی۔ حضرت عالی رائے پوری قدس سرہٗ نے بھی اس کی بھرپور تائید فرمائی۔ ہندوستان کی قومی آزادی کی سیاسی تاریخ میں علمائے حق کا یہ پہلا متفقہ فتویٰ ہے، جس سے علما کے سیاسی شعور کا اظہار ہوتا ہے۔ یہ فتویٰ ''نصرت الابرار'' کے نام سے شائع ہوا۔ (5)

2۔ ''جمعیت الانصار'' کی عظیم جدوجہد کی سرپرستی

حضرت عالی رائے پوریؒ نے اپنے سیاسی مسلک اور علمائے حق کی متفقہ سیاسی رائے کے مطابق اپنے مشائخ اور اپنی جماعت کے حضرات بالخصوص حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے ساتھ مل کر قومی آزادی کی جدوجہد کرنے والی تمام جماعتوں اور تحریکات کی سرپرستی، نگرانی اور رہنمائی فرمائی۔ اس حوالے سے پُرمغز مشورے دیے اور مکمل طور پر مالی امداد فرمائی۔ اپنے متعلقین کو ان جماعتوں میں شامل ہونے اور کام کرنے

www.rahimia.org

کا حکم دیا۔

1857ء میں جدوجہدِ آزادی کی تحریک کے بعد بدلتے ہوئے حالات میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن اور حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہما نے باہم مشاورت سے دارالعلوم دیوبند کے فضلا کی ایک تنظیم ''جمعیت الانصار'' کی صورت میں قائم کی۔ یہ جمعیت انگریز سامراج کے خلاف فضلائے دیوبند کو منظّم کرنے اور عوام میں دینی بیداری پیدا کرنے کے لیے قائم کی گئی تھی۔ اس کا مقصد ولی اللّٰہی سلسلے کے علوم و افکار کا فروغ اور ان کے نظریے کے مطابق اجتماعی طور پر سیاسی جدوجہد کو آگے بڑھانا تھا۔

جمعیت الانصار کے روحِ رواں اور ناظم اعلیٰ امام انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھی قدس سرہٗ تھے۔ اس کے سرپرست حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن اور حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ تھے۔ اس جماعت کے افراد میں تربیتی حوالے سے نظم و ضبط پیدا کرنے کے لیے ''قواعد وضوابط'' اور تربیتی قوانین وضع کیے گئے تھے۔ اس کے لیے منعقدہ مجلس کی روئیداد بیان کرتے ہوئے دارالعلوم دیوبند سے نکلنے والے ماہنامہ ''القاسم'' دیوبند میں حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ تحریر فرماتے ہیں:

> ''(قواعد وضوابط پر مولانا سندھیؒ کی) اس تقریر کے ختم ہونے پر حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری صاحب اور جناب صاحبزادہ حکیم مسعود احمد صاحب گنگوہی نے ان خیالات پر تحسین و آفرین فرمائی۔ اور جمعیت کے ساتھ پوری ہمدردی کا اظہار فرمایا۔ ...اور اختتامِ جلسہ پر یہ تحریر لکھ کر اس پر دستخط فرمائے: ''12/ربیع الثانی 1328ھ (اپریل 1910ء) کے جلسے میں ناظم صاحب (مولانا عبیداللہ سندھی) نے جو تجاویز پیش کیں، ان پر کارروائی شروع کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ فقط''(6)

یہ حقیقت ہے کہ ''جمعیت الانصار'' ہندوستان کی تاریخ کی وہ پہلی باقاعدہ جماعت ہے، جس نے دیوبند اور مراد آباد میں مسلمانوں کے بڑے بڑے اجتماعات منعقد کر کے حریت پسند افراد کی سیاسی طاقت کا اجتماعی مظاہرہ کیا۔ اور تھوڑے ہی عرصے میں برطانیہ کے خلاف عملی جدوجہد کے لیے اس جمعیت نے ایک تحریک کی شکل اختیار کر لی۔ چناں چہ تحریکِ ریشمی رومال کے حوالے سے برطانوی سی آئی ڈی کی رپورٹ ''ریشمی خطوط کے کیس میں کون کیا ہے'' میں درج ہے کہ:

> ''عبیداللہ (سندھی) کا منصوبہ تھا کہ مدرسہ (دارالعلوم دیوبند) کو اپنے کام کا ہیڈ کوارٹر بنائے اور اتحادِ اسلامی اور برطانیہ دشمنی کی اپنی تحریک کو ان سینکڑوں مولویوں سے کام لے کر پورے ہندوستان میں پھیلا دے، جو دیوبند کے مدرسے میں تعلیم پا کر مذہبِ اسلام کے پرچار

www.rahimia.org

اور تبلیغ کے لیے ہندوستان میں ہر طرف پھیلے ہوئے ہیں۔ اس مقصد کے لیے اُس نے 1909ء میں ایک انجمن قائم کی، جس کا نام ''جمعیت الانصار'' رکھا۔ جس کو ''انجمن طلبائے قدیم دیو بند'' کہا جاسکتا ہے۔ طلبائے قدیم کی ایک تعداد کو وہ اس میں شامل کرنے میں بھی کامیاب ہوگیا۔ چندے جمع کیے جاتے تھے، جن سے دیگر اشیا کے علاوہ نئے اور قابل اعتراضات افکار و نظریات کے حامل اخبارات، ہندوَ بیرونِ ہند میں تقسیم کرنے کے لیے خریدے جاتے تھے۔'' (7)

جمعیت الانصار کی انقلابی تحریک کو ملک بھر میں فعال بنانے اور انگریز سامراج کے خلاف آزادی اور حریت کے فروغ کے لیے حضرت عالی رائے پوریؒ نے یوپی، پنجاب اور ریاست بہاولپور اور ان کے گرد و نواح میں اپنے متعلقین کو اس کام کی طرف متوجہ فرمایا اور ان میں تحریک پیدا کی۔ اس طرح جمعیت الانصار کی اس پوری جدوجہد اور کوشش کی بھرپور سرپرستی اور رہنمائی فرمائی۔

3۔ ہندوستان کی آزادی میں ''تحریکِ ریشمی رومال'' کا کردار

حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے خلفا حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس سرہٗ اور حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ نے قومی آزادی اور حریت کے لیے ایک خفیہ تحریک کو منظّم کیا تھا، جسے تاریخ میں ''تحریکِ ریشمی رومال'' یا ''تحریکِ شیخ الہند'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت اقدس گنگوہی قدس سرہٗ کے وصال کے بعد مشاورت اور رہنمائی کا مرکز گنگوہ سے ''رائے پور'' منتقل ہوگیا اور میدانِ عمل کا مرکز دیو بند ہی رہا۔ یوں جنگِ آزادی 1857ء کے بعد آزادی کے حصول کے لیے جو تحریک منظّم کی گئی، اس کا مرکز گنگوہ کے بعد رائے پور رہا اور حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کی سرپرستی میں اس تحریک کے لیے افرادی قوت کی تربیت و نگرانی اور مالی امداد کی سپلائی کو جاری رکھنے کا کام بڑی جرأت و ہمت سے ہوتا رہا ہے۔

چوں کہ تحریکِ ریشمی رومال انگریز کے انتہائی جبر و آمریت اور دہشت کے ماحول میں پروان چڑھی تھی، اس لیے خفیہ طور پر اسے چلانے کے لیے اس کے اراکین سے تاحیات تحریک کے رازوں کی حفاظت کا حلف لیا جاتا تھا۔ اس پس منظر میں اس تحریک کی بہت سی تفصیلات ابھی تک پردۂ اخفا میں ہیں۔

اس کے باوجود سرکاری ریکارڈ اور دیگر ذرائع سے جو کچھ ابھی تک سامنے آیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تحریک کی منصوبہ بندی اور اس کی خفیہ حکمتِ عملی میں حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کے بعد ان کے خلفا حضرت شیخ الہندؒ اور حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ اور حضرت سہارن پوریؒ کا کردار بڑا نمایاں ہے۔ اگرچہ میدانِ عمل میں سرگرمی کا مرکز حضرت اقدس شیخ الہند قدس سرہٗ کی ذاتِ گرامی تھی، لیکن ان تمام حضرات کی مشاورت اور رہنمائی کا مرکز ''رائے پور'' تھا۔ بالخصوص حضرت شیخ الہندؒ اور حضرت رائے پوریؒ کے ہاں جس

www.rahimia.org

طرح آپس میں طبعی مناسبت اور قلبی تعلق ومحبت موجود تھا، اس کا اندازہ ان دونوں حضرات کے فکر وعمل اور جہد وکردار کی یکسانیت سے بڑا واضح طور پر سامنے آتا ہے۔

تحریکِ ریشمی رومال کے ایک اہم رہنما حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے:

''تحریکِ ریشمی رومال میں حضرت اقدس شیخ الہند مولانا محمودحسن قدس سرہٗ عام طور پر حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کے مشورے اور شرح صدر پر عمل فرمایا کرتے تھے۔'' (8)

حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ نے جب اس تحریک کے ''منصب دارانِ جنودِ ربانیہ'' کی فہرست مرتب کی تو اس کے نائب سالاروں میں دوسرا نام حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کا تھا۔ (9)

حضرت عالی رائے پوریؒ اپنے مشائخ کرامؒ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے قومی آزادی کے حصول کے لیے انگریز سامراج کے خلاف چلنے والی تحریکاتِ آزادی میں پوری طرح شریک رہے۔ بالخصوص ''تحریکِ ریشمی رومال'' کی سرپرستی، رہنمائی اور نگرانی کا کام انتہائی جرأت و ہمت اور بڑی اولوالعزمی کے ساتھ سرانجام دیتے رہے۔ آپؒ نے اپنے ہم راز دوستوں کے ساتھ مل کر انتہائی جبر وآمریت اور دہشت کے ماحول میں ظالم انگریز کے خلاف آزادی کے حصول کے لیے چلائی جانے والی تحریک کا بھرپور ساتھ دیا اور اس کی سرپرستی کی۔

حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ مشائخ دیوبندؒ کی سیاسی جدوجہد اور کوشش میں حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری کی شرکت اور سرپرستی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''لِیَ الفخر بأنّ مشائخنا من علماء الدّیوبند الّذین کانوا عارفین قُبح هٰذه الموالات (یعنی الموالات بین البریطانیه و مسلمی الهند فی الحرب العمومی الاولٰی) .. و مع ذالک سعوا بکلّ قوّتهم فی ردّ کید الخائنین، و هٰذه الحرکة الضعیفة ما سکنت، بل تقوّت و اُصبحت نارًا متأجِّجة بالتّدریج، و لکنّ السکون الّذی طرأ علٰی جماعتنا بعد وفات مولانا رشیداحمد (گنگوهی) هو الّذی أخّرنا کثیرًا عن الفوز فی مقصدنا ... فلو تأخّرت الحرب العُظمٰی الاُولٰی مدّة سنتین لوجدنا الفرصة الکافیة فی تنظیم الحرکة و ظنّی أنّه کان نجح فی مقصدهٖ ...

و هٰذا السّکون الطّاری قد أوجد فی جماعتنا رجالاً إرتجاعیین متقاعدین،

www.rahimia.org

و إن كانوا لایستطیعون التّصریح بمقصدهم، لقیام طائفة من الجماعة بأمور الجهاد، لأنّ الأمر لم یكن مقصورًا علٰی شیخنا (شیخ الهندؒ) فقط، بل كان معهٗ جماعةٌ من اتباع مولانا محمّد قاسم (النّانوتویؒ) و طائفة من اتباع مولانا رشیداحمد (الجنجوهیؒ) مثل مولانا عبدالرحیم رائے پوریؒ. و قد صار هٰذا فیما بعد رئیسًا للمجاهدین بعد ما خرج شیخنا شیخ الهند (محمود حسنؒ) إلی الحجاز ... و قد عمل شیخنا رشیداحمد فی ایام السکون اعمالا لایجوز إفشاؤها. و یكفی فی ردّ كید القاعدین و تكذیب دعواهم الباطل دخول مولانا عبدالرّحیم (الرّائے پوری) فی جماعة شیخنا." (10)

(میرے لیے یہ بڑے فخر کی بات ہے کہ علمائے دیوبند میں سے ہمارے مشائخ نے ہندوستانی مسلمانوں کی بعض جماعتوں کی طرف سے جنگِ عظیم اوّل میں برطانیہ کی مدد اور تعاون کرنے کی خرابی کو سمجھا۔ نیز انھوں نے اپنی پوری قوت سے (ملک وقوم کے ساتھ) ان خیانت کرنے والے لوگوں کے مکر وفریب کا پردہ چاک کیا۔ آزادی کی یہ تحریک اگرچہ شروع میں کمزور تھی، لیکن وقت کے ساتھ ساتھ ٹھنڈی نہیں پڑی، بلکہ قوت حاصل کرتی گئی اور بتدریج ایک بھڑکتے ہوئے شعلۂ جوالہ کی شکل اختیار کرتی گئی۔

لیکن ہمارے شیخ حضرت مولانا رشیداحمد گنگوہیؒ کی وفات (1905ء) کے بعد ہماری جماعت میں جو جمود اور سکون پیدا ہوا، اس نے ہمارے لیے اپنے مقصد کی کامیابی میں بہت زیادہ تاخیر کردی۔ اگر جنگِ عظیم اول (1916ء تا 1918ء) مزید دو سال کی تاخیر سے شروع ہوتی تو اس تحریک کو منظّم کرنے کے لیے کافی فرصت مل جاتی۔ مجھے یقین ہے کہ ایسی صورت میں یہ تحریک اپنے مقصد میں ضرور کامیاب ہوجاتی۔

ہماری جماعت پر طاری ہونے والے اس جمود اور سکون نے کچھ رجعت پسند اور گھروں میں دبک کر بیٹھ جانے والے افراد پیدا کردیے۔ اگرچہ وہ اپنے مقصد اور دل کی بات واضح طور پر بیان کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے، اس لیے کہ جدوجہدِ آزادی کے امور کو سرانجام دینے والی ایک جماعت پورے طور پر اس مشن کے لیے قائم تھی۔ اور اس لیے بھی کہ جدوجہد کا یہ کام صرف ہمارے شیخ (مولانا محمود حسنؒ) تک ہی محدود نہیں تھا، بلکہ آپؒ کے ساتھ حضرت مولانا محمدقاسم نانوتویؒ کے متبعین کی ایک جماعت اور مولانا رشیداحمد گنگوہیؒ کے متبعین کی ایک جماعت، جیسا کہ مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری ہیں، پورے طور پر شامل رہے۔ آپ

www.rahimia.org

(حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ) ہمارے شیخ، شیخ الہند (محمود حسنؒ) کے حجاز جانے کے بعد مجاہدین آزادی کے سربراہ اور رئیس مقرر ہوئے تھے۔

ہمارے شیخ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے (1857ء میں جنگِ آزادی میں شرکت کے بعد) اپنے سکون و اطمینان کے زمانے میں (تحریکِ آزادی کے حوالے سے) ایسے کام کیے ہیں، جو ایسا راز ہے جس کا اس وقت ظاہر کرنا (سیاسی حوالے سے) درست نہیں ہے۔ گھروں میں بیٹھنے والے رجعت پسند لوگوں کے مکر وفریب کو توڑنے اور ان کے باطل دعوؤں کی تردید کے لیے یہ بات کافی ہے کہ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ جیسے لوگ ہمارے شیخ (حضرت گنگوہیؒ اور حضرت شیخ الہندؒ) کی سیاسی جماعت میں پورے طور پر شامل رہے ہیں۔)

اسی طرح تحریکِ ریشمی رومال میں حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کی شرکت کے حوالے سے پنجاب کی سی آئی ڈی پولیس کے ریکارڈ ''ریشمی خطوط کے کیس میں کون کیا ہے'' میں حضرت عالی رائے پوریؒ کے بارے میں تحریر ہے:

''رائے والا مولوی: حضرت مولانا (شیخ الہندؒ) کے نام (مولانا) عبیداللہ (سندھی) کے خط میں اس کا تذکرہ ہے۔ یہ غالباً رائے پور، ضلع سہارن پور کے مولوی عبدالرحیم ہیں۔ جو ''مولانا رائے پوری'' کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ مولانا محمود حسن کی جہاد کی سکیموں میں شریک تھے، لیکن (ان کی) ہندوستان سے ہجرت کے مخالف تھے۔ یہ دیوبند کی مدرسہ کی کمیٹی میں بھی شامل ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولانا محمود حسن کی عدم موجودگی میں اسے (حضرت عالی رائے پوریؒ کو) نائب نمائندے کے طور پر روپیہ جمع کرنا اور اسے (مولوی) احمداللہ (پانی پتی، ناظم مالیات) کو پہنچانا تھا۔''(11)

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس سرہٗ کے سفرِ حجاز سے متعلق حضرت عالی رائے پوریؒ کی سیاسی رائے یہ تھی کہ حضرت شیخ الہندؒ کو ہندوستان میں رہ کر اس تحریک کی قیادت کرنی چاہیے۔ اس لیے کہ یہاں بیٹھ کر اسے زیادہ بہتر انداز میں منظّم کیا جاسکتا ہے۔ حضرت شیخ الہندؒ کی شخصیت جماعت کے تمام افراد کو زیادہ اچھے طریقے سے مربوط اور منظّم کرسکتی ہے۔ مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے کابل چلے جانے کے بعد حضرت شیخ الہندؒ کا حجاز کی جانب ہجرت کر جانے سے ہندوستان میں تحریکی کام پر بُرا اثر پڑے گا۔ چناں چہ حضرت عالی رائے پوریؒ کا مؤقف تھا کہ:

''اس وقت حجاز میں بھی انگریز ہی مسلط ہیں۔ ہندوستان میں تحریک کے نسبتاً زیادہ مواقع ہیں اور یہاں مولانا محمود حسن کی گرفتاری پر نقضِ امن کا اندیشہ بھی انگریزوں کے خیال میں ہوگا۔

www.rahimia.org

اگر گرفتاری پیش بھی آ گئی تو تحریک ختم نہیں ہوگی، بلکہ زیادہ زور سے چلے گی۔"(12)

حضرت عالی رائے پوریؒ کی دور اندیشی پر مبنی اس سیاسی رائے کے باوجود جدوجہد کرنے والی جماعت کی اجتماعی رائے کی بنیاد پر حضرت شیخ الہندؒ کے سفر حجاز کا فیصلہ ہوا تھا، جسے سب نے قبول کرلیا۔

تحریکِ ریشمی رومال کے سلسلے میں جس اجلاس میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے سفر حجاز کا پروگرام ترتیب پایا اور حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کو اس تحریک کا سرپرست مقرر کیا گیا۔ اس کا انعقاد مدرسہ مظاہرالعلوم سہارن پور میں ہوا تھا۔ اس اجلاس کی کچھ تفصیلات حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ نے "آپ بیتی" میں لکھی ہیں۔ اسی طرح اپنے ایک مکتوبِ گرامی بنام مولانا عبدالرشید ارشد (مدیر ماہنامہ الرشید ساہیوال، دارالعلوم دیوبند نمبر) میں کچھ اس طرح بیان کی ہیں:

"شوال ۱۳۳۳ھ (اگست 1915ء) میں جب کہ حضرت (مولانا خلیل احمد) سہارن پوریؒ اور حضرت شیخ الہندؒ کی حجاز کی روانگی تجویز ہو رہی تھی اور حضرت شیخ الہند نوراللہ مرقدہٗ کی غیبت میں اس تحریک کی قیادت اعلیٰ حضرت رائے پوریؒ کے سپرد ہوئی تھی، وہ مظاہرالعلوم ہی میں طے ہوئی تھی۔ اور اس سے ان حضرات کے آپس کے تعلقات پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

شوال ۱۳۳۳ھ کے پہلے ہفتے (12/ تا 19/ اگست 1915ء) میں حضرت شیخ الہندؒ دیوبند سے اور اعلیٰ حضرت رائے پوریؒ رائے پور سے اور مولانا احمد صاحب رام پوریؒ رام پور سے سہارن پور تشریف لائے اور چار پانچ روز تک مدرسے کے کتب خانے میں یہ سب تجاویز طے ہوئی تھیں۔ چاروں حضرات فجر کی نماز کے بعد چائے اور (نمازِ) اشراق سے فارغ ہوکر مدرسے کے کتب خانے میں اوپر تشریف لے جاتے تھے اور سب طرف کے کیواڑ (دروازے) اندر سے بند ہوجاتے تھے۔ پانچویں (آدمی) کا وہاں گزر نہ تھا۔ حاجی مقبول احمد صاحب مرحوم جو میرے حضرت (سہارن پوریؒ) کے خصوصی مہمانوں کا مکان سے کھانا لانے اور کھلانے کے ذمہ دار تھے، وہ ساڑھے گیارہ بجے سے تقاضا شروع کرتے تھے۔ اوپر تو جا نہیں سکتے تھے، مدرسے کے صحن میں کھڑے ہوکر چلّاتے رہتے تھے کہ "کھانا آ گیا، کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔" اور مولانا احمد صاحب دو تین تقاضوں پر اٹھ کر کھڑکی میں سے کہتے کہ "آ رہے ہیں۔"

ظہر کی اذان سے پندرہ بیس منٹ پہلے یہ حضرات اوپر سے اُترتے اور کچھ گرم، کچھ ٹھنڈا نوش فرما کر اور ظہر کی نماز پڑھ کر پھر کتب خانے میں پہنچ جاتے تھے، اور عصر کی اذان پر اُترتے تھے۔ عصر کے بعد سے صبح کی نماز تک مجلس نہیں ہوتی تھی۔ ... چار پانچ دن تک مسلسل یہ روزانہ کی مجلس صبح سے عصر تک رہتی اور اس دوران میں کوئی عام یا خاص اوپر نہیں جا سکتا تھا۔

www.rahimia.org

میرے والد صاحب نوراللہ مرقدہٗ فرماتے تھے: ''یہ حضرات تو جانے کہاں کہاں کی پرواز کر رہے ہیں۔'' اسی دوران میں حضرت شیخ الہندؒ کی غیبت میں اعلیٰ حضرت رائے پوریؒ تحریک کے سرپرست قرار پائے تھے، جو بعد میں معلوم ہوا۔ حضرت شیخ الہند اور حضرت سہارن پوری نوراللہ مرقدہما کا مدینہ میں ایک ہی جگہ قیام اور ملاقاتیں وغیرہ اکٹھی ہوتی رہیں۔''(13)

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ مدرسہ مظاہرالعلوم سہارن پور جیسا دینی تعلیم کا مدرسہ بھی اپنے اصل اور مرکزی مشن، یعنی قومی آزادی کے حصول کی جدوجہد میں برابر کا شریک رہا ہے۔ محض خفیہ کام کی وجہ سے تمام مدارس اور خانقاہوں کو غیرسیاسی رنگ دیا گیا، ورنہ بنیادی طور پر سامراج کے ظالمانہ اقتدار کے خلاف ولی اللّٰہی جماعت کے اصول پر کام کرنے والا ہر مدرسہ، ہر خانقاہ اور ہر جماعت اپنی اپنی جگہ کام کیا کرتا تھا۔

حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کے حجاز تشریف لے جانے کے بعد تحریکِ ریشمی رومال کی سرپرستی حضرت اقدس عالی رائے پوری قدس سرہٗ نے بڑی استقامت اور عزیمت کے ساتھ فرمائی۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی ''نقشِ حیات'' میں لکھتے ہیں:

''حضرت (عالی) رائے پوری رحمہ اللہ تعالیٰ نہایت دل سوزی و استقلال اور عالی ہمتی سے انتہائی رازداری کے ساتھ امورِ مُہمّہ کو انجام دیتے رہے اور ان کے خاص خدام بھی دلچسپی لیتے رہے۔''(14)

تحریکِ ریشمی رومال کے سلسلے میں حکومتِ برطانیہ کے ہاتھ ریشمی خطوط لگے، تو حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کو حجاز میں گرفتار کرکے مالٹا پہنچا دیا گیا اور ہندوستان بھر میں اس تحریک کے مراکز پر سی آئی ڈی کے افسران نے چھاپے مارنے شروع کر دیے۔ اسی سلسلے میں انگریز سی آئی ڈی افسر اپنے عملے کے ساتھ خانقاہِ رائے پور بھی پہنچا اور حضرت عالی رائے پوریؒ سے سوالات کیے۔ آپؒ نے نہایت استقلال اور شانِ بے نیازی سے جوابات دیے، جو کچھ اس طرح سے ہیں:

سی آئی ڈی افسر نے پوچھا:

''مولانا! آپ کا مولانا محمود حسن سے کیا تعلق ہے؟''

حضرت عالی رائے پوریؒ نے فرمایا:

''تعلق کی پوچھتے ہو! تعلق کا معاملہ تو یہاں تک ہے کہ جس دن سے میں انھیں سفرِ حجاز کے لیے دہلی رخصت کرکے آیا ہوں، بیمار ہوں۔ بخار میرے بدن میں سما گیا ہے۔ آج بھی اگر اُن کی واپسی کی خبر سن پاؤں تو مجھ میں جان آ جائے۔''

www.rahimia.org

سی آئی ڈی افسر:

''مولانا محمود حسن، جو حکومت کے خلاف تحریک چلا رہے ہیں، اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟''

حضرت عالی رائے پوریؒ:

''میں اس تحریک کو بالکل حق پر سمجھتا ہوں۔''

سی آئی ڈی افسر:

''رپورٹ ملی ہے کہ اس تحریک کو یہاں سے مالی امداد پہنچ رہی ہے؟''

حضرت عالی رائے پوریؒ نے اس بات کا بہ کمالِ تدبر اور فراستِ ایمانی کچھ ایسا جواب دیا کہ افسر اِن کی بات کی تہہ تک نہ پہنچ سکا۔ ملا جی عبدالعزیز، جو حضرت عالی رائے پوریؒ کے ہم راز تھے اور خفیہ طور پر مجاہدین کی مالی امداد فراہم کرنے کا کام ان کے سپرد تھا، جسے وہ حضرت رائے پوریؒ کے حکم سے انجام دیتے تھے، اس وقت خانقاہ میں موجود تھے۔ حضرت اقدس رائے پوریؒ کو اندیشہ ہوا کہ اگر ان سے پوچھ گچھ ہوئی تو سوال و جواب میں کہیں نرم نہ پڑ جائیں۔ آپؒ نے فوراً ان کو اپنے پاس بلا لیا اور افسر سے مخاطب ہو کر بڑے جوش سے ملا جی کی طرف اشارہ کرکے فرمایا:

''ان لوگوں کی کیا مجال اور طاقت ہے، جو میری مرضی کے خلاف ایک قدم بھی اٹھائیں۔ اس علاقے میں انھیں میرے ایما کے بغیر ایک پیسہ بھی نہیں مل سکتا۔ اور میں تو خدا کے فضل و کرم سے یہ کہتا ہوں کہ اگر حکومت بھی چاہے تو یہاں سے کچھ حاصل نہیں کرسکتی۔''

حضرت عالی رائے پوریؒ کی گفتگو سے اس افسر پر کچھ ہیبت سی چھا گئی۔''(15)

حضرت عالی رائے پوریؒ تحریکِ ریشمی رومال کے سلسلے میں تحریک کے مراکز کو مالی امداد فراہم کرنے اور ہدایات کی ترسیل کے لیے ملک بھر کے راستوں کے نقشوں اور مراکز سے واقفیت کو بڑی اہمیت دیتے تھے۔ چناں چہ حضرت عالی رائے پوریؒ کے ایک مسترشد اور مجاز حضرت مستری احمد حسنؒ سے ہونے والی دستیاب معلومات کی روشنی میں حضرت سید نفیس الحسینی شاہؒ لکھتے ہیں:

''اگر ایک طرف انگریز سی آئی ڈی پوری طرح سے سرگرمی سے کام کر رہی تھی تو دوسری طرف حضرت اقدس رائے پوریؒ بھی اس سے غافل نہیں تھے۔ چناں چہ آپؒ نے پورے اہتمام کے ساتھ خفیہ طریقے سے جوابی کاروائی کا سلسلہ بھی زیرِ زمین قائم کر رکھا تھا۔ مسوری پہاڑ پر انگریزوں کا فوجی سروے آفس تھا، جس میں نقشے تیار کیے جاتے تھے۔ حضرت عالی رائے پوریؒ

www.rahimia.org

کے مسترشدِ خاص حضرت مستری احمد حسنؒ اس سروے آفس میں ملازم تھے اور ان کے پاس دفتر کی چابیاں بھی رہتی تھیں۔ اتوار کو چھٹی کے روز حضرت مستری احمد حسنؒ خفیہ طور پر ان نقشوں کو لے کر خانقاہ رائے پور پہنچ جاتے تھے۔ حضرت اقدس رائے پوریؒ کمالِ اِخفا سے ان نقشوں کو رات کے وقت اپنا حجرہ مبارک بند کر کے چراغ کی روشنی میں ملاحظہ فرمایا کرتے تھے۔ اس طرح ہی سرفروشانِ دین و وطن حالاتِ زمانہ سے پوری طرح باخبر اور انگریزی منصوبوں کو خاک میں ملانے کے لیے سرگرمِ عمل رہتے تھے۔''(16)

اس طرح حضرت عالی رائے پوریؒ نے شریعت اور طریقت میں رہنمائی کے ساتھ ساتھ سیاسی جدوجہدِ آزادی کے لیے چلائی جانے والی تحریکات میں بھرپور سیاسی کردار ادا کیا۔ قومی سوچ کے ساتھ سامراج دشمنی آپؒ کے سیاسی نظریے کی بنیادی فکر تھی۔

حضرت عالی رائے پوریؒ کی سیاسی جدوجہد اور تحریکاتِ آزادی میں حضرت شیخ الہندؒ کے ساتھ بھرپور شرکت اور مشاورت ہی کے پس منظر میں وہ تمام اشعار ہیں، جو حضرت اقدس شیخ الہند قدس سرہٗ نے اپنے محبوب دوست اور ہم راز حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کے بارے میں ''مسدسِ مالٹا'' میں کہے ہیں۔

تحریکِ ریشمی رومال میں حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کا کیا کردار تھا؟ اور اس میں آپؒ کا اصل مقام اور حیثیت کس درجے بلند تھی، خود حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کی زبانی سنیے۔ فرماتے ہیں: ع

سر پر اس ''کوہ'' کو اُٹھاتا کون
گردن ''اس'' کے لیے جھکاتا کون
دل کے اندر ''اسے'' بٹھاتا کون
پڑھ کے یہ روتا اور رُلاتا کون
زینت و زیب الف ثانی مُرد
شاہ عبدالرحیم ثانی مُرد

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ''تحریکِ ریشمی رومال'' کے حوالے سے قومی آزادی کے حصول کی تمام تر سرگرمیاں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کی مشاورت، رہنمائی اور سرپرستی سے منسلک تھیں۔ آپؒ کی وجہ سے تحریک کے کام کا مورال قائم تھا اور ساتھیوں کے حوصلے بلند اور کام کرنے کا جذبہ پورے جوبن پر تھا۔ آزادی کے حصول کی جدوجہد میں آپؒ کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا تھا، اس کا احساس بڑی شدت سے حضرت اقدس شیخ الہندؒ کو ہوا ہے۔ چناں چہ ارشاد فرماتے ہیں: ع

www.rahimia.org

نازشِ فخرِ دوستاں نہ رہا
زورِ بازوئے ہمرہاں نہ رہا
قدر افزائے خادماں نہ رہا
لو ''حُدی خوانِ کارواں'' نہ رہا
زینت و زیب الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبد الرحیم ثانی مُرد
سینہ کل تک تھا محشرِ آمال
آج بیٹھے ہیں کیسے فارغِ بال
جی میں کوئی ہوس رہی، نہ خیال
جینا آتا نظر ہے کیوں جنجال
زینت و زیب الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبد الرحیم ثانی مُرد

ہندوستان کی آزادی میں تحریکِ ریشمی رومال کی اہمیت

یہ ایک حقیقت ہے کہ تحریکِ ریشمی رومال نے انگریز سامراج کے ظالمانہ اور غاصبانہ اقتدار پر بڑی کاری ضرب لگائی تھی۔ اس کا اندازہ انگریز حکومت کے سی آئی ڈی کے ریکارڈ سے بہ خوبی ہوجاتا ہے۔ چناں چہ جب اس تحریک کی ظاہری منصوبہ بندی اور جدوجہد کی حقیقت انگریز حکومت کو معلوم ہوئی اور اس کے لیے جو مخصوص خفیہ منصوبہ بندی کی گئی تھی، وہ پایۂ تکمیل کو پہنچی تو ہندوستان بھر میں انگریزی اقتدار میں کھلبلی مچ گئی۔ حتیٰ کہ برطانوی حکومت بھی اپنی جگہ پر ہل کر رہ گئی۔ ردّعمل کے طور پر پورے ملک میں گرفتاریوں کا عمل شروع ہوگیا۔ گرفتاریوں کے بعد اس تحریک کے اثرات کا جائزہ لینے کے لیے برطانوی حکومت نے رولٹ کمیشن (Rowlett Commission) قائم کیا تھا۔ جس نے رولٹ ایکٹ (Rowlett Act) کے نفاذ پر مبنی سفارشات پیش کیں۔ جسے برطانوی حکومت نے پورے ہندوستان میں نافذ کیا۔ اس نے جبر و آمریت کو قانونی شکل دی۔ آزادی کے لیے اجتماعات اور جلسہ کرنے پر پابندی لگا دی گئی۔ اس ایکٹ کے نفاذ کے بعد ہی پورے ملک میں انگریز سامراج کے خلاف ایجی ٹیشن (Agitation) شروع ہوا۔ اسی دوران امرتسر میں جلیاں والا باغ کا حادثۂ جانکاہ پیش آیا، جس نے پورے ہندوستان کے طول و عرض میں آزادی کے حوالے سے بیداری کی لہر دوڑا دی اور اس کے بعد پورے ہندوستان میں سول نافرمانی کی تحریک شدت اختیار کرگئی۔

www.rahimia.org

یوں ہندوستان بھر میں تحریکِ ریشمی رومال کی خفیہ جدوجہد کے نتیجے کے طور پر آزادی کی دبی ہوئی چنگاری کچھ اس طرح بھڑکی؛ جو آگے چل کر ایک شعلۂ جوالہ بن گئی تھی اور پورے ہندوستان میں آزادی کے حصول کے لیے عمومی بیداری پیدا ہوئی اور اگلے چند سالوں میں انگریز سامراج کو مجبور کردیا گیا کہ وہ اس خطے کے عوام کو آزادی دے۔

اس طرح اس خطے کی آزادی میں تحریکِ ریشمی رومال نے تحریکاتِ آزادی کی ایک مسلسل کڑی کے طور پر ایسا لازوال کردار ادا کیا، جس کی نظیر دنیا کے دیگر ملکوں میں اس وسیع پیمانے پر قومی اور بین الاقوامی سطح پر نظر نہیں آتی۔

کسی تحریک کے بارے میں یہ سمجھنا کہ اس کا نتیجہ فوری کامیابی کی صورت میں جلوہ گر ہو، اس سے بڑی خوش فہمی اور بے عقلی کوئی اَور نہیں ہوسکتی۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ قومی آزادی کے حصول کے لیے انگریز سامراج کے خلاف چلائی جانے والی تمام تحریکات نے جس طرح مسلسل اور پے درپے برطانوی اقتدار پر کاری ضربیں لگائی ہیں، آزادی کا حصول ان تمام تحریکات کے مجموعی عمل کا نتیجہ قرار پائے گا۔ نہ محض چند سالوں کی رسمی کارروائیوں اور کسی ایک تحریک کے ذریعے آزادی کا حصول ممکن ہوسکا۔

برعظیم پاک و ہند میں برطانوی سامراج اور اس کے اقتدار کے خلاف چلائی جانے والی تمام تحریکاتِ آزادی میں ولی اللّٰہی جماعت کے تربیت یافتگان نے جس طرح عدمِ تعاون کے اصول پر قومی آزادی کی جدوجہد کو آگے بڑھایا، وہ یقیناً انھیں علمائے ربانیین کی خلوص پر مبنی بے ریا زندگی کا عظیم شاہ کار ہے۔ اس خطے کے تمام لوگ ہمیشہ ان حضرات کی قربانیوں اور لازوال جدوجہد کو خراجِ تحسین پیش کرتے رہیں گے۔ اس خطے کے لیے ان حضرات نے قومی زندگی کی نئی تشکیل و تعمیر کے لیے جس طرح سیاسی، معاشی اور معاشرتی سطح پر جدوجہد کی، وہ تاریخ کے اَوراق میں ہمیشہ کے لیے محفوظ ہوکر رہ گئی ہے۔

فجزاهم اللّٰه تعالیٰ خير الجزاء۔

حضرت عالی رائے پوریؒ کی مجالس میں سیاسی شعور پر مبنی گفتگو کا سلسلہ

حضرت عالی رائے پوریؒ اپنے اسی سیاسی مزاج کی وجہ سے قومی سوچ پیدا کرنے، طاغوتی نظام کی مزاحمت کا شعور دینے اور آزادی اور حریت کے ساتھ اپنے مسائل حل کرنے کا شعور اپنے متعلقین اور متوسلین میں منتقل فرماتے تھے۔ اسی طرح آپؒ کی مجالس میں حالاتِ حاضرہ سے واقفیت کے لیے اخبارات کے پڑھنے پڑھانے اور خبروں کے تحلیل و تجزیہ کرنے کا انداز و اسلوب بھی پایا جاتا تھا۔ چناں چہ حضرت عالی رائے پوریؒ کی مجالس کے حوالے سے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ فرماتے ہیں:

''ہمارے حضرات کے ہاں زیادہ اخبار تو نہیں پڑھے جاتے تھے، مگر یہ سلسلہ تھا۔ خود

www.rahimia.org

ہمارے حضرت (عالی رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں (اخبار بینی کا سلسلہ) تھا اور مجھے بھی یہ مرض ہے۔ اب رمضان کی وجہ سے اخبار بند ہیں، ورنہ جی چاہتا رہتا ہے کہ کوئی خبر ہو تو راؤ (فضل الرحمٰن رائے پوری) صاحب سے پوچھوں۔ اسی طرح سیاسی گفتگو بھی ہے، میں خود بھی تو اس (سیاسی گفتگو کے) ''مرض'' میں مبتلا ہوں۔ ذکر کے سوا مَیں بھی تو اِدھر اُدھر (سیاسی معاملات میں) جھانک لیتا ہوں۔ کیا کروں ایک دیرینہ عادت ہے، جو حضرت (عالی رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں بھی تھی۔''(17)

سیاسی خبروں اور ملکی اور بین الاقوامی حالات کی معلومات کے لیے اخبارات کے مطالعے کے حوالے سے حضرت عالی رائے پوریؒ کے ہاں مولانا ابوالکلام آزادؒ کا اخبار ''الہلال'' بھی بڑی دلچسپی کے ساتھ پڑھا جاتا تھا۔ چناں چہ ایک مرتبہ حضرت عالی رائے پوریؒ کے جانشین حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ سے سوال کیا گیا کہ آپ مولانا آزاد کو کیسا سمجھتے ہیں؟ تو حضرت رائے پوری ثانیؒ نے فرمایا:

''مجھے تو یہ علم ہے کہ ہمارے حضرت (عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ) کے ہاں جنگ طرابلس و بلقان کے ایام میں مولانا (ابوالکلام) آزاد کا اخبار ''الہلال'' پڑھا جاتا تھا۔ ان کے مضامین جو عموماً سیاسی ہوتے تھے، پسند کیے جاتے تھے، بلکہ یہ سمجھا جاتا تھا کہ مولانا آزاد نے ہمارے حضرات کو اس مد میں بیدار کیا ہے۔...

حضرت شیخ الہندؒ کے ہاں سنا ہے کہ مولانا آزاد ایک دفعہ پہنچے۔ وہاں پہلے سے ''الہلال'' کے ذریعے تعارف تھا تو حضرت شیخ الہندؒ نے دیکھتے ہی فرمایا کہ: ''آپ مولانا آزاد معلوم ہوتے ہیں۔'' حضرت شیخ الہندؒ کے ہاں سیاسی خیالات کی وَجہ سے مولانا آزاد سے مناسبت اور اُنسیت تھی۔ اور یہ بھی سنا ہے کہ حضرت شیخ الہندؒ نے فرمایا کہ: ''آپ نے ہمیں جگا دیا ہے۔'' مولانا آزاد کے مضامین سے ان کی ذہانت نمایاں ہے۔''(18)

حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کی اسی سیاسی سوچ کا اظہار آپؒ کے جانشین حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ میں بھی پایا جاتا تھا۔ چناں چہ وہ اپنی ایک مجلس میں ارشاد فرماتے ہیں:

'' ایک دفعہ حضرت دہلویؒ (مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ امیر تبلیغی جماعت) سہارن پور تشریف لائے۔ ہم بیٹھے اپنی سیاسی باتیں کر رہے تھے۔

میں نے عرض کیا کہ'' ہماری (سیاسی) باتوں سے اب آپ کو قبض ہوگی۔'' (یعنی طبیعت میں انقباض پیدا ہوگا)

تو (انھوں نے) فرمایا: ''میں عوام کے اثرات کو جھاڑنے کے لیے (آپ کی) صحبت

www.rahimia.org

اُٹھانے آیا ہوں۔‘‘

میں نے کہا: ’’لو! یہاں صحبت اُٹھانے تشریف لائے ہیں۔‘‘

میرا طریق اپنی طبیعت کے مطابق ذرا اَور (دوسرا) ہے، اور ہر شخص کی اپنی طبیعت ہوتی ہے۔ اس کے خلاف اس کو قبض (طبیعت کی بندش) پڑ جاتا ہے۔ تو میں یہ سیاسی اور اَور (دوسری) طرح کی باتیں طبیعت کی بحالی کے لیے بھی کیا کرتا ہوں۔‘‘(19)

اسی طرح حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ اپنے شیخ کے سیاسی نظریے کے مطابق اپنی سیاسی رائے کا اظہار بڑے واضح طور پر فرماتے رہتے تھے۔ چناں چہ آپؒ کے سامنے کئی دن سے مسلم لیگ، کانگریس پر جاری ہونے والی بحث کے متعلق اپنی ایک مجلس میں حضرت رائے پوری ثانیؒ نے فرمایا:

’’ہم اَور کچھ نہیں جانتے، مگر اتنا خم ٹھونک کر کہتے ہیں کہ ہم حضرت (مولانا سید حسین احمد) مدنی کے ساتھ ہیں۔

مولوی احتشام الحسن صاحب (کاندھلوی) نے کہا کہ:

’’حضرت! خانقاہ میں ایسی (سیاسی) بحثوں سے بہت وقت ضائع ہوتا ہے۔‘‘

حضرت والا نے فرمایا:

’’کیا کروں! میری تربیت کچھ ایسی ہوئی ہے اور حضرت (عالی رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ الہندؒ کے جو (سیاسی) حالات دیکھے ہیں، تو میرا خود سر کھجلانے لگتا ہے۔ اَوروں کا کیا قصور ہے۔ اور جو لوگ حضرت مدنی کو ایذا (تکلیف) دیتے ہیں، ان کے لیے دل سے بددعا نکلتی ہے۔‘‘(20)

اسی طرح حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کا سیاسی مسلک بیان کرتے ہوئے ایک اور مجلس میں حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے ارشاد فرمایا:

’’ہمارے حضرات کا مسلک خود حضرت (حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ سے جو کچھ سن اور دیکھ رکھا ہے اور اس سے پہلے قرآن شریف کے اُستاذ اور پھر دیگر اساتذہ کا جو اثر پڑا، اس سے جو ذہن میرا بنا ہے، میں اس میں مجبور ہوں۔ اس لیے (مسلم) لیگ سے مجھے کوئی مناسبت نہیں ہوتی، بلکہ ہمیشہ ان لوگوں کے خلاف ہی ذہن رہا۔ جو ذہن پچاس سال میں میرا بن گیا ہے، وہ لیگ کے خلاف ہے۔ ان کی کوئی بات مجھے صحیح معلوم نہیں ہوئی۔ خواہ ہمارے بعض حضرات کو اچھا لگے یا نہ لگے، میں اب معذور ہوں۔‘‘(21)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ انگریز سامراج دشمنی کے حوالے

www.rahimia.org

سے اپنے سیاسی مسلک میں اتنے پختہ تھے کہ اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت سیاسی حوالے سے انگریزوں کی حمایت کرتی تھی تو حضرتؒ اُس جماعت کے مخالف تھے اور ایسی جماعتوں کو مسلمانوں کے لیے انتہائی نقصان دہ اور قومی تباہی کا باعث سمجھتے تھے۔

یہی وجہ ہے کہ جب والیٔ افغانستان امیر حبیب اللہ خان ہندوستان آئے تو انگریزوں نے انھیں علی گڑھ کالج میں لے جانے کا پروگرام بنایا اور ان سے کہا گیا کہ یہ مسلمانوں کے لیے علومِ اسلامیہ پڑھانے کا مرکز ہے۔ اس موقع پر حضرت عالی رائے پوریؒ اور حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ نے امیر حبیب اللہ خان کے پیر ملاشور بازار مجددیؒ سے سرہند شریف میں ملاقات کی اور انھیں اس بات پر قائل کیا کہ امیرِ افغانستان کو علی گڑھ نہیں جانا چاہیے۔ سیاسی حوالے سے اُس کے مضر اثرات کی نشان دہی کی گئی۔ اس حوالے سے حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ ارشاد فرماتے ہیں:

"جب امیر حبیب اللہ صاحب (والیٔ افغانستان) ہندوستان میں آئے تھے تو ہمارے حضرت (عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ نے اہتمام سے (سرہند کا) سفر کیا۔ ہم کو انبالہ چھوڑا اور حضرت (مولانا خلیل احمد) سہارن پوریؒ بھی ساتھ تھے۔ حضرتؒ سرہند پہنچے۔ وہاں امیر (حبیب اللہ) صاحب کے پیر مُلّا شور بازار کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چاہا کہ پیر صاحب، امیر صاحب کو علی گڑھ کالج جانے سے روک دیں اور انھوں نے اطمینان بھی دلایا، مگر آخر کیا ہوا۔

امیر (حبیب اللہ) صاحب وہاں (علی گڑھ) پہنچے۔ علی گڑھ کالج والوں نے کہیں کہیں سے پُرانے پُرانے کتب خانے اٹھا کر منگوا لیے۔ عربی خطبات تیار کرائے اور بعض جگہ کے (مدارس کے) طلبا کو جمع کر کے امیر (حبیب اللہ) کو دکھا دیا کہ کالج عربی کی تعلیم بھی دیتا ہے اور جب امیر صاحب کالج دیکھ کر چلے گئے تو یہ سارا مواد منتشر کیا اور خوب خوب مذاق اڑایا۔"(22)

امیر حبیب اللہ خان کی جانب سے ایک اہم سیاسی موقع کو ضائع کر دینے کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ ارشاد فرماتے ہیں:

"امیر حبیب اللہ صاحب نے انگریزوں سے نہیں بگاڑی۔

ایک ایسا موقع بھی (اس نے) کھویا جو پھر نہیں آ سکتا۔ وہ جنگِ (عظیم اوّل) 1914ء تا 1918ء میں جب کہ ہندوستان میں (انگریزوں کی) کل 12 ہزار فوج تھی، (امیر حبیب اللہ خان کا) چپکے بیٹھا رہنا ہے۔ جب کہ ہندوستان کا تمام انقلابی عنصر مہندرا پرتاپ اور مولوی عبیداللہ صاحب (سندھی) کابل ہی میں تھے۔

www.rahimia.org

(امیر افغانستان) حبیب اللہ خان نے قتل ہونا گوارا کیا، مگر انگریز کے خلاف خروج نہ کیا۔ پھر جب (امیر) امان اللہ نے (انگریزوں کے خلاف) خروج کیا تو ہندوستان میں کافی افواج واپس آ چکی تھیں، مگر اس کا بھی فائدہ ہوا کہ افغانستان آزاد ہوگیا اور انگریزوں نے فوراً صلح کرلی۔

اس جنگِ (عظیم دوم) کے بعد بھی اب انگریز نے ہندوستان کو بہلا رکھا ہے، ورنہ ہندوستان کی ذرا سی کروٹ اس وقت انگریز کو تباہ کرسکتی ہے۔ مگر اس کی خوش قسمتی کہ یہاں آپس میں اختلاف ہے۔ اگر اس وقت (مسلم) لیگ، کانگریس سمجھوتہ ہوجائے تو فوراً انگریز ہندوستان سے باہر ہوجائے۔''(23)

آخر وقت تک حضرت عالی رائپوریؒ کا سیاسی جدوجہد کے لیے جذبہ

حضرت اقدس عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کو اپنی زندگی کے آخر وقت تک برطانوی سامراج کے خلاف قومی آزادی کی جدوجہد کرنے کی فکر رہی۔ آپؒ اپنے آپ کو اس جہادِ آزادی کے لیے ہمہ وقت تیار رکھتے تھے۔

حتیٰ کہ اپنے مرض الموت میں بھی آپؒ نے اپنے جانشین حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری کو تاکید کی کہ وہ اس سلسلے میں اپنی جماعت کے سرکردہ حضرات، خاص طور پر حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ اور حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ کی سیاسی جدوجہد میں اُن کے ساتھ شریک ہوں۔ یہ اس لیے کہ حضرت شیخ الہندؒ، حضرت سہارن پوریؒ اور حضرت عالی رائے پوریؒ کے سیاسی مزاج میں بڑی یکسانیت پائی جاتی تھی۔

چناں چہ آپؒ کے جانشین حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ ایک مجلس میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''ہمارے حضرت (عالی رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ الہند (مولانا محمود حسنؒ) کی طبیعت میں بڑی یکسانیت تھی۔ ہمارے حضرت (عالی رائے پوریؒ) نے مرضِ (موت) کے ایام میں مجھے فرمایا:

''حضرت (مولانا خلیل احمد) سہارن پوری سے جا کر میری طرف سے بیعتِ جہاد کر اور اپنی طرف سے بھی (کر)۔ حال آں کہ لوگوں میں مشہور ہے کہ حضرت سہارن پوریؒ ان (سیاسی) معاملات میں بالکل نہ تھے، مگر جب میں اپنے حضرت (عالی رائے پوریؒ) کے وصال کے بعد، حضرت سہارن پوری کی خدمت میں حاضر ہوا، تو مجھ سے دریافت فرمایا:

www.rahimia.org

''حضرت (عالی رائے پوریؒ) نے کچھ فرمایا ہے؟''

میں نے عام باتیں بتائیں۔

پھر حضرت سہارن پوریؒ نے الگ (تنہائی میں) دوبارہ دریافت فرمایا:

''وہ حضرت شیخ الہندؒ والے (سیاسی) کام کے بارے میں کچھ فرمایا ہو؟''

تو پھر میں سمجھا کہ بڑے میاں (حضرت سہارن پوریؒ) کو بھی اس (سیاسی کام) میں لگاؤ ہے۔ تو میں نے وہ (جو کچھ حضرت رائے پوریؒ نے مجھ سے فرمایا تھا) عرض کیا۔''(24)

اس بیان کے اسلوب سے صاف پتہ چلتا ہے کہ تحریک کے حوالے سے اہم رازوں کو یہ حضرات کسی طرح بھی زبان پر نہ لاتے تھے اور اس خفیہ حلف کی پاسداری کرتے تھے، جو ''بیعتِ جہاد'' کے وقت ان حضرات نے کیا تھا۔ اس بیان میں حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ نے اس حوالے سے محض اشارے کیے ہیں۔ تفصیلات بیان نہیں فرمائیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرات حالات کے جبر کی وجہ سے اگرچہ ظاہری طور پر اظہار نہیں فرماتے تھے، لیکن موقع کی مناسبت سے اپنے سیاسی شعور کی بنیاد پر جدوجہد جاری رکھنے اور قومی نقطہ نگاہ سے جرأت مندانہ کردار ادا کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔ حتیٰ کہ مرض الموت سے ذرا پہلے بھی آپؒ پر اسی جدوجہد کو آگے بڑھانے کا جذبہ کارفرما تھا اور حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ بھی اسی حوالے سے حضرت رائے پوریؒ کی سوچ اور فکر سے آگہی حاصل کر کے سیاسی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔

سیاست میں حضرت شیخ الہندؒ سے وابستگی کا فرمان

حضرت عالی رائے پوریؒ اور حضرت شیخ الہندؒ میں سیاسی حوالے سے ایسی یکسانیت تھی کہ دونوں کا سیاسی مزاج مکمل طور پر ایک تھا۔ اسی لیے حضرت عالی رائے پوریؒ نے اپنے بعد اپنے جانشین حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کو حضرت شیخ الہندؒ کی سیاسی اتباع کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس حوالے سے حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ فرماتے ہیں:

''ہمارے تمام مجمع سے حضرت (شاہ عبدالرحیم رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ نے صرف مجھے یہ فرمایا تھا کہ: ''حضرت شیخ الہند (مولانا محمود حسنؒ مالٹا سے رہا ہو کر) ضرور انشاء اللہ ہندوستان تشریف لائیں گے۔ میرے بعد جب وہ آجائیں تو ان کی خدمت میں ضرور آمد و رفت رکھنا۔''

اب اسی (سیاسی) مسلک پر حضرت (مولانا سیّد حسین احمد) مدنی مدظلہٗ العالی ہیں۔''(25)

انگریز سامراج کے خلاف حضرت شیخ الہندؒ کے سیاسی مزاج کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ ارشاد فرماتے ہیں:

www.rahimia.org

''حضرت شیخ الہندؒ کو ہم نے اسارتِ مالٹا سے پہلے بھی دیکھا اور بعد میں بھی۔ (دونوں حالتوں میں) زمین و آسمان کا فرق تھا۔ بڑے میاں (یعنی حضرت شیخ الہندؒ مالٹا کی) قید سے وہ کما کر لائے جو تصور میں بھی نہیں آسکتا تھا۔

ایک دفعہ چائے آئی تو کسی نے کہہ دیا کہ: ''حضرت! یہ کالی چائے انگریز پیا کرتے ہیں'' تو آپ (حضرت شیخ الہندؒ) نے فرمایا کہ:

''اگر کالی چائے انگریز پیتے ہیں تو ہم آئندہ سبز چائے پیا کریں گے۔''

چناں چہ دیوبند حاضری ہوئی تو دیکھا کہ حضرت شیخ الہندؒ کے لیے مہتمم (دارالعلوم دیوبند مولانا محمد احمد) صاحب کے ہاں سے سبز چائے پک کر آیا کرتی تھی۔ ان کی اس بات میں بھی ایک (سیاسی) بات تھی۔''(26)

حضرت شیخ الہندؒ کے سیاسی مسلک کی اتباع کرنے والوں میں امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ، مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ دہلویؒ اور علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ بڑے بلند مرتبہ شخصیات ہیں۔ ان کے سیاسی مسلک کو بیان کرتے ہوئے حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ ارشاد فرماتے ہیں:

''میں نے حضرت شیخ الہندؒ (مولانا محمود حسن) کی زبانی خود سنا ہے، وہ حضرتؒ (شاہ عبدالرحیم رائے پوری) کے سامنے بیان فرما رہے تھے کہ:

''حضرت مولانا (محمد) انور شاہ صاحب (کشمیری) اور (حضرت) مولوی عبیداللہ صاحب (سندھی) دونوں کی بڑی استعداد ہے۔ حضرت! مولوی عبیداللہ دہلی جا رہے ہیں۔ مَیں نے ان کو کہہ دیا ہے کہ وہاں کوئی ایسی (مشکل) بات نہ کرنا، جس کو عام طور پر لوگ سمجھ نہ سکیں اور شور ہو۔ کیوں کہ تمھاری باتوں کو مَیں ہی سمجھتا ہوں اور کوئی یہاں نہیں سمجھتا۔ اور (مفتی اعظم) مولوی کفایت اللہ صاحب بھی مستعد ہیں۔''(27)

حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ ایک اَور مجلس میں ارشاد فرماتے ہیں:

''میں نے تو حضرت شیخ الہندؒ (مولانا محمود حسن) سے مولانا عبیداللہ سندھی کی تعریف سنی ہے کہ: ''وہ بہت مستعد ہیں۔'' اور ان کی بہت ہی تعریف فرماتے تھے۔ تو اب میرے خیال میں یہ ہے کہ مولانا (عبیداللہ سندھی) کی بات سمجھنی دشوار ضرور تھی، مگر وہ بات صحیح کہتے تھے۔ البتہ زبان ایسی بولتے تھے جس سے لوگ بِدکتے تھے۔''(28)

حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ مزید فرماتے ہیں:

''حضرت شیخ الہندؒ (مولانا محمود حسن) جس کی تعریف کریں، مَیں تو ان کے متعلق نیک

www.rahimia.org

گمان ہی رکھتا ہوں۔ حضرت شیخ الہندؒ کی سمجھ اور علم بہت گہرا تھا۔ حضرت (مولانا سید حسین احمد) مدنی بے شک بڑے بزرگ ہیں، مگر جو بات حضرت شیخ الہندؒ میں تھی، وہ بہت گہری تھی۔

لہٰذا مولانا عبیداللہ (سندھی) کے متعلق حضرت شیخ الہندؒ کے اقوال کو سامنے رکھتے ہوئے میں تو مولوی عبیداللہ صاحب (سندھی) کو ایسا نہیں سمجھتا جیسا عام نکتہ چین یا بعض حضرات فرماتے ہیں۔'' (29)

اس طرح حضرت عالی رائے پوریؒ کے حکم کے مطابق اُن کے جانشین حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے حضرت شیخ الہندؒ کے سیاسی مسلک کی اتباع کرنے والے حضرات؛ حضرت مفتیِ اعظم مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ، شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ کے سیاسی فکر و عمل کی پوری تائید فرمائی۔

حضرت رائے پوریؒ اور حضرت شیخ الہندؒ میں سیاسی شعور کی یکسانیت

حضرت عالی رائے پوریؒ اور حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس سرہٗ میں سیاسی مسلک اور شعور کے حوالے سے باہم یکسانیت پائی جاتی تھی۔ ان دونوں حضرات کا سیاسی شعور بہت بلند تھا۔ اپنے دور کے تقاضوں کو سمجھنا، پیش آمدہ مسائل کا ادراک کر کے صحیح حکمتِ عملی مرتب کرنا، عقل و شعور اور فہم و بصیرت سے سیاسی اُمور میں جرأت مندانہ فیصلے کرنا، ان دونوں حضرات کی خصوصیات میں سے تھا۔ ان دونوں حضرات میں کام کرنے والے افراد و شخصیات کی سیاسی صلاحیتوں کا صحیح اندازا لگانے کی بڑی صلاحیت تھی۔ یہ حضرات اہلیت کے مطابق افراد سے کام لینے کی کوشش فرماتے تھے۔

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ ایک مجلس میں ارشاد فرماتے ہیں:

''حضرت (عالی رائے پوریؒ) اور حضرت شیخ الہندؒ کا بڑا گہرا تعلق تھا۔ حضرت شیخ الہند فرمایا کرتے تھے کہ: ''مولوی صاحب (حضرت عالی رائے پوری) کا طریق عقل مندی کا ہے۔''
حضرت شیخ الہندؒ کے ہاں سیاست میں بڑا شغف تھا۔ ... جو لوگ ہندوستان رہ گئے، ان کے متعلق ہمارے حضرت (عالی رائے پوریؒ) فرمایا کرتے تھے کہ: ''وہ سب نااہل ہیں۔''

اس پر مولوی عزیز الرحمٰن لدھیانوی نے عرض کیا کہ:

''حضرت شیخ الہندؒ کے ساتھیوں نے حضرت شیخ الہندؒ کا بہت ساتھ دیا۔''

اس پر حضرت والا (شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ) نے فرمایا:

''عقل! عقل! جو لوگ حضرت شیخ الہندؒ کے ساتھ چلے گئے تھے، حضرت (شیخ الہندؒ) کی معیت کی برکت سے سنبھلے رہے۔ جو پیچھے ہندوستان میں رہ گئے تھے، ان کا حال تجھے کیا

www.rahimia.org

معلوم۔''(30)

حضرت شیخ الہندؒ کی گرفتاری پر حضرت رائے پوریؒ کا جرأت مندانہ کردار

یہ ایک حقیقت ہے کہ جب حضرت شیخ الہند مولانا محمودحسن قدس سرہٗ ''مالٹا'' میں گرفتار ہوگئے تو پیچھے ہندوستان میں رہنے والے لوگوں کی اکثریت انگریزوں کے خوف سے حضرت شیخ الہندؒ کا نام لینے سے بھی گھبرانے لگی تھی۔ حتیٰ کہ دیوبند میں حضرت شیخ الہندؒ کے مکان پر آنے سے بھی لوگ دور بھاگتے تھے۔ ایسے پُرخطر دور میں حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ نے حضرت شیخ الہندؒ کے مکان پر جاکر قیام فرمایا اور انگریزوں کا رُعب لوگوں کے دلوں سے ختم کیا۔ اسی سلسلے کا ایک واقعہ حضرت عالی رائے پوریؒ کے مسترشد خاص اور مجاز حضرت مستری احمد حسنؒ نے بیان کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

''حضرت شیخ الہند مولانا محمودحسنؒ کے مالٹا میں گرفتاری کے زمانے میں ایک دفعہ دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے اجلاس کا انعقاد ہوا تھا۔ حضرت عالی رائے پوریؒ اس میں شرکت کے لیے دیوبند تشریف لے گئے۔ اسٹیشن پر علما اور اراکین مدرسہ نے آپؒ کا استقبال کیا۔ میں بھی خادم کے طور پر حضرت عالی رائے پوریؒ کے ساتھ تھا۔ حضرتؒ نے مجھے علاحدگی میں فرمایا کہ: ''جو سواری سب سے آگے ہو، اس میں بیٹھنا، کسی اور کو اپنے ساتھ نہ بیٹھنے دینا۔ اور سواری کو تیزی سے دوڑا کر دارالعلوم جانے سے پہلے حضرت شیخ الہندؒ کے مکان پر لے جانا۔'' چناں چہ میں نے ایسا ہی کیا۔ جب ہم حضرت شیخ الہندؒ کے مکان پر پہنچے تو حضرت شیخ الہندؒ کی اہلیہ محترمہ نے حضرت عالی رائے پوریؒ کی آمد کا پتا چلتے ہی فوراً مردانہ بیٹھک کھلوائی۔ دیکھا کہ لوگوں کی آمد و رفت نہ ہونے کی وجہ سے بیٹھک گرد آلود ہے۔ میں نے اس کی صفائی کی اور حضرت عالی رائے پوریؒ کے بیٹھنے کا انتظام کیا۔ پتا چلا کہ جب سے حضرت شیخ الہندؒ گرفتار ہوئے ہیں، کوئی حضرت شیخ الہندؒ کے مکان پر نہیں آتا۔ حتیٰ کہ سودا سلف لانے میں بھی حضرتؒ کی اہلیہ اور صاحبزادیوں کو مشکل پیش آتی ہے۔

اراکین مدرسہ کو حضرت عالی رائے پوریؒ کے حضرت شیخ الہندؒ کے مکان پر قیام کا پتا چلا تو وہ حضرات وہاں تشریف لائے اور حضرت سے عرض کیا کہ: ''دارالعلوم تشریف لے چلیں۔'' حضرت عالی رائے پوریؒ نے فرمایا کہ: ''ہم تو کچھ دن یہیں پر قیام کریں گے۔ جس نے مشورہ کرنا ہے، یہیں اسی مکان پر کرے۔'' چناں چہ مجلس شوریٰ کا اجلاس بھی حضرت شیخ الہندؒ کے مکان پر ہوا۔ اس طرح لوگوں کے دلوں سے انگریزوں کا رعب دور ہوا۔ اور حسبِ سابق حضرت شیخ الہندؒ کے مکان پر متعلقین کی آمد و رفت شروع ہوگئی۔''(31)

www.rahimia.org

یہی وہ پس منظر ہے، جس میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ نے جامعہ ملیہ اسلامیہ کے تاسیسی اجلاس منعقدہ علی گڑھ میں دیے ہوئے اپنے خطبہ صدارت میں ارشاد فرمایا:

''اے نونہالانِ وطن! جب میں نے دیکھا کہ میرے اس درد کے غم خوار، جس سے میری ہڈیاں پگھلی جا رہی ہیں، مدرسوں اور خانقاہوں میں کم اور سکولوں اور کالجوں میں زیادہ ہیں تو میں نے اور میرے چند مخلص احباب نے ایک قدم علی گڑھ کی طرف بڑھایا۔ اور اس طرح ہم نے ہندوستان کے دو تاریخی مقاموں (دیوبند اور علی گڑھ) کا رشتہ جوڑا۔ کچھ بعید نہیں کہ بہت سے نیک نیت بزرگ میرے اس سفر پر نکتہ چینی کریں اور مجھ کو اپنے مرحوم بزرگوں کے مسلک سے منحرف بتلائیں، لیکن اہل نظر سمجھتے ہیں کہ جس قدر میں بہ ظاہر علی گڑھ کی طرف آیا ہوں، اس سے کہیں زیادہ علی گڑھ میری طرف آیا ہے۔''(32)

اس طرح حضرت شیخ الہندؒ کے سیاسی شعور نے نئے دور کے تقاضوں کے مطابق نوجوان نسل میں دین کے غلبے کی جدوجہد کا ایک نیا راستہ منتخب کیا۔ کالج کے نوجوانوں میں دینی سیاست کے غلبے کے تناظر میں آزادی اور حریت کا جذبہ بیدار کرنے کی کوشش کی۔ یہ ان حضرات کے سیاسی شعور کا ایک اہم ترین مظہر تھا، جس سے مستقبل میں غلبہ دین کی جدوجہد کا نیا زاویہ متعین ہوتا ہے۔

آنے والے دور میں ان حضرات کی نئی سیاسی حکمتِ عملی

تحریکِ ریشمی رومال کے بعد حضرت عالی رائے پوریؒ اور حضرت شیخ الہندؒ نے اپنی سیاسی بصیرت اور شعور سے کام لے کر نئے دور کے تقاضوں کے مطابق آزادی وحریت کی نئی حکمتِ عملی بنائی۔ اگر آزادی کی تحریک کی ایک حکمتِ عملی ناکام ہوجائے تو جدوجہدِ آزادی کے لیے دوسرا راستہ اختیار کیا جاتا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ پہلی حکمتِ عملی کی ناکامی کے اسباب کا جائزہ لیا جائے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ تحریکِ ریشمی رومال کی ناکامی میں غیروں کے ساتھ ساتھ اپنوں کی رجعت پسندی اور مخالفت کا بھی دخل تھا، جیسا کہ مولانا سندھیؒ کی گزشتہ عبارت میں گزرا ہے۔ اس حقیقت کا ادراک حضرت شیخ الہندؒ اور حضرت عالی رائے پوریؒ کو بھی بڑا اچھی طرح تھا۔

یہی وہ پس منظر تھا، جس وجہ سے حضرت عالی رائے پوریؒ نے یہ ضروری سمجھا کہ حضرت شیخ الہندؒ جیسے ہی مالٹا سے واپس ہندوستان تشریف لائیں تو نئے دور کے تقاضوں کے مطابق کام کو از سر نو منظم کریں۔ چناں چہ حضرت عالی رائے پوریؒ نے حضرت شیخ الہندؒ کو خطوط لکھے اور ان کو ہندوستان واپس آنے کی بابت تحریر فرمایا۔ حضرت عالی رائے پوریؒ کے خط کے جواب میں حضرت شیخ الہندؒ تحریر فرماتے ہیں:

''**كهف الغُرباء و ملاذ الضُّعفاء مدّ فُيوضكم و دامت بركاتُكم**'' (مسافروں

www.rahimia.org

کا ٹھکانہ اور کمزوروں کی پناہ گاہ، اللہ تعالیٰ آپ کے فیوض کو جاری رکھے اور آپ کی برکات کو ہمیشہ برقرار رکھے۔)

...(میں نے) اپنے خیراندیش احباب کے حکم کو ردّ کرنا کبھی پسند نہیں کیا۔ بالخصوص جس کا منشا محض ہمدردیٔ احقر ہو۔ بالخصوص جناب کا ارشاد کہ جس کا خاص اور ممتاز اثر اپنے اوپر محسوس کرتا ہوں۔ اس لیے عرض ہے کہ جناب مطمئن رہیں۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ سب کو ''نَعَمْ'' (ہاں) اور تسلیم میں جواب دوں گا۔ یہی عرض مناسب سمجھتا ہوں کہ اس ناکارہ کی نسبت اگر کوئی امر قابل استفسار آئندہ معلوم ہو تو مجھ سے دریافت کرنے کی حاجت نہیں۔ جناب کی رائے میں جو امر احقر کے مناسبِ حال ہو، وہ ان شاء اللہ مجھ کو مسلّم (تسلیم) ہوگا۔ سب احباب کو مطمئن کر دیجیے۔''(33)

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس سرہٗ جب مالٹا سے واپس آئے تو رائے پور بھی تشریف لائے اور حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کے حجرے میں کافی دیر تشریف فرما رہے۔ پھر حجرے کی شمالی دیوار کی جانب لگی کھڑکی کے سامنے کھڑے ہو کر کافی دیر باہر کی جانب دیکھتے رہے۔ اس دوران حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے حضرت شیخ الہندؒ سے تنہائی میں عرض کیا کہ:

''حضرت عالی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں آپ کے متعلق حکم دیا تھا کہ آپ مالٹا سے تشریف لائیں تو ہم آپ کا ہر طرح ساتھ دیں۔ لہٰذا ہم غلام حاضر ہیں۔ جو حکم ہو، ارشاد فرمائیں۔

حضرت شیخ الہند نے فرمایا کہ:

''میں ابھی آیا ہوں، حالات کا جائزہ لے رہا ہوں۔ جب کام شروع کروں گا تو سب سے پہلے آپ کو ساتھ لوں گا۔ یہاں سیاست کے میدان میں جو کام ہو رہا ہے، ہمارا کام اس سے بہت آگے ہے۔''(34)

اس حکمتِ عملی کے دو نکات:

الف: کالج کے نوجوانوں میں کام کرنا

حضرت شیخ الہند جب واپس ہندوستان تشریف لائے تو تحریکِ ریشمی رومال کے بعد کی صورتِ حال میں آزادی اور حریت کے لیے نئی حکمتِ عملی بناتے ہوئے آپؒ نے کالج کے نوجوانوں میں کام کرنے کو ترجیح دی۔ اس سلسلے میں آپؒ علی گڑھ تشریف لے گئے اور نیشنل یونیورسٹی (جامعہ ملیہ) کے افتتاحی خطبے میں کالج کے نوجوانوں کو صحیح قومی شعور کی جانب رہنمائی کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا:

''ہماری عظیم الشان قومیت کا اب یہ فیصلہ نہ ہونا چاہیے کہ ہم اپنے کالجوں سے بہت سستے

www.rahimia.org

داموں کے غلام پیدا کرتے رہیں، بلکہ ہمارے کالج نمونہ ہونے چاہئیں بغداد اور قرطبہ کی یونیورسٹیوں کے۔ اور ان عظیم الشان مدارس کے، جنھوں نے یورپ کو اپنا شاگرد بنایا۔ اس سے پیشتر کہ ہم اس کو اپنا استاد بناتے۔‘‘(35)

ب: برادرانِ وطن کے ساتھ مل کر قومی آزادی کی جدوجہد

اس کے لیے حضرت نے برطانوی سامراج کے خلاف برادرانِ وطن کے ساتھ مل کر قومی آزادی کی جدوجہد کو تیز کرتے ہوئے عدمِ تشدد کی حکمتِ عملی اپنائی۔ برطانوی نظام سے عدمِ تعاون اور ’’ترکِ موالات‘‘ کو بہترین راستہ قرار دیا۔ چناں چہ علمائے کرام کو اس قومی آزادی کی جدوجہد میں شریک کرنے کے لیے حضرت شیخ الہندؒ نے جمعیت العلما ہند قائم کی۔ اور اس کے تاسیسی اجلاس میں خطبہ صدارت دیتے ہوئے سیاسی جدوجہد کی اہمیت بیان کی اور اسلام کے حوالے سے مروّجہ ناقص تصور کی نفی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

’’اسلام صرف عبادت کا نام نہیں ہے، بلکہ وہ تمام مذہبی، تمدنی، اَخلاقی، سیاسی ضرورتوں کے متعلق ایک کامل اور مکمل نظام رکھتا ہے۔ جو لوگ کہ زمانۂ موجودہ کی کشمکش میں حصہ لینے سے کنارہ کرتے ہیں اور صرف حجروں میں بیٹھے رہنے کو اسلامی فرائض کی ادائیگی کے لیے کافی سمجھتے ہیں، وہ اسلام کے پاک و صاف دامن پر ایک دھبا لگاتے ہیں۔ ان کے فرائض صرف نماز، روزہ میں منحصر نہیں، بلکہ ان کے ساتھ اسلام کی عزت برقرار رکھنے اور اسلامی شوکت کی حفاظت کی ذمہ داری بھی ان پر ہے۔ وفّقنی اللّٰہ و إیّاکم لما یُحبّ و یَرضیٰ. (اللہ تعالیٰ مجھے اور تمھیں اپنے پسندیدہ کاموں کی توفیق عطا فرمائے۔)‘‘(36)

حضرت شیخ الہندؒ نے اسی خطبے کے دوسرے حصے میں علمائے کرام کے سامنے سیاسی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

’’مجھے یہ معلوم ہو کر نہایت مسرت ہوئی کہ جسمِ قوم کی روح (یعنی جماعتِ علما) نے بعض اُن سیاسی شعبوں میں پھر ایک مرتبہ اپنی زندگی کا ثبوت پیش کیا ہے۔ جن میں وہ بالکل مردہ سمجھی جاتی تھیں اور جن میں وہ اگر مردہ ثابت رہتی تو اسلامی عزت و وقار کا بالکل ہی خاتمہ تھا۔ آپ رنجیدہ نہ ہوں تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کا علم و تدین اگر اب بھی عالمِ اسلامی کے خوف ناک مصائب سے آنکھ بند رکھنے کی اجازت دیتا تو آج دنیا ہماری غیرتِ ایمانی اور شرافتِ انسانی دونوں کے بیک وقت دفن کیے جانے پر ماتم کناں ہوتی۔ اور اب بھی اگر ہم تجاویز پاس کر کے اور صرف چند ساعت کی گرمئ محفل کو اپنی تمام تقریروں اور خطبوں کا ماحصل (خلاصہ)

www.rahimia.org

سمجھ کر منتشر ہوگئے تو ہماری مثال ٹھیک اُس مریض کی سی ہوگی، جو اکسیر شفا کی تکرار زبان سے بار بار کرتا رہے، لیکن اس کا استعمال ایک دفعہ بھی نہ کرے۔"(37)

اسی طرح حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ نے جونئی سیاسی حکمتِ عملی تشکیل دی، اس کے تحت برعظیم پاک و ہند کی تمام اقوام، خاص طور پر ہندو، سکھ اور مسلمانوں کے درمیان اتفاق و اجتماع کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ ان تمام اقوام کے اجتماعی نصب العین کے تحت آزادی اور حریت کی جدوجہد کو اساسی اہمیت حاصل ہے۔

حضرت شیخ الہندؒ فرماتے ہیں:

"کچھ شبہ نہیں ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے آپ کے ہم وطن اور ہندوستان کی سب سے زیادہ کثیر تعداد قومِ ہنود کو کسی نہ کسی طریق سے آپ کے ایسے پاک مقصد کے حصول میں مؤید بنا دیا ہے۔ میں ان دونوں کے اتفاق و اجتماع کو بہت ہی مفید اور منتج (نتیجہ خیز) سمجھتا ہوں۔ ... کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ صورتِ حال اگر اس کے خلاف ہوگی تو وہ ہندوستان کی آزادی کو ناممکن بنا دے گی اور دفتری حکومت کا آہنی پنجہ روز بروز اپنی گرفت کو سخت کرتا جائے گا۔ اور اسلامی اقتدار کا اگر کوئی دھندلا سا نقش باقی رہ گیا ہے، تو وہ ہماری بداعمالیوں سے حرفِ غلط کی طرح سے صفحۂ ہستی سے مٹ کر رہ جائے گا۔ اس لیے ہندوستان کی آبادی کے یہ دونوں (ہندو مسلم) عنصر، بلکہ سکھوں کی جنگ آزما قوم کو ملا کر اگر صلح و آشتی سے رہیں گے تو سمجھ میں نہیں آتا کہ کوئی چوتھی قوم، خواہ وہ کتنی ہی بڑی طاقت ور ہو، ان اقوام کے اجتماعی نصب العین کو محض اپنے جبر و استبداد سے شکست دے سکے گی۔"(38)

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کی تیار کردہ یہ نئی سیاسی حکمتِ عملی دراصل حضرت نانوتویؒ، حضرت گنگوہیؒ جیسے اکابر اور ان کے متبعین علمائے ربانیین کے سیاسی طرزِ فکر و عمل کی پوری پوری عکاس ہے۔ خاص طور پر حضرت عالی رائے پوریؒ، جو حضرت شیخ الہندؒ کے ہم مزاج اور ہم مشرب ہیں، اُن کی سوچ اور تصور کے عین مطابق ہے۔ اسی لیے حضرت عالی رائے پوریؒ نے اپنے تمام متعلقین اور خاص طور پر اپنے جانشین حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ اور دیگر خلفا حضرت مولانا اللہ بخش بہاول نگریؒ وغیرہ کو حضرت شیخ الہندؒ کی سیاسی حکمتِ عملی کی اتباع کا حکم دیا تھا۔ ان تمام حضرات سے حضرت عالیؒ نے فرمایا تھا:

"مولانا محمود حسن کا ساتھ دیتے رہنا۔"

اور سیاسیات میں انھی سے رجوع اور مشورے کی ہدایت بھی فرمائی تھی۔

اس طرح حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ اور حضرت شیخ الہندؒ نے دین اسلام کے

www.rahimia.org

شعبۂ سیاست کے حوالے سے ایسی شعوری جدوجہد اور کوشش کی ہے، جس سے ہندوستان کی اقوام کو آزادی حاصل ہوئی اور دین اسلام کے غلبے کے مواقع پیدا ہوئے۔ آپؒ کے سیاسی نظریے اور تحریکِ ریشمی رومال کی جدوجہد نے یقیناً اس خطے کی قومی آزادی کی جدوجہد کو مثبت رُخ پر ڈالنے کے لیے بڑا بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ اس حوالے سے رائے پوری سلسلے کا سیاسی شعور بہت بلند ہے۔

حضرت عالی رائے پوریؒ؛ قافلۂ ولی اللّٰہی کے اہم ترین رہنما

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ العزیز قافلہ ولی اللّٰہی کے ان اہم ترین رہنماؤں میں سے تھے، جنھوں نے ہزارۂ دوم میں دین اسلام کی سربلندی اور خطے کے انسانوں کی آزادی اور حریت کی جدوجہد کے لیے اپنی زندگی کو وقف کر دیا۔ بلاشبہ وہ ہجری حوالے سے اس ہزارہ دوم کی ایسی زیب و زینت تھے، جنھوں نے اس پُرفتن دور میں صحیح معنوں میں خدا پرستی اور انسان دوستی کے دیپ جلائے اور انسانوں کو غلامانہ زندگی کی دلدل سے نکال کر خدائے وحدہٗ لاشریک کی بندگی کرنے کے آداب سکھائے اور انسانوں کے مابین باہمی محبت اور تعاون کو فروغ دینے کے لیے اور قومی آزادی کے حصول کے لیے لازوال جدوجہد کی۔

حضرت رائے پوریؒ کے سیاسی کام کی اہمیت؛ حضرت سندھیؒ کی نظر میں

حضرت مولانا عبدالمجید سندھیؒ تلمیذ امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ کا بیان ہے کہ:

> ''ایک مرتبہ امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ کی مجلس میں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ اور رائے پور کا تذکرہ آیا۔ حضرت رائے پوریؒ کے ذکرِ خیر پر حضرت سندھیؒ پر ایک خاص کیفیت طاری ہوگئی اور پھر انھوں نے بڑے جوش میں فرمایا:
>
> ''عام طور پر تحریکِ آزادی میں رائے پور کی سیاسی اہمیت کو لوگ پوری طرح نہیں جانتے۔ میں اس سے بہ خوبی آگاہ ہوں۔ میرا تو دل چاہتا ہے کہ تحریکِ آزادی میں رائے پور نے جو کردار ادا کیا ہے، اس پر مضامین اور کتابیں لکھوں، لیکن کیا کروں کہ حضرت اقدس ائے پوریؒ اس کو پسند نہیں کرتے تھے اور ہمیں اس کے بیان سے منع کیا ہوا تھا۔ ایک وقت آئے گا کہ دنیا رائے پور کے سیاسی کردار سے اچھی طرح آگاہ ہوگی۔'' (39)

آج غالباً وہ وقت آن پہنچا ہے کہ ان حضرات کی زندگی کے بنیادی فکر و عمل اور اس کے مختلف پہلوؤں کو اُجاگر کیا جائے، تاکہ ہمیں اپنی زندگیوں کو صحیح رُخ پر چلانے اور دین کے غلبے کے لیے کام کرنے کا روشن راستہ میسر آجائے۔

www.rahimia.org

حقیقت یہ ہے کہ ایسے انسان زمین پر اللہ تعالیٰ کی ان نشانیوں میں سے ہوتے ہیں، جو اپنے تئیں قربان ہوکر انسانوں کی صحیح خطوط پر رہنمائی کے لیے پیدا ہوتے ہیں۔ یہی لوگ انبیا علیہم السلام کے سچے وارث اور جانشین ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان حضرات کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے اور ان تمام نعمتوں سے مالا مال فرمائے، جو انبیا علیہم السلام، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، ائمہ محدثین اور علمائے ربانیین رحمہم اللہ ایسے انعام یافتہ لوگوں کو نصیب ہوئیں۔

اللّٰھمّ إھدنا الصّراط المستقیم، صراط الّذین أنعمت علیھم

غیرالمغضوب علیھم و لا الضّالین. آ مین!

یا اللہ العالمین!

☆

حوالہ جات وحواشی

1۔ حجة اللہ البالغة، از حضرت الامام شاہ ولی اللہ دھلویؒ، باب الرسوم السائرة فی النّاس. مبحث الإرتفاقات، ص:۵۱-۱۵۰،طبع مکتبہ حجاز، دیوبند۔

2۔ نقش دوام (سوانح حضرت علامہ سیّد محمد انور شاہ کشمیریؒ) از مولانا سیّد محمد انظر شاہ کشمیریؒ،ص:206،طبع: مکتبہ بنوریہ، کراچی۔

3۔ نصرت الابرار، از مولانا محمد لدھیانویؒ،ص: 13 تا 20۔طبع: مطبع صحافی، لاہور۔

4۔ سوانح حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری از مولانا سید ابوالحسن علی ندوی۔ باب 08۔ ص:144۔طبع: مکتبہ رشیدیہ، لاہور۔

5۔ دیکھئے! نصرت الابرار۔طبع: لاہور۔

6۔ مختصر روئیداد اجلاس جمعیت الانصار ۲۸-۱۳۲۷ھ، از مولانا عبیداللہ سندھیؒ، ص:26،طبع: احمدی پریس، علی گڑھ، موجود کتب خانہ دارالعلوم دیوبند، کتاب نمبر 100547۔

7۔ ''تحریکِ شیخ الہندؒ : انگریز سرکار کی زبان میں''، محفوظ ریکارڈ کا اردو ترجمہ، مرتبہ: مولانا سیّد محمد میاںؒ، ص:192، ناشر: الجمعیة بک ڈپو، قاسم جان، دہلی۔

8۔ قلمی حاشیہ ''تحریکِ شیخ الہند'' از مولانا حبیب الرحمٰن رائے پوریؒ۔

9۔ ''تحریکِ شیخ الہندؒ: انگریز سرکار کی زبان میں''، مرتبہ: مولانا سیّد محمد میاں،ص:274۔

www.rahimia.org

10۔ **الھام الرّحمٰن فی تفسیر القرآن، علٰی اصول الإمام ولی اللّٰہ دھلویؒ، من إفادات الإمام عبیداللّٰہ سندھی**، مرتبہ مولانا غلام مصطفٰی قاسمیؒ، ج:01۔ص:36-135۔طبع: حیدرآباد، سندھ۔

11۔ ''ریشمی خطوط کے کیس میں کون کیا ہے'' (اردو ترجمہ) پنجاب، 17-1916ء۔طبع باہتمام سپرنٹنڈنٹ سرکاری مطبوعات، پنجاب۔ص:80۔مطبوعہ: الجمعیۃ بک ڈپو، دہلی۔

12۔ مضمون ''تحریکِ ریشمی رومال کے سرپرستِ اعلیٰ؛ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ'' تحریر سید انور حسین نفیس رقم، مطبوعہ: ماہنامہ تذکرہ، لاہور۔

13۔ ماہنامہ ''الرشید''۔ دارالعلوم دیوبند نمبر، بابت ماہ صفرالمظفر ربیع الاوّل ۱۳۹۶ھ/ فروری مارچ 1976ء، ج: 4، شمارہ:3-2، مکتوب حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ بنام مولانا عبدالرشید ارشد، مدیر ص:36-135، طبع: جامعہ رشیدیہ ساہیوال۔

نیز دیکھئے! ''آپ بیتی''، از حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ، ج:04۔ص:27۔طبع: سہارنپور۔

14۔ نقش حیات از حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی۔ج:02۔ص:204۔مطبوعہ: عزیز پبلی کیشنز، لاہور۔

15۔ مضمون ''تحریکِ ریشمی رومال کے سرپرستِ اعلیٰ ؛ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری۔'' از قلم سید انور حسین نفیس رقم۔مطبوعہ: ماہنامہ تذکرہ، لاہور۔

16۔ ایضاً۔

17۔ ارشادات حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ۔ مرتبہ: مولانا محمد عبداللہ بھکر، ص:121، طبع: رحیمیہ مطبوعات، لاہور۔

18۔ ایضاً، ص:190۔

19۔ ایضاً، ص:131۔

20۔ ایضاً، ص:174۔

21۔ ایضاً، ص:121۔

22۔ ایضاً، ص:173۔

23۔ ایضاً، ص:178۔

24۔ ایضاً، ص:25-224۔

25۔ ایضاً، ص:207۔

26۔ ایضاً، ص:144۔

27۔ ایضاً، ص:123۔

28۔ ایضاً، ص:131۔

29۔ ایضاً، ص:132۔

30۔ مجالس حضرت شاہ عبدالقادر رئے پوری قدس سرہٗ۔ص:79-78۔مجلس مؤرخہ 8/اگست 1946ء۔ بمقام رائے پور۔طبع: لاہور۔

www.rahimia.org

31۔ روایت حضرت مستری احمد حسنؒ۔ نیز دیکھئے! مضمون ''تحریکِ ریشمی رومال کے سرپرستِ اعلیٰ؛ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری۔'' تحریر سید انور حسین نفیس رقم۔ مطبوعہ: ماہنامہ تذکرہ، لاہور۔
حضرت مستری احمد حسن صاحبؒ حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کے خاص مسترشدین میں سے تھے۔ تحریکِ ریشمی رومال کے سلسلے میں دہرہ دون میں ہندوستان کے سرکاری سروے آفس میں ملازم تھے۔ ان کے پاس سروے آفس کی چابیاں ہوتی تھیں۔ تحریک کے سلسلے میں ملک بھر کے نقشوں کی نقولات فراہم کرنے میں ان کا بڑا اہم کردار رہا ہے۔ حضرت مستری احمد حسنؒ کی پیدائش یکم رجنوری 1886ء کی ہے۔ آپؒ کے والدِ گرامی کا نام معراج الدین تھا۔ ایک طویل عرصے تک آپؒ نے سروے آف انڈیا میں ملازمت کی۔ آپؒ کا انتقال 5رمئی 1977ء کو دہرہ دون میں ہوا۔ آپؒ کے پاس حضرت عالی رائے پوریؒ کے بہت سے تبرکات بھی موجود ہیں، جو آج بھی ان کی اولاد کے پاس محفوظ ہیں۔ راقم سطور نے حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کی معیت میں حضرت مستری صاحبؒ کے پوتے محمود حسن کے پاس موجود ان تبرکات کی زیارت کی ہے۔

32۔ ''شیخ الہند مولانا محمود حسن؛ ایک سیاسی مطالعہ''، از ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہان پوری، خطبہ صدارت شیخ الہند، تاسیسی اجلاس جامعہ ملیہ اسلامیہ، منعقدہ علی گڑھ، ص:138، مطبوعہ: شیخ الہند اکیڈمی، کراچی۔

33۔ ایضاً، ص125۔

34۔ ارشادات حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، ص:106، عرضِ مرتب از مولانا محمد عبداللہ بھکر، طبع: رحیمیہ مطبوعات لاہور۔ نیز دیکھئے مضمون ''تحریک ریشمی رومال کے سرپرستِ اعلیٰ'' از قلم سید نفیس الحسینی۔ مطبوعہ: ماہنامہ ''تذکرہ''، لاہور۔

35۔ ''شیخ الہند مولانا محمود حسن؛ ایک سیاسی مطالعہ''، از ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہان پوری، خطبہ حضرت شیخ الہندؒ، ص:139، طبع: کراچی۔

36۔ ایضاً۔ ص:158۔

37۔ ایضاً۔ ص:161۔

38۔ ایضاً۔ ص:162۔

39۔ روایت حضرت مولانا عبدالمجید سندھیؒ، تلمیذ امامِ انقلاب، المتوفی رمضان ۱۴۱۷ھ، متوطن کندھ کوٹ، ضلع جیکب آباد، سندھ۔

☆

پانچواں باب

مکاتیبِ قرآنیہ کے فروغ کی تحریک

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کی شخصیت بلاشبہ جامعیت کا مرقع تھی۔ تزکیۂ نفوس، تعمیر باطن اور برعظیم پاک و ہند کی قومی آزادی کے حوالے سے آپؒ کی زندگی کے چند پہلو گزشتہ ابواب میں بیان کیے جاچکے ہیں۔

دین کے دوسرے شعبہ جات کے حوالے سے آپؒ کی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپؒ شریعت کے انتہائی متبحر اور جید عالم تھے۔ علومِ دینیہ کے تمام اَساسی اور فروعی مسائل پر آپؒ بڑی دقیق اور گہری نظر رکھتے تھے۔ نہ صرف یہ کہ دینی مسائل کا گہرا شعور اور فہم آپؒ کو حاصل تھا، بلکہ اہم تر بات یہ ہے کہ ملکی معاشرے کے انفرادی اور اجتماعی مسائل کو بھی صحیح تناظر میں بڑی اچھی طرح سمجھتے تھے۔ اور دینی علوم کی ترویج و اشاعت اور صحیح فکروعمل کے پھیلاؤ کے حوالے سے جس قسم کے بنیادی معاشرتی حقائق، علاقائی خصوصیات اور معروضی مسائل کا سامنا ہوا کرتا ہے، ان پر بھی آپؒ کی گہری نظر تھی۔ ان مسائل کا حل ہمیشہ آپؒ کے پیش نظر رہا ہے۔

آپؒ کی زندگی کا مطالعہ یہ بھی واضح کرتا ہے کہ مدارس اور دیگر اجتماعی اداروں میں پیدا شدہ مسائل کو صحیح تناظر میں حل کرنے کے لیے جس دوراندیشی اور حکمتِ عملی کی ضرورت ہوتی ہے، آپؒ اس سے بھی بہرہ ور تھے اور اداروں کے مسائل کے مختلف پہلو ہمیشہ آپؒ کی نظر میں رہتے تھے۔ بڑے بڑے مدارس کی سرپرستی اور نگرانی کرتے ہوئے بعض انتہائی نازک مواقع پر آپؒ نے حسن تدبیر اور عملی بصیرت کا جس طرح مظاہرہ فرمایا، اس سے آپؒ کی انتظامی مہارت اور قائدانہ سلیقہ مندی کا اظہار ہوتا ہے۔

اس پس منظر میں آپؒ نے اپنے شیخ قطبِ عالم حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ کے حکم پر دارالعلوم دیوبند، مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور ایسے بڑے اداروں کی سرپرستی اور نگرانی فرمائی اور اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر کچھ اس انداز سے مسائل حل فرمائے کہ سب حضرات کو آپؒ کی عظمت کا اعتراف کرنا پڑا۔ پھر ثمرۃ التربیت اور جمعیت الانصار ایسے ادارے جن میں فضلائے دارالعلوم کی خصوصی تربیت کا نظم قائم کیا گیا تھا، ان کے اہم معاملات میں آپؒ کی بھرپور شرکت اور مشاورت رہی۔ دہلی کے

www.rahimia.org

دارالحکومت بن جانے کے بعد جب نئی حکمتِ عملی کے تحت دہلی میں نظارۃ المعارف القرآنیہ قائم کیا گیا، جس میں جدید و قدیم تعلیم یافتہ حضرات کی تربیت مقصود تھی، اس سلسلے میں بھی آپؒ کے مشورے اور رہنمائی نے بنیادی کردار ادا کیا۔ چناں چہ ان ایام میں حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کا بار بار دیوبند سے رائے پور آکر باہم مشاورت فرمانا اسی سلسلے میں تھا۔

ان اداروں کی تمام تر جدوجہد کا بنیادی محور یہ تھا کہ آزادی اور حریت کی قومی تحریک کے لیے ایسے افراد تیار کیے جائیں، جو اعلیٰ علمی، دینی اور فکری صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ قومی رہنمائی کا کردار حسن و خوبی سے سرانجام دیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دارالعلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارن پور ایسے بڑے اداروں نے اپنے پہلے پچاس سالہ دور میں ایسے افراد تیار کیے، جو ایک طرف بلا شبہ علم کے پہاڑ، اعلیٰ ذہنی اور فکری صلاحیتوں کے مالک تھے تو دوسری طرف قومی جدوجہدِ آزادی کے صفِ اوّل کے رہنما اور رہبر تھے۔

ان حضرات علمائے ربانی نے زوال کے دور میں نہ صرف یہ کہ دین اسلام کے پورے علمی اور فکری اثاثے کو صحیح تر شکل میں محفوظ رکھا، بلکہ اس کی بنیاد پر معاشرے کی قومی تشکیل نو کے لیے دینی حوالے سے جس بھرپور قومی شعور کی ضرورت تھی، اس کو بروئے عمل لاکر انگریز سامراج کے خلاف بھرپور جدوجہد کی اور آزادی کے حصول کے لیے انتہائی جان دار تحریکات چلائیں۔

حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ اور حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کے مشائخ کا شروع کیا ہوا یہ بنیادی کام اپنے پہلے پچاس سالہ دور میں اہم نتائج دے چکا تھا اور ایسے جامع الصفات علمائے کرام اور قومی رہنماؤں کی تربیت یافتہ جماعت تیار ہوچکی تھی۔ اگلے مرحلے میں قومی اور ملّی ضرورتوں کا منظر نامہ اگلے قدم کا متقاضی تھا کہ نئی حکمتِ عملی کے تحت دینی فکر کے عمومی پھیلاؤ کی جدوجہد اور کوشش کی جائے۔ اس حکمتِ عملی کے تحت عام آدمی میں قرآنی تعلیمات سے محبت اور تعلق پیدا کیا جائے اور اس کے ساتھ ہی قومی آزادی کا شعور بھی ان کے دلوں میں جاگزیں کردیا جائے۔

چوں کہ انگریز سامراج نے اپنے غاصبانہ تسلط کے دوران مسلمانوں کو معاشی بدحالی میں مبتلا کرنے اور ان میں ذہنی پس ماندگی اور جہالت پیدا کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی، بالخصوص ان علاقوں میں جہاں مسلمان اپنی قومی حکومتوں کے دور میں بڑی شان دار تاریخ اور ماضی رکھتے تھے۔

ان حالات میں ہنگامی بنیادوں پر اس چیز کی ضرورت تھی کہ عام لوگوں کی دینی تعلیم و تربیت کے لیے طویل نصاب کی بجائے بنیادی تعلیم کے حوالے سے قرآن کریم کی تعلیمات کو عام کیا جائے۔ قرآن کریم کے ساتھ لوگوں کا تعلق اس قدر مضبوط اور گہرا ہوجائے اور اس کی تعلیم ہر ہر بستی میں اس قدر عام ہوجائے کہ اس کے مقابلے پر کوئی دوسرا مشن اور نظریہ چل نہ سکے اور فکری پراگندہ خیالی کا سبب نہ بن پائے۔

www.rahimia.org

اس حکمتِ عملی کے پیشِ نظر حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ اور حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ وغیرہ حضرات نے قرآنی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے دو جہتوں پر بڑی تیزی کے ساتھ عمل کیا:

1۔ ایک تو یہ کیا گیا کہ جس شہر میں کوئی عالم موجود ہے، وہاں صبح فجر کی نماز کے بعد اور شام کو مغرب یا عشا کی نماز کے بعد حلقہ ہائے درسِ قرآن قائم کیے جائیں۔

2۔ دوسرے یہ کہ ہر ہر بستی میں قرآنی تعلیم کے مکاتیب و مدارس قائم کر کے حفظ و ناظرہ اور بنیادی اسلامی تعلیمات کو عام کر دیا جائے۔

حلقہ ہائے درس قرآن کریم کا آغاز

امام شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ نے ہندوستان میں سب سے پہلا فارسی ترجمہ قرآن کریم کر کے قرآنی مطالب اور مفاہیم کو عام کر دیا تھا۔ پھر آپؒ کے صاحبزادگان حضرت شاہ رفیع الدین دہلویؒ اور حضرت شاہ عبدالقادر دہلویؒ نے اُردو زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ کر کے تمام لوگوں کے لیے اس سے استفادہ کرنا ممکن بنا دیا۔ خانوادۂ ولی اللّٰہی نے ایک طرف تو تراجم قرآن کے ذریعے دینی فکر کو عام کیا۔ دوسری طرف مساجد میں درس قرآن دینے کا آغاز بھی انھیں حضرات کے زمانے سے ہوجاتا ہے۔ اگرچہ اس وقت اس کا عمومی رواج نہ ہوا تھا۔

مساجد میں حلقہ ہائے درسِ قرآن کریم کا عمومی رواج اس وقت ہوا جب دارالعلوم دیوبند کے فضلا اور علما کی تربیت کے لیے ثمرۃ التربیت اور جمعیت الانصار جیسے ادارے وجود میں آئے۔ چناں چہ ان اداروں میں تربیت دے کر علمائے کرام کو تبلیغ کے لیے بھیجا جاتا تھا اور عام مسلمانوں میں دین کی پختگی پیدا کرنے کے لیے درس قرآن کریم کے حلقہ جات کو بڑی اہمیت دی جاتی تھی۔

اس کام کو مزید وسعت اس وقت ملی جب دہلی میں ’’نظارۃ المعارف القرآنیہ‘‘ نے اپنے مختصر دور میں ایسے علما کی تربیت کی جنھوں نے منفرد اسلوب میں قرآن کریم کے دروس کا سلسلہ شروع کیا۔ مولانا عبید اللہ سندھی قدس سرہٗ نے علما کو اس نہج پر مطالعہ قرآن کا شوق دلایا کہ آج اس دور میں ہم قرآنی مطالب اور مفاہیم سے کس طرح مستفید ہوسکتے ہیں۔ ہمارے گردوپیش بے شمار انفرادی اور اجتماعی مسائل موجود ہیں۔ قرآن حکیم اس حوالے سے ہماری کس طرح رہنمائی کرتا ہے۔ بالخصوص قومی اور اجتماعی مسائل کے حل کے لیے قرآن حکیم کیا پروگرام پیش کرتا ہے۔ اس طرح کے اہم ترین سوالات کے جوابات قرآن حکیم سے لیے جائیں۔ مسائل پر سوچنا اور فکر و تدبر کر کے قرآن کریم کی روشنی میں اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کی تشکیلِ نو کرنا اسی وقت ممکن ہے جب کہ صحیح تناظر میں غور و فکر کر کے سلف کے طریقۂ کار کے مطابق قرآن کریم کے پیغام کو سمجھا جائے۔

www.rahimia.org

اس منفرد تفسیری اسلوب کے پیچھے جو دماغ کام کررہا تھا، وہ حضرت اقدس شیخ الہند قدس سرہٗ اور حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کا تھا۔ ان دونوں حضرات کی باہم مشاورت سے یہ تمام ادارے وجود میں آئے تھے اور کام کررہے تھے۔ یوں دروس قرآن کے حلقہ جات کی سرپرستی اور نگرانی کا کام ان حضرات مشائخ نے بڑی خوبی سے سرانجام دیا۔ چناں چہ ہم دیکھتے ہیں کہ ''نظارۃ المعارف القرآنیہ'' کے تربیت یافتہ حضرات نے ملک کے مختلف علاقوں میں درس قرآن کے حلقہ جات قائم کیے۔ سندھ، پنجاب اور یوپی وغیرہ کے مختلف علاقوں میں مساجد کے ائمہ کے ذریعے اس بات کو یقینی بنانے کی کوشش کی گئی کہ وہ فجر کی نماز کے بعد یا عشا کے بعد درس قرآن ضرور دیا کریں۔

اسی سلسلے میں حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کا حلقہ درس قرآن شیرانوالہ گیٹ لاہور میں قائم ہوا، جو شہرت کے بامِ عروج پر پہنچا۔ ہزاروں لاکھوں لوگوں نے اس سے استفادہ کیا۔ اسی طرح حضرت مولانا خواجہ عبدالحئی فاروقیؒ کا حلقہ درس قرآن دہلی میں بھی کام کرتا رہا۔ پھر لاہور میں آسٹریلیا بلڈنگ سے ''درس قرآن'' کے نام سے طبع بھی ہوتا رہا۔ اسی طریقۂ کار پر ان حضرات کے تربیت یافتہ دیگر حضرات نے بھی حلقہ ہائے درس قرآن قائم کیے، جن سے ایک مخلوق سیراب ہوئی۔

درسِ قرآن کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ اس کے ذریعے عمومی ذہن کو اپنے بنیادی دینی فکر سے متعارف کرایا جائے اور عام لوگوں میں قرآن سے تعلق اور محبت پیدا کردی جائے۔ نیز اپنے معاشرے کے اجتماعی اور انفرادی مسائل کو زیرِ بحث لاکر قرآن کریم کی روشنی میں انھیں حل کرنے کا شوق پیدا ہو۔ پھر قرآن کریم جس طرح قومی آزادی کا جذبہ اور شعور پیدا کرتا ہے، وہ بھی اپنی جگہ انتہائی اہم ہے۔ غلامی کے دور میں قوم کی صحیح لائحۂ عمل کی جانب رہنمائی کرنا اور آزادی اور حریت کے جذبے کو فروغ دینا بڑا ضروری ہوجاتا ہے۔ اس حوالے سے یہ ساری تحریک بڑے مفید نتائج کی حامل قرار پائی ہے۔

حلقہ ہائے درس قرآن کے ذریعہ قرآنی علوم کو عام فہم انداز میں بیان کرنے کے لیے ضروری تھا کہ عام لوگوں میں بولی جانے والی اردو زبان جس نئے اسلوب اور نہج پر ڈھل چکی ہے، قرآن کریم کا ترجمہ اسی اسلوب میں کیا جائے۔ لیکن یہ کام اس طرح ہو کہ قرآن کریم کے معجزانہ الفاظ اور معانی کی جامعیت اور صحت میں کوئی فرق نہ پڑے۔ ایسا ترجمہ ہو جو لفظی اور معنوی اغلاط سے قطعاً پاک ہو، تاکہ قرآن پاک کے حقیقی مقاصد، مفاہیم اور تقاضے زیادہ واضح اور صحیح شکل میں سامنے آئیں۔ اس کے لیے حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ نے حضرت اقدس شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس سرہٗ سے نہایت اصرار کے ساتھ قرآن حکیم کا ایسا جامع ترجمہ کرنے کا فرمایا۔ چناں چہ حضرت شیخ الہندؒ کا ترجمہ اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے کیا گیا تھا۔ اس کی تفصیلات باب دوم میں بیان کی جاچکی ہیں۔

www.rahimia.org

ابتدائی مدارسِ دینیہ و مکاتیبِ قرآنیہ کا اجرا

معاشرے کے ذہین اور اعلیٰ علمی استعداد رکھنے والے لوگوں کی تعلیم و تربیت کے لیے دارالعلوم دیوبند اور مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور ایسے بڑے مدارس قائم کیے گئے اور جدید و قدیم تعلیم یافتہ حضرات کی قرآن کی اجتماعی اصولوں پر علمی اور فکری تربیت کے لیے ''نظارۃ المعارف القرآنیہ'' دہلی اور ''بیت الحکمت'' جیسے ادارے قائم کیے گئے، جنھوں نے بلاشبہ پورے ملک میں ایک معتد بہ تعداد ایسے افراد کی تیار کردی جس نے آگے چل کر ملک وقوم کی قومی اور ملّی خدمات بڑے احسن طریقے سے سرانجام دیں۔

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ ان اداروں کے سرپرست رہے اور ان اداروں کے داخلی انتظامی و تعلیمی مسائل میں آپ کی رہنمایانہ صلاحیتوں کا بڑا کردار رہا، لیکن آپؒ کی متواضع طبیعت نے کبھی اس کا اظہار نہ ہونے دیا۔ اس کے بعد اس بات کی بڑی شدت سے ضرورت تھی کہ ملک بھر میں بالعموم اور پس ماندہ علاقوں میں بالخصوص بچوں کی دینی تعلیم و تربیت کے لیے ابتدائی مکاتیبِ دینیہ و مدارسِ قرآنیہ کا اہتمام کیا جائے۔ بچوں میں ابتدا سے ہی قرآن کریم اور اس کے علوم و افکار سے محبت پیدا کردی جائے۔ بنیادی اصولِ اسلام اور ان کے عملی تقاضے خوب پختہ ہوجائیں اور تربیت کے دوران ان کی عزتِ نفس کو اس طرح جلا بخشی جائے کہ قومی آزادی و حریت کا جذبہ ان میں بیدار ہوجائے۔

چناں چہ حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ نے اس اہم تقاضے کو پیش نظر رکھ کر سب سے پہلے ''رائے پور'' میں ایک بہترین اور مثالی مکتب قائم فرمایا اور بنفس نفیس ابتدائی دو تین سال اس مکتب میں بچوں کو پڑھایا اور ان کی تربیت فرمائی۔ شاگردوں کی ایک کھیپ تیار کر کے رائے پور کے گردونواح میں ''دون'' کے دیہات میں مکاتیب قرآنیہ کا اجرا فرمایا۔ سہارن پور اور دہرہ دون کے پس ماندہ ترین علاقوں میں ان مکاتیب و مدارس کے ذریعے قرآنی تعلیمات کو بڑے وسیع پیمانے پر عام کیا گیا۔ اسی طرح مشرقی پنجاب میں ضلع کرنال اور لدھیانہ کے گردونواح کی بستیوں میں مکاتیب قائم کیے گئے۔ اور پھر دور افتادہ علاقہ ریاست بہاول پور کے تقریباً ہر بڑے شہر اور دیہات میں حضرت اقدس رائے پوریؒ نے خود اور آپؒ کے متعلقین نے مدارس و مکاتیب جاری کیے۔ قرانی تعلیمات سے عام لوگوں کو مستفید کیا اور بچوں کی ابتدائی تربیت کا ایک منظّم نظام قائم کیا گیا۔

رائے پور کا مثالی مکتب

حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کو قرآن کریم سے بہت عشق اور تعلق تھا۔ اس کی نشرواشاعت اور تعلیم و تعلّم میں آپؒ کو بہت زیادہ دلچسپی تھی۔ تمام علومِ دینیہ میں چوں کہ قرآن کریم اصلِ

www.rahimia.org

دین ہے اور تمام علوم و افکار کا سرچشمہ ہے اور انسانی زندگی کی تہذیب وتشکیل نو میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے، اس لیے آپؒ کو اس کا بہت زیادہ شغف رہا کہ بچوں میں ابتدائی زندگی سے ہی قرآن پاک سے محبت وتعلق پیدا ہو اور ہر جگہ اس کی تعلیم کا بندوبست ہونا چاہیے۔ اس سلسلے کے جو مکاتیب قرآن آپؒ نے جاری فرمائے، ان کا مرکز رائے پور کا مدرسۂ قرآن تھا، جس کا نام ''مدرسۂ فیضِ ہدایت درگلزارِ رحیمی'' مشہور ہوا۔ یہ مدرسہ بلاشبہ اپنے حسن تدبیر اور بچوں کی تربیت کے حوالے سے مثالی حیثیت رکھتا تھا۔ چناں چہ حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھیؒ تحریر فرماتے ہیں:

''آپؒ سنتِ نبویہ ﷺ کے عاشق تھے اور تعلیم قرآن مجید سے بالخصوص مانوس تھے کہ تمام علومِ دینیہ میں دین کی اصل یہی ہے اور عام طور پر اس کی طرف توجہات قلیل ہو جانے سے آپؒ کی توجہ اس طرف اور زیادہ بڑھ گئی تھی کہ جگہ جگہ مکاتیبِ قرآنیہ جاری کرنے کے آپؒ حریص تھے۔ بچوں کو صحیح و صاف سادہ لہجے میں قرآن مجید پڑھتا ہوا دیکھ کر آپؒ بہت خوش ہوا کرتے تھے۔'' (1)

خانقاہِ رائے پور میں مثالی مدرسہ فیض ہدایت

حضرت عالی رائے پوری قدس سرہٗ کے اپنی خانقاہ گلزارِ رحیمی میں قائم کردہ مدرسہ فیض ہدایت کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ مزید تحریر فرماتے ہیں:

''خود آپؒ کے باغ (گلزارِ رحیمی رائے پور) میں بھی ایک مدرسہ تھا۔ جو توکل کا مجسمہ تھا کہ نہ کوئی جائیداد اس کے لیے وقف تھی۔ نہ کہیں سے چندہ مقرر تھا، بلکہ حاضر ہونے والے مخلصین میں کوئی اہل مال یا خوش حال حاضر ہوتے تو ان کے سامنے مدرسے کا تذکرہ کرنا بھی آپؒ کو گراں گزرتا تھا۔ کہ یہ تذکرہ بھی ایک قسم کا سوال ہے اور مخلوق پر اپنی حاجت کا پیش کرنا یا اس میں کسی قسم کی ان سے مدد چاہنا۔ یہ آپؒ کی طبعی غیرت کو گوارا نہ تھا۔ بہ ایں ظاہری بے سروسامانی کے، بستی کا یا باہر کا، جو بچہ بھی پڑھنے کے خیال سے آتا، وہ بہ شوق و رغبت لیا جاتا اور اس کو اپنا محسن سمجھ کر محبت وشفقت کے ساتھ فوراً داخل کرلیا جاتا تھا۔....

تمام طلبا عموماً گاؤں کے باشندے تھے۔ جن کی گزران سادہ اور جفاکشی طبعی عادت تھی۔ اس لیے حضرتؒ کو اس کا لحاظ بھی زیادہ تھا کہ طلبا کاہل نہ بنیں۔ لہٰذا ان کی اور مدرسے کی تمام ضروریات کا بار (بوجھ) خود انھی پر تھا کہ چند طلبا کے متعلق روٹی پکانا تھی۔ اور وہ مدرسے سے چھٹی ملتے ہی سارے مدرسے کے طلبا کی روٹیاں پکایا کرتے۔ اور چند طلبا کے ذمے پانی لانا تھا کہ وہ وقت آتے ہی گھڑے لے کر نہر پر جاتے اور جس قدر پانی کی مدرسے کے تمام طلبا کو

www.rahimia.org

ضرورت ہوتی، وہ گھڑے اور مٹکے لبریز کر دیا کرتے۔ مسجد کا سقایہ بھی وہ ہی بھرتے اور جنگل سے خود لکڑی کاٹ کر، یا چُن کر بھی طلبا ہی لاتے تھے۔....

غرض! ضروریاتِ بشریہ کا کوئی کام ایسا نہ تھا جو اُن سے نہ لیا جاتا ہو۔ اس طرح ان میں کاہلی (اور سستی) نہ آنے پاتی تھی۔ اور نہ ان میں وہ مادہ پیدا ہوتا تھا، جس کی وجہ سے آئندہ اپنی ضروریات پورا کرنے میں ان کو شرم محسوس ہو یا کسی کام کو خلافِ شان سمجھیں۔.....

صبح صادق سے ڈھائی گھنٹہ قبل آخر شب میں سب کو جگا دیا جاتا تھا۔ اور وہی وقت ان بچوں کے اپنا سبق یاد کرنے کا ہوتا تھا۔ چار چار پانچ پانچ طلبا دائرہ بنا کر ایک چراغ بیچ میں رکھ کر تھوڑے تھوڑے فاصلے پر بیٹھ جاتے۔ اور دن میں پڑھا ہوا سبق یاد کر کے اٹھا کرتے تھے۔ اس طرح بچپن ہی سے ان کو آخر شب میں اٹھنے کی عادت ہو جاتی تھی۔ ..... یہ چند منٹ جس میں معدہ بھی صاف اور ہلکا ہوتا ہے اور یکسوئی بھی بدرجہ کمال تھی، وہ دن کے چند گھنٹوں سے بڑھ کر حفظ میں مدد دیتے اور صبح کو سبق ایسا فرفر سنانے تھے کہ تمام دن رٹنے والا بھی ایسا نہیں سنا سکتا۔'' (2)

رائے پور کے اس مثالی مکتب میں قرآن شریف کے حفظ و ناظرے کے ساتھ ساتھ اس کا نظم بھی تھا کہ بچوں کو دیگر بنیادی اور عملی زندگی میں کام آنے والے علوم پڑھا دیے جائیں۔ چناں چہ بنیادی ''اصولِ اسلام'' اور ''تعلیم الاسلام'' (تصانیف حضرت مفتی کفایت اللہ دہلویؒ) یاد کرائی جاتی تھیں۔ اُردو، ریاضی اور معاشرتی علوم کی ضروری تعلیم دی جاتی تھی، تاکہ آئندہ زندگی میں جاہل مطلق نہ رہیں، بلکہ معاشی زندگی میں اپنے پاؤں پر کھڑا رہنا سیکھیں۔ اور کسی کے محتاج بن کر نہ رہیں۔ چناں چہ مولانا میرٹھیؒ لکھتے ہیں:

''قرآن شریف کے ساتھ اردو کی دینیات اور نماز روزہ کے مسائلِ ضروریہ کے رسائل بچوں کو پڑھائے جاتے۔ تختی لکھوائی جاتی۔ حساب کتاب سکھایا جاتا اور اس قابل بنا دیا جاتا تھا کہ مدرسے سے جا کر اپنی کھیتی وغیرہ وسائل معاش کے کام میں لگیں۔ مگر جنگلی بن کر نہیں، بلکہ آدمی اور ولی بن کر لگیں۔ کہ دین کا کوئی پہلو کمزور نہ ہو اور ان کی سادہ راحت کی گزران میں نقصان نہ آوے۔'' (3)

اس مکتب میں دینی تعلیم وتعلّم کے اس مذکورہ بالا نصاب کے علاوہ اَخلاقِ حسنہ پیدا کرنے کے لیے بھی تربیت کا بڑا اہتمام تھا۔ بلند انسانی اَخلاق مثلاً خدمتِ انسانیت، مخلوقِ خدا پر شفقت، قومی حریت اور صبر و استقامت وغیرہ بچوں میں پیدا کیے جاتے تھے۔ چناں چہ مولانا میرٹھیؒ لکھتے ہیں:

''مکتب کیا تھا، نائبِ رسول، جامعِ شریعت و طریقت شیخ کی خانقاہ تھی۔ جس میں کچی

www.rahimia.org

لکڑیوں (یعنی نونہال بچوں) کو بہ آسانی سیدھا کیا جاتا تھا اور اُن اَخلاقِ حسنہ کو ان کی عادت اور خُو بنا کر دلوں میں رچایا جاتا تھا، جو بڑے ہو کر برسوں کے مجاہدے سے بھی حاصل نہیں ہوسکتیں۔ ایثار و شفقت علی الخلق کا ان بچوں میں ایک خاص مضمون ہوتا تھا اور قناعت و صبر و استقامت کا ایک مخصوص رنگ ان میں پایا جاتا تھا۔‘‘(4)

رائے پور کے گردونواح میں مکاتیبِ قرآنیہ کا اجرا

رائے پور کے مکتب اور مدرسے کی طرز پر حضرت عالی رائے پوریؒ نے گردونواح میں بھی مکاتیبِ قرآنیہ جاری فرمائے۔ چناں چہ ’’دُون‘‘ کے دیہات میں جہاں اکثر گوجر برادری کے لوگ پس ماندہ حالت میں زندگی بسر کرتے تھے، جہالت اور بے دینی ان میں عام تھی۔ دنیا کا شعور بھی ان میں نہ تھا اور دین سے تو بالکل کورے تھے۔ اسی طرح دیگر برادریوں کی حالت اگرچہ دنیاوی اعتبار سے نسبتاً بہتر تھی، لیکن دین سے بے خبری اور جہالت عام تھی۔ راجپوتوں کے گاؤں کے گاؤں عقل و شعور اور دین و اَخلاق سے بالکل عاری تھے۔ بے جا اور فضول رسومات نے انھیں گھیر رکھا تھا۔

ان حالات میں حضرت اقدس رائے پوریؒ نے رائے پور کے مکتب کی طرز پر ہر بڑے گاؤں اور قصبے میں مکتبِ قرآن قائم فرمایا اور اپنے شاگردوں میں سے ایک کو اس جگہ مقرر کردیا، یا ان حفاظ اور قرا کو مدرّس مقرر کیا گیا، جو رائے پور مکتب میں تربیت حاصل کر لیتے تھے۔ پھر ان مدارس اور مکاتیب کی نگرانی نظم و تعلیم و تربیت کو ملاحظہ فرمانے اور متعلقین کی تربیت کے لیے حضرت اقدس رائے پوریؒ خود ان علاقوں کا سفر فرماتے تھے۔ چناں چہ گوجروں کے علاقہ میں گھگھرولی، لودھی پور، دُمجھیڑہ، چلکانہ وغیرہ میں آپؒ کے بہ کثرت اسفار ہوئے اور اس علاقے میں مکاتیبِ قرآنیہ کا اجرا ہوا۔

اس کے علاقے بھر میں بڑے اچھے اثرات مرتب ہوئے۔ وہ لوگ کہ لوٹ مار، قتل و غارت گری اور بات بات پر لڑنا مرنا جن کا شیوہ تھا، ان مکاتیب و مدارس کے ذریعے ان میں دینی تعلیم پھیلی اور وہ سچے اور کھرے انسان بن گئے۔ اسی طرح جن بے جا رَسومات اور فضول کاموں میں یہ لوگ لگے ہوئے تھے، ان سے ہٹ کر قومی آزادی کا شعور اور اپنی دینی اور دنیاوی فلاح کا جذبہ ان میں پیدا ہوا۔ ان مکاتیب کے ذریعے سے تربیت یافتہ نسلِ نو میدانِ عمل میں آئی تو ان علاقوں کا نقشہ ہی بدل گیا۔ ان لوگوں میں جہاں دین کا جذبہ کُوٹ کُوٹ کر بھرا گیا تھا، وہاں قومی آزادی کا شعور بھی بڑا پختہ تھا۔ اپنے ووٹ کی قدر و قیمت سے ان کو بھرپور آگاہی تھی، بلکہ سیاست کے حوالے سے ان کے پختہ شعور کا عالم یہ تھا کہ رجعت پسند اور فرقہ پرست قوتوں کے ہاتھوں میں یہ لوگ استعمال نہیں ہوئے اور قومی آزادی کے حقیقی رہنماؤں اور علمائے حقہ کی جماعت کے وارث حضرات کو ہی اپنا مقتدر اور رہبر تسلیم کیا۔ اور 1936ء اور پھر 1946ء کے

www.rahimia.org

الیکشن میں انھوں نے اپنے ووٹ کا صحیح استعمال کر کے اپنے میں سے ایسے نمائندے کو منتخب کیا، جس کا تعلق قومی سیاست کی نمائندہ جماعت کے ساتھ تھا۔

چناں چہ اس علاقے میں 1946ء کی یوپی اسمبلی کے ایم ایل اے جناب حضرت مولانا زاہد حسنؒ نے 1987ء میں راقم الحروف سے خود بیان فرمایا:

”ہماری گوجروں کی آبادیاں، گاؤں کے گاؤں نہ صرف یہ کہ دینی تعلیم سے بے بہرہ تھے، بلکہ دنیاوی فلاح و بہبود کے شعور سے بھی عاری تھیں۔ یہ پورا علاقہ جہالت اور پس ماندگی میں مبتلا تھا۔ فضول رسومات اور بے کار کاموں میں ہمارے دن رات بسر ہوتے تھے۔

حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہٗ کی ذاتِ والا صفات نے جس طرح توجہ اور محنت سے ہمارے علاقے میں مکاتیبِ قرآنیہ قائم فرمائے اور پھر ہماری ظاہری اور باطنی حالت پر توجہ فرما کر جس اچھے انداز میں ہماری تربیت فرمائی، اس کے یہ اثرات ہیں کہ آج ہم میں کسی نہ کسی درجے میں دین سے آگاہی ہے۔ اچھے اخلاق اور قومی سیاست کا شعور پیدا ہوا ہے۔ یہ سب رائے پور کا فیضان ہے کہ آج ہمارے علاقے میں دینی مزاج موجود ہے۔ اور اپنی سیاسی اور معاشی حالت بدلنے کا جذبہ موجود ہے۔

اگر حضرت اقدس رائے پوریؒ اور پھر ان کے جانشین حضرات کی سرپرستی، تربیت اور شفقت نہ ہوتی تو میرے جیسا عام آدمی علمائے حق کی جانب سے الیکشن میں کسی طور پر علاقے کا نمائندہ نہ منتخب ہو پاتا۔ اور قومی سیاست میں ہمارا کوئی کردار نہ ہوتا۔ ہماری قوم آج بھی انھی حضرات مشائخ رائے پور کے فیضان کی طالب ہے۔ ہمارا دینی مرکز آج بھی رائے پور ہی ہے کہ ہمیں جو کچھ ملا، اسی جگہ سے ملا۔“ (5)

حقیقت یہ ہے کہ اس پورے علاقے میں صحیح دینی مزاج پیدا کرنے اور قومی شعور کو بیدار کرنے میں خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کا بڑا بنیادی کردار ہے، جس کے اثرات آج بھی علاقے بھر میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

مٹھی بھر آٹا سکیم کے تحت مکاتیبِ قرآنیہ کا قیام

بعض علاقوں میں غربت و افلاس اور پس ماندگی حد سے زیادہ تھی۔ وہاں کے باشندے مکتب کے انتہائی ضروری اخراجات بھی پورے نہ کر سکتے تھے، جب کہ اصول یہ تھا کہ ہر مکتب اپنی مدد آپ کے تحت کام کرے گا۔ ایسے پس ماندہ دیہات میں جس حکمتِ عملی کے تحت مکاتیب قائم کیے گئے، اسے ”مٹھی بھر آٹا سکیم“ کے نام سے شہرت حاصل ہوئی۔ اس کا طریقۂ کار یہ تھا کہ ہر گھر میں مکتب کی طرف سے ایک برتن

www.rahimia.org

رکھ دیا جاتا تھا کہ جب گھر میں پکانے کے لیے آٹا نکالا جاتا تھا تو ایک مٹھی آٹا اس برتن میں ڈال دیا جاتا تھا۔ ایک ہفتے بعد جتنا آٹا جمع ہوتا، اسے مکتب میں جمع کرا دیا جاتا تھا۔ اس اسکیم کے تحت ہر چھوٹی بستی اور گاؤں میں بھی مکتب قائم کیا گیا اور تعلیمِ قرآن کا بندوبست کیا گیا۔ اس اسکیم کے بہت ہی مفید نتائج سامنے آئے۔ اس میں جہاں ایک اہم قومی اور ملّی کام میں سب گاؤں والوں کی شراکت اور اجتماعیت قائم ہوگئی، وہاں انھیں بیرونی امداد اور چندے سے محفوظ رکھا گیا۔ یوں ان میں قومی خودداری اور ملّی غیرت کا جذبہ بیدار کیا گیا۔ اس طرح اجتماعیت پر مبنی مکتب کا نظام قائم کر کے اَور بہت سے فوائد حاصل کیے گئے۔

مشرقی پنجاب کے دیہات میں مکاتیبِ قرآنیہ

جس طرح گنگا وجمنا کے درمیان واقع دوآبہ کے شمالی علاقے دُون کے دیہات میں حضرت اقدس رائے پوریؒ نے مکاتیب و مدارس کا سلسلہ قائم فرمایا تھا۔ اسی طرح جمنا پار مشرقی پنجاب کے علاقے میں کثیر تعداد میں ایسے دیہات اور قصبات موجود ہیں، جہاں آپؒ نے مدارسِ قرآن کا اجرا فرمایا۔ اور اسی نہج اور اسلوب پر انھیں چلایا، جیسے کہ رائے پور اور اس کے گردونواح کے مکاتیبِ قرآنیہ چل رہے تھے۔

چناں چہ اپنے آبائی گاؤں تگری، گمتھلہ، پنجلاسہ، کھرڑ خان پور، انبالہ اور لدھیانہ کے متصل کئی دیہات، نیز جالندھر میں رائے پور گوجراں میں ان مکاتیب و مدارس کا وسیع نظام قائم کر دیا گیا۔ اور ان تمام کو رائے پور مرکز کے ساتھ منسلک کر دیا گیا۔ ان کا تعلیمی نظام اور دیگر تربیتی امور اسی طرز پر کام کرتے تھے، جس طرح دیگر مکاتیبِ قرآنیہ کا عمدہ نظم کام کرتا تھا۔

ان مدارس و مکاتیب کی سرپرستی اور نگرانی اکثر اوقات خود حضرت اقدس رئے پوریؒ ہی فرماتے تھے۔ چناں چہ حضرت عالی رائے پوریؒ اپنے مرید خاص اور پھر خلیفہ مجاز حضرت اقدس مولانا اللہ بخش بہاول نگریؒ کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

> ’’اب بندہ کا ارادہ مدارس کی وَجہ سے پنجاب کی طرف جانے کا ہے۔ گمتھلہ، خان پور، رائے پور گوجراں سب جگہ جانا ہوگا۔ غالبًا ایک ماہ اس سفر میں صرف ہوگا۔‘‘(6)

اس طرح مشرقی پنجاب کے ان مدارس کی نگرانی اور سرپرستی بہ نفسِ نفیس خود حضرت اقدس رائے پوریؒ فرمایا کرتے تھے۔ بعض اوقات امتحانات کے لیے دیگر حضرات کو بھیج دیا جاتا تھا۔

ریاست بہاول پور میں حضرت اقدس رائے پوریؒ کا فیضان

علاقہ بہاول پور اور اس کے گردونواح میں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کے فیضِ صحبت اور جہد و کردار کے اثرات اس قدر متنوع اور ہمہ جہت ہیں اور سیاسی، معاشی اور دینی نقطۂ

www.rahimia.org

نظر سے اتنے کثیر پہلوؤں کا احاطہ کیے ہوئے ہیں کہ اس کے لیے مستقل ایک تصنیف کی ضرورت ہے۔ یہاں اس کا احاطہ ممکن نہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ ریاست بہاول پور میں دینی نقطہ نظر سے سیاسی اور معاشی ڈھانچے میں اصلاحات کا دور اس وقت شروع ہوا، جب حضرت مولانا رحیم بخش، نواب محمد بہاول خاں عباسی خامس کے انتقال کے بعد اگست 1908ء میں ریاست بہاول پور کے نظم و نسق کے لیے قائم کردہ ''کونسل آف ریجنسی'' کے پریزیڈنٹ مقرر ہوئے۔ اس سے قبل آپؒ نواب مرحوم کے سیکرٹری بھی رہے۔ مارچ 1923ء تک آپؒ ریاستی کونسل کے پریزیڈنٹ کے طور پر کام کرتے رہے۔ اس پورے عرصے میں دینی تعلیم کے پھیلاؤ کے لیے آپؒ نے بڑی کوشش اور جدوجہد فرمائی۔

مولانا رحیم بخشؒ قطبِ عالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے بیعت تھے۔ اکثر آپؒ کی صحبت میں آنا جانا رہتا تھا۔ معمولات کے بڑے پختہ تھے۔ حضرت اقدس گنگوہی قدس سرہٗ کے وصال کے بعد حضرت اقدس رائے پوریؒ سے اپنا تعلق قائم کر لیا تھا۔ عموماً رائے پور تشریف لایا کرتے تھے۔ مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور کے سرپرست بھی رہے۔ انھوں نے اپنے چچا زاد بھائی جج چوہدری عالم علیؒ کو بڑے اصرار اور حکمتِ عملی سے حضرت رائے پوریؒ سے بیعت کرایا تھا۔ حضرت جج صاحبؒ حضرت اقدس رائے پوریؒ سے عشق کی حد تک تعلق اور محبت رکھتے تھے۔ آپؒ ریاست میں سیشن جج کے عہدے پر فائز رہے، لیکن ظاہری طور پر دیکھ کر کوئی آپؒ کو اعلیٰ عہدے دار نہیں سمجھتا تھا۔ پوری ریاست میں جگہ جگہ مدارسِ دینیہ اور مکاتیبِ قرآنیہ قائم کرنے میں حضرت جج صاحبؒ نے انتہائی انتھک خدمات سرانجام دی ہیں۔ تمام بڑے بڑے مدارس کے لیے جگہ وقف کرنا، مساجد تعمیر کرنا، مکاتیب و مدارس قائم کرنا، ان کا محبوب ترین مشغلہ تھا۔ یہ سب کچھ حضرت اقدس رائے پوریؒ سے تعلقِ خاطر کی وَجہ سے ان کے حکم اور مشورے پر کیا کرتے تھے۔

آج علاقہ بہاول پور کے تمام بڑے شہروں منچن آباد، بہاول نگر، ہارون آباد، چشتیاں، فورٹ عباس، خیر پور، لیاقت پور، خان پور، رحیم یار خاں اور صادق آباد وغیرہ میں تمام مرکزی جامع مساجد کی تعمیر اور ان کے ساتھ مکاتیب اور مدارس کے قیام کا کام حضرت جج صاحب چوہدری عالم علیؒ کی جدوجہد اور کوشش کا ثمرہ ہے۔

یہ تو ریاست میں دینی تعلیم کے ظاہری نظم و نسق کے حوالے سے خدمات کا جائزہ ہے۔ جہاں تک تزکیۂ نفوس اور باطنی تعمیر و تربیت اور اس کے فیضان کا سلسلہ ہے تو اس حوالے سے بھی پوری ریاست میں حضرت اقدس رائے پوریؒ کا فیضان جاری ہے۔ وہ اس طرح کہ آپؒ کے اجل خلفا میں سے حضرت اقدس مولانا اللہ بخش بہاول نگری قدس سرہٗ کا قیام بہاول نگر کے قریب بستی دین پور میں رہا ہے۔

www.rahimia.org

اس علاقے میں حضرت اقدس رائے پوری کے مخلصین و محسنین میں سے حضرت بہاول نگری قدس سرہٗ کا مقام بہت اونچا ہے۔ اس علاقے میں حضرت رائے پوری کا روحانی فیضان حضرت بہاول نگریؒ کے ذریعے سے ہی پھیلا ہے۔ تمام مدارس و مکاتیب جو ریاست میں قائم کیے گئے، ان کی علاقائی سرپرستی اور نگرانی حضرت بہاول نگری قدس سرہٗ کے ہی سپرد تھی۔ چناں چہ حضرت جج صاحبؒ جہاں حضرت اقدس رائے پوریؒ کے احکامات کے منتظر رہتے تھے، وہاں حضرت اقدس بہاول نگریؒ سے رہنمائی اور مشاورت فرمایا کرتے تھے۔ ان دونوں حضرات کی باہم کوششوں نے ریاست کے پس ماندہ اور جہالت کے حامل علاقوں میں دینی تعلیم کی شمع روشن کی اور بستی بستی، شہر شہر مکاتیبِ قرآنیہ کا وسیع جال بچھا دیا۔ چھوٹے مکاتیب کے علاوہ چند بڑے بڑے مدارس بھی قائم کیے گئے۔ بہاول نگر، منچن آباد، خیر پور، ہارون آباد اور خان پور وغیرہ بڑے بڑے شہروں میں بڑے مدارس قائم کیے گئے۔ **شکر اللہ مساعیھم.**

مدرسہ انوارِ ہدایت دین پور متصل بہاول نگر

حضرت اقدس بہاول نگری قدس سرہٗ کا قیام ابتدا میں ''چک نادر شاہ'' میں تھا۔ پھر حضرت اقدس رائے پوریؒ کا بہاول نگر کی طرف سفر ہوا تو حضرت اقدس رائے پوریؒ کے مشورے سے حضرت بہاول نگریؒ جٹو والہ کے جنگل میں جھونپڑی ڈال کر بیٹھ گئے، جو بعد میں ''دین پور'' کے نام سے مشہور ہوا۔ پھر آخر دم تک اسی جگہ قیام فرمایا۔ اسی جگہ اپنی خانقاہ اور مدرسہ ''انوارِ ہدایت'' قائم فرمایا۔ چناں چہ آپؒ کے صاحبزادۂ محترم حضرت مولانا عبدالرحمٰن دین پوریؒ لکھتے ہیں:

> ''حضرت بہاول نگریؒ نے حضرت اقدس رائے پوریؒ کے حسبِ ارشاد پہلے چک نادر شاہ میں قیام فرمایا اور وہاں کچھ عرصہ درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ کچھ عرصے بعد شہر (بہاول نگر) کے قریب قیام کرنے کا خیال ہوا۔ چناں چہ ''شورہ کوٹھی'' (بہاول نگر) میں رہائش کے لیے کچھ مکان بھی تیار کر لیے تھے۔ (اور وہاں سے منتقل ہونے کا ارادہ تھا، لیکن جب حضرت شیخ (رائے پوریؒ بہاول نگر تشریف لائے اور) اس جگہ سے گزر ہوا، جہاں اب خانقاہ اور مدرسہ ہے تو آپؒ نے اپنی لاٹھی مبارک زمین میں گاڑ کر چاروں طرف نظر دوڑائی اور فرمایا:
>
> ''مولانا! اس جنگل میں انوارات برس رہے ہیں۔ اس لیے آپ بجائے شورہ کوٹھی (شہر بہاول نگر) کے یہاں قیام کر لیں۔''
>
> چناں چہ آپؒ نے اسی مقام پر قیام کر لیا اور درس و تدریس کتب عربی کا سلسلہ جاری رکھا۔ حضرت بہاول نگریؒ نے حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ کے خاص ایما پر باقاعدہ طور پر ۱۳۲۵ ہجری (1907ء) میں اپنے اسی مسکن عالیہ میں ''مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ انوارِ ہدایت''

www.rahimia.org

کی بنیاد رکھی۔ جس سے سینکڑوں حافظِ قرآن اور عالم دین پیدا ہوئے۔ حال آں کہ آپؒ کی اس علاقے میں تشریف آوری سے قبل خال خال ہی کوئی حافظ اور عالم نظر آتا تھا۔ اس لحاظ سے اس مدرسے کو علاقہ ہذا میں باقی مدارس کے لیے ''اُمُّ المدارس'' (مدارس کی ماں) کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔''(7)

حضرت بہاول نگریؒ کے ہاں تعلیم و تربیت کا نظم بڑا اچھا تھا۔ رائے پور کے مکتب کی طرز پر قرآن پاک پر محنت کے ساتھ ساتھ کتبِ عربی پڑھانے کا آپؒ کو خصوصی ملکہ تھا۔ اسی لیے حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ نے اپنے صاحبزادے حافظ عبدالرشید کو قرآن پاک حفظ کرانے کے بعد کتبِ عربی کی تعلیم کے لیے حضرت بہاول نگریؒ کی خدمت میں بھیج دیا تھا۔ اس علاقے میں حضرت بہاول نگری قدس سرہٗ کے اس مدرسے اور خانقاہ نے دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ تزکیۂ نفوس اور تربیتِ باطن کا کام بڑے عمدہ طریقے سے سرانجام دیا۔

مدرسہ تجوید القرآن سبز مسجد خیر پور ٹامے والی

حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ نے مکاتیبِ تعلیم القرآن کے قیام کا جو سلسلہ جاری فرمایا تھا، اس سلسلے میں خیر پور ٹامے والی ضلع بہاول پور میں حضرت اقدس کے خادمِ مخلص حضرت جج چوہدری عالم علیؒ نے مکتبِ قرآن قائم فرمایا، جو آگے چل کر ایک بڑا مدرسہ بن گیا۔ اس مدرسے کے قیام کا پس منظر بیان کرتے ہوئے اس کی مطبوعہ روئیداد میں لکھا ہے:

> ''ہندوستان کے اضلاع دہلی و سہارن پور وغیرہ میں اللہ تعالیٰ نے علما و صلحا کی ایک ایسی جماعتِ صادقہ پیدا فرمائی، جس نے ایسے نازک وقت میں جب کہ مسلمان اسلامی حکومت سے محروم ہو چکے تھے اور دین حنیفی دُنیوی اقتدار کھو چکا تھا،..... مسلمانوں کی حالت کو سنبھالا اور دین متین کی عظمت کو برقرار رکھنے کے لیے دینی تعلیم کے ایسے مدارس پوری ملک میں قائم کیے جن سے ہزارہا مخلوق خدا دین کی اصلی اور سچی تعلیم سے فیض یاب ہوئی اور اب تک ہو رہی ہے۔
>
> اسی جماعتِ صالحہ کے ارکان میں ایک مردِ وحید اور ایک رکنِ رکین حضرت الشیخ مخدوم العالم مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ ہوئے ہیں، جو حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہٗ کے بڑے خلفا میں سے تھے۔ رائے پور ضلع سہارن پور میں آپؒ صاحبِ مسندِ ارشاد تھے۔ طالبانِ رُشد و ہدایت روزانہ جوق در جوق خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتے۔ توبہ کرتے اور بیعت ہو کر حضرت اقدس کے حلقہ خدمت کو طوقِ گلو بناتے اور اپنا دامن گُل ہائے مراد سے بھر لے جاتے تھے۔

www.rahimia.org

سلسلۂ بیعت کے علاوہ حضرت رائے پوریؒ کا فیضانِ عام اس صورت میں جاری ہوا کہ حضرتؒ نے مسلمانوں کی فلاح و بہبودیٔ دارین کے لیے سب سے پہلے مسلمان بچوں کو قرآن پاک کی تعلیم دینا ضروری اور لازمی سمجھا۔ اور پہلے خود اس طرح عمل فرمایا کہ رائے پور میں تعلیم قرآن کے لیے ''مدرسہ فیض ہدایت'' کی بنیاد ڈالی۔ حضرتؒ کے اس اسوۂ حسنہ کی پیروی حضرتؒ سے ملنے والے خدام نے بھی کی۔ اور حضرتؒ کی سرپرستی میں بہت سے مدارسِ قرآن جاری ہو کر کلامِ پاک کی اشاعت کا باعث ہوئے۔

ان مدارس میں بچوں کو قرآن شریف حفظ اور ناظرہ دونوں طرح پڑھایا جاتا ہے۔ ضروری مسائل دین اور حساب کی تعلیم ہوتی ہے کہ ایک مسلمان بچے کی اسلامی نشو ونما اس کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ اور مسلمانوں میں مسلمان نہ ہونے کا جو دردناک روگ پیدا ہو گیا ہے، اس کی وَجہ غور کرنے سے اسی دینی تعلیم سے غفلت ثابت ہوئی اور بس۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو ان مدارس کے اجرا کی طرف از حد توجہ اور انہماک تھا۔ چناں چہ حضرتؒ کے وصال کے بعد حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ نے جو مرثیہ ترجیع بند میں فرمایا ہے، اس میں حضرت رائے پوریؒ .....کو ''قاسم فرقان''، ''نائب عثمان''، ''احیاء کنندہ اعمال'' کے ناموں سے ذکر فرمایا ہے۔

اپنی خوش قسمتی ہے کہ ہمارے نیک دل حاکم حضرت مولانا رحیم بخش صاحب پریذیڈنٹ کونسل ریاست بہاول پور کو اسی ھادیٔ وقت کے خدام مخلص ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اور جناب چوہدری عالم علی خاں صاحب کو حضرت مخدوم العالم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے جو فریفتگی اور اخلاص تھا، اس کا لازمی نتیجہ تھا کہ وہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اسوۂ صالحہ یعنی اجرائے مدارسِ قرآن کے بغیر نہ رہ سکے۔

چناں چہ آپ (چوہدری عالم علی خاںؒ) نے شوال ۱۳۳۵ھ (1917ء) میں اپنے مکان کے متصل ... مدرسۂ قرآن جاری کیا، جہاں ہر طرح رونق رہی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں اس کی اطلاع حضرت کی خوشنودیٔ مزاج کا باعث ہوئی۔ ۱۹۱۸ء کے موسم بہار میں حضرت مولانا مولوی اللہ بخش صاحب بہاول نگریؒ اور جناب جج صاحبؒ کو حضرت اقدس رائے پوریؒ کی خدمت میں رائے پور حاضری کا اتفاق ہوا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا بہاول نگریؒ سے فرمایا:

''خیر پور کے مکتب میں طلبا کی رہائش اور خوراک کا بھی انتظام کرو۔''

www.rahimia.org

جناب جج صاحبؒ نے اس سے یہ اخذ کیا کہ مدرسۂ قرآن ایسے پیمانے پر ہونا حضرتؒ کو مطلوب ہے، جس میں نہ صرف شہر کے طلبا ہی تعلیم پا سکیں، بلکہ باہر کے طلبا کی اقامت اور طعام وغیرہ ضروریات کا بھی انتظام ہونا چاہیے۔''(8)

اس کے بعد خیر پور ٹامے والی کا یہ مدرسہ تجوید القرآن ۱۳۴۱ھ (1923ء) میں ساوی مسجد خیر پور کی نئی عمارت میں منتقل ہوا۔ اس موقع پر ایک جلسۂ افتتاحیہ منعقد ہوا، جس میں حضرت اقدس رائے پوریؒ کے جانشین حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ اور تمام اجل خلفا اور متعلقین نے شرکت فرمائی۔ چناں چہ روئیداد میں تحریر ہے:

''ساوی مسجد خیر پور ٹامے والی ریاست بہاول پور کی عمارتِ جدید مکمل ہوجانے پر ۲۹ ؍رجب ۱۳۴۱ھ (16؍فروری 1923ء) کی تاریخ انعقاد جلسہ افتتاحیہ کے لیے قرار پائی۔ عمائدین ریاست اور اندرون و بیرونِ ریاست کے علمائے کرام، مشائخ عظام اور معزز زمینداران کی خدمت میں دعوت کے خطوط دستی اور بذریعہ ڈاک بھجوائے گئے۔

یومِ جلسہ سے دو روز قبل حضرت مخدوم العالم مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خدام محترم و جانشین حضرت مولانا مولوی شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری، حضرت مولانا مولوی اللہ بخش صاحب بہاول نگری، حضرت منشی رحمت علی صاحب جالندھری، حضرت مولانا حافظ محمد اشفاق صاحب رائے پوری خواہر زادہ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ اور جناب صاحبزادہ مولانا مولوی عبدالعزیز (رائے پوری) صاحب نواسہ حضرت رائے پوری مرحوم مع اپنے ہمراہیوں کے بہاول نگر سے تشریف لائے۔ نیز مولانا مولوی عبداللطیف صاحب مدرّسِ اوّل (و ناظم مدرسہ مظاہر العلوم) سہارن پور اور جناب قاری عبدالعزیز صاحب مدرّس تجوید مدرسہ مظاہر علوم (سہارن پور) بھی ان حضرات کے ہمراہ تشریف لائے۔ بزرگانِ دین کی اس جماعت نے جلسے سے قبل کے دو روز مدرسہ تجوید القرآن کے طلبا کا امتحان لینے میں صَرف فرمائے۔''(9)

اس کے بعد یہ مدرسہ حضرت اقدس رائے پوریؒ کے خلفا اور جانشینوں کی نگرانی، سرپرستی میں مسلسل ترقی کرتا رہا ہے۔ اس کا نظم و نسق حضرت بہاول نگریؒ کے سپرد رہا۔

جمال پور کا مکتب

خیر پور کے اس مدرسہ تجوید القرآن کے بعد حضرت جج صاحب چوہدری عالم علیؒ نے گرد و نواح کے دیگر قصبات اور شہروں میں بھی مکاتیب و مدارس قائم فرمائے اور انھیں اس مدرسے کی شاخ بنا دیا گیا۔ ان

www.rahimia.org

مکاتیب کا نظم ونسق مدرسہ خیر پور سے ہی چلایا جاتا تھا۔ چناں چہ اس مدرسے کی قلمی روئیداد میں تحریر ہے:

''جمال پور یہاں سے آٹھ کوس پر ایک اچھی بڑی بستی ہے۔ اس کے متصل ایک قدیم مسجد غیر آباد تھی۔ پچھلے سال (۱۳۴۲ھ) اس مسجد کی آبادی کا انتظام جناب جج صاحب نے فرمایا تھا۔ وہاں بھی ایک مکتب کھولا گیا، جو اس مدرسے (تجوید القرآن خیر پور) کے ماتحت کام کررہا ہے۔''(10)

پھولڑہ (فورٹ عباس) میں مکتب کا قیام

اسی طرح ایک مکتب ریاست کے دور اُفتادہ مقام ''پھولڑہ'' میں جس کے نزدیک اب ''فورٹ عباس'' شہر آباد ہے، قائم کیا گیا تھا۔ چناں چہ اسی روئیداد سے پتہ چلتا ہے:

''پھولڑہ (فورٹ عباس) کی مشہور جگہ سے اکثر صاحبان واقف ہیں۔ یہ مقام چولستان میں ہے، جہاں پڑھے لکھے عالم آدمی بالکل نہیں ہیں۔ وہاں مدرسۂ قرآن کھولا گیا ہے۔ جو اس مدرسہ ساوی مسجد تجوید القرآن کے ماتحت کام کررہا ہے۔''(11)

شہر خان پور میں مدرسہ کا قیام

جج صاحب چوہدری عالم علیؒ کا بہ حیثیت ڈسٹرکٹ جج کچھ عرصے بعد خیر پور سے خان پور تبادلہ ہوگیا۔ وہاں جا کر انھوں نے ایک مدرسہ (مخزن العلوم) قائم فرمایا، جو آج بھی حضرت جج صاحبؒ کی یادگار کے طور پر قائم ہے اور جس کی شہرت گرد ونواح میں دور دور تک پھیلی ہوئی ہے۔ اس کی ابتدا بھی حضرت جج صاحبؒ کے ہاتھوں ہوئی۔ اس کا الحاق بھی خیر پور والے مدرسے کے ساتھ کردیا گیا۔ چناں چہ روئیداد میں تحریر ہے:

''اس سال (۱۳۴۳ھ/ 1925ء) جناب چوہدری عالم علی صاحب ڈسٹرکٹ جج یہاں سے تبدیل ہوکر خان پور تشریف لے گئے ہیں۔ ...... جناب چوہدری جج صاحب نے خان پور پہنچ کر دفتر ڈسٹرکٹ ججی سے متعلقہ مسجد میں ایک مدرسہ تعلیم القرآن جاری فرمایا ہے۔ جہاں قاری عبدالعلی صاحب تعلیم دینے کے لیے مقرر ہوئے ہیں۔ جناب شیخ الٰہی بخش صاحب جو اس مدرسے کے مخلصین میں سے ہیں، ان کی تجویز کے مطابق خان پور کے مدرسے کو مدرسہ ہذا کی شاخ بنایا گیا ہے۔''(12)

بعد میں یہ مدرسہ عید گاہ کے قریب حضرت جج صاحبؒ نے اپنی ذاتی زمین میں وسیع وعریض جگہ پر منتقل کردیا تھا، جو آج بھی مخزن العلوم کے نام سے کافی شہرت رکھتا ہے۔

www.rahimia.org

قصبہ شہر فرید میں مکتب کا قیام

جس طرح ریاست بہاول پور کے دیگر قصبات اور شہروں میں حضرت اقدس رائے پوریؒ کے مخلص مرید اور اپنے شیخ کی ہر ادا پر مر مٹنے والے فرد حضرت جج عالم علی صاحبؒ نے مکاتیب و مدارس قائم فرمائے، اسی طرح ان کی ترغیب اور تحریک پر ریاست کے ہر علاقے کے ذمہ دار حضرات نے مدارس و مکاتیب قائم فرمائے۔ چناں چہ ریاست بہاول پور کا ایک تاریخی قصبہ ''شہر فرید'' ہے۔ جو کسی زمانے میں ایک مستقل ریاست تھی اور لکھویرا قوم کے لوگ اس ریاست کے نواب تھے۔ اس قصبے میں بھی حضرت جج صاحبؒ کی تحریک پر ایک مکتب قائم ہوا۔ یہ مکتب نواب فرید خان لکھویرا کے زمانے میں شہر فرید میں قائم ہوا تھا۔ چناں چہ خیر پور مدرسہ کی سال ۱۳۴۲ ہجری (1924ء) کی روئیداد میں اس کا ذکر ہے اور اس کو حضرت اقدس رائے پوریؒ کے فیضان کا اثر قرار دیا گیا ہے۔

روئیداد کے الفاظ درجِ ذیل ہیں:

''گزشتہ جلسہ پر مخدوم مرشد عالم مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک ذات سے آپ علاقے کے بزرگان و برادران کو واقف کرا چکا ہوں۔ اور ''**عند ذکر الصّالحین تنزّل الرّحمة**'' (کہ نیک لوگوں کا ذکرِ خیر کرنے سے رحمتیں نازل ہوتی ہیں) نزولِ رحمتِ باری کی غرض سے اپنے وسیلۂ ہدایت ونجات کے لیے حضرت کے ذکر کی پھر سعادت حاصل کرتا ہوں۔

حضرت مرشدِ عالم رائے پوری قدس سرہٗ ہندوستان کے علما صلحا کی اس مقدس جماعت میں سے تھے، جس نے ہندوستان کے مسلمانوں کی نہایت ہی نازک وقت میں دینی رہنمائی کا سامان کیا۔ اس جماعت نے اپنے خلوص وصداقت سے ایسے مدارسِ دینی قائم کیے، جنھوں نے آج پورے ملک میں دین کا سکہ بٹھا رکھا ہے۔

حضرت مرشد عالم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ اس جہت سے اپنی جماعت میں ایک ممتاز درجہ رکھتے تھے کہ آپؒ نے چھوٹے گاؤں اور بستیوں میں مدارس قرآن جاری کیے۔ آج بیسیوں مدارسِ قرآن ہیں، جو حضرتؒ ہی کے فیضان سے جاری ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان مدارس میں روز افزوں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ یہ مدرسہ تجوید القرآن بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے اور جناب جج صاحب (چوہدری عالم علی صاحب) کے توجہ دلانے سے ''شہر فرید'' میں جناب فرید خان صاحب لکھویرہ نے اور ''سردار گڑھ'' میں وہاں کے نیکو کار مسلمانوں نے ہمت کر کے جو مدارس بنائے ہیں، سب حضرت مرشدِ عالم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے جاری کرائے

www.rahimia.org

ہوئے مدارس کی شاخیں ہیں۔

اس وقت حضرت مرشدِ عالم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خادمانِ خاص حضرت مولانا مولوی شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری (جانشین حضرت مرشدِ عالم)، حضرت مولانا مولوی اللہ بخش صاحب بہاول نگری، حضرت منشی رحمت علی صاحب اور دیگر صاحبان' ملک میں حضرت مرشد عالم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے اسی فیض کو پھیلا رہے ہیں۔ اوراسی کا نتیجہ ہے کہ جا بہ جا مدارسِ قرآن کا اجرا ہورہا ہے ع (13)

بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے

یہ سب پود انھی کی لگائی ہوئی ہے''

روئیداد کے اس تفصیلی بیان سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ کی تحریک برائے اجرائے مدارس و مکاتیب قرآن کے اثرات علاقہ ریاست بہاول پور میں بڑے گہرے اور دور رس ہوئے۔ یہاں ہر چھوٹی بڑی بستی میں تعلیم القرآن اور ابتدائی دینی شعور کی یہ تحریک بڑی کامیاب ثابت ہوئی اور اس کے بڑے اچھے نتائج نکلے۔

شہرفرید کے جس مکتب کا ذکر ہوا ہے، اس میں شہرفرید کی مشہور علمی اور دینی شخصیت حضرت مولانا مفتی الٰہی بخش نوراللہ مرقدہٗ بھی غالبًا اپنے ابتدائی دور میں پڑھتے رہے ہیں۔ اس پورے علاقے کی دینی رہنمائی میں حضرت مفتی صاحب کی خدمات بڑی قابل قدر ہیں۔

شہرفرید کی لکھویرا برادری میں حضرت اقدس رائے پوریؒ کے اثرات

شہرفرید میں مکتب کے قیام سے قبل بھی لکھویرا قوم کے نواب محمد علی خاں کا تعلقِ بیعت حضرت مرشد ِعالم شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ سے تھا۔ اس تعلق کے بعد لکھویرا قوم کی اَخلاقی اور دینی حالت میں بڑی زبردست تبدیلی واقع ہوئی۔ گویا نواب فرید خاں لکھویرا کے بقول ''پوری قوم میں زبردست انقلاب پیدا ہوگیا۔''

چناں چہ جب سردار محمد علی خاں کا انتقال ہوا اور نواب فرید خاں ان کے جانشین بنے تو ان کی رسم جانشینی کے موقع پر حضرت مولانا رحیم بخش پریزیڈنٹ کونسل آف ریجنسی بہاول پور شہرفرید تشریف لائے تھے۔ ان کے اعزاز میں نواب فرید خاں اور دیگر لکھویرا بزرگوں کی طرف سے جو سپاس نامہ پیش کیا گیا، اس سے حضرت اقدس رائے پوری کے فیض صحبت کی تاثیر کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہ پورا سپاس نامہ بعینہٖ یہاں نقل کیا جاتا ہے، تاکہ حضرت رائے پوری قدس سرہٗ کے فیض کے اثرات کا پورا اندازہ ہو۔

www.rahimia.org

لکھویرا برادری کی طرف سے سپاس نامہ

سپاس نامہ

حضور صدرِ معظم و دیگر حاضرین محترم!

آپ معزز حضرات نے جس تقریب پر شہر فرید کے ہم نیازمندوں کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سر بلند فرمایا ہے، وہ لکھویرا خاندان کے مرحوم سردار محمد علی خان صاحب کے جانشین کی دستار بندی کی پُرمسرت اور مبارک تقریب ہے۔ ہم ناچیز اپنی اس عزت افزائی پر جس قدر فخر اور ناز کریں، بجا ہے کہ ہم کو آپ حضرات نے اپنی رونق بخشی سے بے انتہا ممنون فرمایا ہے۔

سب سے زیادہ مایۂ افتخار حضور عالی جناب پریزیڈنٹ صاحب بہادر کی ذات والا صفات ہے کہ حضور ممدوح نے اپنی تشریف آوری سے جو نوازش اور احسان ہمارے حال پر فرمایا ہے، اس کے ادائے شکر سے ہماری زبان اور قلم دونوں قاصر ہیں۔ اور ہم سوائے اس کے عہدہ بر آنہیں ہوسکتے کہ خداوندِ کریم سے نہایت عجز کے ساتھ عرض کریں کہ ذات باری جناب ممدوح پر ہمیشہ اپنے انعامات کی بیش از بیش بارش فرمائے۔

صاحبان! شہر فرید کی اس بستی میں آج جو رونق ہے، چہرے جس شادمانی اور خوشی کا اظہار کررہے ہیں، یہ سب آپ حضرات کی تشریف آوری کی برکت ہے۔ اوراس تکلیف کے لیے جو آپ صاحبان نے یہاں آنے میں اٹھائی ہے، میں اپنے لکھویرا بزرگوں اور بھائیوں کی طرف سے آپ تمام بزرگوں کی خدمت میں دلی شکریہ پیش کرتا ہوں۔

صاحبان! آپ ہم دیہات کے رہنے والوں کی نسبت بہتر جانتے ہیں کہ دنیا میں علم اور جہالت دو مفید اور مضر چیزیں کام کر رہی ہیں۔ علم جہاں جاتا ہے، وہاں روشنی پھیلتی ہے۔ اور بدقسمتی سے جس جگہ جہالت ڈیرا جماتی ہے، وہاں اندھیرا اور تاریکی اپنا گھر بناتے ہیں۔ دنیا میں جتنے پیغمبر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں، یا جو اولیا اور علما دنیا میں ہوئے ہیں، ان سب نے دنیا کو تاریکی سے روشنی کی طرف لانے کا کام کیا ہے۔

ہمارا علاقہ ایک زمانے میں اولیا اور علما کی جگہ رہا ہے، لیکن زمانہ کی گردش نے اب بہت مدت ہوئی کہ علم کی روشنی ہم سے چھین لی تھی۔ اور جہاں سے علم دور ہوجائے، وہاں جو تباہی وارد ہوتی ہے، اس کا آپ اندازہ فرماسکتے ہیں۔ یہی تباہی ہمارے علاقے پر وارد ہوئی۔ ہم اور ہماری قوم جہالت اور تاریکی کا نمونہ بن گئی۔ مذہب کی پابندی ہم میں نہ رہی۔ اَخلاق کی

www.rahimia.org

خوبیاں ہم نے ضائع کردیں اور نہیں معلوم کہ کیا کیا کہوں۔ ہم مذہبی اور دنیوی دونوں امور سے نابلد تھے۔ اور ہمیں علم نہیں تھا کہ دین کی حفاظت کس طرح کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہے۔ وہ ذریعے معلوم نہیں تھے جن سے دین قائم ہوتا ہے، اور آدمی دیندار شمار کیا جاتا ہے۔

ایسا ہی ہم امورِ دنیا سے جاہل تھے۔ ہم سمجھتے تھے کہ دنیا کی عزت اسی میں ہے کہ راستہ چلتے مسافروں پر ڈاکہ مارلیں۔ لوگوں کا مال ناحق لوٹ لیں۔ شادی کے موقع پر ہم اپنی عزت اس میں سمجھتے تھے کہ خوب دل کھول کر راگ رنگ اور ناچ کی محفلیں کرتے تھے۔ ڈوم اور نٹ سے گانا کراتے تھے۔ کوئی مرگ ہوتی تھی تو عزت کا ذریعہ ہمیں یہ نظر آتا تھا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول خداﷺ کے احکام کو نظر انداز کرکے رسوم و رواج کی پابندی سے بے دریغ روپے خرچ کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ ہمارے مرحوم سردار محمد علی خان صاحب کے وقت میں ہمارے خاندان کے ان حالات میں تغیر واقع ہونا شروع ہوا۔ اس تغیر کا باعث حضور عالی جناب پریزیڈنٹ صاحب بہادر کی وہ شفقت اور نوازش ہے، جو حضور ممدوح، مرحوم سے فرماتے تھے۔ اور اس کا باعث بعض مقامی افسران کا مرحوم کے ساتھ اسلامی اَخلاق کا بہترین تعلق ہے۔

اس کے علاوہ سردار محمد علی خاں مرحوم کو ضلع سہارن پور کے مخدوم العالم قطب المشائخ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے دلی عقیدت تھی۔ اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا روحانی فیضان ہے، جس نے ہم ناچیزوں میں یہ مبارک انقلاب پیدا کیا ہے، جسے آپ مشاہدہ فرمارہے ہیں۔ جہاں ہماری عقول اور ذہن پہلے ان باتوں سے بھری ہوئی تھیں جو میں نے اوپر ذکر کیں، اب ان کی جگہ ان خیالات نے لے لی ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ حقیقی عزت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے۔ اور نبی کریمﷺ کے لائے ہوئے دین کی تابع داری اور رضائے الٰہی حاصل کرنے کی کوشش کرنا، یہ عزت ہے، جو آدمی کو دین میں حاصل ہوتی ہے۔

آدمی کا فرض ہے کہ جس وقت سے ہوش سنبھالے، اپنے پیدا کرنے والے خدا سے ایک پہر کے لیے بھی غافل نہ ہو۔ شادی ہو یا غمی، بیماری ہو یا تندرستی، ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم سمجھے۔

آپ ملاحظہ فرمائیں کہ آج یہ خوشی کا موقع کس طرح انجام پارہا ہے۔ حتیٰ الامکان یہ کوشش کی گئی ہے کہ اس موقع پر خلافِ شریعت امور سے پرہیز کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے

www.rahimia.org

اور ہم سمجھتے ہیں کہ حضور عالی جناب پریزیڈنٹ صاحب بہادر اور دیگر حضرات کی تشریف آوری اس عمل کی قبولیت کا ظاہر نشان ہے۔ خداوندِ تعالیٰ آئندہ اس میں برکت عطا فرمائے۔

صاحبان! اگر ہم اس تقریب کو اپنے سابقہ پہلے طریقوں پر انجام دیتے تو اس فخر سے محروم رہتے جو آج حاصل کررہے ہیں۔ ہم ڈھول بجواتے۔ تماشا کراتے۔ ناچ رنگ کی محفلیں ہوتیں۔ روپیہ برباد ہوتا۔ نہ خالق کی رضا حاصل ہوتی، نہ ہی اس کی معزز اور باعلم مخلوق اس کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتی۔ دنیا و آخرت دونوں کا نقصان ہوتا۔ البتہ چند فضول اور آوارہ لوگ خوش ہوجاتے۔

دنیا کی عزت اب ہم اس میں سمجھنے لگے ہیں کہ ایسی نیک اور اچھی حکومتِ وقت سے وفاداری کی جائے۔ انتظامِ حکومت میں کسی قسم کا خلل نہ ڈالا جائے۔ اور حکومت کے لیے ہر طرح مفید اور مددگار ثابت ہونے کی کوشش کی جائے۔ حضور پریزیڈنٹ صاحب اور دیگر افسرانِ والا کی شان کی تشریف آوری سے ہمارے ان خیالات میں پختگی پیدا ہوگئی ہے کہ دنیا میں نیکی ہی اصلی اور حقیقی عزت کا باعث ہے۔ اور اگر ہم اپنی اَخلاقی حالت کو بہتر بنائیں گئے تو کوئی وَجہ نہیں کہ حکومت اور اس کے جلیل القدر ارکان اپنی مہربانی ہم سے دریغ رکھیں۔

میں عالی جناب مستطاب حضور پریزیڈنٹ صاحب اور دیگر حکام کی خدمت میں توقع دِلاتا ہوں کہ ہم حضورِ والا کی اس عزت افزائی کے شکرانے میں انشاء اللہ اپنی حالت کو بہتر بنانے میں اسی طرح ترقی کریں گے اور ہمیں حضورِ والا کے بزرگانہ اخلاق سے ہر طرح یقین ہے کہ حضور ہمیشہ ہم پر اپنی سرپرستی رکھیں گے اور اس طرح ہمیں اپنی کرم فرمایانہ مہربانیوں سے نوازتے رہیں گے۔‘‘(14)

اس سپاس نامے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ لکھویرا قوم، جو بہت عرصہ پہلے حضرت بابا فرید گنج شکر قدس سرہٗ اور حضرت بابا تاج الدین سرور شہیدؒ اور پھر حضرت خواجہ نور محمد مہاوری قدس سرہٗ کے فیضِ صحبت سے مستفید ہوئی تھی، لیکن ان بزرگوں کے بعد مرورِ زمانہ سے یہی قوم جہالت اور تاریکی کے اندھیروں میں ڈوب چکی تھی اور یہ لوگ ان چشتی بزرگوں کی تعلیمات سے دور ہوتے گئے۔ دوبارہ اس راستے پر چلانے اور بزرگوں کے نقشِ قدم کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لیے جس ایمانی قوت اور اَخلاقی تربیت کی ضرورت تھی، وہ مخدوم ومکرم مرشدِ عالم حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کی نظرِ کیمیا اثر سے اس قوم میں پیدا ہوئی۔ حضرتؒ کی صحبت کے اثر سے جہالت ختم ہوئی۔ علم وشعور کی روشنی آئی۔ اَخلاقی حالت درست ہوئی۔ یوں قومی سیاست کا ایسا بھرپور شعور پیدا ہوا کہ جس سے علاقے بھر سے بداَخلاقیاں

www.rahimia.org

ختم ہوئیں۔ اچھے اَخلاق پیدا ہوئے۔ جرائم کا خاتمہ ہوا اور انسانیت امن وسکون سے رہنے لگی۔ دین پر چلنا اور اس پر عمل کرنا آسان ہوگیا۔

منچن آباد میں مدرسہ کا قیام

منچن آباد شہر اور اِرد گرد کے دیہات میں بھی مدارسِ قرآن قائم کیے گئے۔ اس علاقے میں یہ مدارس حضرت اقدس مولانا اللہ بخش بہاول نگری قدس سرہٗ اور حضرت مولانا غلام قادرؒ محمد پورسنساراں والے کی جدوجہد اور محنت سے قائم ہوئے۔ اس سلسلے میں وقتاً فوقتاً حضرت اقدس عالی رائے پوری قدس سرہٗ نے ان حضرات کو اس طرف توجہ دلائی، مشورہ دیا اور رہنمائی فرمائی۔ چناں چہ حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ حضرت اقدس مولانا اللہ بخش بہاول نگریؒ کو ایک مکتوبِ گرامی میں لکھتے ہیں:

> ''جناب استاذی مولانا مولوی جمعیت علی صاحب سلّمہٗ نے بہت اصرار سے بندہ کو یہ فرمایا تھا کہ تُو مولوی اللہ بخش صاحب کی خدمت میں یہ ضرور تحریر کردے کہ بہ وجہ جماعت بندی نہ ہونے کے مدرسے میں (کتابوں) کی تعلیم میں نقصان ہے۔ جماعت (درجہ) بندی ہونا بہت ضروری ہے۔ اگر مولوی اللہ بخش صاحب اس کے محرک بنیں اور مجھ سے بھی اس میں امداد لینا چاہیں تو میں مولوی صاحب کے ساتھ ہوکر التزام جماعت بندی کردوں۔ بلا جماعت بندی کے (تعلیم دینا) ٹھیک نہیں۔ نیز حافظ کی تجویز بھی ضروری ہے۔ اگر مولوی غلام قادر صاحب اس طرف توجہ فرماویں تو بہت بہتر ہے۔''(15)

اس طرح آپؒ کی تجویز ہوئی کہ اس علاقے میں ایک کتابوں کا بڑا مدرسہ قائم ہونا چاہیے، جس میں درجہ بندی کے ساتھ کتابوں کا اہتمام ہونا چاہیے۔ خاص طور پر مولانا غلام قادرؒ کو اس طرف توجہ دلائی گئی کہ انھیں اس سلسلے میں کوشش کرنی چاہیے۔ چناں چہ حضرت بہاول نگریؒ نے حضرت مولانا غلام قادرؒ کو اس علاقے میں مدرسہ عربیہ کی تجویز دی اور حضرت اقدس رائے پوریؒ کا مکتوب سنایا۔ اس پر حضرت مولانا غلام قادرؒ نے فرمایا کہ:

> ''اگر حضرت اقدس رائے پوری خود تشریف لاکر مدرسہ کا سنگِ بنیاد رکھیں تو میں مدرسہ بنانے کے لیے تیار ہوں۔''

چناں چہ روئیداد مدرسہ انوارِ ہدایت دین پور بہاول نگر میں تحریر ہے:

> ''کچھ عرصے بعد حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ کا ایک گرامی نامہ حضرت بہاول نگری رحمۃ اللہ علیہ کے نام موصول ہوا، جس میں آپؒ نے مشورہ دیا کہ آپ تدریس کتبِ عربی کے ساتھ ساتھ تعلیم القرآن کا سلسلہ بھی جاری کریں اور مولانا غلام قادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ رئیس

www.rahimia.org

محمد پور سنساراں کو ایک عربی مدرسہ کے اجرا کی ترغیب دیں۔ مولانا غلام قادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اجرائے مدرسہ عربی اس شرط پر منظور کر لیا کہ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ خود تشریف لا کر مدرسہ کی بنیاد رکھیں۔ چناں چہ حضرت رائے پوری (منچن آباد) تشریف لائے اور مدرسہ (صادقیہ عباسیہ) کی بنیاد رکھی۔ ان مخلص اکابر کے اخلاص بھرے ہاتھوں سے کچھ ایسا سنگِ بنیاد قائم ہوا ہے کہ اس تعلیم گاہ کے فیوض سے اطراف و جوانب تو کیا، دور دور کے قطعات و بلدات (شہر) بھی مستفیض ہو رہے ہیں۔''(16)

یوں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کی سرپرستی میں حضرت بہاول نگریؒ اور حضرت مولانا غلام قادرؒ نے منچن آباد کا مدرسہ صادقیہ عباسیہ ہی نہیں قائم کیا، بلکہ دونوں حضرات نے مل کر گردونواح میں بھی مکاتیب اور مدارس کھولے۔ چناں چہ ''روئیداد مدرسہ منچن آباد'' میں تحریر ہے:

''حضرت مولانا اللہ بخش صاحب بہاول نگریؒ اور حضرت مولانا غلام قادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اتحادِ صالح نے اصلاح المسلمین کے اس کامیاب نسخے کو وجود میں لانے کی کوشش کی، جس کا نام اجرائے مدارس دینیہ ہے۔ علاقے کے مسلمان زمیندار بالطبع کریم اور محبانِ دین واقع ہوئے ہیں۔ انھوں نے ہر دو حضرات کی دعوت کو لبیک کہا اور منچن آباد میں اشاعتِ علومِ دین کی ایک درس گاہ ''مدرسہ صادقیہ عباسیہ'' قائم ہوگئی۔

اس ادارے کے قیام میں ان دونوں حضرات کی مساعی کا بڑا دخل ہے اور حضرت اقدس مخدوم العالم مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ العلما، جامع کمالاتِ صوری و معنوی حضرت مولانا مولوی خلیل احمد سہارن پوری اور من جانب ریاست بذریعہ عالی جناب مولانا حاجی رحیم بخش صاحب پریزیڈنٹ ریاست بہاول پور کی روحانی اور دنیوی سرپرستی سے ہوئی۔''(17)

اس مدرسے کے لیے جگہ کا انتظام حضرت مولانا رحیم بخشؒ پریزیڈنٹ کونسل آف ریجنسی آف بہاول پور کی طرف سے ہوا تھا۔ اس مدرسے کی افتتاحی تقریب میں جہاں حضرت اقدس رائے پوری تشریف لائے تھے، وہاں حضرت سہارن پوریؒ اور حضرت مولانا خلیفہ غلام محمد دین پوریؒ جیسے بزرگانِ ''تحریکِ ریشمی رومال'' بھی تشریف لائے تھے۔ حضرت اقدس شیخ الہند قدس سرہٗ اپنی بیماری کے سبب خود تشریف نہ لا سکے تھے اور اپنی جگہ حضرت اقدس مدنی قدس سرہٗ کو بھیجا تھا۔

چناں چہ ''سیرت حضرت مولانا غلام قادر رحمۃ اللہ علیہ'' میں تحریر ہے:

''۲۰ رجب المرجب ۱۳۲۹ھ (جولائی 1911ء) میں اس مدرسے کی بنیاد رکھی گئی۔

www.rahimia.org

افتتاحیہ جلسے میں مولانا خلیل احمد صاحب سہارن پوریؒ، حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خلیفہ غلام محمد صاحب دین پوریؒ تشریف لائے۔ اس جلسے کے لیے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحبؒ کو دعوت دی گئی تھی، مگر وہ اپنی بیماری کے سبب تشریف نہ لا سکے اور اپنی جگہ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ کو بھیجا۔ اس مدرسے کے پہلے مہتمم خود مولانا غلام قادرؒ اور سرپرست مولانا رحیم بخش صاحبؒ پریزیڈنٹ ریاست بہاول پور تھے۔‘‘(18)

اس طرح ان بزرگان و رہنمایانِ دین نے — جو حقیقت میں ایک جان اور کئی قالب تھے — پورے علاقے میں مدارسِ قرآنیہ قائم کرنے اور دینی فکر و شعور کو پیدا کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔

ہارون آباد میں جامع مسجد کی تعمیر اور مدرسہ کا قیام

ریاست بہاول پور کے تقریباً تمام بڑے شہروں کی جامع مساجد حضرت اقدس رائے پوری کے متعلقین مریدین مخلصین و خلفا کی جدو جہد سے تعمیر ہوئی ہیں۔ اسی طرح شہر ہارون آباد کی جامع مسجد بھی حضرت اقدس رائے پوریؒ کے مخلص مرید حضرت مولانا مولوی عبدالرّبؒ کے زیرِ نگرانی تعمیر ہوئی۔ مولوی صاحب موصوف ہارون آباد میں نائب تحصیل دار کے عہدے پر فائز تھے۔ وہ بڑے ذاکر شاغل اور معمولات کے پابند تھے۔ پورے شہر کی دیکھ بھال اور نگرانی بہ نفسِ نفیس بڑے اچھے انداز میں کرتے تھے۔ انھوں نے خود کھڑے ہو کر جامع مسجد تعمیر کرائی اور اس کے اردگرد کئی کمرے بنوا کر ایک ’’مدرسہ قاسم العلوم‘‘ قائم فرمایا، جو ایک زمانے میں دورۂ حدیث شریف تک کی کتابوں کا بڑا مشہور مدرسہ رہا ہے۔ اس مدرسے نے کئی سالوں تک گردونواح میں دینی تعلیم کے فروغ میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔

مولوی عبدالرّبؒ مرحوم کا یہاں سے تبادلہ ہوگیا اور حضرت مولانا غلام محمد راجڑؒ شیخ الحدیث اور ان کے چھوٹے بھائی حضرت مولانا عبدالرحمٰن نے اس مدرسے کو بڑے اچھے انداز سے چلایا، لیکن پھر بہ وجوہ ایسا انحطاط آیا کہ مدرسہ بند ہوگیا۔

1970ء میں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ نے ’’جامعہ تعلیم القرآن‘‘ کا سنگِ بنیاد رکھا، جسے بعد میں ریلوے مسجد ہارون آباد میں منتقل کر دیا گیا۔ اس مدرسے نے علاقے کی دینی ضروریات کو بہ حُسن و خوبی پورا کیا۔ چناں چہ مدرسہ قاسم العلوم کے کتب خانے کی تمام کتابیں اور باقی تمام اثاثہ جات جو کچھ موجود تھے، حضرت مولانا غلام محمدؒ نے مدرسہ تعلیم القرآن ریلوے مسجد کو دے دیے۔ یوں حضرت رائے پوری ثالثؒ کا قائم کردہ مدرسہ اپنے سابقہ مدرسے کا وارث قرار پایا۔ اور آج بحمداللہ علاقہ کی دینی اور علمی ضروریات کو پورا کرنے میں شبانہ روز مصروفِ عمل ہے۔

www.rahimia.org

چشتیاں کی جامع مسجد اور مدرسہ کا قیام

اسی طرح چشتیاں ضلع بہاول نگر کی جب نئی آبادی بنی تو وہاں بھی مرکزی جامع مسجد تعمیر ہوئی اور مدرسۂ قرآن بنایا گیا۔ چناں چہ حضرت مولانا قاری محمود الحسن گنگوہیؒ جن کا بیعت کا تعلق حضرت اقدس رائے پوریؒ کے ساتھ تھا اور خیر پور کے مدرسہ تجوید القرآن میں خدمات سرانجام دے چکے تھے، حضرت اقدس رائے پوریؒ کے حکم سے اس جگہ تشریف لائے۔ انھوں نے بڑی اَنتھک محنتوں سے اس مدرسے کو چلایا۔ آج وہ مدرسہ ''اشاعت العلوم'' کے نام سے کام کر رہا ہے اور حضرت اقدس رائے پوریؒ سے مخلصانہ تعلق رکھنے والے جید علما و مفتیانِ کرام اس مدرسے کو چلا رہے ہیں۔ یہ مدرسہ بھی علاقے بھر کی ضروریات کو پورا کر رہا ہے اور حضرت اقدس رائے پوریؒ کی توجہات سے روز افزوں ترقی پر ہے۔

الغرض! ریاست بہاول پور کے پورے علاقے میں پھیلے ہوئے تمام بڑے شہر اور قصبات میں حضرت اقدس رائے پوریؒ کا فیضان جاری ہے۔ ہر جگہ جامع مساجد اور مدارس قائم ہیں۔ یہ سب حضرت اقدس رائے پوری کے خلفا، مخلصین، مریدین اور متعلقین کی جدوجہد کا ثمرہ ہے۔

اس جدوجہد میں جہاں حضرت اقدس رائے پوریؒ کے خلیفہ اجل حضرت مولانا اللہ بخش بہاول نگری قدس سرہٗ کا بڑا اہم کردار ہے، وہاں حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کے محبِّ مخلص، تحریکِ ریشمی رومال کے ساتھی اور حضرت مولانا عبیداللہ سندھی قدس سرہٗ کے مربی حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوری قدس سرہٗ کا بھی نہایت اہم کردار رہا ہے۔ علاقہ رحیم یار خان، خان پور اور اس کے گردونواح میں جتنے مکاتیب و مدارسِ قرآن قائم ہوئے، ان کی سرپرستی اور رہنمائی حضرت خلیفہ دین پوری قدس سرہٗ نے بہ نفسِ نفیس فرمائی۔ حضرت دین پوریؒ کا فیضان اس علاقے میں بہت ہے۔ حضرت اقدس رائے پوریؒ جب ریاست میں تشریف لاتے اور حضرت مولانا رحیم بخشؒ یا حضرت جج عالم علیؒ کے پاس قیام ہوتا تو حضرت خلیفہ دین پوریؒ بھی ضرور تشریف لے جایا کرتے تھے۔

ان بزرگانِ دین کے فیضان سے پوری ریاست میں دین کی تعلیم کا چرچا ہوا۔ دینی شعور بڑھا۔ اَخلاقی حالت تبدیل ہوئی۔ قومی ذمہ داریوں کا احساس پیدا ہوا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ قومی آزادی اور غیرت کے شعور میں بہ تدریج اضافہ ہوا۔ حضرت بابا فرید گنج شکر، خواجہ تاج الدین سرور شہید اور خواجہ نور محمد مہاروی قدس اللہ اسرارہم کے بعد انھی بزرگانِ رائے پور اور دین پور اور ان سے وابستہ علمائے صالحین کی محنت کا ثمرہ ہے کہ آج علاقے بھر میں دینی حالت نسبتاً بہت بہتر نظر آ رہی ہے۔ ورنہ اَغیار نے دین سے دور کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔ شکر اللّٰہ مساعیھم و رزقنا اتّباعھم. آمین!

www.rahimia.org

حضرت عالی رائے پوریؒ کا قائم کردہ تعلیمی نظام برائے مدارس و مکاتیب

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ نے مدارس و مکاتیب قرآنیہ کا جو سلسلہ قائم فرمایا تھا، ان کو صحیح نہج اور درست طریقۂ کار کے مطابق چلانے کے لیے رائے پور میں ایک مرکزی نظام بھی وضع کیا تھا۔ اس مرکزی نظام کی سرپرستی اور براہِ راست نگرانی بہ نفس نفیس خود حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ فرماتے تھے۔ اس کے ناظمِ امتحانات و تعلیمات حضرت مولانا مولوی نور محمد لدھیانویؒ کو مقرر کیا ہوا تھا۔ ان تمام مدارس کے امتحان وغیرہ کا نظم انھی کے ذمے تھا۔ اسی طرح ان مدارس کے معلّمین کی تربیت کا نظم جب وسیع ہوگیا تو اس کی انتظامی ذمہ داری بھی مولانا نور محمدؒ کے سپرد کر دی گئی۔

ان مدارس و مکاتیب کے اساتذہ اور معلّمین کی تربیت کے لیے وقتاً فوقتاً تربیتی اجلاس منعقد ہوا کرتے تھے۔ جس میں اساتذہ کو طریقۂ تعلیم کے جدید اسلوب سے آگاہ کیا جاتا تھا۔ بچوں کی نفسیات اور ان کی تربیتی ذمہ داریوں سے واقفیت بہم پہنچائی جاتی تھی۔ ابتدائی کلاسوں کے بچوں کو پڑھانے کا طریقہ عملی طور پر سکھلایا جاتا تھا۔ معلّمین کو ریاضی کی اہمیت بتلائی جاتی تھی اور اس کے پڑھانے کا عام فہم طریقۂ کار سمجھایا جاتا تھا۔

اسی سلسلے میں اساتذہ کے لیے ایک تربیتی ورکشاپ ۱۳۳۳ھ (1914ء) میں رائے پور میں منعقد کی گئی تھی۔ اس تربیتی اجلاس میں شرکت کے لیے تمام اساتذہ اور علاقائی ذمہ داروں کو حضرت اقدس رائے پوریؒ کی طرف سے اطلاعی خطوط لکھے گئے تھے۔ چناں چہ حضرت اقدس بہاول نگریؒ کے نام حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ کی طرف سے جو مکتوب مولانا نور محمد صاحب لدھیانویؒ نے لکھا تھا، اس کی عبارت درجِ ذیل ہے:

”محترم و مکرم السّلام علیکم ورحمة اللّٰہ وبرکاتہٗ

حسبِ ارشاد حضرت قطب الوقت شاہ عبدالرحیم رائے پوری، ایک جلسہ معلّمین قرآن مجید مکاتیبِ اسلامیہ بہ تاریخ ۱۱ر محرم الحرام ۱۳۳۳ھ بہ مطابق ۲۹ر نومبر ۱۹۱۴ء بہ مقام مدرسہ فیض ہدایت رائے پور ضلع سہارن پور منعقد ہوگا۔ لہٰذا آں جناب کی خدمت میں گزارش ہے کہ آپ بھی ایک روز قبل از جلسہ یعنی پنج شنبہ (جمعرات) ۱۰ر محرم الحرام (۱۳۳۳ھ) کی شام تک رائے پور پہنچ جائیں، تاکہ علی الصبح شامل جلسہ ہوں۔

اس جلسے میں اس امر پر غور کیا جائے گا کہ تعلیم کا انتظام کیا ہو، جس سے طلبا جلدی پڑھنا سیکھیں اور ان کو علم کا شوق اور رغبت پیدا ہو۔

بہ واپسی ڈاک ارادہ تشریف آوری سے مطلع فرمائیں۔

www.rahimia.org

حضرت سلّمہٗ کی طبیعت اب اچھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہمیشہ صحیح وسلامت اور خیر و عافیت سے رکھے۔ والسلام نور محمد از رائے پور مدرسہ فیض ہدایت‘‘(19)

یہ تربیتی اجلاس انھی تاریخوں میں رائے پور میں منعقد ہوا تھا۔ اس اجلاس میں حضرت اقدس رائے پوریؒ کے قائم کردہ تمام مدارس و مکاتیبِ قرآن کے معلّمین اور اساتذہ نے بھرپور شرکت فرمائی۔ اس اجلاس کی افتتاحی تقریب میں حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ نے جو خطاب فرمایا تھا، اس میں درجِ ذیل اُمور پر گفتگو تھی:

1۔ قرآن کریم کی عظمت اور اس کے تعلیم و تعلّم کے حوالے سے اساتذہ کے پیشِ نظر کیا چیز ہونی چاہیے؟

2۔ اساتذہ کی ذمہ داریاں اور فرائض کیا ہیں؟

3۔ اور ان کی دینی حیثیت اور مقام و مرتبہ کیا ہے؟

آپ نے تفصیل سے ان امور پر اظہارِ خیال فرمایا۔ یہ خطاب ’’عظمت القرآن‘‘ کے نام سے کئی بار طبع ہو چکا ہے۔ اس کے ابتدائی الفاظ یوں ہیں:

’’مولوی نور محمد (لدھیانوی) صاحب اور مولوی عبداللہ صاحب نے مجھے امر فرمایا ہے کہ میں کچھ ضروری عرض کروں۔ اگرچہ بولنا دشوار ہے اور دماغ کمزور ہے، مگر ان کے فرمانے سے عرض کرتا ہوں۔

خیال سے سن لیں اور اس کے بعد مطلع فرماویں کہ آپ کی طبیعتوں نے اسے قبول کیا ہے یا نہیں۔ آپ صاحبان کو جو اتنی دور آنے کی تکلیف دی گئی ہے اور آپ دو دو، تین تین منزلیں طے کر کے یہاں آئے ہیں، سو اسی غرض سے کہ آپ صاحبان (تعلیم و تعلّم کے بارے میں) مناسب مشورہ فرماویں۔

یہ مشورہ لینا ہے، (کوئی) اَمر (حکم) نہیں ہے کہ اس قسم کا معاملہ سمجھیں کہ کوئی ملازم سمجھا جاتا ہو یا کسی قسم کی حکومت سمجھی جاتی ہو، بلکہ مشورہ لینا ہے۔ آپ صاحبان کی جو (بھی) رائے ہے، وہ (ضرور) دینی چاہیے۔ اگر آپ کے نزدیک کوئی غلطی ہو تو بیان کر دینی چاہیے کہ اس میں یہ غلطی ہے۔‘‘(20)

حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کے ان الفاظ سے اس ورکشاپ کا تربیتی انداز واضح ہوتا ہے کہ مدارس و مکاتیب کے تمام اساتذہ اور علاقائی ذمہ داروں کو برابری کی سطح پر رکھ کر مشاورت کے انداز میں انھیں تربیتی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا جا رہا ہے۔ اور اس کے لیے حضرت اقدس رائے پوریؒ نے کس قدر خوب صورت اور سادہ پیرایۂ بیان اختیار کیا ہے۔

www.rahimia.org

اساتذۂ کرام اور ذمہ دارانِ مدارس و مکاتیب کے لیے تعلیمی ہدایات

رائے پور میں اساتذہ کی تربیت کے لیے وقتاً فوقتاً جو تربیتی اجلاس منعقد ہوتے تھے، ان میں اساتذہ کو نہایت کارآمد اور بہترین ہدایات دی جاتی تھیں، تاکہ بچوں کی تربیت کے حوالے سے کوئی نقص نہ رہ جائے۔ ان تمام تعلیمی ہدایات اور تربیتی اصولوں کو مولانا نور محمد لدھیانویؒ نے ایک جگہ جمع کر دیا تھا، جو بعد میں ''تعلیم المعلّمین'' کے نام سے کتابی صورت میں طبع ہوئی۔ اس کتاب میں تعلیم و تربیت کے حوالے سے بڑی بنیادی رہنمائی دی گئی ہے۔ چند ایک درجِ ذیل ہیں:

1۔ ابتدائی تعلیم میں تجربہ کار استاذ کی ضرورت

بچوں کی ابتدائی تعلیم کی کیا اہمیت ہے اور اس کے لیے کس قسم کے استاذ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

> ''ابتدائی تعلیم کے لیے مہذب، تجربہ کار، بُردبار اور طرزِ تعلیم سے واقف اور مستند حافظ قرآن معلم کی ضرورت ہے۔ کیوں کہ ابتدائی تعلیم بہ منزلہ بنیاد کے ہے۔ (بچے کی) استعداد کے بننے اور بگڑنے کا یہی موقع ہے۔''(21)

چناں چہ مدارس کے ذمہ داروں کو مخاطب کر کے عمومی طور پر ان کے رویّے کا تذکرہ کیا گیا اور انھیں اس سلسلے میں انتہائی اہم ہدایت دی گئی:

> ''بچوں کی تعلیم، یعنی قرآن مجید کے لیے اکثر کم علم اور ناتجربہ کار معلم مقرر کیے جاتے ہیں۔ کیوں کہ اس تعلیم کو آسان اور ادنیٰ کام سمجھ لیا گیا ہے۔...
>
> معلم بھی کم علم، غیر مہذب، جو تھوڑی سی تنخواہ پر سستے داموں ملے، اسے غنیمت سمجھتے ہیں۔... ایسے معلم' قاعدوں کو باقاعدہ نہیں پڑھاتے، جس سے قرآن مجید رواں پڑھنے کی استعداد ہو۔ اس طرح قرآن مجید کی تعلیم میں وقت بھی زیادہ صَرف ہوتا ہے، لیکن پھر بھی نہ صحتِ لفظی ہوتی ہے اور نہ رواں ہی چلتا ہے۔ پس ایسی صورت میں اس کی ضرورت ہے کہ ابتدائی تعلیم کے لیے معلم صاحبِ لیاقت، حافظِ قرآن، مہذب، بُردبار اور طرزِ تعلیم سے واقف منتخب کیا جائے اور اسے معقول تنخواہ دی جائے۔ یہ تو بچوں کے سرپرستوں اور مدارس کے مہتممین کا کام ہے۔''(22)

2۔ بچوں کو فطری انداز میں تعلیم دینی چاہیے

بچوں کی ابتدائی تعلیم فطری انداز میں ہونی چاہیے۔ اس کا مطلب اور مفہوم سمجھاتے ہوئے درجِ ذیل

www.rahimia.org

ہدایت دی گئی:

’’بچے کی والدہ اس کی (پہلی) استانی ہوتی ہے، جو بچے کو قدرتی اور فطری طور پر تعلیم دیتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تین چار سال میں بچہ کھانا، پینا، بیٹھنا، اٹھنا، چلنا، پھرنا اور بولنا اپنی مادری زبان میں سبھی کچھ سیکھ جاتا ہے۔ پیدائش کے دن اگر اس کو لاکھ مرتبہ بتایا جاتا کہ یہ تیری والدہ ہے، وہ آواز تو سنتا ہے، مگر مطلب بالکل نہیں سمجھتا۔ اب (والدہ کی تعلیم کے بعد) ایک مرتبہ بتانے سے معلوم کرلیتا ہے کہ یہ ماموں ہے، یہ خالہ ہے، وغیرہ وغیرہ۔

غور کا مقام ہے کہ والدہ نے ایسے بے سمجھ اور کم استعداد بچے کو تین چار سال میں روزمرہ کی ضروریات سے پورا واقف بنادیا، لیکن ایسے واقف بچے کو اگر کسی معلم نے تین چار سال کے عرصے میں صحت کے ساتھ قرآن مجید بھی حفظ نہ کرایا تو کتنا افسوس ہے۔

اگر معلم اور استاذ قدرتی اور فطری طور پر تعلیم دیں تو بہت جلد ترقی اور استعداد ہو۔ قدرتی اور فطری تعلیم اس طرح پر ہے کہ ایک ایک چیز کو کئی کئی دنوں اور ہفتوں سکھایا جائے اور روزانہ اس کی مشق ہونی چاہیے۔‘‘ (23)

3۔ غلط طریقۂ تعلیم بچوں کو کُند ذہن بنا دیتا ہے

بچوں میں علم کے حصول کی استعداد بنیادی طور پر قدرت کی طرف سے رکھی گئی ہے۔ شاذ و نادر ہی کوئی بچہ اس سے محروم ہوتا ہے، لیکن غلط طریقۂ تعلیم بچے کی اس استعداد کو ختم کر کے رکھ دیتا ہے۔ اس حوالے سے درجِ ذیل تجربہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

’’اکثر معلم جو خود طریقۂ تعلیم سے ناواقف ہوتے ہیں، اپنی جہالت چھپانے کے لیے بچوں پر الزام لگایا کرتے ہیں کہ یہ لڑکے بالکل غبی اور کُند ذہن ہیں۔ ہاں! بچے اگر کند ذہن ہیں تو خود معلم کند ذہنوں کے استاذ ہیں۔ یعنی ان کی تعلیم کی بدولت وہ کند ذہن ہوگئے۔ جیسے پیدائش کے وقت کوئی بچہ شاذ و نادر ہی اندھا، لولا، لنگڑا ہوتا ہے۔ اسی طرح شاذ و نادر ہی کوئی بچہ کند ذہن بھی ہوتا ہے، مگر اس کے کیا معنی ہیں کہ بعض معلّموں کے اکثر شاگرد غبی اور کند ذہن ہوتے ہیں۔ یہ انھیں کی تعلیم کا نتیجہ ہوتا ہے، جسے وہ خود نہیں سمجھتے اور سمجھانے سے بُرا مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک انسان میں ہر طرح کی کم و بیش قابلیت اور استعداد رکھی ہے۔ (حدیثِ نبویؐ ہے:) ’’کُلُّ مولود یولد علیٰ الفطرۃ‘‘ (24) یعنی ہر ایک بچہ قابلیت پر پیدا ہوتا ہے۔ اس کے والدین اور مُربّی تعلیم و تربیت سے اسے اپنے جیسا بنا لیتے ہیں۔‘‘

اکثر دیکھا گیا ہے کہ بچے چھٹپن (چھوٹی عمر) میں ہوشیار اور ذہین ہوتے ہیں۔ ان میں

www.rahimia.org

تقلید اور نقل کرنے، بلکہ نقل کو اصل بنانے کا شوق ہوتا ہے۔ اپنے مربی اور عزیزوں کو جو کام کرتا دیکھتے ہیں، خود اس کے کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ خواہ وہ کام ان کی طاقت سے زیادہ ہی کیوں نہ ہو،... مگر طبیعت اور ہمت کے کمزور ہوتے ہیں۔ ذرا سی دیر میں ایک کام کو چھوڑ کر دوسرا شغل اختیار کرتے ہیں۔

اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ کیسا ہی دلچسپ مشغلہ ہو، بچے زیادہ دیر تک اس میں مشغول نہیں رہ سکتے۔ پس تعلیم میں بھی صبح و شام تک ایک ہی مضمون سے بچے خوش نہیں رہ سکتے۔ اگر قرآن مجید کے سبق کے بعد اُردو پڑھنا لکھنا بھی ساتھ ساتھ سکھایا جائے، یا کچھ وقفہ دیا جائے تو بچے خوش رہتے ہیں۔ اگر بچوں کے کسی کام کی تعریف کی جائے تو بہت ہی خوش ہوتے ہیں اور بار بار اس کام کو کرکے چاہتے ہیں کہ کوئی ہمارے کام کی داد دے اور تعریف کرے۔ بس اگر کوئی داد نہ دے اور تعریف نہ کرے تو اس کے حوصلے پست ہو جاتے ہیں۔

بچوں میں جھوٹ بولنے کی عادت نہیں ہوتی۔ اس لیے دوسروں کو بھی سچا جانتے ہیں، لیکن دوسروں کو جھوٹ بولتا ہوا یا دھوکہ اور فریب دیتا ہوا دیکھتے ہیں تو خود بھی جھوٹ بولنے اور فریب کرنے لگ جاتے ہیں۔ یہ تمام باتیں ان کی ہر طرح کی قابلیت اور استعداد پر دلالت کرتی ہیں۔

مگر افسوس کہ ان کی اس قابلیت سے کام نہ لے کر یا بے قاعدہ تعلیم دے کر ان کی سب لیاقت اور استعداد برباد کر دی جاتی ہے۔ یہ چھوٹے بچے ذہین اور ہوشیار معلوم ہوا کرتے ہیں اور بڑے ہو کر کند ذہن اور غبی بن جاتے ہیں؟ اور جو چھوٹی عمر میں لکھنے پڑھنے کی بڑے شوق سے نقل اُتارا کرتے تھے، اب وہ پڑھنے لکھنے سے ایسا بھاگتے ہیں جیسے غلیل سے کوا۔ اس کا زیادہ تر باعث طریقۂ تعلیم کا ہی نقص ہے۔

مثلاً انسان اور ہر ایک حیوان معتدل اور عمدہ غذا سے نشوونما پاتا اور قوی تندرست رہتا ہے۔ شوق و رغبت سے کھاتا پیتا ہے، لیکن یہی غذا جب غیر معتدل یا دیر ہضم یا اندازہ سے زیادہ دی جائے تو بیماری اور بدہضمی پیدا کرتی ہے۔ بھوک بند ہو کر غذا سے بعض اوقات سخت تنفر پیدا ہو جاتا ہے۔

اس طرح انسان کے دل کی غذا علم ہے، جو تمام لذتوں سے زیادہ لذیذ ہے۔ بشرطیکہ اعتدال کے ساتھ اور باقاعدہ ہو۔ اگر بے قاعدہ اور بے اعتدالی سے تعلیم دی جائے تو ضرور علم سے وحشت اور نفرت ہوگی۔

پس جو معلم بچوں کو مار پیٹ کر پڑھاتے ہیں، وہ طریقۂ تعلیم سے واقف نہیں۔ اپنی لاعلمی کا

www.rahimia.org

غصہ ناحق بچوں پر نکالتے ہیں۔ حال آں کہ وہ معصوم ہیں۔ مار سے بھاگنا طبعی امر ہے۔ پس مار کر پڑھانے والے معلم بچوں کو تعلیم سے بھگاتے اور علم سے نفرت دلاتے ہیں اور بچوں پر ناحق الزام لگاتے ہیں۔''(25)

مکاتیب و مدارس کے حالات کا تجزیہ اور اصلاحِ احوال کی ہدایات

اس تربیتی اجلاس منعقدہ رائے پور میں عمومی طور پر مکاتیب اور مدارس کی عملی صورتِ حال کا تحقیقی تجزیہ کیا گیا۔ چوں کہ مکاتیب کے قیام کا دائرہ بہت وسیع ہوگیا تھا، اس لیے ذمہ دار حضرات نے مدارس کی ان کمزوریوں اور خامیوں کو نوٹ کیا اور ان خرابیوں کو بھی دیکھا جو اگرچہ اس سلسلۂ مکاتیبِ قرآنیہ رائے پور سے منسلک نہ تھے، لیکن اپنی اپنی جگہ کسی نہ کسی جگہ مکتب چلا رہے تھے۔ چناں چہ عمومی طور پر اس سلسلے میں جو کوتاہی روا رکھی جاتی تھی، اس کا حقیقت پسندانہ جائزہ لیا گیا اور ان کے تدارُک کے لیے حکمتِ عملی وضع کی گئی۔ مکاتیب کے حوالے سے اہم تر بات یہ تھی کہ معلم کی خصوصیات کیا ہوں؟ مکتب کی عمارت اور مقام کیسا ہونا چاہیے؟ جہاں پوری دل جمعی کے ساتھ درس و تدریس کا کام کیا جا سکے اور ایک مکتب میں بچوں کو پڑھانے کے لیے درس و تدریس کا کیا اور کتنا سامان ہونا چاہیے۔ ایسے تمام اُمور پر تفصیل کے ساتھ اس تربیتی اجلاس میں غور و فکر ہوا۔ اور باہمی مشاورت کے بعد آخر میں ان تمام اُمور پر ہدایات جاری کی گئیں۔

الف: مدارس و مکاتیب کی صورتِ حال کا تجزیہ

رائے پور میں کی گئی اس تربیتی ورک شاپ میں مدارس اور مکاتیب کی صورتِ حال کا جو تجزیہ کیا گیا، وہ حقیقت کے انتہائی قریب تر اور منصفانہ ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس تربیتی اجلاس کے شرکا نے بڑی حقیقت پسندی کے ساتھ اپنی کمزوریوں اور خامیوں کا جائزہ لیا۔ چناں چہ اس حوالے سے جو تجزیہ کیا گیا، وہ درج ذیل ہے:

> ''یہ امر پوشیدہ نہیں کہ ہر ایک کاری گر کے لیے اَوزار اور ہر ایک سپاہی کے لیے ہتھیار کی ضرورت ہے۔ مِقراض (قینچی) اور سوئی دھاگے کے بغیر درزی، اور تیشہ، بسولہ، آری کے بغیر بڑھئی، قلم دوات کے بغیر منشی، پرکار، جدوَل کش، مِسطر کے بغیر نقشہ نویس کیا کر سکتا ہے۔ مگر ہمارے دینی مکتبوں میں اکثر دیکھا جاتا ہے کہ لڑکوں کے پاس قاعدہ نہیں۔ اگر قاعدہ ہے تو تختی نہیں۔ تختی ہے تو دوات نہیں، یا دوات میں سیاہی نہیں۔ سیاہی ہے تو قلم نہیں۔ مکتب میں لڑکے ہیں، مگر ان کے بیٹھنے کے لیے کافی جگہ نہیں۔ یا گرمی سردی، آندھی، لُو کا بچاؤ نہیں۔ یا بیٹھنے کے لیے بوریا ٹاٹ نہیں۔ نہ معلّموں کو ان باتوں کی طرف توجہ ہے۔ نہ بچوں کے سرپرستوں ہی کو کچھ

www.rahimia.org

خیال ہے۔

اکثر جگہ قابل اور لائق معلم نہیں۔ نہ طرزِ تعلیم درست ہے۔ نہ کوئی تعلیم کا نصاب مقرر ہے۔ بچوں سے تعلیم کے وقت یا اس کے بعد ایسے کارِ خدمت لیے جاتے ہیں، جو بچوں اور ان کے سرپرستوں کو ناگوار معلوم ہوتے ہیں۔ اکثر مکتبوں میں سزائے جسمانی کا زیادہ استعمال کیا جاتا ہے۔ بعض معلم باوجود تنخواہ پانے کے بچوں اور ان کے والدین سے کچھ نہ کچھ مانگتے اور فرمائش کرتے رہتے ہیں۔ اکثر معلم اپنا پورا وقت تعلیم میں خرچ نہیں کرتے۔ مدرسہ میں بیٹھے بیٹھے اپنا ذاتی کام کرتے رہتے ہیں۔ یا بچوں کو بے محافظ چھوڑ کر کہیں چل دیتے ہیں اور بچوں کو دنگا اور شرارت کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ اسی سبب سے سزائے جسمانی کی ضرورت پڑتی ہے۔ ایسی ہی وجوہات سے علم دین کی کمی اور عوام کی نظروں میں دینی مکتبوں کی بے قدری ہورہی ہے۔"(26)

ب: مدارسِ دینیہ اور مکاتیب کی اصلاح کے لیے ہدایات

مذکورہ بالا تجزیے کے بعد اصلاحِ احوال کے لیے جو ہدایات دی گئیں، ان میں بنیادی طور پر اس چیز پر زور دیا گیا کہ ایک معلم استاذ کی بنیادی خصوصیات کو ضرور ملحوظ رکھا جائے۔ اسی طرح تعلیم گاہ کا ماحول عمدہ ہونا انتہائی ضروری ہے۔ اس کے دیگر لوازمات بھی پورے کیے جانے چاہئیں۔ پھر دیگر سامانِ درس و تدریس، جن سے بچوں کو عام فہم انداز میں اسباق سمجھائے جاسکیں، ان کا ہونا بھی ضروری ہے۔ بالخصوص ریاضی اور حساب کی عملی مشق کے لیے ضروری چیزوں کا ہونا بنیادی حیثیت رکھنا ہے۔ اس حوالے جو ہدایات دی گئیں اور رہنمائی فراہم کی گئی، وہ حسبِ ذیل ہے:

الف: معلم کی خصوصیات

"بہرصورت معلم لائق، رحم دل، مدبر، مستقل مزاج، اپنے وقت اور ضابطہ کا پابند ہونا چاہیے۔ ایسا نرم بھی نہ ہو کہ لڑکوں کو سر پر چڑھالے۔ نہ ایسا سخت ہو کہ ہوّا (ڈرانے والا) بن جائے۔

ب: مکتب کی خصوصیات

تعلیم کا مکان بھی ایسی جگہ نہ ہو، جہاں خیالات منتشر ہونے کے اسباب ہوں۔ مثلاً بازار یا عام گزرگاہ میں، جہاں شور وغل یا کسی قسم کا تماشا ہو۔ ایسی جگہ پڑھنے پڑھانے میں یکسوئی نہیں ہوتی۔

www.rahimia.org

ج: درس و تدریس کے آلات اور سامان

معلم ہوشیار اور تعلیم دینے کا شوق رکھتا ہو تو اشیائے مندرجہ ذیل بہم پہنچاوے: اوراقِ ہندسہ۔ اوراقِ مفرادات۔ اوراقِ مدّ و لِین۔ اَشکال حروفِ مرکبہ۔ قطعاتِ حرکات و تنوین و سکون و تشدید و مد۔ علاماتِ جمع، تفریق، ضرب، تقسیم۔ مساوی سوال اور گنتی سکھانے کے لیے کسی قسم کی گولیاں، یا ریٹھے، یا اخروٹ، یا بادام، یا کھجوروں یا بیروں کی گٹھلیاں، یا تسبیح کے دانے، یا بال فریم — جو ایک لکڑی کا مربع شکل کا چوکھٹا ہوتا ہے۔ اس میں لوہے کی دس تاریں ہوتی ہیں اور ایک تار میں مختلف قسم کے رنگوں کے خرادے ہوئے گولے ہوتے ہیں — جو سرکاری مدارس میں گنتی اور پہاڑے وغیرہ سکھانے کے لیے مہیا کیا جاتا ہے۔ ان کے علاوہ تختہ سیاہ۔ گھڑی۔ گھنٹہ۔ مکان وسیع، جس میں گرمی سردی سے بچاؤ اور ہوا کی آمد و رفت بہ موجب قواعدِ حفظِ صحت کے ہو۔ بوریا۔ ٹاٹ۔ خوش خطی کی کاپیاں۔ مشق رنگین۔ نظم پروین۔ ارژنگ چین اور خوش خطی کاپیاں، جو سرکاری مدارس میں مروّج ہیں۔ حساب کے رسالے مروّجہ مدارسِ سرکاری۔ اگر کھیل اور ورزش کے سامان بھی ہوں تو بہتر ہے۔

غرض کہ حتیٰ الوسع جس چیز کی ضرورت ہو یا مفید ہو، اس کے بہم پہنچانے کی کوشش کی جائے۔ کوئی صاحب یہ خیال نہ کر بیٹھیں کہ جب تک تمام سامان جمع نہ ہو، تعلیم ہی شروع نہ کرائیں۔ پہلے لوگوں کے پاس سامانِ تعلیم اس قدر نہ تھا، پھر بھی ان کے حالات سن کر حیرت ہوتی ہے۔'' (27)

بچوں پر بے جا سختی کے بجائے ان کے مزاج کے مطابق تعلیم

بچوں کے معاملے میں اساتذہ، والدین اور سرپرستوں کی طرف سے جو بے جا سختیاں ہوتی ہیں، اس سلسلے میں غلط رویّے سامنے آتے ہیں، ان کا بھی جائزہ لیا گیا۔ اور تعلیم کا آغاز کرنے کے لیے جس بہتر حکمتِ عملی کی ضرورت ہوتی ہے، اس کی نشان دہی بھی کی گئی۔ اس سلسلے میں بچوں کے مزاج شناسی کے اصول کو مدِنظر رکھ کر کام کرنے کا مشورہ دیا گیا ہے۔ چناں چہ ''**تعلیم المعلّمین**'' میں تحریر ہے:

''بچوں کو ایسے طور تعلیم دینی چاہیے، جس سے وہ خوش ہوں۔ معلم سے محبت کریں۔ ان کو علم کا شوق پیدا ہو۔ اکثر جگہ اس کے برخلاف بچے مکتب کو قید خانہ، بلکہ موت اور استاد کو خون خوار بھیڑیا سمجھتے ہیں، اور ہے بھی اسی طرح۔ گھر میں جہاں بچوں نے کوئی دنگا شرارت کی تو والدین ان کو اس طرح سے ڈراتے ہیں کہ دیکھ تجھے حافظ جی صاحب کے سپرد کر دیں گے۔ گویا والدین کے نزدیک بھی حافظ صاحب ہوّا (ڈرانے والے شخص) ہیں۔ اور اکثر حافظوں کا مقولہ

www.rahimia.org

بھی سنا گیا ہے کہ ''صاحب بچے تو مارنے کے بغیر پڑھتے ہی نہیں۔''

اکثر جگہ دیکھا گیا ہے کہ والدین مار پیٹ کر بچوں کو مکتب میں بھیجتے ہیں۔ چار پانچ لڑکے جمع ہو کر ایک غریب بچے کو بُری طرح گھسیٹتے ہوئے لے جاتے ہیں۔ وہ بے چارہ مصیبت کا مارا چِلّاتا ہے۔ روتا ہے، چیختا ہے، شور مچاتا ہے۔ مگر کسی کو اس کے حالِ زار پر ترس اور رحم نہیں آتا۔ پھر مکتب میں لے جا کر اس کی خوب دُرگت ہوتی ہے۔ مار چھیت (پیٹ) کر اس کو قیدیوں کی طرح بٹھا دیتے ہیں۔ ایک دو مرتبہ طوطے کی طرح الف بے تے ثے کہلا کر کہہ دیا کہ جاؤ، یاد کر۔ صبح سے دوپہر تک وہ غریب اس قید میں کبھی روتا ہے۔ کبھی ہنستا ہے۔ کبھی دنگا شرارت کرتا ہے۔ کبھی چھٹی لینے کے لیے جھوٹے بہانے پیشاب اور پاخانہ کے بناتا ہے۔ بھلا وہ بچہ جو مکتب میں داخل ہونے سے پہلے شب و روز ہر وقت آزاد تھا، ہر گھڑی اس کی نئی کھیل، ہر دم اس کا نیا مشغلہ تھا، وہ دفعتاً (اچانک) مکتب میں آ کر صبح سے شام تک ایک ہی الف بے تے ثے کے مضمون میں کس طرح مشغول رہ سکتا ہے؟

بچوں کی مزاج شناسی کے اصول کو ہمیشہ ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیے۔ مناسب ہے کہ پہلے روز بچے کو نہلا دھلا کر، نئے کپڑے پہنا کر، حسبِ توفیق بچوں کے خوش کرنے کو مٹھائی لے کر، خوشی بہ خوشی محبت اور شوق سے مکتب میں لے جائیں۔ عموماً بدھ کا دن تعلیم شروع کرانے کے لیے پسند کیا گیا ہے، لیکن کارِ خیر اور ثواب میں تاخیر اور استخارے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب وقت ہاتھ سے جاتا ہو تو بدھ کے انتظار میں دیر کرنی مناسب نہیں ہے۔

معلمؔ اوّل بچے کو محبت اور شفقت سے اپنا مانوس بنا کر اس کی وحشت کو دور کرے۔ پھر **بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم** پڑھاوے۔ اور بچے کو تاکید کرے کہ ہر ایک کام کے شروع کرنے سے پہلے **بسم اللّٰہ** پڑھ لیا کرے۔ جب **بسم اللّٰہ** شریف یاد ہو جاوے تو الف با تا شروع کراؤ۔

چھوٹے چھوٹے بچوں کو قاعدے پر پڑھانے کی نسبت ورقوں پر پڑھانا مفید ثابت ہوا ہے۔ حروف مفرد جلی قلم سے چھپوا کر ان کے نیچے موٹا سا کاغذ چسپاں کر کے علاحدہ علاحدہ ایک ایک حرف کتر لیا گیا ہے۔ پس ہر ایک کاغذ کے ٹکڑے کو ـــــ جس پر ایک حرف جلی قلم سے لکھا ہوا یا چھپا ہوا ہے ـــــ ورق رکھا گیا ہے۔ اسی طرح ہندسوں کے ورق بھی چھاپے گئے ہیں۔ آئندہ جہاں کہیں ورق لکھا جائے گا، وہاں بھی حرفوں کے یا ہندسوں کے ورق مراد ہوں گے۔ بچوں کا پہلا سبق صرف دو ورق ہونے چاہئیں ا۔ ب۔ ان کی خوب شناخت کرا دو کہ یہ

www.rahimia.org

''الف'' ہے یا یہ ''ب'' ہے۔''(28)

اس کے بعد تفصیل کے ساتھ بچے کے ذہن کو پیشِ نظر کر کے تعلیم و تربیت کے طریقۂ کار کی وضاحت کی گئی ہے۔ اس کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ نے اپنے اس نظامِ مکاتیب و مدارس کو بہترین سطح پر چلانے کے لیے کس قدر عمدہ طریقۂ کار اور بہترین سلیقے سے اساتذہ کی تربیت کا انتظام کیا تھا۔ تاکہ بچوں کی تربیت پوری تعلیمی حکمتِ عملی اور انتہائی مہارت اور تجربہ کے ساتھ پایۂ تکمیل کو پہنچے۔

ان مدارس و مکاتیبِ قرآنیہ کا نصابِ تعلیم

قرآن کریم اور اردو دینیات کی تعلیم و تعلّم کے لیے حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ نے جو نصاب تیار کرایا، وہ انتہائی عام فہم اور بہت جلد بچوں کے ذہن کو ترقی کی طرف لے جاتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ آپؒ کے اس نصاب سے قبل ابتدائی بچوں کی دینی تربیت اور قرآن کریم کی فہم کے لیے اتنا اچھا اور عمدہ نصابِ تعلیم نہ تھا۔ آپؒ نے انتہائی مختصر نصاب بنوایا۔ اور اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ بالکل عام فہم ہے۔ قرآن کریم سمجھنے اور دین کے بنیادی اصول و عقائد اور احکامات جاننے اور یاد کرنے میں بے مثل ہے۔ چناں چہ آج بھی یہ نصاب برصغیر پاک و ہند کے تمام مدارس و مکاتیب میں جاری ہے اور اس نصاب کی بعض کتابیں تو اس قدر مشہور ہوئیں کہ آج نوجوانوں کی دینی ضروریات کے لیے بہت کافی ہیں اور زبانِ زدِ عام و خاص ہیں۔

''نورانی قاعدہ'' کی ترتیب و تدوین

قرآن کریم صحیح پڑھنے کے لیے اس کے عربی الفاظ کی ساخت اور شناخت کا جاننا، اس کے تلفظ کی ادائیگی کا صحیح ہونا، پھر حرکات و سکنات سے واقف ہونا، انتہائی ضروری ہے۔ قرآن فہمی کی ابتدا یہاں سے ہوتی ہے کہ عربی حروفِ تہجی کو صحیح طریقے پر قواعد و ضوابط کے مطابق پڑھا جائے۔ الفاظ کی درست ادائیگی نہ ہو تو معانی اور مفہوم کا سمجھنا انتہائی مشکل، بلکہ بے معنی بات ہے۔

اس لیے قرآن فہمی کی اس ابتدائی منزل کو آسان کرنے کے لیے حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ نے ایک قاعدہ مرتب کرایا۔ چناں چہ اپنے مدارس و مکاتیب کے ناظم حضرت مولانا نور محمد لدھیانویؒ (جو کہ حضرت میاں عبدالرحیم سہارن پوریؒ کے خلیفہ مجاز بھی ہیں) سے اس سلسلے میں مشورہ فرمایا اور چند رہنما اصول دے کر انھیں قاعدہ ترتیب دینے کا کام سونپا۔ انھوں نے قاعدہ مرتب کر کے حضرت اقدس رائے پوریؒ کی خدمتِ عالیہ میں پیش فرما دیا۔ حضرت اقدسؒ نے نظرِ ثانی فرما کر اس کا نام مولانا نور محمد لدھیانویؒ کے

www.rahimia.org

نام کی مناسبت سے ''نورانی قاعدہ'' تجویز فرمایا اور قرآن پاک پڑھانے سے پہلے اس نورانی قاعدے کو سلسلۂ تعلیم القرآن کے نصاب میں شامل فرما دیا۔

چناں چہ خود مولانا نور محمد لدھیانویؒ لکھتے ہیں:

''اس کی ضرورت تھی کہ کوئی اس قسم کا قاعدہ تیار کیا جائے، جس سے بچوں میں (قرآنی الفاظ) کے ہجے کرنے اور رواں پڑھنے کی کافی استعداد پیدا ہوجائے۔ اس مطلب کے لیے احقر نے اپنے خیالِ ناقص کے موافق نورانی قاعدہ مع طریقۂ تعلیم تیار کیا۔ جسے حضرت اقدس مولانا مولوی حاجی عبدالرحیم شاہ صاحب نور اللہ مرقدۂ رائے پوری نے بہ نظر قدر دانی پسند فرمایا اور مدارسِ تعلیم القرآن کے نصاب میں داخل کیا۔''(29)

حضرت اقدس عالی رائے پوری قدس سرہٗ کے فیضانِ نظر سے یہ نورانی قاعدہ اتنا مشہور و معروف ہوا کہ آج برصغیر کا کوئی ابتدائی مکتب اور مدرسہ ایسا نہیں، جس میں تعلیم کا آغاز اس نورانی قاعدہ سے نہ ہوتا ہو۔ ہر جگہ ابتدائی نصاب میں یہ قاعدہ ضرور شامل ہے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ اگر نورانی قاعدہ صحیح طریقے سے پڑھ لیا جائے تو قرآن کریم کا صحیح ادائیگی کے ساتھ پڑھنا انتہائی آسان ہوجاتا ہے اور مختصر مدت میں قرآن پڑھنا آجاتا ہے۔

فجزاهم الله عنّا وعن سائر المسلمين خير الجزاء.

''تعلیم الاسلام'' اور ''اصولِ اسلام'' کی ترتیب و تدوین

ابتدائی مدارس و مکاتیبِ قرآنیہ میں جہاں قرآن کریم کو پوری صحت اور درستگی کے ساتھ حفظ و ناظرہ کا انتظام اعلیٰ پیمانے پر قائم کیا گیا تھا، وہاں حضرت اقدس رائے پوریؒ نے اس چیز کو بھی پیش نظر رکھا کہ بچوں کو ابتدا سے ہی دین اسلام کے بنیادی عقائد، طہارت، نماز اور روزہ وغیرہ کے ضروری مسائل اور احکامات عام فہم انداز میں یاد کرا دیے جائیں۔ تاکہ ایک مسلمان کے لیے جن بنیادی فرائض کی ادائیگی لازمی اور ضروری ہے، اس کی مشق اور عادت بچپن سے ہی ہوجائے۔ اور آئندہ زندگی میں کسی بھی شعبے میں جا کر خدمات سرانجام دے، لیکن ابتدائی دینی احکامات اور ضروری مسائل کی پختگی ابتدائی تعلیم کے ساتھ ہی اس کی عادتِ ثانیہ بن جائیں۔

اس پس منظر میں حضرت اقدس رائے پوریؒ نے یہ تقاضا محسوس کیا کہ دینی مسائل کے حوالے سے ایک عام فہم کتاب ترتیب دی جائے، جس سے استفادہ آسان ہو۔ چناں چہ آپؒ نے مفتی اعظم حضرت مفتی محمد کفایت اللہ دہلویؒ سے اس کا تذکرہ فرمایا اور چند رہنما اصول دے کر ایک کتاب مرتب کرنے کا ارشاد فرمایا۔ چناں چہ حضرت مفتی صاحبؒ نے حضرت اقدسؒ کے ارشاد کی تعمیل میں ضروری مسائل پر ایک

www.rahimia.org

کتاب لکھی اور اس پر نظر ثانی کے لیے رائے پور تشریف لائے۔ حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ نے کتاب ملاحظہ فرمائی۔ بچوں کی استعداد کے پیشِ نظر اس کے چار حصے بنا دیے اور ''تعلیم الاسلام'' اس کا نام تجویز فرمایا۔ اسی طرح عقائد پر جو عام فہم کتابچہ لکھا تھا، اس کو ملاحظہ فرما کر ''اصولِ اسلام'' کا عنوان دیا گیا۔ اس طرح عقائد اور فقہ کے یہ عام فہم رسائل بچوں کی تعلیم کے لیے نصاب میں داخل کر دیے گئے۔

خدا کی شان ہے کہ ''تعلیم الاسلام'' کو اس قدر شہرت حاصل ہوئی کہ آج ہر گھر میں نماز روزہ کے ضروری مسائل کی تعلیم کے لیے یہ کتاب ضرور موجود ہوتی ہے۔

یہ کتاب سوال و جواب کی صورت میں ہے۔ اس کا پیرایۂ بیان انتہائی آسان اور عام فہم ہے۔ بچوں کے ذہن کے مطابق ہر سوال کا بڑا واضح اور غیر مبہم جواب دیا گیا ہے۔ گویا اس طرح بڑی آسانی کے ساتھ دین کے بنیادی مسائل ضرور یہ یاد ہو جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں سلیس اور پختہ اردو میں کتاب تحریر کی گئی ہے۔ اس کی تعلیم سے اردو کی اصلاح بھی بہت حد تک ہو جاتی ہے۔

برعظیم پاک و ہند و بنگلا دیش کا کوئی ابتدائی مکتب آج ایسا نہیں، جہاں اس کتاب کو بچوں کے نصاب میں شامل نہ کیا گیا ہو۔ یہ سب حضرت اقدس رائے پوریؒ کے فیضان اور توجہ کی برکات ہیں۔

حضرت مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ دہلویؒ کو حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ سے بڑا تعلق تھا۔ حضرت مفتی صاحبؒ حضرت اقدس شیخ الہند قدس سرہٗ اور حضرت رائے پوری قدس سرہٗ سے بہت خصوصی اختصاص رکھتے تھے۔ یہ دونوں حضرات بھی اپنی مجالس میں حضرت مفتی صاحبؒ کی استعداد اور صلاحیت کا اعتراف کیا کرتے تھے۔ حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ کے بارے میں حضرت مفتی کفایت اللہ دہلویؒ تحریر فرماتے ہیں:

> ''مولانا و سیدنا مولوی عبدالرحیم صاحب قصبہ رائے پور ضلع سہارن پور میں قیام پذیر ہیں۔ بے نظیر سچائی رکھنے والے، متبع حق، صاف باطن، رہنمائے طریقت، صاحبِ سوز و گداز، متواضع، منکسر المزاج ہیں۔ ہم نے آپ کی تواضع و انکساری کی مثال نہ دیکھی اور نہ سنی۔
>
> اولیاء اللہ کی پہچان یہ ہے کہ ان کی خدمت میں جانے سے، ان کی زیارت سے خدائے تعالیٰ یاد آجائے۔ یہ بات حضرت مولانا میں ہر کس و ناکس کے مشاہدے میں آجاتی ہے۔ بدعت کے دشمن، سنت کے عاشق، اشاعتِ کلام اللہ کے اسباب مہیا کرنے میں محو، صاحبِ تاثیر ہیں۔ حضرت مولانا گنگوہیؒ بسا اوقات آپ کا نام لے کر تعریف فرمایا کرتے تھے اور حضرت موصوف (حضرت گنگوہیؒ) کو آپ کے ساتھ ایک خاص اُنس اور وابستگی تھی۔ آپ کا روحانی فیض بہ کثرت تشنہ لبانِ معرفت کو سیراب کر رہا ہے۔ خدائے تعالیٰ آپ کی عمر میں برکت اور

www.rahimia.org

فیض میں وسعت عطا فرمائے (آمین!)''(30)

حضرت مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ دہلویؒ نے اپنے عربی اشعار میں آپ کی تعریف کچھ اس طرح سے کی ہے۔ اردو ترجمہ ملاحظہ ہو:

''مولانا عبدالرحیم کو تم سچائی کا حلیف دیکھو گے۔ وہ برگزیدہ خلق اور عہد و اقرار کو پورا کرنے والے ہیں۔''(31)

مدارسِ قرآنیہ کے نصاب میں حساب اور ریاضی کی تعلیم

مدارس و مکاتیبِ قرآنیہ میں قرآن پاک اور اردو دینیات، تعلیم الاسلام کے علاوہ گنتی، حساب اور ریاضی پر پوری توجہ دی جاتی تھی۔ جیسا کہ گزشتہ سطور میں گزر چکا' اس کے لیے سرکاری سکولوں میں ریاضی کی جو کتاب ہوتی تھی، بچے کی استعداد کے مطابق اسے پڑھایا جاتا تھا۔ البتہ بالکل ابتدائی بچوں کے لیے آپؒ نے بھی ایک قاعدہ مرتب کرایا تھا، جسے اردو قاعدہ کے آخر میں لگا دیا گیا تھا۔ اس سلسلے میں پڑھانے کے لیے ہدایات دی گئی تھیں۔ عام طور پر مدارس کے اساتذہ کے نزدیک حساب کے مضمون کی کوئی اہمیت نہیں ہوا کرتی۔ اس لیے بہ طورِ خاص اس سلسلے میں ہدایات دی گئیں۔

چناں چہ ''تعلیم المعلّمین'' میں تحریر ہے:

''سلسلۂ مدارسِ حفظ القرآن متعلقہ مدرسہ فیض ہدایت رحیمی رائے پور ضلع سہارن پور کے نصابِ تعلیم میں قرآن مجید کے ساتھ ساتھ بہ قدر گنجائش گنتی، حساب اور اُردو میں فقہ اور عقائد کے رسالے اور اُردو لکھنا بھی شامل ہے۔

مسلمانوں کو حساب کی طرف بالکل توجہ نہیں، حال آں کہ یہ ایک دلچسپ مضمون ہے۔ اس میں غور اور فکر کرنے اور سوچنے سمجھنے کی بھی مشق ہوتی ہے۔ اس لیے اردو کے قاعدے میں پہلے ہندسے لکھے گئے ہیں اور ان کے پڑھانے کی ہدایتیں بھی بہ طور حاشیہ کے بتائی گئی ہیں۔''(32)

اس کے بعد حساب اور گنتی سکھانے کا عام فہم طریقہ بتلایا گیا۔ پھر حساب پڑھانے کے سلسلے میں بنیادی رہنمائی دی گئی ہے۔ اس سلسلے کی ہدایت تحریر فرماتے ہیں:

''آپ بچوں کی صرف رہنمائی کریں اور ان کی غلطیوں کی اصلاح کرتے رہیں۔ حساب میں عقل کا کام ہے اور سب بچوں کی عقل برابر نہیں ہوتی۔ پس آپ کو چاہیے کہ کمزور اور کم عقل بچوں پر زیادہ توجہ رکھو۔ کمزور اور کند ذہن لڑکوں سے صبر اور تحمل کے ساتھ کام لینا چاہیے۔ اکثر معلم' کمزور بچوں کو غلط جواب دینے پر مارتے ہیں۔ یاد رہے کہ مارنے سے بچے اَور (مزید) کند ذہن ہوں گے۔ آپ کو اپنا طرزِ تعلیم دلچسپ، عام فہم اور آسان کرنا چاہیے اور بچوں کی

www.rahimia.org

قابلیت کے مطابق بچوں سے کام لینا چاہیے۔‘‘(33)

اس کے علاوہ ان مدارس میں اس پر بھی زور دیا جاتا تھا کہ اُردو لکھنا، پڑھنا اچھی طرح آنا چاہیے۔ اُردو نثر پر گرفت مکمل ہونی چاہیے اور نظم پڑھنے کا صحیح اسلوب اور طریقہ بھی بچوں کو سکھایا جانا چاہیے۔ اس حوالے سے ہدایات اور رہنمائی دی جاتی تھی۔

آخری بات جو استاذ کے لیے بہ طور ہدایت کے تحریر کی گئی ہے، وہ بڑی اہم اور بنیادی ہے کہ استاذ کا کام نصاب کا عبور کرنا نہیں ہے، بلکہ بچے کے اندر تعلیم کی استعداد اور شوق پیدا کرنا ہے۔ چناں چہ تحریر فرماتے ہیں:

’’بچوں پر اُن کی استعداد سے زیادہ بوجھ ڈالنا‘ ان کی استعداد کو خراب کرنا ہے۔ معلم کی قابلیت اور لیاقت بچوں میں استعداد اور شوق پیدا کرنا ہے۔ شوق اور استعداد سے جس قدر بھی تعلیم ہوگی‘ عمدہ ہوگی اور جلدی بھی۔ استعداد کے بغیر مضمونوں کا ختم کرا دینا چنداں (کچھ) مفید نہیں۔‘‘(34)

رائے پوری مدارسِ قرآنیہ کا نظامِ امتحانات

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ نے اپنے مدارسِ قرآنیہ میں جس طرح تعلیم و تربیت اور نصاب وغیرہ کا نظام انتہائی عمدہ طریقے پر قائم فرمایا تھا، اسی طرح ان مدارس کے طلبا کی تعلیمی کیفیت کی جانچ پڑتال کے لیے امتحانات کا نظم بھی بہتر انداز میں قائم فرمایا تھا۔ تاکہ مدارس کی کارکردگی کا صحیح اندازہ ہوتا رہے اور جہاں کمزوری نظر آئے، اسے حکمتِ عملی سے دور کیا جاسکے۔

چناں چہ بسا اوقات امتحانات کے لیے اور مدارس کا جائزہ لینے کے لیے حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ خود بھی اسفار فرماتے تھے۔ نیز ان سفروں میں اصلاح و تربیت کا کام بھی ہوتا تھا۔ چناں چہ ایک مکتوبِ گرامی میں اپنے ایک سفر کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

’’اب ارادہ بندہ کا مدارس کی وَجہ سے پنجاب کی طرف جانے کا ہے۔ گمتھلہ، خان پور اور رائے پور گوجراں سب جگہ جانا ہوگا۔ غالبًا ایک ماہ اس سفر میں صَرف ہوگا۔‘‘(35)

اسی طرح مختلف مقامات کے مدارس میں طلبا کی تعلیمی کیفیت سے بھی آگاہی رکھتے تھے۔ طالبِ علم کی مناسبت کا خیال کرتے ہوئے ایک جگہ سے دوسری جگہ تبدیل فرما دیتے تھے۔ اس سلسلے میں متعلقہ مدرسے کے ذمہ دار کو تعلیمی ہدایات بھی دیتے تھے۔ چناں چہ ایک طالبِ علم کو حضرت اقدس بہاول نگریؒ کی خدمت میں بھیج کر لکھتے ہیں:

’’امید یہ ہے کہ ان کی تعلیم جناب کی خدمت میں خصوصیت کے ساتھ اچھی ہوگی۔ وقت

ضائع نہ ہو۔ آپ ان کو اپنی خدمت میں رکھیں اور ان کی تعلیم کا اِلتزام کرنا قبول فرمالیں۔'' (36)

اسی طرح اپنے کچھ عزیز طلبا کی تعلیمی حوالے سے حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

''برخوردار حافظ محمد اشفاق اور احمد حسن کی تعلیم کی کیفیت معلوم ہوکر بہت خوشی ہوئی۔ حق تعالیٰ آپ کے فیضان سے ان کو مستفیض کریں۔'' (37)

اسی طرح تعلیم و تربیت کے لیے ایک طالبِ علم کو حضرت اقدس بہاول نگریؒ کے پاس بھیجا گیا تو سابقہ مدرسے میں اس کے تمام کوائف اور حالات سے آگاہ کیا گیا۔ اس کی تربیت کے سلسلے میں چند ہدایات دی گئیں۔ حضرت اقدس رائے پوریؒ کی طرف سے مولانا نور محمد لدھیانویؒ نے ایک مکتوب حضرت بہاول نگریؒ کو لکھا، جس میں تحریر ہے:

''گزارش ہے کہ مولوی اللہ بخش صاحب سکنہ جونی کلاں مقیم بڈھن پور ضلع انبالہ ایک طالب علم کو جناب کی خدمت میں بہ غرضِ تعلیم بھیجیں گے۔ اور اس طالبِ علم کے احوالاتِ خواندگی، و حالات و عاداتِ (زندگی) سے اطلاع دیں گے۔ آپ اس طالبِ علم کو اپنے اَور (دیگر) طالبِ علموں کی طرح اپنے پاس رکھیں۔ اور ان کے سبق وطبق (کھانے) کا انتظام کریں۔ اور اس کے اَخلاق و عادات و تعلیم و تربیت کا خیال رکھیں۔ والسلام۔ راقم الحروف نور محمد لدھیانوی حسب الارشاد حضرت مولانا صاحب مدظلہٗ العالی رائے پوری۔'' (38)

اسی طرح اپنے تمام مدارس و مکاتیبِ قرآنیہ کی قرار واقعی کارکردگی حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کے سامنے ہوتی تھی۔ اور جہاں جس تبدیلی کی ضرورت محسوس فرماتے، تبدیلی فرمایا کرتے تھے۔

نیز تعلیم و تربیت کے حوالے سے آپؒ سب سے زیادہ اعتماد حضرت اقدس مولانا اللہ بخش بہاول نگریؒ پر فرمایا کرتے تھے۔ کیوں کہ درسِ نظامی کی کتابوں کی تعلیم اور درس و تدریس سے انھیں خاص شغف تھا۔ اس لیے ذی استعداد طلبا کو حضرت بہاول نگریؒ کی خدمت میں ہی تعلیم کے لیے بھیجا جاتا تھا۔

البتہ تعلیمی کارکردگی دیکھنے کے لیے اور مزید رہنمائی کے لیے وقتاً فوقتاً خود سفر فرمایا کرتے تھے۔ جس کے بہت مفید نتائج پورے علاقہ پر مرتب ہوتے تھے۔ اصلاح و تربیت کے کام کو وسعت ہوتی تھی۔ اس سلسلے میں خود بھی اور دیگر اکابرین کے ساتھ بھی مختلف علاقوں کے اسفار ہوا کرتے تھے۔ چناں چہ بہاول پور کے ایک سفر کے متعلق حضرت بہاول نگریؒ کو ایک مکتوبِ گرامی میں تحریر فرماتے ہیں:

شاید بروز سہ شنبہ (منگل) مؤرخہ ۲۵/ربیع الثانی (۱۳۲۹ھ) مطابق ۲۵/اپریل (1911ء) شام کے چھ بجے جو گاڑی سہارن پور سے چلتی ہے، اس میں احقر بہ معیت جناب مولانا مولوی

www.rahimia.org

خلیل احمد صاحب (سہارن پوری)، مولانا مولوی اشرف علی صاحب (تھانوی) بہ قصدِ بہاول پور سوار ہوکر روانہ ہوں گے۔

وہ (گاڑی) معلوم نہیں کہ کس وقت بہاول نگر پہنچے گی۔ شاید بروز چہارشنبہ ۲۶؍ تاریخ کی صبح کو بہاول نگر پہنچنا ہوگا۔ آپ اس گاڑی پر ضرور تلاش کرلیں۔ شاید ملاقات کا موقع مل جائے۔ آپ سے ملنے کو دل چاہتا ہے۔ مگر وہاں فرصت اُترنے کی نہ ملے گی۔ اطلاعاً تحریر کیا۔'' (39)

جب تک حضرت اقدس رائے پوریؒ کی صحت ٹھیک رہی، اس سلسلے میں آپؒ مسلسل اسفار فرماتے رہے، لیکن بیماری کے سبب طبیعت بگڑنے لگی اور سفر کرنے کی ہمت نہ رہی تو مجبوراً طویل اَسفار ترک کردیے۔ اس سلسلے میں حضرت بہاول نگریؒ کے نام ایک مکتوبِ میں تحریر فرماتے ہیں:

''بندہ اب سفر کرنے کے قابل نہیں رہا ہے۔ جب تک طاقت رہی' شریکِ جلسہ ہوتا رہا ہے۔ جناب پریزیڈنٹ (ریجنسی کونسل ریاست بہاول پور مولانا رحیم بخش) صاحب کی خدمت میں عذر لکھ دیا ہے۔ جناب مولوی غلام قادر صاحب (مہتمم مدرسہ صادقیہ عباسیہ منچن آباد) کا والا نامہ آیا تھا۔ بندہ نے ان کی خدمت میں بھی عذر لکھ دیا ہے۔'' (40)

جب مدارس کی تعداد میں خاصا اضافہ ہوگیا، اس کے نظام کو مربوط کرنے کی ضرورت پیدا ہوئی تو تعلیم و تربیت کے انتظامی امور اور امتحانات کے معاملات کے لیے حضرت مولانا نور محمد لدھیانویؒ کو ناظم مقرر فرمادیا تھا۔ چناں چہ وہ امتحانات کی نگرانی فرمایا کرتے تھے اور اس سلسلے میں پورا شیڈول مرتب کیا جاتا تھا۔ امتحانات لینے والے حضرات کو اطلاعات دی جاتی۔ متعلقہ مدارس کو خطوط لکھے جاتے۔ اس طرح ایک مربوط نظامِ امتحانات ترتیب دے دیا گیا تھا۔ حضرت بہاول نگریؒ بھی مختلف مدارس کا امتحان لیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ انھیں مختلف مدارس کے امتحانات کا جو شیڈول بھیجا گیا، وہ مولانا نور محمد صاحب کے قلم سے کچھ اس طرح سے ہے:

''آپ اپنی تاریخ تشریف آوری سے مولوی عبداللہ صاحب کو موضع بڈھن پور ڈاک خانہ منی مزرعہ تحصیل کھررڑ (خان پور ضلع انبالہ) میں اور حاجی عبدالعزیز صاحب کو ''کھررڑ'' (خان پور) میں اطلاع دیں۔

اور خان پور چنی نگل وغیرہ مدارس کا امتحان لے کمتھلہ کے مدرسہ کا امتحان لیویں۔ مولوی عبداللہ صاحب جناب کے ہمراہ ہوں گے۔

اگر احقر کو موقع ملا تو انشاء اللہ کسی مقام پر جناب سے ملوں گا سرہند پہنچ کر، یا خان پور پہنچ

کر۔ نیز احقر کو بھی اطلاع دیں۔ والسلام فقط نور محمد، رائے پور"

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان مدارسِ قرآنیہ کا نظامِ امتحان بھی بڑا مربوط اور بہتر انداز میں کام کرتا تھا اور یہ اس لیے کہ حضرت اقدس رائے پوریؒ کو بڑی فکر رہتی تھی کہ تعلیم و تربیت میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے۔ بچوں کی تربیت صحیح نہج پر جاری رہنی چاہیے۔

حضرت عالی رائے پوریؒ کی قرآنی خدمات؛ حضرت شیخ الہندؒ کی نظر میں

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ اور حضرت اقدس شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی قدس سرہٗ اپنے وقت کی دو ایسی عظیم الشان شخصیتیں ہیں کہ جن کے قلب و روح اور طبائع اس قدر ایک دوسرے سے ملتی ہیں کہ ان کی عادات واطوار، شعور وافکار اور جدوجہد میں بڑی یکسانیت نظر آتی ہے۔ ان دونوں میں جو باہمی تعلق ومحبت تھا، اس کی صرف مثال ہی دی جاسکتی ہے کہ یہ "یک جان اور دو قالب" تھے۔

حضرت اقدس رائے پوری کے وصال پر حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے "دردِ دل" کے نام سے جو دل فگار مرثیہ لکھا ہے، اس میں ان دونوں کے عشق ومحبت اور باہمی تعلق کی کچھ وضاحت ہوجاتی ہے۔ فرماتے ہیں ع

یہ سب ہے ، پر مصیبت ایک ان سب سے زیادہ ہے
سناؤں ، پر ذرا دل کو پکڑنا تھامنا ہوگا
کلیجہ منہ کو آجاتا ہے جب یہ سوچتا ہوں میں
کہ کیا کچھ حال تیرا اے "اسیر مالٹا" ہوگا
انھیں جو تم سے نسبت تھی ، اسے وہ خوب سمجھے گا
کہ جس نے قیس کا ، فرہاد کا قصہ سنا ہوگا
وہ عاشق تھا تمھارا اور تمھارے تذکرہ کا بھی
کوئی ایسا ترا شاید ہی مشتاق لقا ہوگا
تمھارے ذکر سے جس کے بدن میں جان آتی تھی
تمھاری فکر میں ہی کیا خبر تھی وہ فنا ہوگا
زمین والوں کے مجمع میں ، نہ اس نے جب تجھے پایا
فلک پر ، اب ملائک کی صفوں میں ڈھونڈتا ہوگا

www.rahimia.org

وصیت کی کچھ حسرت بھرے الفاظ میں اس نے

نہیں معلوم شاید یہ نہ ہوگا ، یا ہوا ہوگا

ان دونوں حضرات کے تعلق باہمی کی انتہا یہ ہے کہ کسی معاملے پر ان کے سوچنے سمجھنے اور نتائج تک پہنچنے کے انداز میں بڑی یکسانیت پائی جاتی ہے۔ پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ عمل میں بھی مکمل اشتراک واتحاد نظر آتا ہے۔

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ نے قرآنی تعلیمات کی نشر واشاعت اور دور دراز پس ماندہ علاقوں میں اس کے پھیلاؤ کے لیے جو تحریک پیدا کی تھی، اس کی تفصیلات گزشتہ صفحات میں بیان ہوچکی ہیں۔ حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ اپنے محبوب اور سب سے قابل اعتماد شاگرد امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے ساتھ قرآنی تعلیمات کے پھیلاؤ کی اس تحریک کے ایک حصے میں برابر کے شریک وسہیم ہیں۔ یعنی نظارۃ المعارف القرآنیہ کے حوالے سے جو تحریک قرآن کریم کو عام فہم انداز میں سمجھنے کی شروع ہوئی اور مساجد میں دروسِ قرآن کے سلسلے کو جس طرح وسعت دی گئی، وہ حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ اور حضرت اقدس رائے پوریؒ کے زرخیز دماغ کی تیار کردہ تھی اور جس کے نتائج گو دیر سے سہی، لیکن بڑے اچھے اور جان دار ثابت ہوئے۔

حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ نے ابتدائی بچوں میں پس ماندہ علاقوں اور جہالت زدہ دیہاتوں میں جو قرآن پڑھنے پڑھانے اور سمجھنے سمجھانے کے حوالے سے کام کیا، حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کی نظر میں اس کی بڑی قدر و وقعت تھی۔ چناں چہ انھوں نے حضرت اقدس رائے پوریؒ کے وصال پر جو مرثیہ ''مسدسِ مالٹا'' کے عنوان سے لکھا ہے، اس میں آپؒ کو ان زبردست الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں:

چشمۂ فضل و معدن احسان
کاشف رمز علم القرآن
عمل صدق قول فخر زماں
خیرکم مَن تعلّم القرآن
زینت و زیب الف ثانی مُرد
شاہ عبدالرحیم ثانی مُرد

ہوئے عثمان جامع قرآن
دِہ بہ دِہ تم تھے ، قاسم فرقان
تم بلاشک تھے ، نائب عثمان
آج سنسان کیوں نہ ہو میدان

www.rahimia.org

زینت و زیب الف ثانی مُرد
شاہ عبدالرحیم ثانی مُرد

محی علم تھے امامِ غزال
تم تھے احیا کنندۂ اعمال

کرتے تھے مردہ سنتوں کو بحال
آج ان کی کرے گا کون سنبھال

زینت و زیب الف ثانی مُرد
شاہ عبدالرحیم ثانی مُرد

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ نے قرآنی تعلیمات کے پھیلاؤ کے لیے جو کچھ کیا، اس حوالے سے دونوں حضرات کی سوچ اور فکر ایک ہی تھی۔ ایک طرف حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ مالٹا میں بیٹھ کر جو فکر سوچ رہے ہیں اور مسلمانوں کو مصائب سے نکالنے کے لیے قرآن کے پھیلاؤ کے لیے حکمتِ عملی ترتیب دے رہے ہیں تو دوسری طرف حضرت اقدس رائے پوریؒ اس پر عمل کر رہے ہیں اور اس حوالے سے تحریک برپا کیے ہوئے ہیں۔

حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ جب مالٹا کی قید سے واپس ہندوستان تشریف لاتے ہیں تو قرآنی تعلیمات کے پھیلاؤ کے حوالے سے جو کچھ آپؒ نے ارشاد فرمایا اور مسلمانوں کو تباہی سے نکالنے کے لیے جس حل پر آپؒ پہنچے ہیں، وہ بعینہٖ وہی ہے جو حضرت اقدس رائے پوریؒ کی سوچ اور فکر تھی اور مکاتیب و مدارس قرآن کا سلسلہ شروع فرمایا تھا۔ اس حوالے سے دونوں کے فکر و عمل میں بڑی یکسانیت اور اتحاد نظر آتا ہے۔

حضرت شیخ الہندؒ نے مالٹا کی قید سے واپس آنے کے بعد دیوبند میں علما کے ایک بڑے مجمع کے سامنے ارشاد فرمایا:

”میں نے جہاں تک جیل کی تنہائیوں میں اس پر غور کیا کہ پوری دنیا میں مسلمان دینی اور دنیوی ہر حیثیت سے کیوں تباہ ہو رہے ہیں تو اس کے دو سبب معلوم ہوئے:

۱۔ ایک ان کا قرآن کو چھوڑنا۔

۲۔ دوسرے ان کے آپس کے اختلافات اور خانہ جنگی۔

اس لیے میں وہیں سے یہ عزم لے کر آیا ہوں کہ اپنی باقی زندگی اس کام میں صرف کردوں کہ:

۱۔ قرآن حکیم کو لفظاً و معناً عام کیا جائے۔

۲۔ بچوں کے لیے لفظی تعلیم کے مکاتیب ہر بستی بستی میں قائم کیے جائیں۔

www.rahimia.org

۳۔ بڑوں کو عوامی درسِ قرآن کی صورت میں اس کے معانی سے روشناس کرایا جائے اور قرآنی تعلیمات پر عمل کے لیے آمادہ کیا جائے۔

ب: اور مسلمانوں کے باہمی جنگ وجدال کو کسی قیمت پر برداشت نہ کیا جائے۔"(41)

چناں چہ حضرت اقدس شیخ الہندؒ نے اس کے بعد دیوبند میں ایک حلقہ درسِ قرآن قائم فرمایا۔ جن میں خود حضرتؒ درسِ قرآن دیا کرتے تھے اور جس میں بڑے بڑے مشاہیر حضرت اقدس مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور مفتی محمد شفیعؒ وغیرہ حضرات شریک ہوا کرتے تھے۔

ملاحظہ فرمایئے دونوں بزرگوں کی سوچ، فکر اور نتائج میں کس قدر ہم آہنگی اور یکسانیت ہے کہ یہ دونوں حضرات ایک ہی نہج پر مسلمانون کی تباہ حالی پر نوحہ کناں ہیں اور ایک ہی حل پیش فرماتے ہیں کہ قرآن کریم سے اپنا تعلق مضبوط کرنے سے ہی تباہی کا دور ختم ہوگا۔ پھر یہ تعلق بھی ایسا جو پوری سمجھ اور فہم و بصیرت کے ساتھ ہو، لفظی اور معنوی درستگی کے ساتھ ہو اور اجتماعی مسائل کے حل کرنے کی بنیاد پر ہو۔

ان دونوں حضرات کے باہمی تعلق کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ دونوں نے اپنی عدم موجودگی کے زمانے میں اپنے اپنے متعلقین اور تربیت یافتگان کو ایک دوسرے کے سپرد کر دیا تھا۔ چناں چہ حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ جب حجاز تشریف لے گئے تو اپنے تمام شاگردوں کو حکم دیا کہ میرے بعد حضرت اقدس رائے پوری کو تمام اُمور میں میری طرح سمجھنا۔ چناں چہ تمام حضرات بہ شمول حضرت مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور علامہ شبیر احمد عثمانیؒ وغیرہ تمام حضرات نے اپنا تعلق حضرت اقدس رائے پوریؒ سے رکھا۔ یہی وہ پس منظر ہے کہ حضرت اقدس رائے پوریؒ کے وصال پر مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اپنے مرثیے میں درجِ ذیل اظہار کرتے ہیں: ع

چلے ہیں آپ ، اور محمود بھی آنے نہ پائے تھے
اسے تو غالبًا دل آپ کا بھی جانتا ہوگا
گئے ہو چھوڑ کر محمود کی اولاد کو کس پر
اگر ہوگا ، تو ہم کو آپ سے یہی ہی گِلا ہوگا
بہت اچھا ہمیں سب چھوڑ کر تنہا چلے جاؤ
کہ حامی ہم غریبوں ، بے کسوں کا بھی خدا ہوگا
تمھیں کیا فکر ہے اس کی ، کہ درد و کربِ فرقت سے
کوئی تو چیختا ، کوئی تڑپتا ، لوٹتا ہوگا
بہت بے جان ہوں گے اور بہت سے نیم جاں ہوں گے
ادھر اِک نیم بسمل ، اِک اُدھر بسمل پڑا ہوگا

www.rahimia.org

کوئی سکتے میں ہوگا ، ششدر و حیرت زدہ ہوکر
کسی کی آنکھ سے اشکوں کا جاری سلسلہ ہوگا
ادھر خاموش سب علم و عمل کی محفلیں ہوں گی
ادھر ملکِ ولایت میں عجب ماتم بپا ہوگا

ایک جانب یہ حال تھا تو دوسری جانب حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ کی بیماری طول پکڑ گئی اور جب بیماری بہت زیادہ ہوگئی تو اپنے تینوں اَجل خلفا حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، حضرت اقدس مولانا اللہ بخش بہاول نگریؒ اور حضرت منشی رحمت علیؒ کو اپنے پاس بلایا اور ارشاد فرمایا:

''سنا ہے کہ عن قریب حضرت مولانا محمود حسن صاحب کی آمد ہے۔ میں تو بہت کمزور ہوگیا ہوں۔ شاید ملاقات نہ ہوسکے۔ جب حضرت تشریف لائیں تو تم خود اُن کی خدمت میں جانا اور میرا سلام عرض کرنا۔ میری بخشش و مغفرت کی دعا کی درخواست کرنا اور تم اپنے آپ کو ان کے سپرد کردینا۔''(42)

چناں چہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کا بیان ہے کہ:

''جب حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ مالٹا سے رہا ہوکر تشریف لائے، آتے ہی نماز پڑھی اور سلام پھیر کر پیچھے دیکھا، ہم تینوں موجود تھے۔ ہمیں اشارے سے فرمایا کہ: ''حجرے میں آجاؤ۔''
ہم تینوں حضرتؒ کے ساتھ ہی اندر حجرے میں آگئے۔ یہاں ہم نے حضرت عالی رائے پوریؒ کا پیغام عرض کیا۔ اس پر حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ بہت روئے اور فرمایا کہ:
''پہلے مشورہ کرنے رائے پور چلا آیا کرتا تھا، اب کہاں جاؤں گا! بڑے میاں تو ہمیں چھوڑ کر چلے گئے۔''
پھر فرمایا: ''مجھے تم تینوں حضرات سے بہت اُمید ہے۔ میں عن قریب پورے ملک کا دورہ کروں گا اور جلد ہی تمھیں آئندہ کام کے بارے میں مطلع کروں گا۔''
اور یہ بھی فرمایا: ''میں ابھی آیا ہوں، حالات کا جائزہ لے رہا ہوں۔ جب کام شروع کروں گا تو سب سے پہلے آپ کو ساتھ لوں گا۔ یہاں سیاست کے میدان میں جو کام ہو رہا ہے، ہمارا کام اس سے بہت آگے ہے۔''(43)

حضرت اقدس شیخ الہند قدس سرہٗ دیوبند سے رائے پور تشریف لائے تو ''گنڈ یوڑ'' کے مشہور پل سے ''رائے پور'' تک (تقریباً 8 کلومیٹر) سڑک کے دونوں طرف لوگوں کی لائن لگی ہوئی تھی، جو حضرت کے استقبال کے لیے آئے تھے۔ حضرت شیخ الہندؒ کو معذوری کی وجہ سے چارپائی پر بٹھایا ہوا تھا۔ رائے پور پہنچ کر

www.rahimia.org

حضرت شیخ الہندؒ سیدھے حضرت عالیؒ کے مزار پر تشریف لے گئے۔ وہاں تقریباً ایک گھنٹے تک آپؒ حضرتؒ کی قبر پر مراقب رہے۔ وہاں سے اٹھے تو حضرت ملاں جی عبدالعزیز خادم حضرت اقدس رائے پوریؒ نے چائے کا انتظام کیا ہوا تھا۔ انھوں نے چائے پینے کے بارے میں عرض کیا تو حضرت شیخ الہندؒ نے جملہ فرمایا:

''جب مکیں نہ رہا تو مکان کا کیا کرنا۔''

بہرحال چائے پی لی گئی۔ اس کے بعد حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کے حجرۂ مبارکہ میں تشریف لائے۔ حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کے خادم حاجی ظفرالدین صاحب کا بیان ہے کہ:

> ''حجرے کی شمالی دیوار کی کھڑکی کے سامنے کھڑے ہوئے اور بڑی حسرت اور یاس سے باہر دیکھتے رہے۔ اس دوران حضرت اقدس شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ نے عرض کیا کہ: حضرت! میرے لیے دعا فرمائیں۔ اس پر حضرت شیخ الہندؒ نے فرمایا: ''ابھی کیا کچھ کمی ہے کہ دعا کروں!۔'' (44)

الغرض! ان دونوں عالی مقام بزرگوں میں انتہائی گہرا تعلق اور باہم اعتماد موجود تھا۔ پھر یہی اعتماد اور تعلق حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ اور امامِ انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ اور حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ کے درمیان بھی قائم رہا۔

☆

حوالہ جات

1۔ تذکرۃ الخلیل، از مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھی، ص: 237، طبع: مکتبہ خلیلیہ، سہارن پور۔

2۔ ایضاً، ص: 38-237۔

3۔ ایضاً، ص: 239۔

4۔ ایضاً۔

5۔ ذاتی ڈائری راقم الحروف 1988ء، تحریر شدہ سفر نامہ ہند۔

6۔ مکتوب نمبر ۹/۱۰، دیکھئے اسی کتاب کا چھٹا باب؛ مکتوبات حضرت عالی رائے پوریؒ۔

7۔ روئیداد مدرسہ انوارِ ہدایت دین پور بہاول نگر، سال ۱۳۸۱ھ۔

8۔ روئیداد مدرسہ تجوید القرآن خیر پور ٹامے والی، مطبوعہ خیر پور۔

9۔ ایضاً۔

10۔ روئیداد قلمی مدرسہ تجوید القرآن خیر پور۔

11۔ ایضاً۔

12۔ ایضاً۔

www.rahimia.org

13۔ روئیداد مدرسہ تعلیم القرآن ۱۳۴۲ھ۔
14۔ سپاس نامہ بنام حضرت مولانا رحیم بخشؒ پریذیڈنٹ ریجنسی کونسل ریاست بہاول پور (قلمی)۔
15۔ مکتوب نمبر ۲/۳، دیکھیے اسی کتاب کا چھٹا باب؛ مکتوبات حضرت عالی رائے پوریؒ۔
16۔ روئیداد مدرسہ انوارِ ہدایت دین پور ضلع بہاول نگر۔
17۔ روئیداد مدرسہ عربیہ صادقیہ منچن آباد (قلمی)۔
18۔ سیرت حضرت مولانا غلام قادر، از ڈاکٹر نور محمد غفاری، طبع منچن آباد، بہاول نگری۔
19۔ مکتوب نمبر ۲۶/۲۵، دیکھیے اسی کتاب کا چھٹا باب؛ مکتوبات حضرت عالی رائے پوریؒ۔
20۔ عظمتِ قرآن از حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ، ص: 2، طبع: 1916ء۔
21۔ **تعلیم المعلّمین** مصنفہ مولانا نور محمد لدھیانوی، (مولوی) نصیر الدین کتب خانہ اختری، سہارن پور۔
22۔ ایضاً۔
23۔ ایضاً۔
24۔ رواہ البخاری، حدیث نمبر 1385۔
25۔ **تعلیم المعلّمین** مصنفہ مولانا نور محمد لدھیانوی۔
26۔ ایضاً۔ 27۔ ایضاً۔ 28۔ ایضاً۔ 29۔ ایضاً۔
30۔ مضمون ''مشاہیر علمائے دیوبند کے مختصر حالات'' مطبوعہ بینات کراچی۔
31۔ ایضاً۔
32۔ **تعلیم المعلّمین** مصنفہ مولانا نور محمد لدھیانوی۔
33۔ ایضاً۔
34۔ ایضاً۔
35۔ مکتوب نمبر ۹/۱۰، دیکھیے اسی کتاب کا چھٹا باب؛ مکتوبات حضرت عالی رائے پوریؒ۔
36۔ ایضاً۔
37۔ مکتوب نمبر ۴/۵، دیکھیے اسی کتاب کا چھٹا باب؛ مکتوبات حضرت عالی رائے پوریؒ۔
38۔ ایضاً، مکتوب نمبر ۲۴/ ۲۳۔
39۔ ایضاً، مکتوب نمبر ۱۴/ ۱۳۔
40۔ ایضاً۔
41۔ وحدتِ اُمت، ص: 39، از مفتی محمد شفیع عثمانی، طبع لاہور۔
42۔ دیکھیے مضمون ''تحریک ریشمی رومال کے سرپرستِ اعلیٰ'' از قلم سید نفیس الحسینی، مطبوعہ: ماہنامہ ''تذکرہ'' لاہور۔
43۔ ارشادات حضرت رائے پوریؒ، ص: 106، عرضِ مرتب از مولانا محمد عبداللہ بھکر، طبع: رحیمیہ مطبوعات لاہور۔ نیز دیکھیے مضمون ''تحریک ریشمی رومال کے سرپرستِ اعلیٰ'' از قلم سید نفیس الحسینی۔
44۔ ایضاً، ص: 105۔

☆

www.rahimia.org

چھٹا باب

مکتوبات

حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ

تعارف مکتوباتِ گرامی

قطبِ عالم حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ ایک جامع اور ہمہ گیر شخصیت کے حامل فرد ہیں۔ شریعت، طریقت اور سیاست کی جامعیت آپؒ کی شخصیت کا وہ پہلو ہے، جو حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی جماعت کا مخصوص اور منفرد امتیاز ہے۔ باطنی رُشد و ہدایت کے اعلیٰ مقام پر بیٹھ کر شریعت اور سیاست کے حوالے سے قومی رہنمائی کی ذمہ داری نبھانا بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اس حوالے سے حضرت عالی رائے پوری قدس سرہٗ کا ایک خاص مقام ہے۔

اس کے باوجود حضرت اقدس رائے پوریؒ کی طبیعت میں انتہائی تواضع اور انکساری ہے۔ اپنی ذات کی نفی کرنا حضرتؒ کا ایک ایسا وصف ہے، جس میں آپؒ دوسروں سے بڑے ممتاز دکھائی دیتے ہیں۔ خود پیچھے رہ کر اپنے دوستوں کی صلاحیتوں کو اُجاگر کرنا، ان کا تعارف کرانا اور انھیں آگے لاکر طے کردہ اُمور اور کام اُن کے سپرد کرنا' رائے پوری خانقاہ کے مشائخ کی منفرد خصوصیت ہے۔

اس پس منظر میں حضرت اقدس عالی رائے پوری قدس سرہٗ نے بہت کم تحریری و تصنیفی کام کیا ہے۔ مکتوبات کے علاوہ آپؒ کے دستِ مبارک سے غالباً کوئی بڑی اصلاحی تحریر رقم نہیں ہوئی، البتہ کچھ وصایا اور نصائح آپؒ نے املا ضرور کروائی ہیں۔ آپؒ کا اصل کام قلوبِ انسانی میں جوہر ایمانی کو راسخ کرنا ہے۔ ایسے افراد تیار کرنا' جو اپنے فکر وعمل اور جہد و کردار میں جذبۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے حامل ہوں۔ ان کے قلوب پر قرآنی نقوش منقش کردینا ہے۔ آپؒ کا مقصدِ حیات یہ رہا ہے کہ ایسے افراد ایک طرف تو سراپا فکر و عمل بن کر خدمتِ انسانیت کے حوالے سے رہبر و رہنما بن جائیں، جب کہ دوسری طرف اپنے کو دین متین

www.rahimia.org

کے غلبے کے لیے حق کا آلہ کار سمجھتے ہوئے، اس فکر وعمل کو اپنی ذات کا کارنامہ نہ سمجھیں۔ بلکہ اس کو خدائے بزرگ و برتر کی توفیق اور اس کا احسان جانیں کہ اس نے اس راہ میں قبول کرلیا ہے۔ ان باتوں کو محض زبان سے ادا کردینا آسان ہے۔ اسی طرح ان میں سے کسی کا حال کے طور پر عارضی کیفیت بن جانا بڑا آسان ہے۔ عام طور پر ایسا ہوجایا کرتا ہے، لیکن ایک مقام کے طور پر قلب وجسم میں راسخ ہونا اَور بات ہے۔ پھر لازمی حیثیت میں کسی شخصیت میں ذاتی طور پر اس کیفیت کا ''مقام'' بن جانا بھی ایک درجے میں ہوجایا کرتا ہے، لیکن اس مقام کا متعدی حیثیت میں ہونا یعنی نہ صرف یہ کہ ذات کا حصہ بن جائے، بلکہ باصلاحیت افراد منتخب کر کے ان میں اس صلاحیت کو پیدا کرنا، رہبری اور رہنمائی کا اعلیٰ ترین مقام ہے۔

ہمارے حضرت اقدس عالی رائے پوری قدس سرہٗ کی ذات والا صفات میں رہنمائی کا یہ اونچا مقام بدرجۂ اتم موجود تھا۔ آپؒ کے مکتوبات گرامی کا مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ آپؒ اپنے زیر تربیت افراد کی صلاحیتوں کو کس اعلیٰ مقام کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ آپؒ نے ایک طرف تو انھیں عمل سے بھرپور زندگی میں لگا رکھا ہے اور وہ اپنی اعلیٰ ترین صلاحیتوں کو بروئے عمل لا کر سپرد کردہ اُمور سرانجام دے رہے ہیں۔ دوسری طرف ان میں توبہ، تواضع، صبر واستقامت اور تسلیم ورضا کا جذبہ بیدار کرنے کے لیے انھیں رہنمائی دے رہے ہیں۔

آپؒ کے جو مکتوباتِ گرامی دستیاب ہوسکے ہیں، ان میں باطنی تربیت کے حوالے سے بڑی پُرمغز باتیں آگئی ہیں۔ ان تحریرات میں ایک خاص طرح کی نورانیت پائی جاتی ہے، جس کا قلوب کی تربیت میں بڑا دخل ہے۔ چوں کہ اسی جذبۂ عالی سے ایک نورانی قلب سے یہ مکتوبات معرضِ تحریر میں آئے ہیں، اس لیے پڑھنے والے پر اس کے لازمی اثرات ضرور مرتب ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے سمجھنے کے لیے بنیادی شرط، قلوب کا خلوص اور مادی اور سِفلی خواہشات سے پاک ہونا ہے۔ جن قلوب میں ان خرابیوں سمیت نفاق کا خبث موجود ہو، وہاں یہ زوداثر بنیادی اور قیمتی باتیں بھی کچھ اثر پیدا نہیں کرسکتی ہیں۔

حضرت عالی رائے پوری قدس سرہٗ کے یہ مکتوبات جو آئندہ صفحات میں پیش کیے جارہے ہیں، ہمیں درجِ ذیل مختلف ذرائع سے حاصل ہوئے ہیں:

1۔ ذخیرۂ مکتوبات حضرت بہاول نگریؒ

مکتوبات کی خاصی بڑی تعداد حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کے خلیفہ اوّل بُرہان الولایت حضرت اقدس مولانا اللہ بخش بہاول نگری قدس سرہٗ کے نام ہے۔ حضرت بہاول نگریؒ کے نام مکتوبات کی کل تعداد 29 ہے۔ یہ خطوط راقم السطور کے والدِ گرامی قدر حضرت راؤ عبدالرؤف خاںؒ کے قلم سے لکھے گئے ایک ذخیرۂ مکتوبات سے لیے گئے ہیں۔ ان کے دل میں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ

www.rahimia.org

کے بیعت ہونے کے بعد مشائخ رائے پور کے مکتوبات جمع کرنے کا شوق بیدار ہوا تھا۔ اس جذبے سے انھوں نے حضرت اقدس بہاول نگری قدس سرہٗ کے صاحبزادۂ محترم اور جانشین حضرت مولانا عبدالرحمٰن بہاول نگریؒ کے اس رجسٹر سے 20؍جنوری 1959ء کو نقل کیے ہیں، جس میں حضرت عالی رائے پوریؒ اور باقی حضرات کے خاصے مکتوبات درج کیے ہوئے تھے۔ یہ رجسٹر اس زمانے میں جامع مسجد ریلوے اسٹیشن بہاول نگر کے خطیب حضرت قاری محمد اسحاق کے پاس تھا، حضرت قاری صاحب موصوفؒ، حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ سے تعلق بیعت رکھتے تھے۔ انھی کی تحریک پر ہمارے والدِ گرامی حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ سے بیعت ہوئے تھے۔

راقم سطور نے جب ان مکتوبات پر تحقیقی کام شروع کیا تو اس سلسلے میں حضرت اقدس مولانا محمد یحییٰ بہاول نگریؒ (حضرت بہاولنگریؒ کے پوتے اور حضرت رائے پوری ثانیؒ کے خلیفہ مجاز) سے اُس رجسٹر کی بابت دریافت کیا۔ انھوں نے نہ صرف اپنے پاس محفوظ ان مکتوبات میں سے چند اصل مکتوباتِ گرامی کی زیارت کرائی، بلکہ اس رجسٹر کی فوٹو کاپی کرانے کی اجازت بھی بہ غایتِ شفقت راقم کو عنایت فرمائی۔ اس طرح تیار شدہ مسودے کا اصل رجسٹر سے مقابلہ کر کے اطمینان کرلیا گیا۔

2۔ مکتوب بنام حضرت شاہ زاہد حسینؒ

ایک مکتوبِ گرامی حضرت عالی رائے پوری کے مجاز حضرت شاہ زاہد حسین آف بہٹ ضلع سہارن پور کے نام ہے۔ اصل مکتوبِ گرامی شاہ صاحبان کے خاندان میں محفوظ ہے۔ راقم السطور نے اپنے 1988ء کے سفر میں حضرت شاہ صاحبؒ کے پوتے محترم شاہ محمود حسنؒ سے اس مکتوبِ گرامی کی فوٹو کاپی حاصل کی تھی۔ یہ مکتوبِ گرامی کئی بار ''عظمتِ قرآن'' کے ساتھ طبع ہو چکا ہے۔

3۔ مکتوبات بنام حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ

تین مکتوبات حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ کے نام ہیں۔ ان میں اوّل الذکر مکتوب تو ''اکابر کے خطوط'' مرتبہ مفتی محمد شاہد سہارن پوری میں طبع ہو چکا ہے۔ دیگر دو مکتوبات حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کے ذخیرۂ مکتوبات میں محفوظ ہیں۔ یہ دونوں مکتوبات حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے ذخیرے میں تھے۔ انھوں نے حضرت رائے پوری ثالثؒ کو پیش کردیے۔ چناں چہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ ''آپ بیتی'' میں لکھتے ہیں:

> ''جس وقت میں یہ خط سُن رہا تھا، مکرم و محترم جناب الحاج حضرت اقدس مولانا حافظ عبدالعزیز گمتھلوی ثم رائے پوری میرے پاس تشریف فرما تھے۔ انھوں نے ارشاد فرمایا کہ ان

www.rahimia.org

دونوں خطوط کی مجھے ضرورت ہے۔ میں نے بہ صد احترام (انھیں) پیش کر دیے۔"(1)

4۔مکتوبات بنام حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے نام 4 مکتوباتِ گرامی ہیں۔ ان میں سے کچھ "آپ بیتی" میں طبع ہو چکے ہیں۔ پھر یہ تمام مکتوبات مفتی محمد شاہد سہارن پوری نے "اکابر کے خطوط" میں مرتب کر کے شائع کیے ہیں۔ ہم نے وہیں سے لیے ہیں۔

5۔مکتوبات بنام سیّد غلام محی الدین شاہ ہمدانیؒ

سیّد غلام محی الدین شاہ ہمدانیؒ کے نام تین مکتوبات ہیں۔ ان میں ایک مکتوب ڈاکٹر عبدالرحمٰن ہمدانیؒ نے اپنے خاندان کے حالات پر مشتمل کتاب "سالارِ عجم" میں شائع کیا تھا۔ باقی دو مکتوبات مدرسہ تجوید القرآن سبز مسجد خیر پور ٹامے والی کے کتب خانے میں اصل حالت میں محفوظ ہیں۔ وہاں سے ان کی نقول لی گئی ہیں۔

6۔مکتوب بنام صوفی عبدالحمیدؒ

ایک مکتوبِ گرامی غالباً حضرت صوفی عبدالحمیدؒ کے نام ہے۔ یہ مکتوب بھی مدرسہ تجوید القرآن خیر پور ٹامے والی کے کتب خانہ کے ذخیرہ سے حاصل ہوا ہے۔

اس طرح اب تک حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کے کل 41 اِکتالیس مکتوبات دستیاب ہوئے ہیں۔ ان پر دستیاب معلومات کے مطابق حواشی لکھ کر قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

راقم السطور کا خیال ہے کہ حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کے مزید مکتوبات، حضرت چوہدری جج عالم صاحب کے خاندان اور حضرت سیّد غلام محی الدین شاہ ہمدانیؒ کے خاندان میں موجود ہوں گے۔ ان کے خاندان کے موجود حضرات تھوڑی سی محنت کر کے پرانے کاغذات میں تلاش کر لیں تو ضرور مل جائیں گے۔

اسی طرح حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی قدس سرہٗ کے خاندان میں بھی مکتوبات کا ایک ذخیرہ موجود ہے، جیسا کہ حضرت شیخؒ نے "آپ بیتی" میں بھی لکھا ہے:

> "(خطوط) کا ذخیرہ تو جیسا کہ بار بار لکھ رہا ہوں، ہزاروں کی تعداد میں ہے۔ اس وقت اتفاق سے ایک لفافہ سامنے آ گیا، جس میں اعلیٰ حضرت رائے پوری قدس سرہٗ کے خطوط ہیں۔ یہ خطوط ہیں تو بہت سے، جس میں سے چند کا نموتناً اندراج کر دیا۔ اس کے علاوہ بھی اعلیٰ حضرت رائے پوریؒ کے خطوط اس لفافے میں تو کئی ملے۔ دوستوں کا اصرار جس کے نقل پر ہوا، وہ نقل کرا دیے۔"(2)

www.rahimia.org

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے ذخیرے میں یہ خطوط اس وقت معلوم نہیں کہ محفوظ ہیں یا نہیں۔ اللہ کرے محفوظ ہوں اور ان کی دستیابی کی کوئی صورت ممکن ہو جائے، تاکہ ان سے استفادہ کیا جاسکے۔

اسمائے گرامی مکتوب الیہ حضرات

مکتوبات کا یہ مجموعہ جو پیش کیا جارہا ہے، اس کے مکتوب الیہ حضرات درج ذیل ہیں:

1۔ برہان الولایت حضرت اقدس مولانا اللہ بخش بہاول نگری قدس سرہ
2۔ حضرت شاہ زاہد حسینؒ آف بہٹ ضلع سہارن پور
3۔ حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ (والدِ گرامی حضرت شیخ الحدیثؒ)
4۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ
5۔ حضرت سیّد غلام محی الدین شاہ ہمدانیؒ خیر پور ٹامے والی ضلع بہاول پور
6۔ حضرت صوفی عبدالحمیدؒ ٹبہ عالم گیر فورٹ عباس ضلع بہاول نگر

مکتوب الیہ حضرات کا مختصر تعارف حواشی میں پیش کر دیا گیا ہے، جب کہ مکتوبات میں بیان کردہ شخصیات کا تعارف بھی انھی حواشی میں ہے۔ وہاں مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت عالی رائے پوری قدس سرہٗ کے ان مکتوباتِ گرامی کے مقاصد عالیہ اور مضامین فاضلہ کو سمجھنے اور ان کی نورانیت کو جذب کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور بزرگوں کی اتباع و پیروی میں قبول فرمائے۔ آمین

☆

www.rahimia.org

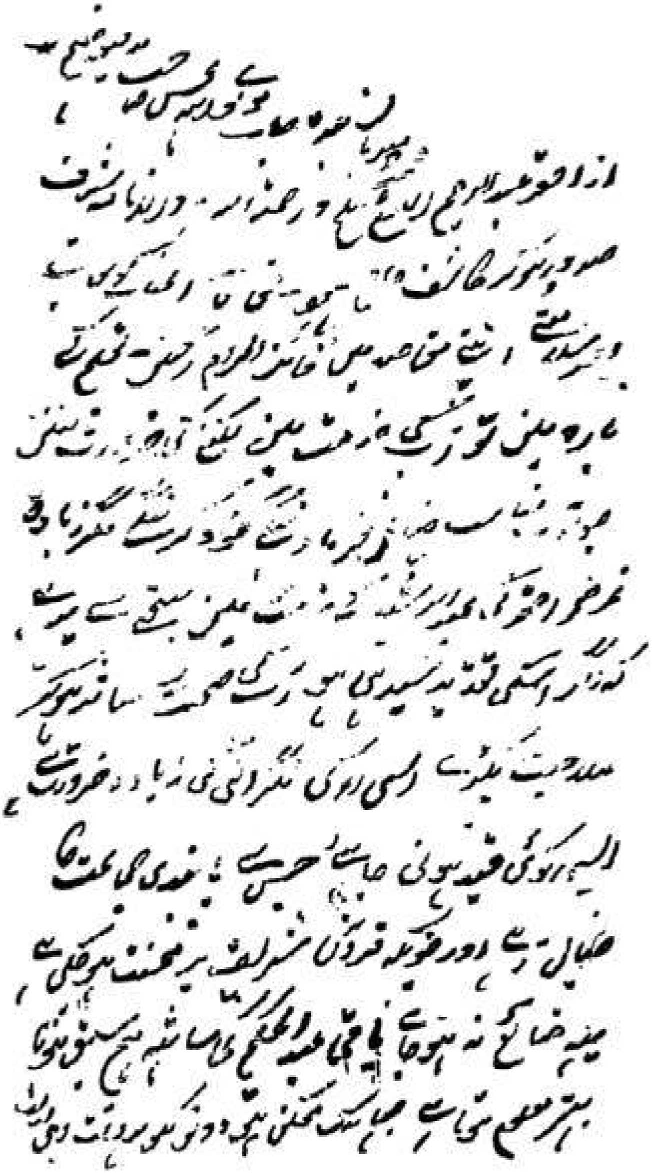

عکس تحریر حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ

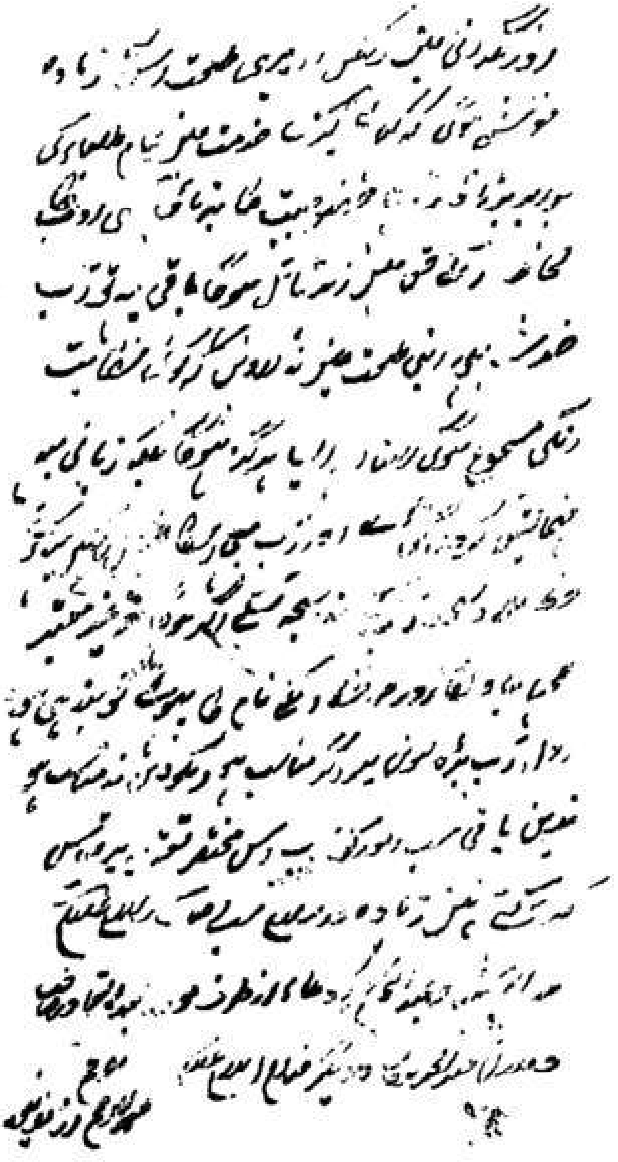

عکس تحریر حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ

www.rahimia.org

مکتوب بنام حضرت شاہ زاہد حسین قدس سرہٗ، بہٹ، ضلع سہارن پور
(مجاز حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ)

مکتوب (۱/۱)

(از رائے پور) (۲۹؍فروری ۱۹۱۶ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از قضا آئینہ چینی شکست
خوب شد اسباب خود بینی شکست

(قضائے خداوندی سے چینی کا آئینہ ٹوٹ گیا۔
بہت اچھا ہوا کہ خود نمائی کے اسباب ختم ہوگئے۔)

از احقر عبدالرحیم

عزیزم شاہ زاہد حسین صاحب سلّمہٗ (2)

السّلام علیکم و رحمة اللّٰہ و برکاتہٗ

کل زبانی مولوی احمد شاہ صاحب (4) کی معلوم ہوا کہ مقدمہ خلاف ہوا۔ اس خبر سے بہت صدمہ ہوا۔ آپ کے قلب پر جو کچھ صدمہ ہے، اس سے اپنی طبیعت کو بہت کچھ کوفت ہوئی۔ تغیرات اور حوادث تو اس عالم کا لازم امر ہے۔ یہ تو کچھ زیادہ اہم طبیعت پر نہیں، البتہ آپ کے صدمہ کا بہت زیادہ طبیعت پر اثر اور خیال ہے۔

لہٰذا چند باتیں عرض کرتا ہوں۔ بحمد اللہ تعالیٰ حق تعالیٰ نے جناب کو فہم صائب مرحمت فرمایا ہے اور بصیرت دینی مرحمت فرمائی ہے، لہٰذا کچھ لکھنے کی جرأت کرتا ہوں:

(الف: اوّل) آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَعَسَىٰٓ أَن تَكْرَهُوا۟ شَيْـًٔا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ (5)

(ممکن ہے کسی چیز کو ناپسند کرتے ہو اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو)

جب مؤمن کو کانٹا بھی بلا نفع کے نہیں لگتا تو اَور (دیگر) صدمات کا تو کیا ذکر ہے۔ جو غم اور صدمہ مؤمن کو پہنچتا ہے، وہ سیّئات (گناہوں) کا کفارہ ہوا کرتا ہے۔

www.rahimia.org

چنانچہ یہ مضمون حدیث شریف میں آیا ہے کہ:

''جب حق تعالیٰ کسی بندے کو یہ چاہتے ہیں کہ وہ دنیا میں ہی گناہوں سے پاک ہوجائے اور زمین پر چلے اور اس پر کوئی گناہ نہ ہو تو حق تعالیٰ اس پر غم بھیجتے ہیں۔ یہ غم آگ کا کام دیتا ہے کہ سب میل کچیل کو جلا کر پاک کر دیتا ہے۔''(6)

یہی وجہ ہے کہ (ارشادِ ربانی ہے):

إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ (7)

(بے شک صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر دیا جائے گا۔)

لہٰذ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''جو میری بلا پر صبر نہ کرے، اور میری قضا پر راضی نہ ہو، اس کو چاہئے کہ میرے آسمان کے نیچے سے نکل جائے اور کوئی اور خدا ڈھونڈ لیوے۔''(8)

(ب) دوم یہ خیال کرنا چاہیے کہ جو کچھ نعمتیں دینی اور دُنیوی حق تعالیٰ نے تم کو عطا فرما رکھی ہیں، یہ محض اس کی عطا ہی تو ہے۔ کوئی اپنا استحقاق تو نہیں ہے کہ اس کے بندے بے شمار ہیں، جو ہر طرح سے ذلیل و خوار مصائب میں مبتلا ہیں۔ یہ محض اس کا انعام ہے کہ تم کو دین اور دنیا کی وہ نعمتیں مرحمت فرمائی ہیں کہ جن کا اِحصا اور شمار طاقت سے باہر ہے۔ (ارشادِ خداوندی ہے):

وَإِن تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا (9)

(اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو کر نہیں سکتے۔)

جس میں سے ایک نعمت کا شکر ہی ادا کرنے سے بندہ عاجز ہے کہ تم ان نعمتوں کا خیال کرو، اور اس کے مقابلہ میں اس ذرا سے صدمہ کو سوچو کہ کیا حقیقت رکھتا ہے۔

(ج) تیسری بات یہ خیال کرنے کی ہے کہ متصرفِ حقیقی کون ہے؟ فتح و شکست، اقبال و ادبار (ترقی اور پستی)، موت و حیات اور باقی سب تغیرات کس کی طرف سے ہوتے ہیں؟ ظاہر ہے کہ اس میں کسی کو دخل نہیں۔ اسی وحدہٗ لاشریک کا ہی کام ہے۔ زید و عمرو حکام ظاہری اپنی طرف سے کچھ نہیں کر سکتے۔

جب یہ سب اسی کی طرف سے ہے تو جن بندوں (مـفـهّـمـيـن(10)) کو حق تعالیٰ نے ''فہم خاص'' مرحمت فرمایا ہے، ان کا ظاہر کچھ اَور ہوتا ہے اور باطن کچھ اَور۔ باطن چوں کہ یہ دیکھ رہا ہے کہ سب امور میں محبوبِ حقیقی کا تصرف ہے، لہٰذا اس پر راضی ہے اور مطمئن ہے۔ صبر ہی نہیں، بلکہ اپنے مالک کا تصرف سمجھ کر اس سے لذت لے رہا ہے۔ اور ظاہر اسباب سے کام لیتا ہے۔ اسبابِ ظاہری کو تقاضائے حکمت سمجھتا ہے۔ لہٰذا اس کی تدبیر میں مشغول ہوتا ہے۔ نتیجہ کو موقوف اسباب پر نہیں سمجھتا ہے۔

www.rahimia.org

میں خوب جانتا ہوں کہ تم کو اگر زیادہ خیال ہے تو شماتتِ اعداء (دشمنوں کے مذاق) کا ہے، مگر یہ سوچو جب (اللہ) ''میاں'' اسی کو پسند کرتے ہیں اور اسی میں کوئی بیش قیمت نفع و مسرت تمھارے لیے رکھی ہے، تو پھر جوہرِ قلب سے اس کو نعمت سمجھ کر قدر کے ساتھ اس کو قبول کرنا چاہیے۔ خیالاتِ طبعی کو اس کے مقابلہ میں ردّ کرنا چاہیے کہ ''بندہ'' وہی ہے جو اپنے آپ کو بالکل سپرد اپنے مالک کے کردے۔ اپنی خواہش کو کسی امر میں دخل نہ دے۔ (خدا تعالیٰ نے سکھایا ہے)

وَأُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ (11)

(میں اپنی معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔)

جب آپ کو یہ معلوم ہے کہ حضور فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر باقی تمام انبیاء علیہم السلام کو صدمات اور غم و اَلم کا حصہ اس درجہ پہنچا ہے، جو کسی کو مخلوق میں اس قدر نہیں پہنچا۔ اور پھر (ان کے) متبعین پر جس کسی کو زیادہ مناسبت انبیاء علیہم السلام سے ہے، یہ صدمات اس کا حصہ ہے، تو معلوم ہوا کہ بندوں کو ان صدمات کے پہنچنے میں بہت بڑی رحمت اور حکمت پوشیدہ ہے۔ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

(د: چوتھی بات یہ کہ) بحمد اللہ تعالیٰ آپ ہر طرح سے دانا ہیں۔ اس فانی صدمہ کو جو ان شاء اللہ عنقریب کسی بڑی خوشی کا مقدمہ ہے، آپ ہرگز بھی رائی کے دانہ کے برابر بھی اپنے قلب میں جگہ نہیں دیں گے۔ شیطان اگر یہ وسوسہ طبیعت میں ڈالے کہ اپنی دعا کا کچھ اثر نہیں ہوا، اس پر ''**لاحول (و لا قوّة إلّا باللّٰه العلیّ العظیم)**'' پڑھنی چاہیے۔ کیوں کہ حضور فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو یہ بتلا دیا ہے کہ:

> ''قیامت کو ان دعاؤں کا بدلہ جب ملنے لگے گا کہ جو حسبِ خواہش دنیا میں پوری نہیں ہوئیں تو اس وقت سب یہ حسرت کریں گے کہ اگر ہماری کوئی بھی دعا دنیا میں نہ پوری ہوتی تو بہت اچھا ہوتا۔ کہ آج یہ اس کا اجر — جو اس سے بے انتہا بڑھا ہوا ہے — لیتے۔''(12)

غرض ایمان کی آنکھ اَور ہے۔ اس کا یہ اثر ہے کہ کوئی حالت بندے پر ہو، اس کے قلب کے لیے موجبِ تسکین ہی ہوتی ہے۔ بلکہ غم اور اَلم کے اندر ایک ایسا ذائقہ پاتا ہے، جو اپنی خواہش کے موافق کام ہونے میں ہرگز نہیں پاتا۔ اور جس کی آنکھ ایمان کی گدلی ہے، اس اَسفل اور ناپائیدار اور مردار دنیا ہی پر اس کی نظر کا انحصار ہے، اس کی خوشی و غم فقط اپنی خواہش کے پورا ہونے یا نہ ہونے پر منحصر ہے، جو بہت جلد فنا ہونے والا ہے۔

یہ چند باتیں جو اصل، یقینی اور باقی ہیں، عرض کی گئی ہیں۔ اُمید ہے کہ اس مضمون کو جوہرِ قلب میں جگہ دے کر آنجناب بالکل مطمئن ہوں گے۔ باقی ظاہری اسباب کی تدبیر کرنا یہ اَور بات ہے۔ اس میں مضائقہ نہیں، مگر ہمیشہ کو اصل سرمایہ قلب کا یہی ہونا چاہیے، جو عرض کیا گیا ہے۔ چوں کہ آپ کی طرف کا بہت

www.rahimia.org

خیال لگ رہا ہے، اس وجہ سے اس عریضہ کے لکھنے کی ضرورت پڑی۔

زیادہ والسلام

عبدالرحیم رائے پوری

۲۹؍فروری ۱۹۱۶ء

مکتوبات بنام حضرت مولانا اللہ بخش بہاول نگری قدس سرہٗ

(مجاز حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ)

مکتوب (۱/۲)

(از رائے پور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرمی جناب مولوی اللہ بخش سلّمہٗ (13)

از احقر عبدالرحیم

السّلام علیکم و رحمۃ اللّٰہ و برکاتہٗ

آپ کا خط پہنچا۔ آپ کی خیریت معلوم ہو کر خوشی ہوئی۔ حق تعالیٰ بعافیت وسلامتی تم کو اپنی محبت اور رضا مندی میں رکھے۔

طبیعت پر جب پریشانی اور خیالات کا غلبہ ہوا کرے تو روزہ رکھ لیا کرو۔ اور غسل کر کے دو رکعت "صلوٰۃ التّوبہ" پڑھ کر، اول آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف اور استغفار کے بعد تین سو ساٹھ مرتبہ "یاتوّاب" پڑھ لیا کریں اور دعا مانگا کریں۔ سات روز تک متواتر کر لینا چاہیے۔ طلوعِ آفتاب سے دوپہر تک اس کا وقت ہے۔

الحمد للہ! یہاں پر ہر طرح سے خیریت ہے۔ برخودار کو دعا اور اپنے گھر میں، اور اپنی والدہ صاحبہ کی خدمت میں سلام۔ اور جو مرد عورت اپنے جاننے والے ہوں اور جن کو آپ کا جی چاہے، سلام کہہ دیں۔

محمد نواز خاں (چک نادر شاہ والے) (14) نے کچھ بندہ سے فرمایا تھا، احقر نے یہ جواب دیا تھا کہ رائے پور پہنچ کر، انشاء اللہ اس کی نسبت عرض کروں گا۔ اب احقر کو بالکل یاد نہیں رہا کہ کیا بات انھوں نے فرمائی تھی، آپ دریافت کر کے، پوری تفصیل تحریر فرما دیں۔

راقم عبدالرحیم، از رائے پور، ضلع سہارن پور

(نوٹ: یہ مکتوب غالباً حضرت بہاول نگریؒ کے چک نادر شاہ کے قیام کے زمانے کا ہے۔ مرتب)

www.rahimia.org

مکتوب (۲/۴)

(از رائے پور)

مکرمی جناب مولوی اللہ بخش سلّمہٗ

از احقر عبدالرحیم

السّلام علیکم ورحمة اللّٰہ

احقر جب سے سفر سے واپس آیا ہے، ارادہ خط لکھنے کا کر رہا تھا، مگر اپنے ضعف اور کم ہمتی کی وجہ سے نہیں لکھ سکا۔ الحمدللہ! آج آپ کا خط پہنچ کر، آپ کی خیریت معلوم ہو کر طمانیت ہوئی۔ حق تعالیٰ ترقی مرحمت فرماویں۔

جناب استاذی مولانا مولوی جمعیت علی صاحب سلّمہٗ (15) نے بہت اصرار سے بندہ کو یہ فرمایا تھا کہ:

''تُو مولوی اللہ بخش صاحب کی خدمت میں یہ ضرور تحریر کردے کہ بہ وَجہ جماعت بندی نہ ہونے کے مدرسہ کی تعلیم میں نقصان ہے۔ جماعت بندی ہونا بہت ضروری ہے۔ اگر مولوی اللہ بخش صاحب اس کے محرک بنیں اور مجھ سے بھی اس میں امداد لینا چاہیں تو میں مولوی صاحب کے ساتھ ہو کر التزامِ جماعت بندی کردوں۔ بلا جماعت بندی کے (تعلیم دینا) ٹھیک نہیں۔''

یہ فرمان مولانا موصوف کا تھا، جو عرض کردیا گیا ہے۔ نیز حافظ کی تجویز بھی ضروری ہے۔ اگر مولوی غلام قادر صاحب (16)، اس طرف توجہ فرماویں تو بہت بہتر ہے۔

اس کے بعد جو تم نے (خط میں) اپنی حالت تحریر فرمائی ہے کہ:

''بہت ردّی ہے، اور سب اخلاقِ رذیلہ مجھ میں موجود ہیں۔''

میں آپ کی تحریر کی تصدیق کرتا ہوں۔ بے شک آپ کی تحریر سچ ہے، مگر یہ تو ذرا خیال فرماؤ کہ یہ حالت کیوں ہوئی؟ یہ سب اس تعلق اور محبت کا اثر ہے، جو آپ بندہ کے ساتھ رکھتے ہیں۔ کیوں کہ محبت وسیلۂ جذبِ اوصاف ہے، جب کہ میں یقیناً جانتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ اپنے اندر کوئی شمّۂ خیر (خیر کا پہلو) کسی اپنی کرتوت کی وَجہ سے نہیں رکھتا۔ اور کوئی خُلقِ ذمیمہ (بُرا خُلق) ایسا نہیں، جو اپنے میں نہ موجود ہو۔ یہاں تک کہ تحریر میں لانا بھی سخت مشکل ہے کہ خدانخواستہ کفرانِ نعمت نہ ہو۔ کیوں کہ مخلوق کا کیا حق ہے خالق پر کہ کسی امر کا مطالبہ کرے۔

یہ محض اس کی بخشش اور انعام ہے کہ عدم سے وجود میں لایا۔ پھر حیات، سمع، بصر وغیرہ وغیرہ اپنے اثر ِصفات سے نوازا۔ خنزیر و سگ وغیرہ حیوانات سے ممتاز فرمایا۔ پھر انسانوں میں ایسی رحمت کے ساتھ نوازا کہ اسلام میں پیدا کیا۔ اسلام کی محبت اور قدر قلوب میں ڈالی۔ اس کے علوم سے شرف بخشا۔ اس کی نعمتوں

www.rahimia.org

کا، جو ہم پر ہیں، شمار کرنا اور ادراک کے احاطے میں لانا محال ہے۔ پھر شکریہ ادا کرنا تو کیوں کر ممکن ہو۔ (ارشادِ خداوندی ہے:)

وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا (17)

(اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرو، تو گنتی میں نہ آئیں۔)

غرض جس مالک، مربی، رحیم و کریم، تَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ (18) (اللہ تعالیٰ بلند و برتر ہے ان صفات سے جو لوگ بیان کرتے ہیں۔) نے بلا استحقاق (بغیر حق) اور طلب (کے) یہ لاتحصی (گنتی میں شمار نہ ہونے والے) انعام مرحمت فرمائے ہوں۔ اس کی طرف سے ایسے احسانات سے — کہ جن کی طلب بھی اس نے عطا فرمائی ہے — کیوں کر مایوسی ہو سکتی ہے۔ یہ سب قصے اور حجابات (پردے) اپنی دِید (آنکھ) اور اِدراکات (سمجھنے والی قوتوں) کی شاخیں ہیں۔

جہاں ممکن ہو "لا إلٰہ إلاّ اللّٰہ" کے مضمون (اور معنی) میں مشغولی اور استغراق ہونا چاہیے۔ توفیق رفیق باد (اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق شامل حال رہے گی۔) چوں کہ یہ مضمون تحریر میں نہیں آ سکتا، اس وَجہ سے تطویل (طوالت) کا کوئی نفع نہیں۔

زیادہ والسلام

از حضرت ملاں جی (عبدالعزیز رائے پوری) صاحب، مولانا مولوی عبدالقادر صاحب سلّمہٗ اور احقر رستم علی رائے پوری ہدیہ سلام مسنون قبول باد۔

مکتوب (۳/۴)

(از رائے پور) (یکم ذی الحجہ، ۱۳۲۵ھ/ 5 جنوری 1908ء)

مشفقی مولوی اللہ بخش صاحب سلّمہٗ اللہ

از عبدالرحیم

السّلام علیکم

آپ کا خط آیا۔ مندرجہ سے آگاہی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اپنی محبت سے مالا مال فرمادیں۔ شورہ کوٹھی (19) پر آپ کی سکونت کا مشورہ تھا۔ کیا سامان ہوا ہے؟ اور کب تک ارادہ وہاں کی سکونت کا ہے؟ اس سے مطلع فرماویں۔ باقی خیریت ہے۔

فقط زیادہ والسلام

الراقم عبدالرحیم از رائے پور ضلع سہارن پور

مؤرخہ یکم ذی الحجہ، یوم دوشنبہ، ۱۳۲۵ھ (مطابق 5/ جنوری 1908ء)

www.rahimia.org

جملہ خدام کی جانب سے السلام علیکم

بہ ملاحظہ مشفقی مولوی اللہ بخش صاحب سلّمہٗ اللہ چک نادرشاہ، ڈاک خانہ بہاول نگر

مہر ڈاک خانہ بہاول نگر 8 جنوری 1908ء

مکتوب (۴/۵)

(از رائے پور) (۲۸/ جمادیٰ الثانیہ ۱۳۲۶ھ/ 28/ جولائی 1908ء)

مشفقی جناب مولوی اللہ بخش صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ

از احقر عبدالرحیم

السّلام علیکم

آپ کا خط پہنچا۔ فرحت ہوئی۔ حق تعالیٰ آپ کو عافیت و سلامتی اور اپنے مقاصد میں فائز المرام کریں۔ اور ابدالآباد (ہمیشہ ہمیشہ) کو اپنی خوشنودی مرحمت فرماویں۔

برخوردار حافظ محمد اشفاق [20] اور احمد حسن [21] کی تعلیم کی کیفیت معلوم ہوکر بہت خوشی ہوئی۔ حق تعالیٰ آپ کے فیضان سے ان کو مستفیض کریں۔ یہاں پر بحمد اللہ تعالیٰ خیریت ہے۔ حاجی غلام محمد صاحب [22] بھی یہیں ہیں۔ سلام عرض کرتے ہیں۔ برخوردار (حافظ) عبدالرشید [23] کل سے سخت بیمار ہے۔ اب بحمدللہ تعالیٰ صحت ہے۔

الراقم عبدالرحیم از رائے پور

28/ جولائی 1908ء (۲۸/ جمادی الثانی ۱۳۲۶ھ)

از احقر محمد عمر دراز [24] و مولانا مولوی عبدالقادر صاحب [25] و حافظ عبدالرشید و معزالدین [26] و ملا عبدالعزیز صاحب [27] السلام علیکم۔

بہ ملاحظہ مشفقی جناب مولوی اللہ بخش صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ

چک نادرشاہ، ضلع بہاول نگر

مکتوب (۵/۶)

(از رائے پور) (28 فروری 1919ء)

مکرمی جناب مولوی اللہ بخش صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ

از عبدالرحیم

السّلام علیکم

آپ کا خط آیا۔ حال معلوم ہوا۔ آپ کی علالت اور پریشانی سے بہت خیال ہوا۔ آپ ہر گز گھبراویں

www.rahimia.org

نہیں۔ راضی بہ رضائے الٰہی ہوکر اپنی احتیاج گریہ و زاری کے ساتھ دربارِ مالکِ حقیقی میں دعا میں پیش رکھیں۔ انشاء اللہ اس کی رحمتِ واسعہ سے اُمید ہے کہ جلدی مرض، صحت سے مبدل ہو اور پریشانی طمانیت سے۔

باقی جو آپ نے درباره برخوردار عبدالحکیم (28) تحریر کیا ہے، یہ تقاضا عمر کا ہے۔ انشاء اللہ آپ کی توجہ سے کچھ ہو ہی رہے گا۔ اور جو کچھ درباره اشفاق احمد (29) تحریر فرمایا ہے، اگر اس کی طبیعت علیل رہتی ہے تو پھر مناسب ہے کہ اس کی حسبِ خواہش رخصت دے دی جاوے۔

حق تعالیٰ آپ کو پوری صحت جلدی مرحمت فرماویں۔

آپ اس امر کا فکر نہ کریں کہ کوئی طالبِ (علم) جو پڑھنے کو آوے۔ اگر آ گیا تو بے شک اس کی طرف توجہ ہونی چاہیے۔ ورنہ فراغت کو غنیمت سمجھنا چاہیے۔ شب و روز توجہ الی اللہ کا شغل جس قدر ہو سکے، بہت غنیمت جاننا چاہیے۔ حق تعالیٰ جو خدمت سپرد کریں، اس کو بہ طوع و رغبت بجالاؤ۔ اور اگر فارغ البالی کریں تو غنیمت سمجھو اور شکر کرو۔ اصل کام میں مشغول رہو۔ اس تشویش میں اپنے خیال کو نہ ڈالو کہ ضرور طلبا کا مجمع ہو ہی۔

زیادہ والسلام

۲۸؍فروری ۱۹۰۹ء

از محمد عمر خان سکنہ منولی و عبداللہ (30) امام مسجد رائے پور سلام مسنون۔

بہ ملاحظہ مکرمی جناب مولوی اللہ بخش صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ، شورہ کوٹھی، شہر بہاول نگر

مکتوب (۶/۷)

(از رائے پور)

مہربان بندہ جناب مولوی اللہ بخش صاحب فیوضہم

از احقر عبدالرحیم

السّلام علیکم

والا نامہ شرف صدور ہو کر کاشفِ حال ہوا۔ حق تعالیٰ آں جناب کو بہ عافیت اور سلامتی اپنے مقاصد میں فائز المرام رکھیں۔

تعلیم کے بارے میں تو آپ کی خدمت میں لکھنے کی ضرورت نہیں۔ جو آپ مناسب خیال فرمائیں گے، خود کریں گے۔ مگر زیادہ عرض احقر کی، عبدالرشید کے خدمت میں بھیجنے سے یہ ہے کہ اگر اس کی تقدیر سیدھی ہو تو آپ کی صحبت سے متأثر ہو کر صلاحیت پکڑے۔ اس لیے اس کی نگرانی کی زیادہ ضرورت ہے۔

www.rahimia.org

ایسی کوئی قید ہونی چاہیے، جس سے پابندیٔ جماعت کا خیال رہے۔ اور چوں کہ قرآن شریف پر محنت ہو چکی ہے، یہ ضائع نہ ہو جائے۔ باقی عبدالحکیم کے ساتھ ہم سبق ہونا بہتر معلوم ہوتا ہے۔ جہاں تک ممکن ہو، دونوں کو ہر وقت اپنی خدمت اور نگرانی میں رکھیں۔

اور میری طبیعت اس سے زیادہ خوش ہوگی کہ کھانے، کپڑے اور خدمت میں عام طلبا کے برابر برتاؤ رہے۔ خصوصیت کا برتاؤ، یا کسی ادب کا لحاظ اس کے حق میں زہر قاتل ہوگا۔ باقی یہ تو خدشہ بھی اپنی طبیعت میں نہ لاویں کہ کوئی شکایت ان کی مسموع (سنی جائے گی) ہوگی۔ ان شاء اللہ ایسا ہرگز نہ ہوگا، بلکہ زبانی یہ فہمائش کر دی گئی ہے۔ اور آپ بھی اس کا (بھی) خیال رکھیں کہ یہ کوئی خط بلا دستخط آپ کے نہ بھیج سکے۔ اگر ہوگا تو غیر معتبر سمجھا جائے گا۔ اور جو خط ان کے نام کا پہنچے، گو بند ہی ہو، اوّل آپ پڑھ لیویں۔ پھر اگر مناسب ہو، ان کو دیں۔

باقی سب امور کو آپ اسی مختصر تقریر پر قیاس کر سکتے ہیں۔

زیادہ والسلام

سب احباب کو **السّلام علیکم**، عبدالرشید و عبدالحکیم کو دعا۔

راقم عبدالرحیم رائے پوری

از طرف مولوی عبدالقادر صاحب، مولوی عبدالعزیز صاحب و دیگر خدام السلام علیکم

مکتوب (۸/۷)

(از رائے پور) (۲۱ر ربیع الثانی ۱۳۲۷ھ/ 12 مئی 1909ء)

عنایت فرمائے جناب مولوی اللہ بخش صاحب سلّمہٗ

از احقر عبدالرحیم

السّلام علیکم

کل دو خط آپ کے، ایک بنام احقر، دوسرا بنام ملاں جی (عبدالعزیز) صاحب صادر ہوئے تھے۔ جن سے خبر علالت گھر میں (اہلیہ) کی' معلوم ہو کر بہت زیادہ خیال طبیعت کو ہوا تھا۔

الحمد للہ! آج جناب کا دوسرا کارڈ پہنچا۔ جس سے خبرِ صحت معلوم ہو کر فرحت ہوئی۔ حق تعالیٰ آپ کو مع جملہ متعلقین، ساتھ خیریت و سلامتی کے اپنی رضامندی میں رکھے۔

دیگر عرض یہ ہے کہ حاجی عبدالعزیز خاں (31) کا خط آیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان کے برخوردار عبدالرحیم (32) کی شادی ۹ر جمادی الاولیٰ (۱۳۲۷ھ) مطابق ۲۹ر مئی ۱۹۰۹ء یوم ہفتہ کو مقرر ہے۔ بارات کرانہ ضلع انبالہ جاوے گی۔ ان کی خواہش ہے کہ آں جناب شریکِ شادی ہوویں اور ۵ر جمادی الاولیٰ تک

www.rahimia.org

خان پور پہنچ جاویں۔

فقط زیادہ والسلام
الراقم عبدالرحیم از رائے پور
۲۱/ ربیع الثانی (۱۳۲۷ھ) 12 مئی 1909ء

مکتوب (۸/۹)

(از رائے پور) (مؤرخہ ۲۴/ جمادی الثانیہ ۱۳۲۷ھ/ 13 جولائی 1909ء)

عنایت فرمائے بے کراں جناب مولانا مولوی اللہ بخش صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ
از عبدالرحیم

السّلام علیکم

آپ کا خط آیا۔ مضمون سے الحمدللہ بہت بڑی مسرت ہوئی۔

جو کیفیت آپ نے اپنی تحریر فرمائی ہے، وہ قابل شکر ہے۔ اپنے کام کو التزام (پابندی) کے ساتھ کیے جاویں۔ انشاء اللہ اُمید ہے پوری کامیابی ہوگی۔

یہ جو آپ نے تحریر فرمایا کہ: ''خیالی صورت ہے۔ واقعی ہو جاوے۔''

حضرت! خیال ہی تو ذریعہ وصول کا ہے۔ باقی دنیا میں کسی طرح اطمینان ہو نہیں سکتا اور ہونا بھی نہ چاہیے۔

اللہ تعالیٰ اپنی محبت اور رضا کے ساتھ آپ کو جمیع مکروہات سے محفوظ اور تمام راحتوں سے محظوظ (لذت یافتہ) رکھیں۔

سب واقفین کو السلام علیکم۔

از عبداللہ و معزالدین وغیرہ جملہ خدام السلام علیکم۔

قاسم علی خاں (33)، مراد علی خاں (34) السلام علیکم

مؤرخہ ۲۴/ جمادی الثانیہ ۱۳۲۷ھ (13/ جولائی 1909ء)

از عبداللہ۔ بعد سلام مسنون آں کہ بندہ کی حالت بہت خراب ہے۔ آں جناب لِلّٰہ وقتِ خاص میں دعا میں ضرور شامل رکھیں۔ اس میں دریغ نہ فرمایا جائے۔

حضرت سلّمہٗ سے عرض کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ اَوروں کے واسطے کچھ کہہ بھی دیتا ہوں، اپنے لیے کچھ نہیں عرض کیا جاتا۔ چوں کہ جناب سے ایک طرح کی بے تکلفی ہے، دلیری سے اپنی آرزو کو تحریر کرتا ہوں کہ ضرور خیال فرما کر دعا سے فراموش نہ فرمائیں گے۔

www.rahimia.org

فقط زیادہ والسلام رائے پور

بہ ملاحظہ عنایت فرمائے بے کراں جناب مولانا مولوی اللہ بخش صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ

شورہ کوٹھی، مقام بہاول نگر۔ (یہ مکتوب کارڈ پر لکھا ہوا ہے۔)

مکتوب (۹/۱۰)

(از رائے پور) (۲۳؍شوال ۱۳۲۷ھ/ 8؍نومبر 1909ء)

مجی جناب مولوی اللہ بخش صاحب مدّ فُیوضھم

از عبدالرحیم

السّلام علیکم!

آپ کا خط پہنچا۔ مضمون مندرجہ سے بہت فرحت ہوئی۔ حق تعالیٰ اپنے حبیب پاک کے صدقے سے تم کو اپنے مقاصد میں فائز المرام کریں۔ بندہ بھی آپ کے واسطے دعا کرتا ہے اور آپ سے امیدِ دعا کرتا ہے۔ یہاں پر سب طرح سے خیر و عافیت ہے۔

اب ارادہ بندہ کا مدارس کی وَجہ سے پنجاب کی طرف جانے کا ہے۔ گمتھلہ، خان پور، رائے پور گوجراں سب جگہ جانا ہوگا، غالباً ایک ماہ اس سفر میں صرف ہوگا۔

باقی سب طرح سے خیریت ہے۔

از عبدالعزیز سلام عرض ہے کہ حضرت صاحب سلّمہٗ کی صاحبزادی (35) (والدۂ محترمہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ) کا جو گمتھلہ میں تھیں، انتقال ہوگیا ہے۔ إنّا للّٰه و إنّا إليه راجعون.

۸؍نومبر ۱۹۰۹ء (۲۳؍شوال ۱۳۲۷ھ)

بہ ملاحظہ مجی جناب مولوی اللہ بخش صاحب مدّ فُیوضھم

معرفت مولوی شہاب الدین (36) صاحب امام جامع مسجد بہاول نگر۔

مہر ڈاک خانہ بہاول نگر 11 نومبر 1909ء

مکتوب (۱۰/۱۱)

(از رائے پور) (15؍مئی 1910ء)

مکرمی جناب مولوی اللہ بخش صاحب سلّمہٗ

از عبدالرحیم

السّلام علیکم

آپ کا خط موصول ہو کر موجبِ مسرت ہوا۔ حق تعالیٰ آپ کو بہ ایں یاد آوری (اس یاد کرنے کے)

صلہ میں اپنی محبت اور رَضا مرحمت فرماویں۔

اب بفضلہٖ تعالیٰ طبیعت احقر کی اچھی ہے۔ البتہ ضعف ہے۔ احقر دعا سے ہر وقت شامل حال ہے۔

جناب اپنے اشغال میں جو کچھ ہو، لگے رہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ رحمتِ حق ایک روز منزلِ مقصود پر لے ہی جاوے گی۔ احقر بھی اپنے اور آپ کے واسطے اور تمام احباب کے واسطے دست بہ دعا ہے۔ اس کی ذاتِ پاک سے بڑی اُمید ہے۔

الراقم عبدالرحیم از رائے پور

از عبداللہ، ومعزالدین، وحافظ عبدالرحمٰن، وعبدالعزیز السلام علیکم۔

مہر ڈاک خانہ، بہاول نگر 20 مئی 1910ء

مکتوب (۱۱/۱۲)

(از رائے پور) (۶ رمضان المبارک ۱۳۲۸ھ/ 11 ستمبر 1910ء)

مکرمی جناب مولوی اللہ بخش صاحب سلّمہٗ

از عبدالرحیم

السّلام علیکم

خط پہنچا۔ مضمون سے خوشی ہوئی۔ حق تعالیٰ مبارک بہ انجامِ خیر فرماویں۔

یہاں سے روانگی (برائے حج) تاریخ ۲ شوال ۱۳۲۸ھ (7 اکتوبر 1910ء) ہے۔ پس آپ کو مناسب ہے کہ ۳ شوال یوم ہفتہ کو ضرور بالضرور دہلی پہنچ جاؤ۔ اور امسال حج پر جانے والوں کے لیے چیچک کے ٹیکے لگانے کا انتظام ہر ہر ضلع میں کیا گیا ہے۔ پس مناسب ہے کہ اس سے بھی اسی اثنا میں اپنے ضلع میں ہی فراغت پا کر سرٹیفکیٹ حاصل کر لیویں۔ اور جواب سے بہ واپسی ڈاک مطلع کریں۔

فقط زیادہ والسلام

الراقم عبدالرحیم

از رائے پور، ضلع سہارن پور

مؤرخہ ۶ رمضان المبارک (۱۳۲۸ھ/ 11 ستمبر 1910ء)

جواب طلب ضروری۔

از عبداللہ وغیرہ خدام السلام علیکم بہ رسد۔

(نقل مکتوب کارڈ) مہر ڈاک خانہ بہاول نگر

www.rahimia.org

مکتوب (۱۲/۱۳)

(از رائے پور)　　　　(یکم ربیع الاوّل ۱۳۲۹ھ/ 2/ مارچ 1911ء)

جناب مولانا مولوی اللہ بخش صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ

از احقر عبدالرحیم

السّلام علیکم

احقر نے جناب رُکن الدین صاحب تھانہ دار منچن آباد کی نسبت جناب پریذیڈنٹ (مولانا رحیم بخش) صاحب (37) کی خدمت میں ایک خط لکھا تھا۔ اس کا جواب پریذیڈنٹ صاحب نے دیا ہے، جس کا مضمون ہے کہ:

''رُکن الدین اگر پابند اور تائب ہوگیا ہے تو انشاء اللہ ان کی ترقی جلد کروں گا۔''

اطلاعاً تحریر ہے۔ آپ تھانہ دار صاحب کو اس سے مطلع کر دیں۔

باقی سب خیریت ہے۔

زیادہ والسلام

راقم عبدالرحیم از رائے پور

یکم ربیع الاول (۱۳۲۹ھ/ 2/ مارچ 1911ء)

مولانا مولوی عبدالقادر صاحب و ملاں جی (عبدالعزیز) صاحب و رستم علی خاں سب کی جانب سے سلام مسنون قبول ہو۔

بہ ملاحظہ جناب مولانا مولوی اللہ بخش صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ

پتہ معرفت امام صاحب جامع مسجد بہاول نگر

مکتوب (۱۳/۱۴)

(از خان پور ضلع انبالہ)　　　　(21/ اپریل 1911ء/ ۲۱/ ربیع الثانی ۱۳۲۹ھ)

مکرم جناب مولوی اللہ بخش صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ

از احقر عبدالرحیم

السّلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ

شاید بروز سہ شنبہ (منگل) مؤرخہ ۲۵/ ربیع الثانی (۱۳۲۹ھ) مطابق ۲۵/ اپریل (1911ء) شام کے چھ بجے جو گاڑی سہارن پور سے چلتی ہے، اس میں احقر بہ معیت جناب مولانا مولوی خلیل احمد صاحب (سہارن پوری)(38)، مولانا مولوی اشرف علی صاحب (تھانوی) (39) بہ قصدِ بہاول پور سوار ہوکر روانہ

www.rahimia.org

ہوں گے۔ وہ (گاڑی) معلوم نہیں کہ کس وقت بہاول نگر پہنچے گی۔ شاید بروز چہارشنبہ ۲۶؍تاریخ کی صبح کو بہاول نگر پہنچنا ہوگا۔ آپ اس گاڑی پر ضرور تلاش کرلیں۔ شاید ملاقات کا موقع مل جائے۔ آپ سے ملنے کو دل چاہتا ہے۔ مگر وہاں فرصت اُترنے کی نہ ملے گی۔ اطلاعاً تحریر کیا۔

عزیز راؤ مراد علی خاں (رائے پوری) نے سہارن پور سے ۲۵؍ مارچ کو چاول بھائی جناب نور احمد صاحب (40) کے نام روانہ کیے تھے، اس کی رسید سے اطلاع نہیں آئی۔ اس کی رسید سے اطلاع فرمادیں۔

از جناب حاجی سوندھے خاں صاحب (41) السلام علیکم

از جناب محمد عبدالرحمٰن سلام مسنون

راقم عبدالرحیم از خانپور

۲۱؍اپریل ۱۹۱۱ء (۲۱؍ربیع الثانی ۱۳۲۹ھ)

مکتوب (۱۴/۱۵)

(17 مارچ 1913ء/۱۸؍ربیع الثانی ۱۳۳۱ھ)

مکرمی جناب مولوی اللہ بخش صاحب سلّمہٗ

از عبدالرحیم

السّلام علیکم!

آپ کا خط آیا۔ خیریت معلوم ہوکر خوشی ہوئی۔ حق تعالیٰ تم کو بہ عافیت و سلامتی مع جمیع متعلقین اپنی حفاظت میں رکھے۔

میاں گامہ (غلام محمد) کی بھینس کا حال معلوم ہوا۔ حق تعالیٰ اس کو واپس کرے۔

باقی اور سب طرح سے خیریت ہے اور سب کو سلام کہہ دینا۔

راقم عبدالرحیم از رائے پور

بہ ملاحظہ مکرمی جناب مولوی اللہ بخش صاحب سلّمہٗ

مہر ڈاک خانہ بہاول نگر 17 مارچ 1913ء (۱۸؍ربیع الثانی ۱۳۳۱ھ)

مکتوب (۱۵/۱۶)

(از رائے پور) (30؍اپریل 1913ء/۲۳؍جمادی الاولیٰ ۱۳۳۱ھ)

مکرمی جناب مولوی اللہ بخش صاحب سلّمہٗ

از عبدالرحیم

www.rahimia.org

السّلام علیکم

احقر یہاں موجود نہیں تھا۔ آپ کا خط لکھا ہوا ملا۔

بیل کی نسبت جو کہ تحریر فرمایا ہے، اس میں جو کچھ آپ کے نزدیک مناسب ہو، وہ کریں۔ باقی دوسرے امر میں جس کو آپ نے تحریر کیا ہے، انشاءاللہ دعا سے دریغ نہ ہوگا۔

آپ نے بھی برخوردار (42) کی صحت کی کوئی خبر نہیں لکھی کہ چوٹ لگ گئی تھی۔ اب کیا کیفیت ہے؟

زیادہ والسلام

الراقم عبدالرحیم

30/اپریل 1913ء (۲۳/جمادیٰ الاولیٰ ۱۳۳۱ھ)

بہ ملاحظہ مکرمی جناب مولوی اللہ بخش صاحب سلّمہٗ

معرفت امام مسجد صاحب جامع مسجد بہاول نگر

مہر ڈاک خانہ بہاول نگر 3 مئی 1913ء

مکتوب (۱۶/۱۷)

(از رائے پور) (۲۹/رجب ۱۳۳۱ھ/4/جولائی 1913ء)

مکرمی جناب مولوی اللہ بخش صاحب مدفیوضہم

از عبدالرحیم

السّلام علیکم

عنایت نامہ موصول ہوکر کاشف مضمون ہوا۔ تمھاری خیریت اور امتحان کی کیفیت جو تم نے تحریر فرمائی ہے، اس سے خوشی ہوئی۔

اپنی تشریف آوری کو جو تحریر فرمایا ہے، بہت مناسب ہے۔ آپ سے ملنے کو طبیعت چاہتی ہے۔

خان صاحب محمد نواز خاں کی خدمت میں خط لکھ دیا گیا۔ باقی اور سب خیریت ہے۔

برخوردار عبدالرحمٰن کو دعا اور سب احباب کو السلام علیکم۔

راقم عبدالرحیم از رائے پور

۲۹/رجب ۱۳۳۱ھ (4/جولائی 1913ء)

مہر ڈاک خانہ رائے پور 5 جولائی 1913ء

مہر ڈاک خانہ بہاول نگر 7 جولائی 1913ء

مکتوب (۱۷/۱۸)

(از رائے پور) (۱۴؍ربیع الاول۱۳۳۲ھ/ 10 فروری 1914ء)

مکرمی جناب مولوی اللہ بخش صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ

از احقر عبدالرحیم

السّلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ

اس وقت باعثِ تصدیعہ یہ ہے کہ برخوردار حاجی عبدالحکیم نے بحمد اللہ تعالیٰ ہم رکاب بڑے حاجی صاحب [43] بہ عافیت حج سے واپس آ کر، اپنا یہ خیال ظاہر کیا کہ میں اب علم پڑھنا چاہتا ہوں اور سہارن پور کا ارادہ ظاہر کیا۔ احقر نے ان کے حق میں آپ کی خدمت میں ہی رہنا موجب زیادہ نفع کا سمجھا۔ جب ان سے کہا گیا تو انھوں نے بہ طِیب خاطر (خوش دِلی سے) منظور کیا۔ لہٰذا یہ آپ کی خدمت میں پہنچتے ہیں۔ ان کے خرچ کے انشاء اللہ حاجی صاحب کفیل ہوں گے۔ البتہ (کھانا) پکنے کا انتظام ہوجانا چاہیے۔

امید یہ ہے کہ ان کی تعلیم جناب کی خدمت میں خصوصیت کے ساتھ اچھی ہوگی۔ وقت ضائع نہ ہو۔ آپ ان کو اپنی خدمت میں رکھیں اور ان کی تعلیم کا التزام کرنا قبول فرمالیں۔

زیادہ والسلام

برخوردار (عبدالرشید) کو دعا۔ حاجی سوندھے خاں صاحب کا السلام علیکم۔

راقم عبدالرحیم از رائے پور

۱۴؍ربیع الاول۱۳۳۲ھ (10 فروری 1914ء)

بندہ رستم علی [44] کا ہدیۂ سلام مسنون قبول ہو۔

مکتوب (۱۸/۱۹)

(از رائے پور) (7 جولائی 1914ء/۱۴؍شعبان۱۳۳۲ھ)

مکرمی جناب مولوی اللہ بخش صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ

از احقر عبدالرحیم

السّلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ

آپ کا خط پہنچا۔ اگر مولوی نور محمد صاحب (لدھیانوی) [45] کے خط کا انتظار ہے، تو خیر۔ اور اگر آپ کا ارادہ یہاں آنے کا ہے تو آپ کو یہاں کی حالت معلوم ہے۔ آپ کا گھر ہے۔ رمضان میں یہیں رہیں۔

قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب موصوف بعد رمضان تشریف لاویں گے۔ اگر آپ بھی بعد

www.rahimia.org

رمضان شریف آنا چاہیں تو بہتر ہے۔ اور اگر قبل رمضان آنا چاہیں تو بھی آپ کی مرضی پر منحصر ہے۔ جس وقت چاہیں آویں۔

بحمد للہ تعالیٰ احقر بہ خیریت ہے۔

راقم عبدالرحیم از رائے پور

رستم علی کا السلام علیکم

بہ ملاحظہ مکرمی جناب مولوی اللہ بخش صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ

معرفت امام جامع مسجد بہاول نگر

مہر ڈاک خانہ رائے پور 7 جولائی 1914ء

مہر ڈاک خانہ بہاول نگر 10 جولائی 1914ء

مکتوب (۱۹/۲۰)

(از رائے پور) (2/نومبر 1914ء/۱۲/ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ)

مکرمی جناب مولوی اللہ بخش صاحب

از احقر عبدالرحیم

السّلام علیکم ورحمة اللّٰه

عنایت نامہ موصول ہو کر مسرّت کا باعث ہوا۔ ہر دو برخورداران (46) کے تولد کی خبر سے مسرت ہوئی۔ حق تعالیٰ کا انعام ہے۔ حق تعالیٰ ان دونوں کو اور عبدالرحمٰن (47) کو اپنا بندۂ مقبول کریں اور دارین کی راحت عطا فرماویں۔

آپ کے بھائی صاحب (48) کی طرف سے فکر ہے۔ حق تعالیٰ ان کو صحت مرحمت فرماویں۔ اور آپ کو تمام مقاصد دارین میں فائز المرام کریں۔

بہ خدمت مولوی جمال الدین (49) و مولوی غلام اللہ صاحب (50) السلام علیکم اور چوہدری قاسم خاں صاحب (51) کو السلام علیکم۔

راقم عبدالرحیم

سب حضرات کا السلام علیکم اور مبارک باد۔

طالب دعا رستم علی کا ہدیہ سلام مسنون قبول۔

اور اس سیاہ رو کے حق میں دعا فرماویں۔

بہ ملاحظہ مکرمی جناب مولوی اللہ بخش صاحب، چاہ جٹو والا (دین پور)، بہاول نگر

مہر ڈاک خانہ رائے پور 2 نومبر 1914ء

مہر ڈاک خانہ بہاول نگر 5 نومبر 1914ء

مکتوب (۲۰/۲۱)

(از رائے پور) (۲۷ ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ/ 16 نومبر 1914ء)

مکرمی جناب مولوی اللہ بخش صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ

از احقر عبدالرحیم

السّلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ

حق تعالیٰ آپ کے بھائی صاحب کو اپنے دامنِ مغفرت میں چھپاویں۔ اور آپ

(حدیثِ نبویؐ) ''(إنّما) **الصّبر عند الصّدمة الأولیٰ**.'' (52)

(پہلے صدمے کے موقع پر صبر کرنا بہتر ہے۔)

کو کام میں لا کر اجرِ عظیم کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ بندہ دعا گو ہے اور آپ سے بھی درخواست ہے۔

عبدالرحیم از رائے پور

۲۷ ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ (16 نومبر 1914ء)

سب حضرات کا السلام علیکم۔

جناب پیر جی محی الدین صاحب سلّمہٗ ساڈھوروی (53) السلام علیکم عرض کرتے ہیں۔

رستم علی کے لیے دعا درحُسنِ اخلاق وحسنِ خاتمہ کی کرتے رہیں۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ (54)

(اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔)

مہر ڈاک خانہ رائے پور 18 نومبر 1914ء

مہر ڈاک خانہ بہاول نگر 21 نومبر 1914ء

مکتوب (۲۱/۲۲)

(از رائے پور) (5 فروری 1915ء/ ۲۰ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ)

مکرمی جناب مولوی اللہ بخش صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ

از احقر عبدالرحیم

السّلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ

عنایت نامہ موصول ہو کر کاشفِ مضمون ہوا۔ بحمداللہ تعالیٰ! بندہ بہ خیریت ہے۔ بندہ کو دعا سے دریغ نہ

www.rahimia.org

ہوگا اور آپ سے دعا کا خواست گار ہے۔

راقم عبدالرحیم از رائے پور

مولوی عبدالقادر صاحب گھر پر گئے ہیں۔ جاتے یا آتے وقت آپ سے ملنے کو کہتے تھے۔

از کمترین غلامان رستم علی بعد سلام مسنون دعا حسن خاتمہ کی درخواست قبول ہو۔

مہر ڈاک خانہ رائے پور 5/فروری 1915ء

مہر ڈاک خانہ بہاول نگر 7فروری 1915ء

مکتوب (۲۲/۲۳)

(از رائے پور) (25/مئی 1915ء/ ۱۱/رجب ۱۳۳۳ھ)

مکرمی جناب مولوی اللہ بخش صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ

از احقر عبدالرحیم

السّلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ

بندہ اب قابل سفر کرنے کے نہیں رہا ہے۔ جب تک طاقت رہی (مدرسہ صادقیہ عباسیہ منچن آباد میں) شریکِ جلسہ ہوتا رہا۔ جناب پریذیڈنٹ (مولانا رحیم بخش) صاحب کی خدمت میں عذر لکھ دیا ہے۔ جناب مولوی غلام قادر صاحب کا والا نامہ (مدرسے کے جلسے میں شرکت کے سلسلے میں) آیا تھا۔ بندہ نے ان کی خدمت میں بھی عذر لکھ دیا ہے۔ فقط

جو حالت پیش آ رہی ہے، اس کا کچھ فکر نہ کریں اور دیکھیں کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔

حاجی عبدالعزیز صاحب خانپوری موجود ہیں، السلام علیکم کہتے ہیں۔

زیادہ والسلام

راقم عبدالرحیم از رائے پور

رستم علی کا ہدیہ سلام مسنون عرض۔

از خادم عبدالحکیم خانپوری سلام مسنون عرض ہے۔

مہر ڈاک خانہ رائے پور 25 مئی 1915ء

مہر ڈاک خانہ بہاول نگر 28 مئی 1915ء

مکتوب (۲۳/۲۴)

(از دیوبند) (۶/شوال ۱۳۳۳ھ/ 17/اگست 1915ء)

حسب الارشاد حضرت مولانا صاحب رائے پوری مدفیضہٗ

www.rahimia.org

به خدمت جناب مولانا اللہ بخش صاحب مدظلہٗ

السّلام علیکم!

گزارش ہے کہ مولوی اللہ بخش صاحب سکنہ جونی کلاں مقیم بڈھن پور ضلع انبالہ، ایک طالبِ علم کو جناب کی خدمت میں بہ غرضِ تعلیم بھیجیں گے۔ اور اس طالب علم کے احوالاتِ خواندگی و حالات و عاداتِ زندگی سے اطلاع دیں گے۔ آپ اس طالبِ علم کو اپنے اَور (دیگر) طالبِ علموں کی طرح اپنے پاس رکھیں اور ان کے سبق وطبق (کھانے) کا انتظام کریں۔ اور اس کے اَخلاق وتعلیم وتربیت کا خیال رکھیں۔

والسلام

راقم الحروف نور محمد لدھیانوی نور پوری

حسب ارشاد حضرت مولانا صاحب مدظلہ العالی وسلّمہٗ رائے پوری

وارد حال دیوبند، ضلع سہارن پور

یوم السبت، ۶رشوال ۱۳۳۳ھ (17راگست 1915ء)

مہر ڈاک خانہ دیوبند 18 اگست 1915ء

مہر ڈاک خانہ بہاول نگر 29 اگست 1915ء

مکتوب (۲۴/۲۵)

(از رائے پور) (5 نومبر 1915ء/۲۶ ذی الحجہ ۱۳۳۳ھ)

مکرمی جناب مولوی اللہ بخش صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ

السّلام علیکم!

عنایت نامہ موصول ہوا۔ حق تعالیٰ تم کو اپنے حبیب پاک کے صدقے سے اپنی رضامندی وحفاظت میں رکھیں۔

بندہ کو گاہ گاہ (کبھی کبھی) حرارت ہو جاتی ہے۔ ضعف طبیعت پر غالب ہے۔ پہلے کی نسبت اب افاقہ ہے۔

یہاں کے جواب کا انتظار نہ کیا کریں۔ اب خط لکھوانا بھی دشوار ہوتا ہے۔

زیادہ والسلام بہ قلم رستم علی

از سگِ دربارِ رُستم علی السلام علیکم۔ واستدعائے اصلاح وخیر خاتمہ بالایمان۔

حضرت کو حرارت ہو جانا اندیشہ ناک ہے۔ ویسے اب نسبتاً تندرست ہیں۔ معالجہ بہت ہوا۔ اب گھبرا کر دوا ترک فرمادی۔ دعا ہے کہ حق تعالیٰ اس ابرِ کرم کو ہمارے سروں پر تادیر متقاطر (بارش برسائے) رکھیں۔

www.rahimia.org

آمین!

مہر ڈاک خانہ رائے پور 5 نومبر 1915ء

مہر ڈاک خانہ بہاول نگر 8 نومبر 1915ء

مکتوب (۲۵/۲۶)

(از رائے پور) (یکم محرم الحرام ۱۳۳۴ھ/ 9 نومبر 1915ء)

مکرمی جناب مولانا مولوی اللہ بخش صاحب مدظلہ

السّلام علیکم!

حسبِ ارشاد حضرت قطب الوقت شاہ عبدالرحیم صاحب (رائے پوری) ایک جلسہ معلّمین قرآن مجید مکاتب اسلامیہ بہ تاریخ ۱۱ر محرم الحرام ۱۳۳۴ھ بمطابق ۱۹ر نومبر ۱۹۱۵ء بہ مقام مدرسہ فیض ہدایت رائے پور ضلع سہارن پور منعقد ہوگا۔ لہٰذا آں جناب کی خدمت میں گزارش ہے کہ آپ بھی ایک روز قبل از جلسہ یعنی پنج شنبہ (جمعرات) ۱۰ر محرم الحرام (۱۳۳۴ھ) کی شام تک رائے پور پہنچ جائیں، تاکہ علی الصبح شامل جلسہ ہوں۔

اس جلسے میں اس امر پر غور کیا جائے گا کہ تعلیم کا انتظام کیا ہو، جس سے طلبا جلدی پڑھنا سیکھیں اور ان کو علم کا شوق اور رغبت پیدا ہو۔

بہ واپسی ڈاک ارادہ تشریف آوری سے مطلع فرمائیں۔

والسلام

مولوی احمد حسن پسر بھائی عبدالقادر صاحب انبالوی اور مولوی عبداللہ صاحب سکنہ چونی کلاں ضلع انبالہ اور حاجی سوندھے خاں سکنہ خان پور اور حکیم غلام محمد صاحب سکنہ ٹیٹہ کی طرف سے السلام علیکم۔

حضرت سلّمہٗ کی طبیعت اب اچھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہمیشہ صحیح وسلامت، خیر و عافیت سے رکھے۔

والسلام

نور محمد از رائے پور مدرسہ فیض ہدایت

مکتوب (۲۶/۲۷)

(از رائے پور) (13 دسمبر 1915ء/ ۵ر صفر ۱۳۳۴ھ)

مکرمی جناب مولانا مولوی اللہ بخش صاحب مدظلہ

از احقر عبدالرحیم

السّلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

www.rahimia.org

آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا تھا۔ اس میں صاحبزادہ کی بیماری کا حال لکھا تھا، مگر اس کے بعد جناب نے پھر اس کا حال نہیں لکھا۔ اس طرف بہت خیال ہے۔ اپنی خیریت اور صاحبزادے کی صحت سے مطلع فرماویں، تاکہ اطمینان ہو۔

احقر کو بخار اور ضعف بدرجہ غایت ہے۔ خطوں کا پڑھنا اور ان کا جواب لکھنا دشوار ہوگیا ہے۔ اس لیے جواب دیر سے دیا جاتا ہے۔

والسلام

عزیزم عبدالحکیم السلام علیکم!

تمھارا خط آیا۔ احوال معلوم ہوا۔ تمھاری جسمانی اور روحانی بیماری کے دفعیہ کے لیے دعا کی جاوے گی۔ جب کوئی واہیات خیال آیا کرے تو بزرگوں کے فرمودہ کا خیال فرمالیا کریں۔ اپنے نفسانی خیالات کی پیروی نہ کریں۔ اس کا انجام بہت خراب نکلتا ہے۔ تعلیم اور کتاب کے شغل میں مصروف رہا کرو۔ بے کار نہ رہو۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام

از نور محمد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مہر ڈاک خانہ رائے پور 13 دسمبر 1915ء

مہر ڈاک خانہ بہاول نگر 16 دسمبر 1915ء

مکتوب (۲۸/۲۷)

(از رائے پور) (3/ جنوری 1916ء/ ۲۶/ صفر ۱۳۳۴ھ)

مکرمی جناب مولانا مولوی اللہ بخش صاحب مدظلہ

از احقر عبدالرحیم

السّلام علیکم

آپ کا جوابی کارڈ موصول ہوکر کاشفِ مضمون ہوا۔ آپ عبدالحکیم سے فرماویں کہ کہیں جانے کا نام نہ لیں۔ وہیں ٹھہر کر پڑھنے میں کوشش کرے۔ اگر وہ نہ مانیں تو ان کو اختیار ہے۔ کسی کا خط آوے اور کوئی بلاوے نہ جاوے۔ جب تک حاجی صاحب نہ بلاویں، کہیں نہ جاویں۔

احقر کی طبیعت بہ نسبتِ سابق اچھی ہے۔ روز بروز نسبتاً صحت ہوتی جاتی ہے۔ البتہ ضعف زیادہ ہے۔ سب احباب کو درجہ بدرجہ دعا۔

والسلام

الراقم عبدالرحیم از رائے پور

www.rahimia.org

از عبدالعزیز   السّلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ‘!

اس کے بعد عرض ہے کہ کریم الدین خان پور سے بھاگ کر یہاں آ گیا ہے۔ اب تک مدرسے میں داخل نہیں۔ کیا پڑھتا ہے؟ ایک خط حاجی عبدالعزیز خاں صاحب کی خدمت میں بھیجا تھا۔ حاجی صاحب نے تو رائے پور کے مدرسے میں داخل کر لینے کی اجازت لکھ دی ہے۔ جناب بھی بہ واپسی مطلع فرماویں۔ یہاں داخل کر لیا جاوے یا نہ کیا جاوے۔ کریم الدین کے بارے میں جیسی رائے ہو، اس سے مطلع فرمائیں۔

خدا بخش صاحب کو سلام مسنون پہنچے۔

زیادہ والسلام

عبدالعزیز (ملاں جی) رائے پور

مہر ڈاک خانہ رائے پور 3/جنوری 1916ء

مہر ڈاک خانہ بہاول نگر 5 جنوری 1916ء

مکتوب (۲۸/۲۹)

(از رائے پور)   (3 جنوری 1918ء/ ۱۸/ربیع الاول ۱۳۳۶ھ)

مکرمی جناب مولانا مولوی اللہ بخش صاحب مدظلہ

از احقر عبدالرحیم

السّلام علیکم و رحمۃ اللّٰہ

آپ کا خط مولوی نور محمد صاحب (لدھیانوی) کے نام پر موصول ہوا۔ کریم الدین وعبدالکریم (55) کی صحت یابی اور آپ کی خیریت معلوم ہو کر مسرت ہوئی۔

اب بحمداللہ تعالیٰ چار پانچ یوم سے مرض میں تخفیف ہے۔ ضعف زیادہ ہو گیا ہے۔

محمد اسماعیل خاں (56) سکنہ ”گمتھلہ راؤ“ نے یہاں آ کر یہ بیان کیا کہ مولوی اللہ بخش صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ: ”رائے پوری سے، یعنی احقر اجازت دے دے تو میں تجھ کو ملازم کرا سکتا ہوں۔ اس شرط پر کہ لڑائی پر (جنگ میں) نہ لے جاویں گے۔“

اگر کسی کی ملازمت ہو سکتی ہے تو آپ کوشش فرماویں۔ جس موقع پر آپ مناسب سمجھیں۔ خواہ شرائط کے ساتھ ہو۔

زیادہ والسلام

از احقر محمد اسماعیل گمتھلوی   السلام علیکم!

www.rahimia.org

بندہ آپ کے فرمان کے مطابق حضرت اقدس (رائے پوری) کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت اقدس سے نوکری کا ذکر کیا۔ حضرت اقدس نے فرمایا بہت اچھا ہو کہ تمھاری نوکری وہاں پر ہو جاوے اور اس خط کا جواب ''گمتھلہ راؤ'' ارسال فرماویں۔

زیادہ والسلام

محمد اسماعیل از رائے پور ضلع سہارن پور

مہر ڈاک خانہ رائے پور 3 جنوری 1918ء

مہر ڈاک خانہ بہاول نگر 5 جنوری 1918ء

مکتوب (۲۹/۳۰)

(از پیلوں) (29 اکتوبر 1918ء/۲۳ محرم الحرام ۱۳۳۷ھ)

جنابِ مولانا مولوی اللہ بخش صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ

از احقر عبدالرحیم

السّلام علیکم

آپ کا والا نامہ صادر ہوا۔ آپ اور متعلقین کی تکلیف؛ برخوردار [57]، والدہ صاحبہ، آپ کے بھائی اور اَوروں کے انتقال کی خبر معلوم ہو کر بہت فکر اور صدمہ ہوا۔ حق تعالیٰ ان مرحوموں کو غریقِ رحمت فرماویں اور آپ کو اور متعلقین کو شفائے کاملہ عطا فرماویں اور اس بلا سے نجات بخشیں۔

یہاں بھی بخار کی بہت کثرت ہو رہی ہے۔

آپ خوب دانا (سمجھ دار) ہیں۔ بندہ کا کام اس مالک کی رضا پر راضی رہنا ہے۔ جس حال میں وہ مالک رکھے، اس پر راضی رہنا چاہیے۔

عبدالرحمٰن اور اس کی والدہ کی طبیعت کا حال بہ واپسی مطلع فرماویں۔ آپ اپنی، عبدالرحمٰن اور والدہ صاحبہ کی کیفیت سے جلد مطلع فرماویں۔

زیادہ والسلام

راقم عبدالرحیم از پیلوں

مولانا مولوی حکیم وہاج الدین صاحب [58]، مولانا مولوی عبدالقادر صاحب، عبدالعزیز [59] و عبدالرحیم [60] سلام مسنون۔

مہر ڈاک خانہ رائے پور 29 اکتوبر 1918ء

مہر ڈاک خانہ بہاول نگر یکم نومبر 1918ء

www.rahimia.org

مکتوبات بنام حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ

(والدِ گرامی حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ)

مکتوب (۱/۳۱)

(از رائے پور) (بلا تاریخ)

المخدوم المکرّم جناب حضرت مولانا مولوی محمد یحییٰ صاحب مدفیوضہم (61)

از احقر عبدالرحیم

السّلام علیکم!

اس وقت باعثِ تصدیعہ یہ امر ہے کہ کوئی خبر یہاں رؤیتِ ہلالِ ماہِ مبارک — بجز (سوائے) خط مولوی حکیم جمیل الدین صاحب کے — نہیں آئی۔ مولوی صاحب کا مضمون یہ ہے، جو انھوں نے غازی پور سے لکھا ہے:

> ''یہاں ایک مسلمان پابندِ صوم وصلوٰۃ مستور الحال (جس کی حالت معلوم نہیں ہے) نے میرے سامنے اس مضمون کی شہادت دی کہ شنبہ ۲۹ر شعبان کو میں نے خود رمضان کا چاند دیکھا ہے۔ اور میرے بھائی اور ایک عورت نے بھی (چاند دیکھا ہے۔)...
>
> مولانا عبدالغفار صاحب کا — جو شاگرد حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہٗ کے ہیں، اور عالم باعمل ہیں — گورکھپور سے خط آیا اور مجھے یقین ہے کہ یہ انھیں کا خط تھا۔ اس میں چاند کے متعلق یہ مضمون تھا:
>
> ''گورکھپور میں ایک مسلمان نمازی نے شنبہ کو رؤیت کی شہادت دی۔ باقاعدہ شرعی شہادت تسلیم ہوکر اعلان ہوا۔ اکثر لوگوں نے یک شنبہ سے روزہ شروع کردیا۔''
>
> میرے نزدیک یہ دونوں شہادتیں معتبر ہیں۔''

یہ حکیم (جمیل الدین) صاحب کا مضمون ہے۔ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ جواب سے جلد مطلع فرمائیں۔

نیز یہ عرض ہے کہ (خانقاہ میں) مسجد تیار ہوگئی۔ (رمضان المبارک کے) آخیر جمعہ کو افتتاح ہوگا۔ لہٰذا تشریف لاویں۔ اطلاعاً عرض ہے۔ (62)

مولوی زکریا کی والدہ مکرمہ کی خدمت میں السلام علیکم عرض کردیں۔

راقم عبدالرحیم از رائے پور

از محمد اشفاق السلام علیکم

www.rahimia.org

مکتوب (۲/۳۲)

(از رائے پور) (25 اپریل 1916ء)

المخدوم المکرّم جناب مولانا محمد یحییٰ صاحب (کاندھلوی) مدفیوضہم

از احقر عبدالرحیم

السّلام علیکم و رحمۃ اللّٰہ!

اس وقت دوسری یاد دہانی کراتا ہوں۔ جمعہ یہاں (رائے پور) آکر پڑھیں۔ اس میں تاخیر ہرگز نہ ہو۔ آپ جناب کا کوئی عذر مسموع نہیں ہوسکتا۔

زیادہ والسلام

راقم عبدالرحیم رائے پور

بہ خدمت مولوی رضی الدین صاحب (63) ومولوی (محمد) الیاس (دہلوی) (64) وجمیع حضرات نجم الحسن صاحب (65) السلام علیکم۔

بخدمت جنابہ مکرمہ والدہ صاحبہ السلام علیکم عرض کردیں۔

از محمد اشفاق السلام علیکم۔

بخدمت اقدس مولانا مولوی محمد یحییٰ صاحب مدفیوضہم کاندھلہ ضلع سہارن پور

مہر ڈاک خانہ رائے پور مؤرخہ 25 اپریل 1916ء

مکتوب (۳/۳۳)

(از رائے پور) (۵/ذی قعدہ ۱۳۳۴ھ/ 3/ستمبر 1916ء)

المخدوم المکرّم حضرت مولانا محمد یحییٰ (کاندھلوی) صاحب مدفیوضہم

از احقر عبدالرحیم

السّلام علیکم و رحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ!

آپ سے ملنے کی غرض سے (قصبہ) بہٹ آنے کو بہت جی چاہتا رہا، مگر اوّل تو سواری اختیار میں نہیں ہے۔ دوم یہ کہ شاہ (زاہد حسین) صاحب کو احقر کے جانے پر اوپر کا کمرہ خالی کرنا پڑتا ہے کہ جس میں وہ خود تشریف رکھتے ہیں۔

(قصبہ) بہٹ اگر آپ کا تشریف لانا طمانیت کا ہو تو مطلع فرمادیں تو بہٹ حاضر ہونے کا قصد کروں۔ ایسا تو ہو نہیں کہ آپ جمعرات کو تشریف لاویں اور جمعہ کو واپس ہونے لگیں۔ اس صورت میں تو مجھے آنے کی

www.rahimia.org

ہی تکلیف ہوگی۔ طمانیت سے ٹھہرنا ہو تو تشریف لاویں۔

راقم عبدالرحیم از رائے پور

۵/ذی قعدہ ۱۳۳۴ھ (3/ستمبر 1916ء)

مکتوبات بنام حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ

(سابق شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور)

مکتوب (۱/۳۴)

برخوردار ی مولوی زکریا سلّمہٗ اللہ تعالیٰ (66)

از عبدالرحیم

السّلام علیکم!

بعد سلام مسنون و دعا تمھارا خط پہنچا۔ مضمون معلوم ہوا، جو بہ سببِ شروع ماہِ مبارک (رمضان المبارک) میں عدمِ قیام کا ہے، وہ آخیر زمانہ میں بھی موجود ہے۔

باقی تم اور تمھارے ابا جان (حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی) زبردست ہو۔ ہم غریبوں کی کیا چل سکے۔ یہ تمھاری زبردستی ہے کہ جو اس وقت ماہِ (رمضان) مبارک میں تم کو جواب لکھ رہا ہوں۔

باقی جو ذکر و شغل حضرت مولانا سلّمہٗ (67) نے تلقین فرمایا ہے، وہی کرنا چاہیے تھا۔

عائشہ (68) کو دعا، تمھاری والدہ مکرمہ (69) کی خدمت میں سلام۔

بخدمت جناب مولانا مولوی محمد یحییٰ صاحب السلام علیکم۔

راقم عبدالرحیم از رائے پور

از محمد اشفاق عفی عنہ

بخدمت آنجناب و جناب مولانا مدظلہ و جنابہ والدہ مکرمہ السلام علیکم۔

واقع میں ہو زبردست، اس میں کچھ شک نہیں۔

(کتاب) ''حصن حصین'' پہنچی۔ اس کی جلد کے کیا دام ہیں؟

www.rahimia.org

مکتوب (۲/۳۵)

(از رائے پور)　　　　(۱۱؍ذی قعدہ ۱۳۳۴ھ/ 10؍ستمبر 1916ء)

برخوردار ی مولوی زکریا سلّمہٗ

از احقر عبدالرحیم

السّلام علیکم

اس وقت گیارہ بج کر بیس منٹ پر تار جو (قصبہ) بہٹ شاہ (زاہد حسین) صاحب کے پاس آیا تھا، بندہ کے پاس حاجی غلام محمد صاحب لے کر آئے۔ جس سے اچانک اس حادثۂ عظیمہ انتقال مولانا محمد یحییٰ صاحب مرحوم کی خبر معلوم ہو کر سکتہ کی حالت ہوگئی۔ طبیعت پر ایک ایسی حیرت ہے، جو تحریر میں نہیں آسکتی۔

مشیتِ ایزدی میں کسی کو دخل نہیں۔ وہ مالک مختار ہے۔ وہ اپنی ملک میں جو چاہے تصرف کرے۔ اس سے جلدی اطلاع دو کہ مرض کیا پیش آیا؟ اس فوری حادثے سے ایک سخت حیرت ہے۔ میں اسی وقت یہاں سے چل دیتا، مگر اپنی حالت کی وَجہ سے سخت مجبور ہوں۔ اس سے زیادہ کیا لکھوں؟

راقم عبدالرحیم از رائے پور

بروز شنبہ بوقت گیارہ بج کر بیس منٹ

(۱۱؍ذی قعدہ ۱۳۳۴ھ/ 10؍ستمبر 1916ء)

مکتوب (۳/۳۶)

(از رائے پور)　　　　(بلا تاریخ)

برخوردار ی مولوی محمد زکریا سلّمہٗ اللہ تعالیٰ

از احقر عبدالرحیم

السّلام علیکم و رحمة اللّٰہ وبرکاتهٗ !

(حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ کے انتقال کا) یہ حادثہ ایسا ہے کہ جس نے طبیعت کو بہت مضمحل کر دیا۔ مجھ کو تو صدمہ ہونا ہی چاہیے تھا، مگر یہاں پر مرد و عورت جس کسی نے سنا، سب کو صدمہ ہے۔ بجز صدمہ اُٹھانے کے اَور کوئی کیا کر سکتا ہے۔

طبیعت بے اختیار ہے اور تمھارے پاس آنے کو طبیعت چاہتی ہے، مگر اس وَجہ سے فوراً حاضر نہیں ہو سکا کہ ضعف اس درجہ ہو گیا کہ کھڑے ہوتے ہوئے چکر آتا ہے۔ اندیشہ گرنے کا ہوتا ہے۔ مسجد تک جانے میں مغرب اور عشا اور صبح کو بغیر دوسرے شخص کے پکڑے، جا آ نہیں سکتا ہوں۔

ادھر شاہ (زاہد حسین) صاحب چلنے پھرنے سے معذور ہیں۔ ان کی صحت کی حالت میں سواری کا

www.rahimia.org

انتظام سہولت سے ہوجاتا تھا۔ اب ایسی سواری دستیاب نہیں کہ جس میں رائے پور سے بہٹ تک پہنچوں۔ عنقریب ارادہ کر رہا ہوں کہ کوئی سواری کا انتظام ہوجائے تو انشاء اللہ حاضر ہوں گا۔ بیل گاڑی کی حرکت سے دماغ پر ایک ایسا اثر پہنچتا ہے کہ جس کی تاب نہیں لا سکتا ہوں۔

اگرچہ یہ صدمہ تو ایسا ہے کہ تم کو کچھ لکھنا مناسب نہیں معلوم ہوتا، مگر آخر مشیتِ ایزدی پر صبر کرنا اور راضی برضا رہنا، اس کے سچے بندوں کا کام ہے۔ اُمید ہے کہ انشاء اللہ تمھاری یہی حالت ہوگی۔

اپنی والدہ صاحبہ اور ہمشیرہ صاحبہ کی جہاں تک ہوسکے تسلی کرو۔ اور صبر اور راضی بہ رضا ہونے کا اجر اِن کو سناؤ۔ اگرچہ عنوان اس صدمے کا، بہت وجوہ سے بہت بڑا ہوا ہے، مگر آخر ہمیں تمھیں سب کو پس و پیش یہی راہ طے کرنا ہے۔ مالکِ حقیقی اپنے جو چاہے کریں، کسی کو مجالِ دم زدن (دم مارنے کی مجال) نہیں۔ رضا وتسلیم بندوں کا کام ہے۔

زیادہ کیا عرض کروں۔ یہ نہیں معلوم ہوا کہ کیا مرض پیش آیا اور کس وقت انتقال ہوا۔

عائشہ کو بہت بہت دعا اور اپنی والدہ کی خدمت میں سلام و دعا عرض کردو۔

از جناب مولوی عبدالقادر صاحب، و ملا (جی عبدالعزیز) صاحب، و مولوی رستم علی صاحب، و مولوی سراج الحق صاحب بعد سلام مسنون مضمون واحد ہے۔

راقم عبدالرحیم از رائے پور، بروز اتوار

مکتوب (۴/۳۷)

(از رائے پور) (23 نومبر 1916ء/ ۲۷ محرم الحرم ۱۳۳۵ھ)

برخوردار مولوی زکریا سلّمہٗ

از احقر عبدالرحیم

السّلام علیکم و رحمۃ اللّٰہ وبرکاتہٗ!

تمھارے دو خط مولوی عبدالقادر صاحب کے نام آئے۔ میری معذوری جو باعث تاخیر جواب ہے، وہ آپ کو معلوم ہے۔

اب مختصراً عرض کرتا ہوں۔ پہلے خواب کی تعبیر — ہر جز کی تعبیر کی ضرورت نہیں — فقط ایک جملہ خلاصہ ہے۔ اس کی تعبیر جو اپنے خیال میں آئی وہ عرض کرتا ہوں۔ وہ صرف یہ ہے کہ ''کافیہ''، ''شافیہ'' اور ''مقاماتِ امانت'' کہ معیشتِ کافیہ، و حالتِ شافیہ، و مقامات السلوک و الوصول' یہ تینوں بشارتیں حق تعالیٰ نے تمھاری طبیعت میں ودیعت رکھی ہیں۔ جو اپنے اپنے وقت پر ظہور پذیر ہوں گی۔ (70)

دوسرے خواب کی تعبیر کی ضرورت نہیں ہے۔ سب قصہ ہی دنیا کا چند روزہ ہے۔ خصوصاً عالم آخرت

www.rahimia.org

کے مقابلے میں تو ساری دنیا کی عمر بھی کچھ نہیں۔ (71)

تنخواہ پیشگی کے بارے میں جو تم نے تحریر کیا ہے، اس میں تم اوّل مہتمم صاحب (72) سے کہو۔ مہتمم کے لکھنے پر میرا مشورہ دینا ٹھیک ہوگا۔ اپنی طرف سے ہدایت کرنا مصلحت کے خلاف ہے۔ جس کی تفصیل میں تم سے زبانی تو کہہ سکتا ہوں، مگر تحریر نہیں کرسکتا۔

والدہ مکرمہ کی خدمت میں سلام۔ برخورداری عائشہ سلمہا کو دعوات۔

زیادہ والسلام

عبدالرحیم از رائے پور بروز بدھ

مہر ڈاک خانہ 23 نومبر 1916ء (۲۷/محرم الحرم ۱۳۳۵ھ)

مکتوبات بنام سیّد غلام محی الدین شاہ ہمدانیؒ

(سابق مہتمم مدرسہ تجوید القرآن سبز مسجد، خیر پور ٹامے والی)

مکتوب (۱/۳۸)

(از رائے پور) (۲۸/ربیع الثانی ۱۳۳۶ھ/10/فروری 1918ء)

غلام محی الدین شاہ صاحب (73)

از احقر عبدالرحیم

السّلام علیکم!

عافیت مزاج معلوم ہوکر مسرت ہوئی۔ اور ہمشیرہ صاحبہ (74) کی تکلیف کا معلوم ہوکر خیال ہوا کہ حق تعالیٰ ان کو صحتِ کامل، شفائے عاجل مرحمت فرمائے۔ انشاء اللہ احقر بھی دعا کرے گا۔ دعا میں دریغ نہ ہوگا۔

حق تعالیٰ جناب کو بہ عافیت و سلامتی مع جملہ متعلقین اپنی حفاظت میں رکھیں اور جمیع مقاصد میں کامیاب فرماویں۔ کئی روز سے احقر کے مرض میں قدرے افاقہ ہے۔

زیادہ والسلام

راقم عبدالرحیم از رائے پور

۲۸/ربیع الثانی ۱۳۳۶ھ (10/فروری 1918ء)

www.rahimia.org

مکتوب (۲/۳۹)

(از رائے پور) (بلا تاریخ)

غلام محی الدین شاہ صاحب

و علیکم السّلام و رحمۃ اللّٰہ و برکاتہٗ !

آپ کا عنایت نامہ صادر ہوکر موجبِ انکشافِ حالات ہوا۔

حق تعالیٰ جناب کے تمام تفکرات کو رفع فرماویں۔ اور آپ کو طمانیت کلی بخشیں۔ اور تمام مقاصد میں فائز المرام (پورا) کریں۔

زیادہ والسلام

راقم عبدالرحیم از رائے پور

مکتوب (۳/۴۰)

(از رائے پور) (ربیع الاول ۱۳۳۷ھ/ دسمبر 1918ء)

غلام محی الدین شاہ صاحب

السّلام علیکم و رحمۃ اللّٰہ و برکاتہٗ !

آپ کا عنایت نامہ صادر ہوکر موجبِ مسرت ہوا۔ حق تعالیٰ آپ کو بہ عافیت وسلامتی اپنی حفاظت میں رکھیں۔ اور منشی محمد انور صاحب (75) کو جلد اس عارضہ (بواسیر) سے نجات دیں۔ احقر کی مرض کی حالت بدستور ہے۔

والسلام

راقم عبدالرحیم از رائے پور

ربیع الاوّل ۳۷ھ (دسمبر 1918ء)

www.rahimia.org

مکتوب بنام صوفی عبدالحمید خاںؒ

(صاحبزادہ حضرت جج عالم علی چوہدری، ٹبہ عالم گیر، فورٹ عباس)

مکتوب (۱/۴۱)

(از رائے پور) (بلا تاریخ)

(برخوردار عبدالحمید سلّمہٗ (76))

از عبدالرحیم

السّلام علیکم و رحمۃ اللّٰہ وبرکاتہٗ !

عنایت نامہ موصول ہوا۔ خیریتِ مزاج معلوم ہوکر مسرت ہوئی۔ اور دوسری کیفیت سے خیال پیدا ہوا کہ حق تعالیٰ آپ کو بہ عافیت و سلامتی اپنی حفاظت میں رکھیں اور اپنی مرضیات میں استقامت مرحمت فرماویں۔ اگر ممکن ہو تو والد ماجد صاحب سے معافی چاہیں۔ انشاء اللّٰہ دعا بھی کی جاوے گی۔

جب سے احقر لاہور سے آیا، بعد چار پانچ روز کے بخار کھانسی میں ترقی روز بروز ہونی شروع ہوگئی اور ضعف بھی زیادہ ہوگیا ہے۔ اسی وجہ سے حسبِ رائے ڈاکٹر صاحب و چند احباب (قصبہ) ''پیلوں'' (نزد بہٹ) جا رہا ہوں، بہ غرضِ تبدیل آب و ہوا۔

انشاء اللّٰہ آپ کے معاملات میں دعا کی جاوے گی۔ آپ اپنے اشغال کو کرتے رہیں۔

زیادہ والسلام

راقم عبدالرحیم از رائے پور

بخدمت چوہدری عالم علی خاں صاحب (77) سلام مسنون۔

دیگر احباب کو درجہ بدرجہ دعا وسلام۔

☆

www.rahimia.org

حوالہ جات وحواشی

1۔ آپ بیتی از شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ، نمبر 4، یادِ ایام نمبر 3، ص:366۔

2۔ ایضاً، ص: 364۔

3۔ حضرت شاہ زاہد حسینؒ: آپؒ قصبہ بہٹ کے رئیس اعظم اور مشہور لوگوں میں سے تھے۔ آپؒ حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی سہروردی قدس سرہٗ کی اولاد میں سے ہیں۔ آپؒ کے مورثِ اعلیٰ شاہ عبداللہؒ سلطان بہلول لودھی کے عہد میں یہاں تشریف لائے تھے۔

آپؒ کا سلسلۂ نسب اس طرح ہے:

''شاہ زاہد حسین بن شاہ امیر حسین بن عابد حسین بن خادم حسین بن غلام حسین بن شاہ غلام مرتضیٰ بن شاہ غلام مصطفیٰ بن شاہ غلام نبی بن شاہ محمد صالح بن شاہ ابراہیم بن شاہ جلال الدین بن شاہ ہاشم بن شاہ فتح اللہ بن شاہ رُکن الدین بصیر بن شاہ عبداللہ قریشی بن شاہ محمد یوسف بن شاہ عمادالدین بن شاہ صدرالدین بن شاہ اسماعیل بن شاہ رُکن الدین ابوالفتح بن شاہ صدرالدین عارف بن حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی۔''

حضرت شاہ عبداللہ شاہ قریشی نے سلطان بہلول لودھی کے زمانے میں ملتان سے اس علاقے کی طرف ہجرت کی۔ چناں چہ مؤلف ''اسرارالابرار'' (ص205) کا بیان ہے کہ:

''حضرت شاہ عبداللہ شاہ قریشی نے بہ عہدِ سلطنت بادشاہ بہلول لودھی ۸۵۵ھ (1452ء) میں ملتان سے دہلی کی جانب مراجعت فرمائی تو بادشاہ نے ان کا مریدانہ استقبال کیا اور اپنی لڑکی کا نکاح آپ سے کر دیا۔ اور چوراسی گاؤں و دیگر اراضیات گرد و نواحِ دہلی اور پرگنہ بہٹ و کھجناور اور پرگنہ سرساوہ و سلطان پور اور پرگنہ جہانگیر آباد عرف نوگاواں واسطے خرچ اخراجاتِ مطبخ فقرا عطا فرمایا۔ اور فرمانِ شاہی بنام عاملان پرگنہ جات مذکورہ بالا واسطے خارج جمع سرکار صادر ہوا۔'' شاہ عبداللہ قریشی کے صاحبزادے شاہ رُکن الدین بصیرؒ شاہ بہلول لودھی کی بیٹی کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ شاہ عبداللہ قریشی کی وفات ۸۷۲ھ/ 1468ء میں بہلول لودھی کے دورِ حکومت میں دہلی میں ہوئی۔ ان کا مزار پرانی دہلی میں ہے۔

قصبہ بہٹ کا نام اصل میں ''بھینٹ'' تھا۔ چوں کہ یہ علاقہ سلطان بہلول لودھی نے شاہ عبداللہ قریشی کو بھینٹ یعنی نذرانے کے طور پر دیا تھا، اس لیے آئینِ اکبری، ص:290 پر ''پرگنہ بھینٹ'' درج ہے۔ یہی لفظِ بھینٹ بدل کر بہٹ ہو گیا۔

(دیکھئے! حیاتِ بہائی (سوانح حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ اور خاندانِ بہٹ) از محمد شبلی محمدی، قلمی مکتوبہ ۱۳/ ربیع الثانی ۱۳۴۲ھ/ 22/ نومبر 1923ء، ص:9)

حضرت شاہ زاہد حسینؒ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ سے بیعت تھے اور باوجود امارت و ریاست کے حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ سے بڑا خادمانہ اور عاشقانہ تعلق رکھتے تھے۔ انتہائی ذاکر شاغل اور معمولات کے پابند تھے۔ نیز اعلیٰ درجے کے منتظم تھے۔ صاحبِ تدبر اور فہم و فراست تھے۔

حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ کو بھی ان سے خصوصی تعلق تھا۔ جب حضرت اقدس رائے پوریؒ کا مرض

www.rahimia.org

الموت میں ان کی کوٹھی پر ''پیلوں'' میں قیام رہا تو حضرتؒ نے انھیں فرمادیا تھا کہ: ''یا تو اپنا دفتر یہاں منگوالو یا پھر ایسی تیز سواری اپنے پاس رکھو کہ میں جس وقت بلاؤں' فوراً پہنچ جاؤ۔'' شاہ صاحب موصوفؒ نے اپنا دفتر ہی حضرت اقدس رائے پوریؒ کے پاس بنا لیا تھا۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کے وصال کے بعد حضرت شاہ صاحبؒ نے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے نام ایک مکتوب میں لکھا تھا کہ: ''حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی معیت کو مشاہدہ کرتا ہوں۔''

اس مکتوب کے جواب میں حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ نے لکھا تھا کہ:

''اس جملے سے نہایت فرحت پہنچی۔ یہ امر نہایت موجبِ ترقی باطنی ہے۔ جو اُمور صرف اپنے مجاہدے سے سالوں میں حاصل ہوسکنے کی اُمید تھی، وہ اس روحانی توجہ سے بہت جلد حاصل ہوں گے انشاء اللہ۔ یہ ایک صورتِ حالی متعلق جذبۂ الٰہی ہے۔ اس کو خود ورزش کے طور پر بھی قائم رکھنے کی کوشش فرماویں۔''

حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ حضرت شاہ صاحبؒ کی اس حالت کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ: ''اس کو ''اِلقائے نسبت'' سے تعبیر کرتے ہیں۔'' (مجالس حضرت رائے پوریؒ، تلخیص حافظ غلام فرید، ص: 796)

حضرت عالی رائے پوریؒ کے وصال کے بعد حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ سے بھی آپؒ کو خصوصی تعلق پیدا ہوگیا تھا۔ چناں چہ حضرت عالیؒ کے بعد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کا پہلا رمضان المبارک قصبہ بہٹ میں انھی کے ہاں ''بہٹ ہاؤس'' بہٹ میں ہوا تھا۔ اس رمضان میں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ نے تراویح میں قرآن پاک سنایا تھا۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے اس کا نظم ونسق قائم کیا تھا۔ آپؒ نے حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کے قیام کے لیے سہارن پور میں بھی پل خمران روڈ پر ''بہٹ ہاؤس'' کے نام سے ایک بڑی شان دار عمارت بنوائی تھی۔ اگرچہ حضرت عالی رائے پوری قدس سرہٗ کا قیام تو اس میں تھوڑا عرصہ ہی رہا، البتہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کا قیام ''بہٹ ہاؤس'' سہارن پور میں کافی عرصہ رہا۔ بالخصوص بیماری کے ایام میں چوں کہ علاج کی وجہ سے سہارن پور قیام کرنا پڑا تھا۔ حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کے بعد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ بھی سفر ہندوستان کے موقع پر ''بہٹ ہاؤس'' میں قیام فرمایا کرتے تھے۔

حضرت شاہ زاہد حسین کا انتقال ۵ر جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ/ 3 اگست 1937ء میں ہوا۔ آپؒ کا مزار بہٹ سے آگے چکروتہ روڈ پر برلبِ سڑک، آپؒ کے باغ میں واقع ہے۔

آپؒ کے دو صاحبزادے تھے۔ ایک شاہ محمد سعید تو تقسیم ہند کے بعد کراچی آگئے تھے۔ انھوں نے کراچی آکر کاروبار شروع کیا اور ''پیانو'' کے نام سے بال پوائنٹ انھی کا ٹریڈ مارک تھا۔ ان کا انتقال 2ر ستمبر 1962ء کو کراچی میں ہوا۔ جب کہ دوسرے صاحبزادے حافظ شاہ محمد مسعود تھے۔ آپ کو حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری سے بیعت تھے اور حضرتؒ سے خصوصی تعلق رکھتے تھے۔ حضرت اقدس رائے پوری نے خود کہہ کر تراویح میں ان کا قرآن پاک سنا اور انھوں نے خوب ذوق شوق سے قرآن پاک سنایا۔ وہ مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور کے سرپرست بھی رہے۔ ان کا انتقال 27ر فروری 1979ء کو ہوا۔ اپنے والدِ محترم کے قریب بہٹ میں ہی مدفون ہیں۔

www.rahimia.org

شاہ مسعودؒ کے انتقال کے بعد شاہ محمود حسن کا حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ سے خوب تعلق رہا۔ آخری زمانے میں حضرت اقدسؒ کے سفر ہندوستان کی پُرزور تحریک محترم شاہ محمود حسن کی طرف سے ہوئی۔ چناں چہ 1988ء میں سہارن پور میں انھی کے اصرار پر بہٹ ہاؤس میں قیام ہوا تھا۔ ان کے بعد انھوں نے حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ سے تعلق رکھا۔ اللہ تعالیٰ انھیں اور ان کے بھائیوں کو اپنے آباؤ اجداد کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرما رکھے اور شرور وفتن سے محفوظ رکھے۔ آمین!

4۔ مولوی احمد شاہ صاحب غالباً بہٹ میں حضرت شاہ صاحب کے دفتر میں کام کرتے تھے، جن کا عموماً رائے پور آنا جانا رہتا تھا، ان کے تفصیلی حالات دستیاب نہ ہو سکے۔

5۔ القرآن: 2:216۔

6۔ ترمذی میں حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

”عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا أراد الله بعبدهٖ الخير عجّل لهٗ العقوبة فی الدّنيا، و إذا أراد بعبدهٖ الشّرّ أمسک عنهٗ بذنبهٖ، حتیٰ يوافی به يوم القيامة.“ و بهٰذا الاسناد عن النّبیّ، قال: ”إنّ عِظم الجزاء ما عِظم البلاء، و إنّ اللّٰه إذا أحبّ قوماً ابتلاهم، فمن رضی فلهٗ الرّضاء و من سخط فلهٗ السّخط.“ كتاب الزهد، باب ماء جاء فی الصبر علیٰ البلاء، حديث نمبر 2396. طبع: بيروت.

7۔ القرآن: 29:10۔

8۔ اس حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں:

”قال اللّٰه تعالی: من لم يرض بقضائی، و لم يصبر علیٰ بلائی، فليتمس ربّاً سوای.“ (رواه طبرانی عن ابی هند الداری) كنز العمّال فی سنن الاقوال و الأفعال، تاليف: علامه علاؤالدين علی متقی بن حسام الدين الهندی، كتاب الإيمان و الإسلام، الفصل السّادس فی الإيمان و القدر، حديث نمبر 479. ج:1، ص:68، طبع: دارالكتب العلمية، بيروت، لبنان.

9۔ القرآن: 16:18۔

10۔ مفهّمين: حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ نے یہاں ”مفهّمين کے فہمِ خاص“ کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی ایک اصطلاح ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

”جاننا چاہیے کہ انسانی طبقات میں سب سے اعلیٰ لوگ مفهّم ہوتے ہیں۔ وہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کی ملکیت انتہائی درجے میں عالیہ ہوتی ہے۔ ان کے لیے یہ ممکن ہوتا ہے کہ حق تبارک وتعالیٰ کی جانب سے آنے والے داعیۂ حقانیہ کے تحت بہترین نظام قائم کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوں۔ ایسے لوگوں پر ملاءِ اعلیٰ کی جانب سے احوالِ الٰہیہ اور علومِ ربانیہ نازل ہوتے ہیں۔ ...ان مفهّمين کی بہت سی اقسام ہیں، جن میں عبادات کے ذریعے نفس کی تہذیب کرنے والے علوم کے حامل ”كامل“، اَخلاقِ فاضلہ اور ارتفاقِ ثانی کے علوم کے حامل ”حكيم“، قومی اور بین الاقوامی سیاست اور عدل و انصاف قائم کرنے والے ”خليفه“، ملاءِ اعلیٰ سے گفتگو کرنے والے ”مؤيّد بروح القدس“، انسانوں کو ہدایت دینے اور ان کا تزکیہ کرنے والے

www.rahimia.org

"ھادی اور مزکّی"، ملت کی ترقی کے قاعدے اور ضابطے بنانے والے "امام"، ظالموں کو ڈرانے والے "منذر" ہوتے ہیں۔ مفھّمین ہی کا سب سے اعلیٰ اور جامع اور کامل نمونہ جن میں مذکورہ بالا تمام خصوصیات پائی جاتی ہیں، انبیا علیہم السلام ہوتے ہیں۔"

(حُجّة اللّٰه البالغه، از امام شاہ ولی اللّٰه دهلویؒ، مبحث السّیاسة الملّية، باب حقيقة النبوّة و خواصها، ج:1،ص:244 تا 246۔ طبع: مکتبہ حجاز، دیوبند)

11۔ القرآن: 40:44۔

12۔ عن جابر بن عبداللّٰه ... فيقول المؤمن فی ذٰلک المقام: يا ليت لم يكن عجّل لهٗ شیء من دعائه. (حديث طويل) شعب الايمان للبيهقی، باب الرجاء من اللّٰه. ذكر فصول فی الدعاء يحتاج الیٰ معرفتها، ج:2، ص:379، حديث نمبر 1093.

13۔ مولوی اللہ بخش سلّمہٗ: ان سے مراد بُرہان الولایت حضرت مولانا اللہ بخش بہاول نگری قدس سرہٗ ہیں۔ آپؒ بہاول نگر کے قریب بستی ککو بودلہ میں ۱۲۸۲ھ/ 1766ء میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کے والدِ گرامی کا نام میاں بخت آور تھا۔ آپؒ کا خاندان پندرہ پشت پہلے حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی سہروردی قدس سرہٗ کے دستِ حق پرست مسلمان ہوا تھا۔ پہلے آپؒ کے جدِ امجد ملتان کے قریب قصبہ قادر پور میں رہا کرتے تھے۔ انھوں نے اسی جگہ اسلام قبول کیا تھا۔ پھر ان کی اولاد "دیپال پور" ضلع اوکاڑہ کے قریب قصبہ منچریاں میں آباد ہوئے اور یہاں سے آپؒ کے جدِ امجد بہاول نگر کے قریب بستی "ککو بودلہ" میں تشریف لے آئے۔ حضرت بہاول نگریؒ کا بچپن اسی بستی میں گزرا۔

انھوں نے ابتدائی تعلیم بہاول نگر کے قریب ایک بستی "سمجھو" میں مشہور عالم دین حضرت مولانا کرم دینؒ سے حاصل کی۔ یہ بستی بہاول نگر شہر سے شمال کی طرف "روجھانوالی" اور "توگیرہ" کے درمیان تھی، جو اب ختم ہو چکی ہے۔ یہاں آپؒ کے ساتھیوں میں حضرت مولانا روشن دینؒ خطیب جامع مسجد بہاول نگر اور حضرت مولانا جمال الدین چشتیؒ بھی تھے۔

ابتدائی تعلیم کے بعد متوسط کتابیں مختلف شہروں اور قصبوں میں پڑھتے رہے اور بالآخر مدرسہ حسین بخش دہلی میں داخل ہوئے۔ اسی مدرسے سے آپؒ نے علوم کی تکمیل فرمائی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد جوہری بازار (جس کو دریبہ کلاں بھی کہتے ہیں) کی ایک مسجد مہرکن میں خطیب مقرر ہو گئے۔ مسجد کے حجرے میں ہی قیام تھا۔ آپؒ نے اسی مسجد میں درس و تدریس کا سلسلہ بھی شروع کر دیا۔ متوّلی مسجد نے دس بیرونی طلبا کے رکھنے کی اجازت دی ہوئی تھی۔ آپؒ کا علم اور مطالعہ بڑا وسیع تھا۔ خوب محنت سے پڑھایا کرتے تھے۔ مزاج میں اتباعِ سنت کا جذبہ بہت تھا۔

اسی دوران آپؒ کے دل میں بے چینی اور اضطراب پیدا ہوا۔ چناں چہ طلبِ حق میں بے قرار رہنے لگے۔ اسی عرصے میں ۱۳۱۷ھ/ 1899ء میں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کو لقوہ کی تکلیف ہوئی۔ آپؒ علاج کے سلسلے میں دہلی تشریف لائے۔ آپؒ کے ساتھ آپؒ کے مرید خانپور کھررڑ کے حاجی عبدالعزیز خان بن حاجی سوندھے خان اور آپؒ کے صاحبزادے حافظ عبدالرشید تھے۔

www.rahimia.org

یہ دونوں حضرات ایک دن اس مسجد میں تشریف لائے، جہاں حضرت بہاول نگریؒ قیام فرما تھے۔ انھوں نے حضرت مولاناؒ سے بات کی کہ ہمارے پیر و مرشد حضرت اقدس رائے پوریؒ ساتھ ہیں۔ یوں تو رہائش کے لیے بڑی بڑی کوٹھیاں مل سکتی ہیں، لیکن حضرت رائے پوری کی خواہش ہے کہ وہ مسجد کے ساتھ ایسے حجرے میں قیام کریں، جہاں نماز باجماعت کی سہولت ہو۔ اگر آپ اپنا کمرہ دے دیں تو عنایت ہوگی۔ حضرت بہاول نگریؒ نے اپنا حجرہ حضرت اقدس رائے پوریؒ کے لیے خالی کر دیا۔ خود مسجد میں بستر جمالیا۔ حضرت اقدس رائے پوریؒ جب تشریف لائے اور یہ زیارت سے مشرف ہوئے تو زبانِ عشق پکار اُٹھی۔ یہ تو وہی بزرگ ہیں، جو خواب میں مجھے نظر آتے رہے۔ یہی میرے پیر و مرشد اور شیخ عالی مقام ہیں۔ جتنے دن حضرت اقدس رائے پوریؒ کا وہاں قیام رہا، آہستہ آہستہ دل میں حضرتؒ کی محبت جمتی چلی گئی۔ بالآخر بیعت کی درخواست کی، لیکن حضرتؒ نے فرمایا: ''استخارہ کرلو۔'' صحت یاب ہونے کے بعد حضرت اقدس رائے پوریؒ واپس رائے پور تشریف لے آئے۔ اسی دوران حضرت مولاناؒ کے دل میں مزید بے قراری پیدا ہوگئی:

مریض عشق پر رحمت خدا کی
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دعا کی

دل کی بے قراری اتنی بڑھی کہ رائے پور دیوانہ وار حاضر ہوئے۔

حضرت اقدس رائے پوریؒ اس وقت لودھی پور، جو رائے پور سے تین چار میل کے فاصلے پر ہے، تشریف لے گئے تھے۔ وہیں حاضر خدمت ہوئے اور بیعت کی درخواست کی۔ حضرت اقدس رائے پوریؒ نے فرمایا: ''سہارن پور میں میرے پیر و مرشد حضرت میاں عبدالرحیم سہارن پوری تشریف رکھتے ہیں، ان سے بیعت ہو جاؤ۔'' لیکن حضرت بہاول نگریؒ نے فرمایا: ''حضرت وہ تو آپ کے پیر ہیں۔ میں تو آپ سے ہی بیعت کروں گا۔'' بالآخر سچی طلب تھی، حضرت رائے پوریؒ نے انھیں بیعت فرمالیا اور ذکر اذکار اور دیگر وظائف بتلا دیے۔ آپؒ نے بڑی عالی ہمتی سے منازلِ سلوک طے فرمائے۔

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری فرمایا کرتے تھے کہ:

''ان کو بہت تھوڑے عرصے میں وہ مراتب حاصل ہوئے، جو دوسروں کو سال ہا سال صَرف کرنے کے بعد حاصل ہوتے ہیں۔ مکاشفات و احوالِ عجیبہ اور علومِ عالیہ کا بڑا ورود ہوتا تھا۔'' فرمایا کرتے تھے کہ: ''علوم کے آسمان و زمین بھرے ہوئے دیکھتا ہوں۔''

تربیت و تکمیل اور اجازت و خلافت کے بعد دہلی چھوڑ دی اور حضرت اقدس رائے پوریؒ کے حکم پر پہلے چک نادر شاہ نزد بہاول نگر میں قیام فرمایا۔ پھر کچھ عرصے بعد بہاول نگر کے قریب شورہ کوٹھی میں بھی قیام کا ارادہ کیا۔ اس دوران حضرت اقدس رائے پوریؒ کا بہاول نگر کی طرف سفر ہوا۔ جب دین پور والی جگہ سے گزر ہوا، جب کہ وہاں جنگل ہی جنگل تھا۔ ایک جگہ حضرت اقدس رائے پوریؒ کھڑے ہوگئے اور اپنی لاٹھی گاڑ دی اور چاروں طرف دیکھ کر فرمایا کہ: ''مولانا اللہ بخش صاحب! یہ جنگل تو بڑا مبارک ہے۔ یہاں تو انوار برس رہے ہیں۔ تم اپنی جگہ اسی جنگل میں بناؤ۔'' چناں چہ حضرت بہاول نگریؒ نے اسی جگہ ایک پٹڑی ڈال لی اور متوکلانہ بیٹھ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس جگہ کو مرکز ہدایت بنا دیا۔

www.rahimia.org

ریاست بہاول پور اور اَطراف و اکناف میں حضرت اقدس رائے پوریؒ کا فیض روحانی آپؒ کی ذاتِ گرامی سے پھیلا اور بہت دور دور تک پھیلا۔ آپؒ نے ۱۳۲۵ھ/ 1907ء میں اس جگہ مدرسہ انوارِ ہدایت بھی قائم فرمایا۔ جس میں حضرت عالی رائے پوریؒ کے صاحبزادہ محترم حافظ عبدالرشید رائے پوریؒ، بھانجے حضرت مولانا محمد اشفاق رائے پوریؒ اور حضرت حاجی عبدالحکیم خان پوریؒ اور دیگر حضرات نے بھی تعلیم حاصل کی۔ آپؒ تاحیات مدرسہ تجوید القرآن خیر پور ٹامے والی کے متوّلی اور نگران رہے اور پوری ریاست میں مساجد و مدارس کا قیام اور ان کی سرپرستی اور نگرانی بھی آپؒ فرماتے رہے۔

آپ نے ۱۰/ رجب المرجب ۱۳۵۲ھ/ 30/ اکتوبر 1933ء منگل کی رات کو دین پور ضلع بہاول نگر میں اپنی خانقاہ میں وصال فرمایا۔ مسجد کی جنوبی سمت آپؒ کا مزار مبارک ہے۔

آپؒ کو حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ سے بڑا تعلق تھا۔

آپؒ کے بعد آپ کے صاحبزادے اور جانشین حضرت مولانا عبدالرحمٰن بہاول نگریؒ کا تعلق حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے رہا۔ پھر آپؒ کے پوتے حضرت مولانا محمد یحییٰ بہاول نگریؒ نے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے تربیت حاصل کی اور اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔ وہ اپنے والدِ گرامی کے بعد جانشین ہوئے اور آج کل ان کے بڑے صاحبزادے بھائی عبدالقادر دین پوری جانشین ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے بزرگوں کے نقشِ قدم پر قائم رکھے۔ آمین!

14۔ محمد نواز خاں چک نادر شاہ کے خوانین میں سے تھے۔ ان کے بارے میں حاجی نورالحق بہاول نگریؒ اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

''ریاست بہاول پور میں چک نادر شاہ ایک بڑا قصبہ ہے، جو کہ بہاول نگر شہر سے 3 میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ قصبہ خان صاحبان کی ملکیت تھا۔ ان میں ایک رئیس خان محمد نواز خاں تھے۔ جو کہ صوم و صلوٰۃ اور تہجد کے پابند تھے۔ بہت اچھے اَخلاق کے مالک تھے۔ اُن کی آمد و رفت متحدہ ہندوستان بھر میں ہوتی رہتی تھی۔ اُن کا تعلق حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھا۔ وہ اُن کی خدمت میں آتے جاتے رہتے تھے۔

انھوں نے ایک خط حضرت عالی رائے پوریؒ کی خدمت میں لکھا کہ کوئی مستند عالم یا حافظ ہمارے ہاں چک نادر شاہ ضلع بہاول نگر میں بھیج دیا جائے، تاکہ قرآن مجید اور حدیثِ پاک کی تعلیم ہو سکے۔ جب حضرت عالیؒ کی خدمت میں خط پہنچا تو آپؒ نے اپنے احباب کو دکھایا اور پوچھا کہ یہ قلمی تحریر ہے یا چھپائی ہے؟ سب نے عرض کیا: یہ چھاپہ ہے۔ آپؒ نے فرمایا کہ ''یہ تحریر ہے۔ خان محمد نواز خاں بہت خوش نویس ہیں۔ اُن کے خط پہلے بھی میرے پاس آئے ہیں۔'' حضرت عالی رائے پوریؒ نے اس خط کے ملنے پر اپنے خلیفہ مجاز حضرت مولانا اللہ بخش بہاول نگریؒ کو دہلی سے بلایا اور تجویز پیش فرمائی کہ آپ چک نادر شاہ چلے جائیں۔ ذکر اذکار کے علاوہ طلبا کو قرآن مجید کی تعلیم بھی دیں۔ پہلے تو حضرت بہاول نگریؒ نے چک نادر شاہ نہ بھیجنے کی استدعا کی، مگر حضرت عالی رائے پوریؒ کے حکم پر آپؒ کو چک نادر شاہ آنا پڑا۔ حضرت بہاول نگریؒ اسی علاقے بہاول نگر کے رہنے والے تھے، اس لیے حضرت عالیؒ نے ان کو یہاں بھیجنا مناسب سمجھا تھا۔ حضرت بہاول نگریؒ کو

www.rahimia.org

ضلع بہاول نگر لانے میں خان محمد نواز خاں کے علاوہ مولانا غلام قادر محمد پور سنساراں والے اور میاں عادل خاں ذیلدار کی کوششوں کا دخل بھی تھا۔''

(مضمون ''حضرات مشائخ رائے پور سے وابستہ یادیں'' از حاجی نورالحق بہاول نگری۔ طبع: سہ ماہی شعور و آگہی لاہور، جلد 7، شمارہ 3۔)

15۔ ''مولوی جمعیت علی صاحب'' سے مراد حضرت مولانا عبداللطیف پورقاضوی ناظم مدرسہ مظاہر العلوم کے والدِ محترم حضرت مولانا جمعیت علی پورقاضوی ہیں۔ آپ مشہور قصبہ ''پور قاضی'' کے رہنے والے تھے۔ آپؒ نے مدرسہ مظاہر العلوم سے تعلیم پائی اور ۱۲۹۰ھ/ 1873ء میں مظاہر العلوم سے فراغت حاصل کی۔ آپؒ انتہائی ذہین مدرّس تھے۔ اس لیے تعلیم کے دوران ہی انھیں ۱۲۸۸ھ/ 1871ء میں مدرسہ مظاہر العلوم میں معین المدرّس مقرر کردیا گیا تھا۔ ایک عرصے تک انھوں نے وہاں تعلیم دی۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ نے اسی زمانے میں غالباً آپؒ سے کوئی کتاب پڑھی ہوگی۔

پھر مولانا رحیم بخش پریذیڈنٹ ریجنسی کونسل بہاپور کے مشورے پر بہاول پور کالج میں عربی کے پروفیسر مقرر ہوگئے تھے۔ ۱۳۳۳ھ/ 1915ء میں آپؒ کو حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے سفرِ حجاز اور حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے استعفیٰ کے بعد مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور کا سرپرست مقرر کیا گیا۔ ان کا انتقال ۱۲/ ربیع الثانی ۱۳۴۱ھ/ 2/ دسمبر 1922ء کو ہوا۔

16۔ حضرت مولانا مولوی غلام قادر وٹو بستی محمد پور سنساراں تحصیل منچن آباد ضلع بہاول نگر کے رہنے والے تھے۔ ۱۲۸۴ھ/ 1868ء میں پیدا ہوئے۔ حضرت مولانا اللہ بخش بہاول نگریؒ قدس سرہٗ سے خصوصی تعلق رہا۔ اس خط میں حضرت اقدس رائے پوریؒ نے کتابوں کے مدرسے اور حفظِ قرآن کے مکتب قیام کی خواہش کا اظہار فرمایا ہے۔ چناں چہ حضرت اقدس رائے پوریؒ کی اس خواہش پر حضرت بہاول نگریؒ اور حضرت مولانا غلام قادر وٹو نے مدرسہ صادقیہ عباسیہ کے نام سے منچن آباد میں مدرسہ قائم کیا تھا۔

ان کا انتقال 28/ اکتوبر ۱۳۸۴ھ/ 1928ء میں ہوا۔

17۔ القرآن: 16:18۔

18۔ القرآن: 6:100۔

19۔ ''شورہ کوٹھی'' سے مراد بہاول نگر شہر کے قریب وہ کوٹھی ہے، جس میں کسی زمانے میں ''شورہ'' (نمک) تیار کیا جاتا تھا۔ بعد میں یہ خالی پڑی رہی۔ حضرت اقدس بہاول نگری قدس سرہٗ نے جب چک نادر شاہ سے اپنی سکونت ختم کرنے کا ارادہ کیا تو پہلے ''شورہ کوٹھی'' میں قیام کرنے کا ارادہ ہوا تھا۔ حضرت اقدس رائے پوریؒ اس مکتوب میں اسی بابت دریافت کررہے ہیں۔ بعد میں جب حضرت رائے پوری قدس سرہٗ کا بہاول نگر وغیرہ کا سفر ہوا تو ''جٹو والا'' کے جنگل میں انوارات دیکھ کر وہاں قیام کرنے کا حکم دیا۔ تب حضرت بہاول نگریؒ نے جٹو والا موجودہ ''دین پور'' میں قیام فرمالیا اور اس جگہ کے قیام کو ترک فرمادیا تھا۔

20۔ ''برخوردار حافظ محمد اشفاق'' سے مراد حضرت مولانا مولوی محمد اشفاق رائے پوریؒ ہیں، جو راؤ مراد علی خاں کے صاحبزادے اور حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کے بھانجے ہیں۔ ان کی ابتدائی تعلیم حضرت بہاول نگریؒ کے

www.rahimia.org

زیرنگرانی ہوئی۔ پھر دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے اور دورۂ حدیث حضرت شیخ الہند مولانا محمودحسن قدس سرہٗ سے پڑھا۔ حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کے اجل تلامذہ میں سے تھے۔

آپؒ بڑے فاضل عالم اور ذاکر و شاغل تھے۔ انتظامی صلاحیت ان میں بہت زیادہ تھی۔ آپؒ تقریباً چھبیس سال (۱۳۴۴ھ/ 1925ء تا ۱۳۶۹ھ/ 1950ء) تک دار العلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے اہم ترین رکن رہے ہیں۔ حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ نے انھیں اپنی زندگی میں مدرسہ فیض ہدایت رائے پور کا متولّی اور کتب خانے کا نگران مقرر کردیا تھا۔ انھوں نے ۲۶/ ذی قعدہ ۱۳۷۰ھ/ 30/ اگست 1951ء کو جمعرات کی شب انتقال فرمایا اور حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کے قدموں میں دفن ہوئے۔ ان کے اکلوتے صاحبزادے راؤ عبدالسلام خاں رائے پوریؒ پاکستان میں ڈیرہ غازی خان میں مقیم رہے اور چند سال قبل ان کا لاہور میں انتقال ہوا۔

21۔ ''احمد حسن'' سے مراد غالباً حضرت مولانا نور محمد لدھیانویؒ خلیفہ حضرت میاں عبدالرحیم سہارن پوری قدس سرہٗ کے فرزندِ ارجمند ہیں۔ حضرت مولانا نور محمد لدھیانویؒ نے رمضان ۱۳۳۸ھ/ اپریل 1920ء میں لدھیانہ میں ایک مدرسہ ''ام المدارس تعلیم القرآن'' کی بنیاد رکھی تھی۔ جس میں خود بھی پڑھاتے تھے اور 1922ء میں اپنے صاحبزادے حافظ احمد حسن کو بھی پڑھانے پر مامور فرمایا تھا۔

حافظ احمد حسن لدھیانوی نے حفظِ قرآن کریم اور ابتدائی تعلیم و تربیت حضرت بہاول نگری قدس سرہٗ کے ہاں حاصل کی تھی۔ حضرت مولانا نور محمد لدھیانویؒ کے انتقال کے بعد حافظ صاحب مدرسہ ام المدارس لدھیانہ کے مہتمم ہوئے۔ پاکستان بن جانے کے بعد 1947ء میں لاہور میں ''اچھرہ'' میں ایک مدرسہ انھوں نے قائم فرمایا تھا۔ پھر شرقپور شریف دروازہ ملکانہ میں تشریف لائے اور وہاں مدرسہ قائم فرمایا۔ ان کا تعلق حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ سے رہا۔ انھوں نے ۲۲/ صفر ۱۳۷۰ھ/ 21 نومبر 1951ء بروز جمعرات انتقال فرمایا اور مزار شرقپور میں ہے۔ حافظ احمد حسن کے فرزند مولانا قاری عبدالحمید لدھیانوی فاضل دیوبند تھے۔ انھوں نے 1960ء میں فیصل آباد گلبرگ VIII میں مدرسہ ''اُم المدراس'' قائم کیا تھا۔ (احوال العارفین از صوفی غلام فرید، ص:365، طبع لاہور)

22۔ حاجی غلام محمد صاحب غالباً چک نادر شاہ کے رہنے والے تھے، مزید تفصیلات دستیاب نہیں ہوئیں۔

23۔ ''برخوردار حافظ عبدالرشید'' سے مراد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کے اکلوتے صاحبزادے ہیں۔ ان کو تعلیم کی غرض سے حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ نے حضرت اقدس بہاول نگریؒ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ قرآن پاک تو ''رائے پور'' میں حفظ کیا تھا، کتابوں کی تعلیم و تربیت کے لیے انھیں ''دین پور'' بھیجا گیا تھا، لیکن آب و ہوا ناموافق ہونے کی وجہ سے کچھ ہی عرصے بعد واپس بلالیا گیا تھا۔

۱۳۲۸ھ/ 1910ء میں حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ نے سفرِ حج فرمایا تھا۔ اس سفر میں صاحبزادہ صاحب بھی ساتھ تھے۔ انھیں اس سفر میں شدید بیماری لاحق ہوگئی اور اسہال شروع ہوگئے، جو بند ہونے میں نہیں آتے تھے۔ حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ نے بیماری کے ان دِنوں اُن کی بڑی خدمت کی، لیکن وہ بیماری سے جاں بر نہ ہوسکے۔ واپسی پر ''عدن'' کے قریب واصل بہ حق ہوئے۔

www.rahimia.org

ان کی شادی حضرت اقدس رائے پوریؒ کے قریبی عزیز اور مریدِ خاص حاجی عبدالعزیز خاں بن حاجی سوندھے خاں خانپوری کی صاحبزادی سے ہوئی تھی۔ حافظ عبدالرشیدؒ کے انتقال کے بعد ان کی بیوہ کا نکاحِ ثانی حضرت عالی رائے پوریؒ کے بڑے نواسے اور حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کے بڑے بھائی راؤ عبدالحمید خاں سے گمتھلہ میں ہوا۔ جن کے بطن سے راؤ عبدالوحید خاں، راؤ عبدالقدیر خاں اور راؤ عبدالحفیظ خاں تین صاحبزادے ہوئے۔

24۔ ''محمد عمر دراز'' سے مراد حکیم مولوی محمد عمر دراز خاںؒ ہیں، جو فتح پور قصبہ ضلع سہارن پور کے رہنے والے تھے۔ یہ حضرت مولانا نور محمد لدھیانویؒ کے ساتھیوں میں سے ہیں۔ جب حضرت مولانا لدھیانویؒ مکاتبِ تعلیم القرآن رحیمیہ کے امتحانات وغیرہ کے لیے جاتے تھے تو انھیں اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ عام طور پر مدارس کے امتحانات اور ان کے معائنے کے لیے رائے پور سے انھیں بھیجا جاتا ہے۔

25۔ ''مولوی عبدالقادر صاحب'' سے مراد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ ہیں، جو بعد میں حضرت عالی رائے پوریؒ کے جانشین ہوئے۔

26۔ ''معزالدین'' سے مراد حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کے لنگر کے منتظم تھے۔ مطبخ میں کھانا پکانا اور مہمانوں کو کھلانے کا انتظام ان کے سپرد تھا۔ مزید تفصیلات دستیاب نہیں ہوئیں۔

27۔ ''ملا عبدالعزیز صاحب'' سے مراد ملا عبدالعزیز رائے پوریؒ والد ماجد حافظ عبدالرشید رائے پوریؒ ہیں۔ آپ حضرت اقدس رائے پوریؒ کے خادمِ خاص تھے۔ مدرسہ فیض ہدایت رحیمی کے نگران تھے اور حضرت کی ڈاک بھی اکثر یہی لکھا کرتے تھے۔ تحریکِ ریشمی رومال کے سلسلے میں مالی اعانت کا نظام آپ سے متعلق تھا۔ چندہ اکٹھا کرنا اور مجاہدین کو ارسال کرنا ان کی ذمہ داری تھی اور اس سلسلے کی خط و کتابت اور دیگر ذمہ داری بھی انھی کی وساطت سے ہوتی تھی۔ حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کے انتہائی معتمد افراد میں سے تھے۔

28۔ ''برخوردار عبدالحکیم'' سے مراد حاجی عبدالعزیز خاں بن حاجی سوندھے خاں کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ حاجی عبدالعزیز خاں کے پانچ صاحبزادے اور ایک صاحبزادی معلوم ہیں۔ ان میں بڑے حاجی عبدالحکیم خاں تھے۔ ان کا انتقال 1946ء میں ہوا۔

29۔ ''اشفاق احمد'' سے مراد مولانا محمد اشفاق ہیں، جن کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔

30۔ ''محمد عمر خاں'' سکنہ منولی اور ''عبداللہ'' امام مسجد رائے پور کے حالات دستیاب نہیں ہوئے۔

31۔ ''حاجی عبدالعزیز خاں'' سے حاجی عبدالعزیز خاں بن حاجی سوندھے خاں مراد ہیں۔ حاجی عبدالعزیز خاں کے پانچ صاحبزادے؛ عبدالحکیم، عبدالعلیم، عبدالرحیم، عبدالحلیم اور عبدالقیوم اور ایک صاحبزادی تھی۔ ان صاحبزادی کا پہلا نکاح حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کے صاحبزادے حافظ عبدالرشید رائے پوری سے ہوا تھا۔ حافظ صاحب کے وصال کے بعد ان کا دوسرا نکاح حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کے نواسے راؤ عبدالحمید گمتھلویؒ (برادرِ اکبر حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ) سے ہوا تھا۔ ان کے بطن سے راؤ عبدالوحید خاں، راؤ عبدالحفیظ خاں اور راؤ عبدالقدیر خاں ہوئے تھے۔ راؤ عبدالحمید خاں کی ان اہلیہ محترمہ کے انتقال کے بعد حاجی عبدالعزیز خاں کی پوتی (صاحبزادی حاجی عبدالحکیم خاں) فاطمہ بی بی کا نکاح بھی راؤ عبدالحمید خاں

www.rahimia.org

گمتھلوی سے ہوا، جن کے بطن سے ایک صاحبزادی وحیدہ خاتون پیدا ہوئیں، جو ہمارے حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کی اہلیہ محترمہ تھیں۔

حاجی عبدالعزیز خان پوریؒ کے صاحبزادوں میں بڑے حاجی عبدالحکیم خاں تھے۔ ان کے دوسرے صاحبزادے حافظ عبدالعلیم خان پوریؒ کی شادی حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کی ہمشیرۂ محترمہ سے ہوئی تھی۔ ان سے تین صاحبزادے راؤ الطاف الرحمٰن، راؤ اقبال الرحمٰن اور راؤ حبیب الرحمٰن پیدا ہوئے تھے۔ یہ تمام حضرات کلورکوٹ ضلع بھکر میں رہائش پذیر رہے اور اب وفات پا چکے ہیں۔ ان کی ایک صاحبزادی کا نکاح حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کے صاحبزادے راؤ رشید احمد خاں کے ساتھ ہوا تھا۔ انھی کے بطن سے ڈاکٹر راؤ عبدالرحمٰن اور ان کے برادران پیدا ہوئے۔

حاجی عبدالعزیز خاں کا انتقال 1932ء میں دین پور ضلع بہاول نگر میں ہوا۔ وہ اس وقت بہاول نگر، بہاول پور ریلوے لائن کی تعمیر کے سلسلے میں وہاں قیام فرما تھے۔ ان کا مزار حضرت بہاول نگریؒ کے مزار مبارک کے قریب دین پور میں ہے۔

32۔ ''برخوردار عبدالرحیم'' سے مراد عبدالرحیم خاں خان پوری ہیں۔ یہ حاجی عبدالعزیز خاں کے تیسرے صاحبزادے ہیں۔ ان کے دو بھائیوں کا تذکرہ پیچھے گزر چکا ہے، جب کہ باقی دو بھائی عبدالحلیم خاں اور عبدالقیوم خاں کی اولاد کلورکوٹ اور ہارون آباد میں رہائش پذیر ہے۔

33۔ ''قاسم علی خاں'' سے مراد راؤ قاسم علی خاں بن راؤ مکرم خاں بن راؤ اکبر علی خاں رائے پوری ہیں۔ راؤ اکبر علی خاں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کے حقیقی نانا راؤ ولی محمد خاں رائے پوری کے حقیقی بھائی تھے۔ اس طرح راؤ قاسم علی خاں حضرت اقدس رائے پوریؒ کے ماموں زاد بھائی تھے۔ ان کے کوئی اولاد نہ ہوئی اور لاولد فوت ہوئے۔

34۔ ''مراد علی خاں'' سے مراد راؤ مراد علی خاں رائے پوری ہیں۔ یہ راؤ قاسم علی خاں رائے پوری کے حقیقی بھائی تھے۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کی ہمشیرہ محترمہ کی شادی ان سے ہوئی تھی۔ جن کے بطن سے آپ کے بھانجے حضرت مولانا محمد اشفاق رائے پوری پیدا ہوئے، جن کا تذکرہ گزشتہ حواشی میں آچکا ہے۔

35۔ ''حضرت صاحب سلّمہٗ کی صاحبزادی'' سے مراد حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کی صاحبزادی محترمہ ہیں۔ ان کا نکاح گمتھلہ کے رئیس حضرت چوہدری تصدیق حسین خاں گمتھلوی سے ہوا تھا۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ انھی کے بطن سے ہیں۔ چوہدری صاحب موصوف حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ سے بیعت تھے اور ان کی تربیت میں رہے۔ اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری کی والدۂ محترمہ کا وصال اکتوبر 1909ء میں ہوا، جب کہ آپ کی عمر بہ مشکل 5 سال تھی۔

36۔ ''مولوی شہاب الدین صاحب'' کے بارے میں معلومات دستیاب نہ ہوسکیں۔ البتہ جامع مسجد بہاول نگر میں امام حضرت مولانا روشن دین رہے ہیں، جو حضرت اقدس بہاول نگریؒ کے ساتھیوں میں سے تھے اور حضرت

www.rahimia.org

اقدس عالی رائے پوریؒ سے تعلق رکھتے تھے۔ ممکن ہے کہ پتہ لکھتے وقت نام میں اشتباہ ہوگیا ہو۔

37۔ ''پریذیڈنٹ صاحب'' سے مراد حضرت مولانا رحیم بخشؒ ہیں، جو اُس وقت ''کونسل آف ریجنسی سٹیٹ بہاول پور'' کے پریذیڈنٹ تھے۔ یہ کونسل نواب محمد بہاول خان عباسی خامس نواب آف بہاول پور کے دورانِ سفرحج انتقال کرجانے کے بعد اگست 1908ء سے مارچ 1923ء تک ریاست بہاول پور کا نظم ونسق چلاتی رہی ہے۔ اس کونسل کے صدر حضرت مولانا رحیم بخشؒ تھے۔ اس لیے کہ نواب آف بہاول پور کے صاحبزادے اور ریاست کے ولی عہد نواب صادق محمد خاں خامس عباسی صغیر سن تھے اور حضرت مولانا موصوف کو نواب آف بہاول پور نے اپنے صاحبزادے کا اتالیق اور نگران مقرر کیا تھا۔

حضرت مولانا رحیم بخشؒ اصل میں ٹھسکہ میراں جی تحصیل تھانیسر ضلع کرنال کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد کا نام چوہدری شاہ نواز خاں تھا۔ حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ سے بیعت تھے۔ حضرت گنگوہیؒ کے وصال کے بعد حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ اور حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ سے تعلق رہا۔ انھوں نے اپنے چچازاد بھائی حضرت جج چوہدری عالم علیؒ کو حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ سے بیعت کرایا۔ حضرت جج صاحبؒ، حضرت مولانا رحیم بخشؒ اور حضرت بہاول نگری قدس سرہٗ تینوں حضرات نے حضرت اقدس رائے پوریؒ کے حکم پر ریاست بہاول پور میں مدارس ومساجد کا جال بچھا دیا۔ ہر شہر میں جامع مسجد اور مدرسہ ومکتب ان حضرات نے قائم فرمائے۔

حضرت مولانا رحیم بخشؒ دارالعلوم دیوبند اور مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور کے بڑے معاونین میں سے تھے۔ مدرسہ مظاہرالعلوم کے سرپرست بھی رہے۔ انھوں نے 75 سال کی عمر میں ۳۰ر محرم الحرام ۱۳۵۴ھ/ 4رمئی 1935ء بروز ہفتہ صبح چار بجے اپنے آبائی گاؤں میراں جی ٹھسکہ میں انتقال فرمایا اور وہیں مدفون ہیں۔

38۔ حضرت اقدس مولانا خلیل احمد سہارن پوری قدس سرہٗ مراد ہیں۔ آپ صفر ۱۲۶۹ھ/ دسمبر 1852ء میں قصبہ امبہٹہ ضلع سہارن پور میں پیدا ہوئے۔ استاذ الکل حضرت مولانا مملوک علی نانوتوی قدس سرہٗ ان کے نانا ہیں۔ حضرت مولانا محمد مظہر نانوتوی قدس سرہٗ (بانی مدرسہ مظاہرالعلوم سہارن پور) اور حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ صدر مدرس دارالعلوم دیوبند ان کے ماموں ہیں۔ پہلے دیوبند میں تعلیم حاصل کی۔ پھر اپنے ماموں حضرت مولانا محمد مظہر نانوتویؒ کے پاس مظاہر العلوم سہارن پور سے ۱۲۸۸ھ/ 1871ء میں تعلیم مکمل کی۔ درس وتدریس کے سلسلے میں منگلور، بھوپال، بہاول پور، بریلی اور دار العلوم دیوبند میں رہے۔ آخر میں مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور میں صدر مدرّس اور پھر سرپرست بنے۔ حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ کے اجل خلفا میں سے تھے۔ تحریک ریشمی رومال کے ان اکابر ثلاثہ میں سے تھے، جنھوں نے پوری جامعیت کے ساتھ شریعت، طریقت اور سیاست کے شعبوں میں رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔ انھوں نے ۱۵ر ربیع الثانی ۱۳۴۶ھ/ 12ر اکتوبر 1927ء بروز بدھ کو مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

مکتوبِ گرامی میں بہاول پور کے جس سفر کا تذکرہ ہے، وہ حضرت مولانا رحیم بخشؒ پریذیڈنٹ ریجنسی کونسل آف بہاول پور کی دعوت پر ہوا تھا۔

39۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ مراد ہیں۔ آپ ۵ر ربیع الثانی ۱۲۸۰ھ/ 19ر ستمبر 1863ء کو پیدا

www.rahimia.org

ہوئے۔ ان کے والدِ ماجد شیخ عبدالحق مرحوم ایک مقتدر رئیس، صاحبِ نقد و جائیداد کے مالک تھے۔ نیز وہ میرٹھ کی ایک ریاست کے مختارِ عام بھی تھے۔ آپؒ کے ابتدائی استاذ حضرت مولانا فتح محمد تھانویؒ ہیں۔ حضرت تھانویؒ کے بارے میں حضرت مولانا شیخ محمد محدث تھانویؒ (خلیفہ حضرت میاں جیونور محمد جھنجھانویؒ) فرمایا کرتے تھے کہ: ''میرے بعد یہ لڑکا میری جگہ ہوگا۔'' چناں چہ ایسا ہی ہوا۔

ابتدائی تعلیم کے بعد آخر ذی قعدہ ۱۲۹۵ھ/ نومبر 1878ء میں دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے اور ۱۳۰۱ھ/ 1884ء میں دارالعلوم سے فراغت ہوئی۔ اس کے بعد ۱۳۱۵ھ/ 1898ء تک کان پور کے مدرسہ جامع العلوم میں درس و تدریس کی اور اس کے بعد تا وصال تھانہ بھون میں قیام فرمایا۔

آپؒ نے سلوک و طریقت میں سیّد الطائفہ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ سے بیعت کی اور اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔ اور ساری عمر حضرت حاجی صاحبؒ کے حکم سے ان کے طریقت سے متعلق افکارِ عالیہ کی تشریح و توضیح فرماتے رہے۔ گویا اس شعبے میں آپؒ حضرت حاجی صاحبؒ کی زبان تھے۔ چناں چہ اس حوالے سے آپؒ نے بڑی عظیم تصنیفات اور تالیفات مرتب و مدوّن کی ہیں۔

سیاسی فکر و عمل میں حضرت تھانویؒ اپنے پیر و مرشد حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کے پیر بھائی حضرت مولانا محمد محدث تھانویؒ کے مسلک پر تھے، جنھوں نے 1857ء میں انگریز کے خلاف جہاد کو صحیح نہیں سمجھا تھا۔ چناں چہ سیاسی حوالے سے حضرت تھانوی قدس سرہٗ نے نہ صرف اپنے پیر و مرشد کے فکر و عمل سے اختلاف کیا، بلکہ اپنے استاذ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس سرہٗ کی تحریکِ ریشمی رومال، تحریکِ خلافت اور جمعیت علمائے ہند کے سیاسی فکر و عمل سے بھی اختلاف کیا اور دوسری راہ اپنائی۔ چناں چہ حضرت تھانویؒ خود لکھتے ہیں:

''میرا یہ (سیاسی) اختلاف حضرت مولانا (شیخ الہندؒ) کے ساتھ آج (۱۳۳۹ھ/ 1920ء) میں نہیں پیدا ہوا' بلکہ بہت زمانہ پہلے کا ہے۔'' ایک اَور جگہ حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں:

''رہا (حضرت شیخ الہندؒ) سے کسی مسئلے میں رائے کا اختلاف، سو ایسا اختلاف مجھ کو حضرت مولانا (رشید احمد) گنگوہی قدس سرہٗ، بلکہ اپنے مرشد حضرت حاجی (امداداللہ مہاجر مکی) صاحب نوراللہ مرقدہٗ سے بھی رہا ہے۔''

(اشرف السوانح، مرتبہ خواجہ عزیزالحسن مجذوب، ج:3، ص:163، طبع مکتبہ امدادیہ ملتان)

البتہ یہ حقیقت اپنی جگہ ہے کہ حضرت تھانویؒ نے اپنی ذاتی زندگی میں اپنی وسعت کے مطابق انگریز کے فکر و عمل، اس کی تہذیب و کلچر سے قطعاً نفرت رکھی اور خلوص و للّٰہیت کے ساتھ شعبۂ طریقت اور شریعت میں طالبان و سالکان کی رہنمائی فرماتے رہے۔ اس حوالے سے اپنے پیر و مرشد حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کے فیضان سے مواعظ پر مشتمل خاصا عمدہ دینی ذخیرہ منظرِ عام پر آیا، جس سے عوام الناس کو بہت فائدہ پہنچا۔

آپؒ نے تقریباً 72 سال کی عمر میں ۱۷/ رجب ۱۳۶۲ھ/ 20/ جولائی 1934ء منگل کی رات کو انتقال فرمایا۔ تھانہ بھون میں آپؒ کا مزار ہے۔

حضرت عالی رائے پوریؒ کے اس خط میں ریاست بہاول پور کے جس سفر کا ذکر ہے، حضرت تھانویؒ نے بھی اس کا ایک جگہ تذکرہ کیا ہے اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ نے بھی حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ کے تذکرے میں ''آپ بیتی'' میں اس کی کچھ تفصیلات نقل کی ہیں۔

www.rahimia.org

40۔ ''بھائی نور احمد صاحب'' سے مراد غالباً حضرت مولانا اللہ بخش بہاول نگریؒ کے بھتیجے نور محمد ولد اللہ دتہ ہیں۔ دین پور کے مدرسے میں غالباً مالیات کا نظم ان سے متعلق تھا۔

41۔ حاجی سوندھے خاں خانپوری ولد حاجی نجیب خاں انبالوی مراد ہیں۔ ان کے والد حاجی نجیب خاں سیّد الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے بیعت تھے۔ اسی وَجہ سے اس خاندان کا حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ سے بڑا گہرا تعلق تھا۔

حاجی سوندھے خاں اور ان کے والد حاجی نجیب خاں انبالہ میں ریلوے لائن کی تعمیر کے ٹھیکے دار تھے۔ ان کا وسیع کاروبار تھا۔ ان کی وسیع جائیداد اور گھر خانپور کھررڑ میں تھی۔

رائے پور میں حضرت اقدسؒ کی خانقاہ اور کتب خانہ بانس اور گھاس پھونس کے ایک چھپر میں تھا۔ ایک دفعہ وہ آگ لگنے سے جل گیا۔ بعد میں حضرتؒ نے ایک دوسرا چھپر ڈالنے کا ارادہ ظاہر فرمایا، لیکن حضرت اقدس رائے پوریؒ کے ایک سفر کے دوران حاجی سوندھے خاں نے حضرت اقدس رائے پوریؒ کے لیے دو پختہ کمروں کا مکان بنوا دیا تھا۔ جس میں ایک کمرہ کتب خانے کے لیے تھا، جب کہ دوسرا کمرہ حضرت اقدس سرہٗ کی قیام گاہ تھا۔ خانقاہ کی جامع مسجد بھی انھوں نے خصوصی تعلق کی بنیاد پر تعمیر کرائی تھی۔

حاجی سوندھے خاں کے صاحبزادے حاجی عبدالعزیز خاں ہیں، جن کا تذکرہ گزشتہ حواشی میں آچکا ہے۔

42۔ ''برخوردار'' سے مراد غالباً حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالرحمٰن دین پوری ہیں، جو حضرت اقدس بہاول نگری قدس سرہٗ کے بعد آپ کے جانشین اور خلف الرشید ہوئے۔

43۔ ''بڑے حاجی صاحب'' سے مراد حاجی سوندھے خاں خانپوری ہیں۔ حاجی عبدالعزیز خانپوری کو ''چھوٹے حاجی صاحب'' کہا جاتا تھا۔ ان کا تذکرہ پچھلے حاشیہ میں آچکا ہے۔

44۔ ''رستم علی'' سے مراد رستم علی رائے پوری ہیں۔ یہ حضرت اقدس رائے پوریؒ کے خادم تھے۔ ان کے حالات دستیاب نہ ہوسکے۔

45۔ حضرت مولانا مولوی نور محمد لدھیانوی خلیفہ مجاز حضرت میاں عبدالرحیم سہارن پوری قدس سرہٗ مراد ہیں۔ آپؒ حافظ علی محمد لدھیانویؒ کے گھر موضع مانگٹ ضلع لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کے ساتھیوں میں سے ہیں۔ ان دونوں حضرات کو یکے بعد دیگرے حضرت میاں عبدالرحیم سہارن پوریؒ سے اجازت حاصل ہوئی تھی۔

آپؒ پہلے حضرت میاں عبدالرحیم سرساویؒ کے مدرسہ تعلیم القرآن کے ناظم تھے۔ پھر حضرت میاں صاحبؒ کے انتقال (۲۱؍ ربیع الاوّل ۱۳۰۳ھ/ 28؍ دسمبر 1885ء) کے بعد آپؒ نے لدھیانہ میں مدرسہ حقانی بنایا تھا۔ ۱۳۲۸ھ/ 1910ء میں حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کے ساتھ سفرِ حج پر تشریف لے گئے اور اس کے بعد مستقل رائے پور میں قیام رہا۔ حضرت عالی رائے پوریؒ نے اردو اور عربی سیکھنے کے لیے الگ الگ آپؒ سے ''قاعدہ'' لکھوایا، جس کا نام حضرت رائے پوریؒ نے ''نورانی قاعدہ'' رکھا اور اپنے مکاتبِ قرآنیہ کے نصاب میں شامل کیا، جو آج ہر مکتبِ قرآن کا حصہ ہے۔

حضرت عالی رائے پوریؒ کے وصال کے بعد آپؒ رائے پور سے لدھیانہ تشریف لے گئے تھے اور وہیں قیام

www.rahimia.org

فرما رہے۔ انھوں نے رمضان ۱۳۳۸ھ/ اپریل 1920ء بروز بدھ انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار فیل گنج قبرستان لدھیانہ میں ہے۔ (احوال العارفین، از صوفی غلام فرید، ص:359)

46۔ ''دو برخورداران'' سے مراد غالباً حافظ عطاء الرحمٰن اور ان کے جڑواں بھائی ہیں۔ حافظ عطاء الرحمٰن صاحبِ اولاد ہوئے، جب کہ ان کے جڑواں بھائی بچپن میں ہی انتقال کر گئے تھے۔

47۔ ''عبدالرحمٰن'' سے مراد حضرت صاحبزادہ مولانا عبدالرحمٰن دین پوری ہیں، جو حضرت بہاول نگریؒ کے بعد ان کے جانشین اور خلیفہ ہوئے۔

48۔ حضرت اقدس مولانا اللہ بخش بہاول نگری قدس سرہٗ کے مزید تین بھائی تھے: i۔ اللہ دتہ بڑے تھے۔ ii۔ الٰہی بخش iii۔ رحیم بخش چھوٹے تھے۔ اس خط میں کون سے مراد ہیں، معلوم نہ ہوسکا۔

49۔ ''مولوی جمال الدین صاحب'' سے مراد غالباً حضرت مولانا اللہ بخش بہاول نگریؒ کے ہم سبق مولانا جمال الدین چشتی ہیں۔ یہ دونوں حضرات اور مولانا روشن دین پہلے ''بستی سمجھو'' میں مولانا کرم دینؒ کے پاس پڑھتے رہے ہیں۔ پھر عربی کتابیں بھی انھوں نے اکٹھی پڑھی تھیں۔ مزید تفصیلات دستیاب نہ ہوسکیں۔

50۔ ''مولوی غلام اللہ صاحب'' کے بارے میں معلوم نہ ہوسکا۔ البتہ مولوی غلام قادر وٹو محمد پور سنساراں والے تھے، جن کا تذکرہ پیچھے گزر چکا ہے۔ ممکن ہے کہ نقل کے وقت غلطی ہوئی ہو۔ واللہ اعلم

51۔ ''چوہدری قاسم خاں صاحب'' کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہوسکا کہ کون ہیں، البتہ مولانا غلام قادر وٹو کے ایک خط میں حکیم قاسم علی کا نام ملتا ہے، شاید وہی ہوں۔ واللہ اعلم

52۔ رواہ البخاری، حدیث نمبر 1283۔

53۔ ''جناب پیر جی محی الدین صاحب'' کے بارے میں معلومات دستیاب نہیں ہوئیں۔

54۔ القرآن: 9:120۔

55۔ کرم الدین غالباً حضرت مولانا اللہ بخش بہاول نگریؒ کے بھتیجے حاجی کرم الدین ولد الٰہی بخش صاحب مراد ہیں۔ اور عبدالکریم کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہوسکا۔

56۔ محمد اسماعیل خاں گمتھلوی کے بارہ میں معلوم نہ ہوسکا کہ کون صاحب ہیں۔

57۔ ''برخوردار'' سے مراد حضرت مولانا اللہ بخش بہاول نگریؒ کے صاحبزادے حافظ عطاء الرحمٰن کے جڑواں بھائی ہیں، جو 5,4 سال کی عمر میں انتقال کر گئے تھے۔

58۔ مولانا حکیم وہاج الدینؒ حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے بیعت تھے۔ ان کے بارے میں مزید معلومات دستیاب نہیں ہوئیں۔

59۔ ''عبدالعزیز'' سے مراد حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری نواسۂ حقیقی حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ ہیں۔

60۔ ''عبدالرحیم'' سے مراد حاجی عبدالعزیز خاں خانپوری کے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔

61۔ حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ یکم محرم الحرام ۱۲۸۸ھ/ 23 مارچ 1871ء بروز جمعرات کو اپنے آبائی وطن قصبہ کاندھلہ ضلع مظفر نگر میں پیدا ہوئے۔ سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر کے اپنے والدِ محترم مولانا

www.rahimia.org

محمد اسماعیل کاندھلویؒ سے بستی نظام الدین دہلی میں عربی پڑھنی شروع کی۔ منطق اور ادب کے علاوہ باقی کتابیں آپؒ نے دہلی رہتے ہوئے مدرسہ حسین بخش دہلی میں پڑھیں۔ حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ کی سفارش پر حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ سے دورۂ حدیث پڑھنے کا موقع ملا۔ حضرت اقدس گنگوہیؒ اس زمانے میں آنکھوں میں نزولِ آب کی وجہ سے معذور ہوگئے تھے، لیکن حضرت مولانا سہارن پوریؒ کی سفارش منظور کر کے مولانا موصوف اور ایک کثیر جماعت کو آخری مرتبہ دورۂ حدیث پڑھایا۔ ۱۳؍ شعبان ۱۳۱۳ھ/ دسمبر 1895ء میں دورۂ حدیث سے فارغ ہوئے۔

درسِ نظامی سے فراغت کے بعد حضرت اقدس گنگوہیؒ کی حیات تک مسلسل بارہ سال ان کی خدمت میں رہے۔ انھوں نے حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کی بڑی خدمت کی ہے۔ آپؒ حضرت اقدس گنگوہیؒ کے بڑے مزاج شناس اور ان کے علوم کو محفوظ کرنے والے ہیں۔ حضرت گنگوہیؒ کی حدیث کی کتابوں کی شروح آپؒ کے قلم سے ہی محفوظ ہوئی ہیں۔

آپؒ نے حضرت اقدس گنگوہی قدس سرہٗ کے وصال کے بعد حضرت اقدس سہارن پوریؒ سے رجوع کرلیا تھا۔ ان سے مجازِ بیعت بھی ہوئے۔ اگرچہ تعلق حضرت اقدس گنگوہیؒ کے تمام اجل خلفا کے ساتھ محبت اور ادب کا باقی رکھا، لیکن اعلیٰ حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ سے آپؒ کو بہت زیادہ محبت اور تعلق تھا۔ چناں چہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ ''آپ بیتی'' میں لکھتے ہیں:

''میرے والد صاحب (حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی) کا برتاؤ حضرت سہارن پوریؒ اور حضرت شیخ الہند نور اللہ مرقدہما کے ساتھ تو بہت ادب کا تھا، لیکن اعلیٰ حضرت رائے پوری قدس سرہٗ سے محبت اکابرِ ثلاثہ میں سے سب سے زیادہ تھی اور ابتداءً بے تکلفی بھی بہت تھی، لیکن کچھ ہی عرصے بعد حضرت قطبِ عالم گنگوہی قدس سرہٗ کی طرف سے ایک صاحبِ کشفِ قبور نے یہ پیام دیا تھا کہ:

''مولوی یحییٰ سے کہہ دیجیو کہ مولانا رائے پوری کے ساتھ ایسی بے تکلفی نہ کیا کریں۔''

اس وقت سے آپؒ کا بہت احترام شروع ہوگیا تھا، لیکن حضرت تھانوی قدس سرہٗ کے ساتھ بے تکلفی کا برتاؤ اخیر تک رہا۔ اور بہت زیادہ، جو ہم جیسے بچوں کی سمجھ میں بھی نہیں آسکتا۔''

(آپ بیتی از حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ، ص 31-430، جلد اوّل، طبع کراچی)

حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ بہت اونچی نسبت اور استعداد کے لوگوں میں سے تھے۔ حضرت سہارن پوری قدس سرہٗ کے ضعف اور کمزوری کے بعد مدرسہ مظاہر العلوم میں ان کے تمام اَسباق آپؒ ہی پڑھاتے رہے۔ حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی قدس سرہٗ آپؒ کے حقیقی بھائی اور حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ آپؒ کے اکلوتے صاحبزادے ہیں۔

کاندھلہ کا یہ خاندان دراصل حضرت مفتی الٰہی بخش کاندھلویؒ سے نسبت رکھتا تھا اور حضرت مفتی صاحبؒ حضرت اقدس امام شاہ عبدالعزیز دہلویؒ کے مخصوص تلامذہ میں سے تھے اور آپؒ کے معتمدِ خصوصی رہے ہیں۔ تحریکِ ولی اللّٰہی کا ایک مرکز کاندھلہ میں حضرت مفتی الٰہی بخش کاندھلویؒ کے زیرِ نگرانی کام کرتا رہا ہے۔ لہٰذا اس خاندان میں ولی اللّٰہی نسبت کے اثرات پوری طرح موجود رہے ہیں۔ اسی پس منظر میں حضرت

مولانا محمد الیاس دہلویؒ نے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے ہاتھ پر بیعتِ جہاد کی تھی۔
حضرت اقدس عالی رائے پوری قدس سرہٗ کو آپؒ سے خصوصی تعلق اور محبت تھی۔ حضرت اقدس گنگوہی قدس سرہٗ کے وصال کے بعد اعلیٰ حضرت رائے پوری قدس سرہٗ آپؒ کو کئی بار رائے پور قیام کی دعوت دیتے تھے۔ پنجاب کے اسفار میں آپ کو ساتھ رکھنے کی کوشش فرماتے تھے۔ گویا اپنے شیخ حضرت اقدس گنگوہیؒ کے وصال سے آپؒ کے قلب کو صدمہ پہنچا تھا اور بخار و حرارت کی کیفیت رہا کرتی تھی۔ اس کو کم کرنے کے لیے شیخ سے محبت رکھنے والوں کو دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیا کرتے تھے۔ جس کا اظہار آپؒ کے خطوط سے بھی ہوتا ہے۔
حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ نے ۱۰/ ذی قعدہ ۱۳۳۴ھ/ 8/ستمبر 1916ء کو صبح آٹھ بجے انتقال فرمایا اور ''قبرستان حاجی شاہ'' میں دفن ہوئے۔ آپ کے انتقال کا حضرت عالی رائے پوریؒ کو بہت صدمہ ہوا۔

62۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ ''آپ بیتی'' میں تحریر فرماتے ہیں:
''جب (خانقاہِ رائے پور میں) باغ کی مسجد کی تعمیر ہوئی تو اس کے افتتاح کے لیے اعلیٰ حضرت رائے پوری قدس سرہٗ نے میرے والد صاحب کو بلایا اور بہت تاکیدی خط ایک ڈاک میں اور ایک دستی روانہ فرمائے۔ جس میں بہت تاکید سے مسجد کے افتتاح کے لیے بلایا گیا تھا اور یہ لکھا تھا کہ:

''ضرور آنا ہوگا، کوئی عذر مسموع نہ ہوگا۔''

میرے والد صاحب اس کی تعمیل میں تشریف لے گئے۔ یہ ناکارہ بھی ساتھ تھا۔ بہٹ تک تو تانگہ تھا، اس کے بعد پاؤں (پیدل) تشریف لے گئے۔ دھوپ بڑی تیز تھی۔ آدھی پٹڑی (رائے پور نہر کی پٹڑی کے آدھے سفر) پر جا کر لیٹ گئے۔ مجمع دیہات کا بہت پٹڑی پر کو گزر رہا تھا۔ جانے والوں سے دو تین منٹ کے بعد یہ پیام بھیجتے کہ ''آدھے راستے تو پہنچ گیا ہوں، اگر دیر ہو جائے تو تھوڑا سا انتظار فرماویں۔'' جہاں تک مجھے یاد ہے دو بجے کے قریب پہنچے تھے۔ غسل فرمایا اور اعلیٰ حضرت نے جوڑا مع عمامہ کے تیار کرا رکھا تھا۔ اسے پہن کر جمعہ کی نماز پڑھائی۔'' (آپ بیتی نمبر 4، ص: 365)

63۔ ''مولوی رضی الدین صاحب'' سے مراد حکیم حافظ الحاج محمد رضی الحسن کاندھلوی ہیں۔ ان کی پیدائش ۸/ جمادی الثانی ۱۲۸۹ھ/ 13/ اگست 1872ء کو ہوئی۔ فلسفہ و حکمت مولانا عبدالحق خیر آبادیؒ سے پڑھا۔ دورۂ حدیث حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے پڑھا اور علم طب حکیم عبدالمجید خاں دہلویؒ سے حاصل کیا۔ ۱۳۲۰ھ/ 1806ء میں حج کی سعادت حاصل کی۔ اخیر زمانے میں آپ کو ضعفِ معدہ کا مرض لاحق ہو گیا تھا۔ ان کا انتقال یکم/ شوال ۱۳۵۰ھ/ 9/ فروری 1931ء کو کاندھلہ میں ہوا۔ ان کے ایک صاحبزادے حافظ محمد اکرام الحسن کاندھلوی تھے، جو حضرت مولانا انعام الحسن کاندھلویؒ امیر تبلیغی جماعت بستی نظام الدین دہلی کے والدِ گرامی تھے۔

(حالات مشائخ کاندھلہ، از مولانا احتشام الحسن کاندھلوی، ص: 165، طبع: دارالاشاعت، کاندھلہ، ضلع مظفر نگر)

64۔ ''مولوی الیاس'' سے مراد حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ بانی تبلیغی جماعت ہیں۔ آپؒ ۱۳۰۳ھ/ 1886ء میں کاندھلہ میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کا تاریخی نام ''الیاس اختر'' ہے۔ آپؒ کے والدِ گرامی مولانا محمد اسماعیل تھے۔ دینی تعلیم اپنے بڑے بھائی حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ سے حاصل کی۔ بچپن سے ابتدائی جوانی کی

www.rahimia.org

عمر تک حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے ہاں گنگوہ میں رہ کر تعلیم حاصل کی۔ اسی دوران حضرت گنگوہیؒ سے بیعت ہوئے۔ مولانا احتشام الحسن کاندھلویؒ مولاناؒ کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''آپؒ ابتدا سے ہی نحیف اور لاغر تھے۔ اس گنگوہ کے قیام میں آپؒ کی صحت خراب ہوگئی۔ دردِ سر کا ایک خاص قسم کا دورہ پڑتا تھا، جس کی وجہ سے مہینوں سر کا جھکانا ناممکن رہتا تھا۔ بیماری میں شدید علالت اور دماغی کمزوری کی وجہ سے سلسلۂ تعلیم منقطع ہوگیا تھا۔ حکیم مسعود احمد صاحب سے علاج معالجہ کرایا۔ صحت یاب ہونے کے بعد تعلیم مکمل کی۔''

۱۳۲۶ھ/ 1908ء میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ سے دورۂ حدیث کی تکمیل کی اور اس کے بعد ان کے ہاتھ پر بیعتِ جہاد کی۔ بیعتِ سلوک کے لیے بھی حضرت شیخ الہندؒ سے عرض کیا تو انھوں نے حضرت اقدس مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا۔ اس لیے ان سے بیعت ہوگئے۔ ذکر و اذکار کی منازل طے کیں۔ ۱۳۲۸ھ/ 1910ء میں مدرسہ مظاہر العلوم میں درس و تدریس سے وابستہ ہوئے۔ ۱۳۳۳ھ/ 1915ء میں حج کیا۔ پھر دو تین سال کے عرصے میں آپؒ کو اپنے بڑے بھائی حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب، مولانا محمد صاحب اور والدہ محترمہ کے انتقال کا صدمہ برداشت کرنا پڑا۔ ۱۳۳۶ھ/ 1918ء میں بڑے بھائی مولانا محمد کاندھلویؒ کے انتقال کے بعد مرکز نظام الدین دہلی میں مستقل قیام فرما ہوئے۔ تبلیغی سلسلے کے فروغ کے لیے مسلسل چھبیس سال کام کیا اور بالآخر 13/ جولائی 1944ء کو مرکز نظام الدین دہلی میں وفات پائی۔ وہیں آپ کا مزارِ مبارک ہے۔

(حالات مشائخ کاندھلہ، از مولانا احتشام الحسن کاندھلویؒ، ص:204، طبع: دارالاشاعت، کاندھلہ، مظفر نگر)

65۔ ''نجم الحسن صاحب'' سے مراد مولوی حافظ محمد نجم الحسن کاندھلوی ہیں۔ حفظِ قرآن اور ابتدائی ضروری تعلیم کے بعد انگریزی کی تعلیم حاصل کی۔ چند سال سرکاری ملازمت کی۔ کچھ عرصے بعد طبیعت نے پلٹا کھایا اور حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ سے بیعت ہوگئے۔ اور حضرتؒ کے ایسے گرویدہ بنے کہ انھیں کے ہو کر رہ گئے۔ بار بار رائے پور کا سفر کرتے تھے اور بعض مہینے میں دو دو تین تین بار جاتے تھے۔ بہت زیادہ عبادت گزار اور پرہیزگار تھے۔ ان کا انتقال ۱۰/ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ/ 22/ فروری 1918ء کو ہوا۔

(دیکھیے! حالات مشائخ کاندھلہ، ص: 157)

66۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ ۱۲/ رمضان ۱۳۱۵ھ/ 5/ فروری 1898ء کو قصبہ کاندھلہ ضلع مظفر نگر میں پیدا ہوئے۔ آپؒ حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ کے فرزندِ ارجمند ہیں۔ آپؒ نے قرآن پاک حفظ کر کے ابتدائی کتابیں اپنے والدِ محترم اور چچا جان حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی قدس سرہٗ سے پڑھیں۔ اس کے بعد ۱۳۲۹ھ/ 1911ء میں جامعہ مظاہر العلوم سہارن پور میں داخل ہوئے اور ۱۳۳۴ھ/ 1916ء میں یہاں سے درسِ نظامی کی تعلیم سے فراغت پائی۔

آپؒ حضرت اقدس مولانا خلیل احمد سہارن پوری قدس سرہٗ کے اونچے تلامذہ میں سے ہیں اور انھی سے بیعت ہوئے، اور حضرت سہارن پوری سے اجازت و خلافت آپؒ کو ملی۔ علومِ حدیث میں آپؒ کو خاص مہارت حاصل تھی۔ اسی وجہ سے حضرت سہارن پوریؒ نے آپ کو ''شیخ الحدیث'' کا لقب دیا، جو آپؒ کے نام کا حصہ

بن گیا۔
محرم الحرام ۱۳۳۵ھ/ نومبر 1916ء میں آپؒ مظاہر العلوم سہارن پور میں استاذ مقرر ہوئے اور ۱۳۴۶ھ/ 1928ء میں مشیرِ ناظم اور شیخ الحدیث بنے۔ ۱۳۷۳ھ/ 1954ء میں مظاہر العلوم کے سرپرست مقرر ہوئے۔ آپؒ نے ایک طویل عرصہ مدرسہ مظاہر العلوم میں درسِ حدیث دیا اور کتبِ حدیث کی بلند پایہ شروحات تصنیف کی ہیں۔ آپؒ نے تبلیغی نصاب بھی مرتب کیا، جو آج کل ''فضائل اعمال'' کے نام سے مشہور ہے۔ تبلیغی جماعت کے کورس میں شامل ہے۔ غرض کہ آپؒ کا فیضان بڑی دور دور تک پھیلا ہے۔
سیاسیات میں آپؒ نے ہمیشہ حضرت اقدس مولانا سیّد حسین احمد مدنی قدس سرہٗ اور حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کی تائید کی۔ ان حضرات کا قیام اکثر آپؒ کے ہاں ہی رہتا تھا۔
حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ اپنے عزیز ترین دوست حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی قدس سرہٗ کے صاحبزادہ ہونے کی وجہ سے ان پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ جس کا اظہار خطوط کے مطالعے سے ہوجاتا ہے۔ مشائخ رائے پور سے بہت قریبی تعلق رہا۔ حضرت مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کے اساتذۂ کرام میں سے ہیں۔ آخری زمانے میں آپؒ نے مدینہ منورہ میں مستقل قیام فرمایا اور وہیں ۲/شعبان ۱۴۰۲ھ/ 25/مئی 1982ء کو وفات پائی اور جنت البقیع میں آپؒ کو دفن کیا گیا۔

67۔ ''مولانا سلّمہٗ'' سے مراد حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری قدس سرہ ہیں۔

68۔ ''عائشہ'' سے مراد حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کی حقیقی بہن ہیں۔ ان کا نکاح شعیب الحسن کاندھلوی سے ہوا تھا۔ تقریباً چالیس سال کی عمر میں ۱۶/ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ/ 25/دسمبر 1944ء یوم جمعہ تین بجے ان کا انتقال ہوا۔ مولانا انعام الحسن کاندھلوی نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

69۔ ''والدہ مکرمہ'' سے مراد حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کی والدہ محترمہ ''آپا اَمۃ الحی صاحبہ'' ہیں، جو حافظ محمد یوسف کاندھلوی کی صاحبزادی تھیں۔ ۲۵/رمضان ۱۳۳۵ھ/ 15/جولائی 1917ء عین تراویح کے وقت انتقال ہوا۔

70۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ اس خط کا پس منظر بیان کرتے ہوئے آپ بیتی میں لکھتے ہیں:
''میرے انبار میں خطوط بھی اعلیٰ حضرت رائے پوریؒ اور دیگر اکابر کے تو ہزاروں ملیں گے۔ ع

چند تصویرِ بُتاں ، چند حسینوں کے خطوط
بعد مرنے کے میرے ، گھر سے یہ ساماں نکلا

ایک مرتبہ اس سیاہ کار نے خواب دیکھا کہ والد صاحب نے مجھے خواب میں تین کتابیں دیں: کافیہ، شافیہ اور مقامات۔ میرے حضرت (مولانا خلیل احمد سہارن پوری) قدس سرہٗ اس وقت نینی تال جیل میں تھے۔ اس لیے میں نے اعلیٰ حضرت رائے پوری قدس سرہٗ کی خدمت میں (یہ خواب) لکھا۔ حضرتؒ کا جو جواب آیا، وہ بھی اس وقت میرے سامنے ہے۔''

(آپ بیتی نمبر4، از شیخ الحدیث، یادِ ایام نمبر3، ص:358، کتب خانہ یحیویہ، سہارن پور)

71۔ حضرت شیخ الحدیث اپنے اس دوسرے خواب اور حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری ثانیؒ کی جانب

www.rahimia.org

سے اس کے جواب کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''میں نے اعلیٰ حضرت کو یہ واقعہ بھی لکھا تھا کہ کثرت سے جب سوتا ہوں تو والد صاحب کو خواب میں دیکھتا ہوں۔ اس کا جواب اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا اس وقت سامنے نہیں، مگر اس کے متعلق حضرت مولانا عبدالقادر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کا ایک کارڈ سامنے ہے۔ جو حسبِ ذیل ہے:

''(آپ کے) خط کا پورا خواب حضرت اقدس (عالی رائے پوری) کو سنایا اور دوبارہ جناب کو جواب لکھوانے کی یاد دہانی بھی کر دی۔ کچھ عرض نہیں کر سکتا کہ جناب کو جواب کب لکھوایا جائے گا۔ تعبیر تو جو حضرت اقدس لکھوا دیں گے، وہ ہوگی۔ اپنا خیال یہ ہے کہ آں جناب پریشان نہ ہوا کریں۔ محض یہ ہے کہ حضرت مرحوم کی روحانیت متوجہ ہے، جس کی بڑی خوشی ہے۔ چوں کہ وہ یقیناً مصفی اور کثافت سے بالکل مبرا ہیں۔ یہی جو کچھ آپ دیکھتے ہیں یا جواب ملتا ہے، جناب کے خیالات اور تفکرات کا عکس ہے۔ جب خود آدمی اپنے آپ کو نہیں دیکھ سکتا تو آئینہ دکھلاتا ہے۔ ویسا ہی یہ ہے۔ پوری بات جو کہ ذہن میں ہے، لکھ نہیں سکتا۔'' (ایضاً، ص:359)

72۔ ''مہتمم صاحب'' سے مراد حضرت مولانا عنایت الٰہی سہارن پوری مہتمم مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور ہیں۔ یہ مظاہر العلوم کے اوّلین طلبا اور افراد میں سے تھے۔ ۱۲۸۷ھ/ 1870ء میں مظاہر العلوم سے فارغ ہوئے اور ۱۲۸۹ھ/ 1872ء میں مظاہر العلوم میں اُستاذ مقرر ہوگئے۔ ۱۲۹۰ھ/ 1873ء میں مدرسہ کے مہتمم بنا دیے گئے۔ ان کا انتقال ۲۰ / جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ/ 4 / دسمبر 1928ء کو ہوا۔ (علمائے مظاہر العلوم سہارن پور، از مولانا سیّد محمد شاہد سہارن پوری، ج:4، ص:26، طبع: مکتبہ یادگارِ شیخ، سہارن پور)

73۔ سیّد غلام محی الدین شاہ ہمدانیؒ، حضرت مولانا سیّد محمد زمان شاہ ہمدانیؒ کے اکلوتے فرزند تھے۔ آپؒ کے والدِ محترم حضرت اقدس مولانا خلیل احمد سہارن پوری قدس سرہٗ کے شاگردِ رشید تھے۔ وہ اپنے جدِ مادری سیّد نظام الدین شاہ مشہدیؒ سے بیعت کیے ہوئے تھے۔

سیّد غلام محی الدین شاہ ہمدانیؒ کوٹ عثمان خان قصور میں ۲۱ / جمادی الثانی ۱۳۰۳ھ/ 31 / مارچ 1886ء کو پیدا ہوئے۔ آپ نے میٹرک تک تعلیم حاصل کر کے منشی فاضل کا امتحان اعزازی نمبروں سے پاس کیا۔ کچھ عرصہ محکمہ تعلیم میں ہیڈ ماسٹر رہے۔ پھر منصفی کا امتحان پاس کر کے ریڈر ہائی کورٹ بہاول پور مقرر ہوئے۔

ڈسٹرکٹ جج چوہدری عالم خان خلیفہ مجاز حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ نے ان کے متعلق چیف جج کو لکھا تھا:

''ان اوصاف کا کوئی صاحب بھی اب تک منصفی کے لیے ریاست سے نہیں لیا گیا۔''

چناں چہ آپ بہاول پور، خان پور اور بہاول نگر وغیرہ مقامات پر مجسٹریٹ رہے۔

آپ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوی قدس سرہٗ سے بیعت تھے۔ انتہائی ذکر و شغل کرنے والے حضرات میں سے تھے۔ حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کے وصال کے بعد حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ سے پیر و مرشد کا سا تعلق رکھا اور بالآخر حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ سے مجاز بیعت ہوئے۔

1942ء میں آپؒ سرکاری عہدے سے ریٹائر ہوگئے تھے اور اہالیانِ خیر پور ٹامے والی کی خواہش پر کئی سال میونسپلٹی کے چیئرمین اور صدر پنچائیت بھی رہے۔ 1943ء میں جب حضرت چوہدری جج عالم علیؒ خلیفہ مجاز

www.rahimia.org

حضرت عالی رائے پوریؒ کا انتقال ہوگیا تو آپؒ کے قائم کردہ مدرسہ تجوید القرآن سبز مسجد کے تاحیات مہتمم رہے۔ آپؒ نے حضرت جج صاحبؒ کے قائم کردہ اس مدرسے کو انتہائی عزم و ہمت سے چلائے رکھا۔ تقسیم ملک کے بعد آپ کو بہ طورِ صدر ریلیف کمیٹی مہاجرین کی بحالی کا نازک کام بھی سونپا گیا، جسے آپ نے بڑے تدبر، فراست اور خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔

تقسیم ہند کے وقت بیرونی علاقوں سے ایک ہجوم یلغار کرتا ہوا خیر پور شہر میں داخل ہوگیا۔ جس نے ہندوؤں کے گھروں کو آگ لگانا اور لوٹنا شروع کر دیا۔ ہندو اگرچہ اقلیت میں تھے، لیکن انھوں نے بھی اسلحہ اور تیل کے ذخائر جمع کر رکھے تھے۔ چناں چہ لڑائی جھگڑا اتنا شدت اختیار کر گیا کہ فوج بلائی گئی، مگر بلوائیوں کا اشتعال اَور بڑھ گیا اور مجمع بے قابو ہوگیا۔ حکام اور اکابرینِ شہر نے حضرت شاہ صاحبؒ کی طرف رجوع کیا۔ آپؒ ضعیفی اور علالت کے باوجود گولیوں کی بوچھاڑ میں ایک گھوڑے پر سوار ہو کر مجمع میں گھس گئے۔ آپؒ نے لوگوں کو سمجھانا شروع کیا۔ آپ کی تلقین سے بجلی کی سی لہر دوڑ گئی۔ ہندوؤں اور مسلمانوں نے فوراً ہاتھ روک لیا۔ حتیٰ کہ بیرونی حملہ آور جنھوں نے کبھی آپؒ کو دیکھا بھی نہ تھا، رُک گئے اور واپس چلے گئے۔ آپؒ کے اس شان دار کردار کا ایک انگریز ڈپٹی کمشنر پینڈرل مون نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے اور وزیر اعظم ہند پنڈت نہرو نے بھی اپنے ایک اخباری بیان میں آپؒ کے کردار کو سراہا۔ آپ آخر وقت تک خیر پور ٹامے والی اور گرد و نواح میں دُکھی انسانیت کی خدمت اور ان میں تعلق مع اللہ پیدا کرنے میں مشغول رہے۔ آپ نے ۵ محرم الحرام ۱۳۸۱ھ/ 19/ جون 1961ء کو انتقال فرمایا۔ خیر پور کے نئے قبرستان میں، جس کی اراضی آپؒ نے خود خرید فرمائی تھی، آسودۂ خواب ہوئے۔ (سالارِ عجم، تصنیف ڈاکٹر عبدالرحمٰن ہمدانی، ص260، طبع: لاہور)

74۔ ''ہمشیرہ صاحبہ'' سے مراد حضرت سید غلام محی الدین شاہ ہمدانی کی ہمشیرہ ہیں۔ ان کی دو ہمشیرہ تھیں۔ ایک سید حافظ ممتاز علی شاہ کے نکاح میں تھیں، جن سے دو دختران ہوئیں اور دوسری سید امانت علی شاہ سے بیاہی گئیں، جن سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ یہ معلوم نہ ہوسکا کہ اس خط میں کون سی ہمشیرہ مراد ہیں۔

75۔ ''منشی محمد انور صاحب'' غالباً حضرت غلام محی الدین شاہ ہمدانی کے منشی اور متعلقین میں سے تھے۔ ان کے تفصیلی حالات دستیاب نہ ہوسکے۔

76۔ اس خط کے سرنامے میں مکتوب الیہ کا نام درج نہیں ہے۔ اندازہ یہ ہے کہ یہ خط صوفی عبدالحمید خاں کے نام ہے۔

صوفی عبدالحمید خاں حضرت جج عالم علیؒ مجاز حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کے صاحبزادے تھے۔ ان کا اصل خاندان میراں جی ٹھسکہ کا رہنے والا ہے۔ حضرت جج صاحب کے تایا زاد بھائی حضرت مولانا رحیم بخشؒ ریاست بہاولپور کے صدر رہے۔ انھوں نے ہی چوہدری عالم علی خاںؒ کو ریاست بہاول پور میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مقرر کیا تھا۔ انھوں نے ریٹائرمنٹ کے بعد فورٹ عباس شہر کے قریب ٹبہ عالم گیر میں رقبہ خریدا اور وہیں پر قیام پذیر رہے۔

ان حضرات کا قدیم زمانے سے مشائخ رائے پور سے تعلق رہا۔ صوفی عبدالحمید خاں پاکستان بننے کے بعد دو مرتبہ مغربی پاکستان کے وزیر زراعت وخوراک اور جنگلات و بحالیات رہے اور مسلم لیگ پنجاب کے صدر بھی

www.rahimia.org

رہے۔ انھی کی کوٹھی 32-B جیل روڈ لاہور پر حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ اور حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کا بارہا قیام ہوا۔

ان کا انتقال 9/ مارچ 1967ء کو لاہور میں ہوا اور سرائے مغل میں تدفین ہوئی۔

77۔ چوہدری عالم علی خاںؒ حضرت مولانا رحیم بخشؒ (صدر ریجنسی کونسل ریاست بہاول پور) کے چچا زاد بھائی تھے۔ آپؒ کے والد کا نام چوہدری عمر بخش خاں تھا۔ آپؒ ریاست بہاول پور کے ڈسٹرکٹ جج تھے۔ اسی لیے ریاست بھر میں ''حضرت جج صاحب'' کے نام سے مشہور ہیں۔ چوہدری عالم علی خاں کا حضرت مولانا رحیم بخشؒ کی کوشش سے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ سے تعلق بیعت قائم ہوگیا تھا۔ اس سے قبل دین سے بہت دور اور جدید فیشن کے دل دادہ تھے۔ حضرت عالی رائے پوریؒ سے بیعت کے بعد ایسی کایا پلٹ ہوئی کہ زندگی بالکل تبدیل ہوگئی۔ بالکل سادہ درویش صفت زندگی بنالی تھی۔ تہجد گزار، ذاکر و شاغل اور خدمتِ انسانیت میں ہر دم مشغول رہنے لگے۔ ریاست بہاول پور میں عدل و انصاف کا بول بالا کیا۔ بالآخر حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ نے اجازت بھی عطا فرمائی اور فرمایا:

''چوہدری عالم علی سے کہنا کہ آپ جس انداز میں چل رہے ہیں، چلتے رہیے۔ کوئی اللہ کا بندہ اللہ کا نام پوچھے تو بتلا دیا کریں۔'' (حیاتِ طیبہ از ڈاکٹر محمد حسین للّٰہی، ص، 266، طبع لاہور)

ریاست بہاول پور میں آپؒ نے اور حضرت مولانا اللہ بخش بہاول نگری قدس سرہٗ نے سلسلۂ عالیہ رحیمیہ کا فیضان بڑی دور تک پھیلایا۔ بالخصوص مکاتب و مدارسِ قرآن ہر جگہ قائم فرمائے۔ ریاست بہاول پور کے ہر بڑے شہر میں جامع مسجد اور مکتب و مدرسہ کا قیام حضرت چوہدری صاحبؒ نے کرایا۔ خاص طور پر خیر پور ٹامے والی میں ''مدرسہ تجوید القرآن'' حضرت عالی رائے پوریؒ کے حکم سے قائم فرمایا۔ انصاف کی کرسی پر آپؒ نے عدل قائم کیا۔ اس وجہ سے لوگوں میں آپ ''موتیاں والے جج'' کے نام سے مشہور تھے۔

آخر زمانے میں فورٹ عباس کے قریب ''ٹبہ عالمگیر'' آباد کیا اور اسی جگہ ۲۶/صفر ۱۳۶۲ھ/ 4/فروری 1943ء کو انتقال فرمایا۔ آپؒ کا مزار ٹبہ عالمگیر کے قبرستان میں ہے۔

☆

www.rahimia.org

ساتواں باب

خطبات و مقالات حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ

(خطاب، وصایا، نصائح اور تحریرات)

1۔ عظمتُ القرآن

(اساتذہ کی تربیتی ورکشاپ میں قرآن حکیم کی عظمت پر حضرت عالی رائے پوریؒ کا ایک اہم خطاب)

2۔ نصیحت نامہ

(نصائح پر مبنی حضرت عالی رائے پوریؒ کی ایک ایسی تحریر، جو انھوں نے اپنی صاحبزادی محترمہ کی شادی کے موقع پر عنایت فرمائی۔)

3۔ وصیت نامہ

(حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کی وہ تحریر جو انھوں نے بہ طور وصیت کے مدرسہ فیض ہدایت رائے پور اور اپنے کتب خانے کے نظم و نسق کے متعلق قلم بند فرمائی۔)

4۔ تحریرات

(مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور کے سرپرست کی حیثیت سے آپؒ کے تحریر شدہ معائنہ جات اور فیصلہ جات)

www.rahimia.org

قال النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بلغوا عنی ولو آیۃ

عظمتُ القرآن

یعنی

حضرت مخدوم العالم مولٰنا المولوی الحاج محمد عبد الرحیم شاہ صاحب رائے پوری ضلع سہارنپور کے متبرک کلمات طیبات جو کتاب اللہ کی عظمت و احترام کے بارہ میں حضور نے ارشاد فرمائے

بفرمائش جناب حاجی محمد عبد العزیز خان صاحب خانپوری

دلی پرنٹنگ ورکس دہلی میں طبع ہو کر شائع ہوا

بار اول تعداد طبع ۱۰۰۰ باہتمام [illegible] سنہ ۱۹۱۶ء

عکس اوّلین طبع ''عظمتُ القرآن''

www.rahimia.org

قرآن حکیم کی تعلیم و تدریس کے حوالے سے عظمتِ قرآن پر

حضرت اقدس مولانا **شاہ عبدالرحیم** رائے پوریؒ کا

ایک اہم خطاب اور اس کا پس منظر

مؤرخہ ۱۱؍محرم الحرام ۱۳۳۴ھ/ 19؍نومبر 1915ء بروز جمعۃ المبارک خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور میں ''سلسلۂ مدارسِ حفظ القرآن متعلقہ مدرسہ فیض ہدایت خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور ضلع سہارن پور'' سے وابستہ ملک بھر کے مدارس، مکاتبِ قرآنیہ کے اساتذہ اور منتظمین کی تربیت کے لیے ایک تربیتی ورکشاپ کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس ورکشاپ کے منتظم سلسلۂ مدارس حفظ القرآن کے نگران مولانا نور محمد لدھیانویؒ تھے۔ انھوں نے اس ورکشاپ میں شرکت کے لیے درجِ ذیل دعوت نامہ جاری کیا تھا:

> ''حسبِ ارشاد حضرت قطب الوقت شاہ عبدالرحیم صاحب (رائے پوری) ایک جلسہ معلّمین قرآن مجید مکاتب اسلامیہ بہ تاریخ ۱۱؍محرم الحرام ۱۳۳۴ھ بمطابق ۱۹؍نومبر ۱۹۱۵ء بہ مقام مدرسہ فیض ہدایت رائے پور ضلع سہارن پور منعقد ہوگا۔ لہٰذا آں جناب کی خدمت میں گزارش ہے کہ آپ بھی ایک روز قبل از جلسہ یعنی پنج شنبہ (جمعرات) ۱۰؍محرم الحرام (۱۳۳۴ھ) کی شام تک رائے پور پہنچ جائیں، تاکہ علی الصبح شامل جلسہ ہوں۔
>
> اس جلسے میں اس امر پر غور کیا جائے گا کہ تعلیم کا انتظام کیا ہو، جس سے طلبا جلدی پڑھنا سیکھیں اور ان کو علم کا شوق اور رغبت پیدا ہو۔''(1)

اس موقع پر حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ نے اساتذہ کی تعلیمی، نصابی سرگرمیوں کو منظّم اور مربوط بنانے کے لیے مولانا نور محمد لدھیانویؒ سے ''**تعلیم المعلّمین**'' کے نام سے ایک کتابچہ مرتب کروایا تھا۔ رائے پور میں منعقدہ اس تربیتی ورکشاپ میں اس کتابچے میں بیان کیے گئے تربیتی قواعد وضوابط اور طرزِ تعلیم کی مشق کرائی گئی اور اصلاح احوال کے حوالے سے مشاورت کی گئی۔

اس اجلاس کے اختتام پر حضرت مولانا نور محمد لدھیانویؒ اور مولانا عبداللہؒ نے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ سے درخواست کی کہ حضرت بھی اس موقع پر اپنے ارشادات و ہدایات سے

www.rahimia.org

اس مجمع کو مستفید فرمائیں۔ اس کے باوجود کہ آپ پر امراض کی وجہ سے انتہائی کمزوری اور نقاہت کا غلبہ تھا اور بولنا بھی دشوار تھا، لیکن جس جذبے کے ساتھ آپؒ نے یہ کام شروع فرمایا تھا، اس کے پیشِ نظر آپؒ نے انتہائی دردِ دل کے ساتھ قرآن حکیم کی عظمت، اس کی تعلیم و تربیت کی اہمیت اور طرزِ تدریس میں اصلاحِ احوال کی ضرورت پر ایک پُرمغز اور پُرعظمت خطاب فرمایا۔ جو اتنا پُراثر ہے کہ آج بھی پڑھنے والے کے دل کی کایا پلٹنے کے لیے کافی ہے۔

حضرتؒ کے متوسل جناب حاجی عبدالعزیز خاں خان پوری نے اس خطاب کی تلخیص قلم بند کروا کر سب سے پہلے 1916ء میں دِلّی پرنٹنگ ورکس دہلی سے ایک ہزار کی تعداد میں طبع کرا کر تقسیم کرایا۔ چناں چہ اس اشاعت کے شروع میں اس خطاب کے بارے میں لکھا گیا ہے:

> ''وعظ ملخصاً، جو حضرت مولانا مولوی الحاج شاہ محمد عبدالرحیم صاحب ادام اللہ ظلال برکاتہم نے بہ مقام رائے پور ۱۰ ارمحرم الحرام ۳۴ھ بروز جمعہ مدرّسین مدارسِ قرآنیہ متعلقہ مدرسہ رائے پور و دیگر حضرات کے مجمع میں بیان فرمایا۔''

پہلی طباعت کے بعد حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کا یہ خطاب پہلے بھی کئی بار مختلف مقامات سے طبع ہو چکا ہے۔ سابقہ اشاعتوں میں یہ ایک مسلسل مضمون کی صورت میں تھا۔

اس اشاعت میں مسلسل مضمون کے پیراگراف بنا کر عنوانات لگا دیے گئے ہیں جنھیں بریکٹ () کے ذریعے سے نمایاں کر دیا گیا ہے، تاکہ اس خطاب کے بنیادی نکات واضح ہو کر سامنے آجائیں۔ نیز اس خطاب میں جو آیات اور احادیث آئی ہیں، ان کی تخریج کر دی گئی ہے۔ طبع اوّل کے بعد پہلی طباعتوں میں بہت سی اَغلاط بھی تھیں، ہم نے اس کا متن طبع اوّل سے موازنہ کر کے مرتب کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں قرآن عظیم کی سچی محبت و عظمت نصیب فرمائے۔ اہل اللہ اور علمائے حق کے بتلائے ہوئے صحیح طریقۂ کار کے مطابق دینی کام کرنے اور اس کی معاونت کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین!

☆

www.rahimia.org

خطاب عظمتُ القرآن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(خطبہ مسنونہ)

الحمد لِلّٰہ ربِّ العالمین، والصّلوۃ و السّلام علیٰ سیّد المرسلین، وآلہٖ وصحبہٖ اجمعین.

بعد دعا و درود شریف (حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ نے) ارشاد فرمایا کہ:

مولوی نور محمد صاحب (لدھیانوی) ومولوی عبداللہ صاحب نے مجھے امر (حکم) فرمایا ہے کہ میں کچھ ضروری عرض کروں۔ اگرچہ بولنا دشوار ہے اور دماغ کمزور ہے، مگر ان کے فرمانے سے عرض کرتا ہوں۔ خیال سے سن لیں اوراس کے بعد مطلع فرمائیں کہ آپ کی طبیعتوں نے اسے قبول کیا ہے یا نہیں؟

(تعلیم وتربیت میں مشورے کی اہمیت)

آپ صاحبان کو جو اتنی دور آنے کی تکلیف دی گئی ہے اور دو دو تین تین منزلیں طے کر کے یہاں آئے ہیں، سو اسی غرض سے کہ آپ صاحبان (تعلیم وتربیت کے امور پر باہم) مناسب مشورہ فرمائیں۔ یہ مشورہ لینا ہے۔ امر (حکم) نہیں ہے کہ کوئی اس قسم کا معاملہ سمجھیں کہ کوئی ملازم سمجھا جاتا ہو، یا کسی قسم کی حکومت سمجھی جاتی ہو، بلکہ مشورہ لینا ہے۔ آپ صاحبان کی (نصابِ تعلیم اور نظامِ تعلیم کے سلسلے میں) جو رائے ہے، وہ دینی چاہیے۔ اگر آپ کے نزدیک کوئی غلطی ہے، بیان کردینی چاہیے کہ اس میں یہ غلطی ہے۔ لیکن اس (حوالے سے گفتگو) کے عرض کرنے سے پیش تر (ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں)

(1۔ قرآنی تعلیم کی عظمت واہمیت)

(حضور ﷺ کی بعثتؑ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے۔)

اوّل یہ بات عرض کرنی ہے کہ حق تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنا احسان جتلایا ہے مؤمنین پر، کہ

www.rahimia.org

''ہم نے تم پر احسان کیا ہے۔ تم میں سے ہم نے رسول ﷺ بھیجا۔''

(لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ (2))

(اللہ نے احسان کیا ایمان والوں پر، جو بھیجا ان میں رسول انھی میں کا۔)

حضور ﷺ کے مبعوث فرمانے کو مؤمنوں پر احسان فرما رہے ہیں اور یہ سب جانتے ہیں کہ احسان کسی بڑی ہی شئے کا جتلایا جاتا ہے اور احسان بھی جو بہت بڑا ہو۔ حال آں کہ (ہم سب) اسی کے پیدا کیے ہوئے ہیں۔ اسی نے ہاتھ، پیر، ناک، منہ دیا ہے۔ اور سب اسی کا عطیہ ہے۔ لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بہت ہی بڑا احسان ہے۔ وہ احسان حق تعالیٰ کا حضور ﷺ کو مبعوث فرمانا ہے۔

(بعثتِ نبوی کا مقصد؛ قرآن حکیم کی تعلیم و تربیت)

حضور ﷺ کیا لے کر آئے ہیں، وہ قرآن پاک ہے۔ اسی (آیت) کے آگے (ارشاد) فرماتے ہیں:

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ الآية (3)

(رسول) پڑھتا ہے ان پر آیتیں اس کی اور پاک کرتا ہے ان کو یعنی شرک وغیرہ سے، اور سکھلاتا ہے ان کو کتاب اور کام کی بات۔)

اللہ کی آیتیں تم کو سناتے ہیں اور کتاب کی تعلیم دیتے ہیں۔ گویا حضرت ﷺ کو قرآن شریف کی تعلیم دینے کو ہی مبعوث فرمایا ہے۔ تو وہ نعمت جس کو رسول پاک ﷺ لے کر آئے اور جس کا احسان حق تعالیٰ جتلاتے ہیں، وہ قرآن پاک ہے۔

(قرآن پاک کی عظمت)

اور یہ وہ قرآن پاک ہے، جس کی نسبت حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

(لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ)

''اگر ہم اس کو پہاڑوں پر نازل فرماتے تو وہ دب جاتے اور پھٹ جاتے۔''(4)

اور یہ اثر اس کا ہے کہ اگر قرآن پاک کو آنکھوں پر رکھو تو آنکھوں کو ٹھنڈک ہو۔ سر پر رکھو راحت ہو۔ سینے پر رکھو تو سُرور ہو۔ جب اس میں یہ اثر ہے تو جن سینوں میں حق تعالیٰ نے اس قرآن کو رکھ دیا ہے، ان میں کیا برکت ہوگی۔

(حافظِ قرآن کی عظمت کا حال)

اور حدیث میں یہ مضمون آتا ہے کہ:

''حافظ کے والدین کو قیامت کے دن تاج پہنایا جاوے گا کہ جس کی روشنی سورج کی روشنی

www.rahimia.org

سے بڑھ کر ہوگی۔‘‘(5)

تو جب والدین کو جو کہ وسیلہ بنے ہیں تعلیم قرآن کے، یہ انعام ملے گا، تو حافظ کو کیا اجر ملے گا۔ اسی پر قیاس کرلیا جاوے۔ فکر (غور) کرنے سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ دنیا کے اندر، بلکہ آخرت کے اندر بھی قرآن پاک سے بڑھ کر اَور کوئی نعمت نہیں ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ بصیرت دیں، وہ خوب سمجھ سکتا ہے۔ چناں چہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ:

’’ہر آیت پر حافظ کا ایک ایک درجہ بڑھایا جاتا ہے۔‘‘(6)

(قرآن کریم ایسی عظیم نعمت کی ناقدری کی سزا)

اور حدیث میں آیا ہے کہ:

’’اگرچہ دنیا میں وزیر، امیر، بادشاہ بھی ہیں، لیکن جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی نعمت دی ہو اور وہ یوں سمجھے کہ مجھ سے زیادہ دنیا میں اور کسی کو نعمت ملی ہے، تو اس نے گویا قرآن پاک کی قدر نہیں کی۔ جو کوئی کسی نعمت کی قدر نہیں کرتا ہے اور شکریہ ادا نہیں کیا کرتا، وہ رحمت نہیں رہتی بلکہ زحمت ہوجاتی ہے۔‘‘(7)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ (8)

اگر تم شکر کروگے تو میں اَور زیادہ کروں گا اور اگر تم ناشکری کروگے تو میرا عذاب سخت ہے۔

حق تعالیٰ کی اتنی بڑی نعمت کی قدر نہ کرنا بڑا کفرانِ نعمت ہے۔ اسی واسطے ناقدر کی نسبت حدیث شریف میں یہ مضمون آیا ہے کہ:

’’نااہل کو علم سکھلانا ایسا ہے کہ جیسے خنزیر کو موتیوں کا ہار پہنانا۔‘‘(9)

بھلا خنزیر کی صورت پر موتیوں کا ہار کیا پھبے گا۔ اپنے خیال میں یوں آرہا ہے کہ نااہل سے وہ لوگ مراد ہیں کہ علم قرآن کی نعمت عطا فرمائی جاوے اور وہ قدر نہ سمجھیں۔ جس کسی کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک عطا فرمایا اور وہ قدر نہ کرے تو بس ایسی ہی مثال ہے، جیسا کہ خنزیر کی ہے۔

(اس عظیم نعمت کا کوئی مول نہیں ہے)

حقیقت میں سوچ کے دیکھ لیجیے کہ یہ قرآن پاک کیا شئے ہے۔ حضور ﷺ تو اس کے لانے والے ہیں اور حق تعالیٰ کا کلام ہے۔ اس نعمت کا کوئی مول نہیں۔ اتنی بڑی نعمت پر (اس کی) قدر دانی نہ کرنا، بڑا کفرانِ نعمت ہے۔ کسی بزرگ کا شعر ہے ع

www.rahimia.org

قیمتِ خود ہر دو عالم گفتۂ
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز
(اُس نے اپنی قیمت تمام دو عالم بتلائے
قیمت اَور زیادہ کیجیے کہ ابھی ستا ہے)

حقیقت میں یہ اتنی بڑی نعمت ہے کہ دونوں جہاں دے کر بھی سستا ہے۔

(حافظِ قرآن کو دنیا کا طالب نہیں بننا چاہیے)

سمجھتے بھی ہو کہ جس سینے میں قرآن شریف بھرا ہو، وہ کس سینے کے مشابہ ہے؟ وہ حضور ﷺ کے سینے کے مشابہ ہے۔ جس کو حق تعالیٰ نے یہ نعمت فرمائی ہو، اسے چاہیے کہ تمام دنیا سے مستغنی ہو جائے۔ اگر وہ پانچ دس روپیہ کی آمدنی والوں کا محتاج بنا رہے تو یہ ناقدردانی ہے۔ جو کوئی اس نعمت کو لے، اس کو فقر و فاقہ پر قناعت کرنا چاہیے۔ اس کو طالبِ دنیا نہ بننا چاہیے۔ اس کی شان یہ ہو کہ اس نعمت کو لے کر دنیا و مافیہا (جو کچھ دنیا میں ہے) سے مستغنی ہو جائے۔

(کیا اس کی قیمت پانچ دس روپے کی تنخواہ ہے؟)

کیا اس کی یہ قیمت ہے کہ پانچ پانچ دس دس روپیہ کی تنخواہ پر اس نعمت کو بیچتا پھرے؟ اگر کوئی تمام دنیا کی سلطنت کسی کو قرآن کے بدلے میں دینا چاہے تو قدر یہ ہے کہ وہ تھوک دے۔ اس نعمت کا شکر یہ ہے کہ تم کو ٹکڑا نہ ملے۔ فقر وفاقہ کرو اور اس پر شاد (خوش) رہو۔ جتنی نعمت کسی کو دی جاتی ہے، اتنا ہی بوجھ اٹھانا ہوتا ہے۔ سپاہی پر بار (بوجھ) ہوگا سپاہی کا اور وزیر پر بار ہوگا وزیر کا۔ تو جب تم کو سینہ مشابہ سینہ رسول اکرم ﷺ کے ملا ہے تو خدمت بھی اتنی ہی کرنی ہوگی۔ اور خدمت یہ ہے کہ جو نعمت تم کو ملی ہے، وہ دوسروں کو پہنچاؤ اور اس کی اشاعت کرو۔

(قرآن سیکھنا اور سکھانا سب سے بہتر کام ہے)

دنیا کی نظروں میں شیخ، سیّد، پٹھان کو شریف سمجھتے ہیں اور تیلی، جولاہے ذرا رذیل، لیکن حق تعالیٰ کے یہاں شرافت شیخ، سیّد ہونے پر نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

''تم میں سب سے بہتر وہ ہے اور دنیا کے اندر شریف وہ ہے، جو قرآن سیکھنے والا اور سکھانے والا ہو۔''(10)

یہ قرآن پاک اتنی (بڑی) نعمت ہے کہ اس کا سیکھنے اور سکھانے والا اللہ کے نزدیک دنیا میں سب سے بہتر اور سب سے شریف ہو جاتا ہے۔ اس کا شکر یہ یہ ہے کہ اس کو سکھائے اور پھیلائے۔

www.rahimia.org

(معاوضے کے لیے قرآن سیکھنا اور سکھانا، انتہا درجے کی کمینگی ہے)

سکھانے کی صورت یہ ہے کہ اس قرآن پاک کا بدلہ دس، پانچ یا پچاس تو کیا ہوسکتے ہیں، دنیا اور آخرت بھی اس کا بدلہ نہیں ہوسکتا۔ اگر کوئی اس بنیاد پر سکھائے کہ یہ دس پانچ روپیہ اس کا عوض ہے تو اس سے بہتر تو یہ ہے کہ وہ بھنگی کی نوکری کرلے اور پاخانہ اٹھائے۔ آج کل اکثر طبیعتوں میں یہی ہے۔ ہم کیوں کوشش نہ کریں کہ حق تعالیٰ ہمارے قلوب سے یہ نکال دیں۔

اب یہ حالت ہے کہ محنت کر کے قرآن حفظ کیا ہے اور دس پانچ کی نوکری تلاش کرتے ہیں۔ بعض مُردوں پر پڑھتے ہیں یا رمضان میں سناتے ہیں۔ وہاں سے دس پانچ کا منافع ہوجاتا ہے۔ خیال کرلو کہ کس درجے کا ذلیل ہے یہ شخص! (11)

(اللہ کے واسطے قرآن حکیم کی اشاعت کرو)

دنیا کی عزت اور آخرت کی عزت اس میں ہے کہ فقر وفاقے پر قناعت کرو اور اللہ کے واسطے اس کی اشاعت کرو کہ کسی طرح (قرآن حکیم کی تعلیم اور اس کا شعور) لوگوں کو پہنچ جائے۔ دنیا اور اہل دنیا اس کے مخالف ہیں۔ یہاں تک اثر ہے کہ مقتداؤں (رہنماؤں) کا یہ خیال ہے کہ ''کیا قرآن پڑھا کر مسجد کا مُلّا بنانا ہے۔''

(رائے پور کی قرآنی تعلیم پر قاری عبدالرحمٰن پانی پتیؒ کا اظہارِ مسرت)

مجھے یاد ہے کہ پانی پت میں مولانا مولوی عبدالرحمٰن صاحب (پانی پتیؒ تلمیذِ رشید حضرت شاہ محمد اسحاق دہلویؒ) کی خدمت میں مَیں بیٹھا ہوا تھا۔ مجھے دیکھ کر کسی نے رائے پور کا ذکر کیا کہ اس طرح رائے پور میں قرآن شریف پڑھایا جاتا ہے۔ اس کو سن کر حضرت کو مسرت ہوئی اور حسرت کے ساتھ فرمایا کہ:

> ''کبھی تو پانی پت میں بھی یہ حالت تھی لیکن جب سے یہ مَجْهَلے (قرأتِ قرآن سے جاہل قاریوں کے مدرسے) ہوئے ہیں، قرآنی تعلیم اٹھ گئی۔''

اللہ کا شکر ہے کہ مولوی عبدالسلام صاحب (شاگرد حضرت قاری عبدالرحمٰن پانی پتیؒ) نے اس سلسلے کو جاری کر رکھا ہے۔ اب ہم اس زمانے میں ہیں کہ کوئی شخص بڑے لوگوں میں سے اس (قرآن حکیم کی صحیح تعلیم) کا مددگار نہیں۔ غیر مذہب بھی اور اہل مذہب بھی، سب کے سب مخالف نظر آتے ہیں۔

(قرآن حکیم کی صحیح تعلیم دینا کوئی چھوٹا کام نہیں ہے)

بعض کا خیال ہے کہ جو لوگ حدیث وفقہ پڑھ رہے ہیں، وہ بڑا کام کررہے ہیں۔ سوچنے کی یہ بات ہے کہ اگر کوئی شخص مکان بنائے، خواہ دو منزلہ، چار منزلہ یا پانچ سات منزلہ کتنا ہی بلند لے جائے، کیسی ہی

www.rahimia.org

زیب و زینت کرے، شیشہ، آلات وقنادیل لگائے، گو ظاہر بین کو یہ مکان اچھا معلوم ہو، لیکن سوچنے والا جانتا ہے کہ اگر بنیاد قائم ہے تو سب زینت قائم ہے۔

(الفاظِ قرآن سب علوم کی بنیاد ہیں)

اسی طرح جتنے علم قرآنی ہیں، وہ سب قرآن پر ہی قائم ہیں۔ ان الفاظِ قرآن ہی کی یہ دولت سارے علوم قائم ہیں۔ اگر (قرآن حکیم کے) یہ الفاظ نہ رہیں تو سارے کے سارے دیکھتے رہ جائیں۔ گو ہماری نظروں میں یہ تھوڑا کام ہے، لیکن اگر خدانخواستہ یہ الفاظ نہ رہیں تو تمام علوم منہدم ہو جائیں۔ یہی وَجہ ہے کہ توریت وانجیل کا پتہ نہیں۔ کیوں کہ ترجمہ ہو کر اصل کا خیال نہیں رکھا گیا۔

قیامت کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ الفاظِ قرآنی نہیں رہیں گے۔ یہ الفاظِ قرآن بنیاد ہیں سب علوم کے۔ اس لیے شکر اس نعمت کا یہ ہے کہ تم فاقے سے مرو، لیکن اس کو پھیلاؤ۔

(اپنی نیت درست کرلو کہ محض اللہ کی رضا اس کی قیمت ہے)

البتہ اگر کوئی اس نعمت کو اپنے دل کے اندر لے لے اور قرآن پاک کا قدردان ہو تو ہرگز کسی کی کوڑی پیسہ کی طرف توجہ نہ کرے۔ اپنی کسی حاجت کو کسی کے آگے نہیں لے جانا چاہیے۔ اپنی نیت کو درست کرلو کہ محض اللہ کی رضا اس کی قیمت ہے۔ اسی واسطے (حدیث شریف میں آیا ہے کہ:)

''جنت کے اندر جنتیوں کو جب سب نعمتیں مل جائیں گی اور جو جی چاہے گا' سب مہیا ہو جائے گا، اس وقت سوال ہوگا کہ: ''اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو بیان کرو۔''

دنیا کا قاعدہ ہے کہ دس روپیہ کی آمدنی والا بیس روپے کو اور ہزار والا دو ہزار کو زیادہ سمجھتا ہے۔ (اس لیے)

''سب کے سب یہ کہیں گے کہ خداوندا! ہم کو سب کچھ عطا فرمایا۔ اب اس سے زیادہ اَور کیا نعمت ہوگی! اس پر حکم ہوگا کہ: ''ہم تم سے راضی ہوگئے، اب کبھی ناراض نہ ہوں گے۔''(12)

اس حکم کو سن کر اہل جنت کی حالت ہی (کچھ) اَور ہو جائے گی اور ان کو ایسی خوشی ہوگی کہ پہلی نعمتوں کو ہیچ (کم تر) سمجھیں گے۔ سو اس نعمتِ قرآن کا بدلہ سو دو سو روپیہ نہیں ہے۔ اس کا بدلہ اگر ہے تو رضائے حق تعالیٰ ہے۔

(اگر بھوک کی وَجہ سے مرنا ہوتا تو بادشاہ کبھی نہ مرتے)

قرآن کا پھیلانا (اور اس کی) تعلیم کا پھیلانا اسی امید پر ہو کہ اللہ راضی ہو جائے۔ تم دیکھ رہے ہو کہ اگر بھوک کی وَجہ سے مرنا ہوتا تو بادشاہ نہ مرتے۔ فقر و فاقے کی وَجہ سے نہ امیر مرتے ہیں' نہ فقیر مرتے

www.rahimia.org

ہیں۔ وقت پر سب کی موت ہوتی ہے۔ یہاں کی حالت یہ ہے کہ راحت و تکلیف سب فانی ہیں۔ مرنا اپنے وقت پر ہوتا ہے۔ نہ بادشاہ کو اس کی سلطنت کار آمد ہوسکتی ہے اور نہ فقیر کو اس کا فاقہ۔ البتہ ایک فرق ہے، جس نے فقر و فاقہ کی تکلیف کو اٹھایا اور قرآن پاک کی تعلیم کو پھیلایا، اس کے لیے سب نعمتیں موجود ہیں۔ تکلیف تو سب مٹ جاتی ہے اور ہمیشہ کے لیے نعمت اور سلطنت مل جاتی ہے۔

(روپے پیسے کی خاطر قرآن پڑھانا بہت بُرا ہے)

اب یہ حالت ہے کہ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ: اللہ کے واسطے پڑھاتے ہیں اور پانچ روپے میں گزارہ کرسکتے ہیں۔ جہاں دوسرے نے سات روپیہ کی امید دلائی فوراً چھوڑ بھاگے۔ اور دو روپیہ کی خاطر اتنا بھی نہیں ہوتا کہ اتنے دنوں میں یہ کام چلا ہے، اب اس کا یہ انجام ہوگا۔

"بئس العبد عبد الدّينار و الدّرهم."

(روپیہ پیسہ کا بندہ بھی کس قدر بُرا بندہ ہے۔)

البتہ اگر (کوئی) اَور امرِ دینی حارج ہو تو خیر! مضائقہ نہیں ہے۔ کام تو اللہ کے واسطے کریں اور اس کی رضامندی کے واسطے۔

(قرآن پڑھانے والا روزی کے انتظام کو معاوضہ اور تنخواہ نہ سمجھے)

اب اللہ تعالیٰ اگر بندوں کے ذریعے روزی پہنچا دیں تو یہ اس کا انعام ہے۔ اس کو تنخواہ نہ سمجھو۔ جیسے مجاہدٌ اللہ کے واسطے جان دیتا ہے اور شہید ہوتا ہے۔ لیکن اگر شہادت نہ بھی ہو، بلکہ (مالِ) غنیمت مل جائے تو بھی غازی ہوتا ہے۔ لیکن اگر غنیمت کی ہوَس (لالچ) میں جہاد کرتا ہے تو شہادت نہیں ہوتی۔

(اخلاص کا ہونا بہت ضروری ہے)

اس لیے اخلاص کو قلوب میں جما لیں۔ اور جو بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے، اور قلب کو اس طرف لگالیتا ہے، پھر وہ کیوں کر نا اُمید ہوسکتا ہے۔ اخلاص ہونا ضروری ہے۔ بِلا اِس اخلاص کے وہی مثال ہے جیسا کہ خنزیر اور موتیوں کے ہار کی۔ ضرور خداوندِ کریم روزی دیں گے اور یہ قرآن کا معجزہ ہے۔

(جو قرآن مجید کا قدر دان نہیں، وہ ذلیل ہوتا ہے)

جو قرآن مجید کا قدر دان نہیں ہوتا، وہ ذلیل ہوتا ہے:

خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْأٰخِرَةَ (13)

(دنیا و آخرت میں ذلیل و رُسوا ہوا۔)

اور جس کو دنیا طلبی مقصود نہیں ہوتی، وہ خداوندِ کریم کے نزدیک دنیا میں بھی ممتاز ہوتے ہیں اور آخرت

www.rahimia.org

میں بھی۔ اور خدا چاہے اس کو فقر و فاقہ آتا ہی نہیں۔ (قرآن پڑھانے والے ایسے قاری) جنھیں تم محتاج دیکھتے ہو، ان کو (قرآن کی) قدر ہی نہیں۔

اوّل بات تو یہ عرض کرنی تھی۔

(2۔طرزِ تعلیم و تدریس میں اصلاحِ احوال کی ضرورت)

دوسری (بات) یہ ہے کہ جب آپ نے (اوّل بات کا بیان) سمجھ لیا اور (اخلاص وللّٰہیت کا) ارادہ کرلیا تو قلب کو اطمینان ہو جائے گا۔

(اچھی بات کی نصیحت کو مؤمن مخلص فوراً قبول کر لیتا ہے)

اور پھر اگر کوئی بات ایسی نصیحت کی کہے، جو کام میں مدد دے، وہ قبول کرنا آسان ہوگا۔ اسی واسطے حدیث میں آیا ہے کہ:

''اچھی بات کو اہلِ فہم اس طرح تلاش کر لیتا ہے جیسے کوئی کھوئی چیز کی تلاش میں ہوتا ہے۔ اور جب مل جاتی ہے تو جھٹ قبول کر لیتا ہے۔''(14)

(طرزِ تعلیم میں اصلاحِ احوال کی کوشش سب کو کرنی چاہیے)

آپ صاحبان کو معلوم ہے کہ بحمد اللہ تعالیٰ آپ سب (اساتذۂ کرام) صاحبان کی نہ ذاتی غرض ہے اور نہ کارکنان (منتظمین مدارس) کی۔ کسی قسم کی وجاہت اور نفع دُنیوی نہیں ہے۔ محض یہ ہی غرض ہے کہ قرآن پاک کی حفاظت بہت زور کے ساتھ کی جائے۔ اس کے الفاظ کی حفاظت میں کوشش درکار ہے۔ جب سب کا یہ ہی مدعا ہے تو سب کو مل کر سعی کرنی چاہیے کہ کون سے (قاعدے اور) طریقے ہیں، جن سے (قرآن کے الفاظ کی) حفاظت میں سہولت ہو۔

(اساتذہ کے لیے تربیتی اصولوں اور قاعدوں کی اہمیت)

مولوی نور محمد صاحب (لدھیانوی) نے جو یہ ہمت باندھی ہے کہ اس کی تعلیم میں جو نقص ہوں، اس کی اصلاح کریں۔ (اس کے لیے انھوں نے ''**تعلیم المعلّمین**'' لکھی ہے) اس کی اصلاح کے قاعدے خود اُن کی زبان سے سن لیں اور عمل کریں۔

(اساتذۂ کرام اپنے حالات کے مطابق ان ہدایات پر عمل کریں)

اس (حوالے سے اساتذۂ کرام) میں تین قسم کے لوگ نکلیں گے:

1۔ اوّل: جو صاحب' نصاب پر قادر اور طرزِ تعلیم سے واقف ہیں، ان کے واسطے کسی قسم کی ہدایت کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ مولوی (نور محمد لدھیانوی) صاحب سے زبانی تبادلہ خیالات کر لیں۔

www.rahimia.org

2۔ دوئم: جو صاحب' نصاب پر قادر ہیں، لیکن طرزِ تعلیم سے واقف نہیں ہیں، ان کو مہینہ، بیس دن (یہاں) قیام کرکے اس کمی کو پورا کرنا چاہیے۔

3۔ تیسرے: جو صاحب' نہ نصاب پر قادر ہیں اور نہ طرزِ تعلیم سے واقف ہیں، ان کو البتہ ذرا عرصے تک ٹھہر کر سیکھنے کی ضرورت ہے۔ اوراس عرصے کی تعیین بھی نہیں ہوسکتی۔ جتنی دیر میں کوئی صاحب اپنی کمی کو پورا کرسکیں۔

یہاں (رائے پور میں) ٹھہرنے میں ان صاحبوں کو انشاء اللہ تعالیٰ کسی قسم کی تکلیف بھی نہیں ہوگی۔ اگر کسی قسم کی تکلیف ہو بھی تو اس نعمت کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے۔ کیوں کہ حقیقت میں تمام دنیا مفلس ہے اور نعمت سے مالا مال۔ اور بادشاہ بن کر وہ جاتا ہے، جو قرآن پاک کی قدر کرتا ہے۔

(اختتامی دعائیہ کلمات)

بس مجھے تو اتنا ہی عرض کرنا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہماری نیتوں میں اخلاص دیں۔ اور اپنے قرآن پاک کی حفاظت کا بہترین طریقہ ہمیں تلقین فرمائیں۔ آمین ثم آمین!

☆

www.rahimia.org

نصیحت نامہ

(بنام صاحبزادیٔ محترمہ)

تعارف

یہ نصیحت نامہ حضرت اقدس عالی رائے پوری قدس سرہٗ نے اپنی صاحبزادی محترمہ کی شادی خانہ آبادی کے وقت رخصتی کے موقع پر انھیں تحریر کرکے دیا تھا۔ صاحبزادی محترمہ کی شادی محترم چوہدری تصدق حسین خاںؒ رئیس قصبہ گمتھلہ راؤ سے ہوئی تھی۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ انھیں صاحبزادیٔ محترمہ کے صاحبزادے ہیں۔

اس نصیحت نامہ میں اس دور کی عام فہم زبان میں بڑی اہم باتوں کی نصیحت کی گئی ہے۔ تعمیرِ شخصیت، تشکیلِ سیرت اور تکمیلِ تربیت کے لیے ایمان کی پختگی، نماز کی پابندی، انفاقِ مال کی اہمیت، بلند سماجی اَخلاق کی عادات اور حقوقِ انسانی کی رعایت اساسی اہمیت کی حامل خصوصیات ہیں۔

کسی حکمتِ عملی کے ماہر مربی کی تربیت میں ان خصوصیات کو اپنے اندر پیدا کرنے سے انسان میں انفرادی اور اجتماعی زندگی کا ایسا قومی شعور بیدا ہوتا ہے، جس سے فرد میں انفرادی اصلاح کے ساتھ ساتھ قومی حریت اور ملکی آزادی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

چناں چہ اس ''نصیحت نامہ'' میں عمومی سطح پر درجِ ذیل کتابوں کے مطالعے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے:

1۔ تقویت الایمان (از حضرت شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ)

2۔ نصیحت المسلمین (از مولانا خرم علی بلہوریؒ)

3۔ تنبیہ الغافلین (از حضرت سیّد احمد شہیدؒ)

4۔ اکسیرِ ہدایت (از حضرت سیّد احمد شہیدؒ)

یہ وہ کتابیں ہیں، جن کے ذریعے ولی اللّٰہی سلسلے کے علمائے ربانی، عوام کی ایسی تربیت کرتے تھے کہ اس سے نہ صرف یہ کہ ان کی انفرادی زندگی دین کے سانچے میں ڈھل جاتی تھی اور تمام ارکانِ اسلام پر عمل کے لیے جذبہ پیدا ہوتا تھا، بلکہ قومی سطح پر آزادی اور حریتِ فکر و عمل کا جذبہ بھی پوری شدت سے اُبھر کر

www.rahimia.org

سامنے آتا تھا۔ جس کو انگریز سامراج ہمیشہ باغیانہ جدوجہد سے تعبیر کرتا رہا ہے۔ چناں چہ ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر ''ہمارے ہندوستانی مسلمان'' میں جن باغیانہ چودہ کتابوں کا تذکرہ کرتا ہے، یہ چاروں کتابیں اس فہرست میں شامل ہیں۔ ان کے بارے میں وہ لکھتا ہے کہ:

''ان کتابوں کے محض نام سے ہی ان کے تمام وکمال باغیانہ ہونے کا پتہ چلتا ہے۔''(15)

بہ ظاہر یہ کتابیں ارکانِ اسلام کی وضاحت اور تشریح پر مشتمل ہیں، لیکن انگریز سامراج کے جبر کے دور میں حریت پسند قومی رہنما ان کتابوں کو ایسی حکمتِ عملی سے پڑھاتے تھے، جو انگریز سامراج سے آزادیٔ فکر وعمل کی راہ دکھاتی تھی۔ اس حقیقت کا صحیح اندازہ دشمن کی نظر سے بہ خوبی ہوجاتا ہے۔ ان حضرات علمائے ربانیین کے اس تربیتی انداز پر انھیں خراجِ عقیدت پیش کرنا چاہیے اور قومی حوالے سے ان حضرات کی جدوجہد اور کاوشوں سے رہنمائی حاصل کرنی چاہیے۔

یہ نصیحت نامہ حضرتؒ کی زندگی میں بھی کئی مرتبہ طبع ہوا اور پھر پاکستان میں بھی حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ نے کئی بار شائع کروایا۔ اس کی آخری طباعت حضرت سیّد نفیس الحسینی نے شائع کروائی تھی۔ انھوں نے اس نصیحت نامے کی بہت عمدہ کتابت کی اور بہترین کاغذ پر اسے شائع کیا تھا۔ ہم نے اس اشاعت میں اسی طباعت کو سامنے رکھا ہے۔ (مرتب)

www.rahimia.org

دونوں جہاں میں فائدہ بخش

نصیحت نامہ

از قطب الاقطاب مرشد عالم حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ

(1۔ دنیا ناپائیدار ہے، ایمان اور اللہ کی رضا پائیدار ہے)

اوّل یہ کہ دنیا ناپائیدار ہے۔ نہ یہاں کی خوشی باقی رہتی ہے نہ رنج وغم باقی رہتا ہے۔ یہاں سب مسافر ہیں۔ اپنے اپنے وقت پر سب کوچ کرنے والے ہیں۔ یہاں کی سب چیزیں: کھانا، کپڑا، زیور یا مکان، بھائی، باپ، دولت یا آشنا، یہیں چھوٹ جاتا ہے۔ ان میں سے کوئی ساتھ نہیں جاتا۔ قبر کے گڑھے میں جو اندھیری اور تنہائی کا گھر ہے، اکیلے کو ڈال کر چلے آتے ہیں۔ جسم کو کیڑے کھا لیتے ہیں۔ پیٹ پھوٹ کر ایسی بدبو پھیلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے۔

(ایمان اور اللہ کی رضامندی کام آتی ہے)

فقط ایمان اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے کام وہاں کام آتے ہیں۔ جس کا ایمان خراب ہو گیا، وہ برباد اور تباہ ہو گیا۔ اس کا کہیں ٹھکانہ نہیں۔ سو ایمان کی حفاظت بہت ضروری ہے۔

جن چیزوں سے ایمان جاتا رہتا ہے، وہ دو ہیں:

(الف) ایک شرک (ب) دوسرا کفر

(الف) شرک کا تو کتاب ''نصیحت المسلمین'' (از مولانا خرم علی بلہوریؒ) اور ''تقویت الایمان'' (از حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ) میں اچھی طرح سے بیان ہے۔

(ب) اور کفر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ و رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا انکار کرے یا اس میں شک کرے۔ سنت اور دین کی بات کو حقیر یا ذلیل جانے اور عیب لگائے۔ اور اگر کوئی دین کی بات پر طعن کرتا ہو، اس کی ہاں میں ہاں ملائے۔ ان سب باتوں سے آدمی کافر بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہو جاتا ہے۔

اور بدعت سے ایمان خراب ہو جاتا ہے۔ اس کا بیان بھی ان دونوں کتابوں میں اچھی طرح ہے۔

(2۔ نماز کی حفاظت کرنا)

دوسرے یہ کہ نماز کی بہت حفاظت کرنی چاہیے۔ اوّل وقت پر ادا کرنی چاہیے۔ کسی کام یا شرمِ دنیا کی وجہ سے نماز ضائع نہ کرنی چاہیے۔ جو کوئی نماز کو جان کر ترک کرتا ہے، وہ کافر بننے کے نزدیک ہو جاتا ہے۔

(3۔ زکوٰۃ، قربانی اور صدقہ فطر کی ادائیگی کرنا)

تیسرے یہ کہ جس روز سے اللہ صاحب نے تجھ کو زیور دیا ہے، اس روز سے جب ایک سال پورا ہوگا تو چالیس واں حصہ اس میں سے زکوٰۃ دینا تجھ پر فرض ہوگا۔ اور قربانی کرنا اور عید کے روز صدقہ وغیرہ دینا واجب ہے۔ جو زکوٰۃ نہیں دیتا، اس کے مال کے پترے بنا کر دوزخ میں گرم کر کے اس کی پیشانی اور پسلیوں پر داغ دیا جائے گا۔

(4۔ گھر والوں کو خوش رکھنا)

چوتھے یہ کہ خاوند کی تابع داری اور اُسے خوش رکھنا اور حکم ماننا۔ ان باتوں سے جن میں اللہ و رسولؐ کی ناراضگی ہو، بچتے رہنا۔ دل اور ظاہر میں (اُس کی) خیر خواہی کرنا۔ کسی امر میں (اُسے) ناراض نہ کرنا۔ اگر قصور ہو جائے تو معاف کرانا اور جہاں تک ہو سکے، (اُسے) دین کی رغبت دلانا اور ادب کے ساتھ نرمی سے نصیحت کرنا ضروری ہے۔

(5۔ سوتن کے دل میں محبت پیدا کرنا)

پانچویں یہ کہ ''پانی پت والی'' اور اس کی اولاد کے ساتھ ایسی تابع داری اور محبت کا برتاؤ کرنا کہ ان کے دل میں محبت اور راحت ہو۔ نہ یہ کہ ایسی بات کرے، جس سے ان کو رنج پہنچے اور تجھ سے نفرت و عداوت ہو۔ جہاں تک ہو سکے اپنے آپ کو ان کی خدمت کرنے والی اور تابع دار سمجھنا اور ان کی خیر خواہی کرنا۔ ہر بات میں ان کا ادب کرنا۔

(6۔ کنبے والوں سے محبت اور ادب کا برتاؤ کرنا)

چھٹے یہ کہ اپنے کنبے والوں اور رنزدیکوں اور قریبوں سے بہت محبت اور ادب سے برتاؤ کرنا کہ ان کے دل میں تیری محبت اور زبان پر تیری تعریف ہو اور اپنے آپ کو سب سے کم جاننا۔

(7۔ دینی اور معاشرتی آداب کی پاسداری کرنا)

ساتویں یہ کہ:

www.rahimia.org

(۱) ہر ایک آدمی سے نرم زبانی سے بولنا۔

(۲) خاکساری سے رہنا۔

(۳) ہر ایک کی خاطر اور تواضع کرنا۔

(۴) کسی کو سخت بات نہ کہنا۔ جو تجھ کو کوئی سخت بات کہے، اس کو ویسا جواب نہ دینا۔

(۵) اپنے قصور کو قصور سمجھنا۔

(۶) دوسروں کے عیب نہ دیکھنا۔

(۷) کسی کی بات کسی سے نہ کہنا۔

(۸) کسی کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھنا۔

(۹) تکبر اور غرور نہ کرنا۔ کیوں کہ تکبر کرنے والا اللہ پاک کا دشمن ہوتا ہے۔

(۱۰) اور کتاب "**تنبیہ الغافلین**" اور "**اکسیرِ ھدایت**" مطالعے میں رکھنا۔ جو کچھ ان میں لکھا ہے، اس پر عمل کرنا۔

(۱۱) قرآن شریف کی تلاوت ہمیشہ کرنا اور جو جو سورتیں جس جس وقت پڑھنی بتلائی ہیں، ان کو ہرگز نہ چھوڑنا۔

(۱۲) جو کوئی مانگنے والا حاجت مند کچھ سوال کرے، اپنے مقدور موافق ان کے ساتھ سلوک کرنا۔

(۱۳) مہمان کی خاطر داری کرنا۔

(۱۴) کسی مخلوق سے اُمید نہ رکھنا۔

اب اللہ پاک تجھ کو اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے ان نصیحتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرماویں۔ توفیق اسی کے اختیار میں ہے۔

فقط۔ واللہ اعلم بالصواب۔

☆

www.rahimia.org

وصیت نامہ

(در بارہ کتب خانہ)

کتب خانے سے متعلق اس ''وصیت نامہ'' کو سب سے پہلے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ نے اپنے حواشی کے ساتھ ۱۸؍ ذوقعدہ ۱۳۵۴ھ/ 11؍فروری 1936ء میں سہارن پور سے طبع کرایا تھا اور اس کے شروع میں ایک ''تمہید'' لکھی تھی۔ (مرتب کتاب)

تمہید

از شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ

وصیت نامہ از

حضرت اقدس، مرجع العالم، قدوۃ العارفین، زبدۃ الصّالحین، بدر الشّریعه، شمس الطّریقه، واقفِ اسرارِ الإلٰهیه، کاشفِ رموزِ النّبویهؐ، مخزن الأخلاق الحمیده، منبع الأوصاف الجمیله، مولانا، الحافظ، الحاجّ عبدالرّحیم صاحب رائے پوری قدّس اللّٰه سرّهٗ العزیز.

بسم اللّٰه الرّحمٰن الرّحیم

نحمدهٗ و نصلّی علیٰ رسوله الکریم!

حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لیے انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ہر زمانے میں یکے بعد دیگرے مبعوث فرمایا۔ اور خاتم الانبیاء فخرِ رسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد چوں کہ نبوت کا سلسلہ ختم تھا، تو نائبین و وارثین انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام یعنی اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو خلقت (مخلوق) کے لیے نمونہ بنایا کہ اپنے افعالِ ظاہریہ سے رُشد و ہدایت کا کام کریں اور اپنے انفاسِ باطنیہ سے عالَم کو منور فرمائیں۔ ایسے ہی پاک نفوس کی بدولت دنیا کا قیام ہے اور ایسی ہی متبرک ہستیوں سے دین کی حفاظت ہے: ع

www.rahimia.org

یہی ہیں جن کے سونے کو فضیلت ہے عبادت پر
انھیں کے اِتّقا پر ناز کرتی ہے مسلمانی
انھیں کی شان کو زیبا نبوت کی وراثت ہے
انھیں کا کام ہے دینی مراسم کی نگہبانی
رہیں دنیا میں ، اور دنیا سے بالکل بے تعلق ہوں
پھریں دریا میں ، اور ہر گز نہ کپڑوں کو لگے پانی
اگر خلوت بیٹھے ہوں تو جلوت کا مزہ آئے
اور آئیں اپنی جلوت میں تو ساکت ہو سخن دانی

درحقیقت ان رہبرانِ اُمت کا سونا ہم سے نااہلوں کی عبادت سے بھی قیمتی ہے۔

انھیں قدسی نفوس میں سے ایک کامل فرد حضرت رائے پوریؒ تھے۔ جن کو حق تعالیٰ شانہ نے زہد، اتقا، رضا، تسلیم، صبر وشکر، دل داری، غم گساری، خدا رَسی، خدا ترسی، قناعت، توکل کا مجسمہ بنایا تھا۔ ابھی تک وہ آنکھیں بہ کثرت موجود ہیں، جن کو اس مخطۂ انوار چہرے کی زیارت کا فخر حاصل ہے۔ اور بلا مبالغہ کہہ سکتے ہیں کہ چہرے سے انوار کی بارش ہوتی تھی۔

حضرت (عالی رائے پوریؒ) کی نہایت مختصر سوانح ''تذکرۃ الخلیل'' (مرتبہ مولانا عاشق الٰہی میرٹھی) کا جز بن کر ملک میں شائع ہوچکی ہے۔ مخلوق کی دل داری اور دل جوئی کا جو منظر رائے پور میں دیکھا، اس کی نظیر شاید ہی ملے اور اس کے ساتھ ہی یکسوئی اور عزلت نشینی اپنی آپ ہی نظیر تھی۔ کسی نے بلا مبالغہ کہا تھا ع

تواضع اور مروّت گر کوئی شخص مجسم ہو
تو وہ سر تا قدم عبدالرحیم با صفا ہو گا

جس باغ میں حضرتؒ کا قیام تھا، اس کا پتہ پتہ اور ہر ایک دَر و دِیوار کا ذرّہ ذرّہ اب بھی حضرتؒ کی یاد کو تازہ کر دیتا ہے۔ اور وہی نظاہ سامنے پیش کر دیتا ہے۔ جس کی وَجہ سے گلشن رحیمی کے گل چینوں کو اب بھی بار بار حاضری کی نوبت آتی ہے۔ نیز حضرتؒ کے خلیفہ خاص حضرت مولانا عبدالقادر صاحب زادمجدہم اور حضرتؒ کے ہمشیر زادہ مولانا محمد اشفاق صاحب دام فضلہم کے اَلطاف بھی خدام کی کشش کا سبب خصوصی ہیں۔

اسی وجہ سے اس بدنام کنندۂ اکابر کو بھی بسا اوقات شرفِ حاضری نصیب ہوتا ہے۔ حضرتؒ کے کتب خانے میں بہت سے چیزوں کے متعلق بار بار اشاعت کی اُمنگ پیدا ہوئی، مگر دینی کساد بازاری اور اسباب کی عدمِ مساعدت سے ہمیشہ اُمنگ ہی پیدا ہوکر رہ گئی۔ اس مرتبہ کی حاضری میں حضرتؒ کی ایک نہایت مختصر

تحریر ''وصیت نامہ'' کے طور پر نظر سے گزری۔ جس کو دیکھ کر بے اختیار دل چاہا کہ قدر دانوں تک اس کو پہنچاؤں کہ اس تحریر کی لڑی میں جن موتیوں کو پرویا ہے، ان میں کا ہر موتی دُرّ یکتا ہے۔ حق یہ ہے کہ علوم کے دریا کو کوزے میں بند فرما دیا۔ مختصر تحریر، سادہ الفاظ، مگر ہر ہر لفظ سے تواضع، انکسار اور دنیا سے بے تعلقی ٹپکتی ہے۔ اوّل تو تمام تحریر ایسی ہی ہے، لیکن مخصوص الفاظ پر بندہ نے خطوط بھی کھینچ دیے ہیں۔ اور کہیں حاشیے کے طور پر کچھ اضافہ بھی توضیح کے لیے کر دیا ہے۔ اور حضرتؒ کے کلام کو ممتاز رکھنے کے خیال سے حواشی کو علاحدہ کر دیا ہے۔

حق تعالیٰ شانہ اپنے لطف سے اس نااہل کو بھی اس وصیت نامے پر عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ ناظرین سے دعا کا بھی اُمیدوار ہوں۔ ع

مگر صاحب دِلے روزے بہ رحمت
کند در حق ایک مسکین دعائے

زکریا کاندھلوی

مدرس مدرسہ عالیہ مظاہر علوم، سہارن پور

۱۸/ ذوالقعدہ ۵۴ (۱۳) ھ جمعہ (11/ فروری 1936ء)

☆

وصیت نامہ

تحریر

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ

الحمد للّٰہ ربّ العالمین، و الصّلوٰۃ و السّلام علیٰ سیّد المرسلین و سائر النّبیّین وعلیٰ آلہٖ و أصحابہٖ أجمعین. أمّا بعد!

یہ حقیر سراپا تقصیر عبدالرحیم عفی عنہٗ چند کلمہ بہ طورِ وصیت کے لکھتا ہے:

احقر نے بہ توفیق (16) حق سبحانہٗ اس کتاب خانہ میں جو موقعہ باغ رائے پور میں واقع ہے، دو مد (طرح) کی کتابیں جمع کی ہیں:

ایک وہ جو بندے کی ملک (17) مجازی ہیں۔ بندے نے ان کتابوں کو اسی غرض سے جمع کیا تھا کہ وقف رہیں۔ جو اِن کا اہل ہو، ان سے نفع اُٹھاوے۔ یہ نیت شروع ہی سے تھی کہ یہ احقر کا ترکہ نہ سمجھا جائے، جس میں وراثت جاری ہو۔ اب صاف طور پر تصریح کرتا ہوں کہ یہ وقف ہیں اور میں بہ طور متولّی ان کی حفاظت ونگرانی کرتا ہوں۔

دوسرا (مد) مدرسے کی کتابوں کا ہے، جو خریدی گئیں یا کسی نے مدرسے میں دیں۔ جن میں بڑا ذخیرہ قرآن شریف (18) کا بھی ہے۔ ان کا بھی متولّی ومحافظ عالم (19) اسباب میں احقر ہی رہا۔

اوّل مد کی (کی کتابوں کی کتب خانے میں) فہرست جدا ہے، جس پر (فہرست) نمبر ایک لکھا ہوا ہے۔ اور دوسرے مد کی جدا، جس پر (فہرست) نمبر دو لکھا ہوا ہے۔

(فہرست) نمبر ایک کی کتابوں میں فقط ایک قرآن شریف قلمی جو سنہری تحریروں میں ایک کاغذ طویل پر لکھا ہوا ہے۔ اور ایک حمائل شریف بہت چھوٹی قلمی سنہری۔ یہ دونوں ایک ہی جگہ ایک کپڑے کے ڈبے میں رکھی ہوئی ہیں۔ یہ بہ طورِ امانت کے ہیں۔ محض بہ غرضِ حفاظت اس کتب خانے میں رکھی ہیں۔ ان کی کیفیت' فہرست نمبر ایک میں درج ہے۔ ان کے سوا سب وقف ہیں۔

اب احقر ان دونوں مد (طرح) کی کتابوں کا متولّی اپنے بعد اپنے ہمشیرزادہ حافظ ومولوی محمد اشفاق

www.rahimia.org

سلّمہٗ کو قرار دیتا ہے۔ حق تعالیٰ ان کی عمر اور علم و عمل میں برکت عطا فرمائیں۔ یہ خود بھی اس کتب خانے سے نفع اُٹھائیں اور دوسروں کو بھی ان کتابوں سے نفع اُٹھانے سے نہ روکیں۔ البتہ اس کا خیال ضرور رکھیں کہ کوئی کتاب ضائع نہ ہو۔

ان کو بھی وصیت کرتا ہوں اور حق تعالیٰ سے توفیق کا خواہاں ہوں کہ یہ اپنا شعار اخلاص وتقویٰ اختیار کریں۔

(درجِ ذیل نصیحتوں کی پابندی کریں)

نیز ان دونوں نصیحتوں پر ضرور پابند ہوں:

(الف: پہلی نصیحت؛ دوستوں کے ساتھ مہربانی اور دشمنوں کے ساتھ اچھا برتاؤ)

ایک (نصیحت) یہ کہ اس شعر کا مضمون ملحوظ رکھیں:

آسائش (20) دو گیتی تفسیر ایں دو حرف است

با دوستاں تلطف با دشمناں مدار

(دونوں جہاں کی آسانیاں ان دو حرفوں کی تفسیر ہیں: دوستوں کے ساتھ لطف و مہربانی کے ساتھ پیش آنا اور دشمنوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا)

جو کشاکش (باہمی کشمکش) بہ وجہ نفسانیت و دخل شیطانی باہم پیش آتی ہیں، ان سے یکسو رہنا۔ اور (اس آیتِ قرآنیہ) اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ (21) (''اختلاف کو اچھے طریقے سے دور کرنا'' کے مفہوم) پر عمل کرنا اپنے لیے موجب راحت ہے اور دوسروں کے لیے موجب ہدایت ہوتا ہے۔ ورنہ یہ علم کچھ ثمر نہیں لاتا۔

(ب: دوسری نصیحت؛ خود بینی اور دوسروں کی عیب جوئی سے پرہیز)

دوسرے یہ کہ یہ ضرور ملحوظ رکھیں کہ حضرت سعدی علیہ الرحمۃ کا یہ فرمان اکسیر ہے اور آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے کہ: ع (22)

مرا پیر دانائے مرشد شہاب

دو اندر ز فرمود بر روئے آب

یکے آں کہ بر خویش خود بیں مباش

دِگر آں کہ بر غیر بد بیں مباش

(مجھ کو میرے پیرو مرشد حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے کشتی میں بیٹھے ہوئے دو نصیحتیں فرمائی ہیں: ایک یہ کہ اپنے اوپر متکبر اور مغرور اور خود بیں نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ دوسرے

www.rahimia.org

پر بدگمان اور عیب جو نہ ہو۔)

واقعہ میں یہی منشا قرآن پاک [23] اور حدیث پاک کا ہے۔ اگر بہ توفیق الٰہی اس پر عمل نصیب ہو تو بس پھر سب کچھ نعمت حاصل ہے۔

بس بندے کے پاس یہی ذخیرہ کتابوں کا تھا، جس کا متوّلی عزیز مذکور کو قرار دے دیا۔ باقی احقر فارغ ہے۔ کوئی [24] سرمایہ ایسا نہیں کہ جس میں کسی کو لب کشائی کا موقع ہو۔

و آخر دعوانا أن الحمد لِلّٰه ربّ العالمين، و الصّلوٰة و السّلام الأكملان الأتمّان علیٰ سيّد المرسلين و سائر النّبيّين و آلہٖ و أصحابه أجمعين.

عبدالرحیم عفی عنہ

یکم ربیع الاول ۱۳۳۴ھ (7رجنوری 1916ء)

(تصدیق محرّر وصیت نامہ)

یہ وصیت نامہ حضرت مولانا عبدالرحیم شاہ صاحب سلّمہٗ نے احقر کے قلم سے لکھوایا۔

خاکسار (مولوی) نور محمد لدھیانوی نور پوری

حال مقیم رائے پور

(دستخط گواہان)

حضرت مدظلہم العالی نے میرے سامنے یہ مضمون فرمایا اور لکھوایا۔

(۱) (مولانا) محمد یحییٰ عفی عنہ (کاندھلوی قائم مقام مدرس اول مظاہر علوم سہارنپور)

(۲) (راؤ) عبدالعزیز خاں بقلم خود (رئیس رائے پور)

☆

www.rahimia.org

تحریرات

حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ

(تجاویز، فیصلہ جات، وقف نامہ)

(حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ یکم/فروری 1903ء سے اپنی وفات 28/جنوری 1919ء تک 16 سال مدرسہ مظاہرالعلوم سہارن پور کے سرپرست رہے۔ اس دوران آپؒ نے مدرسہ کے معائنہ جات کیے۔ ان پر تحریری تجاویز دیں اور فیصلہ جات لکھے۔ ان میں سے آپؒ کی چند تحریرات آئندہ صفحات میں پیش خدمت ہیں۔ مرتب)

(1)

تحریری معائنہ (24/فروری 1903ء)

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم.

حامدین و مصلّین.

آج ۲۶/ذی قعدہ ۱۳۲۰ھ (24/فروری 1903ء) کو ہم سرپرستان مدرسہ مجوزہ مدرسہ مظاہرعلوم سہارن پور میں آئے اور مدرسہ کا اہتمام حسبِ ذیل کیا:

(۱) مولوی عنایت الٰہی صاحب کے سپرد دو کام ہیں۔ مناسب ہے کہ وہ مدرّس رہیں اور اہتمام کے لیے پندرہ روپے ماہانہ پر صوفی محمد علی گلاوٹھی ہوں اور مولوی علی محمد بدستور نائب مہتمم اور مولوی احمداللہ مدرّس رہیں۔

(۲) ممبران منتخب شدہ برائے اِزدیادِ (اضافہ) چندہ منظور ہیں۔

(۳) معرفت ممبروں کے سعی اِزدیادِ (اضافہ) چندہ برعایتِ قواعدِ شرعیہ کیا جائے۔

(۴) مہتمم کوئی عمل درآمد بجز تحریر سرپرستان نہ کریں۔

(۵) مہتمم کو معمولی و خفیف امور کا اختیار ہے۔ اس سے زیادہ کی اگر ضرورت پیش آوے تو ہم

www.rahimia.org

سرپرستان سے استصواب ضروری ہے۔ اور طریقہ اپنی نگرانی کا ہم خود اختیار کریں گے۔

(۶) کتابِ کمیٹی مدرسہ سے باہر ہرگز نہ جاوے۔

(۷) نسبت تنخواہ ایام مبحوث فیہا (علاحدگی کے زمانے کی تنخواہ کا فیصلہ) جناب مولانا خلیل احمد صاحب و مولوی عبدالکریم صاحب بعد تحقیق حکم شرعی تجویز کی جائے۔

(۸) مولوی عبدالکریم صاحب کی جگہ مولوی سکندر علی کا تقرر پندرہ روپے پر امتحاناً منظور ہے۔

فقط ذوالفقار علی اشرف علی عبدالرحیم (25)

(2)

تحریری معائنہ (29/ مارچ 1903ء)

اسی طرح حضرت اقدس عالی رائے پوری قدس سرہٗ ۲۹/ ذی الحجہ ۱۳۲۰ھ/ 29/ مارچ 1903ء کو دوبارہ مدرسہ مظاہر العلوم میں تشریف لائے اور معائنہ کی کتاب میں درجِ ذیل تحریر قلم بند فرمائی:

''بندہ حاضر ہوا۔ رجسٹروں کا معائنہ کیا۔ سب کو حاضر و مشغول پایا۔ مولوی عنایت الٰہی صاحب بیمار ہیں۔ ان کے اسباق کا کچھ انتظام ہوگیا۔ کچھ باقی ہے۔ جو ہونا چاہیے کہ طلبا کا حرج ہے۔ ایامِ مبحوث عنہا کی تنخواہ مولانا خلیل احمد صاحب نے لینے سے انکار کر دیا۔ لہٰذا تصفیہ کی ضرورت نہیں رہی۔ البتہ مولوی عبدالکریم کی تنخواہ کا تصفیہ باقی ہے۔''(26)

(3)

تحریری معائنہ (13/ مئی 1903ء)

اسی طرح حضرت اقدس عالی رائے پوری قدس سرہٗ ۱۵/ صفر ۱۳۲۱ھ/ 13/ مئی 1903ء کو سرپرست کی حیثیت سے تیسری مرتبہ معائنے کے لیے مدرسہ مظاہر العلوم میں تشریف لائے۔ چوں کہ مخالفین انتظامی طور پر مدرسے پر قبضے میں ناکام ہوچکے تھے، اس لیے طلبا کو احتجاج اور سٹرائیک کے لیے استعمال کرتے تھے۔ اس تناظر میں حضرتؒ نے معائنہ کی کتاب میں درجِ ذیل تحریر قلم بند فرمائی:

''مجھے معلوم ہوا کہ چند طلبا از خود کتب داخل کر کے چلے گئے۔ اور شہر میں شور مچاتے ہیں کہ ہم سے جبراً کتب لی گئی ہیں۔ اس لیے میں تحقیق کے لیے آیا۔ معلوم ہوا کہ سات میں سے تین طلبا نے معافی مانگ لی۔ آئندہ بھی اگر کوئی طالب عفو (معافی مانگتا) ہو تو مہتمم مدرسہ کو اختیار ہے۔ اگر مناسب سمجھیں، داخل کریں ورنہ نہیں۔ ممبران اہل شہر کو مناسب ہے کہ اس نوع کے

قصوں میں مدرسہ آ کر تحقیق کیا کریں۔ عبدالرحیم رائے پوری۔ ۱۵/صفر ۲۱ھ"[27]

(4)

تحریری معائنہ (29/جون 1905ء)

حضرات سرپرستان کی خدمت میں یہ تجویز پیش کی گئی تھی کہ مولانا عنایت الٰہی صاحب کو ناظم مدرسہ بنا دیا جائے۔ اس تجویز کو منظور کرتے ہوئے حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ نے ۲۵/ربیع الثانی ۱۳۲۳ھ/ 29/جون 1905ء کو تحریر فرمایا:

"میرے خیال میں مولانا عنایت الٰہی صاحب سے عرض کیا جائے کہ وہ دوبارہ اس (نظامت) کو موجودہ تنخواہ پر قبول کر لیں اور ایک دو سبق دل چاہے تو رکھ لیں۔ (سابقہ ناظم) علی محمد صاحب کے حساب میں غلطی نکلی، جو عمداً (جان بوجھ کر) نہیں، سہواً (بھول کر) ہے۔ (اس رقم کا) نصف وہ ادا کریں اور نصف میں اپنے پاس سے ادا کروں گا۔

فقط عبدالرحیم ۲۵/ربیع الثانی ۱۳۲۳ھ"[28]

(5)

تحریر (21/اکتوبر 1908ء)

۲۵/رمضان ۱۳۲۶ھ/ 21/اکتوبر 1908ء کو حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ صدر مدرّس مدرسہ مظاہرالعلوم سہارن پور نے اپنے ضعف کی وجہ سے حضرت مولانا محمد یحیٰؒ کاندھلویؒ (والدِ گرامی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ) کو مدرسے میں رکھنے سے متعلق مہتمم مدرسہ کے ذریعے حضرات سرپرستان کے نام درجِ ذیل درخواست بھیجی:

مکرم بندہ جناب مہتمم صاحب مدّ فیوضکم

السّلام علیکم و رحمۃ اللّٰہ و برکاتہٗ

جناب کو معلوم ہے کہ میں ضعیف ہوگیا ہوں۔ خدمت مدرسہ کی انجام دینے سے پورے وقت میں قاصر ہوں۔ لہٰذا عرض ہے کہ اگر حضرات سرپرستان مدرسہ منظور فرماویں تو یہ ہوسکتا ہے کہ مولوی محمد یحیٰ صاحب کاندھلوی کو یہاں بلا لوں۔ بہ قدرِ طاقت اسباق میں پڑھاؤں اور باقی ماندہ مولوی صاحب پڑھاویں۔ ہاں! اگر ہم دونوں میں سے کوئی ایک موجود نہ ہو تو پورے اسباق کا وقت دوسرا پورا کرے۔ اس صورت میں مدرسے کا ہرج نہ ہوگا، بلکہ نفع ہے۔ اور اگر یہ

www.rahimia.org

منظور نہ ہو تو جو مستقل تجویز فرماویں، اختیار ہے۔

حررہٗ خلیل احمد ۲۵؍ رمضان ۱۳۲۶ھ (21؍ اکتوبر 1908ء)''

مہتمم صاحب نے یہ درخواست حضرات سرپرستانِ مدرسہ کو بھیجی۔ اس پر تینوں اکابر نے درجِ ذیل جوابات تحریر فرمائے:

''میں اس معاملے میں اسی قدر عرض کرسکتا ہوں کہ حضرت مولانا (خلیل احمد) سلّمہٗ سے زیادہ اس مدرسے کا خیرخواہ اور اس کی ضرورتوں کا اندازہ کرنے والا اَور کون ہے۔ یہ بے شک صحیح ہے کہ مولانا صاحب کا ضعف بے شک اس کا مقتضی (تقاضا کرتا) ہے کہ (ان کے لیے) کچھ سہولت ضرور ہونی چاہیے۔ اس کی جو صورت حضرت مولانا تجویز فرما دیں، وہ ہر صورت سے انشاء اللہ پسندیدہ ہوگی۔'' عبدالرحیم

حضرت مولانا صدر مدرّس نے جو صورت تجویز فرمائی، ظاہراً ہر پہلو سے قرینِ مصلحت ہے۔ اس لیے میں اس کے منظور کرلینے کی رائے دیتا ہوں۔''

اشرف علی ۴؍ شوال ۲۶ھ (30؍ اکتوبر 1908ء)

صورتِ مجوزہ جناب مولانا کے لیے موجبِ راحت اور مدرسہ کے لیے نہایت مفید ہے۔ اس لیے تأمل نہ کرنا چاہیے۔''

محمود حسن ۱۲؍ شوال ۲۶ھ (5؍ نومبر 1908ء)[29]

(6)

تحریر (5؍ نومبر 1910ء)

مدرسہ مظاہرالعلوم سہارن پور میں طلبا کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر ۲؍ ذی قعد ۱۳۲۸ھ/ 5؍ نومبر 1910ء کو جدید دارالطلبا کی تعمیر شروع ہوئی۔ اس کے لیے حضرات سرپرستانِ مدرسہ میں سے حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے عام لوگوں کی توجہ مبذول کرانے کے لیے ایک ترغیبی مضمون تحریر فرمایا۔ اس مضمون پر باقی حضرات سرپرستان نے دستخط کرکے اس کی توثیق فرمائی۔ اس مضمون کی اشاعت مدرسے کی طرف سے پمفلٹ وغیرہ کی شکل میں ہوئی۔ جس میں تحریر تھا:

''دارالطلبا اس وقت باقیاتِ صالحات کے افضل افراد سے ہے۔ حدیثِ صحیح میں ''باقیاتِ صالحات'' میں سے — جن کا ثواب مرنے کے بعد ملتا ہے — یہ ارشاد فرمایا ہے: ''أو بیتاً لابن السّبیل بناہٗ.'' (یا ایسا گھر جو مسافروں کے لیے بنایا جائے۔) اور ظاہر ہے کہ طلبا ابن

www.rahimia.org

السبیل (مسافر) یقیناً ہیں، بلکہ سب ابناء السبیل سے افضل ہیں۔ کیوں کہ یہ لوگ سبیل اللہ (اللہ کے راستے میں) ہیں۔ جب مطلق سبیل والوں کی اعانت میں یہ فضیلت ہے تو سبیل اللہ والوں کی خدمت میں کیا کچھ فضیلت ہوگی۔ پھر غور کرنا چاہیے کہ سبیل اللہ کے سب افراد میں مطلقاً بھی اور خصوص اس وقت میں کہ علومِ دینیہ کی سخت ضرورت ہے اور اس کی کمی سے سخت مضرتیں واقع ہیں۔ خاص اس سبیل اللہ یعنی تحصیل و تکمیل علومِ دینیہ میں سب سے زیادہ فضیلت ہے۔ پس بالضرور دارالطلباء کا بنانا اس وقت اس حیثیت سے سب باقیاتِ صالحات سے افضل ہے۔ امید ہے کہ اہل اسلام اپنی اپنی استطاعت کے موافق اس موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیں گے۔ اور بلالحاظ قلیل وکثیر ضرور اس میں امداد فرمائیں گے۔

و السّلام علیٰ من اتّبع الھُدیٰ العبد: اشرف علی تھانوی

بے شک حضرت مولانا اشرف علی صاحب سلّمہٗ نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے، وہ نہایت مناسب اور ضروری ہے۔ العبد: عبدالرحیم عفی عنہٗ

مولانا اشرف علی صاحب نے جو تحریر فرمایا ہے، وہ حق اور صواب ہے۔

العبد: محمود عفی عنہٗ''(30)

(7)

تحریر (17/دسمبر 1916ء)

حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ کے انتقال (۱۰/ ذوالقعدہ ۱۳۳۴ھ/ 9/ستمبر 1916ء) کے بعد حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ نے مدرسہ مظاہر العلوم کے معاملات میں اپنی طبعی احتیاط کے بہ موجب سرپرستانِ مدرسہ کے سامنے مؤرخہ ۲۱/صفر ۱۳۳۵ھ/ 17/دسمبر 1916ء کو ایک درخواست بھیجی، جس میں تحریر تھا کہ:

''میں عرصہ سے خدمت ِمدرسہ سے معذور ہوں۔ اسی لیے مولانا محمد یحییٰ صاحب (کاندھلوی) کو بلایا تھا۔ وہ میری مدد کرتے تھے۔ اب وہ بھی رحلت کر گئے۔ بجز اس کے چارہ نہیں کہ اپنے بار (بوجھ) سے مدرسے کو سبکدوش کردوں۔ خلیل احمد ۲۱/صفر ۳۵ھ (17/دسمبر 1916ء)''

اس درخواست پر بہ حیثیتِ سرپرست حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ نے تحریر فرمایا:

''حضرت کو راضی کیا جائے کہ تنخواہ لیں اور کام کا بار نہ ڈالا جائے۔ ورنہ حضرت (مدرسے

www.rahimia.org

کے) سرپرست اور باقی سب مشیر بنائے جائیں۔ اور یہ بھی نہ ہوتو میرا بھی استعفیٰ ہے۔ میں بھی ضعیف ہوگیا ہوں۔

عبدالرحیم ۲۲؍صفر ۱۳۳۵ھ (18؍دسمبر 1916ء)''

اس پر حضرت سہارن پوریؒ نے ارشاد فرمایا کہ:

''صرف تنخواہ سے انکار ہے، مدرسے کی خدمات بدستور کروں گا۔ اور اگر مجبور ہوا تو کچھ امداد بھی لے لوں گا۔''

اس کے بعد حضرت اقدس سہارن پوریؒ نے تنخواہ سے انکار فرما کر مدرسے کی خدمات سرانجام دینی شروع فرمائیں، لیکن مہمانوں کی آمد و رفت کے سبب اخراجات کی وسعت کی وجہ سے معاشی مشکلات پر قابو پانا مشکل ہوگیا۔ اس لیے حضرت سہارن پوریؒ نے مدرسے سے اپنا تعلق ختم کر کے اپنے آبائی وطن قصبہ انبیہٹہ ضلع سہارن پور رہائش اختیار کرنے کا عزم کرلیا۔ حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کو جب اس کا علم ہوا تو آنے والے خطرات کا احساس فرما لیا اور سمجھ گئے کہ مدرسے کی یہ ساری باغ و بہار حضرت کے دم قدم سے ہے۔ اس لیے اوّلاً تو آپؒ نے تنخواہ قبول کرنے پر اصرار کیا اور تحریر فرمایا:

''نہایت لجاجت و اصرار سے درخواست ہے کہ آپ کا مجھ سے وعدہ تھا کہ تُو جب کہے گا تنخواہ لوں گا، لہٰذا اب انکار نہ کریں۔''

لیکن حضرت سہارن پوریؒ نے شدت سے انکار کیا اور یہ عذر لکھا:

''مدرسے کا روپیہ چندے کا ہے اور خدا کا مال ہے۔ جس کے ہم لوگ صرف امین و خازن ہیں۔ بے جا تصرف یا مراعات کا کسی کو کوئی حق نہیں ہے۔ اور میں خوب سمجھتا ہوں کہ (مدرسے میں) پچاس روپے کے قابل درس نہیں دے سکتا۔ لہٰذا تنخواہ نہ لوں گا۔''

آخر میں حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ نے اربابِ مدرسہ کے سامنے یہ تجویز رکھی:

''حضرت سہارن پوری سے درس و تدریس کی ذمہ داری ختم کردی جائے اور صرف (مدرسے کی) نظامت کا عہدہ آپ کے سپرد کیا جائے، تاکہ بلاتعیین شب و روز حضرت یہ خدمت انجام دیتے رہیں۔ نیز درس میں جو اوقات کے انضباط اور نصاب کی پابندی سے دشواری پیدا ہوتی ہے، اس سے بھی حضرت کو رہائی مل جائے۔''

اراکین مدرسہ نے یہ تجویز اتفاقِ رائے سے منظور کر کے حضرت سہارن پوریؒ سے درخواست کی کہ اب نظامت کی تنخواہ قبول فرمالیجیے۔ بالآخر ردّ و قدح کے بعد حضرت سہارن پوریؒ نے تنخواہ لینا منظور فرمایا۔(31)

(8)

تحریر (29/ستمبر 1918ء)

حضرت اقدس مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ کو ۱۳۳۶ھ/ 1918ء میں آنکھ کی تکلیف ہوگئی۔ اس پر انھوں نے حضرات سرپرستانِ مدرسہ کو رخصت کی درجِ ذیل درخواست دی:

''میری آنکھ میں کچھ تکدر ہوگیا۔ علاج کی ضرورت ہے۔ دو ماہ کی رخصت مرحمت فرمائی جائے۔

خلیل احمد ۲۳/ذوالحج ۱۳۳۶ھ (29/ستمبر 1918ء)''

اس پر حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ نے بہ حیثیتِ سرپرست یہ تحریر فرمایا:

''حسبِ قراردادِ سرپرستان حضرت کو رخصت لینے کی ضرورت نہیں۔ حضرت ہر طرح مختار ہیں۔''

حضرت سہارن پوریؒ نے اپنی علالتِ چشم کے ابتدائی دور میں صرف دو ماہ کی رخصت لی تھی، لیکن جب مرض شدید ہوا تو حضرت نے مزید دو ماہ کی رخصت طلب کی۔ پھر اہل مدرسہ کو لکھا کہ:

''بندہ نے دو ماہ کی رخصت لی تھی، جو قریب الختم ہے۔ دو ماہ کی اَور چاہیے کہ دورانِ سر (سر کے چکر) کا عارضہ لاحق ہوگیا، جس سے کام نہیں کرسکتا۔ خلیل احمد ۲۵/صفر ۱۳۳۷ھ (30/نومبر 1918ء)''

مدرسے کا ضابطہ یہ رہا تھا کہ پورے سال میں زمانۂ علالت کی رخصت ایک ماہ تک مع تنخواہ لے سکتا ہے۔ اس کے بعد اگر مزید ضرورت ہو تو تنخواہ کاٹ لی جاتی تھی۔ حضرت اقدس سہارن پوریؒ نے یہاں بھی اس اصول پر پورا عمل کیا اور ایک ماہ کی چھٹی کے بعد دوسرے ماہِ محرم میں تنخواہ لینے سے انکار فرما دیا۔

معذوری کے اس زمانے میں انھوں نے پھر اپنے آبائی وطن انبہٹہ ضلع سہارن پور جانے کا فیصلہ فرمایا تو حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ نے اہل مدرسہ کو تحریر فرمایا:

''حضرت (مولانا خلیل احمد سہارن پوری بہ حیثیتِ سرپرست) کو قواعدِ مدرسہ سے سبکدوش کیا جائے۔ اور اگر کوئی اشکال کرے کہ تنخواہ کس بات کی تو یہ وہی کرسکتا ہے، جس کو مدرسے کا حال معلوم نہ ہو۔ صرف حضرت ہی کا تعلق' مدرسے کے ساتھ (اس کی) تمام کارروائیوں کا جزوِ اعظم ہے۔ امید ہے کہ آپ حضرات موافقت فرماویں گے۔

احقر عبدالرحیم ۲۱/ربیع الاوّل ۱۳۳۶ھ (24/دسمبر 1918ء)''

www.rahimia.org

تمام سرپرستان نے تائیدی دستخطوں کے ساتھ اس بات پر بھی زور دیا کہ حضرت سہارن پوریؒ کو مدرسے کا سرپرست بنایا جائے۔ چناں چہ حضرت سہارن پوریؒ نے سرپرستی قبول فرمائی اور اربابِ مدرسہ کو تحریر فرمایا کہ:

''حامداً و مصلّیاً! حضرات سرپرستان کے نزدیک ناچیز کی شرکتِ سرپرستی موجبِ بہبودیٔ مدرسہ ہے۔ لہٰذا باوجود اپنی ناکارگی کے قبول کرتا ہوں۔

خلیل احمد ۷؍ربیع الثانی ۱۳۳۶ھ (31؍جنوری 1918ء)''(32)

اس طرح حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ اور دیگر حضرات سرپرستان کے فیصلے کے بہ موجب حضرت اقدس سہارن پوریؒ نے بہ حیثیتِ سرپرست کام شروع کردیا۔

☆

www.rahimia.org

وقف نامہ

مدرسہ فیض ہدایت درگلزارِ رحیمی خانقاہِ رائے پور

(حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ نے مدرسہ فیض ہدایت کی زمین اور عمارات کے باقاعدہ وقف کے لیے ایک تحریر لکھی تھی۔ وقف کرتے ہوئے حضرتؒ نے اپنے بھانجے مولانا محمد اشفاق رائے پوریؒ کو اس کا متولّی مقرر فرمایا تھا۔ وقف نامہ کی یہ تحریر درجِ ذیل ہے۔ مرتب)

من کہ احقر عبدالرحیم پسر اشرف علی خاں، قوم راجپوت، ساکن حال موضع مرتضٰی پور شعور، مزرعہ داخلی موضع رائے پور، پرگنہ فیض آباد، تحصیل و ضلع سہارن پور

میں نے بہ حالتِ صحتِ نفس و ثباتِ عقل اپنی بہ خوشی و رضا، بلا اِکراہ و اِجبارِ دیگر اراضی بہ تفصیل ... بیگہ ایک بسوہ پختہ نمبر ۱/۱۲۴، خسرہ صحرائی جمعی ۱۳ر سالانہ محال امام علی خاں و نصف اراضی از تین بیگہ ایک بسوہ پختہ نمبر ۱۴۲/۲ خسرہ صحرائی جمعی ۱۰/۶ پر سالانہ محال عبداللہ خاں معروف باغ واقع موضع مرتضٰی پور شعور مزرعہ داخلی موضع رائے پور پرگنہ فیض آباد تحصیل سہارن پور مملوکہ مقبوضہ خود مع جملہ مکانات پختہ و خام تعمیر کردۂ خود بدرختاں ہر قسم مثمرہ غیر مثمرہ واقع نمبران اراضی مذکور و کتب ہائے جن کی فہرست مفصل علاحدہ مرتب کر کے اپنے دستخطی سپرد متولّی کردی ہے۔

بنام مدرسہ فیض ہدایت جو بٹہ ہائے نمبر ۱۴۵ خسرہ صحرائی میں بذریعہ مکانات پختہ و خام متصل مسجد موضع مرتضٰی پور شعور میں اس وقت جاری و موجود ہے، وقف کر کے محمد اشفاق پسر مراد علی خاں قوم راجپوت ساکن موضع رائے پور پرگنہ فیض آباد و تحصیل سہارن پور ہمشیر زادہ اپنے کو متولّی مقرر کردیا ہے۔ اور قبضہ دخل اپنا اٹھا کر متولّی مدرسہ موصوف کا بذریعہ محمد اشفاق متولّی کے کروا دیا ہے۔

اب میرا کوئی تعلق اراضی نمبران مذکور و مکاناتِ مذکورہ سے نہیں رہا ہے۔ متولّی کو اختیار ہے کہ وہ بعد ادائے مال گزاری سرکار جو کچھ آمدنی اراضی و درختاں سے ہو، وہ اس مدرسہ میں تاقیامِ مدرسہ یا کسی دوسرے مدرسہ خیراتی میں صَرف کرتا رہے۔ اس کو اپنی ذاتِ خاص میں صَرف کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

www.rahimia.org

اور اس متولّی کے بعد انتخابِ متولّی جدید کا اراکین مدرسہ کی رائے سے ہوا کرے گا۔ اور عمل درآمد داخل خارج کا سرکاری کاغذات میں کرا دیا جاوے گا۔

اور تعیینِ مالیت ہر سہ اشیائے موقوفہ کی تخمیناً مبلغ دو ہزار روپے حسبِ ذیل ہے۔ جس پر اشٹام وقت تقرر متولّی کا استعمال کیا گیا۔ اس لیے یہ چند کلمہ بہ طور وقف نامہ کے لکھ دیے، تا کہ سند ہوں اور کام آویں۔

تفصیل قیمت اشیائے موقوفہ:

(۱) قیمت اراضی مع درختان ایک سوتیس روپے

(۲) تخمیناً قیمت ہر دو مکانات ایک ہزار سات سوستر روپے

(۳) تخمیناً قیمت کتب ہائے موقوف مبلغ ایک سو روپے

تفصیل نمبران خسرہ مذکورہ مع کھیوٹ ہائے متعلقہ

(کھیوٹ) نمبر۱/۱۲۴ خسرہ محال امام علی متعلقہ نمبر ایک

کھیوٹ نمبر۴، ۱۳۴، خسرہ محال عبداللہ خاں متعلقہ نمبر ایک

کھیوٹ نمبر۲/۱۴۵ خسرہ محال کالے رائے متعلقہ نمبر دو

کھیوٹ نمبر۳/۱۳۵ خسرہ محال کالے رائے نمبر تین

کھیوٹ نمبر۳/۱۳۵ خسرہ محال مسمات حسیب النساء متعلقہ نمبر ایک

کھیوٹ نمبر۵/۱۴۵ خسرہ محال احمد علی خاں متعلقہ نمبر ایک

حسبِ متذکرہ صدر یادداشت پرت نمبر دو کی چار سطریں ہیں۔ (مدرسہ میں تا قیامِ مدرسہ یا کسی دوسرے) باریک قلم سے بیرونِ سطر بعد کی تحریر ہے اور اس پرت کے سطر دوم میں (لفظ) متولّی (باریک قلم سے) بالائے سطر بعد کا تحریر ہے۔

المرقوم دسویں فروری ۱۹۱۸ء

دستخط عبدالرحیم بہ قلم خود	العبد عبدالرحیم بہ قلم خود
محمد عبدالرحمٰن بہ قلم خود	عبدالعزیز خاں ساکن رائے پور بہ قلم خود
زاہد حسین بہ قلم خود	العبد عبدالرحیم بہ قلم خود
پیر خاں بہ قلم خود	فرزند علی خاں بہ قلم خود

عبدالوحید قبالا نویس سہارن پور (33)

☆

www.rahimia.org

حوالہ جات وحواشی

1۔ مکتوب نمبر۲۶/۲۵، دیکھیے اسی کتاب کا باب ششم؛ مکتوبات حضرت عالی رائے پوریؒ۔

2۔ القرآن: 164:3۔

3۔ ایضاً۔

4۔ القرآن: 21:59۔

5۔ اصل حدیث کے الفاظ درجِ ذیل ہیں:

”و عن معاذ الجُهنیؓ قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: من قرأ القرآن، وعمل بما فيه، اُلْبِسَ والداهٗ تاجاً يوم القيامة. ضوءهٗ أحسن من ضوء الشّمس، لوكانت فيكم، فما ظنّكم بالّذی عمل بهذا.“ (رواه احمد وابوداؤد مشكوة ص: 186، ج: 1، حديث نمبر2139)

(حضرت معاذ جہنیؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”جس نے قرآن حکیم پڑھا اور جو کچھ اس میں موجود ہے، اس پر عمل کیا تو اس کے والدین کو قیامت کے دن ایک ایسا تاج پہنایا جائے گا کہ جس کی روشنی سورج کی روشنی سے زیادہ اچھی ہوگی۔ اگر وہ تم میں ہوا۔ پس جو آدمی اس قرآن حکیم پر عمل کرے، اس کے بلند مرتبے کے بارے میں تمھارا کیا گمان ہے؟)

6۔ اس حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں:

”عن ابن مسعود قال قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه عليه و سلّم: ”من قرأ حرفاً من كتاب اللّٰه فلهٗ بهٖ حسنة، و الحسنة بعشر أمثالها لا أقول الٓمّٓ حرف الف و لام حرف و ميم حرف.“

(رواه الترمذی و الدّارمی، كتاب فضائل القرآن، الفصل الثانی، مشكوٰة المصابيح، ج: 2، ص: 186، طبع كراچی)

و عن عبداللّٰه بن عمرو قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه عليه و سلّم: ”يُقال لصاحب القرآن: اقرأ و ارتق و رتّل كما كنت ترتل فی الدّنيا فإنّ منزلک عند آخر آية تقرؤها.“

(رواه احمد، و الترمذی و ابوداؤد و النّسائی)

7۔ اصل حدیث کے الفاظ درجِ ذیل ہیں:

”عن علیؓ: إنّی سمعتُ رسول اللّٰه ﷺ يقول (فی الحديث الطويل): ”من تركهٗ من جبّار قصمهٗ اللّٰه، و من ابتغی الهدیٰ فی غيرهٖ أضلّه اللّٰه.“

(رواه الترمذی و المشكوة، ص۱۸۶ ج ۱، حديث نمبر2138)

(حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ: ”جس نے قرآن حکیم کو کسی ظالم جابر کی وجہ سے چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ اس کی کمر توڑ دے گا۔ اور جس نے قرآن حکیم کو چھوڑ کر کسی اور سے ہدایت مانگی تو اللہ اسے گمراہ کرے گا۔)

8۔ القرآن: 7:14۔

www.rahimia.org

9۔ اصل حدیث کے الفاظ درجِ ذیل ہیں:

عن انسؓ قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: "طلب العلم فریضة علیٰ کلِّ مسلم، و واضع العلم عند غیر أھلہٖ کمقلّد الخنازیر الجوھر و اللّؤلؤ و الذّھب."

(رواہ البیھقی فی شعب الایمان و ابن ماجہ. مشکوۃ ص ۳۴ ج ۱، حدیث نمبر 218)

(حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ نااہل کو علم سکھانا ایسا ہی ہے جیسا کہ خنزیروں کو جواہرات، موتیوں اور سونے کا ہار پہنانا۔")

10۔ اصل حدیث کے الفاظ درجِ ذیل ہیں:

عن عثمانؓ قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: "خیر کم من تعلّم القرآن وعلّمہٗ."

(رواہ البخاری. مشکوٰۃ ص: ۱۸۳ ج ۱، حدیث نمبر 2109)

(حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن حکیم سیکھے اور اس کو سکھائے۔")

11۔ حضرت اقدس رائے پوریؒ اپنے ان جملوں میں درجِ ذیل حدیث کی طرف اشارہ کر رہے ہیں:

عن بُریدةؓ قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: "من قرأ القرآن یتأکل بہ النّاس، جاء یوم القیامة و وجھہٗ عظم لیس علیہ لحم."

(رواہ البیھقی مشکوۃ ج1، ص193، حدیث نمبر 2217)

(حضرت بریدہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"جس نے قرآن پڑھا (اس نیت سے کہ) لوگ اس قرآن کی وجہ سے اسے رزق کھلائیں تو وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا، کہ اس کے چہرے پر صرف ہڈیاں ہوں گی، ان پر گوشت نہ ہوگا۔")

12۔ اصل حدیث کے الفاظ درجِ ذیل ہیں:

عن ابی سعیدؓ قال: قال رسول ﷺ: إنّ اللّٰہ تعالیٰ یقولُ لأھل الجنّة: یا أھل الجنّة! فیقولون: لبّیک ربّنا و سعدیک و الخیر کلّہٗ یدیک. فیقول: ھل رضیتم؟ فیقولون: و ما لنا لا نرضیٰ یاربّ! وقد اعطیتنا مالم تعط أحداً من خلقک. فیقول: ألا أُعطیکم أفضل من ذلک؟ فیقولون: یاربّ! و أیُّ شیءٍ أفضل من ذٰلک؟ فیقول: أُحلّ علیکم رضوانی، فلا أسخط علیکم بعدہٗ ابداً." (متفق علیہ. مشکوۃ ص: ۴۹۷ ج ۲، حدیث نمبر 5625)

(حضرت ابوسعید خدریؓ سے راویت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ جنتیوں کو پکارے گا: اے جنت والو! وہ کہیں گے: اے ہمارے ربّ! ہم حاضر ہیں۔ تیری طرف سے بھلائی چاہتے ہیں اور تمام بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تم راضی ہو؟ جنتی کہیں گے: اے ہمارے ربّ! ہم کیوں راضی نہ ہوں، جب کہ تُو نے ہمیں وہ کچھ عطا کیا ہے، جو اپنی مخلوق میں کسی اَور کو عطا نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ کہے گا: کیا میں تمھیں اس سے زیادہ افضل چیز عطا نہ کروں؟ جنتی کہیں گے: اے ربّ! اس سے زیادہ افضل اَور کون سی

www.rahimia.org

چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اپنی رضا کو میں نے تم پر حلال قرار دے دیا۔ اس کے بعد اب کبھی بھی تم سے ناراض نہیں ہوں گا۔'')

13۔ القرآن: 11:22۔

14۔ تفسیر ابن کثیر، ج:6، ص:35، طبع: بیروت۔

15۔ ہمارے ہندوستانی مسلمان، از ڈبلیوڈبلیو ہنٹر، ص: 62، طبع: لاہور۔

16۔ (حاشیہ از شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ):

دنیا میں ہر کارِ خیر اللہ ہی کی توفیق سے ہوتا ہے۔ توفیق الٰہی جس شخص کے شامل ہے، اس کے علوِ شان کا پوچھنا ہی کیا ہے ع

نیند اس کی ہے ، دماغ اس کا ہے ، راتیں اس کی
جس کے بازو پر تیری زلفیں پریشان ہوگئیں
چشمۂ فیض سے گر ایک اشارا ہو جائے
لطف ہو آپ کا اور کام ہمارا ہو جائے

17۔ (حاشیہ از شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ): ع

در حقیقت مالک ہر شئے خدا است
ایں امانت چند روزہ نزدِ ما است

(درحقیقت ہر چیز کا مالک خدا ہے۔ ہمارے پاس یہ چند روز کی امانت ہے۔)

اگر آدمی دنیا کی کسی چیز کو بھی ملک نہ سمجھے تو نہ کسی چیز کے حصول سے خوشی ہو، نہ جانے سے رنج ہو۔

18۔ (حاشیہ از شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ): حضرتؒ کو کلام پاک سے بہت ہی شغف اور عشق تھا۔ اسی وجہ سے مکاتبِ قرآنیہ کے اجرا کا بہت ہی اہتمام رہتا تھا۔

19۔ (حاشیہ از شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ): ورنہ حقیقی محافظ ہر شئے کا اللہ پاک ہی ہے اور اسی کی حفاظت سے حفاظت ہوسکتی ہے۔

20۔ (حاشیہ از شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ) شعر کا ترجمہ یہ ہے:)

دوجہاں کی راحتیں دوحرفوں کے اندر مضمر ہیں کہ دوستوں کے ساتھ لطف ومہربانی کا معاملہ کرے اور دشمنوں کے ساتھ خاطر مدارات کا۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ (القرآن 159:3)

(اللہ کی رحمت سے آپ ﷺ ان صحابہ کے لیے نرم ہیں۔)

21۔ القرآن: 34:41۔

22۔ (حاشیہ از شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ): شعر کا ترجمہ یہ ہے:)

مجھ کو میرے پیرومرشد حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے کشتی میں بیٹھے ہوئے دو نصیحتیں فرمائی ہیں: ایک یہ کہ اپنے اوپر متکبر اور مغرور اور خود بیں نہ ہو، دوسرے یہ کہ دوسرے پر بدگمان اور عیب جو نہ ہو۔

www.rahimia.org

23۔ (حاشیہ از شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ): چناں چہ قرآن پاک میں اور احادیث میں خود بینی اور عیب جوئی کی ممانعت بہ کثرت وارد ہے۔ تمام برائیوں کی جڑ یعنی شیطان انھی دوعیوب جوئی کی بدولت راندۂ درگاہ ہوا کہ خود بینی کی وجہ سے حضرت آدم علیٰ نبیّنا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدے سے انکار کیا اور ان کے مٹی سے پیدا ہونے کی وجہ سے ان کو معیوب سمجھا۔ (اور یہ کہا:)

خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ (القرآن: 12:7)

(تُو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اس کو مٹی سے پیدا کیا۔)

قرآن پاک میں بہ کثرت اس کا قصہ مذکور ہے۔ اَور بھی بہت سی آیات و احادیث ان دونوں چیزوں کے بارے میں مختلف عنوانات سے وارد ہوئی ہیں۔ اور حضرات صوفیائے کرام کی تصانیف تو اس سے پُر ہیں، جن کی تفصیل کی یہ تحریر تحمل نہیں کرسکتی۔ حق تعالیٰ شانہٗ اپنے لطف سے مجھے بھی ان دونوں سے نجات نصیب فرمادیں اور تمھیں بھی۔

24۔ (حاشیہ از شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ): حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا معمول — باوجود کثرتِ فتوحات اور ہدایا کے — یہ تھا کہ جو کچھ جمع ہوتا تھا، وہ طلبا اور خدام پر تقسیم فرمادیا کرتے تھے۔ چناں چہ وصال سے چند روز قبل اپنے بدن کے کپڑے بھی حضرت مولانا عبدالقادر صاحب (رائے پوری) کو دے دیے تھے کہ ''اب میں تمھارے سے مستعار لے کر پہنوں گا۔'' حضرتؒ کو اس کا شوق تھا کہ آخری وقت میں کوئی چیز مِلک نہ ہو۔ اور جیسا بے تعلق دنیا میں آیا تھا، ویسا ہی اس دنیا سے جاؤں۔

25۔ تاریخ مظاہر، از شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ، ج:1، ص:89۔ طبع: کتب خانہ اشاعت العلوم، محلّہ مفتی، سہارن پور

26۔ ایضاً، ص:90۔

27۔ ایضاً، ص:90۔

28۔ ایضاً، ص:106۔

29۔ ایضاً، ص:20-119۔

30۔ ایضاً، ص:24-123۔

31۔ ایضاً، ج:2، ص:13-12۔

32۔ ایضاً، ص:24-23۔

33۔ نقل دستاویزاتِ سرکاری، وقف نامہ مدرسہ فیض ہدایت، قصبہ رائے پور، ضلع سہارن پور، وقف بورڈ سہارن پور۔

☆

www.rahimia.org

آٹھواں باب

خلفا، جانشین اور رائے پوری سلسلے کا تسلسل

رائے پوری سلسلے کے مسند نشین ثانی

قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ

خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے اس مرکزِ فیض سے قطبِ عالم حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کے دور میں ہزاروں تشنگانِ ہدایت فیض یاب ہوئے۔ آپؒ کے تاثیرِ فیض اور حرارتِ قلبی نے سینکڑوں قلوب کو اپنے رنگ میں رنگ کر عشقِ الٰہی اور خدمتِ انسانیت کے جذبے سے سرشار کر دیا۔ جس نے اس دور میں دین اسلام کی آفاقی تعلیمات اور اس کے بلند تر فکر ونظر کو محفوظ کرتے ہوئے، انسانیت دشمن سوچ اور اس پر قائم کردہ نظام ظلم کے خلاف مؤثر کردار ادا کیا۔

یوں تو آپؒ کے فیضِ صحبت سے تربیت پانے والے افراد کی تعداد سینکڑوں اور ہزاروں میں ہے، لیکن وہ حضرات جنھوں نے پورے طور پر آپؒ سے اخذِ فیض کیا اور آپؒ کے اجل خلفا میں شمار ہوئے، ان میں قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ، برہان الولایت حضرت مولانا اللہ بخش بہاول نگری قدس سرہٗ، حضرت منشی رحمت علی جالندھری قدس سرہٗ اور قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کے اسمائے گرامی بڑے ممتاز ہیں۔ ان حضرات نے انتہائی ہمت و استقلال سے قطبِ عالم حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کی ملازمت اور صحبت اختیار کی اور اپنے شیخ کے ہر حکم پر کچھ اس طرح مر مٹے کہ بس انھی کے ہو رہے۔ اس طرح ان حضرات نے حضرت قطبِ عالم رائے پوری قدس سرہٗ کی قدسی صفات ذات سے پورا پورا اَخذِ فیض کیا اور انھی کے فکر و عمل میں رنگے گئے۔ حتیٰ کہ خلعتِ خلافت واجازت سے مشرف ہوئے۔

پھر ان چاروں حضرات میں سے وہ عظیم ترین شخصیت، جس نے اپنا سب کچھ حضرت قطبِ عالم رائے پوری قدس سرہٗ پر قربان کر دیا اور اس حوالے سے سب پر فضیلت لے گئے، وہ قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کی ذاتِ قدسی صفات ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپؒ نے

www.rahimia.org

ایک طویل عرصے تک اپنے پیر و مرشد قطبِ عالم حضرت اقدس رائے پوریؒ کی کچھ ایسے خلوص سے صحبت اختیار کی، اور اتنی چاہت اور دلی لگن سے خدمت کی کہ آپؒ اپنے شیخ و مرشد کی تمام تر توجہات کا مرکز بن گئے۔ چوں کہ آپؒ نے اپنے تمام دُنیوی تعلقات منقطع کر کے حضرت قطبِ عالم قدس سرہٗ کی ذاتِ والا صفات کو اپنی زندگی کا محور بنالیا تھا۔ اس لیے حضرت قطبِ عالم رائے پوریؒ نے آپؒ کی ذات کو نکھارنے اور اپنے رنگ میں رنگنے میں انتہائی توجہ سے کام لیا۔ چناں چہ قطبِ عالم حضرت عالی رائے پوریؒ نے آپؒ کا نام ہی نہیں بدلا کہ ''غلام جیلانی'' سے ''عبدالقادر'' رکھ دیا، بلکہ خصوصی توجہات وعنایات سے آپؒ کے قلب وقالب، جسم ودماغ، فکر وعمل اور جہد وکردار تک کو بھی بدل ڈالا اور آپ کے تمام زنگ کو اتار کر اپنے رنگ میں رنگ لیا۔ یہاں تک آپؒ شبیہِ شیخ اور مثیلِ مرشد بن کر اپنے شیخ کے جانشین ہوئے۔

قطبِ عالم حضرت عالی رائے پوری قدس سرہٗ سے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کو ایسا قرب واختصاص حاصل ہوا کہ شیخ نے اپنی تمام باطنی دولت اپنے عزیز ترین مریدِ باصفا کے سپرد کر دی۔ حتیٰ کہ جسم وجان میں ایسا غایت اتحاد ہوا کہ قطبِ عالم حضرت رائے پوری قدس سرہٗ نے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کو مخاطب کر کے فرمایا:

> ''مولوی صاحب! جی تو یہ چاہتا ہے کہ جیسے زندگی میں اکھٹا ہیں، مرنے کے بعد بھی ایک ہی جگہ رہیں۔''(1)

چناں چہ اس جسم و روح کے غایتِ اتحاد کے سبب قطبِ عالم حضرت عالی رائے پوری نے اپنے مخصوص اور بااعتماد احباب میں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری کے جانشین بنائے جانے کا دوٹوک اظہار فرما دیا تھا۔

قطبِ عالم حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کے وصال (۱۳۳۷ھ/1919ء) کے بعد خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے مسند نشین ثانی اور حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کے فکر وعمل کے سچے وارث اور جانشین حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری ہوئے۔ یوں خانوادۂ ولی اللّٰہی اور ان کے سلسلے کی عظیم وراثت کی امانت اور اس پورے سلسلۂ عالی کے فکر وعمل کو آگے منتقل کرنے کی ذمہ داری حضرت اقدس رائے پوری ثانی قدس سرہٗ کے سپرد ہو جاتی ہے۔ بلاشبہ آپؒ نے اس عظیم امانت کی ذمہ داری کو پورا کرتے ہوئے، اس پورے فکر وعمل اور جہد وکردار کو بعینہٖ محفوظ رکھا اور آگے منتقل کرنے کے لیے سعی وکاوش کی۔ جو قطبِ عالم حضرت عالی رائے پوریؒ نے اس خانقاہ کے خصوصی امتیازی وصف کے طور پر متعین فرمادی تھی اور جو خانوادۂ ولی اللّٰہی کے عظیم سلسلے کی اہم ترین خصوصیات میں سے ہے۔

www.rahimia.org

حضرت رائے پوری ثانیؒ کے حالاتِ زندگی

آپؒ کا آبائی گاؤں سرگودھا کے قریب ''ڈھڈیاں'' ہے۔ جب کہ آپ کے آبا و اجداد اس سے پہلے ''تھوہا محرم خاں''، تحصیل تلہ گنگ، ضلع اٹک میں آباد رہے۔

حضرت رائے پوری ثانیؒ کا سلسلۂ نسب اس طرح ہے:

''(حضرت اقدس مولانا شاہ) عبدالقادر (رائے پوری، والدین کا رکھا ہوا نام ''غلام جیلانی'') ولد حافظ احمد صاحب ولد مولانا محمد اکرم ولد مولانا عبدالرحیم۔'' (2)

حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کے مطابق ''آپؒ نسلاً راجپوت ہیں اور آپ کی گوت ''جٹ جیپ'' ہے۔ اٹک کے علاقے میں یہ گوت خاصی معروف ہے۔'' (3) جب کہ ''حیاتِ طیبہ'' کے مصنف ڈاکٹر محمد حسین للّٰہی کے مطابق ''حضرتؒ کا نسبی تعلق پنجاب کی مشہور قوم ''اعوان قطب شاہی'' سے ہے۔'' (4) واللہ اعلم بالصواب۔

آپ کے پردادا مولانا عبدالرحیم مغلیہ دور میں اپنے علاقے میں نام وَر شخص تھے۔ ان کو کسی بزرگ نے بشارت دی تھی کہ ''تمھاری اولاد میں سات پشت تک حفظِ قرآن کی دولت اور علم رہے گا۔'' آپ کے دادا مولانا محمد اکرم پختہ عالم دین اور صاحبِ کشف و کرامات بزرگ مشہور تھے۔

حضرت رائے پوری ثانیؒ کے والدِ گرامی حضرت حافظ احمد صاحب بڑے پختہ کار حافظ تھے۔ تمام عمر انھوں نے قرآن حکیم کے پختہ کار حافظ تیار کیے۔ وہ بڑے معاملہ فہم اور بہتر قوتِ فیصلہ کے مالک تھے۔ عام طور پر علاقے بھر کے لوگوں کو ان پر اعتماد تھا۔ وہ اپنے اکثر معاملات کے حل کرنے میں انھیں ثالث بنایا کرتے تھے۔ ان کو ایک مجذوب بزرگ نے کہا تھا کہ:

''میں تمھاری پشت میں ایک ایسا نور دیکھتا ہوں، جس سے ایک عالَم منور ہوگا۔''

حضرت رائے پوری ثانیؒ کی ولادت باسعادت اپنے آبائی گاؤں ''ڈھڈیاں'' میں ۱۲۹۰ھ/ 1873ء میں ہوئی۔ والدین نے آپؒ کا نام ''غلام جیلانی'' رکھا تھا۔ جب آپؒ رائے پور حاضر ہوئے تو حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ نے ارشاد فرمایا کہ: ''آپ تو عبدالقادر ہیں۔'' اس وقت سے آپؒ نے اپنا نام ''عبدالقادر'' رکھ لیا۔

حضرت رائے پوری ثانیؒ نے ابتدائی دینی تعلیم اپنے چچا حافظ محمد یٰسین سے حاصل کی۔ اس کے بعد اپنے دوسرے چچا حضرت مولانا کلیم اللہ سے حفظِ قرآن حکیم کیا، جو کہ کھیوڑہ ضلع جہلم میں رہتے تھے۔ نیز ان سے ابتدائی فارسی نظم و نثر کی کتابیں بھی پڑھیں۔

مولانا کلیم اللہ حضرت مولانا اخوند عبدالغفور سواتی قدس سرہٗ سے بیعت تھے اور ان کے خلیفہ مجاز تھے۔

www.rahimia.org

وہ ڈھڈیاں سے پیدل حضرت اخوند صاحبؒ ''سیدو بابا'' کی خدمت میں سیدو شریف سوات جایا کرتے تھے۔ وہ بڑے عالم تھے۔ ان کا بخاری شریف کا درس وعظ وارشاد بڑا مشہور تھا۔ مولانا کلیم اللہؒ اپنے شیخ کی طرح انگریزوں سے بڑی نفرت رکھتے تھے۔ یاد رہے کہ حضرت سیدو بابا نے انگریزوں کے خلاف کئی جنگیں لڑی تھیں۔ حضرت رائے پوری ثانیؒ حفظ کی تعلیم کے دوران محترم چچا جان سے اس پہلو میں بھی متأثر ہوئے۔ چناں چہ حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ فرماتے ہیں کہ:

> ''قرآن شریف کے استاذ ... سے جو میرا ذہن بنا، وہ اِن (انگریز اور ان کی حمایت کرنے والے) لوگوں کے خلاف ہی رہا۔'' (5)

۱۳۰۸ھ/ 1890ء میں آپؒ کے چچا مولانا کلیم اللہ کا انتقال ہوا۔ اس کے بعد حضرت رائے پوری ثانیؒ نے جھاوریاں ضلع سرگودھا کی مسجد عنایت والی میں حضرت مولانا محمد خلیل سے ''مِراح الأرواح'' اور ''قال اقول'' تک ابتدائی عربی اور صرف ونحو کی کتابیں پڑھیں۔ مولانا محمد خلیل سلسلۂ قادریہ کے بڑے صاحبِ نسبت بزرگ تھے۔ آپؒ پر ان کی صحبت کے اثرات بھی مرتب ہوئے۔ کچھ کتابیں ان کے صاحبزادے حضرت مولانا محمد رفیق (تلمیذ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ) سے بھی پڑھیں۔

اس کے بعد غالباً ۱۳۰۹ھ/ 1891ء میں تعلیم کے حصول کے لیے لاہور تشریف لائے، جہاں حضرت مولانا غلام محمد کی خدمت میں رہ کر تعلیم حاصل کرتے رہے۔ لاہور میں آپ کے ہم درس مولانا عبدالوحید سنبھلی بھی تھے۔ غالباً ایک سال تک لاہور میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد واپس گھر لوٹ آئے۔

حضرت رائے پوری ثانیؒ نے اپنے والد محترم کے ایما پر مزید تعلیم کے حصول کے لیے غالباً ۱۳۱۰ھ/ 1892ء میں آبائی وطن چھوڑا۔ کچھ رقم جو گھر میں موجود تھی، لے کر رختِ سفر باندھا اور مختلف مقامات سے ہوتے ہوئے سہارن پور پہنچے۔ مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور میں داخلہ بند ہو چکا تھا۔ اس لیے بنجاروں کے محلے کی مسجد میں قیام پذیر ہوئے۔ حضرت مولانا ثابت علی سے ''شرح جامی'' اور دیگر اساتذہ سے درسِ نظامی کی متوسط کتابیں پڑھیں۔ کچھ کتابیں حضرت مولانا حبیب الرحمٰن بن حضرت مولانا احمد علی محدث سہارن پوریؒ سے بھی پڑھیں۔ اسی زمانے میں سہارن پور میں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کی زیارت بھی ہوئی۔ غالباً رجب ۱۳۱۳ھ/ دسمبر 1895ء تک سہارن پور میں رہے۔

سہارن پور سے پانی پت تشریف لے گئے۔ پانی پت جاتے ہوئے گنگوہ میں حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی زیارت بھی کی اور ابتدائی طور پر آپؒ کی جلالتِ شان اور علوِ منزلت سے آگہی بھی حاصل ہوئی۔

شوال/ ذی قعدہ ۱۳۱۳ھ/ اپریل 1896ء میں پانی پت تشریف لے گئے، جہاں محلّہ مٹکی والا میں

www.rahimia.org

قیام پذیر رہے۔ اس دوران مولانا محمد یحییٰ عثمانی بن حافظ محمد عابد عثمانی سے کچھ عربی کتابیں پڑھیں۔ اسی طرح پانی پت میں ہی مولانا راغب اللہ عثمانی سے بھی کچھ کتابیں پڑھیں۔

شوال ۱۳۱۴ھ/ مارچ 1897ء میں آپؒ رام پور چلے گئے۔ وہاں علومِ منطق و فلسفہ کا شہرہ سن کر ان علوم کو حاصل کرنے آئے تھے۔ یہاں مولانا جعفر علی خاں کی مسجد میں رہ کر کچھ عرصہ چند اساتذہ کے پاس پڑھا، لیکن ان کے تکبر و تعلّی کی وَجہ سے آپؒ ان سے متنفر ہوگئے تھے۔ رام پور میں قیام کے دوران علمائے معقولات کے حالات سے واقفیت کی وَجہ سے حضرت رائے پوری ثانیؒ اکثر فرمایا کرتے تھے:

"ان منطقیوں اور ادیبوں میں تکبر اور حبِ جاہ دیکھا۔ وہ کسی عالم کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ اور "ہمچو من دیگرے نیست" (میرے جیسا کوئی دوسرا نہیں) ان کا قول تھا۔"(6)

پھر وہاں سے آپؒ رام پور میں ہی جیل روڈ کے ایک مدرسے میں آگئے۔ چند اسباق ایک مولوی صاحب سے پڑھے۔ نیز طب کی کچھ کتابیں حکیم احمد رضا لکھنوی سے پڑھیں۔

شوال ۱۳۱۶ھ/ فروری 1899ء میں آپ نے حدیث کی تعلیم کے لیے رام پور سے دہلی کا سفر پیدل طے کیا۔ اپنے ایک اہل حدیث ساتھی مولوی عبدالرحمٰن بستوی کے مشورے سے پہلے مولانا عبدالوہاب کے مدرسہ واقع صدر بازار دہلی میں آپؒ کا قیام ہوا۔

دہلی میں قیام کے زمانے میں علم حدیث کے حصول کے لیے حضرت میاں نذیر حسین محدث دہلوی (شاگرد حضرت شاہ محمد اسحاق دہلوی) کے درس میں بھی شریک ہوئے، لیکن حضرت امامِ اعظم امام ابوحنیفہؒ پر ان کی تنقیدی باتوں کی وَجہ سے وہاں آپؒ کا دل نہ لگا۔ پھر مدرسہ عبدالربّ کے صدر مدرّس اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالعلی میرٹھیؒ (تلمیذ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ) کے درسِ حدیث میں شرکت کی اور ان سے علم حدیث حاصل کیا۔ دہلی میں اس وقت تقلید عدم تقلید کے مباحث جاری تھے۔ چناں چہ ایک مناظرے کے سلسلے میں آپؒ مدرسہ امینیہ میں بھی گئے۔ وہاں حضرت مولانا علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ کے درسِ ترمذی کو سننے کا بھی موقع ملا۔

دہلی میں حنفیوں اور اہل حدیثوں کے درمیان مناظرانہ چشمک سے آپؒ کی طبیعت پر بوجھ پڑتا تو اپنی پریشانی دور کرنے کے لیے فرمایا کرتے تھے کہ:

"جب کبھی طبیعت میں بے چینی اور حق کی تلاش کا جذبہ پیدا ہوتا تو دو رکعت نماز نفل پڑھتا اور الحاح کے ساتھ دعا کرتا۔ فوراً طبیعت سرد ہوجاتی اور اطمینان ہوجاتا۔"(7)

نیز فرمایا کرتے تھے:

"آخر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ ہمیں اپنے حضرات کے پاس پہنچا دیا، جس سے دین کی

www.rahimia.org

حقیقت معلوم ہوئی۔ ہم نے تو سمجھا تھا کہ جنت کوئی آسان چیز ہے، لیکن علمائے کرام نے تو بہت مشکل بنا رکھی ہے۔'' (8)

دہلی میں حدیث کی تعلیم کے بعد درجہ تکمیل کے لیے گلاوٹھی ضلع بلند شہر میں حضرت مولانا کریم بخش سنبھلیؒ سے کچھ اسباق پڑھے۔ پھر گلاوٹھی سے بانس بریلی تشریف لے گئے۔ غالباً شوال ۱۳۱۹ھ/ جنوری 1902ء میں آپؒ نے مدرسہ مصباح التہذیب بریلی میں حضرت مولانا محمد الدین پنجابی (شاگرد حضرت گنگوہیؒ) سے فلسفہ پڑھا۔ پھر مولوی خدایار خاں سے بھی فلسفے کی کئی کتابیں پڑھیں۔ پھر علم ہیئت میں ''شرح چغمینی''، ''کتاب الاُکر''، ''کتاب المناظر'' اور ''الاُفق المبین'' وغیرہ کتابیں حکیم مختار احمد سے پڑھیں۔

علوم کی تکمیل کے بعد بریلی میں ہی ۱۳۲۰ھ/ 1903ء میں مولوی خدایار خاں کے صاحبزادے مولانا مقتدا خاں کو پڑھانے کے لیے ملازمت اختیار کی۔ اسی زمانے میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے صاحبزادے غالباً مولوی مصطفیٰ رضا خاں کو بھی پڑھانے پر مقرر ہوئے۔ آپؒ کو جو تنخواہ ملتی، وہ والدین کے لیے گھر بھجوا دیتے۔ بریلی میں قیام کے دوران مولانا احمد رضا خاں بریلوی جس طرح علمائے حق کی تردید اور مذمت کرتے تھے، اس سے آپؒ کی طبیعت کھٹی ہوگئی اور وہاں علما کے اختلافات اور اُن کے مناظروں سے آپؒ بددِل ہوئے۔ چناں چہ حضرت رائے پوری ثانیؒ فرمایا کرتے تھے کہ:

''سب نفسانیت اور حُبِّ جاہ ہے۔'' (9)

بریلی میں درس و تدریس کی ملازمت کے دوران ہی آپ کے والدِ گرامی حافظ احمد صاحبؒ کا ۱۳۲۰ھ/ 1903ء میں انتقال ہوا۔ اس کے دو ماہ بعد آپؒ نے ملازمت چھوڑ دی۔

درس و تدریس کی ملازمت کو ذریعہ معاش بنانے کے بجائے بریلی میں ہی حکیم مختار احمد سے علم طب پڑھنا شروع کیا۔ اور ''شرح اسباب'' تک طب کی تمام کتابیں پڑھیں۔ آپؒ کا ارادہ تھا کہ علم دین کو ذریعہ معاش بنانے کی بجائے علم طب کو ذریعہ معاش بنایا جائے۔

بریلی کے قیام میں علما کے باہمی جھگڑوں اور مناظروں کے ماحول سے طبیعت میں بے چینی اور مذہبی ماحول سے بے اطمینانی کی کیفیت اور قلبی کشمکش مزید بڑھ گئی تھی۔ اسی زمانے میں آپؒ کو امام غزالیؒ کی مشہور کتاب ''المنقذ من الضّلال'' کا اردو ترجمہ ''لیکچر امام غزالی'' کے عنوان سے طبع شدہ ملا۔ اس کتاب نے علمی مناظروں، درس و تدریس کی ظاہری ملمع سازی کے سب پردوں کو چاک کر دیا اور آپؒ بھی امام غزالیؒ کی طرح درس و تدریس کی اچھی ملازمت کو چھوڑ کر ''یقین'' کی تلاش میں بے چین رہنے لگے۔

اسی دوران آپؒ کو کہیں سے حضرت سیّد احمد شہیدؒ کے مجاہدین کے حالات پر مشتمل کتاب ''سوانح

www.rahimia.org

احمدی''، مؤلفہ مولانا محمد جعفر تھانیسری دستیاب ہوگئی۔ اس کتاب میں ان حضراتِ مجاہدین کے ایمان افروز حالات پڑھ کر اور ان کے اخلاص اور ان کے قوتِ ایمانی کو دیکھ کر قلب کو تقویت اور سکینت حاصل ہوئی اور یوں مشائخ اولیاء اللہ سے وابستگی کا جذبہ اُبھرا۔

طب کی تعلیم مکمل کر کے آپ غالباً ۱۳۲۲ھ/ 1904ء میں افضل گڑھ ضلع بجنور میں مطب کرنے لگے اور چھ ماہ تک وہاں پر مطب کیا۔ افضل گڑھ کے قیام میں دل کی بے چینی اور ذہنی کشمکش و قلبی اضطراب میں مزید اضافہ ہوا۔ اس دوران حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ کی مثنوی پر مشتمل کتاب ''**تُحفۃ العُشّاق**'' کہیں سے مل گئی۔ اس کتاب کے مطالعے نے طبیعت میں بہت زیادہ بے چینی اور عشق الٰہی کی شورش پیدا کر دی۔ چھ مہینے تک یہ معمول رہا کہ قبرستان چلے جاتے اور خوب روتے رہتے۔

۱۳۲۲ھ/ 1904ء میں آپ کو افضل گڑھ میں ہی حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کے بعض مریدین کے ذریعے سے حضرت عالی رائے پوری سے آگاہی ہوئی۔ آپؒ نے وہاں سے حضرت عالی رائے پوریؒ کی خدمت میں خط لکھا کہ:

''میں بیعت کے واسطے آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہوں۔''

حضرت عالی رائے پوریؒ نے جواب میں تحریر فرمایا:

''حدیث میں آتا ہے ''**المُستَشار مؤتمن**'' (جس سے مشورہ مانگا جائے، اسے پوری دیانت داری سے مشورہ دینا چاہیے۔) میں آپ کو لکھتا ہوں کہ میں کوئی چیز نہیں ہوں۔ آپ میں تو طلب بھی ہے، مجھ میں یہ بھی نہیں۔ آپ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی طرف رجوع کریں۔''

حضرت رائے پوری ثانیؒ فرماتے تھے کہ:

''میں یہ خط پڑھ کر پھڑک گیا کہ اخلاص اور بے نفسی اس کو کہتے ہیں۔''(10)

حضرت رائے پوری ثانیؒ کے قلبِ سلیم نے یہ فیصلہ کیا کہ حضرت گنگوہیؒ اپنی عمر کے آخری حصے میں ہیں، جب کہ مجھے اپنی تربیت کروانی ہے۔ آپؒ نے سوچا کہ حضرت گنگوہیؒ سے بیعت ہو کر قلتِ وسائط اور علوِ اسناد حاصل کرنے کے بجائے اپنی تربیت کے لیے مجھے حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ ہی کا دامن پکڑنا ہے اور انھیں کے قدموں میں رہنا ہے۔ اس لیے آپؒ نے حضرت عالی رائے پوری کو خط لکھا کہ:

''مجھے معلوم ہے کہ آپ کو جو کچھ ملا' حضرت گنگوہیؒ سے ملا، مگر میرا رجحان آپ کی طرف ہے۔ میری طرف سے اگر مہمان داری کی فکر ہے تو میرے حقوق حضرت کے ذمے نہیں ہیں۔ میں اپنے قیام و طعام کا خود ذمہ دار ہوں۔''

www.rahimia.org

حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ یہ خط دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور لوگوں کو یہ خط دکھایا اور فرمایا کہ:

''دیکھو! یہ ہیں طالب۔''(11)

حضرت رائے پوری ثانیؒ شعبان ۱۳۲۲ھ/ اکتوبر 1904ء میں پہلی بار حضرت عالی رائے پوری کی خدمت میں رائے پور حاضر ہوئے اور حضرت سے بیعت کی درخواست کی۔ حضرت عالی رائے پوریؒ نے فرمایا کہ:

''جلدی کیا ہے؟ استخارہ کرلو۔''

آپؒ نے اللہ کے ناموں میں سے ایک مربی ''اسم'' پڑھنے کے لیے بتلا دیا۔ چوں کہ آپ کو اپنے گھر ''ڈھڈیاں'' بھی جانا تھا، اس لیے فرمایا:

''گھر ہو آؤ، پھر بیعت کر لینا۔''(12)

اس وقت حضرت عالی رائے پوریؒ حضرت گنگوہیؒ کے فرزندِ ارجمند حکیم مسعود احمد گنگوہیؒ کی غالباً دوسری شادی کے ولیمے میں شرکت کے لیے گنگوہ جا رہے تھے۔ آپؒ بھی حضرتؒ کے ساتھ گنگوہ چلے گئے اور حضرت گنگوہیؒ کی زیارت سے مشرف ہوکر اپنے وطن ڈھڈیاں چلے آئے۔

حضرت رائے پوری ثانیؒ نے ڈھڈیاں آکر یکسوئی کے ساتھ گاؤں سے باہر ایک مسجد میں حضرت عالی رائے پوری کے بتلائے ہوئے ''اسمِ مربی'' کا ذکر شروع کیا۔ آپ اس زمانے کے حالات ولذت، یکسوئی، ماسوا اللہ سے انقطاع اور اللہ تعالیٰ کے افضال و الطاف کو ہمیشہ بڑی لذت سے یاد فرماتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ:

''دیکھا جو کچھ دیکھا، پایا جو کچھ پایا۔''(13)

اس دوران ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی ہوئی۔

آبائی وطن ڈھڈیاں سے رائے پور جانے کا ارادہ کیا تو آپؒ کے چچا زاد بھائی مولوی سعیداللہ کے بیٹے میاں امام الدین (والد مولوی عبدالرحمٰن) بیمار تھے۔ وہ حضرتؒ کے بچپن کے ساتھی بھی تھے۔ انھوں نے فرمائش کی کہ ہمیں حکیم نورالدین بھیروی کو دکھلاتے چلیں، تاکہ علاج معالجہ ہوسکے۔ حضرتؒ انھیں لے کر قادیان چلے گئے۔ وہاں سات آٹھ روز اُن کے مہمان رہے اور اُن سے قادیانیت پر گفتگو ہوتی رہی۔ حضرت رائے پوری ثانیؒ فرمایا کرتے تھے کہ:

''اگر میں نے حضرت (عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ) کو نہ دیکھا ہوتا تو میں قادیانی بن چکا ہوتا۔''(14)

وہاں سے آپؒ رائے پور کے لیے روانہ ہوئے اور سہارن پور پہنچے۔ سہارن پور سے پیدل ہی رائے

www.rahimia.org

پور تشریف لے گئے۔ کئی دن کی بھوک پیاس اور طویل سفر طے کر کے بالآخر حضرت عالی رائے پوریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرتؒ نے ذکر کی کیفیت اور اثر پوچھا۔ آپؒ نے کسرِ نفسی سے فرمایا:

''حضرت! میں تو غبی ہوں۔ اپنے اندر کچھ نہیں پاتا۔''

پھر جو کیفیت تھی، عرض کی۔ حضرتؒ نے فرمایا: ''الحمد للہ!''(15)

اس طرح حضرت رائے پوری ثانیؒ اواخر۱۳۲۲ھ/ دسمبر 1904ء میں رائے پور اپنی اسی حاضری میں حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ سے بیعت ہوئے اور پھر رائے پور میں ہی قیام کا ارادہ فرما لیا۔ حضرت عالی رائے پوریؒ نے فرمایا:

''ہمارا تو جی چاہتا تھا کہ ہم آپ اکٹھے رہتے۔''

حضرت رائے پوری ثانیؒ نے عرض کیا:

''حضرت! سب (رشتے داروں) کے ہوتے ہوئے بھی میرا کوئی نہیں۔ میں تو یہ نیت لے کر آیا تھا کہ (آپ کے) ساتھ ہی رہوں گا۔''(16)

حضرت رائے پوری ثانیؒ نے رائے پور کے اس مستقل قیام میں اُس عالی ہمتی، جفاکشی اور مجاہدے سے کام لیا، جن کے واقعات اب صرف اولیائے متقدمین کے تذکروں اور تاریخوں میں ملتے ہیں۔ اور جو انھی لوگوں کا حصہ ہے، جن کی استعداد اور جوہر نہایت عالی، عزم و ارادہ نہایت قوی اور طلب نہایت صادق ہوتی ہے۔ جن کے خمیر میں روزِ ازل سے عشق کا مادہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو انھیں اس راہ کے اعلیٰ ترین مقامات اور کمالات پر پہنچا کر اُن سے ہدایت اور تربیتِ خلق کا کام لینا ہوتا ہے۔

کچھ عرصے بعد حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ نے آپؒ کو اپنے آبائی گاؤں تگری کے قریب واقع گاؤں گمتھلہ میں مدرسے کا استاذ بنا کر بھیجا، جہاں حضرت عالی رائے پوریؒ کی صاحبزادی محترمہ کی شادی چوہدری تصدق حسین خاں سے ہوئی تھی۔ غالباً حضرت عالی رائے پوریؒ نے حضرت رائے پوری ثانیؒ کو اپنے نواسے حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کی ابتدائی دینی تعلیم کے لیے گمتھلہ بھیجا تھا۔ حضرت رائے پوری ثانیؒ فرماتے تھے کہ:

''مجھے حضرت (عالی رائے پوری) کی جدائی بہت ہی شاق تھی۔ اور پھر یہ بھی مجھے فکر ہوئی کہ حضرت کسی وجہ سے مجھے یہاں سے علاحدہ فرمانا چاہتے ہیں، لیکن میری درخواست کے باوجود حضرت نے حکماً اصرار سے بھیجا۔ اور فرمایا کہ: ''مولانا! ایک وقت ہوتا ہے کہ ماں اپنے بچے کو سینے سے چمٹاتی ہے۔ پھر ایک وقت اُس کی طلب کے باوجود اُس کو اپنے سے علاحدہ رکھتی ہے۔'' پھر کچھ عرصے بعد حضرت کو گمتھلہ سے واپس بلا لیا۔''(17)

حضرت رائے پوری ثانیؒ فرماتے تھے کہ:

’’رائے پور ہی کے زمانۂ قیام میں ایک مرتبہ ساری رات عجیب کیفیت رہی۔ دوسری رات بھی اسی طرح گزری۔ تیسری رات ایک قطرۂ نور قلب پر وارد ہوا۔ اس پر حضرت عالی رائے پوریؒ نے فرمایا کہ: ’’اب تمھارے دل میں جو رجحان اور تقاضا پیدا ہو، اس کو من جانب اللہ سمجھو اور اس پر عمل کرو۔‘‘ (18)

اس طرح آپؒ کی تکمیل ہوئی۔ چناں چہ حضرت عالی رائے پوریؒ نے پہلے آپؒ کو سلسلۂ قادریہ میں مجاز فرمایا۔ اس کے بعد چاروں سلاسل؛ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور نقشبندیہ میں اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا۔

۱۳۲۸ھ/ 1910ء میں حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ نے سفرِ حج کیا۔ اس سفر میں آپؒ کی معیت میں حضرت رائے پوری ثانیؒ بھی شریک تھے۔ اس سفر میں حضرت عالی رائے پوریؒ کے صاحبزادے حافظ عبدالرشید بھی ہمراہ تھے۔ وہ اس سفر میں شدید بیمار ہوئے اور انھیں مسلسل اسہال جاری رہے۔ اس دوران حضرت رائے پوری ثانیؒ نے اُن کی بڑی خدمت کی۔ یہاں تک کہ سفرِ حج سے واپسی میں صاحبزادۂ محترم کا عدن کے مقام پر وصال ہوگیا۔ حضرت عالی رائے پوریؒ آپؒ کی اس خدمت پر آپؒ سے بہت خوش ہوئے۔

اس طرح حضرت رائے پوری ثانیؒ 14 سال مسلسل حضرت عالی رائے پوریؒ کی خدمت میں پوری توجہ اور لگن سے رہے اور خوب فیض حاصل کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ آپؒ نے ایک طویل عرصے تک اپنے پیرو مرشد، قطب عالم، حضرت اقدس رائے پوریؒ کی کچھ ایسے خلوص سے صحبت اختیار کی اور اتنی چاہت اور دلی لگن سے خدمت کی کہ آپؒ اپنے شیخ و مرشد کی تمام تر توجہات کا مرکز بن گئے۔

حضرت رائے پوری ثانیؒ نے اپنے تمام تر دُنیوی تعلقات منقطع کر کے حضرت قطبِ عالم رائے پوری اوّل قدس سرہٗ کی ذاتِ والا صفات کو اپنی زندگی کا محور بنالیا تھا۔ تو حضرت قطبِ عالم رائے پوری نے آپؒ کی ذات کو نکھارنے اور اپنے رنگ میں رنگنے میں انتہائی توجہ سے کام لیا۔ چناں چہ قطبِ عالم حضرت عالی رائے پوریؒ نے آپ کا نام ہی نہیں بدلا کہ ’’غلام جیلانی‘‘ سے ’’عبدالقادر‘‘ رکھ دیا، بلکہ خصوصی توجہات و عنایات سے آپؒ کے قلب و قالب، جسم و دماغ، فکر و عمل اور جہد و کردار تک کو بھی بدل ڈالا۔ اور آپؒ کے تمام زنگ اُتار کر اپنے رنگ میں رنگ لیا۔ یہاں تک آپؒ شبیہِ شیخ اور مثیل مرشد بن کر اپنے شیخ کے جانشین ہوئے۔

۲۶/ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ/ 28/ جنوری 1919ء کو حضرت رائے پوری ثانیؒ کے مرشد اور شیخ قطب

www.rahimia.org

ِ عالم حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کا وصال ہوا۔ مرض الوفات میں آپؒ نے حضرتؒ کی بڑی خدمت کی۔

قطبِ عالم حضرت عالی رائے پوری قدس سرہٗ سے حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کو ایسا قرب و اختصاص حاصل ہوا کہ شیخ نے اپنی تمام باطنی دولت اپنے عزیز ترین مرید کے سپرد کر دی۔ حتیٰ کہ جسم و جان میں ایسا انتہا درجہ اتحاد ہوا کہ قطبِ عالم حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ نے حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کو مخاطب کر کے فرمایا:

''مولوی صاحب! جی تو یہ چاہتا ہے کہ جیسے زندگی میں اکٹھا ہیں، مرنے کے بعد بھی ایک ہی جگہ رہیں۔''(19)

اس انتہا درجہ اتحاد کے سبب قطبِ عالم حضرت عالی رائے پوریؒ نے اپنے مخصوص اور بااعتماد احباب میں حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے بارے میں دوٹوک اظہار فرما دیا تھا۔ چناں چہ رسمی جانشینی اور اعلانِ خلافت کے بغیر آپ ہی اپنے شیخ کے جانشین اور اُن کی دولت و میراث کے امین ہوئے۔ یوں خانوادۂ ولی للّٰہی اور ان کے سلسلے کی عظیم وراثت و امانت اور اس کے فکر و عمل کو آگے منتقل کرنے کی ذمہ داری حضرت اقدس رائے پوری ثانی قدس سرہٗ کے سپرد ہو جاتی ہے۔

بلاشبہ آپؒ نے اس امانت اور اس ذمہ داری کو بڑی جاں فشانی سے پورا کیا اور اُس پورے فکر و عمل اور جہد و کردار کو بعینہٖ محفوظ رکھا اور آگے منتقل کرنے کے لیے سعی و کاوش کی، جو قطبِ عالم حضرت عالی رائے پوریؒ نے اس خانقاہ کے خصوصی امتیازی وصف کے طور پر متعین فرما دی تھی اور جو خانوادۂ ولی اللّٰہی کے عظیم سلسلے کی اہم ترین خصوصیات میں سے ہے۔

حضرت عالی رائے پوریؒ کے وصال کے بعد حضرت عالی رائے پوریؒ کے بھانجے مولانا محمد اشفاق رائے پوریؒ خانقاہ کے مدرسے کے منتظم اور متولّی تھے۔ وہ اپنے آپ کو حضرتؒ کا جانشین سمجھتے تھے۔ اس لیے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے تین چار سال تک رائے پور میں مستقل قیام نہیں کیا۔ اس عرصے میں آپؒ کا قیام مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور کے اُس حجرے میں ہوتا تھا، جو تعلیم کے حصول کے دوران حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کے پاس تھا‘ یا کھیڑی میں راؤ ناظر حسن کے ہاں قیام رہا۔ اور کبھی لودھی پور میں چوہدری دوست محمد کے ہاں قیام کرتے تھے۔

تقریباً چار سال بعد جب کہ حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ تعلیم سے فراغت حاصل کر چکے تو انھوں نے چوہدری محمد صدیق رائے پوری (والدِ محترم چوہدری محمد شریف رائے پوری) سے اصرار کر کے حضرت عالی رائے پوریؒ کی قدیم خانقاہ سے متصل اُن کے ایک باغ میں نئی خانقاہ کی تعمیر کروائی۔ اور اس کی

www.rahimia.org

آبادکاری کے لیے اپنی اہلیہ محترمہ (والدہ محترمہ حضرت شاہ سعید احمد رائے پوریؒ) کے جہیز کا پورا سامان وقف کر دیا۔ اس طرح حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کا مستقل قیام اس نئی خانقاہ میں شروع ہوا۔ جس میں حضرت نے تقریباً چالیس سال طالبین و سالکین کی تربیت کی۔

۱۳۴۵ھ/ 1927ء میں حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ نے دوسرا سفرِ حج کیا۔ چوں کہ آپؒ کی والدۂ محترمہ حیات تھیں، ان سے حج کی اجازت لی۔ آپؒ کے ساتھ حج میں معیت اختیار کرنے والوں میں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ، آپؒ کے بھائی حافظ محمد خلیل اور بہت سے خدام آپؒ کے ہمراہ تھے۔ ۲۱/رجب ۱۳۴۵ھ/ 25/جنوری 1927ء کو ہندوستان سے جہاز پر روانہ ہوئے۔ مکہ مکرمہ پہنچ کر عمرہ ادا کیا اور پھر مدینہ طیبہ میں رمضان المبارک کے ارادے سے حرمِ مدنی میں تشریف لے گئے، جہاں حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ اور حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ پہلے سے مقیم تھے۔

اسی سفرِ حج میں حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کی امامِ انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ سے بھی تفصیلی ملاقات ہوئی، جس میں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ بھی ہمراہ تھے۔ دارالعلوم دیوبند سے متعلق انتظامی امور اور ہندوستان میں تحریکِ آزادی کے حوالے سے امور پر ان دونوں حضرات کے درمیان تفصیلی گفتگو ہوئی۔ امور طے ہوئے اور آئندہ کے لیے کام کرنے کا نقشہ تیار کیا گیا۔ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے بھی مشاورت رہی۔

حج سے فراغت کے بعد واپسی کے موقع پر امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ، حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کو مکہ مکرمہ سے جدہ تک چھوڑنے کے لیے آئے۔ چناں چہ جدہ سے روانہ ہو کر یکم/محرم ۱۳۴۶ھ/ یکم جولائی 1927ء کو حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کراچی پہنچے اور 6/محرم کو سہارن پور تشریف لائے۔ پورے راستے میں اہلِ تعلق کی بڑی جماعتیں زیارت و ملاقات سے مشرف ہوئیں۔

حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کی شعوری زندگی کا معتدبہ اور طویل حصہ مختلف ماحول، مسلمانوں کی مختلف العقائد مذہبی جماعتوں اور طبقوں میں گزرا تھا۔ انھوں نے ہندوستان کی مختلف دینی و علمی مرکزوں اور مشہور درس گاہوں میں رہ کر علما کی حریفانہ کشمکش، جذبۂ رقابت، تکفیر و تفسیق کے مشغلے، اہلِ علم کا علمی پندار اور نخوت، اساتذہ کا معقولات میں توغل، مصلحین میں اپنی اصلاح، نفسانی امراض اور اَخلاقِ رذیلہ کے علاج و استیصال سے غفلت کے مناظر اور نمونے دیکھے۔ نیز آپؒ نے یہ بھی دیکھا کہ مسلمانوں کی اصلاح و ترقی کی کئی تحریکیں پیدا ہوئیں، لیکن آندھی پانی کی طرح آئیں اور آندھی پانی کی طرح نکل گئیں۔ ان تحریکوں کے قائدین اور کارکنوں میں چند مخصوص حضرات کو چھوڑ کر جذبات کی افسردگی، اَخلاق کی پستی، تعلقات کی خرابی اور اپنی اصلاح نہ ہونے کے مفاسد اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ اور ان تحریکوں کے شان دار

www.rahimia.org

آغاز کے ساتھ اُن کا حسرت ناک انجام بھی مشاہدہ فرمایا۔

حضرت اقدس رائے پوریؒ نے مشائخ اور اہلِ خانقاہ کو بھی دیکھا کہ انھوں نے بھی (الا ماشاء اللہ) صحیح راستہ اختیار کرنے کے بجائے اپنی مشیخت کی دوکانیں سجا رکھی ہیں۔ اب وہاں بھی اصلاح و تربیتِ نفس اور اخلاص وللّٰہیت کی دولت ملنے کے بجائے نفس کو غذا اور عقل بہانہ جُو کو دنیا طلبی کا حیلہ اور سند ملتی ہے۔ حضرتؒ نے واعظین و مقررین کی شعلہ بیانی اور فصاحت و بلاغت بھی سنی اور مصنّفین اور اہلِ قلم کے ہاں معلومات کی فراوانی اور انشا پردازی کا زور بھی دیکھا، لیکن یہاں بھی اخلاص کی کمی، عمل کی کوتاہی اور درد و سوز کے فقدان کی وَجہ سے اُن کے ذریعے سے عوام کی بہت کم اصلاح ہوتے دیکھی۔ چناں چہ ایک دفعہ حضرت جگر مراد آبادی مرحوم نے حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کو اپنی ایک غزل سنائی۔ جب وہ غزل کے اس شعر تک پہنچے تو حضرت نے بڑی تحسین فرمائی ع

واعظ کا ہر اِک ارشاد بجا ، تقریر بہت دلچسپ مگر
آنکھوں میں سرورِ عشق نہیں ، چہرے پہ یقیں کا نور نہیں

اس تناظر میں آپؒ اس نتیجے پر پہنچے کہ مسلمانوں کی پوری زندگی اور اس کے مختلف شعبوں کے فساد کا اصل سبب اِخلاص کی کمی اور اَخلاق کا بگاڑ ہے۔ وقت کا سب سے بڑا ضروری کام اخلاص اور اَخلاق کا پیدا کرنا ہے۔ اور اس کا سب سے مؤثر ذریعہ محبتِ الٰہی ہے اور اس کا ذریعہ ذکر اور صحبت ہے۔ اس اخلاص اور محبت سے ہر دینی کام میں جان پڑتی ہے اور وہ زندہ اور طاقت ور بنتا ہے۔ اسی سے عبادات میں روحانیت، علم میں نورانیت، تعلیم و تدریس میں برکت وقوت، وعظ و ارشاد میں تاثیر، تبلیغ و دعوت میں قبولیت وقوت، تصنیف و تالیف میں اثر و مقبولیت، سیاسی و تنظیمی کوششوں میں کامیابی و نتیجہ خیزی، تعلقات میں استواری، جماعتوں میں اتحاد، افراد میں ایثار و محبت پیدا ہوتی ہے۔ آپؒ کے نزدیک ذکر و شغل، صحبتِ مشائخ اور مجاہدات و ریاضات کا بڑا مقصد اور ثمرۂ اَخلاق کی اصلاح، صفاتِ رذیلہ کا ازالہ اور صحیح معنی میں تزکیۂ نفس ہے۔ محض ذکر اذکار کافی نہیں۔ نظریے کی درستگی اور اَخلاق کی اصلاح ضروری ہے۔

حضرت اقدس رائے پوری کی طبیعتِ مبارک بہت جامع، وسیع اور دار و گیر سے بہت دور تھی۔ اسی لیے رائے پور کی خانقاہ رسوم و قیود سے بہت حد تک آزاد تھی۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف ماحول اور طبقات کے لوگوں کا آپؒ سے تعلق اور عقیدت اور آپؒ کو اُن سے محبت تھی۔ اس لیے مختلف ذوق اور مکاتبِ فکر کے صحیح نظریہ رکھنے والے علما، سیاسی رہنما، قومی کارکن، اہلِ مدارس و اہلِ قلم، جدید تعلیم یافتہ نوجوان، قدیم مدارس کے فضلاء اپنی اصلاح و تربیت اور اپنے اپنے خلا کی تکمیل کے لیے حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔

www.rahimia.org

اس طرح سلسلۂ روحانی کی یہ عظیم کڑی خانقاہِ رائے پور گرد و نواح کے تمام علاقوں، بلکہ پورے ہندوستان اور بیرونِ ملک کا روحانی و تربیتی مرکز بن گئی۔ ہندوستان میں بڑے بڑے انقلابات آئے، بڑے بڑے سیاسی طوفان اٹھے، آندھیاں چلیں، ملک تقسیم ہوا، لیکن ان تیز و تند ہواؤں میں بھی رائے پور کا یہ روحانی چراغ جلتا رہا۔ نہ رائے پور میں ذکر اللہ کی سرگرمی میں کوئی فرق آیا اور نہ یہاں کی دعوت اور موضوع میں کوئی تبدیلی ہوئی۔

یوں تو حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کی ہر مجلس تعلیم و تربیت کا ایک اہم ترین پیغام ہوتی، لیکن رمضان المبارک میں آپؒ کے ہاں خاص بہار ہوتی۔ لوگ بہت پہلے سے اس کے منتظر ہوتے اور تیاریاں کرتے تھے۔ ملازمین چھٹیاں لے کر آتے۔ مدارسِ دینیہ کے اساتذہ اس موقع کو غنیمت جان کر اہتمام سے آتے۔ علما اور حفاظ کی خاصی تعداد جمع ہو جاتی۔ اہل رائے پور، اطراف کے اہل تعلق اولوالعزمی اور عالی ہمتی سے رمضان میں آنے والے مہمانوں اور مقیمینِ خانقاہ کے افطار اور طعامِ سحر کا انتظام کرتے۔ افطاری میں کھجور اور زم زم کا خاص اہتمام ہوتا۔ مغرب کے متصل بعد کھانا ہوتا۔ تراویح اور عشا کے بعد کچھ وقت کے لیے نشست ہوتی۔

رمضان المبارک کے علاوہ باقی سال بھر کے اکثر ایام میں سفر پر ہوتے اور متعلقین اور متوسلین کے تقاضوں پر پورے پنجاب، یوپی اور ہندوستان بھر میں اصلاحی اور تبلیغی دورے فرماتے۔ ان اسفار میں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ اور خاص خدام اکثر اوقات حضرتؒ کے ہمراہ ہوتے۔ اصلاح و تربیت کے لیے آنے والوں کو ذکر اذکار سکھانے اور رہنمائی دینے کے لیے حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ بڑا کردار ادا کرتے۔

حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ اپنے سیاسی مسلک اور ذوق میں اپنے شیخ و مربی حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کے نقش قدم پر تھے۔ حضرت عالی رائے پوریؒ اپنے سیاسی خیالات، جذبۂ جہاد اور انگریز دشمنی میں بالکل واضح تھے اور اس سلسلے میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے ساتھ تھے۔ انھوں نے حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کو وصیت بھی فرمائی تھی کہ ''مولانا محمود حسن صاحبؒ کا ساتھ دیتے رہنا۔'' نیز سیاسیات میں انھیں سے رجوع اور مشورے کی ہدایت بھی فرمائی تھی۔ چناں چہ اس حوالے سے حضرت رائے پوری ثانیؒ حضرت شیخ الہندؒ ہی کو اپنا سیاسی مقتدا مانتے تھے۔ چناں چہ آپؒ کا ذہن اور رُجحان اُن حریت پسندوں کے ساتھ رہا، جو ہندو مسلم اتحاد کی بنیاد پر ملک کی آزادی کے لیے کوشش کر رہا تھا۔

16 / نومبر 1945ء کو حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ الیکشن 1946ء کی تیاری کے سلسلے میں رائے پور تشریف لائے۔ حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ نے ایک بڑے مجمع کے ساتھ قصبہ رائے پور سے

www.rahimia.org

نصف میل باہر جا کر حضرت مدنیؒ کا پُر جوش استقبال کیا اور اپنے ساتھ جائے قیام پر لے گئے۔ چوں کہ آپؒ تکلیف اور ضعف کے باعث جلسے میں دیر تک بیٹھ نہیں سکتے تھے، اس لیے جلسے کی صدارت کے لیے اپنی جانب سے مولانا محمد اشفاق صاحب رائے پوری متولی اور منتظم مدرسہ فیض ہدایت رائے پور کو مقرر فرما کر بھیجا اور اپنے خادم اور معتمدِ خاص مولانا حبیب الرحمٰن رائے پوریؒ کو حاضرین جلسہ کے لیے درج ذیل پیغام دے کر بھیجا:

> ''اگرچہ میں 1921ء کی (تحریکِ) خلافت اور کانگرس کے دور کے بعد اپنے دیگر مشاغل کی وجہ سے کسی سیاسی جماعت میں شامل نہ تھا، مگر اب پورے شرح صدر کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ میں حضرت مولانا مدنی کے ساتھ ہوں۔...اگر میرا ووٹ ہوتو میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی مدظلہٗ کو دوں اور ہر اُس شخص کو ووٹ دوں، جس کی مولانا مدنی سفارش کریں۔'' (20)

حضرت اقدس رائے پوریؒ کا یہ پیغام جلسے کے بعد ''ارشادِ گرامی'' کے عنوان سے ایک اشتہار کی شکل میں ''حزب الانصار رائے پور'' کے صدر راؤ عبدالحمید خاں رائے پوری کی جانب سے بھی شائع ہوا تھا۔

پاکستان بن جانے اور ہندوستان کے حالات کے غیر یقینی ہونے کی بنا پر مسلمانوں کے قدم ہندوستان میں ڈگمگا گئے اور بڑے بڑے پہاڑ تزلزل میں آ گئے اور پاکستان ہجرت کر جانے کا ایک ایسا وسیع اور طاقت ور رُجحان، بلکہ نشہ سب پر چھا گیا۔ جس کو تھامنا اور مسلمانوں کو اس ملک میں مقیم رہنے پر آمادہ کرنا مجددانہ عزیمت و بصیرت کا طالب تھا۔ اس کے لیے غیر متزلزل یقین، اعتماد علی اللہ اور زبردست روحانیت اور قوتِ ایمانی کی ضرورت تھی۔ اس حالت میں حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ بار بار مسلمانوں کی ڈھارس بندھاتے اور اُن کو ہندوستان میں قیام کرنے پر پختہ کرتے۔ اس سلسلے میں حضرت مدنیؒ وغیرہ حضرات سے مشاورت کر کے درست لائحۂ عمل اختیار کیا گیا۔ اگر یہ حضرات اس طرف توجہ نہ دیتے تو یوپی‘ جو مسلمانوں کا تہذیبی اور دماغی مرکز ہے، مشرقی پنجاب بن جاتا۔ اور خدانخواستہ ہندوستان دوسرا اسپین بن کر رہ جاتا۔

حضرت اقدس رائے پوریؒ کا پہلا سفر پاکستان 1949ء میں ہوا۔ ۱۸/ربیع الاول ۱۳۶۸ھ/ 18/جنوری 1949ء کو آپؒ رائے پور سے دہلی تشریف لے گئے اور ۲۶/ربیع الاول/ 26/جنوری کو دہلی سے بذریعہ ہوائی جہاز کراچی تشریف آوری ہوئی۔ یکم/فروری کو کراچی سے ملتان تشریف لائے اور 9/فروری کو لائل پور (فیصل آباد) اور 20/فروری کو براستہ سرگودھا‘ ڈھڈیاں تشریف لے گئے۔ حضرت اقدس رائے پوریؒ کا یہ پاکستان کا پہلا سفر تھا۔ اس کے بعد لگاتار سفر ہوتے رہے، جس میں زیادہ تر قیام لاہور میں ہوتا رہا۔ چناں چہ 1951ء تک مولانا عبداللہ صاحب فاروقی کے مکان واقع چنگڑ محلّہ انارکلی بازار لاہور میں قیام رہا۔ اس کے بعد صوفی عبدالحمید صاحب کی کوٹھی 32-B جیل روڈ لاہور میں آپؒ کا قیام رہا۔ اس طرح

www.rahimia.org

لاہور میں اپنے وصال تک پاکستان آمد کا سلسلہ جاری رہا۔ اس سے پاکستان کے متعلقین و متوسلین نے آپؒ کی صحبت سے فیض اٹھایا۔

۱۳۶۹ھ/ 1950ء میں حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ نے آخری سفرِ حج فرمایا۔ چناں چہ ۱۲/ ذی قعد ۱۳۶۹ھ/ 27/ اگست 1950ء کو رائے پور سے دہلی تشریف لائے اور ۱۵/ ذی قعد کو دہلی سے بذریعہ ہوائی جہاز بمبئی تشریف آوری ہوئی۔ ۲۰/ ذی قعد/ 4/ ستمبر 1950ء کی شام کو ''اسلامی جہاز'' سے بمبئی سے روانہ ہوئے اور ۳/ ذی الحج ۱۳۶۹ھ/ 16/ ستمبر 1950ء بروز اتوار کی صبح جدہ پہنچے۔ اس سفر میں رائے پور کے اکثر راؤ صاحبان اور علما و فضلا کا ایک بڑا مجمع آپؒ کے ہمراہ تھا۔ یکم/ محرم ۱۳۷۰ھ/ 14/ اکتوبر 1950ء کو جدہ سے بذریعہ ہوائی جہاز مدینہ طیبہ حاضری ہوئی۔ 20 روز وہاں قیام رہا۔ ۱۶/ محرم/ 29/ اکتوبر کو مدینہ طیبہ سے جدہ واپسی ہوئی۔ ایک شب عمرہ ادا کرنے کے لیے مکہ معظّمہ حاضر ہوئے اور اگلے روز جدہ واپسی ہوئی۔ ۲۰/ محرم ۱۳۷۰ھ/ 2/ نومبر 1950ء کو ''محمدی جہاز'' سے جدہ سے روانگی ہوئی اور ۲۸/ محرم/ 10/ نومبر کو بمبئی پہنچے۔ ۹/ صفر کو بذریعہ ہوائی جہاز بمبئی سے دہلی تشریف لائے۔ ۱۱/ صفر/ 22/ نومبر کو سہارن پور پہنچے اور ۱۴/ صفر ۱۳۷۰/ 25/ نومبر 1950ء کو واپس رائے پور تشریف لے آئے۔

اس سفرِ حج میں شام کے ایک مشہور عالم اور طریقۂ نقشبندیہ خالدیہ کے مشہور بزرگ شیخ احمد کفتارو دمشقی حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انھوں نے آپؒ سے سلوک کے سلسلے کی بعض مشکلات کا حل چاہا۔ حضرت اقدس رائے پوریؒ نے ان کے سوالات کے جوابات دیے، جس سے ان کی مشکل حل ہوئی۔ اس سے وہ بہت مطمئن ہوئے۔

دسمبر 1953ء میں آپؒ نے مشرقی پاکستان کا سفر اختیار کیا۔ چناں چہ دہلی سے کلکتہ تشریف لے گئے اور کلکتہ سے ہوائی جہاز کے ذریعے ڈھاکہ تشریف لائے۔ وہاں پندرہ دن قیام کے بعد بذریعہ ہوائی جہاز لاہور تشریف لائے۔

پاکستان میں قیام کے دوران کئی مرتبہ حضرتؒ کے رمضان کا قیام بھی پاکستان میں ہوا۔ چناں چہ سب سے پہلے رمضان المبارک ۱۳۷۱ھ (25/ مئی تا 23/ جون 1952ء) کا قیام کوہ مری میں صوفی عبدالحمید صاحب کی کوٹھی پر رہا۔ اس کے بعد رمضان المبارک ۱۳۷۳ھ (4/ مئی تا 2/ جون 1954ء) کا قیام گھوڑا گلی مری میں ہوا۔ پھر اگلے سال ۱۳۷۴ھ کا رمضان بھی وہیں ہوا۔ اس کے بعد ۱۳۷۵ھ/ 1956ء کا رمضان لائل پور (فیصل آباد) میں ہوا۔ ۱۳۷۶ھ/ 1957ء کا رمضان لاہور میں ہوا۔ پھر ۱۳۷۸ھ/ 1959ء کا رمضان لائل پور (فیصل آباد) میں ہوا۔ یہ حضرتؒ کا پاکستان میں آخری رمضان المبارک کا قیام تھا۔

www.rahimia.org

حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ پاکستان میں قیام کے دوران خاص طور پر جدید تعلیم یافتہ حضرات اور فضلا کے سامنے یہ بات واضح کیا کرتے تھے کہ اسلامی ممالک کے لیے مادی ترقی، نئے علوم کا اکتساب، جدید صنعتیں، سائنس میں ترقی، مالی استحکام اور مالی خود کفالتی بہت ضروری ہے۔

حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کو حالاتِ زمانہ، ملک اور بیرونِ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے، اس سے واقف رہنے کا بڑا اہتمام تھا۔ اخبارات کی اہم خبروں اور اہم مضامین اور جدید معلومات کے سننے کا آپؒ کو ساری عمر اہتمام رہا۔ رائے پور میں یہ خدمت حاجی راؤ فضل الرحمٰن خاں رائے پوری سرانجام دیتے تھے۔ جب کہ پاکستان میں یہ خدمت رفیق احمد خاں کے سپرد تھی۔ بعض لوگوں کے لیے یہ بات بڑی حیران کن ہوتی تھی کہ حضرت اقدس جیسے بلند مرتبت بزرگ اور بظاہر دنیاوی علائق سے لاتعلق انسان کو زمانہ کی خبروں، سیاسی اُمور، ملکی اور غیرملکی حالات و واقعات، سائنسی تحقیق اور ایٹمی ایجادات و انکشافات سے کیا غرض ہوسکتی ہے۔ مگر حضرت رائے پوری ثانیؒ کے شریکِ محفل رہنے والے تمام احباب پر یہ بات بہ خوبی واضح ہے کہ حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ یہ حالات کس درجہ توجہ اور اِنہماک سے سنا کرتے تھے۔ اور اپنے ملنے والوں سے اکثر تازہ خبریں سنانے کی فرمائش کیا کرتے تھے۔ کبھی کبھی کسی خبر پر نہایت پُرلطف انداز میں تبصرہ فرماتے، جس سے اُن کی دور بینی، نکتہ شناسی اور گہری فہم و فراست کا ثبوت ملتا تھا۔

حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کو پاکستان اور بھارت کے باہمی تعلقات کی خبروں سے گہری دلچسپی تھی۔ دونوں ملکوں کے تعلقات اور بہتری و اصلاح کی کوئی خبر سنتے تو بہت خوش ہوتے اور فرقہ وارانہ فسادات کی خبروں سے پریشان اور فکرمند ہوتے۔ دونوں ملکوں کے چوٹی کے لیڈروں کی فرقہ وارانہ مذمت کی کوئی خبر سنتے تو بڑی تسلی کا اظہار فرماتے۔ آپؒ بھارت اور پاکستان کے باہمی تعلقات دونوں ملکوں کی تعمیر و ترقی کے لیے ضروری خیال فرماتے تھے۔

حضرت اقدس رائے پوریؒ نے تمام عمر حریت پسند علمائے ربانیین کی تحریکات اور تنظیموں کی سرپرستی فرمائی۔ بالخصوص جمعیت علمائے ہند، مجلس احرارِ اسلام، حزب الانصار رائے پور کے قائدین، کارکنوں اور مخلص رہنماؤں کی رہنمائی فرماتے رہے۔ اسی طرح مدارسِ دینیہ اور بہت سے روحانی مراکز کی سرپرستی بھی فرماتے رہے۔

۱۶/ شوال ۱۳۷۴ھ/ 8/ جون 1955ء بروز بدھ کو آپؒ پر منصوری میں قیام کے دوران ہائی بلڈ پریشر کی وجہ سے پہلا دورہ پڑا، جس سے آپؒ کی علالت کا وہ سلسلہ شروع ہوا، جس کا اختتام ۱۳۸۲ھ/ 1962ء میں آپؒ کے وصال پر ہوا۔ اس طرح تقریباً 7 سال تک علالت کی حالت میں رہے۔ جیسا کہ آپؒ کے شیخ و مرشد حضرت عالی رائے پوریؒ نے بھی اپنی زندگی کے آخری چند سال بیماری کی حالت میں گزارے۔ حتیٰ

www.rahimia.org

کہ تقریباً 1958ء سے جسم کی فربہی اور فالج کے اثر نے نقل وحرکت سے بالکل معذور بنا دیا۔ ہاتھوں اور پاؤں کو جنبش دینا بھی بڑا مشکل تھا، لیکن اس سب کے باوجود چہرہ دمکتا ہوا، دماغ نہ صرف محفوظ بلکہ حاضر، قلب نہ صرف بیدار بلکہ قوی اور مصروفِ افاضہ وافادہ تھا۔ اگر کوئی حضرت کو تکیوں کے سہارے بیٹھا ہوا دیکھتا تو سمجھتا کہ ایک شیخ وقت مسندِ ارشاد پر متمکن ہے اور سن رسیدگی کے تقاضائے طبعی کے علاوہ اس میں کوئی ضعف اور معذوری نہیں۔

علالت کی حالت میں ڈاکٹر صاحبان کے مشورے اور اصرار سے آپؒ کا قیام رائے پور کی بجائے ''بہٹ ہاؤس'' سہارن پور میں رہا۔ چناں چہ پہلی دفعہ ۲۲/ ربیع الاول ۱۳۷۸ھ/ 8/ اکتوبر 1958ء سے ۲۸/ ربیع الاوّل ۱۳۷۹ھ/ 2/ اکتوبر 1959ء تک ایک سال وہاں قیام رہا۔ اور پھر دوسری مرتبہ ۲۴/ ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ/ 16/ اکتوبر 1960ء سے ۲۹/ شعبان ۱۳۸۰ھ/ 16/ فروری 1961ء تک تقریباً پانچ مہینے سہارن پور میں ڈاکٹروں کے زیرِعلاج رہے۔

آپؒ اپنے معالج ڈاکٹر برکت علی کے انتقال کے بعد فروری 1961ء میں سہارن پور سے رائے پور تشریف لے آئے۔ اس مرتبہ حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کا قیام حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کی قدیم خانقاہ میں ہوا۔ چوں کہ وہ مدرسے کی ملکیت اور وقف ہے، اس لیے حضرتؒ نے اس کا کرایہ تشخیص کرایا اور 10 روپے ماہ وار کرائے پر وہاں قیام منظور فرمایا۔ چناں چہ رمضان ۱۳۸۰ھ/ 17/ فروری 1961ء سے لے کر ۲۴/ ذی قعد ۱۳۸۱ھ/ 30/ اپریل 1962ء تک رائے پور میں آپؒ کی زندگی کا آخری قیام ہوا۔

آپؒ کی زندگی کا آخری رمضان ۱۳۸۱ھ (6/ فروری تا 7/ مارچ 1962ء) رائے پور میں حضرت عالی رائے پوریؒ کی قدیم خانقاہ میں ہوا۔ حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ نے راؤ عطاء الرحمٰن صاحب رائے پوری سے کہہ کر حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کو بھی رمضان سے پہلے سرگودھا پاکستان سے رائے پور آنے کا خط لکھوایا۔ چناں چہ حضرت رائے پوری ثالثؒ رمضان سے پہلے تشریف لے آئے۔ اُن کا قیام خانقاہ میں حضرتؒ کے کمرے کے اوپر والے کمرے میں رہا۔

اس آخری رمضان کے بعد ۵/ شوال ۱۳۸۲ھ/ 12/ مارچ 1962ء کو حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ نے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کو اپنا جانشین بنانے کا فیصلہ فرمایا اور حضرتؒ کے ارشاد پر شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ نے متعلقین خانقاہ کے ایک مجمع میں اُن کی جانشینی کا اعلان کیا۔

اس کے بعد حضرت اقدس رائے پوریؒ نے پاکستان کے سفر کا ارادہ فرمایا۔ آپؒ کو اپنے شیخ حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ سے حد درجہ عشق تھا۔ اس لیے ہمیشہ سے آپؒ کی خواہش رہی کہ

www.rahimia.org

رائے پور میں اپنے شیخ کے قدموں میں ہی دفن ہوں اور حضرتِ اقدس عالی رائے پوریؒ کا قول بھی نقل فرمایا کرتے تھے کہ:

''میرے حضرت نے یوں فرمایا تھا کہ زندگی بھر تو ساتھ ہی رہے، تمنا یہ ہے کہ مرنے کے بعد بھی ساتھ ہی رہیں۔''

اس لیے پاکستان روانگی سے پہلے رائے پور میں اپنے جانشین حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ سے فرمایا کہ:

''تم مجھے پاکستان سے واپس رائے پور لانے کے ذمہ دار ہو۔''

انھوں نے عرض کیا کہ:

''حضرت! مولوی عبدالجلیل صاحب سے فرما دیں کہ وہ اس میں مانع نہ آئیں۔''

حضرتؒ نے ان سے بھی فرمایا اور انھوں نے اس کا وعدہ کیا۔

اس پر حضرت اقدس رائے پوریؒ ۲۴/ ذی قعد ۱۳۸۱ھ/ 30/ اپریل 1962ء کو پاکستان کے سفر کے لیے سہارن پور سے بذریعہ ٹرین لاہور کے لیے روانہ ہوئے اور ۲۵/ ذی قعد ۱۳۸۱ھ/ یکم/ مئی 1962ء کو لاہور پہنچے۔ لاہور میں حضرت کا قیام حاجی متین احمد کی کوٹھی واقع ایمپریس روڈ بالمقابل ریڈیو پاکستان لاہور پر ہوا۔ لاہور پہنچنے کے بعد تقریباً دو مہینے طبیعت اور صحت کی حالت قدرے بہتر رہی۔ ضعف اور علالت کے باوجود جب کہ کئی کئی دن غنودگی طاری رہتی تھی، طالبین کی نگرانی سے غافل نہیں رہتے تھے۔ وقتاً فوقتاً زیرِ تربیت خدام اور طالبین کو طلب فرماتے اور ان کے اشغال اور کیفیات کو دریافت فرماتے رہے۔

پاکستان میں اپنے آخری قیام کے دوران آپؒ پر رائے پور جانے اور وہاں دفن ہونے کی خواہش کا غلبہ رہا۔ چناں چہ صوفی عبدالحمید صاحب سے حضرت اقدس نے فرمایا:

''میرے نزدیک تو اس کی کوئی اہمیت نہیں کہ یہاں مرجاؤں یا وہاں مرجاؤں، لیکن حضرت اقدس (شاہ عبدالرحیم رائے پوری) رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد تھا کہ: ''مولوی صاحب! زندگی میں اکٹھے رہے، دل چاہتا ہے کہ مرنے کے بعد بھی اکٹھے رہیں۔'' اس لیے رائے پور کا تقاضا ہے۔''

حضرت اقدس رائے پوری ثانی قدس سرہٗ تقریباً سات سال بیماری اور مرض کی حالت میں رہے۔ اگرچہ مرض کا آغاز 1955ء میں ہوگیا تھا، لیکن طبیعت وقتاً فوقتاً بحال ہوتی رہتی تھی اور اس حالت میں آپؒ کے اسفار اور دیگر معمولات جاری رہتے تھے، لیکن 17/ جولائی 1962ء سے مرض کی حالت بڑھنا شروع ہوگئی اور مرض کی شدت بڑھتی رہی۔ اس دوران آپؒ پر ہندوستان واپسی کی خواہش اور رائے پور کا تقاضا بڑھتا رہا، لیکن بیماری کے سبب سے رائے پور واپسی میں تاخیر ہوتی گئی۔ اس دوران آپؒ پر استغراقِ

www.rahimia.org

کامل اور انقطاعِ کلی کی کیفیت طاری رہی۔ آخری روز تک گرد و پیش کے ماحول پر سکینت اور اطمینان کی حالت رہی۔

۱۵/ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ/ 16/ اگست 1962ء بروز جمعرات کو دن کے 11 بجے شملہ پہاڑی کے قریب لاہور میں آپؒ اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے اور واصل بحق ہوئے۔ آپؒ کے وصال کی خبر ہندوستان اور پاکستان بھر میں پھیل گئی۔

حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کے وصال کے بعد ان کے جانشین حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ نے بہت کوشش کی کہ حضرتؒ کی تدفین رائے پور میں ہو اور اس سلسلے میں مولانا عبدالجلیل صاحب کو اُن کا وعدہ بھی یاد دلایا، لیکن انھوں نے حضرتؒ کی خواہش کے برخلاف حضرتؒ کو ڈھڈیاں میں دفن کرنے کا فیصلہ کیا۔ چناں چہ اسی روز ساڑھے پانچ بجے لاہور میں آپؒ کا جنازہ ہوا۔ پھر رات گئے لائل پور (فیصل آباد) میں دوسرا جنازہ ہوا اور تیسری نمازِ جنازہ سرگودھا میں ہوئی۔ اگلے دن صبح کو ڈھڈیاں میں نعش مبارک کو تابوت میں رکھ کر ایک چبوترے پر رکھا گیا اور اس کے چاروں جانب حفاظت کے خیال سے دیوار بنا دی گئی۔ اور پھر اس کو بلند کر کے اوپر قبر کا نشان بنا دیا گیا۔

حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کو رائے پور میں لے جا کر دفن نہ کرنے، ڈھڈیاں سرگودھا میں تدفین پر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ نے تحریر فرمایا:

> ''سعادت کی بات حضرت قدس سرہ کی تمنا کو اپنے جذبات پر مقدم رکھنا تھا۔ حضرت حافظ عبدالعزیز صاحب رائے پوری جانشین حضرت اقدس (رائے پوری ثانیؒ) نے تو بہت ہی کوشش کی۔ اللہ ان کو بہت ہی جزائے خیر دے۔...
>
> جن لوگوں نے حضرت اقدس قدس سرہٗ کی تمنا کا خون کیا ہے، چاہے وہ پاکستانی ہوں، یا ہندوستانی، معلوم نہیں کل کو کس طرح سے حضرت اقدس قدس سرہ کے سامنے پیش ہوں گے۔ اور جن لوگوں نے نعش مبارک کے (رائے پور) لانے کی انتہائی کوشش کی، چاہے وہ کامیاب نہ ہوئے ہوں، مگر حضرت کے سامنے سرخرو ضرور ہوں گے۔'' (21)

حضرت رائے پوری ثانیؒ کی جدوجہد اور کردار

قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ نے ایسے پُر آشوب دور میں یہ کام سنبھالا، جب کہ دین اسلام کے تمام شعبوں میں صحیح فہم و بصیرت کے حامل اور اعلیٰ سیاسی شعور رکھنے والے علمائے ربانیین اور قوم پرست رہنمایانِ ملت کے لیے صحیح نہج پر کام کرنا انتہائی مشکل بنا دیا گیا تھا۔ اور مسلمانوں کی رہنمائی کے ایسے دعوے دار پیدا ہو گئے تھے، جو اسلام کے لبادے میں ظالم سامراج کے سیاسی

www.rahimia.org

ومعاشی فکر وعمل پھیلانے اور سرمایہ پرستی کے نظام کو غالب کرنے کے لیے کام کررہے تھے۔ یہ نام نہاد لوگ اسلام کا نام استعمال کرکے سادہ لوح عوام کو بے وقوف بنا کر اپنے گروہی اور طبقاتی مفادات کو حاصل کرنے میں لگے ہوتے تھے۔ اور اس کے لیے ہر طرح کے مکروفریب اور سازشوں سے کام لے رہے تھے۔ ایسے مشکل اور پیچیدہ ماحول میں آپؒ نے انتہائی اولوالعزمی سے کام کرتے ہوئے خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کی بنیادی دعوتِ فکر وعمل اور مرکزی موضوع میں کوئی تبدیلی قبول نہ کی اور خانوادۂ ولی اللّٰہی کے قائم کردہ صحیح فکروعمل پر انتہائی صبر واستقامت سے کام کرتے رہے۔

چناں چہ آپؒ کے دور میں خانقاہِ عالیہ رائے پور کے بنیادی کام کے بارے میں آپ کے سوانح نگار مولانا ابوالحسن علی ندوی رقم طراز ہیں:

''دہلی، نواحِ دہلی اور دوآبہ میں متعدد ایسی خانقاہیں اور روحانی تربیت کے مرکز تھے، جو پوری یکسوئی کے ساتھ اپنے کام میں مشغول تھے۔ دہلی کی شہرۂ آفاق خانقاہوں کے دورِ انقلاب کے بعد آخیر دور میں گنگوہ اور تھانہ بھون کے روحانی وتربیتی مراکز مرجع خاص وعام بنے ہوئے تھے۔ پھر جب ان پر دورِ انقلاب آیا اور سنت اللہ کے مطابق رُشد وہدایت کی یہ شمعیں بھی اپنے مشائخ کی وفات کے بعد خاموش ہوگئیں تو اسی سلسلۂ روحانی کی ایک کڑی رائے پور کی خانقاہ نہ صرف اس نواح، بلکہ صوبہ جات متحدہ (U.P) سے لے کر پنجاب تک کا روحانی وتربیتی مرکز بن گئی۔

ملک میں بڑے بڑے انقلاب آئے، بڑے بڑے سیاسی طوفان اٹھے اور آندھیاں چلیں، ملک تقسیم ہوا، لیکن ان تند وتیز ہواؤں میں بھی یہ چراغ جلتا رہا۔ نہ رائے پور میں ذکر اللہ کی سرگرمی میں کوئی فرق آیا اور نہ یہاں کی دعوت (فکروعمل) اور موضوع میں کوئی تبدیلی ہوئی۔''(22)

حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کا سیاسی فکروعمل

اس طرح حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ اپنے سیاسی فکروعمل میں اپنے شیخ قطبِ عالم حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کی تربیت اور ہدایت کے عین مطابق ان تمام قومی تحریکات کے ساتھ وابستہ رہے، جو ان اکابرین علمائے ربانیین نے ملک وقوم کی آزادی کے لیے برپا کی تھیں۔ چناں چہ سوانح نگار لکھتے ہیں:

''حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ اپنے شیخ ومربی قطبِ عالم حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کے نقش قدم پر تھے۔ حضرت عالی رائے پوریؒ اپنے سیاسی خیالات، جذبۂ جہاد اور انگریز دشمنی میں حضرت شیخ الہندؒ کے ساتھ تھے،

www.rahimia.org

اور آپؒ کو بھی وصیت فرمائی تھی کہ: ''مولانا محمود حسن صاحب کا ساتھ دیتے رہنا۔'' اور سیاسیات میں انھیں سے رجوع اور مشورے کی ہدایت بھی فرمائی تھی۔ جب تک حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ زندہ رہے، حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری ...ان ہی کو اپنا سیاسی مقتدیٰ مانتے رہے۔''(23)

اسی بنیاد پر جب حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ مالٹا سے واپس ہندوستان تشریف لائے تو تحریک خلافت پورے زوروں پر تھی۔ اسی دوران حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے ان تحریکات میں بھرپور حصہ لیا اور حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کی رہنمائی میں کام کیا۔ پھر جب حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ نے ''جمعیۃ العلماء ہند'' کی بنیاد رکھی، اور اس کے پہلے جلسہ عام میں آپؒ نے خطبہ صدارت پڑھا، جس میں جماعت کے بنیادی فکروعمل کو واضح کیا، اور آئندہ کام کرنے کی حکمت عملی متعین کی تو حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کی تمام تر وابستگی اس جماعت کے ساتھ ہوگئی۔

جمعیۃ العلماء ہند کے اولین صدر مفتی اعظم حضرت مفتی محمد کفایت اللہ دہلویؒ ایسی شخصیت ہیں، جو حضرت شیخ الہندؒ کے معتمد ہیں اور جنھوں نے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کے ساتھ مل کر تحریک ِ ریشمی رومال میں کام کیا تھا۔ چناں چہ حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کے وصال کے بعد حضرت مفتی صاحب قدس سرہٗ اور دیگر زعمائے جمعیۃ حضرت اقدس رائے پوریؒ کے ہاں مشاورت کے لیے تشریف لاتے رہے۔ اسی لیے جب پنجاب میں قومی سیاسی کام کے پھیلاؤ کے لیے حکمت ِعملی طے کی جارہی تھی تو ''مجلس احرارِ اسلام'' کے عنوان سے کام کرنے کا مشورہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کی زیر سرپرستی ہی طے ہوا تھا۔ چناں چہ حضرت اقدس رائے پوریؒ کے خصوصی متعلقین جمعیۃ العلماء ہند اور مجلس احرارِ اسلام میں شریک ہوکر قومی سیاسی کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔

چناں چہ جب مجلس احرار اسلام قائم کی گئی تو حضرت اقدس رائے پوریؒ کے مریدِ خاص اور تربیت یافتہ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ اس جماعت کے روح رواں بنے۔ آپؒ ہی دراصل ''احرار'' کا سیاسی دماغ تھے۔ پھر احرار کے خطیب حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور دیگر رہنماؤں کا تعلق ِبیعت حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کے ساتھ رہا۔ یہ سب حضرات' خانقاہِ عالیہ رائے پور کی سرپرستی اور رہنمائی میں کام کرتے رہے۔ چناں چہ آپؒ کی سوانح میں ہے:

''مجلس احرارِ اسلام کی تحریک اگر چہ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ اور چوہدری افضل حق مرحوم کی سیاسی ذہانت اور مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری کے اخلاص وجوش اور سحر بیانی کا نتیجہ تھی، لیکن اس کے قالب میں جو سیاسی اور دینی روح تھی، وہ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے تعلق واخلاص ودرد کا پرتو تھی۔ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ ومولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

www.rahimia.org

نہ صرف حضرت اقدس رائے پوریؒ سے بیعت وانتساب کا تعلق رکھتے تھے، بلکہ ان کو حضرتؒ سے، اور حضرت رائے پوریؒ کو ان دونوں سے بہت گہرا تعلق تھا۔'' (24)

چناں چہ آپؒ نے مجلس احرارِ اسلام کے ذمہ دار حضرات کی قدم قدم پر رہنمائی فرمائی۔ جہاں کہیں احرار کو غلط رُخ پر الجھانے کی کوشش کی جاتی، حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ فوراً تنبیہ کر کے اس کا سیاسی قبلہ درست فرما دیتے۔ چناں چہ تمام قائدین حضرت اقدس رائے پوریؒ کی ہدایت پر پورا عمل فرماتے۔ جیسا کہ ''مسجد شہید گنج'' کے واقعے میں انگریز حکمرانوں نے اَحرار کو فرقہ وارانہ نوعیت میں گھسیٹے کی کوشش کی تو حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ کی بروقت رہنمائی نے اَحرار کو اس میں الجھنے سے باز رکھا۔

اسی طرح جمعیۃ العلماء ہند کے دوسرے تمام اکابرین سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ، مجاہدِ ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ، مؤرخ اسلام مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ وغیرہ حضرات اکثر وبیش تر ''رائے پور'' تشریف لاتے اور ملکی اور قومی مسائل پر مشاورت کیا کرتے تھے۔

حضرت رائے پوری ثانیؒ اور حضرت مدنیؒ کا باہمی تعلق

جانشین شیخ الہند شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی قدس سرہٗ کے ساتھ حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ کا جو گہرا تعلق اور محبت کا رشتہ تھا، وہ بالکل اسی طرح تھا جیسا کہ قطبِ عالم حضرت اقدس عالی رائے پوری قدس سرہٗ اور حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کے درمیان محبت کا رشتہ اور تعلق تھا۔ چناں چہ حضرت اقدس مدنیؒ بالکل حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کی طرح اکثر رائے پور تشریف لاتے اور آپؒ سے ہر اہم مسئلے میں مشاورت ہوتی تھی۔ اسی طرح حضرت اقدس رائے پوری ثانی قدس سرہٗ بھی دیوبند یا سہارن پور جیسا موقع ہوتا، حضرت اقدس مدنی نور اللہ مرقدہٗ سے ضروری بات چیت اور ملاقات کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے۔

اسی بنیاد پر حضرت اقدس رائے پوریؒ اور حضرت اقدس مدنی قدس اللہ اَسرارہم کے متعلقین میں کوئی فرق نہیں سمجھا جاتا تھا۔ حضرت اقدس مدنیؒ اپنے متعلقین اور دیگر حضرات کو رائے پور بھیجا کرتے تھے، اور حضرت رائے پوری ثانیؒ نے اپنے متعلقین کو حضرت مدنیؒ کے ساتھ مل کر سیاسی کام میں شرکت کا حکم دیا کرتے تھے۔ چناں چہ آپؒ نے حضرت مولانا حبیب الرحمٰن رائے پوریؒ اور حضرت مولانا زاہد حسنؒ کو خاص طور پر حضرت مدنیؒ کے ساتھ کام کرنے کا حکم دے رکھا تھا۔ حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کے نزدیک دارالعلوم دیوبند کے مرکز میں حضرت مدنیؒ جیسا آدمی اور کوئی نہ تھا۔ چناں چہ اس دور کا تجزیہ کرتے ہوئے حضرت اقدس رائے پوریؒ ثانی فرماتے ہیں:

''ہم میں قحط الرجال ہے۔ کوئی جامع آدمی نہیں، دیوبند میں بھی بہت عرصے سے صرف ایک ایک آدمی چلا آتا ہے، مگر شکر ہے کہ خالی ابھی نہیں ہوا۔ حضرت (مولانا سید حسین احمد) مدنی جامع آدمی ہیں اَور کوئی ہمیں نظر نہیں آتا۔''

عرض کیا گیا کہ: حضرت مدنی تو لوگوں کو حضرت کی طرف بھیجتے ہیں۔

فرمایا: ''دوسروں کی دولت زیادہ معلوم ہوا کرتی ہے۔ یہ حضرت مدنی کی نیک گمانی ہے، ورنہ ہم میں کیا رکھا ہے۔'' پھر فرمایا: ''آدمی مشکل سے بنتا ہے۔''(25)

الغرض! فتویٰ بازی کے ماحول میں بھی حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ نے کھل کر ''جمعیۃ العلماء ہند'' کے سیاسی فکروعمل کی تائید فرمائی اور حضرت اقدس مدنیؒ کے کام کی پوری تائید وتصویب فرما کر پوری پوری سرپرستی فرمائی۔

حضرت رائے پوری ثانیؒ اور مولانا ابوالکلام آزادؒ

اسی طرح حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ کا حضرت اقدس شیخ الہند قدس سرہٗ اور قطبِ عالم حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ سے بڑا گہرا تعلق تھا۔ انھوں نے مسلمانوں میں قومی سیاسی ذہن بیدار کرنے میں ان حضرات قدس اللہ اسرارہم کے دوش بدوش انتہائی تدبر اور بالغ نظری سے کام کیا تھا۔ تحریکِ ریشمی رومال کے سلسلے میں مشاورتی امور میں مولانا آزادؒ بھی شریک رہے تھے۔ اس پس منظر میں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ سے بھی وہی پرانا تعلق اور رشتہ قائم تھا۔ سیاسی فکروعمل کی یکسانیت نے دونوں کے درمیان باہمی یگانگت کا تعلق قائم کردیا تھا۔ حضرت مولانا آزادؒ کے ہاں حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کی بڑی قدرومنزلت تھی۔ چناں چہ جب بھی ملاقات ہوتی تو حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ کی رہنمائی اور مشورے کو اہمیت دیتے اور خانقاہِ عالیہ رائے پور کے مرکز سے قومی سیاسی جماعت کی تائید و تصویب کو قدر و منزلت سے بیان کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت اقدس رائے پوریؒ ثانی کے ہاں بھی حضرت مولانا آزادؒ کی انتہائی قدر تھی۔ حضرت اقدسؒ ان کی سیاسی بصیرت اور بالغ نظری کی تعریف فرماتے اور سیاسی تدبر کی داد دیتے تھے، اور لوگوں کے دلوں میں ان کی عقیدت اور محبت بٹھاتے تھے۔

حضرت رائے پوری ثانیؒ اور امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ

اسی طرح حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کے محبوب ترین شاگرد اور سیاسی فکروعمل میں تربیت حاصل کرکے سیاسی مزاج میں ڈھلے ہوئے عظیم مفکر امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھی قدس سرہٗ سے بھی حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ قدس سرہٗ کا بڑا گہرا تعلق اور محبت بھرا رشتہ تھا۔ اس لیے کہ یہ دونوں حضرات ایک ہی تحریک

www.rahimia.org

ریشمی رومال کے ایسے گل پُرزے رہے تھے، جنھوں نے اپنے اپنے مقام پر اپنی اپنی مفوضہ ذمہ داریوں کو بروئے عمل لاکر عظیم جدوجہد کی تھی۔

یہ دونوں حضرات تقریباً ایک ہی وقت میں حضرت قطبِ عالم رائے پوریؒ اور حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کے سیاسی فکر وعمل سے وابستہ ہوئے تھے۔ ادھر مولانا سندھی مستقل قیام کے لیے ''دیوبند'' حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کی خدمت میں تشریف لائے تو حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ ''رائے پور'' میں قطبِ عالم حضرت عالی رائے پوریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ چناں چہ یہ دونوں حضرات قطبِ عالم حضرت عالی رائے پوریؒ اور حضرت شیخ الہند قدس اللہ اَسرارہم کے اس فکر کو رُو بہ عمل لانے میں کام کرتے رہے۔ جو ''جمعیۃ الانصار''، ''نظارۃ المعارف القرآنیہ'' اور ''تحریک ریشمی رومال'' کی صورت میں ہندوستان کے افق پر ظاہر ہوتا رہا تھا۔ البتہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ پر ظاہری ذمہ داری نہ ہونے اور حضرت اقدسؒ کے جذبۂ اخفا و تواضع نے اس پورے عمل میں آپؒ کی شرکت کو اس طرح ظاہر نہ ہونے دیا۔ جیسا کہ حضرت سندھی قدس سرہٗ کے بارے میں دنیا کو آگاہی حاصل ہے۔ ان دونوں حضرات کا باہمی تعلق شیخ الاسلام حضرت مدنی نور اللہ مرقدہٗ کے سیاست میں آنے سے بہت پہلے کا ہے۔

اس قدیمی تعلق کی وجہ سے ان دونوں حضرات میں ایک دوسرے کی انتہائی محبت اور قدر ومنزلت پائی جاتی تھی۔ بالخصوص حضرت اقدس رائے پوریؒ کی مجالس میں حضرت سندھیؒ کے اس کام کی بڑی اہمیت تھی، جو انھوں نے ''خانوادۂ ولی اللّٰہی'' کی سیاسی حکمت عملی اور اس کی تاریخ مرتب کر کے سرانجام دیا تھا۔ نیز انھوں نے عظیم سلسلے کے فکر وعمل کو واضح کرنے کے لیے محنتِ شاقہ برداشت کی تھی۔ چناں چہ جب 1928ء میں حضرت اقدس رائے پوریؒ حج کے لیے حجاز تشریف لے گئے تو آپؒ نے جاتے ہی حضرت سندھیؒ سے ملاقات کے لیے ان کو تلاش کروایا، لیکن فوری ملاقات نہ ہوسکی۔ بعد میں حضرت سندھیؒ نے رات کو آکر حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ سے خود ملاقات کی۔ یہ ملاقات بھی بڑی عجیب تھی۔ طویل عرصے کے بعد دو ایسے جدا ہونے والے باہم مل رہے تھے کہ جنھوں نے آزادی کی جدوجہد میں قربانی دیتے ہوئے یہ جدائی قبول کی تھی۔

حضرت سندھی قدس سرہٗ نے حضرت رائے پوری ثانی قدس سرہٗ سے فرمایا کہ آپ سے تنہائی میں بات کرنی ہے۔ حضرت اقدس رائے پوریؒ نے تمام حضرات کو اٹھا دیا اور حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کو جو کہ اس وقت خادم کی حیثیت میں ساتھ تھے، اشارہ کر کے بیٹھے رہنے کا فرمایا۔ جب سب لوگ باہر چلے گئے تو حضرت سندھی قدس سرہٗ نے حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کی طرف دیکھا کہ یہ بھی باہر جائیں، لیکن حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے ان کا تعارف کرایا کہ یہ

www.rahimia.org

قطبِ عالم حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کے نواسۂ حقیقی ہیں اور یہ بھی اس راز کے امانت دار ہیں۔ غرض کہ تخلیہ میں ان حضرات نے گزشتہ تمام تحریکات کا تجزیہ کیا اور اس سلسلے میں جو مشکلات درپیش رہیں، ان پر سیر حاصل گفتگو ہوئی اور آئندہ اکابرین کے مشن پر کام کرنے کے امکانات کا جائزہ لیا گیا۔ اور مشکل حالات اور پیچیدہ ماحول کے باوجود آنے والے دور میں راہِ عمل نکالنے کے لیے جس حکمتِ عملی کی ضرورت تھی، اس کے لیے غور وفکر کیا گیا۔

اسی ملاقات کے سبب سے ہندوستان بھر سے جمعیۃ العلماء ہند، مجلس احرارِ اسلام اور کانگریس کی طرف سے بالعموم اور شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کی طرف سے بالخصوص حضرت سندھیؒ کو ہندوستان لانے کے لیے حکومت پر دباؤ پڑا اور حضرت سندھیؒ سے وطن واپس آنے پر اصرار کیا گیا۔ اس کے نتائج اگرچہ دیر سے ظاہر ہوئے، لیکن انھی کوششوں سے حضرت سندھیؒ 25 سالہ جلاوطنی کے بعد ہندوستان واپس تشریف لائے۔

حضرت سندھیؒ نے ہندوستان واپس تشریف لانے کے بعد حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ کے فکروعمل کو پھیلانے کے لیے جو کاوش کی اور جس مدبرانہ انداز میں یہاں کے معروضی حقائق کا تجزیہ کرکے آئندہ کے لیے لائحۂ فکروعمل تجویز کیا، حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ نے اس کی بھرپور تائید کی۔ یہاں تک اپنے خصوصی مرید اور معتمد حضرت مولانا حبیب الرحمٰن رائے پوریؒ کو بہ طورِ خاص حضرت سندھیؒ کے پاس دہلی بھیجا کہ ان کی خدمت میں رہ کر حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ کی کتابیں پڑھیں اور حضرت سندھیؒ کی مدبرانہ سیاسی بصیرت سے استفادہ کرتے ہوئے، آئندہ کے لیے کام کرنے کا لائحۂ عمل اور سیاسی مہارت کو سمجھیں۔ چناں چہ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن رائے پوریؒ نے حضرت سندھی قدس سرہٗ سے خوب استفادہ کیا۔ اس حوالے سے مولانا حبیب الرحمٰن رائے پوریؒ ایک قلمی یادداشت میں لکھتے ہیں:

> ''حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمہ اللہ سے اصولاً اور اُن کے شاگردِ خاص مولانا احمد علی لاہوریؒ سے فروعات و جزئیات کے لحاظ سے تفصیلاً احقر نے مختلف اوقات و ادوار میں قرآن پاک کی تفسیر پڑھنے کا شرف اپنی زندگی میں حاصل کیا۔ الحمدللہ کہ بڑی حد تک احقر نے رسماً نہیں تحقیقاً، عقیدتاً نہیں سمجھ بوجھ جو قدرت نے عطا کی، اُس سے کام لیتے ہوئے عقل و حکمت کے ساتھ پڑھنے، سمجھنے اور حالاتِ حاضرہ میں قرآن پاک کی ہدایات پر عمل کرنے کا طریقہ سیکھا۔ ...مولانا عبیداللہ سندھیؒ کی زیارت میں نے سہارن پور، پھر رائے پور کے مدرسے میں کی اور اُن کی تحریک پر میں پشاور سے آگے تک گیا، پھر واپس آیا۔'' (26)

اسی طرح جب حضرت سندھیؒ کے ہندوستان واپس آنے کے بعد اُن کے افکار و خیالات ہندوستان

www.rahimia.org

میں عام ہوئے اور جمود کے شکار مذہبی طبقات نے اس کے خلاف لٹریچر لکھنا شروع کیا تو حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ نے اپنی مجالس میں حضرت اقدس سندھیؒ کی تعریف کی اور آپؒ کے فکروعمل کی پوری تائید وتصویب فرمائی۔ چناں چہ ایک مجلس میں حضرت سندھیؒ کے بارے میں حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ نے فرمایا:

''میں نے تو حضرت شیخ الہندؒ (مولانا محمودحسن) سے مولانا عبیداللہ سندھی کی تعریف سنی ہے کہ: ''وہ بہت مستعد ہیں۔'' اوران کی بہت ہی تعریف فرماتے تھے۔ تواب میرے خیال میں یہ ہے کہ مولانا (عبیداللہ سندھی) کی بات سمجھنی دشوار ضرور تھی، مگر وہ بات صحیح کہتے تھے۔'' (27)

اس طرح کچھ سازشیوں نے حضرت سندھیؒ کے خلاف حضرت مدنی نوراللہ مرقدہٗ کی طرف منسوب کر کے ایک مضمون اخبار ''مدینہ'' بجنور میں شائع کرادیا۔ اس کا تذکرہ حضرت اقدس رائے پوریؒ کی مجلس میں ہوا تو آپؒ نے حضرت سندھیؒ کے بارے میں دوٹوک الفاظ میں ارشاد فرمایا:

حضرت شیخ الہندؒ (مولانا محمودحسن) جس کی تعریف کریں، مَیں تو ان کے متعلق نیک گمان ہی رکھتا ہوں۔ حضرت شیخ الہندؒ کی سمجھ اور علم بہت گہرا تھا۔ حضرت (مولانا سید حسین احمد) مدنی بے شک بڑے بزرگ ہیں، مگر جو بات حضرت شیخ الہندؒ میں تھی، وہ بہت گہری تھی۔ لہٰذا مولانا عبیداللہ (سندھی) کے متعلق حضرت شیخ الہندؒ کے اقوال کو سامنے رکھتے ہوئے میں تو مولوی عبیداللہ صاحب (سندھی) کو ایسا نہیں سمجھتا جیسا عام نکتہ چین یا بعض حضرات فرماتے ہیں۔ مولانا (عبیداللہ سندھی) کا اپنا علم بھی بڑا وسیع تھا۔ سیاسیات سے لگاؤ اس درجہ تھا کہ حضرت شیخ الہندؒ نے اپنے تمام شاگردوں میں سے کابل جانے کے لیے مولانا (سندھی) کو ہی بھیجنا مناسب سمجھا۔'' (28)

الغرض! حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ نے حضرت سندھیؒ کا پورا دفاع کیا اور آپؒ کے فکروعمل کو مبنی برحق قرار دیتے ہوئے اس کی مکمل تائید اور تصویب فرمائی۔

اس کی بڑی وجہ یہی رہی کہ یہ دونوں حضرات قدیم زمانے سے حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ اور حضرت عالی رائے پوریؒ کی صحبت میں رہ کر ہندوستان کے پیچیدہ حالات اور اس میں کام کرنے کے نشیب وفراز سے پوری طرح آگاہ تھے۔ پھر دونوں حضرات کو اللہ تعالیٰ نے بڑا اونچا سیاسی ذہن اور قومی اور بین الاقوامی حالات پر انتہائی مدبرانہ سوچ وفکر عطا فرمائی تھی۔ یہ عجیب بات ہے کہ حضرت اقدس رائے پوری ثانی اور حضرت سندھی قدس اللہ اسرارہما کے افکار وخیالات اور گردوپیش کے ماحول کا تجزیہ کرنے کی صلاحیت میں بڑی یکسانیت پائی جاتی ہے۔

www.rahimia.org

حضرت رائے پوری ثانیؒ اور حضرت سندھیؒ کے افکار میں ہم آہنگی

ان دونوں حضرات کو ہندوستان کی قومی آزادی کی تحریکات اور جماعتوں میں کام کرنے کا جو موقع ملا، اس دوران جو معروضی حقائق ان حضرات کے سامنے آئے اور عام طور پر ان جماعتوں کے مذہبی، سیاسی لیڈروں اور مقتدر معاشی طبقات کی رجعت پسندانہ سوچ کھل کر سامنے آئی تو یہ دونوں حضرات فکر و عمل کے حوالے سے یکساں نتیجہ تک پہنچتے ہیں۔ یہ دونوں حضرات اس حوالے سے جو لائحۂ عمل تجویز کرتے ہیں' وہ حیرت انگیز طور پر یکساں نوعیت لیے ہوئے ہے۔ ایک طرف اگر ہم حضرت سندھیؒ کے افکار کا مطالعہ کریں اور دوسری طرف حضرت اقدس رائے پوریؒ کی مجالس اور سوانح میں آپؒ کے سیاسی و معاشی فکر کا مطالعہ کریں تو ان میں بہت حد تک مماثلت پائی جاتی ہے۔ حضرت سندھیؒ کے افکارِ عالیہ تو عام طور پر لٹریچر میں پڑھنے والوں کے سامنے آتے رہتے ہیں۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے افکار و خیالات میں سے چند ایک بہ طور نمونہ یہ ہیں۔

دنیا بھر میں بالعموم اور برصغیر پاک و ہند میں بالخصوص مذہب کے نام پر کام کرنے والوں کے بارے میں آپؒ کو بڑا تلخ تجربہ ہوا تھا کہ محض نعرے بازی سے اپنے ذاتی اور گروہی مفادات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ چناں چہ ایک مرتبہ عالم اسلام کے اس سلسلہ میں تساہل اور غفلت کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

> ''مسلمان اپنے اغراض میں مبتلا ہو کر کچھ ایسے سوئے ہیں کہ جاگنے کا نام نہیں لیتے۔ جس وقت یورپ جاگ رہا تھا، مسلمان تُرک گہری نیند سو رہے تھے۔ اس نے ہر قسم کا سامان جنگ بنایا، لیکن مسلمان غفلت میں پڑے رہے۔'' (29)

اس پس منظر میں حضرت اقدس رائے پوریؒ کی یہ پختہ رائے تھی کہ جب تک یورپ کے جدید صنعتی اور فوجی علوم نہ سیکھے جائیں، اس وقت تک مسلمانوں کی ترقی کی سب باتیں محض نعرے ہیں۔ حضرت رائے پوریؒ، حضرت سندھیؒ کی طرح اس کو ضروری سمجھتے تھے کہ دین اسلام کے بنیادی سیاسی اور معاشی فکر کو اچھی طرح سمجھ کر یورپ کے جدید علوم سیکھے جائیں۔ اس سلسلے میں جو جماعتیں اور ممالک سیاسی اور اقتصادی طاقت بنائے بغیر محض اسلامی نظام کے نفاذ کی بات کرتی ہیں، وہ منافقت سے کام لے رہی ہیں۔ چناں چہ ایک مرتبہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے ارشاد فرمایا:

> ''اسلامی نظام خالی باتوں سے نہیں قائم ہو سکتا۔ اگر دنیا کے بڑے ملکوں کے دوش بدوش کھڑے ہونا ہے تو ان لوگوں کے علوم وفنون سیکھنے ہوں گے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ ہم ان کے علوم کو سیکھتے سیکھتے اپنے دین و مذہب کو خیر آباد کہہ دیتے ہیں۔ جب تک کوئی ملک اپنے پاؤں پر کھڑا نہ ہو، اس زمانہ میں دین و دنیا کا کوئی کام نہیں کر سکتا۔'' (30)

www.rahimia.org

چناں چہ آپؒ ہمیشہ اپنے متعلقین کو اس طرف متوجہ فرماتے رہتے تھے۔ اسی طرح حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ سائنسی علوم کی تعلیم کو بھی لازمی خیال کرتے تھے۔ آپؒ کے سوانح نگار مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں:

''حضرتؒ مختلف فنی امور میں مسلمانوں کی تعلیم وترقی کو زمانے کی ضرورت اور تقاضے کے مطابق لازمی خیال فرماتے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ اس میدان میں مسلمان کسی سے پیچھے نہ رہیں۔ اگر کوئی حضرتؒ کی خدمت میں آ کر یہ عرض کرتا کہ بچوں کو سائنس کی تعلیم کے لیے کسی فنی ادارہ میں داخل کرنا ہے یا مزید تعلیم کے لیے کہیں باہر بھیجنے کا خیال ہے، تو بہت مسرور ہوتے اور اس کی حوصلہ افزائی فرماتے۔'' (31)

مسلمانوں کی مجموعی ترقی کے لیے حضرت اقدس رائے پوریؒ نے جو رائے قائم کی ہے۔ بعینہٖ حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ بھی اپنے ''خطبات و مقالات'' میں اسی کا اظہار فرما رہے ہیں۔ چناں چہ حضرت سندھیؒ تحریر کرتے ہیں:

''میرے استاذ (حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ) حضرت مولانا شاہ (محمد) اسماعیل شہیدؒ، حضرت امام شاہ عبدالعزیزؒ اور حضرت امام ولی اللہ دہلوی قدس اللہ اسرارہم کے مسلک پر عامل تھے۔ پس میری زندگی کا بھی یہی مسلک ہے اور اسی کا حاصل کرنا میری تمام جدوجہد کا خلاصہ ہے۔...

اب سوال یہ ہے کہ حضرت شیخ الہندؒ کا یہ انقلاب کیسے عمل میں لایا جائے؟ میرا یہ کہنا ہے کہ اس کے لیے ہمیں یورپ سے سیکھنا ضروری ہے۔ ہمارے پُرانے ہتھیار اس زمانہ میں کسی کام کے نہیں رہے۔ ... ہم باہر رہ کر اس حقیقت کو اچھی طرح جان گئے ہیں کہ یورپ کی سائنس اور یورپ کے حربی فنون ہمیں یورپ سے سیکھنے ہوں گے، لیکن ہماری انقلابی جماعت کا پروگرام امام ولی اللہ دہلوی کے فکر پر ہوگا۔ جب ہم اپنے اہلِ ملک سے کہتے ہیں کہ ''یورپین بنو'' تو ہمارے اس کہنے کا دراصل یہی مطلب ہوتا ہے۔'' (32)

ایک اور خطبہ صدارت میں ہمارے نعرہ باز مقتدر طبقات کا تجزیہ کرتے ہوئے حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ تحریر فرماتے ہیں:

''جب امیروں کی اولاد نے یورپین ازم سیکھا تو گھر بیچ کر عیاشی کا سامان خرید لائے۔ نہ انھوں نے علم سیکھا، نہ فن، جس سے قوم میں ترقی پیدا ہوتی ہے۔'' (33)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ اور قطبِ عالم رائے پوریؒ کے یہ دونوں جانشین

www.rahimia.org

اور تربیت یافتگان اس خطہ کی ترقی کے لیے یکساں نوعیت کی سوچ و فکر رکھتے ہیں اور مستقبل میں کام کرنے کی لیے ایک ہی نہج پر حکمت عملی قائم کرتے نظر آتے ہیں۔ چناں چہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کو آخری دنوں میں اس بات کی بڑی فکر رہتی تھی کہ اس دور میں عام طور پر نام نہاد مذہبی اور سیاسی لیڈر مسلمانوں کے جذبات بھڑکا کر اپنے مفادات کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ ایسے وقت میں زیادہ عقل و شعور سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ چناں چہ حضرت رائے پوری ثانیؒ ارشاد فرماتے ہیں:

''اب مجھے تجربہ ہوگیا کہ قومیں جب تباہ ہوا کرتی ہیں، تو ان کو سیدھی بات بھی کیوں سمجھ میں نہیں آیا کرتی تھی۔ پہلے صرف کتابی اور اجمالی علم تھا، اب تجربہ اور مشاہدہ سامنے ہے۔ یہ سب کچھ ہے، مگر جب اَور پاگل ہوگئے ہوں، تو ہم کو زیادہ عقل سے راہ نکالنے کی کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔'' (34)

چناں چہ حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ عام طور پر جب پاکستان تشریف لایا کرتے تھے تو نوجوانوں کی طرف متوجہ ہوکر انھیں جدید دور کے علوم وفنون سیکھنے اور عقل و شعور سے کام کرنے کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ آپؒ کی سوانح میں موجود ہے:

''حضرتؒ اسلامی ممالک کے لیے مادی ترقی، نئے علوم کا اکتساب، جدید صنعتیں، سائنس میں ترقی، مالی استحکام اور خود کفالتی کو بہت ضروری سمجھتے تھے۔ ویسے تو عام طور پر آپؒ یہ فرمایا کرتے تھے۔ خصوصاً پاکستان کے زمانہ وقیام میں اپنی مجلسوں میں اور خاص طور پر جدید تعلیم یافتہ حضرات اور فضلا تشریف رکھتے ہوں تو ان کی طرف متوجہ ہوکر یہ ارشاد فرماتے رہتے تھے۔'' (35)

آپؒ کو اس بارے میں بڑا فکر تھا کہ ہماری غفلت اور کوتاہی کے سبب سے ہماری اقتصادی و سیاسی قوت نہیں بن سکی ہے۔ عام طور پر اسلامی ممالک کی یہی صورتِ حال ہے کہ امریکا اور برطانیہ کے محتاج بنے ہوئے ہیں۔ ان سامراجی ملکوں کا قبضہ باقی تمام ممالک پر بڑھتا جارہا ہے۔ چناں چہ حضرت رائے پوریؒ ارشاد فرماتے ہیں:

''عرب سلطنتوں میں سب سے زیادہ طاقت ور مصر شمار ہوتا ہے، وہ بھی ان کا محتاج ہے۔ سعودی عرب ہے تو وہ محتاج ہے۔ امریکا سب کو اپنے قبضے میں لے رہا ہے۔'' (36)

ان حالات میں حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ نے آئندہ کام کرنے کے لیے بڑی واضح اور جامع ہدایت فرمائی۔ چناں چہ ارشاد فرمایا:

''نیک نیتی سے ملک کی (سیاسی، معاشی اور دفاعی) طاقت پیدا کرنے کی جو کوشش کی جائے، سب دین ہی ہے۔ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ (37) (دشمن کے مقابلے کے

www.rahimia.org

لیے اپنی استطاعت کے مطابق قوت و طاقت پیدا کرو۔) اگر ریاکاری اور نیتِ فاسد سے نماز بھی پڑھی جائے تو وہ بھی قبول نہیں ہوتی اور ردّ ہو جاتی ہے، اور اگر صالح نیت سے پڑھی جائے تو وہ ہی عبادت ہے۔ اسی طرح نیتِ صالح سے حکومت کی ترقی کا جو بھی کام کیا جائے، سارے کا سارا دین ہی دین ہے۔'' (38)

حقیقت یہ ہے کہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کی طبیعت میں قطبِ عالم حضرت اقدس عالی رائے پوری قدس سرہٗ کی تربیت اور صحبت سے ایسی جامعیت اور وسعت پیدا ہوگئی تھی کہ آپؒ آنے والے دور کے تقاضوں کا حقیقت پسندی پر مبنی اصولی اور معروضی تجزیہ کیا کرتے تھے۔ چناں چہ سوانح میں حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کی شخصیت کا جو جامع تجزیہ کیا گیا ہے، وہ کچھ یوں ہے:

''حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کی طبیعت میں حقیقت پسندی، عملیت اور زمانہ کے تغیرات کی رعایت بہت تھی۔ آپؒ کی طبیعت میں وہ افراط و تفریط اور تخیل پسندی نہیں تھی، جو اکثر فرطِ ذہانت یا شدتِ مجاہدہ یا رجائیت (ضرورت سے زیادہ پُر امید اور نیک گمان ہونا) پیدا کر دیتی ہے۔ آپؒ کا ذہن بڑا متوازن اور عملی تھا۔ حقائق و واقعات پر (خواہ وہ کیسے ہی تلخ اور تشویش انگیز ہوں) آپؒ کی نظر رہتی تھی۔ معاملے کا کمزور اور تاریک پہلو بھی دیکھتے تھے۔ زمانے کی نئی تبدیلیوں اور تقاضوں پر آپؒ کی نظر تھی اور آپؒ ان کو پوری اہمیت دیتے تھے اور ان کی طرف متوجہ اور متنبہ فرماتے تھے۔ آپؒ کا ذہن فطری طور پر اتنا وسیع، نمو پذیر اور نقّاد تھا کہ عام طور پر قدیم دینی حلقے میں بہت کم دیکھنے میں آیا ہے۔'' (19)

جاننے والے جانتے ہیں بالکل یہی مزاج اور طبیعت قطبِ عالم حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کی بھی تھی۔ چناں چہ ایک مختصر اور جامع جملے میں حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ نے آپؒ کے مزاج اور طبیعت کو واضح کیا ہے۔ حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ نے حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ سے ایک بار فرمایا:

''مولوی صاحب (حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری) کا طریق کار بڑی عقل مندی کا ہے۔'' (40)

قطبِ عالم حضرت عالی رائے پوریؒ کی طبیعت اور عقل و شعور کا پورا پورا عکس حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کے مزاج، طبیعت اور قوتِ عقل و دانش میں نظر آتا تھا۔ اور آپؒ ملکی حالات کے تناظر میں سیاسی فکر و عمل کے لیے انتہائی دور اندیشی، تدبر و فراست اور عقل و شعور کے ساتھ رائے قائم کرتے تھے۔ اور اس کے مطابق حکمتِ عملی بروئے کار لاتے تھے۔

www.rahimia.org

حضرت رائے پوری ثانیؒ کا طریقۂ سلوک و احسان

قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ اپنے سیاسی فکر و عمل میں بلند مرتبہ ہونے کے ساتھ ساتھ شعبۂ سلوک و احسان اور طریقت و معرفت کے حوالے سے بھی انتہائی اونچے مقام پر فائز تھے۔ چناں چہ اس باب میں بھی آپؒ ایک مجتہدانہ شان رکھتے تھے۔ دقائق تصوف پر آپؒ کی نگاہ بڑی گہری تھی۔ امراضِ باطنہ؛ حسد، کینہ، بُغض، بزدلی، مفاد پرستی اور منافقت وغیرہ کو آپؒ بہت جلد پہچان لیتے تھے۔ سچے طالبین و سالکین کی تربیتِ ظاہر و باطن میں آپؒ کو کمال درجہ مہارت حاصل تھی۔

اس حوالے سے بھی آپؒ نے اپنے مشائخ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تصوف کو رسوم و قیود کے دائرے سے نکال کر جو ہر قلب میں تصحیح خیال کے جماؤ کے ساتھ ساتھ، دینی فہم و بصیرت اور اس کے عملی تقاضوں کے ساتھ وابستہ کر دیا تھا۔ تصوف کی روح آپؒ کے نزدیک یہ رہی تھی کہ قلب ماسویٰ اللہ کے خیال سے الگ ہو جائے اور سالک کے باطن میں ذاتِ خداوندی کا حضور قائم ہو جائے۔ اس کے نتیجے میں اَخلاقِ رزیلہ؛ مفاد پرستی، بزدلی، حسد، کینہ، بخل، بے شعوری اور بے عقلی کی مختلف صورتیں ختم ہو کر اجتماعیت کی سوچ، بہادری، خیر خواہی اور سخاوت و فیاضی اور دور کے تقاضوں کے مطابق عقل و شعور اور دینی فہم و بصیرت پیدا ہو جائے۔ سالک کے ظاہر میں ان اَخلاقِ عالیہ کی اساس پر دور کے عملی تقاضوں کے مطابق حکمتِ عملی بنانے اور عملی نظام قائم کرنے کی صلاحیت حاصل ہو جائے۔

آپؒ کے نزدیک یہ سب کچھ حاصل ہوتا ہے شیخ سے سچی محبت اور مخلصانہ طلب سے۔ جتنا کسی میں اپنے شیخ سے مناسبت اور محبت کے ساتھ صحبت ہوگی، اتنا ہی نفع ہوگا۔ چناں چہ آپؒ کے نزدیک کشفیات اور انوارات کی کوئی اہمیت نہ تھی۔ اس کو غیر مقصود قرار دیتے تھے۔ اصل اہمیت اخلاق کے درست ہونے کی تھی۔ چناں چہ ایک بار ارشاد فرمایا:

> ”یہ کشف وغیرہ اصل مقصود نہیں، یہ کسی کو ہوتا ہے، کسی کو نہیں۔ اصل مقصود تو اصلاحِ اَخلاق ہے۔ جتنا تعلق جس سے ہو، اتنا ہی اس کے اَخلاق آدمی جذب کرتا ہے۔ اسی لیے اگر کامل سے محبت کا تعلق ہو تو زیادہ نفع ہوتا ہے۔ جس کو خدا سے محبت ہو، اس میں وہاں کی باتیں اثر کرتی ہیں، مگر خدا کی محبت والوں سے جتنا تعلق ہو، اتنا ہی خدا کی محبت بھی آتی ہے۔“
>
> آپؒ سے سوال کیا گیا کہ اللہ والوں سے تعلق کیسے ہو؟
>
> فرمایا: ”یہی صحبت رہے اور ذکر کرتا رہے۔“(41)

چناں چہ برصغیر پاک و ہند کے پورے خطے سے ہی نہیں، بلکہ دیگر ممالک سے طالبین و سالکین آپؒ کے فیضِ صحبت سے مستفید ہونے کے لیے خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور میں تشریف لاتے تھے۔ آپؒ کی

www.rahimia.org

صحبت کے فیض سے ہزاروں لاکھوں قلوب فیض یاب ہوئے اور ان کی اصلاح ہوئی۔ حتیٰ کہ وہ تمام حضرات جو اپنے اپنے شعبوں میں رہنما اور لیڈر تھے، وہ بھی اصلاح کی غرض سے آپؒ کے دربار میں حاضری دیتے تھے۔

چناں چہ جمعیۃ العلما ہند، مجلس احرارِ اسلام، دارالعلوم دیوبند، مدرسہ مظاہرالعلوم سہارن پور کے حضرات کا آپؒ سے استفادے کے لیے ''رائے پور'' تشریف لانا ایک معمول تھا۔ ان میں اکثر حضرات آپؒ سے بیعت کا تعلق رکھتے تھے، حتیٰ کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلویؒ بھی قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کی تاثیرِ صحبت کے قائل تھے۔ جب کہ انھوں نے حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ کی صحبت اٹھائی تھی اور حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس سرہٗ کے دست ِحق پرست پر ''بیعتِ جہاد'' کی تھی۔ نیز تحریکِ ریشمی رومال وغیرہ میں حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کے ساتھ کام کیا تھا۔ ان کا معمول تھا کہ اکثر رائے پور تشریف لایا کرتے تھے اور حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ سے فرمایا کرتے تھے:

''(تبلیغی چلّے کے دوران) عوام کے بُرے اثرات جھاڑنے کے لیے (آپ کی) صحبت اٹھانے آیا ہوں۔''(42)

ایک بار حضرت اقدس رائے پوریؒ کی مجلس بعد از نمازِ مغرب ہو رہی تھی۔ حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ نے خانقاہ کی مسجد میں مغرب کے بعد نفلوں کی نیت باندھ لی، لیکن تھوڑی دیر بعد ہی نماز مختصر کر کے حضرت اقدس رائے پوریؒ کی مجلس میں جلدی سے تشریف لائے اور حضرت اقدس رائے پوریؒ سے فرمایا:

''میری نفلوں سے تو آپ کے پاس بیٹھنا زیادہ افضل ہے۔''(43)

مولانا محمد الیاس دہلویؒ اکثر اپنے تمام متعلقین اور جماعتوں کو حکم دیتے تھے کہ حضرت اقدس رائے پوریؒ کی صحبت سے مستفید ہوا کریں۔

اسی طرح حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ کے ہاں بھی آپؒ کا بڑا بلند مقام اور مرتبہ تھا۔ چناں چہ مولانا عبدالماجد دریا آبادی لکھتے ہیں:

''ایک مجلس میں مشائخ قابلِ بیعت کا ذکر آ گیا۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت کے خیال میں اس وقت کون کون صاحب اس کے اہل ہیں؟ (حضرت تھانویؒ نے) فرمایا کہ: ''کسی وقت پرچے پر لکھ کر دے دوں گا۔'' چناں چہ اسی دن ایک چھوٹے سے پُرزے پر یہ نو نام اسی ترتیب سے لکھے ہوئے مرحمت فرمائے: (۱) مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ، (۲) مولانا اللہ بخش صاحب بہاول نگریؒ ریاست بہاول پور....''(44)

www.rahimia.org

اس طرح خانقاہِ رائے پور کے ان دو بلند مرتبہ حضرات کا حضرت تھانویؒ کے ہاں بلند مقام تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ اپنے دور میں قطبیت کے بلند مقام پر فائز تھے۔ اسی وَجہ سے لوگوں کا آپؒ کی طرف کثرت سے رجوع رہتا تھا۔ نیز آپؒ میں اس حوالے سے جو مجتہدانہ شان پائی جاتی تھی، اس پس منظر میں عموماً خانقاہی رسوم وقیود کی زیادہ پابندی آپؒ کے ہاں نہ ہوتی تھی۔ آپؒ کی صحبت کی تاثیر سے سچے طالبین کے قلوب متوجہ الی اللہ ہوجاتے تھے۔ اس حوالے سے گویا آپؒ کو محبوبیت کی شان عطا ہوئی تھی۔ اور ہر طرح کے لوگ آپؒ کی محبت میں کشاں کشاں رائے پور تشریف لایا کرتے تھے۔ چناں چہ مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں:

''رائے پور کی خانقاہ چوں کہ رسوم و قیود سے بہت آزاد اور حضرت (اقدس رائے پوری ثانیؒ) کی طبیعتِ مبارک بہت جامع، وسیع اور دار و گیر سے دور تھی۔ نیز مختلف ماحول اور طبقات کے لوگوں کا آپؒ سے تعلق اور عقیدت تھی اور آپ کو اُن سے محبت تھی۔ اس لیے مختلف ذوق اور مکاتبِ فکر کے صحیح الخیال علما، سیاسی رہنما، قومی کارکن، اہل مدارس، اہل قلم وتصنیف، جدید تعلیم یافتہ اور قدیم مدارس کے فضلا اپنی اصلاح وتربیت اور اپنے اپنے خلا کی تکمیل کے لیے حاضر ہونے لگے۔ ان میں بہت سے ایسے تھے کہ عرصے سے دین وعلم دین کی خدمت، اصلاح وتبلیغ، تصنیف وتالیف یا مسلمانوں کی سیاسی رہنمائی اور قومی خدمت میں مشغول تھے۔ اور ہندوستان کی علمی یا سیاسی محفلیں ان کی علمی لیاقت، سحر انگیز خطابت یا مفکرانہ قیادت کی شہرت وآوازہ سے گونج رہی تھیں۔ اور وہ خود ہزاروں مسلمانوں کے مرجع اور مرکزِ عقیدت بنے ہوئے تھے۔ لیکن ان کو خود اس پوری دینی علمی مشغولیت وافادے کے باوجود اپنے اخلاص و اَخلاق کی تکمیل کے لیے ایک شیخِ کامل اور ایک طبیبِ حاذق کی تربیت وصحبت کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور اس ضرورت کا احساس ان کو کشاں کشاں حضرتؒ کے پاس لایا اور انھوں نے ''رائے پور'' پہنچ کر بہ صد شوق و بہ کمالِ خوش خواجہ حافظ (شیرازیؒ) کی زبان میں عرض کیا:

تُو کہ کیمیا فروشے ، نظرے بہ قلبِ ما کُن
کہ بضاعتے نہ داریم ، فگندہ ایم دامے

(آپؒ کہ کیمیا فروش ہیں، ہمارے دل کی طرف نظر کیجیے۔ حال آں کہ ہم اس کے مطابق قیمت نہیں رکھتے اور اپنے دام بھی گرائے ہوئے ہیں۔) (45)

حضرت رائے پوری ثانیؒ؛ سرپرست مدارس ومراکزِ دینیہ

قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کی جامع اور ہمہ گیر شخصیت

www.rahimia.org

نے خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے مسند نشین ہوتے ہوئے جہاں دین اسلام کے شعبۂ سیاست اور طریقت میں رہنمائی اور سرپرستی فرمائی، وہاں علمی مراکز؛ دارالعلوم دیوبند اور مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور ایسے علمی اداروں اور حضرت عالی رائے پوریؒ کے قائم کردہ مکاتب و مدارسِ قرآنیہ کی نگرانی، رہنمائی اور سرپرستی بھی فرمائی۔

چناں چہ دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ میں آپؒ کے خلیفہ مجاز اور حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کے بھانجے حضرت مولانا محمد اشفاق رائے پوریؒ ایک طویل عرصے تک اہم ترین رُکن کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ نیز حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے دور میں دارالعلوم دیوبند کے بارے میں ہر اہم معاملہ میں حضرت مدنی نور اللہ مرقدہٗ آپؒ سے مشاورت فرماتے رہے۔ یوں دارالعلوم دیوبند میں حضرت مدنیؒ کے دور تک تمام اہم فیصلوں میں آپؒ کی قلبی توجہ، نگرانی اور رہنمائی ہمیشہ رہی ہے۔

اسی طرح مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور کے انتظام و انصرام کے لیے قائم کردہ ادارہ حضراتِ سرپرستان میں آپؒ شامل رہے ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کو جو آپؒ سے تعلق تھا، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور کے ہر اہم معاملے میں ''رائے پور کا مشورہ'' بڑا اہم ہوتا تھا۔

الغرض! آپؒ کی جامع صفت شخصیت نے دین اسلام کے تمام شعبوں، شریعت، طریقت اور سیاست میں پوری جامعیت کے ساتھ تربیت، نگرانی اور سرپرستی فرمائی ہے۔ آپؒ خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے ایک ایسے گلِ سرسبد تھے کہ جس سے ایک عالم اپنے ظرف کے مطابق مستفید ہوا ہے۔ اس طرح حضرت اقدس رائے پوری ثانی قدس سرہٗ نے انتہائی مہارت، تدبر و فراست کے ساتھ دین اسلام کی حفاظت اور غلبے کا کام کیا ہے۔

خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کی خصوصیت

ہندوستان کی گزشتہ تاریخ کا جن حضرات نے مطالعہ کیا ہے، وہ جانتے ہیں کہ اس خطے میں دین اسلام کی انسانیت دوست تعلیمات کو پھیلانے، اسلام کی سوشل طاقت بنانے اور سیاسی و معاشی نظام کی تکمیل کے پس پردہ صوفیائے کرام اور مشائخ عظام کی کاوشوں کا کتنا زیادہ عمل دخل رہا ہے۔ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری قدس سرہٗ سے لے کر حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ تک مشائخ کرامؒ کی خانقاہوں کا ایک سلسلہ ہے، جس نے اپنے اثر ورسوخ کو استعمال کر کے دور کے تقاضوں کے مطابق نظاموں کی تعمیر و تشکیل میں بھرپور کردار ادا کیا۔

خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے مسند نشین حضرات قدس اللہ اسرارہم کے جامع فکر اور ہمہ جہتی کردار نے گزشتہ دور کے مشائخ عظام کی یاد تازہ کر دی۔ حقیقت یہ ہے بہ ظاہر خانقاہ کے ایک گوشے میں بیٹھ کر

www.rahimia.org

بلند تر سیاسی شعور اور دینی فہم وبصیرت کے ساتھ تمام معاملات میں رہنمائی وسرپرستی کرنا مشائخ رائے پور کا ایسا امتیازی وصف ہے، جس کی نظیر ماضی قریب کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ چناں چہ مولانا سیّد ابوالحسن ندویؒ اس حقیقت کو کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں:

''ہندوستان کے متعدد شیوخِ کبار جن میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء، حضرت مجدد الف ثانی، شاہ کلیم اللہ جہان آبادی اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی (قدس اللہ اسرارہم) کا نام بہ طور مثال کے لیا جاسکتا ہے، (ان حضرات) نے اپنے گوشۂ عزلت یا مرکزِ ارشاد وتربیت میں بیٹھ کر بڑی بڑی انقلاب انگیز اور عہد آفریں تحریکوں کی رہنمائی وسرپرستی فرمائی ہے اور وقت کے فتنوں کا مقابلہ کیا ہے۔ اور اپنے خلفا اور مُنتسبین کے ذریعے اشاعت یا حفاظتِ اسلام کا نہایت وسیع اور مؤثر کام انجام دیا۔ ان (حضرات مشائخ عظام) کی تحریک وترغیب، تحریض وتشویش اور حکم وہدایت سے اور ان حضرات کی نگرانی اور سرپرستی میں ان کے خدام و مُنتسبین نے وقت کے اہم تقاضے پورے کیے اور ان خطرات کا سدِّ باب کیا، جو اس وقت مسلمانوں کو درپیش تھے۔

دُور سے دیکھنے والوں کی نظر میدان کے انھیں سپاہیوں پر تھی، جو سرگرم اور متحرک تھے، لیکن جو لوگ حقیقتِ حال سے واقف تھے، وہ جانتے تھے کہ اس کام کی اور ان کام کرنے والوں کی ڈوری کسی ''اَور'' کے ہاتھ میں ہے۔ اور جس کا اخلاص، سوز دروں (اندرونی فکر) اور حکمت وفراست ان سے کام لے رہی ہے۔ اور ان (کام کرنے والوں) کے اندر قوتِ عمل، جذبہ وایثار اور نظم واتحاد قائم کیے ہوئے ہے۔ اور وہی اس کام کی قوت واثر کا اصل سرچشمہ، ان کے قلوب کے لیے حرارت اور توانائی کا اصل مرکز ہے۔

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے اگرچہ اپنے شیخ قطبِ عالم حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ اور شیوخ متقدمین (جن کا اوپر ہوا) کی تقلید و اتباع میں اپنے لیے ایک گوشۂ عزلت کا انتخاب کیا تھا۔ اور بہ ظاہر صرف سلوک وتربیت سے تعلق رکھا تھا، لیکن انھوں نے اس گوشۂ گمنامی میں بیٹھ کر اپنے اسلاف کرام کی طرح، متعدد دینی تحریکوں اور خدمت دین اور حفاظت اسلام کے مختلف اہم کاموں کی سرپرستی اور رہنمائی فرمائی تھی، جن کی تاریخ وروداد کا بڑا حصہ آپؒ کے جذبہ اخفا اور کارکنوں کی بے توجہی سے اس وقت تک پردۂ اخفا میں ہے۔ اور بہت جستجو اور تلاش وتحقیق سے اس کی کچھ کڑیاں دستیاب ہوسکتی ہیں۔''(46)

حقیقت یہ ہے کہ مشائخ رائے پور قدس اللہ اسرارہم نے جس ہمہ جہتی انداز میں اپنے اپنے ادوار میں

www.rahimia.org

اسوۂ نبوی ﷺ کی اَساس پر غلبہ دین کے لیے کام کیا ہے، دور کے تقاضوں کے مطابق اس کی بڑی اہمیت ہے۔

مشائخ رائے پوری قدس اللہ اَسرارہم کے فکر و عمل کا مرکز بہ ظاہر رائے پور کا باغ ''گلزارِ رحیمی'' رہا، لیکن ان حضرات نے اس کام کے لیے پورے برصغیر پاک و ہند میں مسلسل اسفار فرمائے ہیں۔ چناں چہ قطبِ عالم حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کا معمول بھی اپنے متعلقین کے ہاں طویل اسفار کا رہا ہے۔ بالخصوص دور دراز کے علاقوں اور انتہائی دشوار گزار مقامات پر بھی احباب کی طلب اور تقاضے کے مطابق سفر کیا جاتا رہا ہے۔ اس طرح حضرت عالی رائے پوریؒ کا سال بھر میں نصف سے زیادہ وقت ''رائے پور'' کی بجائے اسفار میں گزرتا تھا۔ البتہ رمضان کا مہینہ ایک جگہ پوری یکسوئی اور خلوت کی صورت میں گزرتا تھا۔ باقی سال کے اکثر مہینوں میں اسفار ہی رہتے تھے۔ یہی معمول قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کا رہا ہے۔ خاص طور پر تقسیم ہند کے بعد آپؒ کے متوسلین کا حلقہ پاکستان اور ہندوستان دونوں جگہ تھا۔ اس لیے آپؒ کا تقریباً نصف وقت دونوں ملکوں میں طالبین و سالکین کے جھرمٹ میں گزرتا تھا۔ آپؒ کے بہت سے رمضان بھی پاکستان کے مختلف شہروں میں ہوئے۔ اسی طرح گویا ''خانقاہ'' رائے پور ایک چلتی پھرتی تربیت گاہ تھی۔ جہاں حضرت اقدس رائے پوریؒ تشریف فرما ہوتے، وہی ''خانقاہِ رائے پور'' بن جاتی تھی۔ چناں چہ جب حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ بہٹ کے نزدیک ''پیلوں'' میں قیام فرما تھے، اس دور کا قصہ سناتے ہوئے خود حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے ایک مجلس میں فرمایا:

> ''بعض (لوگوں) نے مجھ سے کہا کہ حضرت کو ''پیلوں'' سے رائے پور چلنے پر آمادہ کرو! تو میں نے جواب دیا کہ ''میرے لیے تو جہاں حضرت ہیں، وہی ''رائے پور'' ہے۔ اگر کہنا ہے تو تم کہو۔ میں کیوں کہوں؟ میرے لیے تو اگر حضرت جنگل میں ہیں، وہی ''رائے پور'' ہے، وہی ''گلزار'' ہے۔'' (47)

چناں چہ اسی اصول کے مطابق مشائخ رائے پور کی یہ خصوصیت رہی ہے کہ جس جگہ خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے مسند نشین حضرات نے قیام فرما لیا، وہی ''خانقاہِ رائے پور'' بن گئی۔ ان حضرات قدس اللہ اسرارہم کا وجودِ مسعود ہی وہ مرکزی شمع ہے، جس کے گرد پروانے اپنی اپنی بساط کے مطابق فیض یاب ہوتے رہتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ جس کا جتنا محبت و عشق کا تعلق بڑھتا گیا، خواہ وہ دور ہی کیوں نہ بیٹھا ہو اور کسی ذمہ داری کو پورا کر رہا ہو، اس کو اتنا ہی زیادہ فیض حاصل ہوتا رہا ہے۔ اصل چیز ان حضرات قدسیہ کے ساتھ عشق کے تعلق کے ساتھ محبت اختیار کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرات مشائخ رائے پور کے متعلقین و

متوسلین پر فیض کی بارش برساتے رہے ہیں۔

قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کا انتقال 16/ اگست 1962ء/ 15/ ربیع الاوّل 1382ھ بروز جمعرات کو لاہور میں ہوا۔ اس طرح آپؒ نے تقریباً 45 سال تک خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کی مسند کو رونق بخشی۔ انھوں نے نبویؐ جذبے کے حامل اپنے مشائخ کے فیضان کو انسانی قلوب میں پیوست کرنے کے لیے عظیم جدوجہد فرمائی۔ اللہ تعالیٰ آپؒ کے درجات عالیہ کو مزید بلند فرمائے اور اعلیٰ علیین میں مقام نصیب فرمائے۔ آمین!

رائے پوری سلسلے کے مسند نشین ثالث

قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ

قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کی ذاتِ قدسی صفات سے لاکھوں انسانوں نے فیض حاصل کیا۔ ہزاروں کی اصلاح ہوئی۔ راہِ ضلالت پر بھٹکتی ہوئی انسانیت پر راہِ ہدایت کی حقانیت ظاہر ہوئی اور یوں ایک عالَم آپؒ کی ذات کے فیضان سے مستفید ہوا۔ باطل کے پاؤں اُکھڑے اور حق کے غلبے کی جدوجہد کو راستہ ملا۔ مظلوم انسانیت کو ظالم سامراج کے براہِ راست تسلط سے آزادی حاصل ہوئی۔ آپؒ اور آپؒ کی جماعت کی عظیم قربانیوں کے سبب انگریز سامراج کو اس خطے سے بوریا بستر اگول کرنا پڑا۔ یوں قومی آزادی کی جدوجہد ایک عظیم علاقہ میں کامیاب ہوئی۔

اگرچہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری کا فیضان بڑا وسیع اور ہمہ گیر ہے اور ہر طبقے کے لوگ آپؒ کی صحبت میں رہ کر مستفید ہوتے رہے ہیں۔ ان میں بہت سے حضرات وہ تھے، جو پہلے سے دین کے کسی نہ کسی شعبے میں کام کررہے تھے اور اپنی خدماتِ دینی کی وَجہ سے شہرت رکھتے تھے۔ محض اصلاح نیت کے جذبہ سے آپؒ کی خدمت میں تشریف لایا کرتے تھے اور تربیتِ اَخلاق اور سلوک و احسان کے حصول کی آرزو لیے حاضر خدمت ہوتے تھے۔ ان میں سے جن حضرات کے حالات کچھ درست ہوتے اور دینی ماحول بنانے میں مدد و معاون بنتے، حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ انھیں دوسروں کو اللہ کا نام بتانے کی اجازت دے دیتے، تاکہ اس پُرفتن ماحول میں عام لوگوں میں عقائد کی درستگی اور اعمال کے اصلاح کی صورت قائم رہے۔

وہ حضرات جنھوں نے خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے جامع فکر و عمل اور جہد و کردار کے حقیقی نقوش کو سمجھا اور اسی کے ہو کر رہے، وہ چند خلفا ہی ہیں۔ ان حضرات نے اپنے آپ کو مٹا کر بڑے عزم و ہمت

www.rahimia.org

سے اس عظیم خانقاہ کے مزاجِ عالی کو اپنے جوہر قلب میں جگہ دی۔ حقیقت میں یہی وہ حضرات ہیں جو اپنے شیخ کے رنگ میں کچھ اس طرح رنگے گئے، کہ خانوادۂ ولی اللّٰہی، امدادی، گنگوہی اور رحیمی فکر وعمل کے امین اور سچے وارث قرار پائے۔ یہی لوگ خانوادۂ ولی اللّٰہی اور ان کے جانشین حضرات مجددین اُمت کے فکرو عمل کو آگے منتقل کرنے کے لیے سرگرمِ عمل ہوگئے۔ نیز اسی کے ساتھ دور کے تقاضوں کے مطابق دین حق کے غلبے کے لیے جس حکمتِ عملی کو حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ نے مرتب کیا تھا، اس پر صحیح معنوں میں کام کرنے کے لیے سراپا عمل بن گئے۔

ان حضرات خلفا میں سب سے ممتاز شخصیت قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کی ہے۔ چناں چہ آپؒ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کے بعد خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے مسند نشین اور اس کے جامع فکر وعمل اور جہد وکردار کے حامل قرار پائے۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ نے اپنی حیاتِ مبارکہ کے آخری دور میں آپؒ کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کی وہ امانت جو آپؒ نے قطبِ عالم حضرت عالی رائے پوری قدس سرہٗ سے حاصل کی تھی، حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کے سپرد فرما دی۔ یوں حضرت رائے پوری ثالثؒ اپنے نانا حضرت عالی رائے پوری قدس سرہٗ کے فکروعمل کے سچے وارث اور اسے آگے منتقل کرنے کے ذمہ دار قرار پائے۔

حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کے حالاتِ زندگی

آپؒ قطب عالم حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کے حقیقی نواسہ ہیں۔ آپؒ کا آبائی وطن گمتھلہ ضلع کرنال ہے۔ آپؒ کے والدِ گرامی حضرت چوہدری تصدق حسینؒ ہیں۔ آپؒ کی ولادت 10/ جمادی الاولیٰ 1323ھ/ 16/ جولائی 1905ء بروز جمعۃ المبارک ہوئی۔ آپؒ نے جس ماحول میں آنکھ کھولی، وہ انتہائی پاکیزہ اور اونچی نسبتوں کا حامل تھا۔

آپؒ کے والد گرامی حضرت چوہدری تصدق حسینؒ قطب ربانی حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ سے بیعت اور انتہائی ذاکر شاغل اور دینی فہم وبصیرت کے حامل تھے۔ آپؒ کا نام ''عبدالعزیز'' حضرت عالی رائے پوریؒ نے تجویز فرمایا اور اپنی توجہاتِ قلبیہ سے مستفید فرمایا۔ اس طرح اپنے نانا قطبِ عالم حضرت عالی رائے پوریؒ کی قلبی توجہات سے مستفید ہونے کا موقع ملا۔ آپؒ نے شعور کی آنکھ کھولی تو چاروں طرف اونچی نسبتوں کے حامل حضرات آپؒ پر شفقت فرماتے رہے۔

قرآن حکیم حفظ کرنے کے بعد رائے پور میں آپؒ کا قیام رہا۔ اس دوران حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس سرہٗ کی نوازشاتِ قلبیہ سے بھی آپ کو سیرابی کا موقع ملا۔ اسی طرح جب مدرسہ مظاہر العلوم

www.rahimia.org

میں داخل ہوئے تو حضرت اقدس مولانا خلیل احمد سہارن پوری قدس سرہٗ کے ہاں آپؒ کی تعلیم و تربیت کا اہتمام ہوا۔ ان حضراتؒ کی آپؒ پر شفقتیں بھی بے پایاں رہیں۔ چناں چہ حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ نے خاص طور پر آپؒ کو دورۂ حدیث شریف کی تکمیل کرائی، حال آں کہ اس سے کئی سال پہلے حضرت سہارن پوریؒ پڑھانا چھوڑ چکے تھے۔ اس طرح آپؒ نے حضرت سہارن پوریؒ کے زیرِ نگرانی ۱۳۴۴ھ / 1924ء کو مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور سے درسِ نظامی کی تعلیم سے فراغت حاصل کی۔

حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ نے سب سے پہلے اپنے نانا حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ سے بیعت کی۔ ان سے سلوک و احسان کی تعلیم و تربیت حاصل کی۔ ظاہری تعلیم و تربیت کے بعد آپؒ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کی صحبت اور معیت میں مسلسل چوالیس سال تک رہے اور ان سے اجازت و خلافت اور جانشینی سے مشرف ہوئے۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے اپنے آخری رمضان میں آپؒ کو اپنا جانشین بنایا اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کی زبانی مجمع عام میں اس کا اعلان کروایا۔

آپؒ نے اپنے شیخ کے وِصال (1962ء) کے بعد تیس سال تک سلسلۂ رائے پور کے وابستگان اور سالکین و طالبین کی تعلیم و تربیت فرمائی۔ نیز مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور سمیت ہندوستان اور پاکستان کے بہت سے مدارس کی سرپرستی فرمائی اور غلبہ دین کے حوالے سے علمائے حق کی تحریکات کی رہنمائی اور سرپرستی کی۔ اس طرح شریعت، طریقت اور سیاست کی جامعیت کو برقرار رکھا۔ آپؒ نے یکم ذی الحج ۱۴۱۲ء / 2 جون 1992ء کو لاہور میں انتقال فرمایا۔

اپنے نانا کی نسبتوں کے امین

قطبِ عالم حضرت عالی رائے پوریؒ کی توجہات اور فیوضات آپؒ پر رہیں، حتیٰ کہ انھوں نے اپنے آخری ایام میں آپؒ پر خصوصی توجہ فرمائی۔ انھی دنوں میں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ نے قطبِ عالم حضرت عالی رائے پوریؒ کی بڑی خدمت کی اور کئی مرتبہ قرآن حکیم بھی خوب توجہ سے سنائے۔ آخر زمانے میں حضرت عالی رائے پوریؒ بیماری اور کمزوری کے سبب اکثر قرآن کریم کی تلاوت کی سماعت کیا کرتے تھے۔ رمضان اور غیر رمضان میں یہی معمول تھا۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ نے بڑی ہمت و استقلال سے مسلسل اور روانی کے ساتھ آپؒ کو متعدد مرتبہ قرآن کریم سنایا۔ اس دوران قطبِ عالم حضرت رائے پوریؒ پوری طرح آپؒ کی طرف متوجہ رہتے تھے، حتیٰ کہ انھوں نے آپؒ کے جوہرِ قلب میں جذبۂ نبویؐ کی اس بلند نسبت کو راسخ کر دیا، جو قرآن کے فیضان سے حاصل ہوتی ہے۔ اور قرآنی انقلاب کے اسی فکر و عمل کو آپؒ کے جاذبہ قلبی میں اس طرح پیوست کر دیا کہ وہ سلسلے کے

www.rahimia.org

مشائخ کی نسبتوں کا امین بن گیا۔

رائے پوری نسبت کی تکمیل

بلاشبہ قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ وہ عظیم شخصیت ہیں، جنھوں نے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کی ذات قدسی صفات میں اپنے آپ کو فنا کر کے مشائخ رائے پور کی نسبت جامعہ کو بڑی عمدگی سے پوری طرح جذب کیا تھا۔ آپؒ کے جوہر قلب میں بچپن کے زمانے سے اس سلسلے کے مشائخ کرام کی جو محبت قویہ پیدا ہوئی تھی، اس کے اثرات نے آپؒ کی ذات میں بڑی اونچی استعداد پیدا کر دی۔

قطبِ عالم حضرت عالی رائے پوری قدس سرہٗ نے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کو جاذبہ حق کی طرف کھینچ کر اپنی زندگی میں ہی آپؒ کی نسبت کی تکمیل کر دی تھی۔ چناں چہ ایک مرتبہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ نے حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ کو مخاطب کر کے فرمایا:

> ''تمھارے ابا جان کی نسبت کی تکمیل تو حضرت عالی رائے پوری قدس سرہٗ ہی کر گئے تھے۔'' (48)

حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ سے خادمانہ تعلق

اسی طرح جب حضرت اقدس عالی رائے پوری کا وصال ہوا، تو حضرت منشی رحمت علی جالندھریؒ (خلیفہ حضرت عالی رائے پوریؒ) نے حضرت عالی رائے پوریؒ کے دیگر خلفا: حضرت بہاول نگریؒ اور حضرت رائے پوری ثانیؒ کے سامنے تجویز رکھی کہ:

> ''حضرت صاحبزادہ صاحب مولانا عبدالعزیز صاحب کی نسبت کی تکمیل تو حضرت عالی رائے پوری قدس سرہٗ کر گئے ہیں، لہٰذا ان سے یہ کام لینا چاہیے۔''

جب اس تجویز کا علم حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری کو ہوا تو آپؒ نے ان حضرات کے پاؤں پکڑ لیے اور انتہائی مؤدبانہ انداز میں ان سے درخواست کی کہ:

> ''میں تو کچھ بھی نہیں ہوں، میں تو حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کا ایک خادم بن کر رہنا چاہتا ہوں۔''

اسی طرح باوجود نسبت اور خلافت کے حصول کے آپؒ نے مسلسل 45 سال حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے خادم کی حیثیت سے خدمت سرانجام دی اور ایسی خدمت کی کہ اس کی مثال نہیں

www.rahimia.org

ملتی۔

حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کے لیے خانقاہ کی تعمیر کے لیے کوشش

حضرت عالی رائے پوریؒ کے وصال کے بعد ابتدائی پانچ چھ سال تک حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کا قیام حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کے پاس مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور کے دار الاقامہ کے کمرہ میں یا پھر گمتھلہ میں ہوتا تھا۔ رائے پور میں آپؒ صرف حضرت عالی رائے پوریؒ کے مزار پر تشریف لے جایا کرتے تھے، باقی زیادہ وقت حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کے پاس گزرتا تھا، یا ان کی معیت میں بہٹ کے شاہ زاہد حسین، یا کھیڑی میں راؤ ناظر حسن کے ہاں قیام ہوتا تھا۔ ان سالوں میں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے خانقاہی نظام کا پورا انتظام کرنا اور مہمانوں کی خدمت کرنا حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کی ذمہ داری تھی۔

یہاں تک کہ حضرت رائے پوری ثالثؒ نے چوہدری محمد صدیق رائے پوریؒ کو بار بار یاددہانی کرا کر رائے پور میں آپؒ کے لیے نئی خانقاہ تعمیر کرائی۔ جب حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کا قیام نئی خانقاہ میں ہوا اور اس کی آبادی کا وقت آیا تو انھی دنوں میں حضرت شاہ سعید احمد رائے پوری کی والدۂ محترمہ سے آپ کی شادی ہوئی تھی، ان کے جہیز کا تمام سامان خانقاہ میں لاکر حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے سپرد کر دیا۔ چناں چہ حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کی والدہ کا تمام سامان؛ کھانے پینے کے برتن، چارپائیاں اور بسترے وغیرہ خانقاہ کی اس نئی عمارت میں مہمانوں کے لیے استعمال ہوتے رہے۔ چناں چہ ابتدا میں جب کہ ابھی حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کی طرف کثرت سے لوگوں کا رجوع نہ ہوا تھا، آپؒ نے ہر طرح سے ان کی خدمت سرانجام دی۔ یہ تو ابتدائی ایام کا معاملہ ہے۔ پھر جب کثرت سے لوگوں کا رجوع حضرت رائے پوری ثانیؒ کی طرف ہوا تو اس زمانے میں مسلسل اسفار میں ساتھ رہا کرتے اور ہر خدمت بجالاتے۔ تقسیم ہند کے بعد پاکستان میں سرگودھا میں قیام کے باوجود آپؒ کا یہ خادمانہ تعلق اور عشق و محبت کا رشتہ جاری رہا۔

القائے نسبت کے بعد اپنے شیخ کی مجسم تصویر

اس خدمت، محبت اور عشق کے تعلق نے انتہائی ترقی کی، حتیٰ کہ جس نسبت کی تکمیل حضرت عالی رائے پوریؒ نے کی تھی، اس میں پختگی اور رسوخ کا یہ عالم ہوا کہ آپؒ اپنے دونوں مشائخ (حضرت عالی رائے پوریؒ اور حضرت رائے پوری ثانیؒ) کی مجسم تصویر بن گئے۔ ان مشائخ نے آپؒ کے قلب و قالب اور دماغ

www.rahimia.org

کو ہی تبدیل نہیں کیا، بلکہ چہرہ مہرہ اور ظاہری عادات و اَطوار اپنے شیخ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری کی مشابہت اختیار کر گئے۔ چناں چہ یہ بات تمام دینی حلقوں میں مشہور ہوگئی کہ ''القائے نسبت'' سے ظاہری شکل و صورت میں تغیر و تبدل کی زندہ مثال اگر کسی نے دیکھنی ہو تو حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کو دیکھ لیا جائے۔

چناں چہ راقم سطور کے اساتذۂ کرام بالخصوص مفتی اعظم مفتی ولی حسن ٹونکیؒ سابق شیخ الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی اپنے درسِ بخاری کے سبق میں نسبت کی منتقلی کے سلسلے میں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کی مثال دیا کرتے تھے اور خود اپنے مشاہدہ کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔

حضرت رائے پوری ثانیؒ کے جانشین اور مسند نشین ثالث

الغرض! قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ نے ہوش سنبھالنے کے بعد تقریباً 14، 15 سال تک قطبِ عالم حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کی خدمت کی اور صحبت اٹھائی۔ آپؒ کی وقادِ طبیعت نے اپنے نانا کے فکر و عمل اور جہد و کردار کا پوری طرح مشاہدہ کیا اور اسے اپنے مزاج اور طبیعت کا حصہ بنایا۔ پھر قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کی 45 سال تک خدمت کی اور انتہائی دل جمعی کے ساتھ ان کی صحبت میں رہے۔ یوں خانقاہِ رائے پور کا پورا مزاج آپؒ کی ذات میں منتقل ہوگیا۔ اس طرح اگلے دور میں آپؒ اس عظیم خانقاہ کے مسند نشین ثانی اور قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے حقیقی معنوں میں جانشین قرار پائے۔

رائے پوری فکر و عمل کا تحفظ اور اس کے فروغ میں کردار

قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ نے اپنے شیخ حضرت اقدس رائے پوری ثانی قدس سرہٗ کے وصال 1962ء کے بعد تقریباً تیس سال (1962ء تا 1992ء) تک خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کی مسند کو رونق بخشی اور اس حوالے سے سپرد شدہ ذمہ داریوں کو پورا فرمایا۔ اس پورے دور میں آپؒ نے جس ضبط، تحمل، بُردباری اور تدبر و فراست کے ساتھ اس سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے جامع فکر و عمل اور بہترین جہد و کردار کو محفوظ رکھا اور اس میں سرمو انحراف نہ ہونے دیا۔ وہ آپؒ جیسی عظیم شخصیت کا امتیازی وصف ہے۔ بلاشبہ آپؒ نے انتہائی نامساعد حالات، پریشان کن ماحول اور مفاد پرستی کے دور میں اپنی ذمہ داریوں کو بڑے شعوری سلیقے اور دینی بصیرت سے پورا فرمایا اور خانقاہِ عالیہ رحیمیہ کے

www.rahimia.org

بنیادی فکر، مسلک اور مشرب میں کسی طرح سے بھی تغیر نہ ہونے دیا۔

مشکل حالات میں حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کا کردار

اس خطے کی معروضی صورتِ حال کچھ یوں رہی کہ 1947ء میں اگرچہ انگریز سامراج کا بوریا بستر اِس خطہ سے گول ہوگیا اور آزادی کا سورج طلوع ہوا، لیکن اسی کے ساتھ نئے عالمی سامراج امریکا نے اپنا اثر ورسوخ اس خطے میں پیدا کرنا شروع کردیا۔ بالخصوص پاکستان کا علاقہ اس کی ہوَس پرستانہ سوچ کا ہمیشہ سے مطمحِ نظر رہا۔ یہی نہیں بلکہ اسلام کے نام پر پوری دنیا میں جتنے ملکوں کی بندر بانٹ کی گئی، اس کے پس پردہ عالمی سامراج کے مفادات کارفرما رہے ہیں۔ یہ اب ایسی ڈھکی چھپی حقیقت بھی نہیں رہی، بلکہ کھل کر سامنے آچکی ہے۔ ہندوستان میں تو پھر بھی کسی درجے میں مستحکم قومی حکومتوں کا تسلسل رہا ہے، لیکن بدقسمتی سے وہ خطہ جو خالصتاً اسلام کے نام پر بنایا گیا تھا، یہاں کے حکمران طبقات اسلام کو پس پشت ڈال کر امریکا بہادر کی غلامی اور اس کے نظامِ سرمایہ داری کو اپنے ملک میں مسلط کرنے میں فخر محسوس کرنے لگے۔

اس کا اثر یہ ہوا کہ سرمایہ داری کی تمام لعنتیں؛ انسانیت دشمنی پر مبنی ذاتی مفاد پرستی، گروہی طبقاتیت، منافقت، اور ظلم واستحصال کی تمام صورتیں اس ملک میں ایک وبا کی طرح پھوٹ پڑیں۔ بداَخلاقی اور بے ہودگی کا ایک ایسا زور بندھا کہ اس نے عام آدمی کو ہی اپنی لپیٹ میں نہیں لیا، بلکہ مذہب کے نام پر کام کرنے والے بھی حُبِّ جاہ، حُبِّ مال، مفاد پرستی اور منافقت کے اس سیلابِ بلا میں بہہ گئے۔ یوں اس خطے میں امریکی سامراج نے دین حق کی سچی تعلیمات پر عمل کرنے کے حوالے سے بڑی مشکلات پیدا کردیں۔

اسلام کا نام استعمال کرنے والی جھوٹی جماعتوں کی مزاحمت

ایسے مشکلات کے ماحول اور پیچیدہ دور میں جہاں دین اسلام کے تمام شعبوں پر مشتمل تعلیمات کے غلبے کے لیے کام کرنا ضروری ہوگیا تھا، وہاں ایک اور مشکل بھی ہوئی کہ اس دور میں غلبۂ دین کے نام پر ایسی ''اسلامی'' جماعتیں بھی سامراج نے پیدا کردیں، جن کا اصل کام سرمایہ دارانہ نظام کے تسلط کے لیے اسلام کو محض آلہ کار کے طور پر استعمال کرنا تھا۔ اسی کے ساتھ دین اسلام کا جو تاریخی تسلسل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے چلا آرہا تھا، انھوں نے اس کا انکار کرنا شروع کردیا۔

ایسی ''اسلامی'' جماعتوں کی پیدائش اگرچہ اس صدی کے پانچویں عشرے میں ہوچکی تھی اور اس دور میں سیاسی شعور رکھنے والے اکابرین شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا سیّد حسین احمد مدنی، حضرت اقدس مولانا عبیداللہ سندھی اور حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس اللہ اَسرارہم نے ان کے مکروفریب

www.rahimia.org

کا پول اچھی طرح کھول دیا تھا، لیکن پاکستان بننے کے بعد اس ملک میں ''اسلام'' کے نام پر کام کرنے والی ان منافق جماعتوں نے بڑا اودھم مچایا۔ ایسے میں ضرورت تھی کہ دین اسلام کی حقیقی سیاسی اور معاشی تعلیمات کو اُجاگر کیا جائے اور عوام دوستی پر مبنی دین اسلام کی سچی اور حقیقی تعلیمات کا نظام قائم کرنے اور اس کے نفاذ کی جدوجہد کی جائے۔

شریعت، طریقت اور سیاست کی جامعیت کا تحفظ

خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کا جو مزاج گزشتہ مشائخ رائے پور کے حوالے سے ایک تسلسل کے ساتھ چلا آرہا تھا، اس میں دین اسلام کے تمام شعبوں شریعت، طریقت اور سیاست میں تربیت، نگرانی اور سرپرستی فرمانا تھا۔ قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ نے بھی اپنے مشائخ کرام کے مزاج کے مطابق ان تینوں شعبوں میں بڑی جامعیت کے ساتھ تربیت فرمائی۔ انتہائی تدبر کے ساتھ نگرانی فرمائی اور پورے فہم و فراست کے ساتھ سرپرستی فرمائی۔ حقیقت یہ ہے کہ جو مزاجِ عالی خانوادۂ ولی اللّٰہی اور ان کے سلسلۂ عالیہ کے اگلے دور کے مشائخ ''گنگوہ'' اور ''رائے پور'' کا رہا ہے، اس کا پورا پورا عکس حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کی ذاتِ قدسی صفات میں دیکھا جاسکتا ہے۔ آپؒ نے انتہائی مشکل، پیچیدہ اور منافقانہ ماحول میں اکابرین مشائخ کے مزاج عالی کو محفوظ رکھا ہے۔

حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کی سیاست میں رہنمائی

یہی وجہ ہے کہ قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ نے دین اسلام کے شعبۂ سیاست کے حوالے سے علمائے اہل حق سے وابستہ افراد اور جماعتوں کی پوری پوری تربیت، نگرانی اور سرپرستی فرمائی۔

چوں کہ حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کا زیادہ تر قیام سرگودھا پاکستان میں رہا، اس لیے یہاں کے معروضی تقاضوں کے مطابق آپؒ نے اس شعبے میں مشائخ رائے پور اور حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کے سیاسی مزاج کو برقرار رکھا اور اس کے مطابق فکر و عمل کو آگے بڑھانے کے لیے جدوجہد اور کاوش فرمائی۔

الف: علمائے اسلام کی اجتماعیت کی سرپرستی

چناں چہ جب 1956ء میں جمعیۃ العلما ہند کے تربیت یافتگان؛ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ وغیرہم حضرات نے علمائے اسلام کی ایک جماعت کی باگ دوڑ سنبھالی اور جمعیۃ العلما ہند کے اسلوب پر اس جماعت نے عوام دوست پالیسی تشکیل دے کر کام کرنا شروع کیا تو حضرت اقدس رائے پوری ثالث قدس سرہٗ نے اپنے تمام احباب کو اس میں کام کرنے اور علمائے حق کے

مشن کو زندہ کرنے کا حکم دیا۔ چناں چہ آپؒ کے سب متعلقین نے ہر طرح سے اس جماعت کے لیے کام کیا۔ بالخصوص حضرت مولانا محمد اکرمؒ سابق مرکزی ناظم عمومی مغربی پاکستان اور حضرت مولانا سیّد نیاز احمد گیلانیؒ (خلیفہ مجاز حضرت رائے پوری ثانیؒ) سابق ناظم عمومی پنجاب نے رات دن کام کر کے اس جماعت کو عوامی جماعت بنا دیا۔ اس جماعت نے پورے ملک میں کام کر کے امریکی سامراج کے سیاسی معاشی نظام کے خلاف شعور پیدا کیا اور دین اسلام کے حوالے سے یہاں کی سیاسی اور نیم مذہبی سیاسی جماعتوں نے جو منافقانہ طرزِ عمل اپنا رکھا تھا، اس کے تار و پود بکھیر کر رکھ دیے۔ حتیٰ کہ وہ نام نہاد ''مسلم'' اور ''اسلامی'' جماعتیں جو سامراج کے لیے کام کر رہی تھیں، پورے ملک میں منہ دکھانے کے قابل نہ رہیں۔

ب: معاشی حوالے سے انقلابی منشور کی تائید

اسی طرح جب 1970ء کے الیکشن کے موقع پر اس جماعت نے سرگودھا میں حضرت اقدس رائے پوریؒ اور دیگر علمائے کرام کی موجودگی میں جو انقلابی منشور بنایا، وہ دین اسلام کی حقیقی تعلیمات پر مشتمل ہوتے ہوئے عوام دوست پالیسیوں کا مظہر تھا۔ اس منشور کے آخر میں ملک بھر میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں معاشی اصلاحات پر مبنی ضمیمہ جات لگائے گئے تھے، وہ جامعہ علومِ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے اساتذہ کرام بالخصوص حضرت اقدس مولانا محمد یوسف بنوریؒ، مفتی اعظم مفتی ولی حسن ٹونکیؒ نے مرتب کر کے دیے۔ اس کے لیے خاص طور پر حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ نے حضرت بنوریؒ کو متوجہ فرمایا تھا۔ راقم الحروف سے خود استاذ محترم حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکیؒ نے اس پورے پس منظر کا تذکرہ فرمایا تھا۔

اس موقع پر علمائے اسلام کی اس عظیم اجتماعیت نے اُس اصول پر سیاسی فکر و عمل کو آگے بڑھایا، جو حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے ایک دفعہ اپنی مجلس میں ارشاد فرمایا تھا۔ آپؒ نے فرمایا تھا:

> ''لوگوں کو مذہبی لڑائی لڑنے کے بجائے، اب زمیندار، کاشت کار، مزدور، سرمایہ دار وغیرہ کے سوالات پر لڑنا چاہیے۔ اس سے مذہب کو بدنام کرنے کا قصہ تو ختم ہو جائے گا۔'' (49)

اسی بنیاد پر اس جماعت نے پاکستان میں 1970ء کا الیکشن سامراجی تسلط کے خلاف عوام دوستی کی اساس پر لڑا اور ملک میں دوسری بڑی سیاسی جماعت کے طور پر اُبھر کر سامنے آئی۔ اس طرح حضرت شیخ الہندؒ، حضرت مدنیؒ، حضرت سندھیؒ، اور حضرات مشائخ رائے پورؒ کے مشن پر کام کرنے کی وجہ سے علما کی اس اجتماعیت کا مورال بلند ہوا۔ اس پورے دور میں حضرت اقدس رائے پوری ثالث قدس سرہٗ نے اس جماعت کی پوری پوری سرپرستی فرمائی۔ اس پورے عمل کا سب سے زیادہ فائدہ یہ ہوا کہ ان اکابرین تحریک

www.rahimia.org

ریشمی رومال اور جمعیۃ العلما ہند کا سیاسی فکر و عمل جو اس ملک میں فتووں کی زد میں تھا، دوبارہ زندہ ہوگیا، بلکہ ایک اچھی طاقت بن کر سامنے آیا۔

ایسے میں بھلا سامراجی قوتیں کیسے آرام سے بیٹھ سکتی تھیں۔ ان کی سازشیں شروع ہوگئیں اور 1976ء میں اس جماعت کے چند لیڈروں نے ان نام نہاد ''مسلم'' اور ''اسلامی'' جماعتوں کے ساتھ اتحاد کرلیا، جو سامراجی مقاصد کو پورا کرنے کے لیے سرگرمِ عمل تھیں۔ اس طرح حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کے اس مشن کو سبوتاژ کرنے کی کوشش کی گئی، جو بڑی محنت سے اس ملک میں بنایا گیا تھا۔ چناں چہ مخلص کارکن اور سچے علمائے کرام ان حالات سے بڑے دل گرفتہ ہوگئے اور انھوں نے علاحدگی اختیار کرلی۔

ج: جمعیت طلبائے اسلام کی سرپرستی

ان حالات میں ضروری تھا کہ شیخ الہند قدس سرہٗ کے مشن پر کالج کے نوجوانوں، مدارس کے طلبائے کرام اور گریجویٹ حضرات میں تربیتی انداز میں سامراج کے خلاف شعور پیدا کیا جائے اور ہنگامہ خیز عملی سیاست کی نعرہ بازی سے الگ ہوکر دینی حوالے سے بنیادی فکر و عمل کو سمجھنے کا شعور پیدا کیا جائے اور مفاد پرستی، لالچ اور منافقت سے ہٹ کر خالص قومی جذبہ اور دینی فہم و بصیرت سے کام کیا جائے۔

چناں چہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کے خلیفہ مجاز اور حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کے خلفِ اکبر و جانشین حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ نے نوجوانوں میں اکابرین علمائے حق کا مشن اور جذبہ زندہ کرنے کے لیے کام شروع کیا ہوا تھا۔ آپؒ نے ''جمعیت طلبائے اسلام'' کے نام سے ایک جماعت بنا کر کام کا آغاز فرمایا تھا۔ اس جماعت نے اگرچہ ابتدائی دور میں شیخ الہند قدس سرہٗ کے مشن پر کام کرنے کی وجہ سے جمعیت علمائے اسلام کا بھی ساتھ دیا تھا، لیکن جب جمعیت نے یہ راستہ چھوڑ دیا اور اس نظام سے مفادات حاصل کرنے شروع کردیے تو ''جمعیت طلبائے اسلام'' کی قیادت نے اپنے آپ کو عملی سیاست سے الگ ہوکر کام کرنے کا فیصلہ کیا۔ چناں چہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ نے ایک مجلس میں جمعیت طلبائے اسلام کے صدر اور مرکزی ناظم عمومی سیّد مطلوب علی زیدی کو بلا کر ارشاد فرمایا:

> ''میں دیکھ رہا ہوں کہ شیخ الہند قدس سرہٗ کی روح اب اس جماعت کی طرف متوجہ نہیں رہی، بلکہ نوجوانوں کے کام کی طرف متوجہ ہوچکی ہے۔ جو لوگ مجھ سے تعلق رکھنا چاہتے ہیں، وہ حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کے مشن پر پورے خلوص، دل جمعی اور اعتماد کے ساتھ کام کریں اور ہر اس جماعت سے اپنا تعلق ختم کرلیں جو شیخ الہند قدس سرہٗ کے مشن پر نہ ہو۔'' (50)

اس طرح آپؒ نے اپنے مشائخ کرام کے اصول پر بروقت صحیح سیاسی رہنمائی فرمائی، اور نوجوانوں کی

www.rahimia.org

بروقت سرپرستی فرما کر صحیح رخ پر کام کرنے میں لگا دیا۔

چناں چہ اس کے بعد اس جماعت کے نوجوان حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ کی رہنمائی اور حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کی سرپرستی میں؛ ہجری حوالے سے ہزارۂ دوم کے مجدد دین اسلام؛ امامِ ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ، حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ، ان کے صاحبزادگان قدس اللہ اسرارہم، حضرت سیّد احمد شہیدؒ اور حضرت شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ، حضرت الامام شاہ محمد اسحاق دہلوی قدس اللہ اسرارہم اور ان کے جانشین مشائخ، سیّد الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ، حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ اور مشائخ رائے پور؛ حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ اور حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے فکر و عمل کو پورے شعور کے ساتھ سمجھنے اور پورے خلوص کے ساتھ اس کے مطابق عمل کرنے میں لگ گئے۔ یہ لوگ نام آوری کی بجائے ان اکابرین کے مشن پر سامراج کے خلاف صحیح سیاسی شعور پیدا کرنے کے لیے سرگرمِ عمل ہو گئے۔

د: تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی کی سرپرستی

پھر جب طلبا کے ساتھ فارغ التحصیل علما اور گریجویٹ حضرات بھی شیخ الہند قدس سرہٗ کے اس مشن میں شامل ہو گئے تو اس سے جماعت کے نام میں وسعت کا آنا ضروری تھا۔ چناں چہ اکابرین کے فکر و عمل اور جہد و کردار کی شعوری محنت کے حوالے سے اس کا نام بھی ''تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی'' رکھ دیا گیا۔ اس طرح فروری 1987ء سے اس تنظیم کے نام سے کام شروع ہوا۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ نے تادمِ حیات (1992ء) اس کی پوری پوری سرپرستی فرمائی۔

قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ کے ہاں حکیم الامت حضرت اقدس شیخ الہند قدس سرہٗ کے سیاسی فکر و عمل، اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی قدس سرہٗ کے سیاسی افکار و نظریات کی بڑی قدر تھی۔ چناں چہ جب بھی ایسے مواقع آئے کہ کچھ لوگوں نے ان حضرات کے بارے میں غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی تو حضرت اقدس رائے پوری ثالث قدس سرہٗ نے ان حضرات کے خلوص، للّٰہیت، اور بلند مرتبہ فکر و عمل کی پوری تائید فرمائی اور اس غلط فہمی کو دور کیا۔

نام نہاد تحقیقاتِ اسلامی کی مزاحمت اور حضرت سندھیؒ کا دفاع

ایک دفعہ جب کہ ایوب خان کے دور میں اس کے ایک نام نہاد اسلامی مشیر نے ''ادارہ تحقیقات

www.rahimia.org

اسلامی' کے نام پر اسلام کے حقیقی چہرہ کو مسخ کرنے کی کوشش کی اور انکارِ حدیث کے فتنے کی سرکاری سرپرستی کی اور اپنے غلط افکار وخیالات کے لیے امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے افکار کو توڑ مروڑ کر اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرنے لگا، تو حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے دل میں حضرت سندھیؒ کے بارے میں میل پیدا ہوگیا۔ ایک دفعہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری کا بنوری ٹاؤن کراچی میں قیام تھا۔ ایک مجلس میں حضرت بنوریؒ نے حضرت سندھیؒ کے بارے میں اپنے تأثر کا اظہار کیا، جو اس نام نہاد ''اسلامی مشیر'' کی تحریرات کی وجہ سے پیدا ہوا تھا۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ نے حضرت بنوریؒ کو مخاطب کر کے فرمایا:

> ''حضرت مولانا! حضرت سندھیؒ ایسے نہیں تھے، جیسا کہ لوگ ان کے بارے میں تأثر دیتے ہیں۔ حضرت سندھیؒ بہت اونچی نسبت کے بزرگوں میں سے ہیں۔ ان کے بلند افکار وخیالات کسی کی سمجھ میں نہ آئیں' یہ اَور بات ہے، لیکن حضرت سندھیؒ، حضرت شیخ الہندؒ کے ایسے اعتماد یافتہ بزرگ ہیں کہ جن کے بنیادی فکر وعمل میں آخر دم تک کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے۔''

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوی قدس سرہٗ کی گفتگو کا حضرت بنوریؒ کے ہاں بڑا وزن تھا۔ اس لیے جیسے ہی حضرت رائے پوری ثالثؒ سے انھوں نے حضرت سندھیؒ کے بارے میں یہ سنا' تو فوراً اپنی بات سے رجوع فرمالیا۔

خانوادۂ حضرت مدنی کے ساتھ شفقت ومحبت

حضرت اقدس مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ کے ساتھ آپؒ کا تعلق خاندانی سطح پر چلا آرہا تھا، جو بعد میں حضرتؒ کے صاحبزادگان حضرت مولانا سیّد اسعد مدنیؒ اور حضرت مولانا ارشد مدنی مدظلہٗ العالی کے ساتھ انتہائی شفقت اور محبت کے ساتھ قائم رہا۔ یہ حضرات جب بھی پاکستان تشریف لاتے' حضرت اقدس سے ملاقات کے لیے سرگودھا تشریف لایا کرتے۔ اور جب حضرتؒ ''رائے پور'' تشریف لے جاتے تو یہاں حضرات وہاں تشریف لاتے۔ اسی طرح حضرت اقدس مدنیؒ کے داماد حضرت مولانا رشید الدین حمیدیؒ سابق مہتمم مدرسہ شاہی مرادآباد سے تعلق محبت بدستور قائم رہا اور حضرت مدنیؒ کی صاحبزادی محترمہ چوں کہ حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ سے مرید ہیں، اس لیے وہی تعلق انھوں نے حضرت اقدس رائے پوری ثالث قدس سرہٗ سے بھی جاری رکھا۔

الغرض! آپؒ کو حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کے سچے جانشین اور ان کے فکر وعمل کو محفوظ طور پر آگے منتقل کرنے والے ان حضرات ثلاثہ؛ حضرت مدنیؒ، حضرت سندھیؒ اور حضرت رائے پوری ثانیؒ کے سیاسی فکر وعمل

www.rahimia.org

سے سچی محبت اور وابستگی تھی۔

حضرت رائے پوری ثالثؒ کے بارے میں ایک غلط فہمی کا ازالہ

قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کے بارے میں ایک حلقہ یہ تاثر دینے کی کوشش کرتا ہے کہ آپؒ اپنے شیخ و مرشد سے سیاسی اختلاف رکھتے تھے۔ یہ تاثر انتہائی غلط فہمی پر مبنی ہے اور حقیقی صورتِ حال کو نہ سمجھنے کی وَجہ سے پیدا ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپؒ اپنے سیاسی فکر و عمل میں بھی اپنے مشائخ رائے پور کے نقشِ قدم پر عمل پیرا تھے۔ چناں چہ ایک دفعہ خود حضرت اقدس رائے پوری ثالث قدس سرہٗ سے یہ سوال کیا گیا کہ آپؒ جمعیۃ العلما ہند کے مقابلے پر دوسرا سیاسی ذہن رکھتے تھے؟ تو حضرت اقدسؒ نے جواباً فرمایا:

> ''بالکل غلط! میں کبھی بھی ایسی کسی جماعت میں شامل نہیں ہوا، البتہ اپنے استاذ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی کی وجہ سے شروع میں مجھے حضرت مدنیؒ کے مؤقف پر کچھ سوالات رہے ہیں، لیکن جب حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، حضرت مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ دہلویؒ اور شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ سے گفتگو ہوئی تو مجھے ان حضرات کے مؤقف پر شرح صدر ہوگیا۔ پھر حضرت اقدس رائے پوری ثانی قدس سرہٗ کی توجہات سے اس مؤقف پر جماؤ ہوتا گیا اور دوسرے مؤقف کی کمزوری ظاہر ہوتی گئی۔''

چناں چہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کے بعد آپؒ نے اپنا سیاسی وزن جس پلڑے میں ڈالا اور حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کے سیاسی مؤقف کو رُوبہ عمل لانے کے لیے جس طرح آپؒ جدوجہد کرتے رہے، اس کی بنیاد پر یہ تأثر ہی سرے سے غلط اور بے بنیاد ہے۔ چناں چہ حقیقت واقعہ یہ ہے کہ آپؒ نے اپنے شیخ اور مرشد سے سیاسی اختلاف نہیں کیا، بلکہ مکمل موافقت' بلکہ متابعت فرمائی ہے۔ اس سلسلے میں آپؒ کا طرزِ عمل اور طریقۂ کار وہی رہا، جو پہلے دونوں مشائخ رائے پور کا رہا ہے۔

قادیانیت کے خلاف تحریک کی سرپرستی

حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ نے جس طرح حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کے فکر و عمل کی حفاظت کی اور اسے آگے بڑھانے کے لیے اس کی سرپرستی فرمائی، اسی طرح آپؒ نے اس خطہ میں انگریز کے خود کاشتہ پودے ''قادیانیت'' کے خلاف چلائی جانے والی تحریک ختم نبوت 1974ء کی سرپرستی بھی فرمائی۔ چناں چہ جیسے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ نے اپنے دور میں قادیانیت کے خلاف مجلس احرارِ اسلام کی کوشش کی تائید و تصویب اور سرپرستی فرمائی تھی، اسی طرح 1974ء میں وہ تحریک جس کی

www.rahimia.org

قیادت حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کر رہے تھے، اس میں آپؒ نے اس پورے عمل کی نگرانی، رہنمائی اور سرپرستی فرمائی اور خصوصی دعائیں اور توجہات فرمائیں۔

چناں چہ حضرت اقدس مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے دستِ راست اور حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہیدؒ، حضرت رائے پوری ثالثؒ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

''قادیانیوں کے خلاف جب تحریک چلی تو ہمارے شیخ حضرت مولانا بنوریؒ (جو مجلس عمل تحریک ختم نبوت کے صدر تھے)، نے باوجود ضعف و کمزوری اور مختلف امراض وعوارض کے، اس فتنے کی سرکوبی کے لیے بھرپور طریقے سے قائدانہ قدم اٹھایا۔ اور نہ رات دیکھی نہ دن، نہ صبح دیکھی نہ شام، نہ بر دیکھا نہ بحر، نہ موجیں دیکھیں نہ ژالہ باری، نہ حکومت سے گھبرائے نہ دشمن کے عزائم سے۔ مردِ میدان کی طرح نہایت پامردی، عزم واستقلال اور قوتِ ایمانی سے آگے بڑھتے اور دلوں کو گرماتے گئے۔

جب سرگودھا پہنچے تو حضرت اقدس مولانا شاہ (عبدالعزیز رائے پوری) صاحب کے یہاں قیام فرمایا۔ ان سے دعائیں لیں، مشورے کیے اور اللہ جل شانہٗ کی ذات پر کامل یقین رکھتے ہوئے آگے بڑھے۔ اور ایک موقع پر اس وقت کے وزیر اعظم کو بڑے جرأت مندانہ انداز میں فرمایا: ''بھٹو صاحب! اگر فیصلہ کرنا ہے تو کر دیں' ڈرتے کیا ہیں؟ آج تخت پر ہیں' کل تختہ پر ہوں گے۔'' یہ سن کر وزیر اعظم پر سکتہ اور ان کے ایوان میں لرزہ طاری ہوگیا۔ اس لیے کہ اس تمکنت، دبدبے اور جوشِ ایمانی کے ساتھ ان سے شاید ہی کسی نے بات کی ہوگی۔

ان کے شیخ حضرت مولانا علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے جس فتنے کی سرکوبی کے لیے ابتدائی قدم اٹھایا تھا اور جس کے لیے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ اور حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے رو رو کر دعائیں کی تھیں، آج ان کے شاگردِ رشید اس کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک رہے تھے۔ اور ان حضراتِ رائے پور کے نواسے اور جانشین دعاؤں اور دواؤں دونوں کے ساتھ بھرپور مدد کر رہے تھے۔ بالآخر اللہ جل شانہٗ نے اس فتنے کی سرکوبی انھی حضرات کے ہاتھوں کرادی۔

فجزاھم اللّٰہ تعالیٰ خیر الجزاء۔''(51)

چناں چہ حضرت اقدس رائے پوریؒ نے اپنے تمام احباب اور اپنے سے تعلق رکھنے والی تمام جماعتوں کو حکم دیا کہ بھرپور طریقے سے اس تحریک میں کام کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اس تحریک میں جہاں دیگر

www.rahimia.org

جماعتوں نے کردار ادا کیا، وہاں حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کی زیرِ سرپرستی ''جمعیت طلبائے اسلام'' کے نوجوانوں کی قیادت اور سرگرم کارکنوں نے اس تحریک میں بڑا جان دار اور بھرپور کردار ادا کیا، بلکہ انھی نوجوانوں کی وجہ سے اس تحریک میں جان پڑی اور بالآخر پاکستان کی قومی اسمبلی میں بھٹو حکومت اور اپوزیشن کے قائدین نے مل کر متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ کیا۔ یہ تاریخی فیصلہ دراصل مخلص قیادت کی جدوجہد، نوجوانوں کی زور دار تحریک اور حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ ایسے بزرگانِ دین کی دعاؤں اور قلبی توجہات کا نتیجہ تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ آپؒ نے اپنے مشائخ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اس خطے میں عالمی سامراج کے سرمایہ پرستانہ مقاصد کے خلاف اس سیاسی فکروعمل، تحریکی مزاج اور شعوری جدوجہد کی نگرانی اور سرپرستی فرمائی، جو خانوادۂ ولی اللّٰہی کی خصوصیت ہے اور جسے ان کے جانشین حضرات نے ہر اگلے دور میں آگے بڑھایا۔ آپؒ نے اپنے سے متعلق کام کرنے والے حضرات کو اس لائن سے نہیں ہٹنے دیا، جو مشائخ متقدمین طے کر گئے تھے اور آپؒ سے سچا اور مخلصانہ تعلق رکھنے والے حضرات نے اسی لائن پر کام کیا۔ خواہ انھیں کتنی ہی مشکلات کیوں نہ آئیں۔

مدارس و مراکزِ علمیہ کی سرپرستی

قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ العزیز نے دینِ اسلام کے شعبۂ سیاست میں کام کرنے والوں کی سرپرستی کے ساتھ، شریعت کی حفاظت کے لیے جو دینی تعلیم و تعلّم کے مراکز اور مدارسِ دینیہ مخلصانہ طور پر کام کر رہے ہیں، ان کی بھی سرپرستی فرمائی۔ چناں چہ وہ مراکزِ دینیہ جو اکابرین نے قائم کیے اور اب بھی صحیح معنوں میں کام کر رہے تھے، آپؒ ان کے سرپرست رہے ہیں۔ لیکن نئے مدارس کے قیام میں آپؒ کی جانب سے اس بات کی تنبیہ کی جاتی رہی کہ چندہ کے سلسلہ میں آج کل جو بے احتیاطی کی جاتی ہے یا مدارس کا کام کرنے والے اخلاص کی بجائے اس کو کاروبار کا ذریعہ بنالیتے ہیں، آپؒ ایسے لوگوں کے بارے میں بڑی سختی فرماتے تھے۔ آپؒ کے حلقہ مریدین میں اول تو اس طرح کی صورت ہوئی نہیں، لیکن چندہ کے معاملہ میں اگر کہیں بھی بے احتیاطی کی جاتی تو آپؒ بڑی سخت تنبیہ فرماتے تھے اور اپنا تعلق منقطع کر لیتے تھے۔ بس مخلص احباب کے قائم کردہ مدارس اور دینی کام کرنے والے قدیم اداروں کی سرپرستی فرماتے تھے۔

چناں چہ مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور کے حضرات سرپرستان میں 1940ء میں آپؒ کا تقرر ہوا تھا۔ اور باقاعدہ طور پر 1947ء تک مظاہر العلوم سہارن پور کے سرپرست کی حیثیت سے آپؒ نے کام کیا۔ اس دوران بہ حیثیت سرپرست آپؒ نے شعبۂ مالیات اور دیگر امور میں نگرانی کے فرائض سرانجام دیے۔ اس کی

www.rahimia.org

کچھ تفصیل ''تاریخ مظاہر'' میں موجود ہے۔ 1947ء میں پاکستان آنے کے بعد اگرچہ باقاعدہ طور پر آپؒ سرپرست نہ رہے، لیکن آپؒ کی قلبی توجہات اور مفید مشاورت کا سلسلہ اسی مرکزِ علمی کی طرف رہا۔

چناں چہ خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے مسند نشین ہونے کے بعد جتنے اسفار آپؒ کے ہندوستان میں ہوئے، اس میں مدرسہ مظاہرالعلوم سہارن پور اور دارالعلوم دیوبند کے ذمہ داران ''رائے پور'' تشریف لاتے رہے، اور ان مراکز دینیہ کی صورتِ حال پر اگر ضروری ہوا تو مشاورت کا عمل پورا ہوتا رہا۔ بالخصوص حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب قاسمیؒ سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند ہر سفر میں رائے پور تشریف لاتے۔ اور کبھی آپؒ دیوبند تشریف لے جا کر حضرت قاری صاحبؒ سے ملاقات فرماتے، اور ضروری امور پر مشاورت کے سلسلے میں دونوں حضرات کی مراسلت بھی ہوتی رہتی تھی۔

اسی طرح پاکستان میں علمی اور دینی کام کے مراکز اور مدارس وجامعاتِ دینیہ کی بھی آپؒ نے سرپرستی فرمائی۔ بالخصوص جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے بانی حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے اصرار پر جامعہ میں بارہا قیام فرمایا۔ اس دوران جامعہ کے تقریباً تمام اساتذہ کرام حضرت مفتی اعظم مفتی ولی حسن ٹونکیؒ، حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان، اساتذۂ دورۂ حدیث؛ حضرت مولانا مصباح اللہ شاہؒ، حضرت مولانا بدیع الزمانؒ، حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ، حضرت مولانا محمد حبیب اللہ مختار شہیدؒ، حضرت مفتی عبدالسلام چاٹگامیؒ وغیرہ حضرات نے اپنا تعلق بیعت و اِرادت آپؒ سے قائم کیا۔ حضرت بنوریؒ کے بعد حضرت مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ تک سب حضرات آپؒ سے جامعہ علوم اسلامیہ کے بارے میں مشارت فرماتے رہے اور آپؒ کی قلبی توجہات جامعہ علوم اسلامیہ کی طرف رہی۔

حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ اور حضرت بنوریؒ کا تعلق

حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کے نزدیک حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے خلوص کی بڑی قدر تھی اور جو اساتذۂ کرام اس زمانے میں جامعہ میں جمع تھے، یہ وہ انتہائی مخلص حضرات تھے، جنھوں نے انتہائی قربانی دے کر جامعہ کے تعلیم وتعلّم کا ماحول قائم رکھا تھا۔ اور پھر چندے کے بارے میں حضرت بنوریؒ نے جو سنہرے اصول قائم کیے اور ان پر آپؒ نے زندگی بھر عمل کیا اس کے اثرات اساتذہ کرام اور طلبا کی زندگی پر بہت اچھے رہے۔ حضرت اقدس رائے پوریؒ کے ہاں حضرت بنوریؒ کے خلوص، سادگی اور چندے کے بارے میں صحیح اصولوں پر عمل کرنے کی بڑی قدر تھی۔

اسی لیے جب بھی حضرت بنوریؒ نے اساتذۂ کرام اور طلبا کی تربیت وہدایت کے لیے حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ سے جامعہ میں قیام کی درخواست کی تو آپؒ نے فوراً قبول فرمائی۔ اور کئی کئی ماہ تک جامعۃ علوم اسلامیہ میں قیام فرمایا۔ جس سے اساتذہ اور طلبا یکساں طور پر مستفید ہوئے۔ حضرت اقدس

www.rahimia.org

رائے پوری قدس سرہٗ کا جامعہ میں قیام بڑا ہی عجیب سماں پیدا کر دیتا تھا۔ حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہیدؒ سابق رئیس جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی نے بڑے دل کش انداز میں جامعہ میں حضرت اقدس رائے پوری ثالث قدس سرہٗ کے قیام کی منظر کشی کی ہے:

''(حضرت بنوریؒ کی دعوت پر) جب ہمارے شیخ (حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ) یہاں (جامعہ) میں تشریف لائے تو حضرت مولانا بنوریؒ کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ چہرہ چودھویں رات کے چاند کی مانند ایسا چمک رہا تھا کہ دل چاہتا تھا کہ پیشانی چوم لوں۔ وہ خوشی، وہ سرور، وہ کیف، آج بھی آنکھوں کے سامنے ہے۔ حضرت بنوریؒ نے اپنے سارے پروگرام حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کی خاطر ملتوی کر دیے۔ صبح کا ناشتہ ہو یا دوپہر کا کھانا، عصر کی چائے ہو یا مجلس، رات کا کھانا ہو یا آرام، ہر وقت حضرت اقدس رائے پوری صاحبؒ کے ساتھ ساتھ (رہتے تھے۔) حضرت اقدس رائے پوریؒ بار بار حضرت مولانا بنوریؒ سے فرماتے کہ ''آپ آرام فرمائیں، آپ کی مشغولیت ہے۔'' لیکن بھلا کوئی حقیقت سے آشنا اور حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ کے مرتبہ کو پہچاننے والا ان کی رفاقت، صحبت اور معیت سے کیسے دور رہ سکتا تھا۔ بہرحال وہ مجلسیں، وہ صبح و شام، وہ ذکر و اذکار کی محفلیں، وہ عصر کے بعد کی مجالس، نہ جامعہ علوم اسلامیہ کے در و دیوار نے پہلے کبھی دیکھی تھیں اور نہ شاید دیکھیں گی۔''(52)

الغرض! حضرت اقدس رائے پوری ثالث قدس سرہٗ کی قلبی توجہات، دعاؤں اور سرپرستی اور حضرت بنوریؒ کے خلوص و سادگی اور حضرات اساتذۂ کرام کی اخلاص بھری قربانی نے جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کو اس دور میں پاکستان بھر کے مدارس اور جامعات میں بڑی منفرد اور ممتاز حیثیت عطا کر دی تھی۔

دیگر مدارسِ دینیہ کی سرپرستی

اسی طرح لاہور میں جامعہ مدنیہ کے مہتمم و بانی حضرت مولانا حامد میاںؒ کا حضرت اقدس رائے پوری ثالث قدس سرہٗ سے بڑا تعلق رہا اور جامعہ کے ابتدائی قیام میں خانقاہِ رائے پور سے وابستہ حضرات کا بڑا تعاون رہا۔ حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ سے حضرت مولانا حامد میاںؒ کی اس سلسلے میں خط و کتابت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس رائے پوریؒ کے ساتھ ہر اہم معاملہ میں مشاورت ہوتی رہی ہے۔

اس طرح ہارون آباد ضلع بہاول نگر میں حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ نے یکم/مئی 1970ء کو ایک مدرسہ تعلیم القرآن کا افتتاح فرمایا اور پھر آخر تک اس مدرسے کی خصوصی سرپرستی فرماتے رہے۔ اس طرح یہ ادارہ ہر طرح کے شرور و فتن سے محفوظ رہا۔

www.rahimia.org

یہی ادارے نہیں بلکہ ہندوستان و پاکستان میں جو ادارے اخلاص، للّٰہیت اور اکابرین کے اسوۂ حسنہ پر قائم رہتے ہوئے کام کرتے رہے، حضرت اقدس رائے پوری کی ان پر خاص توجہ رہی۔ لیکن جب 1980ء کی دہائی کے بعد سے پاکستان میں خاص طور پر اہلِ مدارس نے سادگی، اخلاص اور اکابرین کے قائم کردہ اصولِ مدارس کو ترک کر کے، بلند و بالا عمارات بنانی شروع کر دیں اور سہولت پسندی بلکہ تعیش نے راہ پکڑ لی، اور اکابر دارالعلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے بتائے ہوئے آٹھ اصولوں کو پس پشت ڈال دیا تو آپؒ نے عمومی طور پر مدارس کی سرپرستی سے انکار کر دیا۔ بس انفرادی طور پر جو مخلص حضرات واقعی بات ماننے کی نیت سے اور تربیت واصلاح کی لیے تشریف لاتے، ان سے آپؒ کا تعلق آخر دم تک رہا۔ ورنہ حُبِّ جاہ اور حُبِّ مال کی فراوانی نے دینی تعلیم و تعلّم کے مخلصانہ کام کو پیشہ وارانہ حیثیت دے دی۔ اس سے اہلِ علم حضرات کا وقار ختم ہو کر رہ گیا۔ اللہ تعالیٰ اس فتنۂ مستطیرہ سے عافیت میں رکھے اور اہلِ حق کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کا سلوک واحسان

خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے تیسرے مسند نشین حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ نے اپنے مشائخ کے قدم بہ قدم جہاں دین اسلام کے شعبۂ سیاست اور شریعت میں انتہائی تدبر اور دینی فراست کے ساتھ تربیت، نگرانی اور سرپرستی فرمائی ہے۔ وہاں شعبہ طریقت وسلوک واحسان میں بھی ایک اعلیٰ نمونہ پیش کیا ہے۔ بلاشبہ آپؒ بھی اس حوالے سے قطبیت کے مقام پر فائز تھے۔ ضبط و کتمان نے اگرچہ آپؒ کے باطنی کمالات کو ظاہر نہ ہونے دیا، لیکن آپؒ کی آغوشِ تربیت میں جن حضرات نے پرورش پائی ہے، کچھ انھی کا دل کسی درجے میں آپؒ کے بلند مرتبے کا اندازہ لگا سکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جن حضرات نے مخلصانہ طور پر اپنے آپ کو آپؒ کے سپرد کر دیا، آپؒ نے انھیں ایسے پوشیدہ راستہ سے منزلِ مقصود پر پہنچایا کہ انھیں پتہ بھی نہ چلا، اور وہ منزل پر بھی پہنچ گئے۔ بلاشبہ آپؒ نے نقشبندی بزرگوں کے اعلیٰ معیار کو بڑے خوب صورت اسلوب میں ایک نیا رخ دیا ہے۔ وہ حضرات جنھوں نے آپؒ کی صحبت کا ذائقہ چکھا ہے، وہ اس کی شیرینی اور مٹھاس کی لذت اور ٹھنڈک کو آج بھی محسوس کرتے ہیں۔

یوں تو آپؒ کی مجلس سے فیض یاب اور آپؒ کی زیارت سے برکات حاصل کرنے والے ہزاروں انسان ہیں، جنھیں آپؒ کے پُروقار اور خوب صورت چہرے کی نورانیت اور اثر آفرینی آج تک نہیں بھول رہی۔ ایک بہت بڑی تعداد میں ایسے حضرات ہیں، جو آپؒ کے قلبِ ذکیہ اور انفاسِ طیبہ سے گرمی پا کر باطنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوئے اور سیدھی راہ پر گامزن ہوئے۔ آپؒ کی باطنی توانائی نے سچے طالبین

www.rahimia.org

کے قلوب کے جھاڑ جھنکار کو صاف کر کے محبتِ الٰہی اور عشقِ خداوندی کا ایسا نشہ پلایا، جس کی لذت وہ ہمیشہ اپنے دلوں کے نہاں خانوں میں محسوس کرتے رہیں گے۔

حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ؛ ایک قوی التاثیر بزرگ

آپؒ کی قلبی نورانیت اور صفائے باطن نے بڑے بڑے حضرات کے قلوب پر ایسے گہرے نقوش چھوڑے کہ ان کی زندگی کا رخ بدل گیا۔ انھیں آپؒ کے چہرۂ انور اور باطنی نورانیت میں ایسی جاذبیت اور کشش محسوس ہوئی کہ جو ختم ہونے میں نہ آتی تھی۔ چناں چہ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ جو خود صاحبِ نسبت و اخلاص لوگوں میں سے تھے، آپؒ کا یہ جملہ ہم نے اپنے بیش تر اساتذۂ کرام کی زبان سے سنا ہے کہ آپؒ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری کے بارے میں فرمایا کرتے تھے:

''میں نے اپنی زندگی میں اتنا قوی التاثیر اور اتنا تیز نظر بزرگ نہیں دیکھا۔''(53)

حضرت بنوریؒ نے اپنے اس قلبی تأثر کی وجہ سے اپنے تمام متعلقین واحباب کو حضرت اقدس رائے پوریؒ سے بیعت کرایا۔ بالخصوص اپنے محبوب ترین، قابل ترین، بااعتماد شاگرد اور داماد حضرت مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ (سابق رئیس جامعہ علومِ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی) کو تربیتِ باطنی کے لیے حضرت اقدس رائے پوریؒ کے سپرد فرمایا۔ اور مولانا شہیدؒ سے فرمایا کہ:

''حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ سے بیعت ہوجائیں کہ میں نے آج تک اتنا قوی التاثیر بزرگ نہیں دیکھا۔''

ایک طرف حضرت بنوریؒ کا یہ مشورہ تھا اور دوسری طرف حالت یہ تھی کہ مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ کا بیان ہے کہ:

''میں نے جس روز حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کو دیکھا تھا، اسی دن ان کا غلامِ بے دام ہوگیا تھا۔''

چناں چہ حضرت بنوریؒ کے مشورے اور اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہوکر مولانا شہیدؒ حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ سے بیعت ہوگئے۔ اس پر حضرت بنوریؒ کے تأثرات بیان کرتے ہوئے مولانا شہیدؒ فرماتے ہیں کہ:

''حضرت مولانا (محمد یوسف) بنوری رحمہ اللہ کو جب میرے (حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ سے) بیعت ہونے کا علم ہوا تو بڑے خوش ہوئے۔... میں نے اپنی زندگی میں حضرت مولانا بنوری رحمہ اللہ کو جتنا حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ سے متأثر دیکھا، اتنا کسی سے متأثر نہیں دیکھا۔ جس قدر ان کی مدح سرائی اور تکریم کرتے تھے، اس کا ہم

تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ خود صاحبِ بصیرت تھے اور اصحابِ بصیرت کی قدر کرنا وہی جانتے تھے۔'' (54)

حضرت مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ حضرت اقدس قدس سرہٗ سے بیعت ہونے کے بعد آپؒ کی محبت اور تربیت کے انداز کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''واقعی ایسے قوی التاثیر اور اونچے بزرگ تھے کہ انھوں نے مقناطیس کی طرح اپنی طرف جذب کرلیا۔ ان کی محبت بھی نرالی تھی۔ ان کا انداز بھی پیارا تھا۔ ان کی خاموشی بھی وعظ ونصیحت سے زیادہ اثر انگیز اور ان کی توجہ بھی بڑی پُراثر، پُرکیف اور تیز تر تھی۔'' (55)

چناں چہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ جب بھی کراچی تشریف لے جاتے اور جامعہ علومِ اسلامیہ بنوری ٹاؤن میں قیام ہوتا تو جامعہ کا ماحول ایک خانقاہ کی طرح دکھائی دیتا۔ کیوں نہ ہو، جہاں شیخ رائے پور موجود ہیں، وہی خانقاہِ رائے پور ہے۔ چناں چہ جامعہ علومِ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں آپؒ کے ایک ایسے ہی قیام کے بارے میں حضرت مولانا شہیدؒ بتاتے ہیں:

''ہمارے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کراچی تشریف لائے اور جامعہ میں ہی قیام فرمایا۔ ذکر واذکار کی ایسی بہار آئی کہ جو ناقابل بیان ہے۔ وہ انوارات کی بارش، وہ تجلیات کی ضیا پاشیاں، وہ اللہ والوں کی نشست وبرخاست، وہ صالحین واولیا کا صبح وشام یک جا ہونا اور علمائے کرام اور مشائخ کا دوزانو بیٹھنا اور خاموش مجلس سے مالا مال ہو کر اٹھنا، آج بھی آنکھوں کے سامنے ہے۔'' (56)

چناں چہ حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ نے حضرت مولانا شہیدؒ کی سچی طلب اور تڑپ دیکھ کر ایسی تربیت فرمائی کہ ان کے علم وعمل میں نکھار پیدا کر دیا اور عبودیت اور للّٰہیت کے اونچے مقام پر پہنچا دیا۔ چناں چہ حضرت مولانا شہیدؒ کا بیان ہے:

''ان حضرات نے میرے رگ وپے میں وہ علم وعمل اور للّٰہیت بھر دی، جس نے مجھے سچے علم وعمل کی راہ سمجھائی۔ عبودیت کی حقیقت آشکارا کی اور عبداللہ (اللہ کا بندہ) بننے کا ایسا سبق دیا کہ جس نے میرا سب کچھ بدل کے رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ رحمت برسائے ان روحوں پر جو واقعی انبیائے کرام علیہم السلام کے سچے وارث، علومِ نبوت کے حقیقی حامل اور شریعتِ مطہرہ کے عامل تھے۔ جن کو دیکھ کر خدا یاد آیا کرتا۔ جن کی باتیں دل پر اثر کرتیں۔ جن کی نظر مردوں کو مسیحا بنایا کرتی تھی۔'' (57)

حضرت مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ اکیلے وہ فرد نہیں جو قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کی توجہاتِ باطنی اور قوتِ جذب ونظر کی تاثیر سے گھائل ہوئے ہوں، بلکہ

www.rahimia.org

ہندوستان و پاکستان کے بہت سے محقق علمائے کرام، سچی طلب رکھنے والے تشنگانِ ہدایت آپؒ کی قوتِ جاذبۂ حق سے پھوٹنے والے فیضانِ قلبی کے اَنوارات سے اپنی اپنی استطاعت اور ظرف کے مطابق فیض یاب ہوتے رہے۔

حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کی مجددانہ شان

حقیقت یہ ہے کہ آپؒ نے اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مجددانہ شان کے ساتھ اپنے قلب کی گرمی اور حرارت سے بہت سے قلوب میں محبتِ الٰہی کی جوت جگائی۔ عظمتِ دین اور غلبہ اسلام کا وہ جذبۂ اسلاف پیدا کیا، جو قدیم زمانے سے نبوی وراثت کے طور پر سلسلہ بہ سلسلہ چلا آ رہا ہے۔ اس سلسلے میں آپؒ نے قلوب کی تربیت کرنے کے لیے نئی نرسری لگائی اور اگلی پود پر محبتِ الٰہی کی قلم چڑھائی۔ اور اسے نشہ اطاعت وعبادت میں مخمور کر دیا اور شریعت و سیاست دینی میں باشعور کر دیا۔

اس صدی کے پانچویں عشرے میں سرمایہ پرستی کے عالمی نظام نے اپنے استحصالی کردار کے لیے اسلام کے نام پر جو منافق، مفاد پرست اور گمراہ جماعتیں پیدا کی تھیں، 1980ء کی دہائی تک ان کی بداَخلاقیاں پورے معاشرے میں سرایت کر گئی تھیں۔ حتیٰ کہ مذہب کے نام پر کام کرنے والے افراد بھی شعوری یا لاشعوری طور پر انھی بداَخلاقیوں کا شکار ہو گئے، جو سرمایہ پرست طاقتیں چاہتی تھیں۔ چناں چہ حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کے دور میں جب پُرانا مذہبی طبقہ اسلام کے خوش نما نعروں سے متأثر ہو کر حُبِّ جاہ اور حُبِّ مال میں مبتلا ہو گیا تو آپؒ نے انتہائی جدوجہد اور کاوش سے نوجوان نسل کے قلوب میں محبتِ الٰہی کا جذبہ پیدا کرنے اور دینی شعور کی تربیت دینے کا کٹھن کام کیا۔ آپؒ کی قلبی توجہات اور باطنی کشش نے اکابرین کے مشن کو علیٰ منہاج النبوت باقی رکھنے کی کاوش کی۔ گویا قلوب کی تربیت کے حوالے سے ایک ایسی عمدہ نرسری لگائی، جو آئندہ چل کر پھل دار درخت بن کر اُمت کے لیے سایۂ رحمت بننے کی صلاحیت کی حامل ہے۔

اس طرح آپؒ نے سلوک و احسان اور راہِ طریقت کا وہ اونچا اسلوب برقرار رکھا، جس سے دین اسلام کے بنیادی فکر وعمل کو غالب کرنے کے لیے نوجوان نسل پر مشتمل نیا خون مہیا ہو جاتا ہے۔ یوں نئی نسل کے قلوب میں دین اسلام کی سچی تعلیمات کے رسوخ کی راہ ہموار ہوئی۔ اس طرح آپؒ کے جذبہ ''احسان'' نے ہزاروں نوجوانوں کو حقیقی منزل عرفان واحسان پر پہنچا دیا۔

حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کے تربیتی اسفار

دین اسلام کے ان تینوں شعبوں میں کام کرنے کے لیے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ

www.rahimia.org

نے پاکستان کے مختلف شہروں اور صوبوں کے طویل اسفار کیے۔ قریباً ہر شہر میں آپؒ کی ذات سے فیض حاصل کرنے والے حضرات اور احباب آ موجود ہوتے تھے، بلکہ آپؒ کی آمد کے منتظر رہتے تھے۔ جب بھی آپؒ کی صحبت سے استفادہ کا موقع ملتا، اس سے مستفید ہوتے۔ اس طرح پورے پاکستان میں آپؒ کا فیض جاری رہا۔

پاکستان کے علاوہ آپؒ ہندوستان میں بھی اپنے متوسلین اور متعلقین کی تربیت کے لیے سفر فرماتے رہے۔ چناں چہ 1970ء سے قبل ہر چند ماہ بعد آپؒ کا ہندوستان سفر ہوتا رہا اور رائے پور میں قیام رہتا تھا۔ اس کے علاوہ دیوبند، سہارن پور، دہلی، مراد آباد اور سنبھل وغیرہ شہروں میں بھی سفر رہا کرتے۔ 1970ء کے بعد ویزے وغیرہ کی پابندیوں کی وجہ سے کافی عرصے تک آپؒ کا ہندوستان سفر نہ ہوسکا۔ 1988ء میں رائے پور میں طویل قیام ہوا۔ اس قیام میں ہزاروں لوگ آپؒ کے فیضان سے مستفید ہوئے۔ اپنی زندگی کے آخری پانچ چھ سالوں میں آپؒ کو جیسے ہی رائے پور اور ہندوستان کا ویزا ملا، یکے بعد دیگرے تقریباً ہر سال سفر ہوتا رہا۔

رائے پور میں بڑا عجب سماں ہوتا تھا۔ روزانہ ہزاروں لوگ آپؒ کی زیارت کے لیے تشریف لاتے اور آپؒ کے فیض سے مالا مال ہوتے تھے۔ انسانیت دوستی کا سبق حاصل کرتے تھے۔ عوام تو بڑی کثرت سے آتے ہی تھے، تمام مراکز دینیہ اور مسلم قومی رہنما بھی ملاقات و زیارت کے لیے تشریف لاتے رہے ہیں۔ چناں چہ حضرت مولانا اسعد مدنیؒ جمعیۃ العلما ہند، حضرت مولانا مرغوب الرحمٰنؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا رشیدالدینؒ مہتمم مدرسہ شاہی مراد آباد، حضرت مولانا عبیداللہؒ مقیم مرکز نظام الدین دہلی، اور حضرت مولانا سعید احمد خاںؒ مقیم تبلیغی مرکز مکہ مکرمہ، حضرت مولانا انعام الحسن کاندھلویؒ امیر تبلیغی جماعت مرکز نظام الدین دہلی وغیرہ حضرات وقتاً فوقتاً حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ سے ملاقات اور زیارت کے لیے تشریف لاتے رہے ہیں۔

اسی طرح موجودہ حضرات میں حضرت مولانا محمد طلحہ مدظلہ صاحبزادہ و جانشین حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ، حضرت مولانا مفتی عبدالسلام مدظلہ شیخ الحدیث مدرسہ شاہی مراد آباد، حضرت مولانا بشیر احمد قصبہ نوح میوات اور مولانا محمد الیاس میواتی، حضرت مولانا محمد اختر مہتمم جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاج پورہ سہارن پور بڑی محبت اور جذبے سے رائے پور میں قیام کے لیے تشریف لاتے رہے۔

حضرت مولانا سعید احمد خاں جب رائے پور تشریف لائے تو انھوں نے وہاں لوگوں کے کثرتِ ہجوم اور بڑے اجتماع کو دیکھ کر فرمایا:

''معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں نے منادی کردی ہے کہ اللہ کا ایک نیک بندہ یہاں آیا

www.rahimia.org

ہوا ہے۔ اسی لیے یہ مخلوق خدا بڑے جذبے اور شوق سے یہاں آرہی ہے۔ ہم تو تبلیغی اجتماعات کے لیے تاریخیں رکھ کر پانچ پانچ، چھ چھ ماہ اجتماع کی تیاریاں کرتے ہیں اور پھر بھی اتنا بڑا مجمع نہیں ہوتا اور حضرت اقدس بیماری کی وجہ سے نہ چلتے پھرتے ہیں اور نہ آجاسکتے ہیں، پھر بھی لوگوں کا اس قدر مجمع جمع ہوجاتا ہے! یہ اللہ کی طرف سے ہی ہے۔‘‘(58)

اسی طرح میرٹھ سے حضرت مولانا مسعود الٰہی میرٹھی خلف الرشید حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ بھی کئی بار رائے پور تشریف لائے۔ ان آخری سالوں میں ہندوستان میں آپؒ سے لاتعداد حضرات مستفید ہوئے اور عمومی طور پر لوگوں کے قلوب میں آپؒ کی زیارت سے خدا کی یاد پیدا ہوتی اور انسانیت دوستی کا جذبہ اُبھرتا۔

الغرض! قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ نے تقریباً تیس سال تک خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کی مسند کو رونق بخشی اور آپؒ کے فیض سے ایک عالَم مستفید ہوا۔ دین اسلام کے تمام شعبوں میں آپؒ کا فیض جاری رہا۔ بالآخر 2/ جون 1992ء/ یکم/ ذوالحجہ ۱۴۱۲ھ کو آپؒ نے اس دارِ فانی سے انتقال فرمایا۔ اور رائے پور میں اپنے نانا قطبِ عالم حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ.

رائے پوری سلسلے کے مسند نشین رابع

قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ

قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کی ذاتِ قدسی صفات سے فیض اَخذ کرنے والے یوں تو بہت سے حضرات ہیں، بالخصوص حضرت مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ (سابق شیخ الحدیث و مہتمم جامعۃ العلومِ الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی) اور حضرت مولانا محمد حسن شہیدؒ (چوک شہیداں ملتان) آپؒ کے مجازین میں سے تھے۔ لیکن وہ شخصیت جنھوں نے اپنے بچپن سے لے کر تقریباً 60 سال تک خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے مشائخ کی صحبت میں بسر کیے اور ان سے فیض حاصل کیا، حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ کی ہے۔

حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ کے حالاتِ زندگی

آپؒ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کی پیدائش رجب ۱۳۴۴ھ/ جنوری 1926ء میں اپنے آبائی وطن گمتھلہ، ضلع کرنال (اب صوبہ ہریانہ، انڈیا) میں ہوئی۔ حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ

www.rahimia.org

نے آپؒ کا اسم گرامی سعید احمد رکھا۔ پانچ سال کی عمر میں آپؒ کی والدۂ محترمہ کا انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد سے آپؒ اپنے والدِ گرامی حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کے ہمراہ حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے سایۂ شفقت میں خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور میں قیام پذیر ہوگئے۔

آپؒ کی تعلیم کا آغاز حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کے قائم کردہ مکتبِ قرآنی میں ہوا۔ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے آپؒ کو پہلی ''بسم اللہ'' پڑھائی۔ اور خانقاہِ رائے پور میں قائم مدرسہ فیض ہدایت درگلزارِ رحیمی میں شیخ القرآن حضرت مولانا خدابخش (تلمیذِ خاص حضرت عالی رائے پوریؒ) سے قرآنِ حکیم پڑھنا شروع کیا۔ ان کے بعد اپنے آبائی وطن گمتھلہ میں حافظ مقصود احمد نوشہرویؒ سے پڑھا۔ اپنے ننھیالی گاؤں سکروڈھ ضلع سہارن پور میں حضرت قاری حافظ ولی محمد صاحبؒ سے بھی قرآنِ حکیم کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ حفظِ قرآنِ حکیم کی تکمیل خانقاہِ رائے پور کے ''مدرسہ فیض ہدایت'' میں ہوئی۔

ابتدائی فارسی اور عربی کی تعلیم سکروڈھ میں حضرت مولانا محمد یعقوب بن نور محمد حصارویؒ سے حاصل کی، جو کہ حضرت مولانا حسین احمد علویؒ (مجاز حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ) کے بہنوئی تھے۔ درسِ نظامی کے ابتدائی درجات کی کتب آپؒ نے اپنے والدِ گرامی حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ سے پڑھیں۔ انھوں نے آپؒ کو ''شرح جامی'' تک کی تمام درسی کتابیں خود پڑھائیں۔ آپؒ کو جب بھی کوئی کتاب شروع کرواتے تو حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ اگر خانقاہ میں موجود ہوتے تو ان سے کتاب کا آغاز کرواتے۔ ''تفسیر جلالین'' تک کی کتابیں آپؒ نے حضرت مولانا محمد اشفاق رائے پوریؒ (بھانجے حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ، متولّی خانقاہ رائے پور و رُکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند) سے پڑھیں۔ تفسیر جلالین کا کچھ حصہ حضرت مولانا عبداللہ دھرم کوٹی اور مشکوٰۃ شریف کا کچھ حصہ حضرت مولانا عبداللہ رائے پوری شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ جالندھر (بعد میں ساہیوال) سے پڑھا۔

تعلیم کے آخری سالوں میں خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور میں رمضان المبارک ۱۳۶۷ھ/ 1947ء میں حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے آپؒ کو اپنا امامِ نماز مقرر فرمایا۔

درسِ نظامی کے آخری دو سال کی تعلیم کے لیے آپؒ مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور تشریف لے گئے، جہاں آپؒ نے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ سے بخاری شریف، ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عبداللطیفؒ سے ترمذی شریف، حضرت مولانا منظور احمدؒ سے مسلم شریف اور حضرت مولانا اسعد اللہؒ (بعد میں ناظم اعلیٰ مدرسہ مظاہر العلوم) سے طحاوی شریف، ابن ماجہ اور حدیث کی دیگر کتابیں پڑھیں۔ مدرسہ مظاہر العلوم کے رئیس دار الافتا حضرت مولانا مفتی سعید احمدؒ سے مشکوٰۃ شریف اور شمائل وغیرہ پڑھیں۔ اور حضرت مولانا محمد امیر کاندھلویؒ سے ہدایہ آخرین وغیرہ کتابیں پڑھیں۔ اس طرح آپؒ نے ۱۳۶۸ھ/ 1949ء میں

www.rahimia.org

مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور سے درسِ نظامی کی تعلیم سے فراغت حاصل کی۔

دورۂ حدیث سے فراغت کے بعد جب آپؒ ''رائے پور'' تشریف لائے تو آپؒ کے استاذ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ نے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ سے فرمایا کہ:

''مولوی سعید احمد کو مزید ایک سال کے لیے مجھے دے دیں، تاکہ تکمیل (منطق، فلسفہ وغیرہ علوم) میں وقت لگالے۔''

اس پر حضرت اقدس رائے پوری ثانی قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا:

''بس جی! ہم نے جتنا اپنے برخوردار مولوی سعید احمد کو پڑھانا تھا، پڑھالیا۔ اس سے آگے نہیں پڑھانا۔ ہم نے کوئی اسے محض مدرّس بنانا ہے؟''

پھر حضرت مولانا سعید احمد رائے پوریؒ کی طرف مخاطب ہوکر یہ شعر سنایا ع

پڑھ پڑھ ہوئے پتھر ، لکھ لکھ ہوئے چور
جس پڑھنے سے مولا ملے ، وہ پڑھنا ہے کچھ اَور

آپؒ نے طالبِ علمی ہی کے زمانے میں 1939ء میں حضرتِ رائے پوریؒ ثانی کی سرپرستی میں نوجوانوں کے لیے قائم ہونے والی جماعت ''حزب الانصار'' میں شمولیت اختیار کی۔ اس جماعت کے صدر، امامِ انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے شاگرد حضرت مولانا حبیب الرحمٰن رائے پوریؒ تھے، جو بعد میں خانقاہِ رائے پور اور مدرسہ فیض ہدایت درگلزارِ رحیمی کے متولّی بنے۔

حضرت رائے پوری ثانیؒ کی زیرِ سرپرستی حضرت مولانا حبیب الرحمٰن رائے پوریؒ کے ساتھ وابستہ ہوکر ہندوستان کی آزادی کے لیے سیاسی جدوجہد کا شعور حاصل کیا۔ اس دوران خانقاہ میں تشریف لانے والے عظیم رہنمایانِ دین اور مشائخ حضرات، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، امیرِ تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ، رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ اور امیرِ شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مجاہدِ ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ وغیرہ کی صحبت سے مستفید ہوئے اور ان کی سیاسی مجالس میں شرکت کی۔

تعلیم سے فراغت کے بعد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ نے آپؒ کو خصوصی طور پر اپنی نگرانی اور تربیت میں رکھا۔ ذکر و اَذکار کی تلقین فرمائی۔ اس کے بعد آپؒ نے پوری یکسوئی کے ساتھ اپنا وقت مسلسل حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کی صحبت اور ذکر و اَذکار کی مداومت میں گزارا۔ منازلِ سلوک و عرفان طے کیں اور ان سے دین کے تمام شعبوں میں تربیت حاصل کی۔ آپؒ بڑی عالی ہمتی سے ذکر و اَذکار اور دیگر اشغال وغیرہ میں مشغول رہا کرتے۔ دیکھنے والے بتاتے ہیں کہ حضرت اقدس

www.rahimia.org

رائے پوری ثانیؒ کی آپؒ پر خاص توجہ رہتی تھی۔ یوں خانقاہِ عالیہ کی تمام امتیازی خصوصیات کے حوالے سے آپؒ کی جانب خصوصی توجہ فرمائی۔

سلوک کی تکمیل اور سلسلۂ رائے پور کی نسبت کے حصول کے بعد ۱۳۶۹ھ/ 1950ء میں آپؒ کو حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔ 1950ء کے اواخر میں آپؒ ہندوستان سے پاکستان تشریف لائے۔ اور سرگودھا میں اپنے والدِ گرامی حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کے پاس قیام فرما ہوئے۔

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے آپؒ کو پاکستان اور ہندوستان کے اپنے اسفار میں اپنے ساتھ رکھا اور سکولز اور کالجز کے نوجوانوں میں کام کرنے کا حکم دیا۔ 1950ء سے 1967ء تک آپؒ نے خانقاہی سلسلے کے فروغ کے ساتھ ساتھ نوجوانوں میں دین کے غلبے کے فروغ کی جدوجہد اور کوشش کو بھی جاری رکھا۔ اس کے لیے تبلیغی اور اصلاحی اَسفار کیے۔

16/ اگست 1962ء کو آپؒ کے پہلے شیخ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کا وصال ہوا تو اس کے بعد آپؒ اپنے مرشدِ ثانی اور والدِ گرامی حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کی زیرسرپرستی سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے فروغ اور مدارسِ دینیہ اور کالجز و یونیورسٹیز کے نوجوان طلبا میں دینی شعور کے فروغ کے لیے کام کرتے رہے۔ سرگودھا کی مساجد میں آپؒ کے دروس کا سلسلہ جاری رہا۔

1967ء میں آپؒ نے سرگودھا میں کالجز اور مدارسِ اسلامیہ کے نوجوان طلبا کی تعلیم وتربیت اور ان میں تحریک پیدا کرنے کے لیے ''جمعیت طلبائے اسلام'' قائم کی۔ اس کے افتتاحی اجلاس میں حضرت رائے پوری ثانیؒ کے مجازین حضرت سید نفیس الحسینی شاہؒ اور حضرت مولانا سید نیاز احمد شاہؒ (تلمبہ) بھی تشریف فرما تھے۔ 1970ء میں جمعیت علمائے اسلام کے اجلاس منعقدہ سرگودھا میں جمعیت کے انتخابی منشور میں انقلابی دفعات شامل کرانے میں اہم کردار ادا کیا۔

1973ء سے 1976ء تک جمعیت علمائے اسلام کے ترجمان رسالے ''ترجمانِ اسلام'' کی مجلس ادارت میں آپؒ نے بھرپور کام کیا اور اسے ترقی دی۔ 1974ء میں آپؒ کی سرپرستی میں جمعیت طلبائے اسلام کے نوجوانوں نے ''تحریک تحفظ ختم نبوت'' میں بھرپور کردار ادا کیا اور اسے کامیابی سے ہم کنار کیا۔

1974ء میں ہی آپؒ کی سرپرستی میں جمعیت طلبائے اسلام کا ترجمان ''عزم'' سیریز کی شکل میں شائع ہونا شروع ہوا، جس نے نامساعد حالات کے باوجود آپؒ کی سرپرستی کے سبب آج تک اپنا تسلسل برقرار رکھا ہوا ہے۔ اب نئی شان وشوکت کے ساتھ چھپ رہا ہے۔

فروری 1987ء میں آپؒ نے امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی تعلیمات اور ان کے سلسلے کے علما کی عظیم

www.rahimia.org

الشان قومی جدوجہدِ آزادی سے نوجوانوں کو آگاہ کرنے اور دین اسلام کا انقلابی شعور پیدا کرنے کے لیے ''تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی'' کے نام سے ایک جماعت قائم کی۔ اس کے سرپرست حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ تھے۔ اس کے ذریعے سے ولی اللّٰہی فکر اور علوم و معارف کو بڑا فروغ حاصل ہوا۔

حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کے جانشین اور مسند نشین رابع

جون 1992ء میں قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کا وِصال ہوا۔ انھوں نے اپنی وفات سے تقریباً چار سال قبل ہی حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کو اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا۔ چناں چہ 15/ جنوری 1988ء بروز جمعۃ المبارک کو خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کی مسجد کے سامنے وسیع میدان میں ہزاروں انسانوں کے مجمع میں حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ نے بہ نفس نفیس آپؒ کی جانشینی کا اعلان فرمایا۔ راقم سطور اس موقع پر موجود تھا۔ اس کے بعد بھی بارہا مختلف موقعوں پر حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کے بارے میں بہت بلند کلمات ارشاد فرمائے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت رائے پوری ثالثؒ کی زندگی میں ہی سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور سے متعلق طالبین و سالکین کی رہنمائی اور ہدایت کی ذمہ داری آپؒ ہی کے سپرد رہی۔

حضرت اقدس رائے پوری ثالث قدس سرہٗ کے وصال کے بعد حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ نے خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کی مسند کو رونق بخشی اور ان کے جانشین قرار پائے۔ اس کے بعد سے سلسلۂ رائے پور کے فروغ کی تمام تر ذمہ داری آپؒ کے کاندھوں پر آ گئی۔ اس ذمہ داری کو سرانجام دینے کے لیے آپؒ نے بڑا کام کیا۔ اس دوران آپؒ نے ہندوستان اور پاکستان میں سلسلۂ عالیہ رائے پور کے وابستگان کی ظاہری اور باطنی تربیت کے لیے مسلسل اَسفار فرمائے۔ اسی حوالے سے خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور ضلع سہارن پور (انڈیا) میں آپؒ کا متعدد مرتبہ قیام ہوا۔ آپؒ خانقاہِ عالیہ کے جامع مزاج کے مطابق دین اسلام کے تمام شعبوں میں انتہائی ہمت، جرأت اور تدبر و فراست سے تربیت، نگرانی اور سرپرستی فرماتے رہے۔

1990ء میں امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور ان کے سلسلے کے علمائے ربانیین کے تحریر کردہ دینی لٹریچر کی نشر و اشاعت کے لیے ''شاہ ولی اللہ میڈیا فاؤنڈیشن'' قائم کی۔ یہ فاؤنڈیشن اب تک علمائے ربانیین کے تحریر کردہ بہت سے پمفلٹس شائع کر چکی ہے، جس سے نوجوان مستفید ہو رہے ہیں۔

14/ ستمبر 2001ء کو آپؒ نے لاہور میں ''ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ'' قائم فرمایا، جس میں آپؒ کی سرپرستی میں نوجوانوں میں قرآنی علوم کے فہم و شعور کی جامع تعلیم و تربیت کا نہایت عمدہ اہتمام کیا گیا۔ اسی مرکز میں بیٹھ کر آپؒ نے سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے فروغ کے لیے بڑی جدوجہد اور کوشش فرمائی۔ پھر

www.rahimia.org

گزشتہ چند سالوں میں ہی کراچی، سکھر، ملتان، راولپنڈی، پشاور اور کوئٹہ میں بھی ادارہ رحیمیہ کے ریجنل کیمپسز آپؒ کی سرپرستی میں قائم ہوئے۔ ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ لاہور میں آپؒ کی سرپرستی میں دارالافتا قائم کیا گیا، جس میں دینی مسائل کے حوالے سے شریعتِ اسلام اور فقہ کی روشنی میں جید مفتیانِ کرام عوام الناس کی رہنمائی کر رہے ہیں۔ 2002ء میں آپؒ نے ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ سے الحاق کرنے والے مدارسِ دینیہ کا ایک بورڈ ''نظام المدارس الرحیمیہ پاکستان'' کے نام سے قائم کیا، جس میں ملک بھر کے پچاس سے ساٹھ کے قریب مدارس ملحق ہیں اور ان میں شب و روز حفظِ قرآنِ حکیم، تفسیر، حدیث، فقہ اور علومِ دینیہ کی تعلیم کا عمدہ نظام قائم ہے۔

2004ء میں آپؒ کی سرپرستی اور نگرانی میں حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے علوم و افکار سے نوجوان نسل کو متعارف کرانے کے لیے ملک بھر میں ''شاہ ولی اللہ سیمینارز'' کے عنوان سے بڑے سیمینارز کا اہتمام کیا گیا، جس میں ملک بھر کے تمام بڑے شہروں میں حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے افکار و تعلیمات اور جدوجہد و کوشش سے نوجوان نسل کو آگاہ کیا گیا اور ان کے سلسلے کے سچے علمائے ربانیین کا تعارف کرایا گیا۔ 2007ء میں آپؒ کی سرپرستی میں جنگِ آزادی 1857ء کے ڈیڑھ سو سال مکمل ہونے پر ملک بھر میں سیمینارز کا اہتمام کیا گیا۔ خاص طور پر لاہور، کراچی، پشاور، راولپنڈی، ملتان اور سکھر میں برعظیم پاک و ہند کی آزادی کی تحریک سے نوجوانوں کو متعارف کرانے کے لیے بڑے سیمینارز منعقد ہوئے۔

آپؒ کی تعلیم و تربیت سے جہاں ہزاروں نوجوانوں کی بہت بڑی تعداد فیض یاب ہوئی، وہاں باصلاحیت علما اور فضلا نے بھی آپؒ سے سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور میں سلوک و احسان کی تعلیم و تربیت حاصل کی اور باطنی فیضان اور نسبت کے حامل بنے۔ تربیت کے بعد آپؒ نے تقریباً تیس حضرات کو اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا۔

جنوری 2009ء سے آپؒ کی زیرِسرپرستی ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ لاہور سے ماہنامہ ''رحیمیہ'' کا آغاز ہوا، جو گزشتہ 8 سالوں سے بڑے اہتمام کے ساتھ اپنے قارئین کی رہنمائی کے لیے شائع ہو رہا ہے۔ مئی 2009ء میں ''رحیمیہ مطبوعات'' کے نام سے نشر و اشاعت کا ایک ادارہ قائم کیا، جس میں علمائے حق کی کتابیں تحقیق کے ساتھ شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا۔ جولائی 2009ء سے آپؒ کی زیرِسرپرستی ایک تحقیقی سہ ماہی مجلّہ ''شعور و آگہی'' کا آغاز ہوا، جو اَب تک اپنی تحقیقی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے بڑے اہتمام کے ساتھ ہر سہ ماہی میں تسلسل کے ساتھ بروقت شائع ہو رہا ہے۔

2009ء میں آپؒ نے اپنے خلفا اور متوسلین کی تربیت کے لیے حرمین شریفین کا سفر کیا۔ عمرہ کے دوران حرم کی پاک سرزمین میں ان حضرات کی تربیت کا سلسلہ چلتا رہا۔ اسی دوران حرمین شریفین، بالخصوص

www.rahimia.org

جامعہ اُمُّ القریٰ مکہ مکرمہ اور مدینہ یونیورسٹی کے اساتذۂ حدیث نے آپؒ سے سلسلۂ حدیث کی سند حاصل کی۔ 2010ء میں آپؒ نے اپنے خلفا اور متوسلین کے ہمراہ اپنی زندگی کا آخری حج ادا فرمایا۔ اگرچہ اس سے قبل آپؒ کئی حج ادا کر چکے تھے، لیکن خلفا اور متوسلین کے اصرار پر باوجود ضعف اور کمزوری کے ان کی دل جوئی اور ان کی تعلیم و تربیت اور باطنی نسبت کی ترقی کے لیے یہ سفرِ حج فرمایا۔ اور اس دوران بہت کچھ باطنی فیوض و برکات سے اپنے متعلقین کو مستفیض فرمایا۔

آپؒ نے اپنی پوری زندگی پاکستان اور ہندوستان میں تعلیمی، تربیتی اور اصلاحی دورہ جات کا اہتمام رکھا۔ ہمہ وقت آپؒ نوجوانوں کی تربیت کے لیے اسفار کی صعوبت برداشت کرتے رہے۔ خاص طور پر آپؒ نے ہندوستان میں خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے تقریباً ہر سال مسلسل اسفار کیے اور وہاں قیام کیا۔

حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ پر مشائخ رائے پور کا اعتماد

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کو حضرت مولانا سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ کی استعداد اور صلاحیت پر بڑا اعتماد تھا۔ آپؒ اپنی مجالس میں نام لے کر آپؒ کی تعریف فرمایا کرتے تھے۔ چناں چہ فرمایا کرتے تھے:

''مولوی سعید احمد تو واقعی ''سعید'' ہیں۔'' (59)

اسی طرح پاکستان میں اپنے متوسلین کو خطوط میں آپؒ کی خدمت میں جانے اور صحبت میں رہنے کا حکم فرماتے تھے۔ چناں چہ ایک متوسل کو ایک مکتوبِ گرامی میں آپؒ کا پورا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حضرت مولانا مولوی عبدالعزیز گمتھلوی (رائے پوری) سلّمہٗ حال وارد سرگودھا ہمارے پیر صاحب کے صاحبزادہ (نواسہ) ہیں۔ ان کے ہونہار صاحبزادے مولوی سعید احمد ہیں، جو کہ واقعی اسم بامسمّٰی ہیں۔'' (60)

اس طرح آپؒ وقتاً فوقتاً اپنے متعلقین کو حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کی خدمت میں رہنے کے لیے لکھتے رہے ہیں۔ اس طرح آپؒ کا اعتماد اپنے پورے حلقے میں بٹھاتے رہے اور اپنی قلبی توجہات مسلسل آپؒ پر مرکوز رکھیں۔

اپنے دونوں مشائخ کی ساٹھ سال صحبت اور خدمت

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ نے تقریباً 30 سال (1932ء تا 1962ء) تک حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کی صحبت میں وقت گزارا ہے۔ اس پورے عرصے میں خانقاہِ رائے پور کے فکر و عمل اور جہد و کردار کو بہ خوبی سمجھا، بلکہ انتہائی قریب سے مشاہدہ کیا اور

www.rahimia.org

اپنے قلب و دماغ کی استعداد اور مہارت کے ساتھ اسے پورا پورا جذب کیا۔ پھر تقریباً 30 سال (1962ء تا 1992ء) کا عرصہ آپؒ نے اپنے والدِ گرامی اور خانقاہِ رائے پور کے مسند نشین ثالث حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ کی خدمتِ عالیہ میں رہ کر، ان کی خدمت کی اور صحبت اٹھائی ہے۔

اس عرصے میں حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کی نگرانی میں آپؒ نے خانقاہِ عالیہ کے مزاج کے مطابق دین اسلام کے تمام شعبوں میں بڑی ہمت و جرأت اور قربانی کے ساتھ کام کیا۔ وہ تمام ضروری امور سرانجام دیے، جو اس خانقاہ کے مشائخ کے فکر و عمل اور جہد و کردار کے مطابق تھے۔ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ کے تربیت یافتگان اور خانوادۂ ولی اللّٰہی کے جانشین حضرات کے مزاج اور منشا سے پوری مطابقت رکھتے تھے۔ آپؒ نے اس زمانے میں حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کی رہنمائی میں دور کے تقاضوں کے عین مطابق نوجوانوں میں قومی اور ملّی شعور پیدا کرنے کے لیے اَن تھک محنت اور کاوش کی ہے۔ اس دور میں انسانیت کی خدمت کے حوالے سے غلبہ دین کا تقاضا کیسے اور کیوں کر پورا ہوگا، آپؒ نے اس حوالے سے دینی شعور کے فروغ کے لیے بڑی خدمات سرانجام دیں۔ اس کام کی اہمیت اس حوالے سے بہت بڑھ جاتی ہے کہ آپؒ نے کالج اور یونیورسٹی کے نوجوانوں کو گمراہ جماعتوں کی گمراہی سے بچایا اور انھیں سچے علمائے ربانیین کا تعارف کرا کر ان سے وابستہ کیا۔

اس طرح گویا آپؒ نے اپنے ہر دو مشائخ رائے پور سے پورا پورا کسبِ فیض کیا۔ آپؒ کے قلبِ اطہر نے اپنے دونوں مشائخ جو کہ ہم مثل اور ایک دوسرے کے مشابہ تھے، کے قلوب سے دین اسلام کے ہر شعبے کا فیضان اَخذ کیا۔ اسے اچھی طرح جذب کیا اور تقریباً 60 سال تک خانقاہِ رائے پور کے مشائخ کی صحبت نے خانوادۂ ولی اللّٰہی کے دینی مزاج اور امتیازی خصوصیات کو آپؒ کے قلب و دماغ میں راسخ کر دیا۔ اس نے آپؒ کے جسم و جان کو سراپا عمل بنا کر رکھ دیا۔

مشائخ رائے پور کے مزاج کا مجسمۂ فکر و عمل اور نمونۂ جہد و کردار

حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ کی حالت یہ ہے کہ ایک طرف ان حضرات کی کیمیا اثر صحبت تھی اور دوسری طرف آپؒ کا اپنا یہ حال تھا کہ اونچی استعداد و صلاحیت ہوتے ہوئے آپؒ کا دل و دماغ بچپن سے ہی ان مشائخ کرامؒ کا سچا طالب و عاشق بنا ہوا تھا۔ چناں چہ آپؒ کی سچی طلب اور مشائخ رائے پورؒ کی قوتِ جاذبۂ حق نے آپؒ کو اپنی طرف کھینچ کر ایسا کُندن بنا دیا کہ آپ مجددی ولی اللّٰہی مشائخ رائے پور کے مزاج کے مطابق مجسمۂ فکر و عمل اور نمونۂ جہد و کردار بن گئے۔ پھر آپؒ کی ہمت و قربانی نے اس جذبۂ صادقہ کو مزید نکھار کر رکھ دیا اور ایک کامل فرد کی حیثیت دی۔ یہی وجہ ہے کہ آپؒ نے پاکستان میں دین سے دور

www.rahimia.org

ہو جانے والے نوجوانوں کو گمراہی سے نکال کر دینِ حق کے ساتھ وابستہ کرنے کا تجدیدی کردار ادا کیا۔ اس حوالے سے آپؒ مجددی سلسلے کے تجدیدی کردار کی ایک اہم کڑی کے طور پر یاد رکھے جائیں گے۔

اپنے مشائخ کے سیاسی فکر پر ثابت قدمی اور جدوجہد

سیاسی حوالے سے آپؒ کی تربیت چوں کہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے فرمائی تھی۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری کے زیرِ نگرانی آپؒ نے اس کے مطابق انھی خطوط پر کام کو آگے بڑھایا، جو حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ نے واضح کیے تھے اور جن کا اجمالی سا خاکہ اُن کے حالات میں گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے۔ چناں چہ اس پس منظر میں کام کرنے کے لیے دینِ اسلام کے انسانیت نواز پہلو کو آپؒ نے اُجاگر کیا۔ نیز انسانیت دشمن سامراجی ممالک کی سازشوں اور مکر و فریب سے آگہی دینے کے لیے شعوری کردار ادا کیا۔

چناں چہ آپؒ اپنے ایک مکتوبِ گرامی میں تحریر فرماتے ہیں:

’’بحمداللہ! (ہمارا یہ) جماعتی کام‘ دینی اور ایمانی کام ہے۔ رضائے الٰہی مطلوب و مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے قرونِ اولیٰ کی جماعتِ صحابہؓ کی سنتیں زندہ کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کی جدوجہد کی توفیق عطا کریں۔ جماعتِ صحابہؓ نے ظلم مٹا کر عدل قائم کر کے پوری انسانیت کی خدمت کی ہے۔

(آج) ظلم مٹا کر عدل کے قیام کا فریضہ اُمتِ مسلمہ کی جدوجہد سے نکل گیا۔ ظلم کے نظاموں کو توڑنے والا عمل مفقود (ختم) ہوگیا۔ اس لیے ساری دنیا ظلم کی سیاست کے تابع ہوگئی۔ خود اُمتِ مسلمہ ذلت کے عذابِ دنیا میں مبتلا ہوگئی۔ خلافت و حکومت اور عزت سے محروم ہوگئی۔ نصاریٰ و یہود کی غلام بنی ہوئی ہے۔ امریکا متحدہ یورپ کی طاقت کے ساتھ عربوں پر مکمل غالب آ گیا۔ یہ صلیبی فتح ہوگئی۔ اسرائیل کے ذریعے بیت المقدس پر قبضہ کرایا۔ اب (کویت کی جنگ کے بعد) امریکا نے براہِ راست حرمین شریفین (کی سرزمین) پر قبضہ جما لیا ہے۔ تیل کی دولت اور سونے کی کانیں (اس کے) قبضے میں آ گئیں۔ مفاد پرست، عیاش خاندانوں نے یہاں تک اُمتِ مسلمہ کو ذلیل و حقیر کر دیا ہے۔ ترکی، مصر، شام، مراکش، پاکستان، بنگلا دیش، پھر امریکا کے حکم پر (عراق اور کویت جنگ میں اُس کی) مدد کو پہنچ گئے۔

یہ اقتصادی اور سیاسی غلامی کا نتیجہ ہے۔ ہم پر عذابِ الٰہی ہے۔ یہ غفلت کی سزا ہے۔ مفاد پرستی، خودغرضی کی وبا نے اندھا کر دیا۔ شعور چھِن گیا۔ بے عقلی، بے شعوری‘ عذابِ دنیا ہے۔ ع (61)

www.rahimia.org

وائے ناکامی ، متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

قومی اور ملّی نقطۂ نظر سے انسانیت دوست سیاسی سوچ کی ضرورت

آپؒ اکابرین جمعیۃ العلما ہند کی سیاسی سوچ کے مطابق یہ ضروری سمجھتے تھے کہ دنیا کے ہر خطے کی مظلوم اَقوام کو سامراجی ممالک کی سیاسی، معاشی اور تہذیبی غلامی سے نجات دلانے کی جدوجہد کرنا، اس دور میں دین اسلام کی تعلیمات کا بنیادی حصہ ہے۔ ہر ملک کو اپنے قومی جمہوری تقاضوں اور ملّی اُمنگوں کے مطابق اپنا قومی نظام تشکیل دینے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔ غیرملکی سامراجی مداخلت خواہ وہ کسی بھی نام سے ہو، کسی بھی ملک وقوم کے حقوق غصب کرنے کے مترادف ہے۔ بالخصوص اس خطے کے جن ممالک میں عالمی سامراج مداخلت کر کے اپنے سیاسی و اقتصادی مفادات حاصل کرتا ہے، دینی حوالے سے یہ ایک جرمِ عظیم ہے۔ اس کی مزاحمت ضروری ہے۔

اس علاقے میں اَمن قائم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ سرمایہ پرست سامراجی ممالک سے آزادی حاصل کی جائے اور اپنی قومی اور ملّی اُمنگوں کے مطابق ایک ایسا سیاسی اور اقتصادی نظام تشکیل دیا جائے، جو نہ صرف ملک کے داخلی مسائل کو صحیح بنیادوں پر حل کرنے والا ہو، بلکہ اس پورے برعظیم پاک و ہند و بنگلا دیش میں پُر امن بقائے باہمی اور انسانیت دوستی کے اصولوں پر قائم ہو۔ اس خطے میں اس وقت تک امن قائم نہیں ہوسکتا، جب تک علاقائی بنیادوں پر اس خطہ میں بسنے والے تقریباً ڈیڑھ ارب انسانوں کے سیاسی امن اور معاشی خوش حالی کے لیے کام نہ کیا جائے۔ ہر وہ تحریک جو اس خطے میں فرقہ پرستی، تشدد پسندی، قتل وغارت گری اور فتنہ انگیزی پیدا کرنے والی ہو، اس کی حوصلہ شکنی کی جائے۔ اس طرح کے ہتھکنڈے خواہ مذہب کے نام پر ہوں یا نسل پرستی اور برادری ازم کی بنیاد پر اختیار کیے جائیں، ان کی نفی کی جائے۔ اس لیے کہ دینِ اسلام بنیادی طور پر پُرامن اور انسانیت دوست مذہب ہے۔ اس کا پُر تشدد تحریکات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسلام کو ظلم سے نفرت ہے اور عدل کا قیام اس کا بنیادی جوہر ہے۔ سماجی انصاف کی فراہمی اس کا بنیادی تقاضا ہے۔

آپؒ کی یہ حتمی سیاسی رائے تھی کہ قومی آزادی وحریت کی بنیاد پر سیاسی امن کا حصول اور انسانیت دوستی کی بنیاد پر معاشی عدل اور سماجی انصاف فراہم کرنا اسلام کا وہ سنہرا اُصول ہے، جو ہر دور میں انسانی سماج کی تشکیل نو کے لیے بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ کسی ملک میں غلبۂ دین کے اساسی تصورات انھی اصولوں پر آگے بڑھائے جائیں۔

اس تناظر میں غلبۂ دین کا ایسا سیاسی شعور پیدا کرنا ایک ناگزیر ضرورت اور تقاضا ہے۔ ورنہ حُبِّ مال

www.rahimia.org

اور حُبِّ جاہ کی وجہ سے مذہب کی جو مسخ شدہ صورتیں اس وقت چل رہی ہیں، اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ آئندہ چل کر لوگ مذہب سے نفرت کرنے لگیں گے۔ اس لیے دین اسلام کا وہ اصول جو گزشتہ اولیائے کرامؒ نے ہندوستان کے لوگوں کو حلقہ بگوش کرنے کے لیے اپنایا تھا اور انسانیت نوازی کا درس دیا تھا، اس اصول پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی اساس پر آپؒ اپنے متعلقین ومتوسلین، بالخصوص نوجوان نسل میں دینی حوالے سے سیاسی شعور پیدا کرنے کے لیے جدوجہد کرتے رہے ہیں، تاکہ دین اسلام کی حقیقی سیاسی تعلیمات کا انسان دوست پہلو سامنے آئے اور سامراجی ظلم اور اس کی مداخلت کے خلاف بھرپور شعور کا واضح اظہار ہو۔

مراکزِ علمیہ اور مدارسِ دینیہ کی سرپرستی

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ نوجوانوں کی اس حوالے سے سیاسی تربیت، نگرانی اور سرپرستی فرماتے رہے ہیں۔ اسی کے ساتھ آپؒ اُن مراکزِ علمیہ اور مدارسِ دینیہ کی پوری پوری سرپرستی فرماتے رہے ہیں۔ جو اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ کام کرتے ہوئے موجودہ سرمایہ پرستانہ پُرتعیش ذہنیت سے الگ ہو کر خالص علومِ دینیہ شرعیہ کی تعلیم وتعلّم میں مصروف عمل رہے ہیں۔ آپؒ کی قلبی توجہات اور ادعیہ مخصوصہ ادھر متوجہ رہتیں کہ علومِ شرعیہ و دینیہ کی حفاظت کا انتظام اسی نہج پر جاری رہنا چاہیے، جیسا کہ اکابرین امت کے دور میں سادگی اور خلوص کے ساتھ جاری رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے اداروں کی حفاظت فرمائے اور ہر قسم کے شرور وفتن سے محفوظ فرمائے۔

حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ کا سلوک وطریقت میں کردار

حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ نے دین اسلام کے شعبۂ سیاست اور شعبۂ شریعت کے اساسی فکر وعمل کو کما حقہٗ نئی نسل تک منتقل کرنے کے لیے کام کیا۔ اس حوالے سے کام کرنے والے ادارے، تنظیمات اور مدارس کی نگرانی اور سرپرستی کے ساتھ ساتھ دین اسلام کے شعبۂ سلوک واحسان و راہِ طریقت میں بھی آپؒ پوری ہمت اور دل جمعی کے ساتھ تربیت کے عمل کو وسیع، گہرے اور پراثر انداز میں آگے بڑھاتے رہے ہیں۔ آپؒ کی ہمتِ قلبی اور توجہِ باطنی سچے طالبین کے قلوب میں ذاتِ خداوندی کی محبت اور دین اسلام کی تعلیمات سے سچی وابستگی پیدا کرنے کے لیے سرگرمِ عمل ہے۔

ظاہر بین حضرات کو شاید آپؒ کے قلب زکیہ سے پھوٹنے والی ہدایت کی روشنی کا صحیح احساس نہ ہو، لیکن اہل قلب اور مخلص حضرات آپؒ کے مرتبہ اور مقام سے خوب واقف تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپؒ کے قلب زکیہ نے کتنے ہی قلوب کو باطنی دولت سے مالا مال کیا ہے۔ اخلاص وللّٰہیت اور دین اسلام کے جامع فکر وعمل پر مر مٹنے کا جذبہ صادقہ پیدا کیا ہے۔ چناں چہ آپؒ کی صحبت اور تربیت سے جامع فکر، عمل پیہم اور

www.rahimia.org

جذبہ پر عزم کے حامل ایسے قلوب تیار ہوئے، جو اخلاص وللّٰہیت اور جذبۂ عشق الٰہی سے معمور ہیں اور جرأت وہمت اور قربانی کے پیکر ہیں۔

آپؒ نے بہت سے قلوب کو کھینچ کر اپنے اکابرین مشائخ کرام کے رنگ میں رنگا ہے۔ اس حوالے سے حضرت رائے پوری ثالث قدس سرہٗ نے قلوب کی جو نرسری لگائی تھی، آپؒ بڑی جاں فشانی سے اس کی پرورش اور نگہداشت کرتے رہے اور انھیں عشقِ الٰہی کی شراب پلا کر درجہ تکمیل کی طرف بڑھاتے رہے ہیں۔ آپؒ نے نقشبندی مزاج کے مطابق تمام سلاسل عالیہ کی جامعیت کو کچھ ایسے عجیب انداز سے آگے بڑھایا ہے کہ آپؒ کا کام حضراتِ نقشبندیہ کے لیے کہے گئے اس مصرعے کا پورا مصداق بن گیا ع

بُرند از رہِ پنہاں بہ حرم قافلہ را

(وہ خفیہ راستے سے اپنے قافلے کو حرم پہنچا دیتے ہیں۔)

ہندوستان اور پاکستان میں کئی حضرات آپؒ کی صحبت میں رہ کر کامیاب و کامران ہوئے۔ آپؒ کی طرف سے انھیں اللہ کا نام بتانے کی اجازت مرحمت ہوئی۔ یہ خلفا اور مجازین حضرات اس خانقاہ کے فکر و عمل کو آگے بڑھانے کے لیے کام کر رہے ہیں اور مزید ترقیاتِ ظاہری و باطنی سے مالا مال ہو رہے ہیں۔

حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ تقریباً بیس سال (1992ء تا 2012ء) تک خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے مسند نشین رہے۔ اس دوران انھوں نے دین اسلام کے تینوں شعبوں؛ شریعت، طریقت اور سیاست میں انسانیت کی رہنمائی کی۔ اس کے لیے انھوں نے ادارے اور تنظیمیں بنائیں اور غلبہ دین کے نظریے کے ساتھ اَن تھک جدوجہد اور کوشش فرمائی۔ خاص طور پر ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ قائم کیا۔

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ لاہور کے مقاصد و اہداف

حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ نے لاہور میں ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) قائم کیا، جس کے تحت نہ صرف پاکستان میں خانقاہی مرکز کے طور پر سالکین و طالبین کا پورا اہتمام کیا، بلکہ علومِ قرآنیہ کے فروغ اور ولی اللّٰہی علوم و معارف کے پھیلاؤ کے لیے بڑی جدوجہد اور کوشش کی۔ اب الحمدللہ! پاکستان کے دیگر اہم شہروں کراچی، سکھر، ملتان، راولپنڈی، پشاور اور کوئٹہ میں اس کے ریجنل کیمپس قائم کیے جا چکے ہیں، جب کہ دیگر شہروں کے لیے جدوجہد جاری ہے۔ حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ نے ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ کے لیے تعلیمی اور تربیتی حوالے سے درجِ ذیل بنیادی اہداف و مقاصد مقرر کیے:

1۔ شریعتِ مقدسہ اور علومِ قرآنیہ کا فروغ

شریعتِ مقدسہ کے فروغ کے لیے علومِ قرآنیہ کی سچی اور حقیقی تعلیمات نوجوان نسل کے سامنے پیش

www.rahimia.org

کرنا۔ چناں چہ ادارہ کے پیشِ نظر:

I۔ قرآن حکیم کی مستند تفسیر کا شعور پیدا کرنا

II۔ احادیثِ نبوّیہ کی مسلمہ تشریح سے آگہی دینا

III۔ فقہ اور قانونِ اسلامی کی اجماعی تفہیم پیش کرنا

2۔ طریقت اور سلوک واحسان پر تزکیہ وتربیت

سلوک واحسان تصوف اور طریقت کی اساس پر باطنی تربیت اور تزکیۂ قلوب کے لیے انسانیت کے بنیادی اخلاق پر متعلقین ومتوسلین کی تربیت کرنا۔ اس کے لیے:

I۔ علومِ قرآنیہ کی اساس پر روحانی، اَخلاقی اور شعوری تربیت کا اہتمام کرنا

II۔ مشائخ رائے پور کی صحبت کی اہمیت اور سلسلے کے معمولات کی پابندی کرنا

III۔ مجالس ذکر وفکر کا اہتمام کرنا

3۔ اجتماعیت اور دین کے سیاسی اور معاشی نظام کا شعور

قرآنی تعلیمات کی روشنی میں انسانی سماج کی تشکیل کے درجِ ذیل بنیادی علوم اور ان کے قرآنی اصول اور تعلیمات سے واقفیت بہم پہنچانا:

I۔ عمرانیات (Sociology) اور اس کے قرآنی اصول

II۔ سیاسیات (Political Science) اور اس کے قرآنی اصول وتعلیمات

III۔ معاشیات (Economics) اور اس کے قرآنی اصول وتعلیمات

IV۔ تاریخ (History) اور اس کے قرآنی اصول

V۔ فلسفہ (Philosophy) اور اس کے قرآنی اصول

VI۔ حالاتِ حاضرہ اور قرآنی نقطۂ نظر سے ان کا تجزیہ کرنا

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ کے بنیادی مقاصد میں مذکورہ بالا ''علومِ قرآنیہ'' کی تعلیم وتربیت اور روحانی و اَخلاقی تربیت کے بنیادی اُمور کو قرآنی تعلیمات کے تناظر میں سمجھنا ہے۔ خاص طور پر درست سماجی تشکیل کے لیے قرآنی احکامات کی تفہیم اور دینی علوم کے حوالے سے سماجی شعور بلند کرنا اس کے پیشِ نظر ہے۔

حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ نے ادارہ کی خصوصیات میں یہ طے کیا کہ وہ قرآنی تعلیمات کو بہ طورِ نظامِ زندگی سمجھنے سمجھانے، دینی شعور بیدار کرنے اور اخلاقی جرأت و ہمت پیدا کرنے کے حوالے سے تعلیم وتربیت کی جدوجہد میں مصروفِ عمل رہے گا۔ آپؒ تقریباً بارہ سال تک اس ادارے کی سرپرستی، نگرانی اور سالکین وطالبین کی تربیتِ روحانی کرتے رہے۔

www.rahimia.org

الغرض! آپؒ اپنی شبانہ روز محنتوں کے ذریعے سلسلۂ عالیہ رحیمیہ کے وابستگان میں بالعموم اور نوجوانوں میں بالخصوص غلبہ دین کا سچا جذبہ بیدار کرنے میں مصروف رہے اور اکابرین مشائخ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے نوجوانوں میں ان قومی ذمہ داریوں کا احساس و فکر و عمل پیدا کرنے کی کوشش کی۔ جن کا تقاضا اس دور میں ہمارا دین ہم سے کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپؒ کے فکر و عمل اور جہد و کردار کو صحیح تناظر میں سمجھنے اور اس کی اتباع و پیروی کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور اپنی رضا و محبت سے نوازے۔ آمین!

حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ کا وِصال

حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ اپنے مشائخ کے نقش قدم پر ایک بھرپور زندگی بسر کرتے ہوئے آخری زمانے میں دل کے عارضے میں مبتلا ہوئے۔ 2003ء میں پہلی دفعہ آپؒ کو دل کی تکلیف ہوئی، جس کا علاج ہوتا رہا۔ 9/ستمبر 2012ء کو آپؒ کو دوسری دفعہ دل کا عارضہ لاحق ہوا اور اس کے بعد تقریباً 18 روز تک بیمار رہ کر مؤرخہ ۸/ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ/ 26/ستمبر 2012ء، بروز بدھ، بوقت صبح 9:35 پر تقریباً 90 سال کی عمر میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ ادارہ رحیمیہ لاہور کے قریب وارث روڈ گراؤنڈ میں آپؒ کی نمازِ جنازہ ہوئی، جس میں ملک اور بیرونِ ملک سے ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ اس کے بعد ادارہ رحیمیہ لاہور کے قریب ''گلزارِ رحیمیہ سعیدیہ'' میں آپؒ کی تدفین عمل میں لائی گئی۔

رحمۂ اللّٰہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً

آپؒ کے انتقال پر ملک اور بیرونِ ملک سے علمائے کرام، مشاہیر عظام اور نوجوانانِ ملت نے تعزیتی کلمات کہے۔ خطوط لکھے۔ مضامین شائع ہوئے۔ خاص طور پر خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور میں اُسی روز ایک بہت بڑے اجتماع میں تعزیتی خطابات ہوئے۔ ہندوستان اور پاکستان کے تمام بڑے مدارس میں قرآن خوانی ہوئی۔ تعزیتی پیغامات آئے۔ خاص طور پر ازھرِ ہند دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مولانا ابوالقاسم نعمانی نے دارالعلوم دیوبند میں آپؒ کے لیے ایصالِ ثواب کا اہتمام کرایا اور دعائیں کیں۔ راقم سطور کے نام انھوں نے تعزیتی خط لکھا۔ اسی طرح ملک اور بیرونِ ملک سے متعلقین اور متوسلین نے آپؒ پر تعزیتی مضامین لکھے۔ منظوم اظہارِ تعزیت کیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں ان کی اتباع میں قبول فرمائے۔ آمین یا الله العالمین۔

www.rahimia.org

دعا بہ درگاہِ خداوندِ عز وجل

آخر میں خدائے عز وجل کے حضور ہم سراپا التجا ہیں اور دل کی گہرائیوں سے یہ دعا کرتے ہیں کہ خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے تمام مشائخ رائے پور کی ذواتِ قدسیہ کے فیضان سے پورے عالم کو منور فرمائے۔ ان حضرات کے فکر وعمل کے فروغ کے لیے ہمیں ان سے سچا تعلق قائم کرنے اور دلی محبت رکھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ اور ان کا کلی اتباع کرنے کی بھی پوری توفیق عطا فرمائے۔ ع

نہ پوچھو ہم سے رائے پور کے پیر مغاں کا ظرف
جو اُن کے مے کدے سے ہو کے آیا ، چُور چُور آیا

جو پہنچا ان کی خدمت میں گدائے بے نوا بن کر
وہ آخر کامیاب و کامران ہو کر ضرور آیا

یہ خرقہ پوش سلطان السلاطین زمانہ ہیں
ہمیشہ سربریدہ سامنے ان کے غرور آیا

انھیں کے دم قدم سے رونق بزمِ سیاست ہے
انھیں کے ساتھ عرفان و تصوف دُور دُور آیا

انھیں کے عنبریں انفاس سے دل ہائے ویران میں
بہار جاں فزا آئی ، سکون آیا ، سُرور آیا

وہ عبدِ رحیم و قادر ہوں ، عبدِ عزیز یا سعید احمد ہوں
ہوا ذرّے سے وہ خورشید ، جو اُن کے حضور آیا

☆

www.rahimia.org

حوالہ جات وحواشی

1۔ سوانح شاہ عبدالقادر رائے پوری۔ از مولانا ابوالحسن علی ندویؒ۔
2۔ سوانح شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، از مولانا ابوالحسن علی ندویؒ، ص:32، طبع: مکتبہ رشیدیہ، لاہور۔ نیز حیاتِ طیبہ، از ڈاکٹر محمد حسین للّٰہی، ص: 40، طبع: القادر ناشرانِ کتبِ اسلامی، لاہور۔
3۔ ایضاً، ص:31۔
4۔ حیاتِ طیبہ، ص:41۔
5۔ ارشادات حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، ص121، طبع: رحیمیہ مطبوعات، لاہور
6۔ سوانح حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، ص:46۔
7۔ ایضاً، ص: 51۔
8۔ ایضاً۔
9۔ ایضاً، ص:53۔
10۔ ایضاً، ص:58۔
11۔ ایضاً، ص:59۔
12۔ ایضاً۔
13۔ ایضاً، ص:60۔
14۔ ایضاً، ص:61۔
15۔ ایضاً، ص:62۔
16۔ ایضاً، ص:63۔
17۔ ایضاً، ص:70-69۔
18۔ ایضاً، ص:71۔
19۔ ایضاً، ص:220۔
20۔ ایضاً، ص:149۔
21۔ آپ بیتی، 34-133۔
22۔ سوانح حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، ص108، طبع لاہور۔
23۔ ایضاً، ص:144۔
24۔ ایضاً، ص:110۔
25۔ ارشادات حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، ص:364۔
26۔ قلمی یادداشت، مولانا حبیب الرحمٰن رائے پوریؒ، سرِ ورق تفسیر المقام المحمود از مولانا عبیداللہ سندھیؒ۔
27۔ ارشادات حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، ص:131۔
28۔ ایضاً، ص:132۔
29۔ سوانح حضرت رائے پوریؒ، ص:279، طبع لاہور۔

www.rahimia.org

30۔ ایضاً۔
31۔ ایضاً۔
32۔ خطبات و مقالات از حضرت سندھیؒ، ص:147، طبع لاہور۔
33۔ ایضاً۔
34۔ ارشادات حضرت رائے پوریؒ، ص:349۔
35۔ سوانح حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، ص:277، طبع لاہور۔
36۔ ایضاً، ص:278۔
37۔ القرآن: 8:60۔
38۔ سوانح حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، ص:279۔
39۔ ایضاً، ص:277۔
40۔ مجالس حضرت رائے پوریؒ، ص:78، طبع لاہور۔
41۔ ارشادات حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، ص:320۔
42۔ ایضاً، ص:130۔
43۔ ایضاً، مقدمہ۔
44۔ حکیم الامت، نقوش و تأثرات، از مولانا عبدالماجد دریا آبادی، ص:232، طبع: دارالمصنّفین، شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، یو۔پی، انڈیا، 2011ء۔
45۔ سوانح حضرت رائے پوریؒ، ص105۔
46۔ ایضاً، ص:290۔
47۔ ارشادات حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، ص:207۔
48۔ روایت حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ۔
49۔ ارشادات حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، ص:8-207۔
50۔ روایت سیّد مطلوب زیدی و دیگر حضرات۔
51۔ ماہنامہ بینات، بابت ماہ محرم ۱۴۱۳ھ، مطبوعہ کراچی۔
52۔ ایضاً۔ 53۔ ایضاً۔ 54۔ ایضاً۔
55۔ ایضاً۔ 56۔ ایضاً۔ 57۔ ایضاً۔
58۔ ڈائری راقم الحروف 1988ء۔
59۔ مجالس حضرت رائے پوریؒ، ملفوظات قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری، جمع کردہ: مولانا حبیب الرحمٰن رائے پوریؒ، تلخیص حافظ غلام فرید، از ص:191، طبع: مکتبہ سید احمد شہید، اردو بازار لاہور
60۔ مکتوب بنام مولانا سعید احمد ڈونگوی۔
61۔ مکتوب بنام حافظ محمد حسین، مکتوبات حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ، سہ ماہی مجلّہ ''شعور و آگہی'' لاہور، ج:8، شمارہ 2، اپریل تا جون 2016ء، ص:49۔

☆

www.rahimia.org

نوواں باب

منظوم خراجِ عقیدت

اور تاریخ ہائے وفات

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ

حضرت عالی رائے پوریؒ کے وصال پر دارالعلوم دیوبند اور مدرسہ مظاہرالعلوم سہارن پور کے علمائے ربانیین اور مشائخ نے مرثیے کہے اور آپؒ کو عربی، فارسی اور اُردو زبان میں منظوم خراجِ عقیدت پیش کیا۔ان میں جہاں حضرت عالی رائے پوریؒ کے عزیز از جان دوست اور محبوب حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس سرہٗ —— جو کہ اس وقت مالٹا میں قید تھے —— کا اہم ترین مرثیہ ''مسدسِ مالٹا'' کے نام سے سامنے آیا، وہیں حضرت علامہ سیّد محمدانور شاہ کشمیریؒ شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند کا عربی زبان میں بڑا بلند پایہ مرثیہ معرضِ تحریر میں آیا۔ دیگر مرثیہ نگاروں میں مولانا حبیب الرحمٰن عثمانیؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند، مفتی عزیزالرحمٰن عثمانیؒ مفتی اوّل دارالعلوم دیوبند، مولانا شبیراحمد عثمانیؒ استاذ الحدیث دارالعلوم دیوبند، شیخ الادب والفقہ مولانا اعزاز علی امروہویؒ، حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ، حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ، حضرت مولانا قاری محمد طاہر قاسمیؒ، حضرت مولانا محمد یاسین عثمانیؒ (والدِ گرامی حضرت مفتی محمد شفیع عثمانی کراچی)، حضرت مولانا عبدالسمیع دیوبندیؒ، حضرت مولانا سراج احمد رشیدیؒ، حضرت مولانا عبدالاحد نگینویؒ، حضرت مولانا محمد ابراہیم مسقطیؒ (متعلّم دارالعلوم دیوبند) شامل ہیں۔

یہ تمام مرثیے دارالعلوم دیوبند سے شائع ہونے والے ماہنامہ ''القاسم'' دیوبند بابت سال ۱۳۳۸ھ و ۱۳۳۹ھ/ 1919ء و 1920ء کے شماروں میں کئی اقساط میں طبع ہوئے تھے۔ہم یہاں اس کتاب میں صرف اردو زبان کے مرثیے قارئین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔عربی اور فارسی کے مرثیے ترجمے کے ساتھ الگ سے ایک کتاب بہ عنوان ''حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوری مشاہیر کی نظر میں'' مرتب کر کے شائع کیے جائیں گے۔ مرتب

www.rahimia.org

''مسدسِ مالٹا''

یعنی

وہ پُر درد **مرثیہ**

جو

شیخ المشائخ، حضرت قطبِ عالم **شاہ عبدالرحیم رائے پوری** نور اللہ مرقدہٗ

کی

وفات حسرت آیات کی خبر پر

حضرت اقدس **شیخ الہند مولانا محمود حسن** قدس سرہٗ

نے مالٹا کی قید میں تحریر فرمایا تھا۔

(تحریر: شیخ الادب مولانا محمد اعزاز علیؒ، دار العلوم دیو بند)

[چوں کہ اس مرثیے میں زیادہ تر فارسی اور عربی کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں، اس لیے اردو دان حضرات کے لیے پورے مسدّس کا اردو ترجمہ کردیا گیا ہے، تاکہ تمام لوگوں کے لیے اس سے استفادہ کرنا آسان ہوجائے۔ تمام مسدس بندوں کی نمبرنگ بھی کردی گئی ہے۔ مسدسِ مالٹا میں کل [39] اُنتالیس مسدس ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں حضرات کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کے فیوضات و برکات سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (مرتب)]

www.rahimia.org

[1]

قبلہ و کعبہ امانی مُرد
عالمِ و حافظِ مثانی مُرد
عارفِ حکمتِ یمانی مُرد
طائرِ عرشِ آشیانی مُرد
زینت و زیب الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبد الرحیم ثانی مُرد

(تمناؤں اور آرزؤں کے مرکز ومحور فوت ہوگئے۔ عالم اور قرآن کے حافظ فوت ہوگئے۔ پاکیزہ حکمت وشعور کا عرفان رکھنے والے فوت ہوگئے۔عرشِ عظیم کے بلند پرواز پرندے کی حیثیت رکھنے والے دنیا سے رُخصت ہوگئے۔ ہزارۂ دوم کی زیب و زینت دنیا سے رخصت ہوگئی۔ دوسرے شاہ عبدالرحیم فوت ہوگئے۔)

[2]

حاملِ دین ، و حافلِ حسنات
خازنِ خیر ، و کافلِ برکات
قاسمِ فیض و جامعِ اشتات
سایۂ لطف ، رحمتِ مہدات
زینت و زیب الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبد الرحیم ثانی مُرد

(آپؒ دین کو سر بلند کرنے والے اور نیکیوں کی محفل جمانے والے تھے۔خیر اور بھلائیوں کا خزانہ اور برکات پھیلانے والے تھے۔فیضِ ربانی کی تقسیم کرنے والے اور منتشر اور متفرق لوگوں کو ایک جگہ جمع کرنے والے تھے۔مہربانیوں کا سایہ اور ہدایت کی رحمت تھے۔ ہزارۂ دوم کی زیب و زینت دنیا سے رخصت ہوگئی۔ دوسرے شاہ عبدالرحیم فوت ہوگئے۔)

[3]

رہنمائے مسالکِ ایماں
رہ گزائے منازلِ ایقاں

www.rahimia.org

رہ نورد مراحلِ احساں

ساقیٔ بزمِ وحدت و عرفاں

زینت و زیب الفِ ثانی مُرد

شاہِ عبد الرحیم ثانی مُرد

(آپؒ ایمان کے راستوں کے رہنما تھے۔ یقین کی منزلوں کی رہ گزر بتانے والے تھے۔ احسان کے مرحلوں کے رہ نورد تھے۔ وحدت و عرفاں کی بزم کے ساقی تھے۔ ہزارۂ دوم کی زیب و زینت دنیا سے رخصت ہوگئی۔ دوسرے شاہ عبدالرحیم فوت ہوگئے۔)

[4]

نورِ چشم اکابر و اَعلام

ملجاء و مأمنِ خواص و عوام

سرپرستِ مدارسِ اسلام

مُردم دیدۂ رشیدِ انام

زینت و زیب الفِ ثانی مُرد

شاہِ عبد الرحیم ثانی مُرد

(آپؒ بڑے حضرات و اکابر کی آنکھوں کا نور تھے۔ ہر خاص و عام کے لیے امن کا مقام اور ان کے ملجا و مأویٰ تھے۔ آپؒ مدارسِ اسلام کے سرپرست تھے۔ آپؒ مخلوق کو رُشد و ہدایت دینے والے (حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ) کی آنکھوں کی پتلی تھے۔ ہزارۂ دوم کی زیب و زینت دنیا سے رخصت ہوگئی۔ دوسرے شاہ عبدالرحیم فوت ہوگئے۔)

[5]

راسِ صلحا و سیدِ علما

رونق افزائے حلقۂ فقرا

مسند آرائے محفل عرفا

شمع وہاج مجلس غربا

زینت و زیب الفِ ثانی مُرد

شاہِ عبد الرحیم ثانی مُرد

(آپؒ صالحین کے سردار اور علما کے سربراہ تھے۔ (اللہ کی طرف متوجہ رہنے والے) فقرا

www.rahimia.org

کے حلقے کی رونق تھے۔ آپؒ معرفت حاصل کرنے والوں کی محفل کے مسند نشین تھے۔ (مشکلات برداشت کرنے والے) غربا کی مجلس کے روشن چراغ تھے۔ ہزارۂ دوم کی زیب و زینت دنیا سے رخصت ہوگئی۔ دوسرے شاہ عبدالرحیم فوت ہوگئے۔)

[6]

بحرِ الطاف و ابرِ جود و سخا
روحِ اَخلاق و جانِ صدق و صفا
کوہِ تمکین و کانِ علم و حیا
بدرِ آفاق و شمسِ عِزّ و عُلا
زینت و زیب الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبد الرحیم ثانی مُرد

(آپؒ مہربانیوں کے سمندر اور عطا و سخاوت کے ابرِ کرم تھے۔ اَخلاق کی روح اور مقامِ صدق و صفا کی جان تھے۔ آپؒ صبر و استقامت اور مقامِ تمکین کے پہاڑ، علم و حیا کی کان، کائنات کے چمکتے ہوئے چاند اور بلند عزت و مرتبت کے سورج تھے۔ ہزارۂ دوم کی زیب و زینت دنیا سے رخصت ہوگئی۔ دوسرے شاہ عبدالرحیم فوت ہوگئے۔)

[7]

چشمۂ فضل و معدنِ احسان
کاشفِ رمز علم القُرآن
محملِ صدق قولِ فخرِ زماںؐ
"خیرکُم مَن تعلّم القُرآن"
زینت و زیب الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبد الرحیم ثانی مُرد

(آپؒ فضل و کرم کا سرچشمہ اور احسان و طریقت کا خزانہ تھے۔ قرآن حکیم کی تعلیم کے اسرار و رموز کھولنے والے تھے۔ فخرِ زماںؐ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سچے قول کے مصداق تھے: ''تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے''۔ ہزارۂ دوم کی زیب و زینت دنیا سے رخصت ہوگئی۔ دوسرے شاہ عبدالرحیم فوت ہوگئے۔)

www.rahimia.org

[8]

قامع شرک و بدعت و الحاد
پاک رُو پاک باز و پاک نہاد
رہرو و رہبر و ہاد و نجاد
مشفق و جاں نثار اہلِ وِداد
زینت و زیب الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبد الرحیم ثانی مُرد

(آپؒ شرک و بدعت اور الحاد و زندقہ کا قلع قمع کرنے والے تھے۔ پاک چہرے والے، پاک باز اور پاکیزگی کا اہتمام رکھنے والے تھے۔ راستے کے ماہر اور رہبر، ہدایت دینے والے اور بزرگی والے تھے۔ (چھوٹوں پر) شفقت کرنے والے، (دوستوں کے) جاں نثار اور ان سے محبت کرنے والے تھے۔ ہزارۂ دوم کی زیب و زینت دنیا سے رخصت ہوگئی۔ دوسرے شاہ عبدالرحیم فوت ہوگئے۔)

[9]

صوفی و صافی و صفی اوّاب
فانی و باقی و تقی توّاب
خاشع و خاضع و رضی رحّاب
لم یکن فاحشاً و لا سخّاب
زینت و زیب الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبد الرحیم ثانی مُرد

(آپؒ صوفی اور دل کے صاف، ستھرائی کا سراپا اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔ مقامِ فنا اور بقا کے حامل، متقی اور توبہ کرنے والے تھے۔ اللہ کے حضور خشوع اور خضوع کرنے والے تھے۔ اللہ کے فیصلے پر راضی رہنے والے تھے۔ برا بھلا کہنے والے اور نہ کسی کا مذاق اڑانے والے تھے۔ ہزارۂ دوم کی زیب و زینت دنیا سے رخصت ہوگئی۔ دوسرے شاہ عبدالرحیم فوت ہوگئے۔)

www.rahimia.org

[10]

مرہمِ زخم خستہ و ناکام
دست گیرِ ارامل و ایتام
خادمِ شرع ، جانشینِ کرام
رحمتِ ذوالجلال و الإکرام
زینت و زیب الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبد الرحیم ثانی مُرد

(آپؒ ناکام اور زخمی دلوں کا مرہم، بیواؤں اور یتیموں کا ہاتھ پکڑنے والے تھے۔ شریعت کے خادم اور معزز علما کے جانشین تھے۔ اللہ بزرگی اور عزت والے کی رحمت تھے۔ ہزارۂ دوم کی زیب و زینت دنیا سے رخصت ہوگئی۔ دوسرے شاہ عبدالرحیم فوت ہوگئے۔)

[11]

ہم رہِ ہمرہاں ، واویلا!
ہم رُوِ ہم رواں ، واویلا!
ہم دمِ ہم دماں ، واویلا!
ہم دوِ دوستاں ، واویلا!
زینت و زیب الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبد الرحیم ثانی مُرد

(ہمراہوں کے ہمراہی چلے گئے، ہائے افسوس! ایک ہی راستے پر اکٹھے چلنے والے چلے گئے، ہائے افسوس! دوستوں کے ہمدم چلے گئے، ہائے افسوس! ہم دوستوں کے دوست چلے گئے، ہائے افسوس! ہزارۂ دوم کی زیب و زینت دنیا سے رخصت ہوگئی۔ دوسرے شاہ عبدالرحیم فوت ہوگئے۔)

[12]

باغِ اُمید میں خزاں! افسوس
خاک میں گنج شائے گاں! افسوس
مرگ اور عیسٰیِ زماں! افسوس
سرد ہو شمع خاوراں! افسوس

www.rahimia.org

زینت و زیب الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبد الرحیم ثانی مُرد

(امید کے باغوں میں خزاں آگئی، افسوس! مٹی میں ایک خزانہ چھپ گیا، ہائے افسوس! موت اور زمانے کے عیسیٰ کی موت، ہائے افسوس! انتہائی روشن شمع سرد ہوگئی، ہائے افسوس! ہزارۂ دوم کی زیب و زینت دنیا سے رخصت ہوگئی۔ دوسرے شاہ عبدالرحیم فوت ہوگئے۔)

[13]

نازِشِ فخرِ دوستاں نہ رہا
زورِ بازوئے ہمرہاں نہ رہا
قدر افزائے خادماں نہ رہا
لو ''حُدی خوانِ کارواں'' نہ رہا
زینت و زیب الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبد الرحیم ثانی مُرد

(دوستوں کے فخر کا ناز اٹھانے والا نہ رہا، ہمراہیوں کے بازو کی طاقت اور ان کا زور نہ رہا، خادموں کی قدر افزائی کرنے والا نہ رہا، لو! کارواں (میں جوش و جذبہ پیدا کرنے والا) حدی خواں نہ رہا۔ ہزارۂ دوم کی زیب و زینت دنیا سے رخصت ہوگئی۔ دوسرے شاہ عبدالرحیم فوت ہوگئے۔)

[14]

سینہ کل تک تھا محشرِ آمال
آج بیٹھے ہیں کیسے فارغِ بال
جی میں کوئی ہوس رہی ، نہ خیال
جینا آتا نظر ہے کیوں جنجال
زینت و زیب الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبد الرحیم ثانی مُرد

(کل تک سینہ امیدوں کا مرکز بنا ہوا تھا، آج خالی دل ہوکر کیسے بیٹھے ہیں، دل میں نہ کوئی آرزو رہی اور نہ کوئی خیال رہا، (ایسے میں) زندگی بسر کرنا کیوں جنجال نظر آتا ہے۔ ہزارۂ دوم کی زیب و زینت دنیا سے رخصت ہوگئی۔ دوسرے شاہ عبدالرحیم فوت ہوگئے۔)

[15]

قبر ہو تیری ، جب دل صد چاک
آرزوئیں نہ کیوں ہوں سب تہِ خاک
ہو تبدّل جو ایسا حیرت ناک
دل نہ ہوں آرزو سے کیسے پاک
زینت و زیب الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبد الرحیم ثانی مُرد

(تیری قبر جب دل کے سوٹکڑے کردے، ساری آرزوئیں مٹی کے نیچے کیوں نہ اُتر جائیں۔ ایسا حیرت ناک جو تغیر و تبدل آیا ہے، دل کیوں نہ آرزوؤں سے فارغ ہو جائیں۔ ہزارۂ دوم کی زیب و زینت دنیا سے رخصت ہوگئی۔ دوسرے شاہ عبدالرحیم فوت ہوگئے۔)

[16]

ہوئے عثمانؓ جامع قرآن
دِہ بدہ تم تھے قاسِم فرقان
تم بلاشک تھے نائب عثمانؓ
آج سنسان کیوں نہ ہو میدان

زینت و زیب الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبد الرحیم ثانی مُرد

(حضرت عثمانؓ قرآن کو جمع کرنے والے تھے، اور آپ اس فرقانِ حمید کو (مکاتبِ قرآنیہ قائم کرکے) ہر ایک دیہات میں تقسیم کرنے والے تھے۔ آپ بغیر کسی شک و شبہ کے حضرت عثمانؓ کے نائب تھے، آپ کے جانے سے آج میدان کیوں سنسان نہ ہو۔ ہزارۂ دوم کی زیب و زینت دنیا سے رخصت ہوگئی۔ دوسرے شاہ عبدالرحیم فوت ہوگئے۔)

[17]

آئی ہے جن بحار میں کو خبر
تلخ ہی وہ رہیں گے تا محشر

www.rahimia.org

اَحمر اَبیض ہیں غم میں سب اَخضر
موجیں کہتی ہیں سمجھے کوئی اگر
زینت و زیب الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبد الرحیم ثانی مُرد

(جن سمندروں سے گزر کر آپؒ کی موت کی خبر آئی ہے، محشر تک وہ کڑوے ہی رہیں گے۔ بحر احمر اور بحر ابیض آپؒ کے غم میں اپنا رنگ بدل کر سبز ہو گئے ہیں۔ اگر کوئی سمجھے تو سمندروں کی موجیں یہی کہہ رہی ہیں۔ ہزارۂ دوم کی زیب و زینت دنیا سے رخصت ہوگئی۔ دوسرے شاہ عبدالرحیم فوت ہوگئے۔)

[18]

آتا یورپ میں غم بھلا یہ کہاں
تیرے دلدادہ گر نہ ہوتے یہاں
کس کے گھر ہوتا آن کر مہماں
کس سے سنتا کہو! یہ آہ و فغاں
زینت و زیب الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبد الرحیم ثانی مُرد

(یورپ میں آپؒ کی موت کا غم بھلا کیسے آتا، اگر یہاں آپ کے دل دادہ نہ رہ رہے ہوتے۔ آپ کی موت کا غم کس کے گھر میں آ کر مہمان بنتا اور کس سے یہ آہ و فغاں سنتا۔ ہزارۂ دوم کی زیب و زینت دنیا سے رخصت ہوگئی۔ دوسرے شاہ عبدالرحیم فوت ہوگئے۔)

[19]

سر پر اس ”کوہ“ کو اٹھاتا کون
گردن اس کے لیے جھکاتا کون
دل کے اندر اسے بٹھاتا کون
پڑھ کے یہ روتا اور رُلاتا کون
زینت و زیب الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبد الرحیم ثانی مُرد

(آزادی کی تحریک کے اس پہاڑ کو سر پر کون اٹھاتا۔ اس کے لیے اپنی گردن کون جھکاتا۔

دل کے اندر اسے کون بٹھاتا۔ آپؒ کی موت کی یہ خبر پڑھ کر کون روتا اور رُلاتا۔ ہزارۂ دوم کی زیب وزینت دنیا سے رخصت ہوگئی۔ دوسرے شاہ عبدالرحیم فوت ہوگئے۔)

[20]

ہم جو اس کور دِہ میں آ دھمکے
پیش خیمہ تھے تیرے ماتم کے
ہم ہی مونس ہیں یاں ترے غم کے
لب پہ آتا ہے ساتھ ہر دم کے
زینت و زیب الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبد الرحیم ثانی مُرد

(ہم جو اس اندھے دیہات (مالٹا کی اندھیر نگری) میں آ دھمکے، آپؒ کی وفات کے ماتم کا پیش خیمہ تھے۔ یہاں پر آپ کی وفات کا غم ہمارا ہی ساتھی ہے۔ ہر سانس کے ساتھ آپ کا غم لب پر آتا ہے۔ ہزارۂ دوم کی زیب وزینت دنیا سے رخصت ہوگئی۔ دوسرے شاہ عبدالرحیم فوت ہوگئے۔)

[21]

تم نے تنہا سفر کیا یاں سے
پہنچے پَر واں جہاں ، ہیں سب اپنے
رحم اُس پر ، جو دُشمنوں میں پھنسے
مشغلہ کچھ نہ ہو بجز اس کے
زینت و زیب الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبد الرحیم ثانی مُرد

(آپؒ نے یہاں سے اکیلے سفر کیا اور اُس جگہ پر جا پہنچے، جہاں سب اپنے ہیں۔ اُس (اشارہ اپنی طرف ہے) پر رحم، جو دشمنوں میں پھنسا ہوا ہے، قید کے علاوہ اس کا کوئی اور مشغلہ نہیں ہے۔ ہزارۂ دوم کی زیب و زینت دنیا سے رخصت ہوگئی۔ دوسرے شاہ عبدالرحیم فوت ہوگئے۔)

[22]

چھوڑ جانا ہمیں ، اور اتنی دُور
بے کس و کَو و بے بس و مجبور
تھا مروّت سے آپ کی بس دُور
اب بجز اس کے کچھ نہیں مقدور
زینت و زیب الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبد الرحیم ثانی مُرد

(ہمیں چھوڑ کر چلے جانا اور اتنی دور چلے جانا۔ اور ہمیں بغیر کسی انسان اور ہمدم کے اور بے بس و مجبور چھوڑ جانا، آپ کی مروّت سے یہ بہت دور لگتا تھا، اب اس کے علاوہ اور کچھ طاقت و قدرت میں نہیں ہے۔ ہزارۂ دوم کی زیب و زینت دنیا سے رخصت ہوگئی۔ دوسرے شاہ عبدالرحیم فوت ہوگئے۔)

[23]

خستہ حالوں سے اے ستودہ صفات
بے نیازی نہیں کمال کی بات
کیوں نہ ہو پھر حیات رشک ِممات
باوفا جب کرے جفا **هیهات**
زینت و زیب الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبد الرحیم ثانی مُرد

(اے بلند صفات والے! خستہ حالوں سے ایسی بے نیازی کمال کی بات نہیں۔ پھر زندگی کے مقابلے پر کیوں نہ موت پر رشک آئے۔ ہائے افسوس! جب باوفا ظلم کرے، ہزارۂ دوم کی زیب و زینت دنیا سے رخصت ہوگئی۔ دوسرے شاہ عبدالرحیم فوت ہوگئے۔)

[24]

آپؒ کے ضبط و حِلم سے ہے بعید
قیدِ ہستی کو سمجھو اتنا شدید
سخت جانی ہے ان کی قابلِ دید
قید دُہری اور اس پہ ہو یہ مزید

www.rahimia.org

زینت و زیب الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبد الرحیم ثانی مُرد

(آپ کے ضبط و بردباری سے یہ بہت دور کی بات ہے کہ آپ زندگی کی قید کو اتنا بُرا سمجھیں۔ ہماری سخت جانی بڑی دیکھنے کے قابل ہے کہ دُہری قید ہے۔ اس پر مزید یہ کہ آپ کی موت کی خبر آئی ہے۔ ہزارۂ دوم کی زیب و زینت دنیا سے رخصت ہوگئی۔ دوسرے شاہ عبدالرحیم فوت ہوگئے۔)

[25]

قید دُہری ہے اور تیری دلبند
آپؒ کو ایک بھی ہوئی نہ پسند
چل دیے کیسے خرم و خورسند
مستمندوں کو چھوڑ کو پابند
زینت و زیب الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبد الرحیم ثانی مُرد

(ہمارے لیے دہری قید ہے اور اے دل باندھنے والے آپ کو ایک بھی پسند نہ ہوئی۔ ہم مستمندوں کو پابند چھوڑ کر آپ کیسے خوش وخرم چل دیے۔ ہزارۂ دوم کی زیب و زینت دنیا سے رخصت ہوگئی۔ دوسرے شاہ عبدالرحیم فوت ہوگئے۔)

[26]

تیرے ملنے کی اِک تمنا پر
زندگانی جو کر رہے تھے بسر
کہیے اب کیا کریں وہ خستہ جگر
جینا آج ان کو کیوں نہ ہو دوبھر
زینت و زیب الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبد الرحیم ثانی مُرد

(آپ کے ملنے کی ایک تمنا پر ہم جو زندگی بسر کر رہے تھے۔ اب کیا کریں وہ خستہ جگر۔ آج ان کو جینا کیوں نہ مشکل لگ رہا ہو۔ ہزارۂ دوم کی زیب و زینت دنیا سے رخصت ہوگئی۔ دوسرے شاہ عبدالرحیم فوت ہوگئے۔)

www.rahimia.org

[27]

تو نہ ہو جب جہاں میں جلوہ فزا
نیم جاں کچھ دِنوں جیے بھی تو کیا
اب رہائی کا بھی مزا نہ رہا
ہند ہے مالٹا سے آج سوا
زینت و زیب الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبد الرحیم ثانی مُرد

(جب آپ اس جہان میں جلوہ افروز نہیں تو یہ نیم جان کچھ دنوں بھی کیسے جیے گا۔ اب تو قید سے رہائی کا مزہ بھی نہ رہا، آج تو ہندوستان، مالٹا سے زیادہ بڑی جیل لگتا ہے۔ ہزارۂ دوم کی زیب و زینت دنیا سے رخصت ہوگئی۔ دوسرے شاہ عبدالرحیم فوت ہوگئے۔)

[28]

ہند چلنے سے ہے کسے انکار
سر کے بَل چلنے کو ہیں ہم تیار
پَر سمجھ لے یہ خوب اَو غم خوار
نار ہے جب دیار ہے بے یار
زینت و زیب الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبد الرحیم ثانی مُرد

(ہندوستان جانے سے کسے انکار ہے۔ ہم سر کے بل وہاں چلنے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن اے غم خوار! یہ خوب سمجھ لے کہ جب اپنے دیار میں اپنا یار اور دوست نہیں تو وہ جہنم کی طرح ہے۔ ہزارۂ دوم کی زیب و زینت دنیا سے رخصت ہوگئی۔ دوسرے شاہ عبدالرحیم فوت ہوگئے۔)

[29]

دردِ فرقت میں تیرے روحی فداک
دل ہیں غم ناک سینے ہیں صد چاک
ہے زمیں سخت اور دُور اَفلاک
نالہ ہے اور یہ شعر حسرت ناک

www.rahimia.org

زینت و زیب الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبد الرحیم ثانی مُرد

(آپ کی جدائی کے غم میں میری روح تجھ پر فدا ہے۔ دل غم ناک ہیں اور سینے کے سو ٹکڑے ہو چکے ہیں۔ زمین بڑی سخت ہے اور دور آسمان ہے۔ رونا ہے اور یہ حسرت ناک شعر کہنا ہے۔ ہزارۂ دوم کی زیب و زینت دنیا سے رخصت ہوگئی۔ دوسرے شاہ عبدالرحیم فوت ہوگئے۔)

[30]

''رائے پور'' تجھ سے تھا محطِّ رِجال
ہوتا تھا ہر طرف سے شدِّ رحال
اہل مصر و قریٰ کا تھا اِک حال
ہوگیا آج سب وہ خواب و خیال
زینت و زیب الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبد الرحیم ثانی مُرد

(سرزمین رائے پور میں آپؒ کی وجہ سے آدمیوں کا آنا جانا تھا، ہر طرف سے لوگ اپنی سواریاں تیار کر کے وہاں آتے تھے۔ تمام شہروں اور بستیوں کے رہنے والوں کا عجیب ایک حال تھا۔ آج وہ سب خواب و خیال ہوگیا ہے۔ ہزارۂ دوم کی زیب و زینت دنیا سے رخصت ہوگئی۔ دوسرے شاہ عبدالرحیم فوت ہوگئے۔)

[31]

ایک دم سے ترے بہ فضلِ خدا
تھا وہ اُمُّ القریٰ و اُمِّ قِریٰ
آج ہُو کا مکان ہے اے وا
گونجتی پھرتی ہے فقط یہ صدا
زینت و زیب الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبد الرحیم ثانی مُرد

(اللہ کے فضل اور آپ کے دم سے رائے پور تمام بستیوں کا مرکز اور مہمان نوازی کا محور تھا، اے ہوا آج وہاں ہُو کا عالم کیوں ہے۔ وہاں صرف یہ صدا گونجتی پھرتی ہے کہ ہزارۂ دوم کی

www.rahimia.org

زیب و زینت دنیا سے رخصت ہوگئی۔ دوسرے شاہ عبدالرحیم فوت ہوگئے۔)

[32]

تھی ہمیشہ سے تیری جائے قرار
جنّۃٌ ماءُ نَہرِھا مِدرَار
اب وہ ہے نہر چشمِ دریا بار
ہاتھ مَل مَل کے کہتے ہیں اَشجار
زینت و زیب الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبد الرحیم ثانی مُرد

(ہمیشہ سے رائے پور آپؒ کی قیام گاہ تھا۔ وہ ایسی جنت ہے کہ جس کی نہر کا پانی مسلسل بہہ رہا ہے۔ اب وہ نہر آپؒ کے غم میں آنسوؤں کے دریا بہا رہی ہے۔ اس جگہ کے درخت ہاتھ مل مل کر کہتے ہیں کہ ہزارۂ دوم کی زیب و زینت دنیا سے رخصت ہوگئی۔ دوسرے شاہ عبدالرحیم فوت ہوگئے۔)

[33]

محی علم تھے امامِ غزال
تم تھے اِحیا کنندۂ اعمال
کرتے تھے مُردہ سنتوں کو بحال
آج ان کی کرے گا کون سنبھال
زینت و زیب الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبد الرحیم ثانی مُرد

(امام غزالیؒ علم کو زندہ کرنے والے تھے اور آپؒ اعمال کو زندہ کرنے والے تھے۔ آپؒ مردہ سنتوں کو بحال کرتے تھے، آج ان کی سنبھال کون کرے گا۔ ہزارۂ دوم کی زیب و زینت دنیا سے رخصت ہوگئی۔ دوسرے شاہ عبدالرحیم فوت ہوگئے۔)

[34]

کہتے تھے سن کے حادثے پیہم
کریں کس کس کا غم، الٰہی ہم

www.rahimia.org

بن گیا سب غموں کا آج اِک غم
ہوگئے ایک غم میں سب مدغم
زینت و زیب الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبد الرحیم ثانی مُرد

(ہم مسلسل غم کے حادثوں کی خبر سن کے کہتے تھے کہ یا الٰہی! ہم کس کس کا غم کریں۔ آج سب غموں کا ایک غم بن گیا ہے۔ (آپؒ کی وفات کے) اس ایک غم میں سب غم باہم مل گئے ہیں۔ ہزارۂ دوم کی زیب و زینت دنیا سے رخصت ہوگئی۔ دوسرے شاہ عبدالرحیم فوت ہوگئے۔)

[35]

سب غموں میں تو آگئی خفت
پر ترے غم میں بڑھ گئی شدت
یہی اِدغام کی ہے خاصیت
نوحہ اب یہ ہے ، ہو کوئی آفت
زینت و زیب الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبد الرحیم ثانی مُرد

(باقی سب غموں میں تو کمی آگئی، لیکن آپ کے غم میں شدت بڑھ گئی۔ یہی ہماری باہم ایک دوسرے سے وابستگی کی خاصیت ہے۔ رونا یہ ہے کہ اب کوئی نئی آفت ہو۔ ہزارۂ دوم کی زیب و زینت دنیا سے رخصت ہوگئی۔ دوسرے شاہ عبدالرحیم فوت ہوگئے۔)

[36]

بارِ احباب کون اٹھائے گا
آنکھوں پر کون انھیں بٹھائے گا
ہاتھ کون ان کا ، اب بٹائے گا
فتنوں کو کون اب ہٹائے گا
زینت و زیب الف ثانی مُرد
شاہِ عبد الرحیم ثانی مُرد

(آپؒ کی وفات کے بعد دوستوں کا بوجھ اب کون اٹھائے گا۔ انھیں اپنی آنکھوں پر کون بٹھائے گا۔ اب ان کا ہاتھ کون بٹائے گا۔ اب فتنوں کو کون ہٹائے گا۔ ہزارۂ دوم کی زیب و

زینت دنیا سے رخصت ہوگئی۔ دوسرے شاہ عبدالرحیم فوت ہوگئے۔)

[37]

روٹھوں کو کون اب منائے گا
ٹوٹوں کو کون اب ملائے گا
بگڑوں کو کون اب بنائے گا
جھگڑوں کو کون اب مٹائے گا
زینت و زیب الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبد الرحیم ثانی مُرد

(آپؒ کی وفات کے بعد اب کون روٹھوں کو منائے گا۔ اب کون الگ ہونے والوں کو ملائے گا۔ اب کون بگڑوں کو بنائے گا۔ اب کون جھگڑوں کو مٹائے گا۔ ہزارۂ دوم کی زیب و زینت دنیا سے رخصت ہوگئی۔ دوسرے شاہ عبدالرحیم فوت ہوگئے۔)

[38]

ہمدمو! رائے کس سے لو گے ، کہو
مشورے کس سے اب کرو گے ، کہو
رازِ دل کس سے اب کہو گے ، کہو
رائے پور بھی کبھی چلو گے ، کہو
زینت و زیب الفِ ثانی مُرد
شاہِ عبد الرحیم ثانی مُرد

(اے ہمدمو! اب کس سے رائے لو گے، کچھ تو کہو! اب کس سے مشورے کرو گے، کچھ تو کہو! اب کس سے دل کا راز کہو گے، کچھ تو کہو! اب کبھی رائے پور بھی چلو گے؟، کچھ تو کہو! ہزارۂ دوم کی زیب و زینت دنیا سے رخصت ہوگئی۔ دوسرے شاہ عبدالرحیم فوت ہوگئے۔)

[39]

ہو مبارک تمھیں بـــاِذن الـلّٰـــــہ
رحمت و فضل و قربِ حق یا شاہ
غربت و حسرت و فراق میں آہ
وِرد اپنا تو ہے یہ شام و پگاہ

www.rahimia.org

زینت و زیب الفِ ثانی مُرد

شاہِ عبد الرحیم ثانی مُرد

(اے شاہ (عبدالرحیم)! اللہ کے حکم سے تمھیں اس کی رحمت، اس کا فضل اور حق کا قرب مبارک ہو۔ آہ! اس اجنبی ماحول اور حسرت وفراق میں اپنا وردتو یہی صبح اور شام ہے کہ ہزارۂ دوم کی زیب و زینت دنیا سے رخصت ہوگئی۔ دوسرے شاہ عبدالرحیم فوت ہوگئے۔)

☆

www.rahimia.org

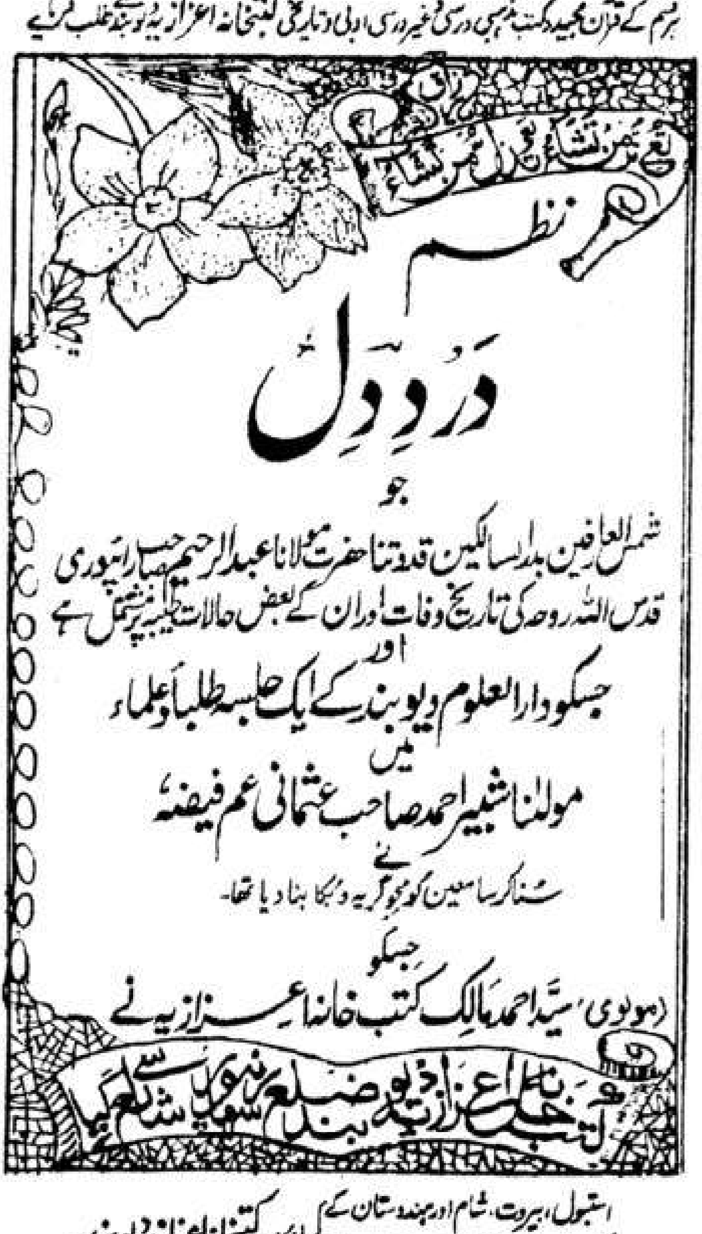
ہر قسم کے قرآن مجید و کتب مذہبی درسی و غیر درسی ادبی و تاریخی کتبخانہ اعزازیہ دیوبند سے طلب فرمایئے

نظم

دردِ دل

جو

شمس العارفین بدر السالکین قدوتنا حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب رائپوری
قدس اللہ روحہ کی تاریخ وفات اور ان کے بعض حالات طیبہ پر مشتمل ہے

اور

جسکو دار العلوم دیوبند کے ایک جلسہ طلبا و علماء

میں

مولنا شبیر احمد صاحب عثمانی عم فیضہٗ

نے

سنا کر سامعین کو محوِ گریہ و بکا بنا دیا تھا۔

جسکو

(مولوی) سید احمد مالک کتب خانہ عزیزیہ نے

کتب خانہ اعزازیہ دیوبند ضلع سہارنپور سے شائع کیا

استنبول، بیروت، شام اور ہندوستان کے علماء کی اور تصانیف علمائے دیوبند نہایت رزاں } ملنے کا پتہ کتبخانہ اعزازیہ دیوبند

عکس اوّلین طبع نظم دردِ دل

www.rahimia.org

حضرت مولانا **شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری** قدس اللہ روحہ
کی تاریخ وفات اور ان کے بعض حالاتِ طیبہ پر مشتمل

نظم

دردِ دل

از حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحؒ
(سابق استاذ الحدیث دارالعلوم دیوبند)

www.rahimia.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

[1]

مرے دل پر ہیں کیوں آثارِ وحشت ، آج کیا ہوگا؟
یہ کیسی مجلسِ غم ہے ، یہ کس کا تذکرہ ہوگا؟

[2]

زمیں میں زلزلہ کیوں ہے ، فلک پر غلغلہ کیوں ہے!
یہ نفخِ صور کیوں ہے ، کیا ابھی محشر بپا ہوگا؟

[3]

تمھارے شور و شیون سے ، گماں ہوتا ہے یہ مجھ کو
قیامت سے بھی شاید ، حادثہ کوئی بڑا ہوگا

[4]

سنو اے ہمدمو! ، اِک نکتۂ باریک سُوجھا ہے
سمجھ لے گا اسے ، جو صاحبِ فہم و ذکا ہوگا

[5]

قیامت کہتے ہیں قائم شِــرارُ الــخَـلــق پر ہوگی
قیامت سے سِوا پس انتقالِ اولیاء ہوگا

[6]

اگر یہ مانتے ہو ، موتِ عالِم موتِ عالَم ہے
تو موتِ ''مرشدِ عالَم'' کا بولو نام کیا ہوگا؟

[7]

سنبھل جانا کہ اب میں نام کی تصریح کرتا ہوں
کہ سامع کا کنایوں سے جگر شق ہو رہا ہوگا

www.rahimia.org

[8]

تواضع اور مروّت گر کوئی ''شخص مجسم'' ہو

تو وہ سر تا قدم عبدالرحیم باصفا ہوگا

[9]

جنھوں نے ''رائے پور'' میں بیٹھ کر ''گنگوہ'' دیکھا ہے

انھیں ہی یاد کچھ گنگوہ کا جغرافیا ہوگا

[10]

وہ دربارِ رشیدی کا نمونہ اب کہاں دیکھیں؟

کہاں بازار ایسا علم و حکمت کا لگا ہوگا

[11]

کہو اے ہم نشینو! کیا خبر تھی ہم غریبوں کو

کہ زیرِ خاک یوں گنجینۂ علم و ہدیٰ ہوگا

[12]

جسے تم شیخ کا اپنے مزارِ پاک کہتے ہو

یقیں ہے وہ تمناؤں کا میری مقبرہ ہوگا

[13]

زمانہ کے اگر ارمان کُش تیور یہی ہوں گے

تو ڈر یہ ہے کہ امیدوں کا میری خاتما ہوگا

[14]

چلے ہیں آپؒ ، اور ''محمود'' بھی آنے نہ پائے تھے

اسے تو غالبًا دل آپ کا بھی مانتا ہوگا

[15]

گئے ہو چھوڑ کر محمود کی اولاد کو کس پر

اگر ہوگا تو ہم کو آپ سے یہ ہی گِلا ہوگا

[16]

بہت اچھا! ہمیں سب چھوڑ کر تنہا چلے جاؤ
کہ حامی ہم غریبوں بے کسوں کا بھی خدا ہوگا

[17]

تمھیں کیا فکر ہے اس کی کہ درد و کربِ فرقت سے
کوئی تو چیختا ، کوئی تڑپتا ، لوٹتا ہوگا

[18]

بہت بے جان ہوں گے اور بہت سے نیم جاں ہوں گے
ادھر اک نیم بسمل ، ایک ادھر بسمل پڑا ہوگا

[19]

کوئی سکتے میں ہوگا ششدر و حیرت زدہ ہو کر
کسی کی آنکھ سے اشکوں کا جاری سِلسلا ہوگا

[20]

اِدھر خاموش سب علم و عمل کی محفلیں ہوں گی
اُدھر ملکِ ولایت میں عجب ماتم بپا ہوگا

[21]

یہ سب ہے ، پر مصیبت ایک ان سب سے زیادہ ہے
سناؤں! پر ذرا دل کو پکڑنا ، تھامنا ہوگا

[22]

کلیجہ منہ کو آجاتا ہے جب یہ سوچتا ہوں مَیں
کہ کیا کچھ حال تیرا ، اے ''اسیرِ مالٹا'' ہوگا

[23]

انھیں جو تم سے نسبت تھی ، اُسے وہ خوب سمجھے گا
کہ جس نے ''قیس'' کا ، ''فرہاد'' کا قصہ سنا ہوگا

www.rahimia.org

[24]

وہ عاشق تھا تمھارا اور تمھارے تذکرہ کا بھی
کوئی ایسا ترا شاید ہی مشتاقِ لِقا ہوگا

[25]

تمھارے ذِکر سے جس کے بدن میں جان آتی تھی
تمھاری فکر میں ہی کیا خبر تھی ، وہ فنا ہوگا

[26]

زمیں والوں کے مجمع میں ، نہ اس نے جب تجھے پایا
فلک پر اب ملائک کی صفوں میں ڈھونڈتا ہوگا

[27]

وصیت کی ہے کچھ حسرت بھرے الفاظ میں اُس نے
تمھیں معلوم شاید یہ نہ ہوگا ، یا ہوا ہوگا

[28]

غرض وہ تو جوارِ حق میں پہنچے اور یہاں ہم پر
کہوں کیا ، کیا ہوا ، کیا ہو رہا ہے اور کیا ہوگا

[29]

سمجھ لو! کس قدر مغموم اہلِ مدرسہ ہوں گے
سمجھ لو! کس قدر مختل نظامِ مدرسا ہوگا

[30]

یہ مانا تم وہاں بھی سابق بالخیر ہو ، لیکن
بڑا ہی کام ، ان ٹوٹے دلوں کا جوڑنا ہوگا

[31]

خدا را جلد آکر دیکھ لو چشمِ محبت سے
ہمارا بس تمھاری اِک نگاہ پر فیصلا ہوگا

www.rahimia.org

[32]

تِرے اَلطاف پر قربان سب پیر و جواں ہوں گے
جماعت میں ہر اِک خورد و کلاں تم پر فدا ہوگا

[33]

ادا سے تم جو دیکھو گے تو ہم نذرِ قضا ہوں گے
یہ جاں وقفِ ستم ہوگی ، یہ دل مشقِ جفا ہوگا

[34]

تماشا لوگ دیکھیں گے ، ہنر ہم آزمائیں گے
تِرے ناوَک کا اور میرے جگر کا سامنا ہوگا

[35]

تبسم کرکے جس دم ، تم دہن سے گلفشاں ہوں گے
تو بلبل کا اسی دم غنچۂ اُمید وا ہوگا

[36]

بہار آجائے گی پھر عیش کے ساماں بہم ہوں گے
چلے گا دَورِ ساغر اور تسلسل دَور کا ہوگا

[37]

وہی مینا ، وہی خُم اور وہی جام و سبو ہوں گے
وہی ساقی ، وہی مے اور وہی پھر مے کدا ہوگا

[38]

بدل جائیں گے ایامِ نحس ، ظل ہمایوں سے
نصیبہ بوم کا بھی ہمسر بختِ ہما ہوگا

[39]

اِدھر تو سب سلوک و جذب کی راہیں کھلی ہوں گی
اِدھر تعلیمِ سنت کا بھی تازہ مشغلا ہوگا

www.rahimia.org

[40]

زمین ہند جی اٹھے گی ، انفاسِ مقدس سے
تو گویا نفخِ ثانی ، صورِ اسرافیل کا ہوگا

[41]

اگر تفصیل اس سب کی سنو ، جو ہونے والا ہے
تو ان اشعار سے حاصل نہیں ، یہ مدعا ہوگا

[42]

بھلا جذبات کا فوٹو ، اتارے کس طرح کوئی
اتارے گا تو وہ ناقص بھی ہوگا ، بد نُما ہوگا

[43]

لہٰذا التجا یہ ہے کہ اب دستِ دعا اٹھیں
جماعت کے سروں پر بالیقین دستِ خدا ہوگا

[44]

اگر ہم صدق اور اخلاص سے اُس کو پکاریں گے
تو ''ادعونی'' سے جلوۂ ''استجب'' رُونما ہوگا

[45]

خدایا! ہم ضعیف اور ناتواں ہیں اور نکمّے ہیں
کبھی شاید ہی کوئی کام ہم سے بَن پڑا ہوگا

[46]

سراپا جرم ہیں ، تقصیر ہیں ، نسیان و غفلت ہیں
گناہ وہ کون سا ہے جو نہیں ہم سے ہوا ہوگا

[47]

جو زیبِ تن کیا ملبوسِ تقویٰ بھی کبھی ہم نے
وہ ثوبِ زُور ہوگا ، مکر ہوگا اور رِیا ہوگا

www.rahimia.org

[48]

پھر ان سب کا بہانہ تیری رحمت کو بناتے ہیں
نہیں ایسا کوئی دُزدِ دِلاور دوسرا ہوگا

[49]

مگر نادم بھی ہیں اور معترف ہیں اور خائف ہیں
بڑی تشویش ہے ، کیا ماجرا روزِ جزا ہوگا

[50]

تِرے بندے ہیں اور تیرے نبی کے نام لیوا ہیں
یقیں ہے کچھ کرم ہم پر بہ حقِ مصطفیٰؐ ہوگا

[51]

یہی امید ہے جو ''دُرِّ یکتا''[1] گم ہوا ہم سے
دوبارہ آپ کے اَفضال سے ہم کو عطا ہوگا

[52]

ہمیشہ کے لیے ''نفس قدسی''[2] چھن چکا ہم سے
عطا خُلدِ بریں میں اس کو اعلیٰ مرتبا ہوگا

[53]

سمجھ میں صورتِ تاریخ یہ بے قصد آئی ہے
کہ کہہ دوں ''داخل خلد بریں'' ہی مادہ ہوگا

۷ ۳ ۳ ۱ھ

دل فگار:

شبیر احمد عثمانی

۱۰/ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۷ھ

(13/ مارچ 1919ء)

[1] یعنی شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ

[2] یعنی حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ

www.rahimia.org

مرثیہ

جو

شمس العارفین بدر السالکین قدوتنا

حضرت مولانا **شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری** قدس اللہ روحہ

کی تاریخ وفات اور ان کے بعض حالاتِ طیبہ پر مشتمل ہے۔

از

زبدۃ الاتقیا، خلاصۃ الاذکیا

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانیؒ

صدر مفتی دارالعلوم دیوبند

حضرت مولانا محمد اعزاز علیؒ ماہنامہ ''القاسم'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''دارالعلوم دیوبند کے تعزیتی جلسے میں حضرت مولانا الحاج المولوی عزیز الرحمٰن صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند نے عربی، فارسی، اُردو کی نظمیں پڑھیں۔ آپ کو شاعری سے زیادہ دلچسپی نہیں، لیکن اشعار کو سن کر کوئی شخص یقین نہیں کرسکتا تھا کہ آپ فن شاعری میں کہنہ مشق نہیں ہیں۔ ان تمام اشعار کو انشاء اللہ شائع کیا جائے گا۔ اس وقت معلوم ہوگا کہ دارالعلوم کے مقدس اور بازہد و ورع مفتی صاحب کے اشعار میں ایک ''قدسی صفت'' (حضرت اقدس رائے پوریؒ) کی مفارقت (جدائی) کا کس قدر درد بھرا ہوا ہے۔''

(تحریر حضرت مولانا محمد اعزاز علی امروہویؒ، شیخ الادب دارالعلوم دیوبند)

www.rahimia.org

مرثیہ
حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانیؒ

[1]

مرشد و رہنما ، حلیم و کریم
حضرت شیخِ عصر عبدِ رحیم

[2]

گوہر شاہ وارِ عرفاں تھے
اور حقیقت کے تھے وہ دُرِّ یتیم

[3]

تھے سراپا تواضع و اَخلاق
حق نے ان کو دیا قلبِ سلیم

[4]

ماحیٔ بدعت و ضلالت تھے
حامیٔ سنتِ نبی کریمؐ

[5]

جانشینِ رشیدِ عالم تھے
قاسمِ خیر کے حبیب و ندیم

[6]

یادِ حق میں فنا و مستغرق
تھی اُسی سے ، جو تھی اُمید و بیم

[7]

فردِ عالم ضیائے ملت و دیں
ناصحِ عالم و شفائے سقیم

www.rahimia.org

[8]

فانی و باقی و صفی و نقی
ہادی و مہدی و رضی و حلیم

[9]

تھے سخاوت میں حاتم طائی
زہد و تقویٰ میں ان کا مثل عدیم

[10]

ذکرِ حق تھا غذائے روحانی
فکرِ عقبیٰ تھا بس انیس و ندیم

[11]

مظہرِ کامل صفاتِ کمال
مجمعِ صبر و شکر و خُلقِ عظیم

[12]

خدمتِ دیں میں تھے کمر بستہ
خادمِ ملت و صراطِ قویم

[13]

سالکِ راہِ حق بہ صدق و یقین
طالبِ رحمت و رضائے کریم

[14]

مجلس علم کے سراجِ منیر
محفل فقر کے امامِ عظیم

[15]

کوہِ حلم و وقار و تقویٰ تھے
بحرِ جود و سخا و لُطفِ عمیم

www.rahimia.org

[16]

قطبِ عالم سے فیض تھا ان کو
تھی تمکنُّت وہی وہی تعلیم

[17]

مدح و ذمّ میں جہانیاں یکسر
تھے برابر پئے رضائے کریم

[18]

قطبِ دورِ وِلایت و ارشاد
غوثِ اَقطاب و مرشدِ اقلیم

[19]

مسجدیں ان کی ذات سے آباد
تھے مدارس کے معتمد و ندیم

[20]

تھے مطاع و معظم و ذی شان
ان کی کرتے ملائکہ تکریم

[21]

جامع علم و حلم و زہد و رَضا
بحرِ جُود و کرم کے دُرِّ یتیم

[22]

خادمِ سنت و کلامِ مجید
قاری و حافظ و تقی و حلیم

[23]

رافع رائیتِ شریعت و دیں
بائن و کائن و رشید و کریم

www.rahimia.org

[24]

قائم اللیل صائم ایام
منبع الخیر و موردِ تکریم

[25]

ساتھ تھے حق کے با ہمہ احوال
ان کے سایہ سے بھاگتا تھا رجیم

[26]

سایۂ حق پئے سعید ازل
قہر حق از پئے شقی لئیم

[27]

ظلِّ یزداں امامِ اہل ہدیٰ
رحمتِ حق نعیمِ اہلِ نعیم

[28]

اہلِ باطل سے ضد لوجہِ اللہ
اہلِ حق کے مدام حُبِّ صمیم

[29]

حُبِّ حق میں فنا رہے دائم
شائقِ وَصل و فضل ربّ کریم

[30]

عاقب ان کی ہوگئی محمود
سنِ رحلت ہے **درکِ فوزِ عظیم**
۳۷ ۱۳ ھج

☆

www.rahimia.org

مرثیہ

از

حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ

(سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند)

حضرت مولانا محمد اعزاز علی دارالعلوم دیوبند کے تعزیتی جلسے کی کارروائی ماہ نامہ ''القاسم'' دیوبند میں شائع کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

> ''ان حضرات (اساتذۂ کرام) کے بعد طلبا کے اشعار شروع ہوئے۔ مولوی قاری محمد طیب وقاری حافظ محمد طاہر سلّمہما (یہ دونوں قاسم العلوم والخیرات قطب العالم حضرت مولانا نانوتویؒ کے پوتے اور حضرت مہتمم (مولانا محمد احمد) صاحب کے صاحبزادے ہیں۔) وغیرہ نے بھی اشعار ہی کے سلسلے میں اظہارِ غم کیا۔''

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ نے فارسی اور اُردو میں مرثیے لکھے تھے۔ یہاں صرف اُردو حصہ شائع کیا جا رہا ہے۔ حضرت قاری صاحبؒ کے فارسی اشعار پر مبنی تاریخ وفات، دیگر حضرات کے عربی اور فارسی منظومات کے ساتھ علاحدہ کتاب میں شائع کیے جائیں گے۔ مرتب

مِری آنکھوں میں ہے ہر وقت نقشہ قطبِ عالم کا

[1]

گدازِ شمع رکھتا ہے ہر اِک شعلہ مِرے غم کا
رہِ ہستی میں رہزن ہے مِرا دم ہی ، مِرے دم کا

[2]

وہ دل جس میں تمنائے لِقا تھی ، ہائے! اب گھر ہے
اَلم کا ، رَنج کا ، اَندوہ کا ، حِرمان کا ، غم کا

[3]

فراقِ یار میں مضمر ہے وَصلِ یار کی دولت
مِری آنکھوں میں ہے ہر وقت نقشہ قطبِ عالم کا

[4]

سرودِ آہ لب پر ، دیدہ تر عازمِ طوفاں
عجب کیفیت افزا آج ہے خُم خانہ ماتم کا

[5]

فراقِ قطب عالم میں بہائے اَشک کے موتی
ٹھکانے لگ گیا گنجینہ میری چشم پُر نم کا

[6]

نہ پوچھ اے ہم نفس! افسانۂ غم ، سخت مشکل ہے
اٹھائے سر پہ جو کوہِ اَلم کو ، وہ مِرا دل ہے

[1]

وہ کشتی ہوں کہ خود ہی اس کے حق میں موجِ طوفاں ہوں
ہو جس کا دانہ برق آسا ، میں وہ خِرمن ہوں

[2]

وہ انسان ہوں کہ رشکِ شمع ہے موج ، نفس میرا
نفس سے میں ، رہ ہستی کے حق میں خود ہی رہزن ہوں

[3]

ہراساں ہے مگر اب مجھ سے صیادِ اَمل خود بھی
شکار خوف ہے جس میں ، مَیں وہ صحرائے اَیمن ہوں

[4]

ہوا آلودہ میرے دَرد سے دامانِ درماں بھی
کہ ہے گرد کدورتِ نفس جس کا ، میں وہ دامن ہوں

[5]

کھچا ہے دورِ محشر بھی مِرے اِک تارِ حسرت سے
ہے جس کا ایک گوشہ وادئ محشر ، وہ دامن ہوں

[6]

نہ تنہا سینہ اَم در سوختم تا محو فریادم
شکنج؟ خوں شدہ در دل بہ دیدہ سوختہ خوابم

[1]

بہارِ گلشن عالم کی کوئی دن ہے شاں باقی
ہمیشہ کے لیے ہے ذاتِ خلّاقِ جہاں باقی

[2]

نہ ہو کیوں تیرہ ، دردِ غم سے بزمِ عالمِ اِمکاں
کہ شمع بزمِ پرور کا ، نہیں نام و نشاں باقی

www.rahimia.org

[3]

اٹھا عالَم سے قطبِ وقت ، شیخِ ملتِ بیضا
رہے گی کیسے یا ربّ قوتِ اسلامیاں باقی

[4]

وفات حضرت عبدالرحیم رائے پوریؒ سے
جگر باقی ، نہ دل باقی ، نہ تن میں نقدِ جاں باقی

[5]

محیطِ ارض ہے سیلاب اپنی چشمِ گریاں کا
اب اے آہ رسا ، ہے صرف تیرا امتحاں باقی

[6]

نمے گنجد بہ طرف جذبہ دل اِضطرابِ من
بروں از شیشہ باشد موجزن جوشِ شرابِ من

☆

مرثیہ

از

حضرت مولانا قاری حافظ محمد طاہر قاسمیؒ

(برادرِ گرامی قدر حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ)

[1]

کس کے غم میں ہے زمانہ مبتلا
آج عالَم میں ہے کیوں ظلمت بپا

[2]

جس کو دیکھو ششدر و حیران ہے
یا الٰہی! سانحہ یہ کیا ہوا

[3]

آسماں کیوں رو رہا ہے زار زار
پھرتی ہے کیوں مضطرب بادِ صبا

[4]

روئے روشن پر لیا کس نے نقاب
کیوں شب دیجورِ عالَم ہوگیا

[5]

کیا ہوا ہے مہرِ تقویٰ کا غروب
روز روشن کیوں شبِ یلدا ہوا

www.rahimia.org

[6]

کیوں ہر اِک دل ہو رہا ہے بے قرار
کہیے! کیا ہے؟ باعثِ آہ و بُکا

[7]

باغ میں کیوں پھول مُرجھانے لگے
بادِ صرصر کیوں ہوئی بادِ صبا

[8]

کیوں صدائے ہائے ، و ہُو ، آنے لگی
کیا ہوا اے ہم نشیں! یہ کیا ہوا؟

[9]

دیکھ کر متعجب و حیراں مجھے
کوئی رو کر مجھ سے یہ کہنے لگا

[10]

کچھ خبر تجھ کو نہیں ، اے بے خبر
اور تُو اب تک نہیں ہے جانتا

[11]

خضرِ راہِ دیں شہ عبدالرحیم
قطبِ دوراں ہادیٔ راہِ خدا

[12]

عارفِ یکتا ، امامِ سالکین
متقی و صاحبِ صدق و صفا

[13]

جامعِ شرع و طریقت ، بحرِ علم
رہنما و مقتدا و پیشوا

www.rahimia.org

[14]

ماہتابِ آسمانِ معرفت
مہر عالم تاب چرخِ اِصطفا

[15]

نیّرِ رَخشاں و بُرجِ عِلمِ دیں
آفتابِ آسمان اعتلا

[16]

مقتدائے مقتدایانِ جہاں
رہنمائے سالکانِ باصفا

[17]

آج اس دنیائے دُوں سے چل بسے
آہ! واویلا! دریغا! حسرتا!

[18]

یہ خبر سن کر اڑے ہوش و حواس
بے خود و حیران و ششدر رہ گیا

[19]

کیا غمِ جاں کاہ کا کوہِ گراں
ہائے سینوں پر ہمارے ِگر پڑا

[20]

کیوں نہ چھا جائے اندھیرا ہر طرف
چُھپ گیا خورشیدِ زہد و اِتّقا

[21]

آپ جنت کو سُدھارے شاد شاد
پر ہوئے ہم رنج و غم میں مبتلا

[22]

اُن کا کیا غم ، وہ تو ہیں واصل بہ حق
غم تو یہ ہے ، ہم ہوئے اُن سے جدا

[23]

آپ ہی سے ''رائے پور'' تھا نور پور
اب تو وہ ٹانڈہ بھنیڑا ہو گیا

[24]

ہائے وہ صورت نہیں آتی نظر
دل کے آئینوں کی تھی جس سے جِلا

[25]

پاک صورت ، پاک سیرت ، پاک ذات
خُلق تو ایسا ، نہ دیکھا اور سنا

[26]

ہست معراجِ سلوک ، اے ہم نشیں!
استقامت بر طریقِ مصطفیٰؐ

[27]

تا دمِ آخر جماعت سے نماز
آپؒ نے اللہ اکبر کی ادا

[28]

بخت خفتہ جاگ جائے خواب میں
گر وہ دِکھلا دیویں رُوئے پُر ضیا

[29]

صبر کر اے طاہر شوریدہ دل!
ہائے ہائے سے بھلا ہوتا ہے کیا

www.rahimia.org

[30]

طاہر غمگین ، قلم کو تھام لے

ہاتھ اٹھا ، بہرِ دعا ، پیشِ خدا

[31]

جب تلک باقی رہیں شمس و قمر

اور ہے جب تک کہ یہ ارض و سما

[32]

باغِ عالَم میں کھلیں جب تک کہ گُل

اور جب تک گُل پہ ہو بلبل فدا

[33]

نامِ نامی آپ کا زندہ رہے

ہے دلِ مضطر کی یہ دل سے دعا

[34]

ربّنا فاغفِر لهٗ و ارحِم علیه[1]

أعطِهِ خُلداً نعیماً دائماً

[35]

حضرت مغفور کا سالِ وفات

طاہر ناشاد لکھ ''غفران ادا''

۱۳۳۷ھ

[1] ترجمہ: اے ہمارے پروردگار اُن کی مغفرت فرما دے اور اُن پر رحمت کی بارش نازل فرما۔ اُن کو ہمیشہ ہمیشہ کی جنت عطا فرما۔

☆

www.rahimia.org

مرثیہ

از

حضرت مولانا عبدالاحد نگینویؒ

محرر دفتر دارالعلوم دیوبند

[1]

الٰہی! ابرِ غم کیوں چھا گیا ہے آج دُنیا پر
برستی ہے دَر و دِیوار پر کیوں یاس و حیرانی

[2]

نہ دِل کو جان کی پروا ، نہ جاں کو کچھ خبر دِل کی
یہ کیسی بے قراری ہے ، یہ کیسی ہے پریشانی

[3]

وہ طوفاں خیز محرومی ہے ، دریا چشم گریاں کا
تمنائیں جو تھیں دل کی ، سبھی پر پھر گیا پانی

[4]

سناؤں داستانِ دردِ دل اے ہم نفس! کس کو
نظر آتا نہیں کوئی بھی اپنا مُونِسِ جانی

[5]

جو تھا مہماں نواز رہروانِ دشتِ حق جوئی
ہوئی ہے جنت الفردوس میں آج اس کی مہمانی

[6]

چراغِ معرفت گُل ہو گیا بادِ حوادث سے
الٰہی! کون بتلائے گا ہم کو راہِ یزدانی

[7]

شہ عبدالرحیم رائے پوریؒ فردِ یکتا تھے
نظر آتا نہیں ہے آج کوئی آپؒ کا ثانی

[8]

جو کل رشکِ گلستانِ جِناں تھا ، آج وہ ''پیلوں''
ہے خود ہی مرثیہ خوانِ غم و اندوہ و حیرانی

[9]

زمیں پر بزمِ ماتم ہے ، فلک پر بزمِ شادی ہے
فلک پر مرحبا گوئی ، زمیں پر مرثیہ خوانی

[10]

کبھی پانی پہ جم سکتا نہیں ہے نقش عالم میں
مگر ہے دیدۂ تر میں مِرے ، وہ شکل نورانی

[11]

شبِ غم کی درازی کم نہیں روزِ قیامت سے
غم و اندوہ و فریاد و فغاں ہیں مُونِسِ جانی

[12]

تڑپتا ہے دلِ مضطر ، ترستی ہیں مِری آنکھیں
دکھا دیجیے خدا را ، خواب ہی میں شکل نورانی

[13]

مجھے لکھنا ہے ''شاہِ رائے پوری'' کا سنِ رِحلت
ذرا دم لے دلِ وحشی ، ذرا تھم چشم طوفانی

www.rahimia.org

[14]

جھکائی تھی ذرا گردن ، ہوا اِلقا مجھے فوراً
زبانِ فارسی میں لکھ دیا ، اِک شعرِ لاثانی

[15]

عیاں ہے جس کے ہر مصرع سے سالِ وِصل مولاناؒ
ہوئی عبدالاحد کے حال پر تائیدِ یزدانی

[16]

وصالِ شیخ کامل سیّدِ دنیا و دیں سالش
۷ ۳ ۳ ۱ ھ
بیادِ ایزد سنِ رِحلت وِصالِ شیخ ربانی
۷ ۳ ۳ ۱ ھ

(ماخوذ از ماہ نامہ ''القاسم'' دیوبند، بابت ماہ محرم ۱۳۳۹ھ)

☆

www.rahimia.org

حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ

(صاحبزادہ حضرت مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی)

[1]

جب نہاں زیر کفن ، وہ روئے رخشاں ہوگیا
دن ہمارا بد تر از شامِ غریباں ہوگیا

[2]

عندلیب خوشنوا نے نغمہ سنجی چھوڑ دی
ہُو کا عالم آج کل صحنِ گلستان ہوگیا

[3]

جب گئی جنت میں روحِ پاکِ حضرت ، کیا کہوں
ہر طرف سے ازدحامِ حور و غلماں ہوگیا

[4]

یہ وہ صدمہ ہے کہ جو دل سے نکل سکتا نہیں
یہ وہ غم ہے جو دلِ بے تاب کی جاں ہوگیا

[5]

غم غلط ہوجائے گا کٹ جائیں گے فرقت کے دن
صدمۂ ہجر آپ کا ، سینہ میں مہماں ہوگیا

[6]

بس گئی اُجڑی ہوئی بستی ، خدا کا شکر ہے
عکس روئے پُر ضیا ، دل میں درخشاں ہوگیا

[7]

اس غمِ جاں کاہ سے تابِ شکیبائی نہیں
چشم گریاں ، سینہ بریاں ، دل پریشاں ہوگیا

[8]

فرقتِ قطبِ زماں سے کیسی وحشت بڑھ گئی
یہ تفرج گاہِ عالَم ، مجھ کو زنداں ہوگیا

[9]

چھا گیا اَطرافِ عالم میں اندھیرا ہائے ہائے
گُل چراغِ علم و فضل و زہد و عرفاں ہوگیا

[10]

محفل ارشاد و تلقیں سے اٹھا اک شیخِ وقت
محفل مسترشدیں میں محشرستاں ہوگیا

[11]

آپ دنیا سے گئے ہم اپنے آپے سے گئے
زندگی بھر کے لیے وحشت کا ساماں ہوگیا

[12]

میں ہی کچھ تنہا نہیں ہوں بے قرار دردِ ہجر
ایک عالَم ہے ، جو اس غم سے پریشاں ہوگیا

[13]

تیغِ فرقت سے فضائے دل ہے دشتِ کربلا
قتلِ عام حسرت و اُمید و ارماں ہوگیا

[14]

گردشِ چشم حق آگیں کی حقیقت کیا کہوں
جس طرف کو پھر گئی ، گنجِ شہیداں ہوگیا

[15]

اے عتیق! خستہ دل لکھ سالِ وصل از روئے آہ
گُل چراغِ مجد و زہد و علم و عرفاں ہوگیا

ا + ۳۶ ۱۳ ھ

۷ ۳ ۳ ۱ ھ

www.rahimia.org

بِالشّیخ طِیّب عبد الرّحیم

۷ ۳ ۳ ۱ ھ

مرثیہ

از

حضرت مولانا مولوی عبدالسمیع دیوبندیؒ

(مدرّس دارالعلوم دیوبند و نائب ناظم جمعیت الانصار)

[1]

دل وقفِ حسرت و غم و رنج و محن ہے آج
سینہ جو اَب خندۂ جیبِ کفن ہے آج
سارے جہاں میں تفرقہ جان و تن ہے آج
ہل چل پڑی ہوئی تہِ چرخِ کُہن ہے آج
رونے لگے مسیح جگر تھام تھام آج
گھبرا رہے ہیں خضر علیہ السلام آج

[2]

ہم غم زدوں پہ کیوں ستم بے حساب ہے
اے انقلابِ دہر! یہ کیا انقلاب ہے!
فرقت کا ہر عذاب سے بڑھ کر عذاب ہے
اندھیرا ہے کہ زیرِ زمیں آفتاب ہے
اپنی تو رنجِ ہجر میں حالت خراب ہے
مانا کہ انتخابِ اَجل لا جواب ہے

www.rahimia.org

[3]

اے نورِ آفتابِ شریعت! کہاں ہے تو؟
اے ساغرِ شرابِ طریقت! کہاں ہے تو؟
مفتاحِ قُفلِ بابِ سیاست! کہاں ہے تو؟
دیباچہ کتابِ شریعت! کہاں ہے تو؟
جوشِ غمِ فراق میں ہم ناصبور ہیں
اے شیخِ مستطاب! کہاں اب حضور ہیں؟

[4]

جس نے خدا کے نور کا جلوہ دکھا دیا
جس نے نقابِ عارضِ معنیٰ اٹھا دیا
جس نے جہاں سے کفر کا جھگڑا مٹا دیا
جس نے شرابِ زہد کا ساغر پلا دیا
ہے ہے! وہ سروِ باغِ شریعت نہیں رہا
ہے ہے! وہ خیرِ اُمت و ملت نہیں رہا

[5]

وابستہ جن کی ذات سے سب حق پرست تھے
جن سے کہ قبض و بسط کے سب بندوبست تھے
جن کے سبب سے نشۂ طاعت میں مست تھے
مخمور سُکرِ بادۂ ''جامِ الست'' تھے
خُم خانۂ ہدیٰ کا وہ ساقی نہیں رہا
اب لُطف کچھ حیات باقی نہیں رہا

www.rahimia.org

[6]

''یحییٰ سمات'' کشتہ ہو تیغِ جفا کے ساتھ
''عیسیٰ صفات'' مرگ گزیں ہو دعا کے ساتھ
''یوسف جمال'' دشت میں گرگِ قضا کے ساتھ
ماتم اَلم کے ساتھ ہو حسرتِ جفا کے ساتھ
دنیا میں اب سمک سے سما تک یہ شور ہے
''یونس خصال'' لقمۂ ماہیٔ گور ہے

[7]

کیوں موت مانگتے ہیں کسی بے نیاز سے
تدبیر مرگ پوچھتے ہیں چارہ ساز سے
کس کی نماز پڑھتے ہیں فارغ نماز سے
ہے شور آرزو لبِ زخم دراز سے
اے جاں نثارِ سرورِ عالمؐ! کہاں ہیں آپ؟
اے یادگارِ سرورِ عالمؐ! کہاں ہیں آپ؟

[8]

کیا ہو بیانِ غم کہ مجالِ بیاں نہیں
مجبورِ زخم ہیں کہ دَہن ہے زباں نہیں
گھر گھر ہے آج مرثیہ خوانی ، کہاں نہیں
ایسی کوئی جگہ نہیں ماتم جہاں نہیں
فریاد مسجدوں میں ، فغاں ہے کنشت میں
نالے ہیں آسمانوں پہ رونق بہشت میں

[9]

ہیں ضبطِ غم سے ہونٹ ہمارے سیے ہوئے
بیٹھے ہوئے ہیں گھونٹ لہو کے پیے ہوئے
آغوشِ دل میں داغِ تمنا لیے ہوئے
ہم پوچھتے ہیں ان کو مخاطب کیے ہوئے
اب رہ گزائے عالَمِ بالا چگونہ
ما بے تُو در فراقِ تُو بے ما چگونہ

[10]

کوئی نہیں نفس کے سوا اَور ہم نفس
ہے آہ بے اثر صفتِ نالۂ جرس
ہم سے تو یوں جیا نہیں جاتا ترس ترس
دل میں ہے آج مرگِ مفاجات کی ہوس
تلخی سے غم کی آبِ بقا زہر ہوگیا
سر پیٹتے ہیں خضر ، یہ کیا قہر ہوگیا

[11]

اس زندگی سے موت بھلی ، غور کیا کروں
ملنے کا ان سے خُلد میں اب طور کیا کروں
گردوں سے شکوۂ ستم و جور کیا کروں
دل پر کروں نہ صبر ، تو میں اَور کیا کروں
بے مثل ضبطِ غم میں ، تحمل میں طاق ہوں
کشتہ میں آج کشتہ تیغ فراق ہوں

☆

www.rahimia.org

تاریخِ وصال سن ھجری

(۱۳۳۷ھ)

از

حضرت مولانا مولوی عبدالسمیع دیوبندیؒ

(مدرّس دارالعلوم دیوبند و نائب ناظم جمعیت الانصار)

[1]

تمھیں کچھ خبر بھی ہے اے دوستو!
کہ ہے آج کیوں شورِ محشر بپا

[2]

چراغِ ہدیٰ شاہِ عبدالرحیم
طریقِ شریعت کے تھے رہنما

[3]

وہ چرخِ طریقت کے بدرِ منیر
وہ مہرِ حقیقت کے نور و ضیا

[4]

وہ مصرِ سیاست کے یوسف جمیل
وہ ملکِ ولایت کے فرماں روا

[5]

سپاہِ تواضع کے افسرِ جلیل
جو تھے نیک خُو ، نیک رُو ، پارسا

www.rahimia.org

[6]

ہوا ان کو جب شوقِ خلدِ بریں
تو راتوں کو حق سے یہ کی التجا

[7]

کہ اب تابِ دردِ جدائی نہیں
غمِ ہجر کی ہو چکی انتہا

[8]

دل آرام مجھ کو دکھا دیجیے
جمال مبارک کا اِک پر توا

[9]

اِدھر سے تمنائے دیدار تھی
اُدھر سے بڑھا شوقِ حُبِّ لقا

[10]

اِدھر سے تو قطرے کو جنبش ہوئی
اُدھر سے وہ دریائے رحمت چلا

[11]

غرض اپنے ذرّے کو خورشید نے
محبت سے آغوش میں لے لیا

[12]

ادھر جوشِ اُلفت سے ''رضوان'' نے
سلام علیکم فطبتم کہا

[13]

ادھر بزمِ عرفاں میں ہل چل پڑی
نمونہ قیامت کا برپا ہوا

www.rahimia.org

[14]
زمانہ میں اِک کھلبلی مچ گئی
ہے شور دریغا! و یا حسرتا!

[15]
جو کل تک رہے طالبِ نورِ حق
ہوئے آج مطلوبِ ربّ العلا

[16]
جہاں فیض سے جن کے گلزار تھا
وہ رنگ بہارِ جناں ہوگیا

[17]
ہوئے نوحہ گر خوش نوایانِ باغ
ہوئی باغ میں گرم بزمِ عزا

[18]
اِدھر چشم شبنم ہوئی اشک بار
اُدھر فرطِ غم سے نہ غنچہ ہنسا

[19]
گریباں کیا ہر گل تر نے چاک
اڑانے لگی خاک سر پر صبا

[20]
ہوئی لب پہ قُمری کے مہر سکوت
کھڑا رہ گیا سرو حیران سارا

[21]
پڑا دل میں لالہ کے داغِ فراق
ہوا رنگِ بے رنگ ، رنگِ حنا

[22]

جو کشتہ نے دیکھا یہ حالِ زبوں
تو اس کو غمِ سالِ رحلت ہوا

[23]

اٹھا کر کے سر ہاتفِ غیب نے
لــقــد مــات مــوتــاً شهيـداً کہا
ہ ۱ ۳ ۳ ۷

☆

تاریخِ وصال سن عیسوی

(۱۹۱۸+۱ء)

از

حضرت مولانا مولوی عبدالسمیع دیوبندیؒ

(مدرّس دارالعلوم دیوبند و نائب ناظم جمعیت الانصار)

[1]

شاہِ عبدالرحیم کا غم ہے
یوں نہ بے تاب دل ہوا تھا کبھی

[2]

ہیں کہاں اب وہ جاں نثارِ رسولؐ
ہو کے غمگین پوچھتے ہیں سبھی

[3]

ملک الموت نے کہا مجھ سے
ہو گیا خاتمہ بہ خیر ابھی
ء ۱ ۹ ۱ ۸

www.rahimia.org

تاریخِ وصال سن فصلی

(۱۳۲۶ف)

از

حضرت مولانا مولوی عبدالسمیع دیوبندیؒ

(مدرّس دارالعلوم دیوبند و نائب ناظم جمعیت الانصار)

[1]

وہ فخر زماں شاہِ عبدالرحیم

ہوئے جب کہ راہیٔ خُلدِ بریں

[2]

زمیں و زماں میں غمی چھا گئی

ہوا غم کے ہالہ میں بدرِ مبیں

[3]

نگاہوں سے ان کے جو اوجھل ہوئے

پریشان و مضطر ہیں اہل یقیں

[4]

ہو سرنگوں فکر تاریخ میں

تو کشتہ سے ہاتف نے ہو کر حزیں

www.rahimia.org

[5]

کہا سالِ فصلی دمِ اِرتحال
چھپا آج خورشید زہد و یقیں
۶ ۲ ۳ ا ف

☆

قطعہ تاریخ وصال

شیخ بے مثل، مرشدِ کامل، عالم باعمل، عاشق قرآن کریم، حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری نوراللہ مرقدہٗ

از قلم

حکیم حافظ جمیل احمد جمیل سکندرپوری

[1]

شیخ یکتا و مرشدِ کامل
حُبِّ دنیا تھی جس سے کوسوں دور

[2]

ذاکر و شاغل و فنا فی اللہ
دل سے آٹھوں پہر خدائی حضور

[3]

پیکرِ نور تھا وہ جس کے سبب
تھی زمین رائے پور کی بقعۂ نور

www.rahimia.org

[4]

تھا وہ چشمہ فیض روحانی

سینۂ رُشد و ہدیٰ سے تھا معمور

[5]

اللہ! اللہ! جس کی زیارت تھی

وجہ تسکین خاطر رنجور

[6]

دارِ فانی سے خُلد جا پہنچا

قلوبِ وابستگان ہیں غم سے چُور

[7]

سالِ رحلت جمیل یہ لکھ دو

شاہِ عبدالرحیم شمع نور

ے ۳ ۳ ا ھ

☆

www.rahimia.org

دسواں باب

شجرات

سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور

نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ

باجازت

قطب العالم حضرت الامام مولانا **شاہ عبدالرحیم** رائے پور قدس سرہ

قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا **شاہ عبدالقادر** رائے پور قدس سرہ

قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا **شاہ عبدالعزیز** رائے پور قدس سرہ

قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا **شاہ سعید احمد** رائے پوری قدس سرہٗ

مرتبہ

عبدالخالق آزاد رائے پوری

خاکپائے

حضرات مشائخ رائے پور دامت فیوضہم العالیہ

www.rahimia.org

قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ

وسیلۃ السعادات

فی

مجموع الشجرات

النقشبندیۃ ، القادریۃ ، الچشتیۃ ، السہروردیۃ

— من طریقۃ —

شیخ المشائخ قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری

المتوفی ۲۴ ربیع الاول — نور اللہ مرقدہ — ۱۳۸۲ھ ہجری

— باجازت —

حضرت مولانا الحافظ الحاج شاہ عبدالعزیز رائے پوری دامت برکاتہم

جانشین حضرت اقدس رائے پوری قدس اللہ سرہ العزیز طبع گردید

— مرتبہ : —

نفیس الحسینی غفرلہ

کمترین متوسلین حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

عکس طبع اوّل شجرات سلسلۂ عالیہ رائے پور

حرفِ تعارف

سلاسل مشائخ کا تاریخی تسلسل

تاریخی تسلسل کی اہمیت

کسی نظریے اور عمل کے لیے تاریخی تسلسل کا موجود ہونا بڑا اہم سمجھا جاتا ہے۔ اس سے فکر و عمل میں نکھار اور اعتماد، جذبوں میں قوت اور توانائی پیدا ہوتی ہے۔ بالخصوص دین اسلام میں اس بات کی بڑی اہمیت ہے کہ دینی افکار و اعمال پورے تسلسل اور سندِ متصل کے ساتھ آنے والی نسل کے سامنے آنے چاہئیں۔ اس سے ان میں وہی محرکاتِ عمل اور جذبۂ عشق و لگن پیدا ہوتا ہے، جس نے شروع کے ادوار میں حیرت انگیز نتائج پیدا کیے اور دنیا کی نظروں کو خیرہ کر کے رکھ دیا تھا۔ گویا ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ تاریخی حوالے سے تسلسل کی قوت، انسانی محرکاتِ عمل کو تیز تر کر دیتی ہے۔ سلاسل مشائخ کی توانائی سچے نظریے اور ایمان پر مبنی عملی کردار کو زیادہ جان دار اور توانا بنا دیتی ہے۔

دین اسلام کا تاریخی تسلسل

آقائے نامدار رسول اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم انسانیت کی دنیاوی اور اُخروی فلاح و بہبود کے لیے جو سچا دین، اسلام کی صورت میں لے کر آئے ہیں، وہ اپنے نظریۂ ایمان کی سچائی اور انسانیت دوست عملی کردار کے سبب مثالی حیثیت لیے ہوئے ہے۔ انسانی فطرت کے بنیادی تقاضوں کے عین مطابق اس کی ہمہ جہتی رہنمائی اپنے اندر بےنظیر جامعیت رکھتی ہے۔ اس پس منظر میں دین متین کا عملی صورت میں قیامت تک محفوظ رہنا، خود انسانی زندگی کی بقا کے لیے لازمی اور ناگریز حیثیت رکھتا ہے۔ چناں چہ ایک ایسی جماعت کا تسلسل کے ساتھ سرگرمِ عمل رہنا کہ جن کے قلوب مزکّٰی ہوں اور جن کا عملی کردار جان دار اور توانائی کا حامل ہو اور ہر قسم کی سفلی خواہشات اور ذاتی وسطحی آلائشات سے قطعاً پاک ہو، دین اسلام کی حفاظت کا باعث بنتا چلا آ رہا ہے۔

آج تک اس تاریخی اور ارتقائی سفر کی یہی صورت رہی۔ چناں چہ دین اسلام کے بنیادی شعبے: شریعت، طریقت اور سیاست ہر دور میں اپنی پوری جامعیت کے ساتھ سینہ بہ سینہ، عمل بہ عمل، طبقہ بہ طبقہ، جماعت بہ جماعت اور سلسلہ بہ سلسلہ پورے تاریخی تسلسل کے ساتھ منتقل ہوتے چلے آ رہے ہیں۔ اس کا

www.rahimia.org

طریقۂ کار یہ رہا ہے کہ متقدمین کی صحبت یافتہ اور تربیت شدہ ہر جماعت نے ہر اگلے دور کے لیے افراد اور جماعتوں کو اپنے رنگ میں رنگ کر اپنے جیسا بنایا۔ جو کچھ انھیں اپنے سے پہلی جماعت سے ملا تھا، اس کی تربیت دے کر آنے والی نسل کو اپنے مشن اور نظریے کا وارث بنا دیا۔ یوں ان سے آنے والے دور میں کام لیا۔ بعد میں آنے والے لوگوں نے بھی اپنے بزرگوں سے پختہ وابستگی پیدا کی، ان کی صحبت اختیار کی اور ان کی تربیت کو دل و جان سے قبول کیا۔ انھوں نے سچے نظریے اور ایمان کو قلوب میں جذب کر کے ان کی نیابت اور خلافت کا پورا پورا حق ادا کیا ہے۔ اس طرح انھوں نے مفوضہ امور کو پوری ذمہ داری اور حسن و خوبی سے سرانجام دیا۔ چناں چہ صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ، تبع تابعینؒ اور ائمہ سلف کا تسلسل اسی حقیقت کی نشان دہی کرتا ہے۔

دینی تسلسل اور صحابہ کرامؓ کا کردار

چناں چہ سرورِ دو عالم، امام المرسلین، حضور اقدس ﷺ نے سب سے پہلے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اپنے رنگ میں رنگ لیا تھا اور جو جذبہ اور مشن آپ ﷺ کا تھا، اسے صحابہ کرام کے قلوب میں بدرجہ اتم منتقل کر دیا۔ حضور ﷺ نے ان سے ایسا عظیم الشان کام لیا کہ ان کے فکر و عمل کی وسعت اور ان کے بلند درجہ جہد و کردار کے عالمی اثرات و نتائج پوری دنیا پر واضح طور پر ظاہر ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے بعد آنے والے دور کے لیے صحابہ کرامؓ کو اپنا نائب بنا کر دین اسلام کی عالمی سربلندی کے لیے بھرپور طور پر تیار کر دیا۔ آپ ﷺ کی محبت کی طاقت و رتاثیر نے انھیں ''صحابہ'' کا عظیم لقب عنایت فرمایا۔

دینی تسلسل اور تابعینؒ کا کردار

پھر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ایک طرف رسول اللہ ﷺ کے جذبۂ صادقہ اور مبارک مشن کے مطابق دین اسلام کی سربلندی اور اس کے غلبہ کے لیے اپنی جانیں تک قربان کر دیں۔ اس طرح اس عظیم جماعت کے ہاتھوں بعثتِ نبویؐ کا قرآنی فریضہ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ [1] (اس دین حق کو تمام باطل نظاموں پر غالب کرنے) کا عالمی تقاضا پورا ہوا۔ یوں انھوں نے دین حق کو تمام ادیانِ باطلہ پر غالب کرنے کا کارنامہ سرانجام دیا۔ دوسری طرف حضرات اصحابِ رسول اللہؐ نے اگلے دور کے لیے ایک ایسی جماعت تیار کی، جس میں وہی جذبہ اور مشن پیدا کر دیا، جو حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے قلوب میں پیدا کیا تھا۔ چناں چہ بعد میں آنے والی جماعت کو انھوں نے کچھ اس طرح اپنے رنگ میں رنگ لیا کہ اپنے فکر و عمل اور جہد و کردار میں تابعین کی یہ جماعت، صحابہ کرامؓ کی جانشین اور وارث بن کر سامنے آئی۔ ان حضرات نے دل و جان سے صحابہؓ کی صحبت، ان کی تربیت کا کامل اتباع اور ان کے مشن سے پوری دل بستگی

www.rahimia.org

اور وابستگی اختیار کی۔ اسی سبب سے انھیں اسلامی تاریخ میں ''تابعین'' کے پُروقار لقب سے یاد کیا گیا۔ گویا انھوں نے جذبہ ایمان و عمل کے حصول کے لیے صحابہ کرامؓ کی مکمل اتباع کی اور دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران ہوئے۔

دینی تسلسل اور تبع تابعینؒ کا کردار

اسی طرح ''تابعینؒ'' کے قلوب میں موجزن جذبۂ ایمان اور باہوش فکر و عمل نے جہاں ایک طرف اپنے دور کے تقاضوں کے مطابق دین اسلام کی سربلندی اور اس کے غلبہ کے لیے ہر ممکن حد تک کام کیا، وہاں ان حضرات نے اگلے دور کے لیے ایک ایسی جماعت بھی تیار کی، جو ان کی کامل اتباع اور جذبۂ ایمان و عمل میں ان سے مکمل ہم آہنگی کے سبب ''تبع تابعین'' کے معزز لقب سے یاد کی گئی۔

دینی تسلسل اور ائمہ سلف کی جدوجہد

اسی طرح ان حضرات کے بعد آئمہ سلف، علمائے ربانیین اور ہر شعبۂ دین کے مجددین اُمت کی جماعتوں کی جماعتیں ہر ہر دور پیدا ہوتی گئیں۔ ان جماعتوں نے دین اسلام کی انسان دوست تعلیمات کو غالب کرنے کے لیے اپنے پہلے بزرگوں کے آلہ کار کی حیثیت میں بڑا لازوال کردار ادا کیا ہے۔ چناں چہ ہر پہلی تربیت یافتہ اور بااعتماد جماعت نے اگلے دور کے لیے جماعت تیار کر کے اس پر اپنے اعتماد کا اظہار کیا اور یوں اپنے فکر و عمل اور جذبۂ صادقہ کو آنے والی نسل میں منتقل کر دیا۔ پھر ہر آنے والی جماعت نے پہلے سے تربیت یافتہ جماعت اور افراد کی پوری یکسوئی کے ساتھ صحبت اور وابستگی اختیار کی اور دل و جان کے ساتھ اُن کی پوری اتباع کر کے دین اسلام کو پھیلانے کے لیے بااعتماد حیثیت کے حامل بنے۔ اس طرح دین اسلام کی فکری و نظریاتی اقدار اور عملی و اَخلاقی روایات انسانی سوسائٹی کی ترقی یافتہ زندگی کا ثبوت بہم پہنچاتی رہیں۔ اس پورے فکر و عمل کا تاریخی تسلسل ہر دور میں پوری آب و تاب کے ساتھ قائم ہا، جو آج تک محفوظ صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے۔

دینی تسلسل کے لیے تربیتی نظام کی اہمیت

کسی بھی نظریے اور جذبے کو آگے منتقل کرنے کے لیے ایک مربوط تربیتی نظام کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ بالخصوص وہ تربیتی عمل جس کا مقصد ایک نسل سے دوسری نسل اور ایک جماعت سے دوسری جماعت کو ایک عظیم نظریہ اور جذبہ منتقل کرنا ہو۔ اس کے لیے تربیتی اصول، ضابطے و قاعدے اور عملی طریقۂ کار مدوّن اور مرتب کرنا ضروری ہوا کرتا ہے، تا کہ یکساں طریقے سے تربیتی عمل مکمل ہو۔ اسی کے ساتھ ساتھ تربیت دینے والے افراد میں ایسی حکمتِ عملی کا شعور بھی موجود ہونا ضروری ہے، جس سے وہ دور کے معروضی

www.rahimia.org

تقاضوں اور پیش آمدہ صورتِ حال میں نتائج پیدا کرنے کے لیے جدوجہد کرسکیں۔ اس طرح کے تربیتی اصول و ضابطے اور ایسی لچک دار حکمت عملی کو سمجھنے سمجھانے کے لیے الگ الگ اداروں اور مستقل توجہ کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔

دین اسلام کی جامعیت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے فکر وعمل کے تاریخی تسلسل کے تناظر میں یہ بات واضح طور پر سامنے آجاتی ہے کہ دین اسلام شریعت، طریقت اور سیاست کی جامعیت پر مشتمل ایک مکمل نظامِ حیات رکھتا ہے۔ دین اسلام کے نظام میں جہاں انسانی سوسائٹی کی تشکیل کے لیے قانونِ شریعت بنیادی اہمیت رکھتا ہے، وہیں انسانی تربیت کے لیے تزکیہ اور تہذیبِ نفس کے اُمور پر مبنی سلوک و احسان کا شعبۂ طریقت اساسی حیثیت کا حامل ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ دین اسلام کے غلبے کا قومی اور سیاسی نظام قائم کرنا اور باطل ادیان اور نظاموں کا خاتمہ کرنا بھی دینی فکر وعمل کا مظہر ہے۔ چناں چہ خلافتِ راشدہ کے زمانے میں چاروں خلفائے راشدینؓ ان تینوں شعبہ ہائے اسلام کے جامع تھے۔ ان حضرات نے ہر ایک شعبے میں رہنمائی اور تربیت کا ایک اعلیٰ نمونہ قائم کیا۔

خلافتِ راشدہ کے دور میں سیاسی تشکیل

ہم دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے آخری دور میں قومی اور بین الاقوامی سطح پر سیاسی تقاضوں کی علمی اور عملی تکمیل ہوتی ہے۔ اس دور میں خلافت اور حکومت کا ادارہ دینی حوالے سے اپنی سیاسی ذمہ داریوں کو ادا کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ یہی وہ دور ہے کہ سیاسی حوالے سے قواعد وضوابط کی تشکیل کا کام سرانجام پاتا ہے۔ اس دور میں ہی ایسی قومی اور بین الاقوامی روایات کو پروان چڑھایا جاتا ہے، جو آنے والے ہر دور میں بہ طورِ مثال رہنمائی کا کام دیتی ہیں۔ دنیا بھر کے تمام خطوں میں سیاسی تشکیل نو کا کام انھی سیاسی روایات پر استوار کیا جاتا ہے۔ گویا سیاسی حوالے سے خلافتِ راشدہ کا دور ایک تربیتی ادارے کے طور پر کام سرانجام دیتا ہے، جس کے اثرات طویل دور تک جاری رہے ہیں۔ بالخصوص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت سیاسی نظام کی تشکیل کے بنیادی اُمور کے علمی اور عملی اظہار میں ایک نمایاں مقام رکھتا ہے۔

حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اپنی کتاب ”إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء“ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے سیاسی نظام کا تجزیہ کیا ہے۔ اس سلسلے میں اُن کے سیاسی اقوال اور پُرازحکمت باتوں کو ایک مستقل رسالے میں مدوّن کردیا ہے۔ اس رسالے میں انھوں نے حضرت عمر فاروقؓ کے جاری کردہ سیاست وحکومت سے متعلق قواعد وضوابط کو یک جا مرتب کردیا ہے۔ اس رسالے (سیاسة

أمیر المؤمنین عمر فاروقؓ) کے آغاز میں امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ تحریر فرماتے ہیں:

"أمّا بعد! فھٰذہ کلمات أمیر المؤمنین عمر بن الخطّاب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہٗ فی سیاسۃ الملک و تدبیر المنازل و معرفۃ الأخلاق أحببنا أن لا یخلوا کتابُنا عنھا و إن کانت یسیرۃ بالنّسبۃ إلیٰ ما نقل عنہٗ فی ھٰذہ الأبواب." (2)

(حمد وصلوٰۃ کے بعد! یہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطابؓ کے ملکی سیاست، گھریلو نظام اور معاشرتی اَخلاق سے متعلق کلمات جمع کیے گئے ہیں۔ ہم نے اس بات کو پسند کیا کہ ہماری یہ کتاب ان سے خالی نہ رہے۔ اگرچہ اُن میں سے یہاں بیان کردہ اقوال بہت تھوڑے ہیں، جب کہ ان امور سے متعلق اُن کی جو باتیں کتابوں میں نقل کی گئی ہیں، وہ بہت زیادہ ہیں۔)

خلافتِ راشدہ کے دور میں شرعی اور فقہی قوانین

اسی طرح خلافتِ راشدہ کے دور میں علمی اور قانونی تقاضوں کی تکمیل، شرعی ضابطوں کی تشکیل اور قانون کی حکمرانی کے اصول پر سماجی ڈھانچے کی تعمیر کا کام مکمل ہوا۔ اس کے لیے صحابہ، فقہا، مجتہدین اور مجددین امت کی کاوشوں کا ظہور ہوتا ہے۔ یہ حضرات اس حوالے سے قرآنی اصول کی تدوین اور تفصیلات کی ترتیب و تہذیب کرتے نظر آتے ہیں اور عملی نظام کے لیے قانونی صورت گری کا عمل پوری ذمہ داری کے ساتھ آگے بڑھاتے ہیں۔ آنے والے دور میں ان قانونی روایات اور عدالتی نظائر و امثال نے دنیا کے ہر خطے میں قانون کی حکمرانی کا اساسی فکر متعین کیا ہے۔ جس نے انسانوں کے مابین حقوق کے حوالے سے عدل و مساوات کے عمل کو فروغ دینے میں اساسی کردار ادا کیا ہے۔ گویا قانون کی حکمرانی کے حوالے سے خلافتِ راشدہ کا دور ایک تربیتی ادارہ کے طور پر اپنا کام سرانجام دیتا ہے۔ انسانی زندگی کی سماجی تشکیل میں اس کے اثرات بڑے زوردار طریقے سے آج بھی محسوس کیے جاسکتے ہیں۔

حضرت عمر فاروقؓ کا کردار اس حوالے سے بھی خصوصی طور پر بنیادی حیثیت رکھتا ہے کہ انھوں نے فقہی ابواب کی قانونی تشکیل اور عملی صورت گری میں بڑی جدوجہد اور کوشش کی ہے۔ حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے ان کے فقہی اقوال اور جاری کردہ قوانین کو بھی ایک مستقل رسالے (فقہِ امیر المؤمنین عمر فاروق) میں جمع کیا ہے۔ اس رسالے کے آغاز میں شاہ صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں:

"ھٰذا ما وفّقنی اللّٰہ عزّ و جلّ لہٗ، مِن تدوین مذھب خلیفۃ الاوّاب، النّاطق بالصّدق و الصّواب، أمیر المؤمنین عمر بن الخطّاب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہٗ و أرضاہٗ. و المذاھب الأربعۃ منہٗ بمنزلۃ الشّروح من المتون، و المجتھدون من صاحبہٖ بمنزلۃ المجتھدین المنتسبین من المجتھد المستقل." (3)

www.rahimia.org

(یہ رسالہ وہ ہے جس میں اللہ عز وجل نے مجھے امیرالمؤمنین حضرت عمر بن خطابؓ کے فقہی مذہب کو مدوّن کرنے کی توفیق دی ہے۔ چاروں فقہی مذاہب (حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی) حضرت عمر فاروقؓ کے فقہی مذہب کے ساتھ ایسی ہی نسبت رکھتے ہیں، جیسا کہ کسی کتاب کے متن کے ساتھ اس کی چار شروحات کی ہو۔ اور حضرت عمر فاروقؓ کے ساتھ ان چاروں فقہی مذاہب کے مجتہدین کی حیثیت ایسی ہی ہے جیسے کسی مجتہدِ مطلق کے ساتھ مجتہدین منتسبین کی نسبت ہوتی ہے۔)

خلافتِ راشدہ کے دور میں سلوک واحسان

اسی طرح خلافتِ راشدہ کے دور میں ہمیں صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کی ایک کثیر جماعت اس حوالے سے سرگرمِ عمل نظر آتی ہے کہ دینِ اسلام کی ظاہری تعلیمات کے ساتھ اس کی بنیادی روح اور اس کے انسان دوست عالمی فکر کو دنیا بھر میں پھیلانے کے لیے جس جذبۂ صادقہ، ہمتِ کاملہ اور عشقِ الٰہی کی ضرورت ہے، اس کو پیدا کرنے کے طریقے اور ضابطے بھی مرتب کیے جائیں۔ چناں چہ اس جماعت نے اسوۂ رسول کریم ﷺ اور جماعتِ صحابہؓ و تابعینؒ کے اس کردار کو —— جس نے جذبۂ صادقہ، ہمتِ کاملہ اور اخلاص و محبت کے ساتھ قرآنی انقلاب کی صورت گری کی تھی —— ضابطوں اور قاعدوں میں مدوّن کر دیا اور انھیں ایک نظامِ کار میں لا کر بنیادی طور پر محفوظ کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آنے والے ادوار میں نئی نسل میں وہی جذبہ، ہمت اور اخلاص پیدا کر کے دینِ اسلام کی آفاقی روح اور اس کی عالمگیر حکمت کو غالب کرنے کا سامان مہیا ہو گیا۔ چناں چہ ان حضرات کی جدوجہد سے دنیا بھر میں اولیاء اللہ، علمائے ربانیین اور صوفیائے کرام نے اپنے مراکزِ طریقت قائم کر کے انسانوں کو اپنی محبت کا گرویدہ بنایا اور پھر آہستہ آہستہ اسلام کی دعوت کو ان میں عام کیا ہے۔ جس کے اثرات اور ثمرات آج بھی کھلی آنکھوں مشاہدے میں ہیں۔

اس حوالے سے بھی حضرت عمر فاروقؓ کا دورِ خلافت بڑی بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے جہاں شریعت اور سیاست کے حوالے سے جامع رہنمائی دی، وہیں طریقت اور سلوک و احسان کی بنیاد بھی قائم فرمائی۔ حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے تو حضرت عمر فاروقؓ کو علم تصوف کا بانی اور اس فن کو بامِ عروج تک پہنچانے والا قرار دیا ہے۔ یہی وَجہ ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ نے طریقت اور تصوف سے متعلق حضرت عمر فاروقؓ کے اقوال و افعال کو ایک مستقل رسالے میں مرتب اور مدوّن کر دیا ہے۔ اس رسالے (مقامات و کرامات أمیر المؤمنین عمر فاروقؓ) کے آغاز میں شاہ صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں:

”مے گوید فقیر ولی اللہ عفی عنہٗ ایں است: از نشرِ مقامات و اشاعتِ کرامات و بیانِ حِکم و افادات خلیفۂ اوّاب، الناطق بالحق والصواب، امیرالمؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ و

www.rahimia.org

ارضاۂ آں چہ بندۂ ضعیف بہ تدوینِ آں موفّق شد۔'' (4)

(فقیر ولی اللہ عفی عنہٗ یہ کہتا ہے کہ اس بندۂ ضعیف کو امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہٗ کے مقاماتِ (تصوف)، اُن کی کرامات کی اشاعت اور (اس سلسلے میں) اُن کے بیان کردہ افادات اور پُرازحکمت باتوں کو مدوّن کرنے کی توفیق دی گئی ہے۔)

حضرت امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ اپنے اس رسالے میں علم تصوف کی حقیقت بیان کرتے ہوئے درجِ ذیل تین بنیادی اساسی اصولوں کا تعین کیا ہے:

1۔ نیک اعمال سے ''یقین'' پیدا کرنا، جسے صوفیا کی اصطلاح میں ''نسبتِ یادداشت'' کہتے ہیں۔

2۔ نفس وقلب میں ''یقین'' پیدا ہونے کے نتیجے میں ''مقامات'' کا پیدا ہونا۔

شیخ ابوطالب مکیؒ نے یقین کے نتیجے میں پیدا ہونے والے دس مقامات کی نشان دہی کی ہے:

(۱) توبہ (۲) زُہد (۳) صبر (۴) شکر (۵) رَجا (پُرامیدی) (۶) خوف (۷) توکل (۸) رضائے خداوندی (۹) فقر (۱۰) محبتِ الٰہی

3۔ پختہ یقین یا نسبتِ یادداشت اور مذکورہ بالا دس مقامات پر استقامت کے بعد دوسرے انسانوں کا تزکیہ اور تربیت کرنے کی صلاحیت کا پیدا ہونا۔ اس کے دو پہلو ہیں:

(۱) کرامات کا ظاہر ہونا (۲) اپنے متبعین اور متوسلین کی تربیت کرنا۔

علم تصوف کے ان اصولوں کی روشنی میں علم تصوف میں حضرت عمر فاروقؓ کی حیثیت بیان کرتے ہوئے حضرت شاہ صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''حضرت فاروقِ اعظمؓ ایں ہمہ مباحث را قولاً وفعلاً بیان فرمودہ، و بہ زروۂ اعلیٰ ایں فن ترقی نمود۔ و اُو اعلمِ صوفیہ است بہ علومِ تصوف در اُمتِ مرحومہ۔ و بعد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُمتِ مرحومۂ آں حضرتؐ را تربیت فرمودہ، چہ اصحابِ آں حضرتؐ و چہ تابعین و افادۂ حِکَم و مواعظ نمودہ خطاباً للحاضرین و کتاباً للغائبین۔'' (5)

(حضرت فاروقِ اعظمؓ نے ان تمام مباحثِ (تصوف یعنی یقین، مقامات اور ان پر تزکیہ و تربیت) کو اپنے قول وفعل کے ساتھ خوب بیان فرمایا ہے۔ اس حوالے سے انھوں نے اس فن (تصوف) کو ترقی کے اعلیٰ کمال تک پہنچایا ہے۔ وہ صوفیا کے علم کے حوالے سے اُمتِ محمدیہؐ میں علومِ تصوف کے سب سے بڑے عالم ہیں۔ انھوں نے اس فن میں بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپؐ کی اُمت کی تربیت فرمائی ہے۔ خواہ آں حضرتؐ کے اصحاب ہوں یا تابعین ہوں، انھوں نے ان سب کی اپنے مواعظ اور پُرازحکمت باتوں سے تربیت کی ہے۔ تمام

www.rahimia.org

حاضرین کو اپنے خطابات کے ذریعے سے اور وہاں موجود نہ ہونے والوں کو تحریر کے ذریعے سے مستفید کیا ہے۔)

حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے ان تمام بیانات سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ حضرات خلفائے راشدینؓ نہ صرف شریعت، طریقت اور سیاست کے جامع تھے، بلکہ ان تمام حضرات نے ان تینوں شعبوں کی بنیادیں قائم کی ہیں اور انھیں ترقی دی ہے۔ ان چاروں حضرات خلفائے راشدینؓ کو نہ صرف خلافتِ ظاہرہ یعنی سیاسی حکومت اور طاقت وقوت حاصل تھی، بلکہ انھیں خلافتِ باطنہ یعنی شریعت کی تعلیم و تفہیم اور سلوک واحسان کے حوالے سے تزکیۂ قلوب اور تصفیۂ باطن کی بلند مرتبت حیثیت بھی حاصل تھی۔ اسی لیے اس دور کو امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے **خِلافت علیٰ مِنھاجِ النبوّۃ** قرار دیا ہے۔

خلافتِ راشدہ کے بعد دینی کاموں کے الگ الگ شعبہ جات

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ خلیفۂ چہارم امیر المؤمنین حضرت الامام سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے دورِ خلافت کے بعد دین اسلام کے پھیلاؤ کا کام الگ الگ اداروں اور شعبوں کی صورت اختیار کرتا گیا۔ اس طرح شریعت، طریقت اور سیاست کے شعبے الگ شناخت کے ساتھ مسلسل نکھرتے چلے گئے۔ چناں چہ حضرت امام حسنؓ کا حضرت امیر معاویہؓ کے حق میں حکومت اور خلافتِ ظاہرہ سے دست بردار ہونا اور مدینہ منورہ میں رہ کر خلافتِ باطنہ، یعنی تعلیم کتاب و تفہیمِ سنت اور تزکیۂ قلوب کی طرف متوجہ ہونا اسی حقیقت کی نشان دہی کرتا ہے۔ اس شعبہ جاتی تقسیم کے بعد حکومت کا مرکز دمشق اور شام رہا، جب کہ تعلیم وتربیت اور تزکیۂ نفوس کے مراکز: مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ، کوفہ اور بصرہ وغیرہ رہے۔

خلافتِ ظاہرہ کی اساس پر دینی سیاست کا شعبہ

انسانی معاشرے کے سیاسی تقاضوں کی ناگزیریت نے شعبۂ سیاست وحکومت کو الگ حیثیت دے دی، تاکہ اس شعبے میں کام کرنے والے افراد اور نظم ونسق کے ماہرین مستقل توجہ سے کام لے کر اس کے قواعد وضوابط اور بنیادی اساسی اصولوں کی تدوین وترتیب قائم کرسکیں۔ خلفائے حکومت ایسی سیاسی روایات قائم کریں، جو اگلے دور میں نظائر کے طور پر کام کریں۔ اس طرح نظم مملکت چلانے کے لیے دین اسلام کی اساس پر باقاعدہ "**علم السّیاست و المملکت**" وجود میں آیا۔ جسے "خلافتِ راشدہ یا خاصہ" کے بعد "خلافتِ عامہ" کی صورت میں خلفائے بنی اُمیہ، عباسیہ اور عثمانیہ نے بہت حد تک قائم رکھا۔ جیسا کہ درجِ ذیل حدیثِ مبارک میں حضورؐ نے کم از کم بارہ خلفا تک دین اسلام کے غلبے اور طاقت ور ہونے کی پیشین گوئی فرمائی ہے:

www.rahimia.org

"لایزال هٰذا الدّین عزیزاً منیعًا إلیٰ إثنی عشر خلیفة... کلّهم من قریش"(6)

(ہمیشہ یہ دین طاقت ور اور (باطل ادیان پر) غالب رہے گا، یہاں تک کہ بارہ خلفا ہوں۔ ...وہ تمام خلفا قریش سے ہوں گے۔)

بارہ خلفا کی وہ تشریح جو ایک گروہ نے "بارہ معصوم اماموں" کی صورت میں کی ہے، یقینی طور پر غلط ہے۔ اس حدیث کی وہی تشریح تاریخی حقائق کے مطابق ہے، جس میں خلافتِ راشدہ کے چار خلفا کے بعد آٹھ خلفا اور حکمران شامل ہیں۔ حدیث کے مطابق ان خلفا کے زمانے میں دین اسلام **"عزیز"** یعنی داخلی طور پر طاقتور وزبردست اور **"مَنیع"** یعنی دیگر ادیان کے غلط اثرات کو روک کر غالب رہنے والا ہوگا۔ اس طرح دین کے سیاسی نظام کا تسلسل خلافتِ راشدہ سے لے کر خلافتِ عثمانیہ تک قائم رہا ہے۔

شریعتِ اسلام کی اساس پر فقہی اور قانونی شعبہ

خلافتِ راشدہ کے بعد انسانی معاشرے کے قانونی اور فقہی تقاضوں کی لازمی حیثیت نے شعبۂ شریعت و فقہ کو الگ حیثیت دے دی، تاکہ اس شعبے کے ماہرین اپنی مستقل توجہ سے شرعی قوانین اور فقہی قواعد وضوابط مدوّن کریں۔ چناں چہ فقہائے سبعہ کی جدوجہد اور کاوشوں نے فقہی اور قانونی نظام کی بنیادیں فراہم کیں۔ انھوں نے شریعت کی حکمرانی کے لیے قانونی نظام کی ایسی شان دار روایات قائم کیں، جو بعد میں آنے والے دور کے لیے مثال اور معیار بن کر سامنے آئیں۔ اس طرح انسانی معاشرے کو قانونی نظام کے ذریعے سے بہتر بنانے کے لیے **"علم الشّریعت و الفقه"** وجود میں آیا۔

فقہائے سبعہ کے بعد اس علم کو ترقی دینے والی شخصیات امام اعظم امامِ ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کی صورت میں سامنے آتی ہیں۔ انھوں نے صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؒ کی فقہی جدوجہد اور کاوشوں کو ایک مربوط قانونی نظام میں پرو دیا۔ یوں فقہ حنفی، فقہ مالکی، فقہ شافعی اور فقہ حنبلی وجود میں آئیں۔ اس طرح دین اسلام کا فقہی اور قانونی نظام مربوط طور پر اُمتِ محمدیہ کے سامنے آیا۔ ان فقہوں کا تاریخی تسلسل آج تک جاری وساری ہے۔

تزکیۂ قلوب اور تصفیۂ باطن کے لیے سلوک واحسان کا شعبہ

خلافتِ راشدہ کے بعد تابعینؒ کے دور میں انسانی قلوب میں نظریۂ ایمان اور جذبۂ احسان وعمل کو راسخ کرنے کے لیے جو داخلی تقاضے ابھرتے ہیں اور قلب و باطن کے حوالے سے جو نفسیاتی مسائل پیدا ہوتے ہیں، ان کے حل کرنے کے لیے شعبۂ طریقت واحسان وجود میں آیا۔ اس اہم ترین شعبے کے ماہرین

www.rahimia.org

نے مستقل توجہ دے کر قلوب کے امراض کی وضاحت کردی۔ ان روحانی امراض کے علاج کے لیے ایسے قواعد وضوابط اور طریقۂ تربیت مرتب کردیا، جس سے انسانیت کے قلوب کی کجی دور ہوتی ہے۔ تاکہ دلوں میں ایمانی نظریہ اور احسانی جذبہ اپنی تمام تر توانائیوں کے ساتھ پیدا ہوجائے۔ ان حضرات نے اس حوالے سے ایسی تابندہ روایات قائم کیں، جو آج بھی اس راہ پر چلنے والوں کے لیے مشعل کا کام دیتی ہیں۔ اس کے نتیجے میں انسانی روح کے امراض دور کرنے، اُس میں تعلق مع اللہ اور خدمتِ انسانیت کا جذبہ بیدار کرنے کے لیے مقرر کردہ طریقۂ کار کے مطابق "علم السّلوک و الطّریقت" وجود میں آیا۔

اس شعبے میں صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؒ کے اقوال و افعال اور تربیتی خطوط کو سامنے رکھتے ہوئے صوفیائے کرامؒ اور اولیائے عظامؒ نے اس علم وفن کو ترقی دی اور اسے مزید نکھارا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور ان کے تربیت یافتہ اصحاب اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ان کے تربیت یافتہ اصحاب نے علم سلوک کے بنیادی اساسی اُمور اور باطن کی اصلاح کے طریقے واضح کیے۔ چناں چہ حضرت علقمہؒ، حضرت ابراہیم نخعیؒ، حضرت سفیان ثوریؒ اور حضرت حسن بصریؒ کے واسطے سے پھیلنے والے علوم و معارف سیّد الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ کے زمانے میں ایک مستقل اور مربوط علم کی شکل اختیار کرگئے۔ پھر حضرت جنید بغدادیؒ کے فیض سے صوفیا کے چار مشہور سلاسل؛ قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ اور سہروردیہ وجود میں آئے۔ اس طرح انسانی روح کی تعلیم و تربیت اور اعلیٰ مقامات کے حصول کا صحیح اور بہتر طریقۂ کار شعبۂ طریقت کی صورت میں اُمت کے سامنے واضح ہوا اور اس شعبے کے ذریعے سے انسانوں نے روحانی کامیابی حاصل کی۔

ان تمام شعبوں میں دین اسلام کی جامعیت کا فروغ

یہ ایک حقیقت ہے کہ کوئی جان دار نظریہ اپنا عملی نظام قائم کرلینے کے باوجود اس بات کو نظر انداز نہیں کرسکتا کہ اس کا بنیادی نظریہ اور فکر زیادہ وسعت کے ساتھ آگے بڑھنا چاہیے۔ اس کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ نئے لوگ اس نظریے کی طاقت بنتے چلے جائیں۔ زیادہ سے زیادہ لوگ اس رنگ میں رنگتے جائیں اور دل و جان سے اس کی مقبولیت بڑھتی جائے۔ اس کے لیے ایسے طاقت ور اور توانا جذبۂ صادقہ کی ضرورت ہوا کرتی، جو بلند ہمتی کے ساتھ نامساعد حالات اور ناموافق سماج میں صحیح نتائج پیدا کرنے کا باعث ہو اور مشکل حالات میں بھی سچے نظریے کا پھیلاؤ جاری رکھا جاسکے۔

چناں چہ دین اسلام کے سچے نظریہ کے حوالے سے ہر دور میں اس کی ضرورت اپنی جگہ موجود رہی ہے کہ کسی دنیاوی مادی نفع کے حصول سے ہٹ کر اور ذاتی لالچ کے بغیر رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی کامل اتباع کی جائے۔ اس طرح انسانیت کی خدمت اور خدا سے تعلق قائم کرنے کے لیے اپنے قلب وجگر میں وہ گرمی اور حرارت پیدا کی جائے، جس کی اعلیٰ ترین صورت آپ ﷺ اور جماعتِ صحابہ کرامؓ میں پیدا ہوئی۔ جس

www.rahimia.org

کی توانائی اور طاقت نے ظلم و کفر و عصیاں کی ہر انسان دشمن قوت کو مٹا کر عدل و ایمان اور احسان و عرفان کے انسان دوست جذبوں کی آبیاری کی تھی۔ اس کے لیے ایسے قاعدوں اور عملی ضابطوں کی ضرورت ہے کہ افرادِ انسانی میں ان کی پابندی اور مداومت سے صحیح معنوں میں جذبۂ نبویؐ بیدار ہو جائے اور یہ ضابطے اور قاعدے آنے والی نسلوں کے لیے تربیتی روایات قائم کرنے میں مدومعاون بن جائیں۔

اس سلسلے میں علمائے ربانیین اور اولیاء اللہ کی جدوجہد

حقیقت یہ ہے کہ اس ضرورت کو پورا کرتے ہوئے اولیاء اللہ، علمائے ربانیین اور صوفیائے کرام نے پیار بھرے انداز میں دین اسلام کی انسان دوست تعلیمات کو پوری دنیا کے چپے چپے پر پھیلایا ہے۔ کسی فکر و نظریے کے حاملین اس طرح کی نظیر نہیں پیش کر سکتے۔ ان حضرات اولیاء اللہ نے پہلے خود تمام مادی آلائشات اور سفلی خواہشات سے بالاتر ہو کر اپنے اندر بلند ہمتی، اخلاص اور جذبہ عشق پیدا کیا۔ پھر انتہائی بے نفسی اور پوری سرگرمی کے ساتھ اس جذبۂ اخلاص و عشق کو انسانیت کے قلوب میں پیدا کرنے کے لیے تن من دھن کی قربانی دی ہے۔

جس طرح شعبۂ سیاست کے خلفا و سلاطین اور شعبۂ شریعت کے فقہا اور ائمہ مجتہدین نے اپنی اعلیٰ تر صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر اپنے اپنے شعبوں کو مربوط نظام، بنیادی اصولوں اور قاعدوں پر استوار کیا ہے اور سیاسی و قانونی روایات قائم کی ہیں۔ اسی طرح شعبۂ تصوف و احسان کے خلفا اور ائمہ مجددین نے بھی اپنی تمام تر قلبی، عقلی اور وجدانی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر اس شعبہ کے اساسی اصول، بنیادی ضابطے اور قاعدے تشکیل دیے اور ایسی احسانی روایات قائم کی ہیں، جن سے اس شعبے کو فروغ حاصل ہوا ہے۔

دینی حوالے سے شعبہ جاتی مہارت کا فائدہ

اس شعبہ جاتی مہارت کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ نئی نسل کو تربیت دینے کے لیے علمی قاعدوں اور عملی ضابطوں کی تشکیل زیادہ بہتر انداز میں وجود میں آگئی۔ اس طرح مستقل توجہ سے ہر ایک شعبے کے کام میں نکھار، جامعیت اور وسعت پیدا ہوتی چلی گئی، جو اگلے دور کے مسائل حل کرنے میں مدومعاون ثابت ہوئی۔ پھر ان تمام شعبوں کے باہم ربط اور تعلق سے جامعیت پر مبنی ایک ایسا جان دار نظامِ تربیت وجود میں آیا کہ جس کے اثرات پورے تاریخی تسلسل کے ساتھ آج تک چلے آ رہے ہیں۔

دین اسلام کے شعبۂ سیاست اور شعبۂ شریعت کا تسلسل ایک مستقل موضوع ہے۔ کتاب کے سلاسل سے متعلق اس بات کی مناسبت سے یہاں ہم صرف خلافتِ راشدہ کے بعد شعبۂ طریقت کے سلاسل عالیہ اور اُن کے مشائخ کے تاریخی تسلسل کا تذکرہ کریں گے۔

www.rahimia.org

دین اسلام میں شعبۂ تصوف اور طریقت کا تاریخی تسلسل

گزشتہ صفحات میں یہ واضح ہو چکا ہے کہ اس علم احسان یا تصوف کا آغاز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ سے ہوتا ہے۔ ان کے بعد زہد وتقویٰ کے حوالے سے تربیت اور تزکیے کا یہ تسلسل تمام مراکزِ تعلیم و تربیت سے آگے بڑھتا ہے۔ جن میں مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ، کوفہ، بصرہ، شام اور یمن وغیرہ میں خلفائے راشدین کے تربیت یافتہ حضرات نے اس سلسلے کو آگے بڑھایا۔ اس تسلسل کو بیان کرتے ہوئے حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ تحریر فرماتے ہیں:

"الفصل السّابع فی بقاء السّلسة الصّحبة الصّوفية المبتدئة من النبیّ صلّی اللّٰـه علیه و سلّم إلیٰ یومنا هٰذا بواسطة أمیر المؤمنین عمر بن الخطّاب رضی اللّٰه عنهٗ." (7)

(ساتویں فصل صوفیا کے اُس سلسلۂ صحبت کے بیان میں ہے، جس کی ابتدا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی تھی اور جو آج کے دن تک امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطابؓ کے واسطے سے باقی ہے۔)

شاہ صاحبؒ نے اس فصل میں حضرت عمر فاروقؓ سے لے کر حضرت جنید بغدادیؒ تک صوفیا کے تسلسل کا تعارف کرایا ہے۔ انھوں نے یہاں یہ حقیقت بھی واضح کی ہے کہ صحابہؓ، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے زمانے میں لوگ مشائخ کی بیعت اور خرقۂ خلافت کے ذریعے باہم جڑے ہوئے نہیں ہوتے تھے۔ اس دور میں مشائخ کے ساتھ صحبت کا تعلق ہوتا تھا۔ اور وہ بھی صرف کسی ایک شیخ کے ساتھ وابستہ نہیں ہوتے تھے، بلکہ بہت سے مشائخ کی صحبت اختیار کرتے تھے۔ ہاں! البتہ اُن میں سے جس شیخ کی صحبت زیادہ طویل عرصے تک اختیار کی جاتی، وہ بہ منزلہ باپ کے ہوتا تھا اور باقی مشائخ چچاؤں کی حیثیت رکھتے تھے۔

چناں چہ شاہ صاحبؒ مختلف مراکزِ دینیہ کے سلاسل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"(۱) سلسله تهذیب نفس در اهل مدینه مرتقی است به ائمه تبع تابعینؒ۔
واعظمِ ایشاں امام مالکؒ است۔ و وے شیوخ بسیار دارد۔ و اکثر انتفاع از نافع است عن (عبداللہ) ابن عمرو (بن عاصؓ)۔ و (عبداللہ) ابن عمر (بن خطابؓ) باوجود ادراک شرفِ صحبت و تربیت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم با والدِ بزرگوار خود نیز صحبت داشتہ۔

(۲) و سلسله اهل مکه مرتقی به اصحابِ ابن عباس.

(۳) و سلسله اهل کوفه مانند داؤد طائی مرتقی است به ائمه تبع تابعین.
واعظمِ ایشاں سفیان ثوریؒ عن الاعمشؒ عن اصحابِ عبداللہ ابن مسعودؓ۔

www.rahimia.org

(۴) و سلسله اهل بصره مرتقی است به حسن بصریؒ و ابن سیرینؒ۔
(۵) و سلسله اهل شام بابی درداءؓ۔
(۶) و سلسله اهل یمن باطاؤس یمنی عن ابن عباسؓ. و اللّٰه أعلم۔‘‘(8)

(۱۔ مدینہ منورہ کا سلسلۂ تصوف) اہلِ مدینہ میں تہذیبِ نفس کا سلسلہ تبع تابعینؒ میں سے ائمہ کے ذریعے آگے بڑھتا ہے۔ ان میں سب سے بڑے امام مالکؒ ہیں۔ ان کے بہت سے مشائخ ہیں۔ انھوں نے زیادہ تر حضرت نافعؒ سے نفع اٹھایا ہے۔ اور انھوں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ اور حضرت عبداللہ بن عمر بن خطابؓ سے فیض پایا ہے۔ ان حضرات کو اگرچہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت اور صحبت کا شرف حاصل تھا، اسی کے ساتھ یہ دونوں اپنے والدِ بزرگوار کی بھی صحبت رکھتے تھے۔

(۲۔ مکہ مکرمہ کا سلسلۂ تصوف) اہلِ مکہ کا سلسلہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے تربیت یافتہ لوگوں کے ذریعے سے آگے بڑھا۔

(۳۔ کوفہ کا سلسلۂ تصوف) اہلِ کوفہ میں سے حضرت داؤد طائی جیسے لوگوں کا سلسلہ تبع تابعین کے ائمہ (امام ابوحنیفہؒ وغیرہ) کے ذریعے سے آگے بڑھا۔ ان میں سے بھی سب سے بڑے امام سفیان ثوریؒ ہیں۔

انھوں نے امام اعمش (ابومحمد سلیمان بن مہران اسدیؒ م ربیع الاوّل ۱۴۸ھ/ مئی 765ء) سے اور انھوں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے تربیت یافتہ اصحاب (حضرت ابراہیم نخعیؒ بواسطہ علقمہ بن قیسؒ، اسود بن یزیدؒ) سے سلسلہ اخذ کیا۔

(۴۔ بصرہ کا سلسلۂ تصوف) اہلِ بصرہ کا سلسلہ حضرت حسن بصریؒ اور محمد بن سیرینؒ کے ذریعے سے آگے بڑھتا ہے۔

(۵۔ شام کا سلسلۂ تصوف) اہلِ شام کا سلسلہ حضرت ابودرداءؓ کے ذریعے سے آگے بڑھتا ہے۔

(۶۔ یمن کا سلسلۂ تصوف) اہلِ یمن کا سلسلہ حضرت طاؤس یمنی بہ واسطہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ آگے بڑھتا ہے۔ واللہ اعلم۔)

کوفہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا سلسلۂ صحبت

حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے یہ حقیقت بھی واضح کی ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کے بعد دین اسلام کے تزکیہ اور تربیت کے سلسلۂ تصوف کو آگے بڑھانے والے حضرات صحابہؓ میں سب سے پہلے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ (م۳۲ھ/ 653ء) ہیں۔ حافظ شمس الدین ذہبیؒ نے انھیں ''الإمام الرّبّانی'' کے لقب سے یاد کیا ہے۔ (9)

شاہ صاحبؒ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا سلسلۂ تصوف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''و لنذکر ھٰھنا سلسلة أھل العِراق فإنّھم أکثر المسلمین اعتناءً بسلسلة الصّحبة الصّوفیة... فاعلم! أنّ عبداللّٰه بن مسعودؓ من کبار الصّحابة، و مَن بشّرہٗ النّبیّ صلّی اللّٰه علیه و سلّم ببشارات عظیمة، و استخلفهٗ من اُمّتہٖ بعدہٗ فی قراء ة القرآن، و الفقه، و الموعظة، و کان من أکرم الصّحابة بصحبة النّبیّ صلّی اللّٰه علیه و سلّم و خدمتہٖ. و کان یُعرف فی الصّحابةؓ بِ''صاحب السّواد'' و ''صاحب السّواک و المِطھرة'' و شھد لهٗ رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه و سلّم بالجنّة...

و لنذکر بعد ما تیسّر لنا من زھدیات عبداللّٰه (بن مسعود) و أصحابہٖ، و سیرتہٖ، و سیرھم، و کراماتھم.'' (10)

(ہم یہاں اہلِ عراق کے سلسلۂ تصوف کا تسلسل بیان کریں گے، اس لیے کہ اس علاقے کے مسلمانوں کی اکثریت صوفیا کے سلسلۂ صحبت کے ساتھ وابستہ رہی ہے۔...

جاننا چاہیے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کبار صحابہؓ میں سے ہیں۔ وہ ایسے فرد ہیں کہ جنھیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی عظیم بشارتوں کی خوش خبری سنائی اور آپؐ نے اپنے بعد اپنی اُمت میں انھیں قرآن حکیم اور فقہ (شریعت) کو پڑھانے اور تزکیہ اور نصیحت کرنے کے لیے اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نبی اکرمؐ کی صحبت اٹھانے اور آپؐ کی خدمت کرنے میں دیگر صحابہؓ سے زیادہ معزز اور مکرم ہیں۔ وہ صحابہؓ میں ''حضورؐ کا تکیہ اٹھانے والے''، ''مسواک اور وضو کے لیے لوٹا سنبھالنے والے'' جیسے خطابات سے مشہور و معروف تھے۔ رسول اللہؐ نے ان کے لیے گواہی دی ہے کہ وہ جنت میں ضرور داخل ہوں گے۔...

جہاں تک ہوسکا، ہم یہاں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور ان کے صحبت یافتہ حضرات کی سیرت اور ان کی زہدیات و کرامات سے متعلق چند اُمور بیان کریں گے۔)

اس کے بعد شاہ صاحبؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی اس حوالے سے اہمیت پر حضور اقدسؐ کی احادیثِ مبارکہ اور حضرت عمر فاروقؓ اور دیگر صحابہؓ کے اقوال بیان فرمائے ہیں۔ ان روایات و اقوال کے تناظر میں یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے صحبت یافتہ حضرات کی سلسلۂ تصوف کے فروغ

www.rahimia.org

میں کتنی اہمیت ہے۔ اس فصل میں شاہ صاحبؒ نے ان تمام حضرات کے زہد اور سلوک و احسان سے متعلق اُمورِ زہد اور احادیث و آثار کی تفصیل بیان کی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے صحبت یافتہ حضرت علقمہؒ اور اسودؒ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے بعد ان کے سلسلۂ تصوف کو آگے بڑھانے والے ان کے تربیت یافتہ اصحاب ہیں۔ جن میں حضرت علقمہ بن قیسؒ، اسود بن یزیدؒ وغیرہ حضرات ہیں۔ اس حوالے سے حضرت شاہ صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں:

”و لِعبداللّٰه بن مسعودؓ أصحاب يُعرفون ب“أصحاب عبداللّٰه ابن مسعودؓ”، ليس لهم سَمَة إلاَّ هٰذا. صحِبوهُ طويلاً، و أجلّوهُ جميلاً، و أثنوا عليه جزيلاً. منهم: علقمة بن قيسؒ، و الأسود بن يزيد النّخعيؒ، و عمرو بن ميمون الأوديؒ، و ربيع بن خيثمؒ.“ (11)

(حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی صحبت اختیار کرنے والے ایسے حضرات ہیں، جنھیں ”اصحابِ عبداللہ بن مسعودؓ“ کہا جاتا ہے۔ ان کی اس کے سوا اَور کوئی شناخت نہیں کہ انھوں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ایک طویل عرصے تک صحبت اختیار کی اور خوبی کے ساتھ اُن کی بڑائی کا اظہار کرتے رہے اور اُن کی عظمتِ شان کی تعریف کرتے رہے۔

ان حضرات میں حضرت علقمہ بن قیسؒ (م ۶۲ھ/ 681ء)، اسود بن یزید نخعیؒ (م ۷۵ھ/ 694ء)، عمرو بن میمون اودیؒ (م ۷۵ھ/ 694ء) اور ربیع بن خیثمؒ (م ۶۱ھ/ 680ء) ہیں۔)

حضرت شاہ صاحب نے اس فصل میں ان چار حضراتؒ کی زہدیات جمع کی ہیں اور آگے چل کر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پانچویں صحبت یافتہ بزرگ حضرت مسروق بن اجدع (م ۶۳ھ/ 683ء) کی زہد و تقویٰ سے متعلق روایات بھی جمع کی ہیں۔

حضرت علقمہؒ اور اسودؒ کے صحبت یافتہ حضرت ابراہیم نخعیؒ اور امام اعمشؒ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے صحبت یافتہ حضرات حضرت علقمہؒ اور حضرت اسودؒ کے بعد اُن کے صحبت یافتہ حضرات میں حضرت ابراہیم نخعیؒ اور امام اعمشؒ وغیرہ ہیں۔ اور ان کی صحبت میں حضرت سفیان ثوریؒ اور حضرت فضیل بن عیاضؒ رہے ہیں۔ شاہ صاحبؒ ان بزرگوں کا سلسلہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”و لهٰؤلآء أصحاب يعرفون ليس لهم سمة إلاَّ “أصحاب أصحاب عبداللّٰه”. منهم: إبراهيم النّخعيؒ، و ابوإسحاق السُّبيعيؒ، و الأعمشؒ، و منصورؒ. صحبهم سُفيانُ الثّوريؒ طويلاً و أخذ منهم جزيلاً، و كذٰلك فُضيل بن

www.rahimia.org

عیاضؒ. (12)

(پھر ان حضرات کے بھی صحبت یافتہ ایسے لوگ ہیں، جن کا تعارف ''اصحابُ اصحابِ عبداللّٰہ'' کے سوا اَور کچھ نہیں ہے۔ ان میں حضرت ابراہیم (بن یزید) نخعیؒ (م ۹۵ھ/ 714ء)، ابواسحاق سبیعیؒ (عمرو بن عبداللہ ہمدانی م۱۲۷ھ/ 745ء)، اعمشؒ (م ۱۴۸ھ/ 765ء) اور منصورؒ (بن معتمر سُلمی م۱۳۲ھ/ 750ء) ہیں۔

ان حضرات کی صحبت ایک طویل عرصے تک حضرت سفیان (بن سعید) ثوریؒ (م ۱۶۱ھ/ 778ء) نے اختیار کی اور ان سے بہت زیادہ علوم و معارف حاصل کیے۔ اور ایسے ہی ان حضرات کے صحبت یافتہ حضرت فضیل بن عیاض (تمیمیؒ م ۱۸۷ھ/ 802ء) بھی ہیں۔)

حضرت سفیان ثوریؒ کے صحبت یافتہ حضرات

حضرت شاہ صاحبؒ اس سلسلۂ تصوف کو آگے بڑھاتے ہوئے حضرت سفیان ثوریؒ کے تربیت یافتہ حضرات میں حضرت داؤد بن نصر طائیؒ اور حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کو قرار دیا ہے۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں:

''و صحب سفيانَ الثّوريّؒ جماعةٌ، منهم: داؤد بن نصر الطّائيؒ و إبراهيم بن أدهم البلخيؒ.

صحب داؤدَ الطّائيؒ معروفؒ، صحبهٗ السِّريّ السّقطيؒ، صحبهٗ جنيد البغداديؒ. و سلسلة أشهر من أن يحتاج إلىٰ بيان.''(13)

(ایک جماعت نے حضرت سفیان ثوریؒ (م ۱۶۱ھ/ 778ء) کی صحبت اختیار کی۔ ان میں: حضرت داؤد بن نصر طائیؒ (م ۱۶۵ھ/ 782ء) اور حضرت ابراہیم بن ادھم بلخیؒ (م ۱۶۱ھ/ 778ء) ہیں۔

پھر حضرت داؤد بن نصر طائیؒ کی صحبت میں حضرت معروف کرخیؒ (م ۲۰۰ھ/ 816ء) رہے۔ ان کی صحبت حضرت سریّ سقطیؒ (م ۲۵۰ھ/ 864ء) نے اٹھائی اور ان کی صحبت حضرت جنید بغدادیؒ (م ۲۹۷ھ/ 911ء) نے اختیار کی۔ یہ سلسلہ مشہور ہے۔ زیادہ بیان کرنے کی حاجت نہیں۔)

اس طرح اہل عراق کا یہ سلسلۂ تصوف حضرت جنید بغدادیؒ سے لے کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک درجِ ذیل سلسلۂ صحبت کی صورت میں ہے:

حضرت جنید بغدادیؒ، حضرت سریّ سقطیؒ، حضرت معروف کرخیؒ، حضرت داؤد طائیؒ، حضرت سفیان ثوریؒ، حضرت ابراہیم نخعیؒ اور امام اعمش، حضرت علقمہ بن قیسؒ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ،

www.rahimia.org

حضرت عمر فاروقؓ، حضرت سیّدنا و نبیّنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت حسن بصریؒ کا سلسلۂ تصوف

کبار تابعینؒ میں سے اہم شخصیت حضرت حسن بصریؒ نے خاص طور پر اس شعبۂ طریقت کی طرف توجہ فرمائی۔ انھوں نے باطنی اور روحانی اُمور کے حوالے سے ایک جماعت تیار کی، جس نے آنے والے دور میں سلوک و احسان کے حوالے سے اعلیٰ ترین خدمات سرانجام دیں۔ حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے سلسلۂ صحبت سے تربیت یافتہ حضرات کا شجرۂ طریقت بیان کرنے کے بعد حضرت حسن بصریؒ سے جاری شدہ سلسلے کی تفصیلات بیان کی ہیں:

"قال الفقير عفي عنهٗ: و لمّا انقرض كِبار أصحاب عبداللّٰه بن مسعودؓ قام الحسن البصريؒ بهٰذا الشّان، و كان له أصحاب يقال لهم "أصحاب حسن البصري". (14)

(فقیر عفی عنہٗ کہتا ہے کہ: جب حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے بڑے اصحاب (حضرت علقمہ بن قیس اور اسود بن یزیدؒ وغیرہ) کا دور ختم ہوا تو حضرت حسن بصریؒ (م ۱۱۰ھ/ 728ء) اسی شان کے ساتھ اس کام کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے صحبت یافتہ حضرات کو "اصحابِ حسن بصری" کہا جاتا ہے۔)

حضرت حسن بصریؒ کی طریقت اور علم سلوک و احسان کے حوالے سے کی جانے والی جدوجہد اور کاوش کو بیان کرتے ہوئے حافظ شمس الدین ذہبیؒ تحریر فرماتے ہیں:

"كان عامّة نُسّاك البصرة يأتونهٗ، و يسمعون كلامهٗ. و كان عمرو بن عُبيد و عبدالواحد بن زيد من الملازمين لهٗ. و كان للحسن مجلس خاصّ في منزله، لا يكاد يتكلّم فيه إلّا في معاني الزُّهد، و النُّسك، و علوم الباطن، فإن سئلهٗ إنسان غيرها تبرم به، و قال: "إنّما خلونا مع إخواننا نتذاكر." فأمّا حلقتهٗ في المسجد فكان يمرّ فيها الحديث، و الفقه، و علوم القرآن، و اللغة، و سائر العلوم. و كان رُبما يُسأل عن التّصوّف، فيجيب. و كان منهم من يصحبهٗ للحديث، و منهم من يصحبهٗ للقرآن و البيان، و منهم من يصحبهٗ للبلاغة، و منهم من يصحبهٗ للإخلاص و علم الخصوص." (15)

(بصرہ میں عام طور پر سلوک حاصل کرنے والے لوگ حضرت حسن بصریؒ کے پاس آتے تھے اور اُن کی گفتگو سنتے تھے۔ چناں چہ عمرو بن عبیدؒ اور عبدالواحد بن زیدؒ (م ۱۷۰ھ/ 786ء)

www.rahimia.org

ہر وقت حضرت حسن بصریؒ کی صحبت میں رہتے تھے۔ اس سلسلے میں حضرت حسن بصریؒ کی اپنے گھر میں خاص مجلس ہوتی تھی۔ اس مجلس میں وہ باطنی علوم اور زہد وتقویٰ کے معارف اور معانی بیان کرتے تھے۔ اس کے علاوہ اَور کوئی گفتگو نہیں ہوتی تھی۔ اگر کوئی آدمی اس کے علاوہ کوئی سوال کردیتا تو اُسے اچھا نہیں سمجھتے تھے اور فرماتے تھے کہ: ''اس وقت ہم اپنے بھائیوں کے ساتھ (خاص مجلس میں) باہمی گفتگو اور مذاکرہ کررہے ہیں۔''

اسی طرح حضرت حسن بصریؒ کا مسجد میں ایک حلقہ ہوتا تھا۔ اس میں وہ علمِ حدیث، فقہ، علومُ القرآن، علمِ لغت اور دیگر تمام علوم پر گفتگو کیا کرتے تھے۔ بسا اوقات ان سے تصوف کے متعلق سوال کیا جاتا تو اس کا جواب بھی دے دیتے تھے۔ ان کی صحبت اختیار کرنے والے مختلف طرح کے لوگ تھے۔ ان میں سے بعض صرف علمِ حدیث کے حصول کے لیے آپؒ کی صحبت اختیار کرتے۔ بعض صرف قرآن اور اس کے مفاہیم سمجھنے کے لیے صحبت میں رہتے۔ بعض صرف قرآن کی بلاغت سیکھنے کے لیے آتے اور بعض حضرات ایسے تھے جو اخلاص اور خاص علم (باطنی حقائق) سیکھنے کے لیے اُن کی صحبت اختیار کرتے تھے۔)

حضرت حسن بصریؒ ایک ایسی شخصیت ہیں کہ اس زمانے میں موجود صحابہ کرامؓ نے لوگوں کو دین سیکھنے کے لیے اُن کی طرف متوجہ کیا ہے۔ چناں چہ حافظ شمس الدین ذہبیؒ حضرت حسن بصریؒ کے بارے میں حضرت ابوقتادہ العدویؒ اور حضرت انس بن مالکؓ کا قول نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''عن حمید بن هلال قال: قال لنا ابو قتادة العدوی: ألزموا هٰذا الشّیخ، فما رأیت أحداً أشبه رأیاً بعمر رضی اللّٰه عنهٗ منهٗ، یعنی الحسن. و عن انس ابن مالک قال: ''سلوا الحسن، فإنّهٗ حفظ و نسینا.'' (16)

(حمید بن ہلال کہتے ہیں کہ حضرت ابوقتادہ عدویؒ نے ہم سے فرمایا:

''اس شیخ (حسن بصری) کو لازم پکڑ لو۔ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ کی رائے سے زیادہ مشابہ رائے رکھنے والا حسن (بصری) کے علاوہ کوئی اَور آدمی نہیں دیکھا۔'' اسی طرح حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ: ''حسن (بصری) سے سوال کیا کرو، اس لیے کہ انھیں علم یاد ہے اور ہم بھول گئے ہیں۔'')

حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ حضرت عمر فاروقؓ کو علم تصوف کا بانی اور اس فن کو بامِ عروج تک پہنچانے والا قرار دیتے ہیں اور حضرت ابوقتادہ عدویؒ حضرت حسن بصریؒ کو حضرت عمر فاروقؓ کی رائے کے ساتھ بہت زیادہ مشابہت رکھنے والا فرد قرار دیتے ہیں۔

www.rahimia.org

حضرت شاہ صاحبؒ نے حضرت حسن بصریؒ کے بارے میں یہ بھی لکھا ہے:

"أخرجتهٗ (امّ الحسن) إلیٰ عمر رضی اللّٰه تعالیٰ عنهٗ فدعاهٗ فقال: "اللّٰهمّ فقِّهْهُ فی الدّین و حبّبهٗ إلیٰ النّاس." (17)

(ان کی والدہ نے بچپن میں ان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ کے پاس بھیجا تو انھوں نے ان کو دعا دی اور فرمایا: ''اے اللہ! اس کو دین میں سمجھ اور شعور نصیب فرما اور اسے لوگوں کا محبوب بنا۔'')

یہی وجہ ہے کہ حضرت حسن بصریؒ اپنے دور میں ایک جامع شخصیت تھے۔ حافظ شمس الدین ذہبیؒ ''طبقات ابن سعد'' کے حوالے سے آپؒ کی شخصیت کی جامعیت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"قال ابن سعد: کان الحسن جامعاً، عالماً، رفیعاً، حجّةً، ثقةً، عابداً، کثیر العلم، فصیحاً، جمیلاً، وسیماً." (18)

(ابن سعد (طبقات میں) کہتے ہیں کہ حضرت حسن بصریؒ جامع تھے۔ عالم تھے۔ بلند مرتبہ تھے۔ (اللہ کی) حجت تھے۔ ثقہ اور سچے تھے۔ عبادت گزار تھے۔ بہت علم رکھتے تھے۔ (ان کی زبان میں) فصاحت و بلاغت تھی۔ خوب صورت تھے۔ عمدہ عادات و اطوار رکھتے تھے۔)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد کبار تابعینؒ میں سے حضرت حسن بصریؒ شعبۂ طریقت اور سلوک و احسان کی مرکزی شخصیت ہیں۔ حضرت حسن بصریؒ کی صحبت اور تربیت سے حضرت خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ (م ۱۷۰ھ/ 786ء) اور حضرت خواجہ ابومحمد حبیب بن محمد بن عجمیؒ (م ۱۵۶ھ/ 772ء) جیسی اعلیٰ نمونے کی شخصیات سامنے آئیں۔ ان میں سے پہلی شخصیت کے تربیت یافتہ حضرت فضیل بن عیاض ہیں اور دوسری شخصیت کے تربیت یافتہ حضرت ابوسلیمان داؤد بن نصر طائیؒ ہیں۔ اور یہ دونوں حضرات حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے سلسلے میں حضرت سفیان ثوریؒ اور حضرت ابراہیم بن ادہم نخعیؒ کے تربیت یافتہ اصحاب میں سے بھی ہیں۔ اس طرح حضرت فضیل بن عیاضؒ اور حضرت داؤد بن نصر طائیؒ جیسے حضرات پر کوفہ اور بصرہ کے یہ دونوں سلاسل جمع ہوجاتے ہیں۔

امیرالمؤمنین حضرت علیؓ سے حضرت حسن بصریؒ کا سلسلۂ صحبت

خلیفہ چہارم امیرالمؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہٗ سے حضرت حسن بصریؒ کے سلسلۂ صحبت کے حوالے سے صوفیائے کرامؒ اور محدثین عظامؒ کی آرا میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ صوفیائے کرام عام طور پر حضرت جنید بغدادیؒ سے اوپر حضرت حسن بصریؒ کے واسطے سے حضرت علیؓ تک سلسلۂ طریقت بیان کرتے ہیں۔ جب کہ محدثین عظامؒ کی رائے اس سے مختلف ہے۔ اس حوالے سے حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ صوفیا کے

www.rahimia.org

سلاسل سے متعلق اپنی کتاب ''الانتباہ فی سلاسل أولیاء اللّٰہ'' میں لکھتے ہیں:

''و الحسن البصری یُنسب إلیٰ سیّدنا علی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهم عند أهل السّلوک قاطبةً، و إن کان أهل الحدیث لا یثبتون ذٰلک. و قد انتصر الشّیخ أحمد القشّاشیؒ لأهل السّلوک، و الکلام واف و شاف فی الکتاب العِقد الفرید فی سلاسل أهل التوحید، و اللّٰہ أعلم.'' (19)

(تمام اہلِ سلوک نے حضرت خواجہ حسن بصریؒ کی طرف یہ نسبت کی ہے کہ انھوں نے حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے سلسلۂ طریقت حاصل کیا ہے، اگر چہ محدثین کے ہاں یہ سلسلہ ثابت نہیں ہے۔ البتہ حضرت شیخ احمد قشاشیؒ نے اہلِ سلوک کے مؤقف کو ثابت کرنے کے لیے اپنی کتاب ''العِقد الفرید فی سلاسل أهل التّوحید'' میں کافی وشافی گفتگو کی ہے۔ واللہ اعلم!)

محدثین عظامؒ کے اس مؤقف کو سامنے رکھتے ہوئے حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے حضراتِ نقشبندیہ قادریہ کے سلسلہ ہائے طریقت بیان کرتے ہوئے حضرت حسن بصریؒ کو حضرت انس بن مالکؓ اور دیگر صحابہؓ کا صحبت یافتہ قرار دیا ہے۔

اسی طرح حضرت شاہ صاحبؒ سلسلۂ نقشبندیہ بیان کرتے ہوئے ''الانتباہ'' میں لکھتے ہیں:

''داؤد الطّائیؒ صحب حبیب العجمیؒ و هو صحب الحسن البصریؒ، و هو صحب أصحاب النّبیّ صلّی اللّٰہ علیه و آلهٖ و سلّم، منهم: أنس (بن مالکؓ) خادم رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیه و آلهٖ و سلّم و حافظ سنّتهٖ.'' (20)

(حضرت داؤد بن نصر طائیؒ نے شیخ حبیب عجمیؒ سے اور انھوں نے حضرت حسن بصریؒ کی صحبت اختیار کی، اور انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کی صحبت اختیار کی، جن میں حضرت انس بن مالکؓ رسول اللہ ﷺ کے خادم اور آپؐ کی سنت کے حافظ ہیں۔)

اسی طرح حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ سلسلۂ عالیہ قادریہ کا سلسلۂ طریقت نقل کرتے ہوئے بھی ''الانتباہ'' میں لکھتے ہیں:

''سیّد الطّائفة الاستاذ ابو القاسم الجنید بن محمّد البغدادی قدّس سرّهٗ و أسرارهم و رحمنا بهم إلیٰ آخر السّند المذکور فی سلسلة الصّحبة، (کما نذکر فی الشّجرة النّقشبندیة) إلّا أنّ الصّوفیة اتّفقوا علیٰ أنّ الحسن البصریؒ أخذ عن سیّدنا علیّ رضی اللّٰہ عنهٗ.'' (21)

(سیّد الطائفہ استاد ابوالقاسم جنید بن محمد بغدادیؒ ـــــ اللہ تعالیٰ ان کی اور دیگر مشائخ کی

www.rahimia.org

روح کو مقدس بنائے اور ان کے ذریعے سے ہم پر رحم فرمائے ـــــ سے لے کر صحبت کے سلسلے میں اُسی سند کے مطابق، جو پیچھے ذکر کی گئی ہے (یعنی پہلے شجرے میں ذکر کردہ دیگر صحابہ کرامؓ سمیت حضرت انس بن مالکؓ خادم رسول اللہؐ کے واسطے سے حضورؐ تک کی سند مراد ہے۔) مگر صوفیا کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت حسن بصریؒ نے سیّدنا حضرت علیؓ سے سلسلہ اخذ کیا ہے۔)

اس طرح سلاسلِ طریقت بیان کرتے ہوئے حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے محدثین کی رائے کو ترجیح دی ہے، لیکن ساتھ ہی یہ حقیقت بھی واضح کردی ہے کہ حضرت حسن بصریؒ کے حضرت علیؓ کے ساتھ سلسلۂ صحبت پر تمام صوفیا متفق ہیں۔

محدثین کی رائے کی بنیاد یہ ہے کہ اگرچہ حضرت حسن بصریؒ کی پیدائش ۲۱ھ/ 642ء میں حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت میں ہوئی۔ حضرت علیؓ کی شہادت ۴۰ھ/ 661ء میں ہوئی۔ اس دوران حضرت حسن بصریؒ نے حضرت علیؓ کی زیارت ضرور کی ہے، لیکن ان کی طویل صحبت نہیں اٹھائی۔ محدثین کے نزدیک حضرت حسن بصریؒ نے جن صحابہ کرامؓ سے روایات لی ہیں، ان میں حضرت علیؓ شامل نہیں ہیں۔ چناں چہ حافظ شمس الدین ذہبیؒ نے حضرت حسن بصریؒ کے تذکرے میں لکھا ہے:

> ”رأیٰ طلحةؓ و علیاًؓ. و رویٰ عن عمران بن حصینؓ، و مغیرة ابن شعبةؓ، و عبدالرحمٰن ابن سمرةؓ، و ابوبکرةؓ، و النّعمان بن بشیرؓ، و جندب بن عبداللّٰهؓ، و سمُرة بن جندبؓ، و ابن عبّاسؓ، و ابن عمرؓ، و جابرؓ، و عمرو بن ثعلبؓ، و عبداللّٰه بن عمروؓ، و معقل بن یسارؓ، و ابی ھریرةؓ، و الأسود بن سریعؓ و انس بن مالکؓ و خلق کثیر من الصحابةؓ. وھو کاتباً فی إمرة معاویةؓ للرّبیع بن زیاد متولّی خُراسان.“ (22)
>
> (حضرت حسن بصریؒ نے حضرت طلحہؓ اور حضرت علیؓ کو دیکھا ہے اور انھوں نے حضرات عمران بن حصینؓ، مغیرہ بن شعبہؓ، عبدالرحمٰن بن سمرہؓ، ابوبکرہؓ، نعمان بن بشیرؓ، جندب بن عبداللہؓ، سمرہ بن جندبؓ، (عبداللہ) ابن عباسؓ، (عبداللہ) ابن عمرؓ، جابرؓ (بن عبداللہ)، عمرو بن ثعلبؓ، عبداللہ بن عمروؓ، معقل بن یسار، ابوہریرہؓ، اسود بن سریعؓ اور انس بن مالکؓ اور بہت سے صحابہؓ سے احادیث روایت کی ہیں۔ حضرت حسن بصریؒ حضرت امیرمعاویہؓ کے دورِ حکومت میں خراسان کے عامل ربیع بن زیادؒ (۵۱ھ تا ۵۳ھ (23)) کے دفتر میں کاتب (پرائیویٹ سیکرٹری) بھی رہے ہیں۔)

محدثین کے نزدیک حضرت حسن بصریؒ کے حضرت انس بن مالکؓ کے ساتھ طویل صحبت کے کئی پہلو

www.rahimia.org

ہیں۔ ایک تو یہ کہ حضرت حسن بصریؒ کے والد یسارؒ حضرت انس بن مالکؓ کی پھوپھی حضرت رُبیّع بنت نضر کے غلام تھے، جنھوں نے انھیں آزاد کیا تھا۔ غالباً اسی تعلق سے ہی حضرت حسن بصریؒ حضرت انس بن مالکؓ کے ساتھ بصرہ تشریف لے آئے تھے۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ خود حضرت انس بن مالکؓ نے حضرت حسن بصریؒ پر اپنے اعتماد کا اظہار کیا تھا، جیسا کہ گزشتہ صفحات میں حضرت انس کا قول آچکا ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ سے حضرت حسن بصریؒ کے سلسلۂ صحبت قائم ہونے کی رائے صرف حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی ہی نہیں، بلکہ ان سے بہت پہلے شیخ ابن ملقّن سراج الدین ابوحفص عمر بن علی مصریؒ (۷۲۳ھ تا ۸۰۴ھ/ 1322ء تا 1402ء) کی بھی یہی رائے ہے۔ وہ اپنی کتاب ”طبقات الاولیاء“ میں اپنا سلسلۂ تصوف بیان کرتے ہوئے یوں تحریر فرماتے ہیں:

”عن حبیب العجمیؒ عن الحسن البصریؒ و ھو صحب عمران بن حصینؓ و انس بن مالکؓ عن علیٍ عن رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ و آلہٖ و سلّم.“ (24)

(حبیب عجمیؒ روایت کرتے ہیں حسن بصریؒ سے اور انھوں نے حضرت عمران بن حصینؓ اور حضرت انس بن مالکؓ کی صحبت اختیار کی اور وہ دونوں روایت کرتے ہیں حضرت علیؓ سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔)

اس سلسلۂ سند میں شیخ ابن ملقّن نے حضرت علیؓ اور حضرت حسن بصریؒ کے درمیان حضرت انس بن مالکؓ اور حضرات عمران بن حصینؓ کا واسطہ مانا ہے۔

بعض حضرات کی جانب سے امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی اس رائے کا جواب منقول ہے۔ چناں چہ سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے بزرگ حضرت مولانا فخرالدین فخر جہاں قدس سرہٗ (پیر و مرشد حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ) نے ایک رسالہ ”فخرالحسن“ کے نام سے لکھا ہے۔ اس رسالے میں انھوں نے صوفیائے کرامؒ کے مؤقف کی حمایت میں دلائل جمع کیے ہیں۔ نیز انھوں نے امام غزالیؒ اور شیخ ابوطالب مکیؒ کے حوالے سے حضرت علیؓ سے حضرت حسن بصریؒ کے سماع سے متعلق روایات جمع کی ہیں۔ حضرت مولانا فخرالدین فخر جہاںؒ کے اس رسالے سے حضرات صوفیائے کرام کی اجماعی رائے کا اظہار ہوتا ہے۔ البتہ صوفیائے کرامؒ اور محدثینؒ کے اختلاف کو وہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ چناں چہ وہ تحریر فرماتے ہیں:

”قال الحافظ جلال الدّین السّیوطیؒ ناقلاً عن زین الدّین العراقیؒ: قال علیّ بن المدینیؒ: الحسنؒ رأیٰ علیّاً بالمدینۃ و ھو غلام، و قال: رأیٰ الحسنؒ علیّاً بالمدینۃ ثمّ خرج. و قال الذّھبیؒ فی التّھذیب: أنہ رأیٰ علیّاً و عثمانؓ و طلحۃؓ انتھیٰ.

www.rahimia.org

أمّا اللّقاء فی البصرة فما وجدناهُ في كتب الحديث.'' (25)

(حافظ جلال الدین سیوطیؒ زین الدین عراقیؒ سے نقل کرتے ہیں کہ: علی بن مدینی نے فرمایا کہ: حضرت حسن (بصریؒ) نے حضرت علیؓ کو مدینہ میں دیکھا تھا اور اس وقت وہ (چودہ پندرہ سال کے) لڑکے تھے۔ انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ: حضرت حسنؒ نے حضرت علیؓ کو مدینہ میں دیکھا اور پھر (بصرہ) چلے گئے۔ امام ذہبی نے تھــذیــب میں لکھا ہے کہ: ''انھوں نے حضرت علی، حضرت عثمانؓ اور حضرت طلحہؓ کو دیکھا ہے۔'' انتھیٰ (تہذیب کی بات مکمل ہوگئی۔)

جہاں تک بصرہ میں حضرت حسن بصریؒ کی حضرت علیؓ سے ملاقات کا معاملہ ہے، ہم نے کتبِ حدیث میں اس کا کوئی ثبوت نہیں پایا۔)

یاد رہے کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے چند مہینوں بعد حضرت حسن بصریؒ بصرہ تشریف لے گئے تھے۔ محدثین کی کتابوں کے مطابق حضرت حسن بصریؒ کی بصرہ آمد کے بعد اُن کی ملاقات حضرت علیؓ سے نہیں ہوئی۔ اس طرح انھوں نے بھی درحقیقت محدثینؒ اور صوفیاؒ کی آرا سے متعلق اُس اختلاف کو تسلیم کرلیا ہے، جس کی نشان دہی امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے کی تھی۔ صوفیا کے اتفاق کو حضرت شاہ صاحبؒ بھی مانتے ہیں۔

حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے مؤقف کی درست تفہیم

اس مقام پر حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا نقطہ نظر درست تناظر میں سمجھنے کی ضرورت ہے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ قرنِ اوّل میں صحابہ کرامؓ سے لے کر حضرت جنید بغدادیؒ تک جو سلسلۂ صحبت ہے، وہ اجتماعی طور پر صحابہ کرامؓ سے تابعینؒ اور ان سے تبع تابعینؒ تک چلتا رہا ہے۔ کسی ایک علم کو کسی ایک صحابی کے ساتھ مخصوص کردینے کا طور طریقہ اس زمانے میں نہیں تھا۔ چناں چہ شاہ صاحب نے إزالة الــخــفــاء میں یہ اہم نکتہ بیان کیا ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں:

''و لنقدّم هٰهنا نكتةٌ لا بدّ من استحضارها، و هى أنّ النّاس فى زمن الصّحابةؓ، و التّابعينؒ، و أتباعهم لم يكن ارتباط التّلامذة بمشائخهم بالبيعة، و لا بالخرقة، إنّما كان ذٰلک بالصّحبة. و ما كانوا يقتصرون علىٰ شيخ واحد، و لا سلسلة واحدة، بل كان كلّ واحد منهم يصحب مشائخ كثيرة، و يرتبط بسلاسل متعددة، فلا تكاد سلاسلهم ترتقى إلىٰ واحد بعينهٖ من الصّحابةؓ، إلّا أن يخصّ سلسلة بالاعتناء من جهة اعترافهم بأثر صحبة واحد منهم فى نفوسهم أو شهرتهم، بأنّهم ''أصحاب فلان'' بحيث يصير ذٰلک كالسّمَة لهم، أو طول صحبتهم مع واحد منهم.'' (26)

www.rahimia.org

(اس مقام پر ہم ایک ایسا نکتہ بیان کر رہے ہیں، جسے پیش نظر رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ وہ یہ کہ صحابہؓ، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے زمانے میں لوگوں کا (اپنے اساتذہ اور مشائخ سے) ایسا تعلق نہیں تھا کہ جیسے شاگردوں کا اپنے (مخصوص) مشائخ کے ساتھ بیعت اور خرقہ خلافت کے حوالے سے تعلق ہوتا ہے۔ ان کا باہمی تعلق صرف صحبت اٹھانے کا تھا۔

اسی طرح اس زمانے میں وہ لوگ کسی ایک شیخ یا ایک سلسلے پر ہی اکتفا نہیں کرتے تھے، بلکہ اُن میں سے ہر ایک بہت سے مشائخ کی صحبت اختیار کرتا تھا اور متعدد سلسلوں کے ساتھ ربط رکھتا تھا۔ اس لیے اُن کے سلسلہ ہائے تربیت وصحبت، صحابہؓ میں سے کسی خاص ایک فرد کی طرف منسوب نہیں ہوتے تھے۔ سوائے اس کے کہ کسی سلسلے کے لوگ اپنے دل میں صحابہؓ میں سے کسی ایک بزرگ کی صحبت کے اثر کا اعتراف کرتے ہوں یا (عام لوگوں میں) اُن کی ایسی شہرت کچھ اس طرح سے ہوگئی ہو کہ وہ ''فلاں صحابی کے صحبت یافتہ'' ہیں۔ یہ اُن کی ایک خاص علامت ہوگئی ہو۔ یہ شہرت بھی ان میں سے کسی ایک شاگرد کی کسی صحابی کے ساتھ زیادہ لمبی مدت تک صحبت اختیار کرنے کی وجہ سے ہوتی تھی۔)

شاہ صاحبؒ کی اس عبارت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اوّلین دور میں صحابہ کرامؓ سے لے کر حضرت جنید بغدادیؒ تک سلسلۂ صوفیا کسی ایک صحابی کی نسبت کے ساتھ مخصوص نہیں تھا۔ صوفیا کا طور طریقہ جو کہ عام طور پر اہل عراق میں رائج تھا، وہ اس خطے میں موجود تمام صحابہ کرامؓ کی اجتماعی تعلیم و تربیت اور تزکیۂ نفوس کا مجموعی نتیجہ اور اثر ہے۔

کوفہ اور بصرہ میں اس سلسلے کے فروغ کی پہلی شخصیت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہیں، جو حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے سے لے کر اپنی وفات (۳۲ھ/ 653ء) تک اس علاقے میں تعلیم و تربیت اور تزکیے کے امام رہے ہیں۔ سلسلۂ صوفیا بھی سب سے پہلے انھی کی تعلیم و تربیت سے اس علاقے میں فروغ پذیر ہوا ہے۔ اس لیے شاہ صاحبؒ نے امیرالمؤمنین حضرت عمر بن خطابؓ کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے تربیت یافتہ اصحاب سے ہی سلسلۂ تصوف کے ابتدائی فروغ کا تذکرہ کیا ہے۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت (۳۵ھ/ 656ء) کے بعد جب حضرت علیؓ نے اپنے دورِ خلافت میں مدینہ منورہ چھوڑ کر کوفہ کو اپنا دارالحکومت بنایا تو اُن کے فیوضات و برکات اور تعلیم و تربیت کے اثرات اہل عراق پر مرتب ہوئے۔ چناں چہ حضرت علقمہ بن قیسؒ، حضرت اسود بن یزیدؒ، حضرت ابراہیم نخعیؒ اور حضرت سفیان ثوریؒ وغیرہ انھیں حضرات کے صحبت یافتہ تھے اور انھوں نے ہی کوفہ میں تعلیم و تربیت اور تزکیۂ نفوس کا کام کیا ہے۔ ان کو ''اصحابِ عبداللہ بن مسعودؓ'' کہا جاتا تھا۔ اس کے ساتھ انھوں نے حضرت علیؓ سے بھی

www.rahimia.org

فیوضات و برکات حاصل کیں۔

حضرت حسن بصریؒ کوفہ اور بصرہ میں اس وقت میں موجود صحابہ کرامؓ بالخصوص حضرت انس بن مالکؓ اور حضرت عمران بن حصینؓ وغیرہ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ اس دوران صوفیا کے نقطۂ نظر سے ممکن ہے کہ انھوں نے حضرت علیؓ کی زیارت کی ہو اور اُن سے بعض روایات کی سماعت بھی کی ہو، لیکن محدثین کے نقطۂ نظر سے وہ ''اصحابِ حضرت علیؓ'' کے طور پر نہ تو مشہور ہیں اور نہ ان کی طویل صحبت میں رہے۔ البتہ یوں کہا جاسکتا ہے کہ حضرت علیؓ کے صحبت یافتہ صحابہ کرامؓ جیسا کہ حضرت انس بن مالکؓ، حضرت عمران بن حصینؓ اور حضرت حسن بن علی بن ابی طالبؓ کی صحبت حضرت حسن بصریؒ کو حاصل تھی۔

پھر حضرت شاہ صاحبؒ تبع تابعین کے دور میں اس حقیقت کی نشان دہی بھی کرتے ہیں کہ حضرت داؤد طائیؒ اور فضیل بن عیاضؒ جیسے لوگ پہلے ''اصحابِ ابن مسعودؓ'' کے تربیت یافتہ حضرات حضرت ابراہیم نخعیؒ اور حضرت سفیان ثوریؒ کی صحبت میں رہے۔ پھر حضرت حسن بصریؒ کے صحبت یافتہ حضرات خواجہ حبیب عجمیؒ اور خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ کی صحبت سے مستفیض ہوئے۔ اس طرح کوفہ اور بصرہ کے اجتماعی تعلیم و تربیت اور تزکیۂ نفوس کے نظام سے تربیت یافتہ حضرت داؤد طائیؒ اور فضیل بن عیاضؒ سے ہی سلسلۂ تصوف سیّد الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ تک آتا ہے۔

محدثین عظامؒ اور صوفیائے کرامؒ کی آرا میں تطبیق کی کئی صورتیں

محدثین عظامؒ کی رائے کے مطابق حضرت حسن بصریؒ نے بہت سے صحابہ کرامؓ کی صحبت اختیار کی، لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے صحبت یافتہ افراد میں ان کا شمار نہیں ہوتا۔ جب کہ تمام صوفیائے کرامؒ کا اتفاق ہے کہ سلاسلِ طریقت حضرت حسن بصریؒ سے حضرت علیؓ تک جاتے ہیں۔ ان دونوں حضرات کی آرا کے درمیان تضاد پایا جاتا ہے۔ ہماری رائے میں اس اختلاف کو حل کرنے کے لیے صوفیا اور محدثین کی آرا کے درمیان درجِ ذیل صورتوں میں تطبیق پیدا کی جاسکتی ہے:

الف: تزکیۂ نفوس میں ظاہر و باطن کے درمیان تطبیق

ان دونوں آرا کے درمیان تطبیق کی ایک صورت تو یہ ہے کہ محدثین کی رائے کا تعلق قرآنی آیت ''وَيُزَكِّيهِمْ'' کے ظاہر سے ہے۔ یعنی مسلمانوں پر لازم تزکیۂ نفس کے ایسے بنیادی اُمور سے ہے، جس کا تعلق ظاہر سے ہے۔ اسی لیے انھوں نے ظاہری سند کو ترجیح دی ہے۔ جب کہ صوفیائے کرام کی رائے کا تعلق اسی آیت کے باطن سے ثابت شدہ تزکیۂ نفس کے اُمور یعنی معرفت اور حقیقت سے ہے۔

ہر آیت کا ایک ظاہر ہوتا ہے اور ایک باطن ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے

www.rahimia.org

''الفوز الکبیر'' میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث نقل کی ہے:

''ما أنزل اللّٰہ من القرآن من آیة إلّا ولها ظهر و بطن. و لکُلّ حرفٍ حدٌّ و لکلّ حدٍّ مطّلعٌ.'' (27)

(قرآن پاک میں اللہ نے جو آیت بھی نازل کی ہے، اُس کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے۔ اس کے ہر حرف کی ایک حد ہے اور ہر ایک حد پر مطلع ہونے والا فرد ہے۔)

تزکیۂ نفس کی ظاہری حد یہ ہے کہ انسان کے لطائفِ بارزہ یعنی نفس، قلب اور عقل میں اللہ تبارک و تعالیٰ پر یقین کامل کے ساتھ اُن قلبی اور عقلی مقامات کو حاصل کرنا، جن کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ اس درجے کا اخلاص و احسان حاصل کرنے کا طریقہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر سلسلہ بہ سلسلہ اور طبقہ بہ طبقہ ہر دور کی مخلص علمائے ربانیین کی جماعت میں اجتماعی طور چلا آتا رہا ہے۔ محدثین نے اس حوالے سے صحابہؓ، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے جو طبقات اور اُن کا جو تسلسل تمام مراکزِ دینیہ حرمین شریفین، کوفہ اور بصرہ وغیرہ کے حوالے سے قائم کیا ہے، وہ تزکیۂ نفس کے اسی دائرے سے تعلق رکھتا ہے۔ اس میں احسان و تصوف کو کسی ایک شخصیت کے ساتھ خاص کر دینا درست نہیں ہے۔ علم احسان کا یہ دائرہ اجتماعی طور پر ہر آنے والے دور میں پھیلتا ہی چلا گیا ہے۔

تزکیۂ نفس کا ایک پہلو وہ ہے جو انسانی روح کے لطائفِ خَفِیَّہ یا باطن سے ہے۔ ان لطائفِ خفیہ پر حالات و مقامات مثلاً فنا و بقا وغیرہ سے متعلق وجدانی علوم اور حقائق کائنات کا ظاہر ہونا عطیۂ الٰہی اور موہبتِ خداوندی ہے۔ جیسا کہ شاہ صاحبؒ کے حوالے سے گزشتہ سطور میں واضح کیا گیا ہے۔ اسی کو نسبتِ باطنی کہا جاتا ہے۔ صوفیائے کرام نے حضرت علیؓ اور حضرت حسن بصریؒ کے درمیان اسی نسبتِ باطنی کو سامنے رکھ کر شجراتِ سلاسلِ طریقت مرتب اور مدوّن کیے ہیں۔ چناں چہ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ صوفیا کے مؤقف کا پس منظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''و مختار پیش بندۂ ضعیف دریں مسئلہ وجہے دیگر است۔ و آں آنست کہ در علومِ وجدانیہ ظاہر شدہ است کہ: نسبتِ باطنیۂ صوفیہ بہ نسبتِ باطنیۂ حضرت مرتضیٰؓ اشبہ است —— و ما شرحِ ایں معنی در محل مناسب اُو خواہم کرد (در تفہیمات) —— پس نفوسِ صوفیہ متنبہ شدن بہ ایں مناسبت، و قلوبِ ایشاں بہ آں مشرب شدند۔ از یں جا انتسابِ صوفیہ بہ حضرتِ مرتضیٰؓ واقع شود از راہِ حسن بصریؒ باشد یا کُمیل (بن زیاد) یا دیگرے۔ چوں ایں ہمہ درست شد ادنیٰ شاہدے کہ در اتصالِ حسن بہ حضرتِ مرتضیٰ بہ ایشاں رسید، در دلِ ایشاں تاثیر عظیم نمود۔ و سببِ اتفاق متأخراں گشت۔ هٰذا ما عندی و اللّٰہ أعلم بحقیقة الحال۔'' (28)

www.rahimia.org

(بندۂ ضعیف کے پیش نظر صحیح بات یہ ہے کہ اس مسئلے کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ وجدانی علوم میں یہ بات ظاہر اور ثابت ہو چکی ہے کہ صوفیا کی نسبتِ باطنی حضرت علی المرتضیٰؓ کی نسبتِ باطنی کے ساتھ بہت زیادہ مشابہت رکھتی ہے ––– ہم نے اس بات کی شرح ایک مناسب مقام (تفہیماتِ الٰہیہ) میں کردی ہے ––– چناں چہ جب صوفیائے کرامؒ کے نفوس اس مناسبت پر متنبہ ہوئے تو اُن کے قلوب نے اس نسبتِ باطنی کو اپنا مشرب بنا لیا۔ اس وجہ سے صوفیائے کرامؒ کو حضرت علی المرتضیٰؓ کے ساتھ نسبتِ باطنی حاصل ہوئی۔ خواہ وہ حضرت حسن بصریؒ کے واسطے سے ہو یا کُمیل بن زیادؒ یا کسی اَور کے واسطے سے ہو۔ چوں کہ یہ تمام بات درست ہے اور یہ کم سے کم وہ دلیل ہے جو حضرت علی المرتضیٰؓ کے ساتھ حضرت حسنؒ کے اتصال کو بیان کرتی ہے۔ اس کے ذریعے سے صوفیائے کرام کے دل میں بڑی روحانی عظیم تاثیر ظاہر ہوئی۔ اسی سبب سے متأخرین صوفیا کا اس بات پر اتفاق ہوا ہے۔ میرے نزدیک یہ بات ہے۔ باقی اللہ تعالیٰ حقیقتِ حال کو زیادہ جانتا ہے۔)

ب: تطبیق کی دوسری صورت

محدثین اور صوفیا کی آرا کے درمیان تطبیق کی دوسری صورت یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر حضرت جنید بغدادیؒ تک تزکیۂ نفوس اور تصفیۂ باطن کا طریقہ کار سلسلۂ صحبت کے ساتھ وابستہ تھا۔ اس زمانے میں خرقۂ خلافت اور بیعت کا طریقۂ کار نہیں تھا۔ صرف سلسلۂ صحبت تمام مشائخ کے ساتھ اجتماعی طور پر جاری تھا۔ یعنی اپنے دور میں موجود صحابہ کرامؓ سے تابعینؒ نے بغیر کسی تفریق کے استفادہ کیا۔ پھر تابعینؒ کی اجتماعیت سے تبع تابعینؒ نے بغیر کسی تفریق کے استفادہ کیا۔ اس طرح اجتماعیت کی برکات سلسلہ بہ سلسلہ چلتی رہیں۔ جیسا کہ علم فقہ کے سلسلے میں حضور اقدسؐ سے لے کر مجتہدین مطلق؛ امامِ اعظم امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ وغیرہ تک صحابہؓ، تابعینؒ اور تبع تابعین میں فقہ کا علم اجتماعی طور پر منتقل ہوتا رہا۔ ان ائمہ کے بعد فقہی مسالک کے مطابق مخصوص مشائخ کی فقہی تعبیر کے ساتھ وابستگی کا دور شروع ہوا۔

بالکل اسی طرح سلسلۂ تزکیۂ نفس اور تصوف بھی صحابہؓ، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ سے لے کر حضرت جنید بغدادیؒ تک اجتماعی نوعیت لیے ہوئے تھا۔ حضرت جنید بغدادیؒ نے افراط و تفریط سے ہٹ کر بڑے توازن اور اعتدال کے ساتھ علم تصوف کے قواعد و ضوابط مرتب اور مدوّن کیے اور وہ اس علم کے مقنن اوّل قرار پائے۔ سلسلۂ جنیدیہ باقی غیر معتدل سلاسل تصوف سے ممتاز طور پر متعین ہو کر سامنے آیا۔ آگے چل کر اسی کی اتباع میں چار سلاسل طریقت قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ اور سہروردیہ وجود میں آئے۔ تصوف کے مستقل علم کے وجود میں آنے کے بعد پہلے مشائخ میں خرقہ خلافت شروع ہوا اور پھر بیعت لینے کا سلسلہ بھی جاری ہوا۔

www.rahimia.org

امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ ''القول الجمیل فی بیان سواء السّبیل'' میں بیعت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''فالحقّ أنّ البیعة علیٰ أقسامٍ:

(۱) منها بیعة الخلافة. (۲) و منها بیعة التّمسک بحبل التّقویٰ.

(۳) و منها بیعة الهجرة و الجهاد. (۴) و منها بیعة التوثّق فی الجهاد....

و بیعة التّمسک بحبل اللّٰه التّقویٰ کانت متروکةً: إمّا فی زمان الخلفاء الرّاشدین فلکثرة الصّحابة الّذین استناروا بصحبة النّبیّ صلّی اللّٰه علیه و سلّم، و تأدّبوا فی حضرتهٖ فکانوا لایحتاجون إلیٰ بیعة الخلفاء. و إمّا فی زمن غیرهم فخوفاً من افتراق الکلمة و أن یظنّ بهم مبایعة الخلافة فتهیج الفتن.

و کانت الصّوفیة یومئذ یقیمون ''الخِرقة'' مقام ''البیعة''. ثم لمّا إندرس هذا الرسم فی الخلفاء إنتهز الصوفیة الفرصة، و تمسکوا بسنة البیعة. و اللّٰه أعلم (29)

(اصل حقیقت یہ ہے کہ بیعت کی بہت سی قسمیں ہیں:

(۱) خلافت اور حکومت کی بیعت۔ (۲) تقویٰ پر مضبوطی سے قائم رہنے کی بیعت۔

(۳) ہجرت کرنے اور جہاد کے لیے بیعت۔ (۴) جہاد میں ثابت قدم رہنے کی بیعت۔

(جس طرح بیعتِ اسلام زمانۂ خلفا میں چھوڑ دی گئی)، اسی طرح تقویٰ پر مضبوطی سے قائم رہنے کے لیے بیعت لینے کا بھی اس عہد میں رواج نہ تھا۔ خلفائے راشدین کے زمانے میں بیعتِ تقویٰ اس لیے چھوڑ دی گئی کہ اُس وقت صحابہؓ کثیر تعداد میں موجود تھے۔ جنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیضانِ نور حاصل کیا تھا۔ اور آپؐ کے سامنے تربیت پائی تھی۔ ظاہر ہے انھیں اس امر کی ضرورت نہ تھی کہ تقویٰ پر قائم رہنے کے لیے خلفا سے بیعت کرتے۔ لیکن ان کے بعد جو خلفا ہوئے، ان کے زمانے میں ''بیعتِ تقویٰ'' اس لیے چھوڑ دی گئی کہ اس سے اُمت میں انتشار پھیلنے کا خوف تھا۔ کیوں کہ تقویٰ پر ''بیعت لینے سے، خلافت اور حکومت کی بیعت کا بھی گمان ہوسکتا تھا۔ اور اس سے فتنے اُٹھنے کا امکان تھا۔

اس زمانے میں صوفیا کے ہاں یہ دستور تھا کہ وہ بیعت کے بجائے ''خرقہ'' کو اس کا قائم مقام بناتے تھے، لیکن ایک وقت آیا، جب خلفا (حکمرانوں) میں ''بیعتِ خلافت'' کی رسم ختم ہوگئی۔ تو صوفیا نے اس موقع کو غنیمت جانا اور اپنے مریدوں سے بیعت لینے لگے۔ اور انھوں

www.rahimia.org

نے اس سنت کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔)

اب جب صوفیائے کرامؒ نے زہد و تقویٰ پر بیعت لینے کا سلسلہ شروع کیا تو اس کا سلسلۂ سند اور شجرۂ طریقت بیان کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ چوں کہ خلفائے راشدینؓ میں خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰؓ ہیں، ان کے بعد خلافت اور حکومت بنواُمیہ کے پاس چلی گئی، جب کہ تعلیم و تربیت اور تقویٰ کی بنیاد پر تزکیہ اور تربیت کا کام ائمہ اہل بیت اور علمائے ربانیین نے سنبھال لیا۔ حضرت حسن بصریؒ فقہائے سبعہ میں سے ہیں، جو تعلیم کتاب اور تزکیۂ نفوس کے جامع ہیں۔ اس لیے جب حضرت جنید بغدادیؒ سے خلیفہ راشد حضرت علیؓ تک سلسلۂ خلافت مرتب کیا گیا تو زہد و تقویٰ پر بیعت لینے کا سلسلۂ خلافت اور بیعت حضرت علیؓ سے جوڑا گیا۔ اس لیے کہ حضرت علیؓ خلفائے راشدینؓ میں سے صرف ایک ایسے خلیفہ ہیں، جنھوں نے اہل عراق کے مرکز کوفہ کو اپنا دارالخلافہ بنایا تھا۔ اس لیے اہل عراق نے تصوف میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے اصحاب کے بجائے علوِ اسناد کے لیے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے سلسلۂ خلافت شروع کیا۔ اس حوالے سے امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ لکھتے ہیں:

”و أیضاً حضرت مرتضیٰ خاتم الخلفاء و أکمل کسے بود کہ در عراق درآمد۔ و اہل عراق از وے استفادہ نمودند۔ و جمعے کہ عبداللہ بن مسعودؓ را دریافتہ بودند علم ظاہر و باطن، خود را بر حضرت مرتضیٰؓ درست کردند۔ و جمعے کہ نہ دریافتند بالاولیٰ منّت پذیر صحبت حضرت مرتضیٰؓ شدند، و بہ جہتِ اختیار قربِ اسناد و علوِ آں ہمیں اسناد را در معرضِ بیان آوردند۔ بہ ایں وَجہ متأخرین میل کردند بہ آں سلسلہ۔“ (30)

(یہ بھی حقیقت ہے کہ کامل خلفائے راشدین میں سے آخری فرد صرف حضرت علی المرتضیٰؓ ہی ہیں جو عراق میں تشریف لائے۔ اہل عراق نے ان سے استفادہ کیا۔ اہل عراق کی وہ جماعت کہ جس نے (کوفہ میں) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے علم ظاہر و باطن میں تربیت پائی تھی، انھوں نے اپنے آپ کو حضرت علی المرتضیٰؓ کے بھی سپرد کر دیا۔ اسی طرح وہ جماعت کہ جس نے پہلی شخصیت کو نہیں پایا تھا، اُس پر حضرت علی المرتضیٰؓ کی صحبت کا بہت بڑا احسان تھا۔ اب حضرت علیؓ کی نسبت سے سلسلۂ سند قریب اور بلند ہو جاتا ہے۔ چناں چہ انھوں نے اسی سلسلۂ اسناد کو بیان کرنا شروع کر دیا۔ اسی وَجہ سے متأخرین صوفیا نے (بیعت کرتے ہوئے) اس سلسلۂ سند کو اختیار کیا۔)

اس سے امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا نقطۂ نظر بہ خوبی واضح ہو جاتا ہے کہ اصل میں تربیت اور تزکیے کا سلسلہ تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور ان کے صحبت یافتہ حضرات سے کوفہ میں چلا۔ اس کی تکمیل حضرت علی

www.rahimia.org

کرم اللہ وجہہ کے ذریعے سے ہوئی۔ سند کی قربت کے لیے خلافت کا سلسلہ حضرت علیؓ سے شروع ہوا۔

ج: تطبیق کی تیسری صورت

محدثین اور صوفیا کی آرا کے درمیان تطبیق پیدا کرنے کی ایک صورت امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ نے بیان کی ہے۔ چناں چہ وہ "التّمهيد لتعريف أئمّة التجديد" میں تحریر فرماتے ہیں:

"اشتهر أنّ الحسن البصريؒ أخذ عن أمير المؤمنين عليّ بن أبي طالبؓ، و صار أمراً مختلفاً فيه، فالصّحيح الّذي لا مريّة فيه أنّ الحسن البصريؒ أخذ عن الإمام أبي محمّد الحسن بن عليّ، و هو عن أبيه أمير المؤمنين رضى الله عنهم أجمعين." (31)

(یہ بات مشہور ہے کہ حضرت حسن بصریؒ نے حضرت امیرالمؤمنین حضرت علی ابن ابی طالبؓ سے سلسلۂ طریقت حاصل کیا ہے۔ یہ معاملہ (صوفیا اور محدثین میں) اختلافی ہے۔ شک و شبہ کے بغیر صحیح بات یہ ہے کہ حضرت حسن بصریؒ نے سلسلۂ طریقت امام ابومحمد حسن بن علی (بن ابی طالب) سے حاصل کیا اور انھوں نے اپنے والد امیرالمؤمنین حضرت علیؓ سے حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام مشائخ سے راضی ہوجائے۔)

حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کی اس رائے کے درست ہونے کے کئی پہلو ہیں۔ ایک تو یہ کہ حضرت حسن بصریؒ کی حضرت حسن بن علیؓ کے ساتھ نہ صرف ملاقات ثابت ہے، بلکہ اُن کی صحبت میں رہنا بھی ہوا ہے۔ دوسرے یہ کہ حضرت حسن بن علیؓ، حضرت علیؓ کے بعد ان کے خلیفہ بنے تھے، لیکن جب انھوں نے حضرت امیر معاویہؓ کو خلافتِ ظاہری سپرد کی اور خود تعلیم و تربیت اور تزکیۂ نفوس کے عمل میں مشغول ہوگئے تو زہد وتقویٰ کی اساس پر سلسلۂ بیعت حضرت حسن بن علیؓ سے شروع کیا جانا چاہیے۔ تیسرے یہ کہ ممکن ہے کہ شروع زمانے میں سلاسل طریقت میں حضرت حسن بصریؒ اور حضرت علیؓ کے درمیان حضرت حسن بن علیؓ کا اسم گرامی موجود ہو، لیکن سلاسل طریقت میں دو ایک جیسے نام آنے کی وَجہ سے ناقلین شجرہ ہائے طریقت کی غلطی سے ایک "حسن" کا ذکر نقل ہوتا چلا آرہا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بہرحال حضرات محدثین اور صوفیا کی آرا میں تطبیق کی جو صورت بھی اختیار کرلی جائے، سلسلۂ طریقت تبع تابعینؒ اور اُن کے متبعین سے آگے بڑھ کر سیّدالطائفہ حضرت جنید بن محمد بغدادی قدس سرہٗ تک آپہنچتا ہے۔ عام طور پر متقدمین اور متأخرین صوفیا کے درمیان میں حضرت جنید بغدادیؒ ایک مرکزی شخصیت کے طور پر اُبھر کر سامنے آتے ہیں۔

www.rahimia.org

شعبۂ طریقت کے مجتہدِ اعظم حضرت جنید بغدادیؒ

حضرت ابراہیم نخعیؒ اور حضرت حسن بصریؒ ان دونوں حضراتؒ کے تربیت یافتہ اصحاب کے بعد شعبۂ طریقت میں امام الائمہ، مجتہد اور مجدِدِ اعظم سیّد الطائفہ حضرت الامام شیخ ابوالقاسم جنید بن محمد بغدادی قدس اللہ سرہٗ العزیز کی جامع الصفات ذات گرامی ہے۔ چناں چہ حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ تحریر فرماتے ہیں:

”قال الفقير عفى عنهٗ: كان النّاس بعد الحسن و أصحابهٖ يصحبون ”أصحاب عبداللّٰه“ و يصحبون ”أصحاب الحسن“، يأخذون عن الفريقين كِلَيهما إلىٰ أن قام الجنيدؒ و أقرانهٗ، فأحكموا السّلسلة الصّوفية بالصّحبة و الخرقة. و كان فيهم المرقّعات، و السّماع، و الكلام علىٰ النّاس، و الإشارات، و الإشراقات. و مذاهبهم مبسوطة فى قُوت القلوب و غيرهٖ.

و نشأ من أمير المؤمنين عمر بن الخطّاب سلاسل أُخرىٰ انقرضت بعد زمان.“ (32)

(فقیر عفی عنہٗ یہ کہتا ہے کہ: حضرت حسن بصریؒ اور ان کے صحبت یافتہ حضراتؒ کے بعد لوگوں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے صحبت یافتہ حضرات اور حضرت حسن بصریؒ کے صحبت یافتہ لوگوں کی صحبت اختیار کی۔ انھوں نے ان دونوں سلسلوں سے فیضِ صحبت حاصل کیا۔ یہاں تک کہ حضرت جنید بغدادیؒ اور ان کے ہم عصر حضرات اس کام کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور انھوں نے صوفیا کے سلسلے کو صحبت اور خرقہ (صوفیانہ لباس) کے ذریعے سے بہت مضبوط اور مستحکم بنا دیا۔ اس طرح اُن میں پیوند لگے کپڑے پہننے، سماع کی وجہ سے وَجد کی حالت طاری ہونے، لوگوں کے قلبی مقامات، روحانی اشارات اور باطنی انوارات پر گفتگو کرنے کا سلسلہ چل نکلا۔ ان کے یہ طور طریقے (حضرت ابوطالب مکیؒ کی) کتاب ”قُوتُ القُلوب“ وغیرہ میں بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔

امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطابؓ سے دیگر سلسلے بھی پیدا ہوئے، لیکن وہ ایک زمانے کے بعد ختم ہوکر رہ گئے۔)

حضرت جنید بغدادیؒ نے سب سے پہلے اس شعبۂ سلوک و احسان کے اصول، قاعدے اور ضابطے مدوّن و مرتب کیے۔ انھوں نے پوری دل جمعی اور دل سوزی کے ساتھ اسوۂ رسول اکرم ﷺ اور جماعت صحابہؓ و تابعینؒ کے اَفکار و اعمال کی روشنی میں دین اسلام کے دیگر شعبوں کے تقاضوں کو ملحوظِ خاطر رکھ کر ”طریقت“ کے شعبے کے اساسی مقاصد اور بنیادی ضوابط کو پوری طرح واضح کیا۔ ایک بنیادی شعبے کی

www.rahimia.org

حیثیت سے اس کی اہمیت کو سمجھا اور افراط وتفریط سے پاک کر کے میانہ روی اور اعتدال کی راہ پر اس کا واضح رُخ متعین کیا۔ جس سے دین اسلام کا بنیادی جوہر اور لبِ لباب نکھر کر سامنے آیا۔ انسانی نفوس کی داخلی قوتوں نے جب اسے اپنایا تو انسانی زندگی میں ایسے عظیم الشان نتائج پیدا ہوئے، جس پر آج بھی اہلِ دل کی دنیا اس کے سامنے سرنگوں ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ طریقت کے تمام سلاسل سیّد الطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہٗ کے مدوّن کردہ قواعد وضوابط اور بنیادی اصول وقوانین پر عمل پیرا ہیں۔ حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ اس سلسلے میں رقم طراز ہیں:

''کسے کہ بامشائخ ایں طُرق صحبت داشتہ باشد، یا رسائلِ وکتبِ ایں طائفہ مطالعہ کردہ، شک نہ دارد کہ جمیع اصحابِ طرق و اربابِ ارشاد یا جمہورِ ایشاں متفق اند بر اصلِ طریقت۔ اگرچہ مختلف باشند در کیفیتِ اقامتِ آں۔

وآں اصل منسوب است بہ سیّد الطائفہ جنید بغدادیؒ۔ بہ سبب آں کہ مقنّنِ اکثر قوانین وے بودہ است۔ و در زمانۂ وے بہ وے نسبت درست مے کردند۔ و بہ حقیقت ہر سلسلہ کہ ہست، بہ وے راجع است۔ یا بارِ خدایا! مگر آں کہ شخصے اویسی باشد۔''(33)

(جس نے مشائخ طریقت کی صحبت اختیار کی ہے، یا طریقت واحسان کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے، اسے اس بارے میں قطعاً کوئی شک نہیں کہ تمام اصحابِ طریقت و ارشاد یا ان کی اکثریت، اصولِ طریقت پر قطعاً متفق ہے۔ اگرچہ ان اصولوں پر عمل کرنے کی حکمتِ عملی، طریقۂ کار اور کیفیت میں اختلاف نظر آتا ہے۔

طریقت کے یہ اصول وضابطے سیّد الطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہٗ کی جانب نسبت رکھتے ہیں۔ اس لیے کہ آپؒ طریقت کے اکثر قوانین کے مقنن ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آج جو سلسلہ بھی موجود ہے، وہ بالآخر حضرت جنید بغدادیؒ تک ضرور پہنچتا ہے۔ سوئے اُس شخص کہ جو اویسی نسبت رکھتا ہو۔''

بلاشبہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہٗ نے اپنے دور تک صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے مجموعی فکر و عمل اور ان کے قرآنی انقلاب کے مطابق ڈھلے ہوئے مزاج کا بڑی خوب صورتی سے تجزیہ کیا ہے۔ قرآن کریم نے انسانی سوسائٹی میں جو تبدیلی پیدا کی تھی، اس کے جو اثرات دنیا پر مرتب ہوئے تھے، اس کی حکمت اور بنیادی روح کو انھوں نے اعلیٰ پیمانے پر سمجھا ہے۔ اس حوالے سے واضح شعور حاصل کر کے آپؒ نے اپنی مجتہدانہ کاوشوں اور عملی کوششوں سے تربیتِ باطنی کا ایک واضح اور غیر مبہم نظامِ طریقت وضع کیا۔ جو

www.rahimia.org

قرآنی تعلیمات کے تمام بنیادی شعبوں پر مشتمل ہے اور انتہائی جامع حیثیت کا حامل ہے۔ اس میں ترکِ دنیا اور رہبانیت کے پاپائی طور طریقے بھی نہ تھے اور نہ محض ظاہری قوانین اور خشک رسوم کی ادائیگی کی رسمی کارروائی تھی۔ اس طریقۂ کار میں قلب، نفس اور عقل کو مہذب بنا کر ان میں سوز و گداز، عشق و محبت، اخلاص و ہمت اور فکر و شعور پیدا کرنا تھا۔ پھر ان تمام صلاحیتوں کو کام میں لا کر انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نکال کر حق جل مجدہٗ کی غلامی میں داخل کرنا تھا۔ انھیں دنیا کی تنگیوں سے نکال کر اس کی آفاقی وسعتوں میں اور نظاموں کے ظلم و عدوان سے نکال کر اسلام کے عدل و انصاف کے ماحول میں داخل کرنا تھا۔

حضرت جنید بغدادیؒ کے بعد آنے والے سلاسلِ طریقت

سیّد الطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہٗ کے بعد ان کے مدوّن کردہ اصولِ طریقت پر مشہور سلاسل طریقت کا ظہور ہوتا ہے۔ چناں چہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، کبرویہ، مغربیہ وغیرہ سلاسل کا یکے بعد دیگرے دنیا بھر کے خطوں میں انسانی قلوب و نفوس کا تزکیہ و تصفیہ کرنے میں بنیادی کردار رہا ہے۔ ان میں اوّل الذکر چار سلاسلِ طریقت جامعیت اور شہرت کے حوالے سے اپنی خصوصی حیثیت رکھتے ہیں۔

چاروں سلاسلِ طریقت انسانوں کی طبائع کا احاطہ کرتے ہیں

حقیقت میں یہ چاروں سلاسل: قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور نقشبندیہ شجرۂ طریقت کی ان تمام جہات کا احاطہ کیے ہوئے ہیں، جن کا بڑا گہرا تعلق مزاجِ انسانی کے ساتھ ہے۔ انسانی فطرت جس طور پر واقع ہوئی ہے اور انسانوں کی طبائع اور مزاج جس طرح کے رہے ہیں، ان کی مناسبت سے افرادِ انسانی میں دین اسلام کے بنیادی نظریہ اور فکر و عمل کو پیوست کرنے کے لیے بزرگانِ دین کے یہ چار سلاسل وجود میں آئے۔

1۔ سلسلۂ عالیہ قادریہ

سیّد الطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہٗ کے بعد شعبۂ طریقت میں قطب الاقطاب، غوث الاعظم، فرد الجامع، شیخ محیُ الدین عبدالقادر جیلانی بغدادی قدس سرہٗ (م ۵۶۱ھ/ 1166ء) کی ذاتِ گرامی منفرد حیثیت کی حامل ہے۔ آپؒ کا وجودِ مسعود روحانی اور باطنی تربیت کے حوالے سے ایک مستقل حیثیت رکھتا ہے۔ آپؒ نے ولایت اور قطبیت کے اعلیٰ ترین مقام پر پہنچ کر باطنی اور روحانی تربیت اور تزکیۂ نفوسِ انسانی کا اعلیٰ ترین پیمانہ قائم فرمایا ہے۔ آپؒ کے تربیتی نظام کا معیار انتہائی اونچا اور بلند تر ہے۔ قلوب کی تربیت کا نبویؐ معیار آپؒ کا طغرۂ امتیاز ہے۔ وصول الی اللہ اور فنا و بقا کے حوالے سے آپؒ نے شعبۂ طریقت کو ایک ایسا رُخ عطا فرمایا، جس کی وسعت اور گہرائی کا عام طور پر صحیح اندازہ لگانا بھی محال ہے۔ یہ سلسلۂ طریقت آپؒ کے اسم گرامی کی مناسبت سے ’’سلسلۂ عالیہ قادریہ‘‘ کی نسبت سے مشہور ہوا۔ اس

www.rahimia.org

سلسلۂ عالیہ کی تربیت کا بنیادی رُخ شجرۂ طریقت کے اس تہہ درتہہ مغز اور روح کی طرف ہے، جو انسانی قلوب وعقول کے بطن البطون کو نکھارتی ہے۔ اس کی وسعت اور گہرائی کا عالم یہ ہے کہ وہ ظاہر و باطن کی تمام قوتوں پر چھائی ہوئی ہے۔ گویا انسان کی بنیادی فطرت اور روح کو اعلیٰ سطح پر نکھارنا قادریہ سلسلے کی سب سے بڑی شناخت ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے بعد اس سلسلے کی وہ شخصیت جس نے سب سے زیادہ شعبۂ طریقت کو نکھارا اور مہذب و مرتب شکل دی، وہ شیخ اکبر محی الدین محمد بن علی بن عربی حاتم طائی قدس سرہٗ (م ۶۳۸ھ/ 1240ء) کی کرشمہ ساز اور عظیم الشان شخصیت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ شیخ ابن عربی قدس اللہ سرہٗ العزیز نے نہ صرف شعبۂ طریقت میں نکھار پیدا کیا، بلکہ حقائق و معارف کے سمندر میں کچھ اس عمیق انداز میں غوطہ زنی کی ہے اور حقائق کائنات کی ترجمانی کے لیے ایسی جامع تعبیر وتشریح اختیار فرمائی ہے، جس سے ''نورِ نبوت'' کی ضوفشانی کی حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے اور دین اسلام کے تمام شعبوں کا واضح خلاصہ بھی سامنے آجاتا ہے۔

دنیا بھر کے خطوں میں اگلے پانچ سو سال میں دین اسلام کے پھیلاؤ کی اساس اگر کوئی رہی ہے تو وہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ کا مشہور و معروف ''نظریۂ وحدت الوجود'' ہے۔ حقائق کائنات پر مبنی اس نظریے نے نہ صرف شعبۂ طریقت کو ایک واضح رُخ دیا، بلکہ شعبۂ سیاست اور شعبۂ شریعت اور قانون کو بھی مزید نکھارا ہے۔ پھر اس نظریے کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپؒ کے دور سے پہلے تقریباً پانچ سو سال تک کے دورانیے میں قرآنی انقلاب نے سیاسی، معاشی، قانونی اور روحانی طور پر جو اثرات انسانی سماج پر ڈالے تھے، یہ نظریہ ان کا خوب صورت تجزیہ پیش کرتا ہے۔ یہ نظریہ اس کا ایسا خلاصہ اور جوہر بیان کرتا ہے، جسے اگر پھیلایا جائے تو انسانی سماج میں وہ نتیجہ مرتب ہوتا ہے، جو قرآنی تعلیمات کا لازمی اثر ہے۔ اور اگر اسے سمیٹا جائے تو ایک ایسے مرکزی نقطہ اور محور کا پتا دیتا ہے، جو کائنات میں تجلیاتِ رحمانی کا نورانی منبع اور مینارۂ نور ہے۔

دینی حوالے سے نظریۂ وحدت الوجود کی حقانیت کا اس سے بڑھ کر اَور ثبوت کیا ہوگا کہ اگلے پانچ سو سال میں کوئی محقق، پیر طریقت، ماہر سیاست اور فقیہ اُمت ایسا نہیں، جس نے اسے تسلیم نہ کیا ہو۔ ہر ایک محقق اور کامل نے جب بھی دین اسلام کے پھیلاؤ کا کام کیا، یا اسے لکھنے اور پڑھنے کا اتفاق ہوا، وہ اس نظریے کو اساس بنا کر آگے بڑھا ہے۔ محققین اولیاء اللہ کی کتابیں اس نظریے کی تشریح وتفصیل سے بھری ہوئی ہیں۔

بغداد کے مرکز سے شیخ ابن عربیؒ کی تعلیمات کو جذب کرتے ہوئے سلسلۂ قادریہ کا فیض پوری دنیا میں

www.rahimia.org

پھیلتا چلا جاتا ہے۔ لاکھوں قلوب اس سے سیراب ہوتے ہیں اور دنیا بھر میں دین اسلام کے پھیلاؤ کے لیے نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ بالخصوص برصغیر ہندوستان پر بغداد کی اہم ترین قیادت کی نظریں لگی ہوئی ہیں۔

ہندوستان میں سلسلۂ عالیہ قادریہ کا فیض

ہندوستان میں قادری سلسلہ سب سے پہلے اُچ شریف کے ساداتِ گیلانی کے ذریعہ آیا۔ بعد کے زمانے میں حضرت شاہ کمال الدین کیتھلی قدس سرہٗ (م ۹۷۱ھ/ 1564ء) قادری سلسلے کے اونچے بزرگوں میں سے ہوئے ہیں۔ آپؒ سے ہندوستان بھر میں بڑا فیض پھیلا ہے۔ بالخصوص حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو آپؒ سے قادری سلسلے کا فیض صرف ایک واسطے سے بھی پہنچا ہے۔

قادریہ سلسلے میں تربیتِ باطنی میں حضرت پیرانِ پیرؒ کی کتاب "**مجالسِ ستّین**" (**الفتح الرّبانی**) نے بڑا فائدہ پہنچایا ہے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ نے حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ سے کرایا تھا، جس کا نام "فیوضِ یزدانی" ہے۔

2۔ سلسلۂ عالیہ چشتیہ

ان کے بعد چشتیہ سلسلے کے عظیم بزرگ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین حسن اجمیری قدس اللہ سرہٗ العزیز (م۶۳۳ھ/ 1236ء) اپنے شیخ حضرت خواجہ عثمان ہارونی (م ۶۱۷ھ/ 1220ء) کی تربیت اور فیض سے مالا مال ہوتے ہیں اور پھر بغداد میں باطنی طور پر حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادیؒ کے روحانی فیوض و توجہات کو بھی جذب کرتے ہیں اور خوارزم میں شیخ نجم الدین کبریٰؒ (م ۶۱۸ھ/ 1221ء) کے روحانی فیوضات سے مستفید ہوتے ہیں۔ ان تمام اکابرین کے اشارے پاکر آپؒ ہندوستان آکر "اجمیر شریف" میں قیام فرما ہوتے ہیں۔ اسے مرکز بنا کر یہاں کے انسانوں سے مہر و محبت کا ایسا رشتہ استوار کرتے ہیں کہ لاکھوں انسان آپؒ کو اپنا دل دے بیٹھتے ہیں۔ یوں اس خطے میں اسلام کی انسانیت نواز تعلیمات کی محبت سے قلوب کو اپنی طرف کھینچ کر ان میں اسلام کا نور کچھ اس طرح بھر دیتے ہیں کہ یہاں کے انسانوں نے اسلام کو اپنا قومی دین بنالیا اور اس میں جذب ہوکر رہ گئے۔

ادھر لاکھوں انسانوں کی جمعیت جب آپؒ کے گرد جمع ہوجاتی ہے تو آپؒ سلطان شہاب الدین غوریؒ کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ یہاں کی ظالم قوتوں کو ختم کرنے کے لیے میدان میں آئے۔ یوں اسلام کی "سماجی طاقت" اور "سیاسی طاقت" نے باہم مل کر ہندوستان میں اسلامی دور کا آغاز کیا۔

حضرت خواجہ غریب نوازؒ کے بعد ان کے جانشین اور خلیفہ اجل قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ (م۶۳۲ھ/ 1234ء) نے "دہلی" کی مرکزیت کو قائم فرمایا۔ آپؒ نے اس

مرکز میں بیٹھ کر پورے ہندوستان میں دین اسلام کی نشر واشاعت اور پھیلاؤ کا کام کیا۔ ان حضرات کے ہاں تبلیغ برائے تبلیغ نہیں ہوتی تھی، بلکہ انسانی قلوب میں ایسی تبدیلی پیدا کی جاتی تھی اور اسلام کی نورانی تعلیمات کو قلوبِ انسانی میں اس طرح پیوست اور راسخ کیا جاتا تھا کہ لاکھ حالات تبدیل ہو جائیں، لیکن قلوب میں اسلام کا شرح صدر اپنی حالت پر باقی رہے۔ اس طرح یہاں پر لاکھوں انسانوں کے قلوب کو سیراب کیا گیا۔

ان کے بعد ان کے جانشین اور خلیفہ اجل حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سرہٗ (م ۶۶۴ھ/ 1265ء) نے ''اجودھن'' کو مرکز بنا کر سلسلۂ چشتیہ کے فیضان کو اس خطے میں عام فرمایا۔ جسے بعد میں اکبر اعظم نے ''پاک پٹن'' کا نام دیا۔ آپؒ نے اس مرکز میں بیٹھ کر اَطراف واَکناف کے تمام بڑے قبائل کو اپنی محبت بھری تعلیمات سے اپنا گرویدہ کیا۔ اس طرح یہ قبائل آپؒ کے دستِ حق پرست پر اسلام قبول کر لیتے ہیں۔

یہاں سے چشتیہ سلسلے کے دو مراکز وجود میں آتے ہیں:

(الف) سلسلۂ عالیہ چشتیہ صابریہ

ایک ''کلیر شریف'' میں، جہاں بابا فرید گنج شکرؒ کے بھانجے اور خلیفہ حضرت خواجہ علاؤالدین علی احمد صابر کلیری قدس سرہٗ (م ۶۹۰ھ/ 1291ء) کا قیام ہوتا ہے۔ آپؒ سے ''چشتیہ صابریہ'' کا سلسلۂ عالیہ چلتا ہے۔

(ب) سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ

دوسرا مرکز دہلی میں، جہاں حضرت بابا فرید قدس سرہٗ کے خلیفہ اجل حضرت خواجہ نظام الدین اولیا قدس سرہٗ (م ۷۲۵ھ/ 1325ء) قیام فرما ہوتے ہیں۔ یہاں سے حضرت خواجہ سلطان الاولیا کا فیضان اتنا کثیر اور ہمہ جہتی سطح پر ہوا ہے کہ جس کی نظیر اس دور میں نہیں ملتی۔ اسی دہلی کے مرکز میں اسلام کے حوالے سے جیسا رسوخ پیدا ہوا اور پختہ قومی روایات نے جنم لیا، وہ بالکل واضح ہیں۔ آپؒ سے ''چشتیہ نظامیہ'' کا سلسلۂ عالیہ جاری ہوا۔

i۔ مغربی ہند میں چشتیہ نظامیہ کا فیض

اس مرکز سے ہندوستان کے دور دراز علاقوں میں دین اسلام کی نشر و اشاعت کا کام بھی انتہائی اہم ہے۔ بنگال کے دُور دراز علاقہ میں آپؒ کے خلیفہ اجل حضرت شیخ سراج الدین عثمان اَوَدھی قدس سرہٗ (م ۷۵۸ھ/ 1317ء) تشریف لے جاتے ہیں۔ وہ بنگال کے قدیم دار الخلافہ ''گوڑ'' میں قیام فرما کر اس

www.rahimia.org

علاقے میں دینِ اسلام کے غلبے کا کام سرانجام دیتے ہیں۔

گوڑ کے بعد ''پنڈوہ'' میں آپؒ کے خلیفہ حضرت شیخ علاؤ الحق بنگالیؒ (م ۸۰۰ھ/ 1397ء) اور ان کے صاحبزادے اور خلیفہ شیخ نور الحق عرف ''نورِ قطبِ عالم'' (م ۸۱۸ھ/ 1415ء) کا فیض دور دور تک پھیلتا ہے۔ حقیقت میں بنگال میں دینِ اسلام کے غلبے کا دور انھی چشتی نظامی سراجی بزرگوں کے فیضانِ نظر اور سیاسی شعور کا نتیجہ ہے۔

ii۔ جنوبی ہند میں چشتیہ نظامیہ کا فیض

ایک طرف اگر مغربی ہند بنگال میں ان بزرگوں کا فیضان جاری ہوا تو دوسری طرف جنوبی ہند میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے خلیفہ اجل حضرت شیخ نصیر الدین محمودؒ چراغِ دہلی (م ۷۵۷ھ/ 1356ء) کے خلیفہ اجل حضرت سیّد محمد حسینیؒ المعروف ''خواجہ گیسودراز'' (م ۸۲۵ھ/ 1422ء) دَکن کے علاقہ ''گلبرگہ'' میں قیام فرما ہوتے ہیں۔ جنوبی ہند میں اسلام کے غلبے کا کام، اسی گلبرگہ کے ''حسن آباد'' مرکز سے ہوتا ہے۔ آپؒ نے وہاں کے انسانوں کے دلوں میں اسلام کو راسخ کرنے کے لیے جو جدوجہد فرمائی، وہ جنوبی ہند کی تاریخ کا سنہرا باب ہے۔

اس طرح چشتی سلسلے کے بزرگوں کو ہندوستان بھر میں کچھ اس طرح قبولیتِ عامہ حاصل ہوئی کہ ان کے دم خم سے اس خطے میں دینِ اسلام کے غلبے کی راہ ہموار ہوتی گئی۔

چشتیہ سلسلے کی خصوصیت

چشتیہ سلسلے میں شجرۂ طریقت کے ظاہری برگ و بار میں کچھ ایسی محبت اور وارفتگی پیدا ہو جاتی ہے کہ جس سے انسانوں کے قلوب و اَجسام میں عشقِ الٰہی سے وجد و سرور کی کیفیت کا ظہور ہوتا ہے۔ جو قبولیتِ عامہ کا سبب بن جاتا ہے۔ یہی قبولیتِ عامہ چشتیہ سلسلے کی شناخت اور اس کے امتیاز کو واضح کرتی ہے۔

3۔ سلسلۂ عالیہ سہروردیہ

پاکیزگی اور اُنس و اطمینان کے اوصاف کے غلبہ کے ساتھ سہروردی سلسلے کے بانی شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین عمر بن محمد سہروردی قدس سرہٗ (م ۶۳۲ھ/ 1235ء) کا وجودِ مسعود بھی شجراتِ طریقت میں ایک اہم مقام رکھتا ہے۔ آپؒ نے آدابِ طریقت کو مرتب و مدوّن کرنے اور انھیں منظّم شکل دینے میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ آدابِ طریقت میں آپؒ کی مدوّن کردہ کتاب ''عوارف المعارف'' تقریباً تمام سلسلوں کے مشائخ کے ہاں پڑھی جاتی رہی ہے۔

آپؒ کا سلسلہ حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی قدس سرہٗ (م ۶۶۶ھ/ 1267ء) کے ذریعے

www.rahimia.org

ہندوستان میں آیا۔ ملتان کے مرکز سے اس سلسلے کا فیضان پورے ہندوستان میں پھیلا۔ آپؒ کے بعد آپؒ کے صاحبزادے حضرت شیخ صدرالدین عارف (م ۶۸۴ھ/ 1285ء) اور پوتے حضرت شیخ رُکن الدین ابوالفتح (م ۷۳۵ھ/ 1334ء) کے ذریعے یہ سلسلہ آگے بڑھا ہے۔

4۔ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ

شعبۂ طریقت کے ایک اہم ترین مجدد، امام الطریقت، حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ (م ۷۹۱ھ/ 1389ء) کی ذاتِ گرامی ہے۔ انھوں نے ''طریقۂ خواجگان'' کے بڑے بزرگ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ (م ۵۷۵ھ/ 1179ء) کی روح سے ربط پیدا کر کے نقشبندیہ کے اُصولِ ہشت گانہ وضع کیے۔ حضرت خواجہ نقشبندؒ نے پہلے تمام سلاسل کی تعلیمات کو کچھ اس طرح مرتب و مدوّن کیا کہ جس کا خلاصہ نسبتِ ''یادداشت'' کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ انھوں نے اس کے ذریعے سے ہمہ وقت خدا کی یاد میں مشغولیت کی نسبت پیدا کرنے کا ایک خاص اسلوب دریافت فرمایا اور پھر اس نسبت کی صلاحیت و استعداد سے نفوسِ انسانی کی قوتِ بہیمیہ کی منفی حالتوں کو توڑ کر اسے ایک ایسی منضبط شکل وصورت میں مہذب بنایا کہ جس سے قوتِ بہیمیہ کی مثبت صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر مفید نتائج حاصل کیے جاسکیں۔ چناں چہ نقشبندی سلسلے کا اصل مقصد یہ ہے کہ اس دنیا میں انسانی لباس میں رہتے ہوئے انسان کی بنیادی قوتیں؛ عقل، نفس اور قلب کچھ اس طرح مہذب بن جائیں کہ ان میں اعتدال کی حالت پیدا ہوجائے۔ یعنی انسان نہ تو ملکی قوت کے زیراثر ایک ایسے رُخ پر چلا جائے، جس میں سکر، محو اور منفی مجذوبیت پیدا ہو، اور نہ ہی قوتِ بہیمیہ کے زیراثر اتنا ہوجائے کہ خالص حیوان بن جائے، اور انسانی فطری تقاضوں سے انحراف کی راہ اختیار کرے، بلکہ قوتِ بہیمیہ کو مہذب بنا کر ملکی قوت کے اس طرح تابع کردیا جائے کہ اس کے قلب، عقل اور نفس میں جلا پیدا ہو جائے۔ وہ انسانی لبادے میں رہتے ہوئے خدا کی یاد سے کسی لمحہ غافل نہ ہو۔ چناں چہ حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں:

> ''جاننا چاہیے کہ سلسلۂ نقشبندیہ میں قلب، عقل اور نفس کو مہذب بنانا اصل مقاصد میں سے ہے۔ جہاں تک باقی لطائف خفیہ کا مہذب بنانا اور جو حالات و کیفیات کہ ان کے مہذب بنانے پر ظاہر ہوتے ہیں، ان کا تعلق نتائج وثمرات اور مواہب الٰہیہ میں سے ہے، نہ کہ اصل مقاصد اور مواریث میں سے۔''(34)

نقشبندی سلسلہ ہندوستان میں حضرت خواجہ محمد باقی المعروف باقی باللہ قدس سرہٗ (م ۱۰۱۲ھ/ 1603ء) کے ذریعہ پہنچا۔ آپؒ نے ماوراء النہر کے علاقے سے سفر کرکے دہلی کو اپنا مرکز بنایا اور اس مرکز سے نقشبندیہ کا فیض پورے ہندوستان میں پھیلا۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ (م ۱۰۳۴ھ/

www.rahimia.org

1624ء) آپؒ کے ہی خلیفہ اجل اور فیض یافتہ ہیں اور حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ سے نقشبندیہ کا فیض دور دور تک پھیلا ہے۔

ان چار سلاسل کے علاوہ درجِ ذیل سلاسل کا فیضان بھی خوب ہوا:

5۔سلسلۂ عالیہ کبرویہ ہمدانیہ

ان چاروں سلاسل کے علاوہ سلسلۂ عالیہ کبرویہ کے بانی شیخ مقتدیٰ نجم الدین کبریٰ ابوالجناب احمد بن عمر خوارزمی قدس سرہٗ کا فیضان کشمیر ہندوستان میں حضرت امیر سیّد علی بن شہاب ہمدانی قدس سرہٗ (م۷۸۶ھ / 1384ء) کے ذریعے سے پھیلا۔ کشمیر میں دین اسلام کا پھیلاؤ اور اس کا رُسوخ اسی سلسلۂ عالیہ کے ذریعہ ہوا۔

6۔سلسلۂ عالیہ غزالیہ مغربیہ

اسی طرح مغربی ممالک میں شیخ مقتدیٰ ابو مدین شعیب بن حسن مغربی (م۵۹۴ھ/ 1197ء) کی ذاتِ گرامی سے امام غزالیؒ کے سلسلۂ عالیہ کا بڑا فیض ہوا۔ شیخ موصوفؒ بڑی اونچی نسبت کے حامل شخصیت ہیں۔ آپؒ کا شمار حضرت شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ کے مشائخ میں سے ہوتا ہے۔ افریقا اور اندلس کے ساحلی علاقوں میں آپؒ کا فیضان بڑی کثرت سے ہوا ہے۔ اسی لیے آپؒ کو "شیخ المغرب" بھی کہا جاتا ہے۔ عرب کے ساحلی علاقوں عدن اور حضر موت میں آپؒ کا سلسلہ سیّد القطب عفیف الدین سیّد عبد اللہ عیدروس الکبیر کے ذریعے سے پھیلا ہے۔ اسی لیے آگے چل کر اِسے "سلسلۂ عیدروسیہ" کہا جانے لگا۔

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کی عظیم مجددانہ شخصیت

آخری زمانے میں ایک عظیم شخصیت امامِ ربانی، مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ (م۱۰۳۴ھ / 1624ء) کی ذاتِ گرامی کی صورت میں ہندوستان کے اُفق پر جلوہ گر ہوتی ہے۔ ان تمام سلاسل سے مستفید ہوکر بجا طور پر آپؒ نے تجدیدی کام کا آغاز فرمایا۔ آپؒ نے اس بات کی طرف خاص توجہ فرمائی کہ مختلف سلسلوں کے انتہا پسند افراد نے جو افراط وتفریط کا ماحول پیدا کر رکھا تھا، اسے اعتدال کے راستے پر لے آئیں۔

حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی عظیم مجددانہ شخصیت

امامِ ربانی، مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کے بعد وہ عظیم شخصیت کہ جس میں تمام سلاسل طریقت آکر جمع ہوجاتے ہیں، وہ **حُجّة اللّٰہ علیٰ العالمین، لسان اللّٰہ فی الأرض، ناطق ھذہ الدّورہ، قائد طبقة المجدّدین، الفرد الجامع**، حضرت شیخ قطب الدین احمد المعروف بہ شاہ ولی اللہ

www.rahimia.org

دہلویؒ قدس سرہٗ (م ۱۱۷۶ھ/ 1763ء) کی ذاتِ گرامی ہے۔ آپؒ کی ذات وہ مجمع البحار ہے، جس میں اگر ایک طرف شعبۂ طریقت کے تمام سلاسل آ کر جمع ہو جاتے ہیں، تو دوسری طرف علوم القرآن والسنہ کے تمام فقہی مذاہب پر آپؒ کو مکمل عبور حاصل ہے۔ پھر خلفائے راشدین اور سلاطین اسلام کے سیاسی شعور کا وافر حصہ بھی آپؒ کی ذات میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ اس طرح دین اسلام کے تمام شعبوں کا ہزار سالہ مجموعی مزاج اور اس عرصے کا جامع کردار آپؒ کی نظروں کے سامنے آ جاتا ہے۔

آپؒ ایک طرف اگر نورِ نبوت کے ہزارۂ اول کے رنگ کا تفصیلی تحلیل و تجزیہ کرتے ہیں تو دوسری طرف ہزارۂ دوم کی ضرورت، تقاضے اور مخصوص رنگ کے پیش نظر اس عرصے میں نورِ نبوت کے مقاصد کس طرح پورے ہوتے ہیں؟ اس کی تفصیل و تکمیلی صورت بیان فرماتے ہیں۔ حضرت امامِ ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے جس کام کی ابتدا فرمائی تھی اور اجمالاً اشارات فرمائے تھے، آپؒ پوری جامعیت کے ساتھ اس کی تفصیلات مرتب کر کے تکمیل کر دیتے ہیں۔ بلکہ دین اسلام کے تمام شعبوں میں ایسی راہ مرتب و روشن کرتے ہیں، جس پر چل کر ہی اس دور کے تقاضوں اور اس کے چیلنجز کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے اور قرآنی تعلیمات کو قلوبِ انسانی میں صحیح طور پر پیوست کیا جاسکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ کے افکار و اعمال اور جہد و کردار کی جامعیت، وسعت اور ہمہ گیریت اس قدر ہمہ جہتی ہے کہ عام طور پر جس کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ غالباً اسی تناظر میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس سرہٗ اپنے ترجمہ قرآن کے مقدمہ میں آپ کو **"حُجّة اللّٰه علیٰ العالمین"** کے انتہائی معزز خطاب سے یاد فرماتے ہیں۔ یقیناً آپؒ کے قلبِ مزکّٰی و عقلِ مصفّٰی سے انوارات کی صورت پھوٹنے والے افکارِ عالیہ انسانیت کے تمام انفرادی اور اجتماعی مسائل کو حل کرنے کی پوری پوری صلاحیت و استعداد رکھتے ہیں۔ ضرورت اگر ہے تو ان کو صحیح تناظر میں سمجھنے اور شعور حاصل کرنے کی۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے اس کی توفیق نصیب فرمائے۔

تمام عالَم میں سب سلاسل عالیہ کا مجموعی فیضان

حقیقت یہ ہے کہ آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر آج تک ہر دور میں اولیاء اللہ، علمائے ربانیین، ائمہ مجددین کی ایسی جماعت ضرور رہی ہے، جن کے قلوب اللہ جل شانہٗ کے سچے عشق اور محبت سے لبریز تھے۔ انھوں نے اللہ جل شانہٗ سے اس تعلق کے ناطے سے اپنے جسم و جان کی تمام تر توانائیوں کے ساتھ پوری انسانیت میں دینی افکار و اعمال پھیلانے کی ہر ممکن سعی و کوشش کی۔ ان حضرات نے پہلے اپنے آپ کو اللہ کی محبت کے رنگ میں رنگا اور پھر سلسلہ بہ سلسلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کا آلہ کار بن کر خدا پرستی اور انسان دوستی کے پرچار اور اس

www.rahimia.org

کے پھیلاؤ کے لیے بے خوف وخطر میدانِ عمل میں کود پڑے۔

دینِ اسلام شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ (35) کے اصول پر انسان دوست جماعت پیدا کرنا چاہتا ہے۔ یہ حضرات ہر دور میں اس اصول پر اپنی جدوجہد کو وسعت دیتے رہے۔ چناں چہ بھٹکی ہوئی انسانیت کو خدا کے قریب لانے کی جدوجہد کرنے والی جماعت، حقیقت میں صوفیائے کرام، اولیاء اللہ اور علمائے ربانیین کی جماعتِ صادقہ ہے۔ جس نے ہر دور اور ہر خطۂ ارض میں بڑے زور دار طریقے سے اسلام کے پھیلاؤ کے لیے راہ ہموار کی ہے۔ بلکہ یوں کہا جاسکتا ہے کہ ہر خطے میں اسلام کے جامع نظریۂ ایمان کی سوشل طاقت انھی صوفیائے کرام کے ہی قلب وجگر کے سوز و گداز و عشق و محبتِ الٰہی نے پیدا کی ہے۔

بغداد کے مرکز سے لے کر مشرق و مغرب میں اُبھرنے والے مراکزِ اسلام کا جائزہ لیا جائے، خواہ مشرق میں کوفہ، بصرہ، خوارزم، بخارا، سمرقند، غزنی، کابل، ملتان اور دہلی ہوں، یا مغرب میں مصر، الجزائر، تیونس، اندلس اور مغرب اقصیٰ کے ساحلی علاقے ہوں، دنیا بھر کے ان خطوں میں نامساعد حالات اور ناموافق ماحول کے باوجود انسانیت کے دلوں میں محبت کے دیپ جلا کر انھیں اپنے قریب کرنا اور انھیں اسلام کی سماجی طاقت میں تبدیل کر دینا، انھیں صوفیائے کرامؒ کی عظیم جدوجہد کا ثمرہ ہے۔ بالخصوص مشرقی ممالک میں وسطی ایشیا، ایران وخراسان اور برعظیم ہندوستان میں چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ اور نقشبندیہ سلاسل کے بزرگان اور مشائخ کا کردار بڑا واضح ہے۔

برعظیم پاک و ہند میں آخری دور میں مجددی ولی اللّٰہی سلسلے کا فیضان

برعظیم پاک و ہند تو خاص طور پر اس حوالے سے اپنی شناخت رکھتا ہے کہ اس کے چپے چپے پر ان بزرگانِ دین کے فکر وعمل کے اتنے گہرے نقوش قائم ہیں، جو تمام تر زوال کے باوجود مٹائے نہیں مٹ رہے۔ پھر آخری زمانے میں اس خطے پر اللہ کا خاص فضل ہوا کہ یہاں پر حضرت امامِ ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اور حجۃ اللہ علی العالمین حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ کا ظہور ہوتا ہے۔ ان قد آور شخصیات اور ان کے مجددی اور ولی اللّٰہی خانوادوں نے جس طرح دینِ اسلام کے غلبے کی جدوجہد کی وہ اپنی نظیر نہیں رکھتے۔ مجددیہ سلسلے کا فیضان پورے ہندوستان میں جس طور پھیلا ہے، اس کے اثرات بڑے واضح ہیں۔ اسی طرح خانوادۂ ولی اللّٰہی نے جس طرح اسلام کی انسان دوست تعلیمات کو پھیلانے اور انھیں غالب کرنے کے لیے اپنے فکر وعمل اور جہد و کردار سے روشن مثالیں قائم کی ہیں، اس کی نظیر بھی دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اس خانوادۂ عظام نے جس عزم و ہمت اور سوزِ قلب وجگر سے دینِ اسلام کے عروۃ الوثقیٰ کے ساتھ انسانوں کو مربوط کرنے کی کاوش کی ہے اور مظلوم انسانیت کو درندہ صفت ظالم انسانوں کے سامراجی تسلط سے نجات دلانے کے لیے جانوں کے نذرانے پیش کیے اور قربانیاں دی ہیں، اس کی

www.rahimia.org

مثال ماضی قریب میں کہیں نہیں ملتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان حضرات نے اپنے فکر وعمل سے اس آخری دور میں صحابہ کرامؓ والا نقشہ تازہ کردیا ہے۔

بالکل آخری دور میں ان تمام سلاسل کی سنہری کڑی اور خانوادۂ ولی اللّٰہی کی روحانی اولاد اور ان کی سچی جانشین جماعت سیّد الطائفہ حضرت الحاج شاہ امداداللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ العزیز (م ۱۳۱۷ھ/ 1899ء)، حجۃ الاسلام حضرت الامام مولانا محمد قاسم نانوتوی (م ۱۲۹۷ھ/ 1880ء) اور امامِ ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی (م ۱۳۲۳ھ/ 1905ء) قدس اللہ اسرارہما اور ان کی تربیت یافتگان کی صورت میں سامنے آتی ہے۔ مجددین و محققین اسلام کی یہ جماعت گزشتہ تمام سلاسل کی روح کو اپنے اندر جذب کرتے ہوئے اور خانوادۂ ولی اللّٰہی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے، دین اسلام کے تمام شعبوں؛ شریعت، طریقت اور سیاست کی جامعیت کا مظہر بن کر اپنے فکر وعمل کے دائروں کا تعین کرتی ہے اور جہد و کردار کے لازوال نقوش قائم کرتی ہے کہ جس کے اثرات ہمارے گرد وپیش میں آج بھی موجود ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اس آخری دور میں اس عظیم سلسلۃ الذہب نے انسانی قلوب میں محبتِ الٰہی کا ایسا جذبہ اور عشق پیدا کردیا کہ جس سے ان کے فکر وعمل میں نکھار اور قلوب میں اعتماد وتوکل، صبر واستقامت، توبہ وانابت اور جرأت وہمت کی توانائی پیدا ہوگئی۔ جس نے اللہ جل شانہٗ کے سوا ہر غیر کا رعب دلوں سے نکال دیا اور یوں مغلوبیت اور زوال سے نکلنے اور ترقی وغلبہ کا راستہ بہ خوبی سمجھا دیا۔ اس کے ساتھ مجددین اسلام کی اس عظیم جماعت نے دین اسلام کی حفاظت، اس کے پھیلاؤ، اور قومی سطح پر اس کے انسان دوست رویوں کو فروغ دینے اور اس خطے کے مظلوم انسانوں کو غیر ملکی سامراج کی غلامی سے نجات دلانے اور آزادی وحریت کے حصول کے لیے اسی جذبہ صادقہ سے کام کیا، جو ہمیں متقدمین اکابرینِ سلاسل کے ہاں نظر آتا ہے۔

سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے مشائخ

قطب عالم حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ العزیز (م ۱۳۳۷ھ/ 1919ء) بانی خانقاہِ سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور اسی سلسلۃ الذہب کی اگلی کڑی ہیں۔ آپؒ کو ایک طرف حضرت مجددالفِ ثانی قدس سرہٗ کے عظیم خلیفہ حضرت شیخ آدم بنوری قدس سرہٗ (م ۱۰۵۳/ 1643ء) کے سلسلۂ عالیہ قادریہ نقشبندیہ مجددیہ کے عظیم بزرگ حضرت ''سیدو بابا'' اخوند عبدالغفور سواتی قدس سرہٗ (م ۱۲۹۵ھ/ 1877ء) کے خلیفہ اجل حضرت میاں عبدالرحیم سرساوی سہارن پوری قدس سرہٗ (م ۱۳۰۳ھ/ 1886ء) سے خرقۂ خلافت حاصل ہے تو دوسری طرف اپنے دور میں خانوادۂ ولی اللّٰہی کے عظیم وارث اور مجددین اسلام کے سرخیل سیّد الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ سے خلافت واجازت حاصل ہے۔ یہی نہیں،

www.rahimia.org

بلکہ آپؒ کو ان کے عظیم خلیفہ حجۃ الاسلام حضرت الامام مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہٗ سے روحانی فیض حاصل ہے اور دوسرے عظیم خلیفہ اور جانشین حضرت امامِ ربانی قطبِ صمدانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ کے آپؒ خلیفہ اجل اور جانشین ہوتے ہیں۔ آپ نے اس ذمہ داری کو کچھ اس طرح نبھایا کہ ''رائے پور'' کا مرکز ''گنگوہ'' کی مرکزیت کا منظر پیش کرنے لگا۔

آپؒ نے اپنے تمام مشائخ عظام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے فکر و عمل اور جہد و کردار سے بڑی روشن مثالیں قائم کی ہیں۔ آپؒ نے بڑی ہمت اور جرأت سے دین اسلام کے تمام شعبوں؛ شریعت، طریقت اور سیاست میں بڑا بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ جس کی کچھ جھلک آپؒ کے سوانحی خاکے میں سامنے آچکی ہے۔ تاریخی تسلسل لیے ہوئے آپؒ کا یہ فکر و عمل دورِ زوال کے تقاضوں کا بھرپور جواب دیتا ہوا نظر آتا ہے۔ پھر آپؒ کے قلب وجگر کے سوز و گداز نے اپنی شمع حیات سے کچھ ایسے دیپ روشن کیے ہیں، جنھوں نے اگلے دور میں وہی فریضہ سرانجام دیا ہے۔

حضرت رائے پوری ثانیؒ

حضرت عالی رائے پوریؒ کے بعد قطب الارشاد حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ (م۱۳۸۲ھ/ 1962ء) اس عظیم سلسلے کے وارث اور جانشین ہوئے۔ آپؒ اپنے مرشدِ عالی مقام کی ذات میں کچھ اس طرح جذب ہوئے کہ انھیں کے رنگ میں فنا ہوگئے۔ آپؒ نے نیابت اور جانشینی کا حق ادا کردیا۔ فکر و عمل اور جہد و کردار میں آپؒ نے وہی کچھ کیا، جو آپؒ کے عالی مقام شیخ حضرت عالی رائے پوریؒ نے کیا تھا۔ آپؒ اپنے دور میں طالبانِ محبت الٰہی اور سالکانِ راہِ طریقت اور راہروانِ راہِ شریعت و سیاست کے مرکز و محور تھے۔ اس حوالے سے علمائے حق کی تمام دینی سرگرمیوں کے لیے رہنمائی کا مرکز تھے۔ تحریکاتِ آزادی اور مراکزِ اسلامیہ کی آپؒ نے سرپرستی فرمائی اور اپنے شیخ کے بعد مسلسل 44 سال (1919ء-1962ء) تک سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کا فیضان آپؒ کی ذات سے جاری رہا۔

حضرت رائے پوری ثالثؒ

ان کے بعد حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کے نواسۂ حقیقی قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز نور اللہ مرقدہٗ (م۱۴۱۲ھ/ 1992ء) اس سلسلۂ عالیہ کے اگلے جانشین ہوئے۔ آپؒ بھی اپنے مرشدِ عالی مقام حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کی ذات میں اس طرح جذب ہوئے کہ ''مثلِ شیخ'' قرار پائے۔ اِلقائے نسبت کے بعد آپؒ اپنے شیخ کی شکل و شباہت میں تبدیل ہوجانے کی زندہ مثال تھے۔ حضرت رائے پوری ثالثؒ نے اپنے شیخ کے بعد مسلسل 30 سال (1962ء-1992ء) تک سلسلے کے وابستگان کے قلوب کو صیقل کیا اور اپنے شیخ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے علمائے حق

www.rahimia.org

کی تمام تحریکات، تنظیمات اور مدارس کی سرپرستی فرمائی اور اس فکر و عمل اور جہد و کردار کو زندہ رکھا، جو اس سلسلۂ عالیہ رحیمیہ کی اساسی شناخت ہے۔

حضرت رائے پوری رابعؒ

حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کے بعد ان کے خلفِ اکبر حضر اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ السعید (م ۱۴۳۳ھ/ 2012ء) اس عظیم سلسلے کے وارث اور جانشین ہوئے۔ آپؒ ایک طرف حضرت رائے پوری ثانی حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے اجل خلفا میں سے ہیں اور ان کے افکارِ عالیہ اور انفاسِ طیبہ کو اپنے اندر جذب کرنے والے ہیں تو دوسری طرف اپنے والدِ گرامی حضرت رائے پوری ثالثؒ کی وساطت سے رائے پوری وراثت کے صحیح وارث اور سچے جانشین ہیں۔

آپؒ اپنے مرشدِ اوّل حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ اور مرشدِ ثانی حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس اللہ اسرارہما کی عظیم شخصیات میں کچھ اس طرح جذب ہوئے کہ ان حضرات کے رنگ میں فنا ہوگئے۔ آپؒ بچپن سے لے کر تقریباً 30 سال (1932ء - 1962ء) تک حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کی صحبت میں رہے اور 30 سال (1962ء - 1992ء) ہی حضرت اقدس رائے پوری ثالثؒ کی صحبت اور رفاقت میں رہنا ہوا۔ مسلسل 60 سال تک رائے پوری سلسلۂ عالیہ کے فیضان نے آپؒ کے قلب، عقل اور نفس کو کچھ اس طرح مزکّٰی اور مصفّٰی کردیا کہ فنائیت کا اعلیٰ ترین مقام آپؒ کو حاصل ہوا اور بقا کی جامع تر خصوصیت آپؒ کو نصیب ہوئی۔ آپؒ نے اپنے قلب کی گرمی سے ہزاروں قلوب میں عشقِ الٰہی کا جذبہ بیدار کردیا۔ آپؒ نے اپنے عقل و شعور کی بصیرت سے ہزاروں افراد میں فکر و شعور کے چراغ جلا دیے۔ نیز اپنے نفسِ ناطقہ کی صلاحیت و استعداد سے ہزاروں نفوس کو صحیح راستہ پر گامزن کیا ہے۔

آپؒ زندگی بھر اپنی شبانہ روز محنت کے ذریعے سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے وابستگان بالخصوص نوجوانوں میں غلبہ دین کا جذبہ بیدار کرتے رہے۔ اکابرین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے نوجوانوں میں قومی اور ملّی ذمہ داریوں کا احساسِ فکر و عمل پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ یوں بھٹکی ہوئی انسانیت کے قلوب کو اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ساتھ جوڑنے اور مظلوم انسانیت کو دنیاوی ذلت اور اُخروی عذاب سے نجات دلانے والے راستہ پر گامزن کرنے کے لیے سرگرمِ عمل رہے۔

سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے شجرات کی ترتیب اور بنیادی حقائق

اس باب کے آخر میں سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے مشائخ عظام کے شجراتِ فاضلہ پیش کیے ہیں۔

www.rahimia.org

بانی سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کو تمام سلاسل عالیہ؛ نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، کبرویہ، غزالیہ میں اپنے مشائخ سے اجازت حاصل ہے۔ ان شجرات کی ترتیب درجِ ذیل ہے:

شجرات سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ

رائے پوری مشائخ کی نمایاں نسبت ''نقشبندیہ'' ہے۔ اس لیے سب سے پہلے مشائخ نقشبند کے سلاسلِ عالیہ مرتب کیے گئے ہیں۔ حضرت عالی رائے پوریؒ کو تین مشائخ؛ سیّد الطائفہ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ، امامِ ربانی قطبِ صمدانی حضرت مولانا رشیداحمد گنگوہی قدس سرہٗ اور حضرت اقدس میاں عبدالرحیم سہارن پوری قدس سرہٗ سے اجازت وخلافت حاصل ہے۔اس لیے:

(1)۔ سب سے پہلے نقشبندیہ مجددیہ ولی اللّٰہیہ امدادیہ رحیمیہ کا سلسلۂ عالیہ ہے، جو حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ کے شیخ حضرت مولانا نصیرالدین دہلویؒ اور حضرت الامام شاہ محمد اسحاق دہلویؒ کے واسطے سے ہے۔

(2)۔ اس کے بعد نقشبندیہ مجددیہ ولی اللّٰہیہ کا سلسلۂ عالیہ ہے، جو حضرت گنگوہیؒ، حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ اور میاں جیو نور محمد جھنجھانویؒ، حضرت سیّد احمد شہیدؒ کے واسطے سے ہے۔

(3) تیسرا سلسلہ نقشبندیہ علائیہ ولی اللّٰہیہ ہے۔ یہ حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے والدِ گرامی حضرت شاہ عبدالرحیم دہلویؒ کا نقشبندی سلسلہ حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کے بجائے حضرت خلیفہ میر ابوالقاسم اکبر آبادیؒ اور امیر ابوالعلاؒ کے واسطے سے ہے۔

(4) چوتھا سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ غفوریہ رحیمیہ ہے، جو حضرت عالی رائے پوریؒ کے پہلے شیخ حضرت میاں عبدالرحیم سہارن پوریؒ اور حضرت مولانا اخوند عبدالغفور سواتیؒ کے واسطے سے ہے۔

(5) پانچواں سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ آفاقیہ امدادیہ رحیمیہ ہے، جو حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کے شیخ مولانا نصیرالدین دہلویؒ اور ان کے شیخ حضرت شاہ محمد آفاق دہلویؒ کے واسطے سے ہے۔

شجرات سلسلۂ عالیہ قادریہ

رائے پوری مشائخ کے سلسلۂ سلوک کی بنیاد سلسلۂ عالیہ قادریہ ہے۔ حضرت عالی رائے پوریؒ کو اس سلسلۂ عالیہ میں بھی اپنے تینوں مشائخ سے اجازت اور خلافت حاصل ہے۔ اس حوالے سے اس سلسلۂ عالیہ کے درجِ ذیل چار شجرات ہیں:

(1) پہلا سلسلۂ عالیہ قادریہ اکبریہ ولی اللّٰہیہ رحیمیہ ہے، جو حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور حضرت شیخ محی الدین ابن عربیؒ کے واسطے سے ہے۔

www.rahimia.org

(2) دوسرا سلسلۂ عالیہ قادریہ مجددیہ ولی اللّٰہیہ رحیمیہ ہے، جو حضرت مجدد الفِ ثانیؒ اور حضرت شاہ کمال الدین کیتھلیؒ کے واسطے سے ہے۔

(3) تیسرا سلسلۂ عالیہ قادریہ مجددیہ غفوریہ رحیمیہ ہے، جو حضرت عالی رائے پوریؒ کے شیخ اوّل حضرت میاں عبدالرحیم سہارن پوریؒ اور ان کے شیخ حضرت مولانا اخوند عبدالغفور سواتیؒ کے واسطے سے ہے۔

(4) چوتھا سلسلۂ عالیہ قادریہ قدوسیہ امدادیہ رحیمیہ ہے، جو حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کے شیخ میاں جیو نور محمد جھنجھانویؒ اور حضرت حاجی عبدالرحیم ولایتی شہیدؒ کے امروہہ کے مشائخ اور حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے واسطے سے ہے۔

شجرات سلسلۂ عالیہ چشتیہ

حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کو چشتیہ سلسلے میں حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے واسطے سے اجازت حاصل ہے۔ حضرت حاجی صاحبؒ کو اپنے شیخ میاں جیو نور محمد جھنجھانویؒ اور ان کے شیخ حضرت حاجی عبدالرحیم ولایتی شہیدؒ کو سلسلۂ عالیہ چشتیہ میں دو مشائخ: حضرت سیّد احمد شہیدؒ اور حضرت شاہ عبدالباری امروہویؒ سے اجازت حاصل ہے۔ پھر چشتیہ کے دو سلسلے صابریہ اور نظامیہ ہیں۔ اس طرح چار سلاسل درجِ ذیل ترتیب کے مطابق مرتب کیے گئے:

(1) پہلا سلسلۂ عالیہ چشتیہ صابریہ مجددیہ ولی اللّٰہیہ رحیمیہ ہے، جو حضرت سیّد احمد شہیدؒ اور حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے واسطے سے ہے۔

(2) دوسرا سلسلۂ عالیہ چشتیہ صابریہ امروہیہ رحیمیہ ہے، جو حضرت شاہ عبدالباری امروہویؒ اور مشائخ امروہہ کے واسطے سے ہے۔

(3) تیسرا سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ ولی اللّٰہیہ رحیمیہ ہے، جو حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا سلسلہ سیّد عظمت اللہ اکبر آبادیؒ کے واسطے سے ہے۔

(4) چوتھا سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ امروہیہ رحیمیہ ہے، جو حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کو مشائخ امروہہ کے واسطے سے حاصل ہے۔

شجرات سلسلۂ عالیہ سہروردیہ

حضرت عالی رائے پوریؒ کو سلسلۂ عالیہ سہروردیہ کی اجازت بھی حضرت گنگوہیؒ اور حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کے واسطے سے ہے۔ اس کے دو شجرات ہیں:

(1) پہلا سلسلۂ عالیہ سہروردیہ ولی اللّٰہیہ رحیمیہ ہے، جو حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کو ولی اللّٰہی مشائخ

www.rahimia.org

کے ذریعے سے حاصل ہے۔

(2) دوسرا سلسلۂ عالیہ سہروردیہ قدوسیہ رحیمیہ ہے، جو حضرت حاجی صاحبؒ کا سلسلہ مشائخ امروہہ اور حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے واسطے سے ہے۔

شجرات دیگر سلاسل عالیہ

حضرت عالی رائے پوریؒ کو مذکورہ بالا چاروں سلسلوں کے علاوہ درجِ ذیل تین اہم سلاسل عالیہ کی اجازت بھی حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کے واسطے سے حاصل ہے:

(1) پہلا سلسلۂ عالیہ غزالیہ مغربیہ عیدروسیہ ولی اللّٰہیہ رحیمیہ ہے۔ یہ حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ، حضرت سیّد شیخ بن عبداللہ عیدروس حضرمیؒ اور حضرت شیخ ابومدین شعیب بن حسن مغربیؒ کے واسطے سے امام غزالیؒ کا سلسلۂ عالیہ ہے۔

(2) دوسرا سلسلۂ عالیہ کبرویہ ہمدانیہ مجددیہ ولی اللّٰہیہ رحیمیہ ہے۔ یہ حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ اور حضرت امیر سیّد علی بن شہاب ہمدانیؒ کے واسطے سے حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ کا سلسلۂ عالیہ ہے۔

(3) تیسرا سلسلۂ عالیہ کبرویہ قدوسیہ امروہیہ رحیمیہ ہے، جو حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کے مشائخ امروہہ اور حضرت مخدوم جہانیاں جہان گشتؒ کے واسطے سے حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ کا سلسلۂ عالیہ ہے۔

اس طرح ان تمام شجرات کی کل تعداد 18 ہے۔ ان تمام سلاسل عالیہ میں سے ہر ایک سلسلۂ عالیہ کا شجرہ اس طرح لکھا گیا ہے کہ سب سے پہلے مشائخ کے اسمائے گرامی، پھر ان کے سنین وفات (ہجری اور عیسوی) اور آخر میں اس شہر کا ذکر ہے، جس میں ان کا مدفن اور مزار واقع ہے۔

آخر میں سرورِ کائنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر اب تک تمام سلاسل عالیہ کو ایک شجرے کی صورت میں مرتب شکل میں پیش کیا جارہا ہے، تاکہ ایک ہی نظر میں مشائخ کا تاریخی تسلسل سامنے آجائے۔

سب سے آخر میں مشائخ کے مزارات جن مقامات اور شہروں میں واقع ہیں، ان کا تفصیلی تذکرہ ہے۔ نیز اس کا مختصر اشاریہ بھی مرتب کردیا گیا ہے۔ اس سے ان حضرات کے فیوض و برکات کا دنیا میں پھیلاؤ اور اس کی وسعت کا صحیح اندازہ ہوسکے گا۔

اس کتاب میں مرتب کردہ شجراتِ عالیہ کا بنیادی مآخذ یہ ہیں:

1۔ ”الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللّٰہ“ از حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ

www.rahimia.org

2۔ ''ضیاء القلوب'' و ''ارشادِ مرشد'' از سیّد الطائفہ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ (شیخ حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ)

3۔ ''مرآت الاولیاء'' از حضرت خواجہ محمد شعیب تورڈھیروی قدس سرہٗ (شیخ ومرشد حضرت مولانا اخوند عبدالغفور سواتی قدس سرہٗ)

4۔ ''وسیلۃ السّعادات فی مجموع الشّجرات'' یہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کی اجازت سے حضرت سیّد نفیس الحسینیؒ کا مرتبہ مجموعہ شجرات ہے۔

شجراتِ سلاسلِ عالیہ کے بارے میں کچھ بنیادی حقائق

سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ اور قادریہ کے شجرات سے متعلق درجِ ذیل چند بنیادی اُمور کی طرف حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے توجہ دلائی ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں:

''جاننا چاہیے کہ:

(۱) طریقۂ (نقشبندیہ) کہ آج کے دن تک محفوظ طور پر چلا آرہا ہے، اس کی بنیاد حضرت جنید بغدادیؒ ہیں۔ اس دور تک جو خرقۂ خلافت محفوظ چلا آرہا ہے، وہ بھی حضرت جنید بغدادیؒ کے واسطے سے ہے۔

(۲) اس سلسلے کے حامل سیّد عبداللہ (اکبرآبادیؒ، مرشد حضرت شاہ عبدالرحیم دہلویؒ) تھے۔ ان سے اوپر حضرت خواجہ محمد باقی باللہؒ تک کے بزرگ ہندوستان میں صوفیا کے رہنما اور مقتدا رہے ہیں۔

(۳) حضرت خواجہ محمد امکنگیؒ سے لے کر حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ تک ماوراء النہر (بخارا وغیرہ) کے علاقے کے تھے۔ اوران میں سے ہر ایک بزرگ اپنے زمانے میں صوفیا کے مرجع، سلوک وطریقت کے طالبان کے مقتدا اور فضل و مرتبہ اور رُشد و ہدایت میں مشہور رہے ہیں۔...

(۴) حضرت خواجہ نقشبندؒ سے اوپر اس سلسلے کے مشائخ کو ''طریقۂ خواجگان'' کہتے ہیں۔ یہ حضراتؒ پوری جمعیتِ قلبی کے ساتھ جہری ذکر کرتے تھے۔ اور خواجہ نقشبند سے نیچے کی طرف کے سلسلے کو ''نقشبندیہ'' کہتے ہیں۔ یہ حضراتؒ ذکرِ خفی پر اِکتفا کرتے تھے۔

(۵) حضرت خواجہ یوسف ہمدانیؒ سے لے کر حضرت شیخ ابوالقاسم قشیریؒ کے واسطے سے حضرت جنیدِ بغدادیؒ تک تمام بزرگ علم ظاہر اور علم باطن کے جامع اور محدثین میں سے ہیں۔ یہ حضرات وعظ ونصیحت بھی کرتے تھے۔ جب کہ حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانیؒ کے واسطے سے

www.rahimia.org

حضرت جنید بغدادیؒ تک کے حضرات مریدوں کے حال سے کشف کے ذریعے واقفیت حاصل کرکے ان کے سلوک کے طریقۂ کار کو واضح کرتے تھے۔

(٦) اس سلسلۂ (نقشبندیہ) میں ہر ایک بزرگ کا اپنے شیخ سے صحبت کا خصوصی تعلق رہا ہے۔ نیز ان سے وظائف کی تلقین کا طریقہ اور خلافت کا خرقہ بھی ایسا یقینی ہے کہ اس میں شک وشبہ کا کوئی دخل نہیں ہے۔

(٧) جاننا چاہیے کہ اس سلسلۂ عالیہ میں جو چیز بغیر کسی انقطاع کے تسلسل کے ساتھ چلی آرہی ہے، وہ قلب، عقل اور نفس کی تہذیب و تزکیہ ہے۔ جہاں تک خفی لطائف (روح، سرّ، خفی، اخفیٰ وغیرہ) کی تہذیب اور اس کی بنیاد پر احوال و کیفیات کا پیدا ہونا ہے تو ان کا تعلق اللہ کی جانب سے عطیۂ الٰہی اور تہذیب و تزکیے کے نتائج وثمرات میں سے ہے، نہ کہ وہ وراثت کے طور پر حاصل ہوجاتے ہیں (بلکہ ایک بزرگ کو اپنی جبلت اور روحانی استعداد کے مطابق لطائفِ خفیّہ کے ثمرات حاصل ہوتے ہیں۔)‘‘(36)

حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ مزید لکھتے ہیں:

’’(٨) یہاں ایک نکتے پر ہم متنبہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ شیخ ابوعلی فارمدیؒ نے یہ سلسلہ (جیسا کہ حضرت امام ابوالقاسم قشیریؒ اور حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانیؒ سے حاصل کیا ہے، اسی طرح) حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ سے بھی حاصل کیا۔ یاد رہے کہ شیخ خرقانیؒ نے شیخ ابویزید بسطامیؒ سے باطنی طریقے سے فیض اٹھایا ہے، نہ کہ ظاہری طور پر۔ اس لیے کہ شیخ ابویزید بسطامیؒ کی وفات (٢٦١ھ/ 875ء) حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ (م ٤٢٥ھ/ 1033ء) کی ولادت (٣٥٢ھ/ 963ء) سے بہت مدت پہلے ہوچکی تھی۔

(٩) اسی طرح شیخ ابویزید بسطامیؒ نے سیّدنا امام جعفر صادقؒ سے باطنی اور روحانی طور پر فیض حاصل کیا ہے، نہ کہ ظاہری طور پر ان کی صحبت اٹھائی ہے۔ اس لیے کہ شیخ ابویزید (بسطامیؒ) کی ولادت (١٨٨ھ/ 804ء) حضرت امام جعفر صادقؒ کی وفات (١٤٨ھ/ 765ء) سے بہت مدت بعد ہوئی۔

(١٠) امام جعفر صادقؒ نے یہ سلسلہ دو طریقوں سے حاصل کیا ہے:

ایک اپنے آباؤ اجداد (والدِ گرامی امام محمد باقرؒ اور دادا امام زین العابدینؒ) کے واسطے سے ہے۔ جب کہ دوسرا طریقہ یہ (بتلایا جاتا) ہے کہ انھوں نے اپنے نانا حضرت قاسمؒ بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ (م ١٠٨ھ/ 725ء) سے اور انھوں نے حضرت سلمان فارسیؓ (م ٣٣ھ/

www.rahimia.org

654ء) سے اور انھوں نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیقؓ سے اور انھوں نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے حاصل کیا۔

میں (شاہ ولی اللہ دہلوی) یہ کہتا ہوں کہ حضرت قاسم بن محمدؒ کا حضرت سلمان فارسیؓ سے سلسلے کا اَخذ کرنا ممکن نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ انھوں نے باطنی اور روحانی طور پر ان سے فیض لیا ہو۔ یہ بات علم اسماء الرجال کے ذریعے شخصیات کے حالات کی تحقیق سے ثابت ہوتی ہے۔ واللہ اعلم! (37)

اسی طرح سلسلۂ عالیہ قادریہ کے شجرات کے بارے میں بھی حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے چند اُمور کی طرف توجہ دلائی ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں:

''(۱) قادریہ سلسلۂ طریقت کے بہت سے شجرات اور شعبے ہیں۔ ان میں سے محدثین کے نزدیک سب سے زیادہ صحیح اور قابل اعتماد سلسلۂ قادریہ اکبریہ ہے، جو حضرت شیخ اکبر محیُ الدین ابن عربیؒ کے واسطے سے آتا ہے۔ اگرچہ عوام میں سلسلۂ قادریہ کا وہ طریقہ زیادہ مشہور ہے جو جیلانی سادات کے واسطے سے آتا ہے۔ اس فقیر کو ان تمام طریقوں سے صحیح طور پر ربط اور تعلق حاصل ہے۔... (38)

(۲) قادریہ سلسلے کا شجرہ لکھنے والے بعض حضرات نے لکھا ہے کہ ''حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے اوپر اُن کا سلسلہ اپنے آبا وَاجداد سے بھی بیان کیا ہے۔'' یہ بات درست نہیں ہے۔ اس لیے کہ کوئی ایسا قرینہ اور دلیل موجود نہیں ہے کہ حضرت شیخ جیلانیؒ نے اپنے آبا وَاجداد کے سلسلے سے تربیتِ باطنی حاصل کی ہو۔'' (39)

اللہ تعالیٰ ان حضرات مشائخ عظام کی حرمت اور ان کے شجرات کی عظمت ہمارے دل میں پیدا کرے اور اس کی بدولت ہمیں زیغ و ضلال اور گمراہی سے بچائے رکھے۔ ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین اسلام پر ثابت قدمی سے عمل کرنے اور اس کو غالب کرنے کے لیے جرأت و ہمت نصیب فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان حضرات اکابرین مشائخ عظام اور اس دور کے سچے وارث اور جانشین کی اتباع اور پیروی میں قبول فرمائے۔ آمین!

www.rahimia.org

شجراتِ سلاسل؛ سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور

نقشبندیہ

1۔ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ ولی اللّٰہیہ امدادیہ رحیمیہ
2۔ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ ولی اللّٰہیہ رشیدیہ رحیمیہ
3۔ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ ابوالعلائیہ ولی اللّٰہیہ امدادیہ رحیمیہ
4۔ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ غفوریہ رحیمیہ
5۔ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ آفاقیہ امدادیہ رحیمیہ

قادریہ

6۔ سلسلۂ عالیہ قادریہ اکبریہ ولی اللّٰہیہ رحیمیہ
7۔ سلسلۂ عالیہ قادریہ مجددیہ ولی اللّٰہیہ رحیمیہ
8۔ سلسلۂ عالیہ قادریہ مجددیہ غفوریہ رحیمیہ
9۔ سلسلۂ عالیہ قادریہ قدوسیہ امدادیہ رحیمیہ

چشتیہ

10۔ سلسلۂ عالیہ چشتیہ صابریہ مجددیہ ولی اللّٰہیہ رحیمیہ
11۔ سلسلۂ عالیہ چشتیہ صابریہ امروہیہ رحیمیہ
12۔ سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ ولی اللّٰہیہ رحیمیہ
13۔ سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ امروہیہ رحیمیہ

سہروردیہ

14۔ سلسلۂ عالیہ سہروردیہ ولی اللّٰہیہ رحیمیہ
15۔ سلسلۂ عالیہ سہروردیہ قدوسیہ رحیمیہ

دیگر

16۔ سلسلۂ عالیہ غزالیہ مغربیہ عیدروسیہ ولی اللّٰہیہ رحیمیہ
17۔ سلسلۂ عالیہ کبرویہ ہمدانیہ مجددیہ ولی اللّٰہیہ رحیمیہ
18۔ سلسلۂ عالیہ کبرویہ قدوسیہ امروہیہ رحیمیہ

www.rahimia.org

(1)

سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ ولی اللّٰہیہ امدادیہ رحیمیہ

الٰہی بحرمت مشائخ عالی مقام قدس اللہ اَسرارہم

اسمائے گرامی مشائخ عظام	سنِ وفات	مدفن
حضرت مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ	۱۴۳۳/ 2012ء	لاہور
حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ	۱۴۱۲ھ/ 1992ء	رائے پور
حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ	۱۳۸۲ھ/ 1962ء	ڈھڈیاں (سرگودھا)
حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ	۱۳۳۷ھ/ 1919ء	رائے پور
حضرت سیّد الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ	۱۳۱۷ھ/ 1899ء	جنۃ المعلیٰ۔ مکہ مکرمہ
حضرت مولانا نصیرالدین دہلوی قدس سرہٗ	۱۲۵۶ھ/ 1840ء	ستھانہ (بُنیر)
حضرت الامام شاہ محمد اسحاق دہلوی قدس سرہٗ	۱۲۶۲ھ/ 1846ء	جنۃ المعلیٰ
حضرت الامام شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہٗ	۱۲۳۹ھ/ 1824ء	دہلی
حضرت الامام الفرد الجامع شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ	۱۱۷۶ھ/ 1763ء	دہلی
حضرت الامام شاہ عبدالرحیم دہلوی قدس سرہٗ	۱۱۳۱ھ/ 1719ء	دہلی
حضرت حافظ سیّد عبداللہ اکبرآبادی قدس سرہٗ	۱۱۰۶ھ/ 1694ء	اکبرآباد (آگرہ)
حضرت سیّد آدم بن اسماعیل بنوری قدس سرہٗ	۱۰۵۳/ 1643ء	جنۃ البقیع
حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ	۱۰۳۴ھ/ 1624ء	سرہند
حضرت خواجہ محمد باقی باللہ دہلوی قدس سرہٗ	۱۰۱۲ھ/ 1603ء	دہلی
حضرت مولانا خواجہ محمد امکنگی قدس سرہٗ	۱۰۰۸ھ/ 1600ء	امکنہ (بخارا)
حضرت مولانا درویش محمد امکنگی قدس سرہٗ	۹۷۰ھ/ 1562ء	اسقرار (سبز)
حضرت مولانا محمد زاہد وَخشی قدس سرہٗ	۹۳۶ھ/ 1529ء	وخش (ترکمانستان)

www.rahimia.org

حضرت خواجہ عبید اللہ بن محمود احرار قدس سرہٗ	۸۹۵ھ/ 1490ء		سمرقند (ازبکستان)
حضرت خواجہ یعقوب بن عثمان چرخی قدس سرہٗ	۸۵۱ھ/ 1447ء		دوشنبہ (تاجکستان)
حضرت خواجہ علاؤالدین محمد بن عطار قدس سرہٗ	۸۰۲ھ/ 1400ء		چغانیاں (ترکمانستان)
حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ	۷۹۱ھ/ 1389ء		بخارا (ازبکستان)
حضرت خواجہ شمس الدین سیّد میر کلال قدس سرہٗ	۷۷۲ھ/ 1370ء		سوخار (سماس)
حضرت خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہٗ	۷۵۵ھ/ 1354ء		سماس (ایران)
حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی قدس سرہٗ	۷۱۵ھ/ 1316ء		خوارزم (ترکمانستان)
حضرت خواجہ محمود الخیر فغنوی قدس سرہٗ	۷۱۷ھ/ 1317ء		وابکنہ (بخارا)
حضرت خواجہ عارف ریوگری قدس سرہٗ	۶۱۶ھ/ 1219ء		ریوگر (بخارا)
حضرت خواجہ خواجگان عبد الخالق غجدوانی قدس سرہٗ	۵۷۵ھ/ 1179ء		غجدوان (بخارا)
حضرت یوسف بن ایوب ہمدانی قدس سرہٗ	۵۳۵ھ/ 1140ء		مرو (ترکمانستان)
حضرت خواجہ ابو علی فضل بن محمد فارمدی قدس سرہٗ	۴۷۷ھ/ 1084ء		طوس (ایران)
حضرت امام ابوالقاسم عبد الکریم قشیری قدس سرہٗ	۴۶۵ھ/ 1073ء		نیشاپور (ایران)
حضرت خواجہ ابو علی حسن بن محمد دقاق قدس سرہٗ	۴۰۵ھ/ 1014ء		نیشاپور (ایران)
حضرت خواجہ ابوالقاسم ابراہیم نصر آبادی قدس سرہٗ	۳۶۷ھ/ 978ء		جنّۃ المعلیٰ (مکہ مکرمہ)
حضرت خواجہ ابوبکر محمد بن دُلف شبلی قدس سرہٗ	۳۳۴ھ/ 946ء		بغداد (عراق)
حضرت سیّد الطائفہ جنید بن محمد بغدادی قدس سرہٗ	۲۹۷ھ/ 911ء		بغداد
حضرت خواجہ سَرِیّ بن مُغلّس سقطی قدس سرہٗ	۲۵۰ھ/ 864ء		بغداد
حضرت خواجہ معروف (اسدالدین بن فیروز) کرخی قدس سرہٗ	۲۰۰ھ/ 816ء		بغداد
حضرت خواجہ ابوسلیمان داؤد بن نصر طائی قدس سرہٗ	۱۶۵ھ/ 782ء		بغداد
حضرت خواجہ ابو محمد حبیب بن محمد بن عجمی قدس سرہٗ	۱۵۶ھ/ 772ء		بصرہ (عراق)
حضرت خواجہ حسن بن یسار بصری قدس سرہٗ	۱۱۰ھ/ 728ء		بصرہ
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہٗ خادم رسول اللہؐ	۹۳ھ/ 712ء		بصرہ
سیّدنا و مولانا محمّد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و سلّم	۱۱ھ/ 632ء		روضۂ رسول (مدینہ منورہ)

www.rahimia.org

(2)

سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ ولی اللّٰہیہ رشیدیہ رحیمیہ

الٰہی بحرمت مشائخ عالی مقام قدس اللہ اَسرارہم

اسمائے گرامی مشائخ عظام	سنِّ وفات	مدفن
حضرت مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ	۱۴۳۳/ 2012ء	لاہور
حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ	۱۴۱۲ھ/ 1992ء	رائے پور
حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ	۱۳۸۲ھ/ 1962ء	ڈھڈیاں (سرگودھا)
حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ	۱۳۳۷ھ/ 1919ء	رائے پور
حضرت امامِ ربانی مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ	۱۳۲۳ھ/ 1905ء	گنگوہ
حضرت سیّد الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ	۱۳۱۷ھ/ 1899ء	جنۃ المعلیٰ۔ مکہ مکرمہ
حضرت میاں جیو نور محمد جھنجھانوی قدس سرہٗ	۱۲۵۹ھ/ 1843ء	جھنجھانہ
حضرت سیّد احمد شہید رائے بریلوی قدس سرہٗ	۱۲۴۶ھ/ 1831ء	بالاکوٹ
حضرت الامام شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہٗ	۱۲۳۹ھ/ 1824ء	دہلی
حضرت الامام الفرد الجامع شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ	۱۱۷۶ھ/ 1763ء	دہلی
حضرت الامام شاہ عبدالرحیم دہلوی قدس سرہٗ	۱۱۳۱ھ/ 1719ء	دہلی
حضرت خواجہ خورد، عبداللہ بن باقی باللہ دہلوی قدس سرہٗ	۱۰۷۴ھ/ 1663ء	دہلی
حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ	۱۰۳۴ھ/ 1624ء	سرہند
حضرت خواجہ محمد باقی باللہ دہلوی قدس سرہٗ	۱۰۱۲ھ/ 1603ء	دہلی
حضرت مولانا خواجگی امکنگی قدس سرہٗ	۱۰۰۸ھ/ 1600ء	امکنہ (بخارا)
حضرت مولانا درویش محمد امکنگی قدس سرہٗ	۹۷۰ھ/ 1562ء	اسقرار (سبز)
حضرت مولانا محمد زاہد وَخشی قدس سرہٗ	۹۳۶ھ/ 1529ء	وخش (ترکمانستان)
حضرت خواجہ عبید اللہ بن محمود اَحرار قدس سرہٗ	۸۹۵ھ/ 1490ء	سمرقند (ازبکستان)

www.rahimia.org

حضرت خواجہ یعقوب بن عثمان چرخی قدس سرہٗ	۸۵۱ھ/ 1447ء	دوشنبہ (تاجکستان)
حضرت خواجہ علاؤ الدین محمد بن عطار قدس سرہٗ	۸۰۲ھ/ 1400ء	چغانیاں (ترکمانستان)
حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ	۷۹۱ھ/ 1389ء	بخارا (ازبکستان)
حضرت خواجہ شمس الدین سیّد میر کلال قدس سرہٗ	۷۷۲ھ/ 1370ء	سوخار (سماس)
حضرت خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہٗ	۷۵۵ھ/ 1354ء	سماس (ایران)
حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی قدس سرہٗ	۷۱۵ھ/ 1316ء	خوارزم (ترکمانستان)
حضرت خواجہ محمود الخیر فغنوی قدس سرہٗ	۷۱۷ھ/ 1317ء	وابکنہ (بخارا)
حضرت خواجہ عارف ریوگری قدس سرہٗ	۶۱۶ھ/ 1219ء	ریوگر (بخارا)
حضرت خواجہ خواجگان عبد الخالق غجدوانی قدس سرہٗ	۵۷۵ھ/ 1179ء	غجدوان (بخارا)
حضرت یوسف بن ایوب ہمدانی قدس سرہٗ	۵۳۵ھ/ 1140ء	مرو (ترکمانستان)
حضرت خواجہ ابو علی فضل بن محمد فارمدی قدس سرہٗ	۴۷۷ھ/ 1084ء	طوس (ایران)
حضرت شیخ ابو القاسم علی بن عبد اللہ گرگانی قدس سرہٗ	۴۵۰ھ/ 1058ء	خراسان (ایران)
حضرت شیخ ابو عثمان سعید بن سلاّم مغربی قدس سرہٗ	۳۷۳ھ/ 984ء	نیشاپور (ایران)
حضرت شیخ ابو علی کاتب حسن بن احمد مصری قدس سرہٗ	۳۴۹ھ/ 960ء	مصر
حضرت شیخ ابو علی احمد بن محمد رَودِباری قدس سرہٗ	۳۲۱ھ/ 933ء	رودبار (اصفہان)
حضرت سیّد الطائفہ جنید بن محمد بغدادی قدس سرہٗ	۲۹۷ھ/ 911ء	بغداد
حضرت خواجہ سَرِیّ بن مُغلّس سقطی قدس سرہٗ	۲۵۰ھ/ 864ء	بغداد
حضرت خواجہ معروف (اسد الدین بن فیروز) کرخی قدس سرہٗ	۲۰۰ھ/ 816ء	بغداد
حضرت الامام علی بن موسیٰ رضا قدس سرہٗ	۲۰۳ھ/ 818ء	طوس / مشہد (ایران)
حضرت الامام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق قدس سرہٗ	۱۸۳ھ/ 799ء	بغداد
حضرت الامام جعفر صادق بن محمد باقر قدس سرہٗ	۱۴۸ھ/ 765ء	جنۃ البقیع
حضرت الامام محمد باقر بن زین العابدین علی قدس سرہٗ	۱۱۴ھ/ 733ء	جنۃ البقیع
حضرت الامام زین العابدین علی بن حسین قدس سرہٗ	۹۴ھ/ 713ء	جنۃ البقیع
حضرت الامام حسین بن علی رضی اللہ عنہٗ	۶۱ھ/ 680ء	کربلا
امیر المؤمنین سیّدنا علی بن ابی طالبؓ	۴۰ھ/ 661ء	نجف اشرف
سیّدنا و مولانا محمّد رسول اللہ	۱۱ھ/ 632ء	روضۂ رسول
صلّی اللہ علیہ و سلّم		(مدینہ منورہ)

(3)

سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ ابوالعلائیہ ولی اللّٰہیہ امدادیہ رحیمیہ

الٰہی بحرمت مشائخ عالی مقام قدس اللہ اَسرارہم

اسمائے گرامی مشائخ عظام	سنِ وفات	مدفن
حضرت مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ	۱۴۳۳/ 2012ء	لاہور
حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ	۱۴۱۲ھ/ 1992ء	رائے پور
حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ	۱۳۸۲ھ/ 1962ء	ڈھڈیاں (سرگودھا)
حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ	۱۳۳۷ھ/ 1919ء	رائے پور
حضرت امامِ ربانی مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ	۱۳۲۳ھ/ 1905ء	گنگوہ
حضرت سیّد الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ	۱۳۱۷ھ/ 1899ء	جنۃ المعلیٰ۔ مکہ مکرمہ
حضرت مولانا نصیرالدین دہلوی قدس سرہٗ	۱۲۵۶ھ/ 1840ء	ستھانہ (بُنیر)
حضرت الامام شاہ محمد اسحاق دہلوی قدس سرہٗ	۱۲۶۲ھ/ 1846ء	جنۃ المعلیٰ
حضرت الامام شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہٗ	۱۲۳۹ھ/ 1824ء	دہلی
حضرت الامام الفرد الجامع شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ	۱۱۷۶ھ/ 1763ء	دہلی
حضرت الامام شاہ عبدالرحیم دہلوی قدس سرہٗ	۱۱۳۱ھ/ 1719ء	دہلی
حضرت خلیفہ میر ابوالقاسم اکبرآبادی قدس سرہٗ	۱۰۸۹ھ/ 1678ء	اکبرآباد
حضرت ملا ولی محمد نارنولی اکبرآبادی قدس سرہٗ	۱۰۵۷ھ/ 1649ء	اکبرآباد
حضرت سیّد امیر ابوالعلا بن ابوالوفا حسینی اکبرآبادی قدس سرہٗ	۱۰۶۱ھ/ 1651ء	اکبرآباد
حضرت سیّد امیر عبداللہ بن عبدالسلام اَحراری قدس سرہٗ	ھ/ ء	
حضرت خواجہ محمد یحییٰ اکبرآبادی قدس سرہٗ	ھ/ ء	
حضرت خواجہ عبدالحق بن عبیداللہ احرار قدس سرہٗ	ھ/ ء	

www.rahimia.org

حضرت خواجہ عبید اللہ بن محمود اَحرار قدس سرہٗ	۸۹۵ھ/ 1490ء	سمرقند (ازبکستان)
حضرت خواجہ یعقوب بن عثمان چرخی قدس سرہٗ	۸۵۱ھ/ 1447ء	دوشنبہ (تاجکستان)
حضرت خواجہ علاؤالدین محمد بن عطار قدس سرہٗ	۸۰۲ھ/ 1400ء	چغانیاں (ترکمانستان)
حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ	۷۹۱ھ/ 1389ء	بخارا (ازبکستان)
حضرت خواجہ شمس الدین سیّد میر کلال قدس سرہٗ	۷۷۲ھ/ 1370ء	سوخار (سماس)
حضرت خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہٗ	۷۵۵ھ/ 1354ء	سماس (ایران)
حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی قدس سرہٗ	۷۱۵ھ/ 1316ء	خوارزم (ترکمانستان)
حضرت خواجہ محمود الخیر فغنوی قدس سرہٗ	۷۱۷ھ/ 1317ء	وابکنہ (بخارا)
حضرت خواجہ عارف ریوگری قدس سرہٗ	۶۱۶ھ/ 1219ء	ریوگر (بخارا)
حضرت خواجہ خواجگان عبد الخالق غجدوانی قدس سرہٗ	۵۷۵ھ/ 1179ء	غجدوان (بخارا)
حضرت یوسف بن ایوب ہمدانی قدس سرہٗ	۵۳۵ھ/ 1140ء	مرو (ترکمانستان)
حضرت خواجہ ابوعلی فضل بن محمد فارمدی قدس سرہٗ	۴۷۷ھ/ 1084ء	طوس (ایران)
حضرت خواجہ ابوالحسن علی بن احمد خرقانی	۴۲۵ھ/ 1033ء	خرقان (ایران)
حضرت سلطان ابویزید (طیفور بن عیسیٰ) بسطامی قدس سرہٗ	۲۶۱ھ/ 875ء	بسطام (ایران)
حضرت امام جعفر صادق بن امام محمد باقر قدس سرہٗ	۱۴۸ھ/ 765ء	جنت البقیع
حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر قدس سرہٗ	۱۰۸ھ/ 725ء	مُشلّل (سعودیہ)
حضرت صاحبِ رسول اللہ سلمان فارسیؓ	۳۳ھ/ 654ء	مدائن (عراق)
حضرت امیر المؤمنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ	۱۳ھ/ 634ء	روضۂ رسول
سیّدنا و مولانا محمّد رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ و سلّم	۱۱ھ/ 632ء	روضۂ رسول (مدینہ منورہ)

(4)

سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ غفوریہ رحیمیہ

الٰہی بحرمت مشائخ عالی مقام قدس اللہ اَسرارہم

اسمائے گرامی مشائخ عظام	سنِ وفات	مدفن
حضرت مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ	۱۴۳۳/ 2012ء	لاہور
حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ	۱۴۱۲ھ/ 1992ء	رائے پور
حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ	۱۳۸۲ھ/ 1962ء	ڈھڈیاں (سرگودھا)
حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ	۱۳۳۷ھ/ 1919ء	رائے پور
حضرت میاں عبدالرحیم سہارن پوری قدس سرہٗ	۱۳۰۳ھ/ 1886ء	سرساوہ (سہارنپور)
حضرت مولانا اخوند عبدالغفور سواتی قدس سرہٗ	۱۲۹۵ھ/ 1877ء	سیدوشریف (سوات)
حضرت خواجہ محمد شعیب تورڈھیروی شہید قدس سرہٗ	۱۲۳۸ھ/ 1832ء	تورڈھیر (مردان)
حضرت اخوند حافظ محمد عمرزئی قدس سرہٗ	۱۲۰۶ھ/ 1791ء	عمرزئی (چارسدہ)
حضرت خواجہ محمد صدیق بُنیری قدس سرہٗ	۱۱۸۹ھ/ 1775ء	بیشاوُنی (بُنیر)
حضرت اخوند شاہ محمد مؤمن گگروی قدس سرہٗ	۱۱۸۴ھ/ 1770ء	ماشوگگر (پشاور)
حضرت سیّد شاہباز مہمند قدس سرہٗ	۱۱۴۶ھ/ 1733ء	پشاور
حضرت شاہ حبیب اللہ پشاوری قدس سرہٗ	۱۰۹۳ھ/ 1682ء	پشاور
حضرت سیّد آدم بن اسماعیل بنوری قدس سرہٗ	۱۰۵۳/ 1643ء	جنۃ البقیع
حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ	۱۰۳۴ھ/ 1664ء	سرہند
حضرت خواجہ محمد باقی باللہ دہلوی قدس سرہٗ	۱۰۱۲ھ/ 1603ء	دہلی
حضرت مولانا خواجگی امکنگی قدس سرہٗ	۱۰۰۸ھ/ 1600ء	امکنہ (بخارا)
حضرت مولانا درویش محمد امکنگی قدس سرہٗ	۹۷۰ھ/ 1562ء	اسقرار (سبز)
حضرت مولانا محمد زاہد وَخشی قدس سرہٗ	۹۳۶ھ/ 1529ء	وخش (ترکمانستان)

www.rahimia.org

حضرت خواجہ عبید اللہ بن محمود اَحرار قدس سرہٗ	٨٩٥ھ/ 1490ء	سمرقند (ازبکستان)
حضرت خواجہ یعقوب بن عثمان چرخی قدس سرہٗ	٨٥١ھ/ 1447ء	دوشنبہ (تاجکستان)
حضرت خواجہ علاؤ الدین محمد بن عطار قدس سرہٗ	٨٠٢ھ/ 1400ء	چغانیاں (ترکمانستان)
حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہٗ	٧٩١ھ/ 1389ء	بخارا (ازبکستان)
حضرت خواجہ شمس الدین سیّد میر کلال قدس سرہٗ	٧٧٢ھ/ 1370ء	سوخار (سماس)
حضرت خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہٗ	٧٥٥ھ/ 1354ء	سماس (ایران)
حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی قدس سرہٗ	٧١٥ھ/ 1316ء	خوارزم (ترکمانستان)
حضرت خواجہ محمود الخیر فغنوی قدس سرہٗ	٧١٧ھ/ 1317ء	وابکنہ (بخارا)
حضرت خواجہ عارف ریوگری قدس سرہٗ	٦١٦ھ/ 1219ء	ریوگر (بخارا)
حضرت خواجہ خواجگان عبد الخالق غجدوانی قدس سرہٗ	٥٧٥ھ/ 1179ء	غجدوان (بخارا)
حضرت یوسف بن ایوب ہمدانی قدس سرہٗ قدس سرہٗ	٥٣٥ھ/ 1140ء	مرو (ترکمانستان)
حضرت خواجہ ابو علی فضل بن محمد فارمدی قدس سرہٗ	٤٧٧ھ/ 1084ء	طوس (ایران)
حضرت شیخ ابو القاسم علی بن عبد اللہ گُرّگانی قدس سرہٗ	٤٥٠ھ/ 1058ء	خراسان (ایران)
حضرت شیخ ابو عثمان سعید بن سلّام مغربی قدس سرہٗ	٣٧٣ھ/ 984ء	نیشاپور (ایران)
حضرت شیخ ابو علی کاتب حسن بن احمد مصری قدس سرہٗ	٣٤٩ھ/ 960ء	مصر
حضرت شیخ ابو علی احمد بن محمد رَودِباری قدس سرہٗ	٣٢١ھ/ 933ء	رودبار (اصفہان)
حضرت سیّد الطائفہ جنید بن محمد بغدادی قدس سرہٗ	٢٩٧ھ/ 911ء	بغداد
حضرت خواجہ سَرِیّ بن مُغلّس سقطی قدس سرہٗ	٢٥٠ھ/ 864ء	بغداد
حضرت خواجہ معروف (اسد الدین بن فیروز) کرخی قدس سرہٗ	٢٠٠ھ/ 816ء	بغداد
حضرت خواجہ ابو سلیمان داؤد بن نصر طائی قدس سرہٗ	١٦٥ھ/ 782ء	بغداد
حضرت خواجہ ابو محمد حبیب بن محمد عجمی قدس سرہٗ	١٥٦ھ/ 772ء	بصرہ
حضرت خواجہ حسن بن یسار بصری قدس سرہٗ	١١٠ھ/ 728ء	بصرہ
حضرت الامام سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہٗ	٥٠ھ/ 670ء	جنۃ البقیع
امیر المؤمنین سیّدنا علی بن ابی طالبؓ	٤٠ھ/ 661ء	نجف اشرف
سیّدنا و مولانا محمّد رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ و سلّم	١١ھ/ 632ء	روضۂ رسول (مدینہ منورہ)

www.rahimia.org

(5)

سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ آفاقیہ امدادیہ رحیمیہ

الٰہی بحرمت مشائخ عالی مقام قدس اللہ اَسرارہم

اسمائے گرامی مشائخ عظام	سنِ وفات	مدفن
حضرت مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ	۱۴۳۳/ 2012ء	لاہور
حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ	۱۴۱۲ھ/ 1992ء	رائے پور
حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ	۱۳۸۲ھ/ 1962ء	ڈھڈیاں (سرگودھا)
حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ	۱۳۳۷ھ/ 1919ء	رائے پور
حضرت سیّد الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ	۱۳۱۷ھ/ 1899ء	جنۃ المعلیٰ۔ مکہ مکرمہ
حضرت مولانا نصیرالدین دہلوی قدس سرہٗ	۱۲۵۶ھ/ 1840ء	ستھانہ (بُنیر)
حضرت شاہ محمد آفاق دہلوی قدس سرہٗ	۱۲۵۱ھ/ 1835ء	مغل پورہ (دہلی)
حضرت خواجہ محمد ضیاء اللہ کشمیری قدس سرہٗ	۱۱۹۵ھ/ 1781ء	دہلی
حضرت خواجہ محمد زبیر نقشبندی قدس سرہٗ	۱۱۵۱ھ/ 1739ء	سرہند
حضرت خواجہ محمد حجۃ اللہ نقشبند ثانی قدس سرہٗ	۱۱۱۴ھ/ 1702ء	سرہند
حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ قدس سرہٗ	۱۰۷۹ھ/ 1668ء	سرہند
حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ	۱۰۳۴ھ/ 1664ء	سرہند
حضرت خواجہ محمد باقی باللہ دہلوی قدس سرہٗ	۱۰۱۲ھ/ 1603ء	دہلی
حضرت مولانا خواجگی امکنگی قدس سرہٗ	۱۰۰۸ھ/ 1600ء	امکنہ (بخارا)
حضرت مولانا درویش محمد امکنگی قدس سرہٗ	۹۷۰ھ/ 1562ء	اسقرار (سبز)
حضرت مولانا محمد زاہد وَخشی قدس سرہٗ	۹۳۶ھ/ 1529ء	وخش (ترکمانستان)
حضرت خواجہ عبید اللہ بن محمود اَحرار قدس سرہٗ	۸۹۵ھ/ 1490ء	سمرقند (ازبکستان)
حضرت خواجہ یعقوب بن عثمان چرخی قدس سرہٗ	۸۵۱ھ/ 1447ء	دوشنبہ (تاجکستان)

www.rahimia.org

حضرت خواجہ علاؤ الدین محمد بن عطار قدس سرہٗ	۸۰۲ھ/ 1400ء	چغانیاں (ترکمانستان)
حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہٗ	۷۹۱ھ/ 1389ء	بخارا (ازبکستان)
حضرت خواجہ شمس الدین سیّد میر کلال قدس سرہٗ	۷۷۲ھ/ 1370ء	سوخار (سماس)
حضرت خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہٗ	۷۵۵ھ/ 1354ء	سماس (ایران)
حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی قدس سرہٗ	۷۱۵ھ/ 1316ء	خوارزم (ترکمانستان)
حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہٗ	۷۱۷ھ/ 1317ء	وابکنہ (بخارا)
حضرت خواجہ عارف ریوگری قدس سرہٗ	۶۱۶ھ/ 1219ء	ریوگر (بخارا)
حضرت خواجگان خواجہ عبد الخالق غجدوانی قدس سرہٗ	۵۷۵ھ/ 1179ء	غجدوان (بخارا)
حضرت یوسف بن ایوب ہمدانی قدس سرہٗ	۵۳۵ھ/ 1140ء	مرو (ترکمانستان)
حضرت خواجہ ابوعلی فضل بن محمد فارمدی قدس سرہٗ	۴۷۷ھ/ 1084ء	طوس (ایران)
حضرت خواجہ ابوالحسن علی بن احمد خرقانی قدس سرہٗ	۴۲۵ھ/ 1033ء	خرقان (ایران)
حضرت سلطان ابویزید (طیفور بن عیسیٰ) بسطامی قدس سرہٗ	۲۶۱ھ/ 875ء	بسطام (ایران)
حضرت امام جعفر صادق بن امام محمد باقر قدس سرہٗ	۱۴۸ھ/ 765ء	جنت البقیع
حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر قدس سرہٗ	۱۰۸ھ/ 725ء	مُشلّل (سعودیہ)
حضرت صاحبِ رسول اللہ سلمان فارسیؓ	۳۳ھ/ 654ء	مدائن (عراق)
حضرت امیر المؤمنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ	۱۳ھ/ 634ء	روضۂ رسول
سیّدنا و مولانا محمّد رسول اللّٰہ	۱۱ھ/ 632ء	روضۂ رسول
صلّی اللّٰہ علیہ و سلّم		(مدینہ منورہ)

www.rahimia.org

(6)

سلسلۂ عالیہ قادریہ اکبریہ ولی اللّٰہیہ رحیمیہ

الٰہی بحرمت مشائخ عالی مقام قدس اللہ اَسرارہم

اسمائے گرامی مشائخ عظام	سنِّ وفات	مدفن
حضرت مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ	۱۴۳۳ھ/ 2012ء	لاہور
حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ	۱۴۱۲ھ/ 1992ء	رائے پور
حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ	۱۳۸۲ھ/ 1962ء	ڈھڈیاں (سرگودھا)
حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ	۱۳۳۷ھ/ 1919ء	رائے پور
حضرت سیّد الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ	۱۳۱۷ھ/ 1899ء	جنۃ المعلیٰ (مکۃ المکرّمہ)
حضرت میاں جیو نور محمد جھنجھانوی قدس سرہٗ	۱۲۵۹ھ/ 1843ء	جھنجھانہ
حضرت حاجی عبدالرحیم ولایتی (پکھلی) شہید قدس سرہٗ	۱۲۴۵ھ/ 1830ء	طورومایار (مردان)
حضرت سیّد احمد شہید رائے بریلوی قدس سرہٗ	۱۲۴۶ھ/ 1831ء	بالاکوٹ
حضرت الامام شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہٗ	۱۲۳۹ھ/ 1824ء	دہلی
حضرت الامام الفرد الجامع شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ	۱۱۷۶ھ/ 1763ء	دہلی
حضرت شیخ ابوطاہر محمد بن ابراہیم کردی قدس سرہٗ	۱۱۴۵ھ/ 1733ء	جنۃ البقیع، مدینہ منورہ
حضرت شیخ ابراہیم کردی مدنی قدس سرہٗ	۱۱۰۱ھ/ 1690ء	مدینہ منورہ
حضرت شیخ صفی الدین احمد بن محمد قشاشی قدس سرہٗ	۱۰۷۱ھ/ 1661ء	مدینہ منورہ
حضرت شیخ احمد بن علی بن عبدالقدوس شِنّاوی قدس سرہٗ	۱۰۲۸ھ/ 1619ء	مدینہ منورہ
حضرت شیخ علی بن عبدالقدوس شِنّاوی قدس سرہٗ	۱۰۱۱ھ/ 1603ء	مدینہ منورہ
حضرت شیخ عبدالقدوس محمد قرشی شِنّاوی قدس سرہٗ	ھ/	
حضرت شیخ عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ	۹۷۳ھ/ 1566ء	قاہرہ

www.rahimia.org

حضرت شیخ الحافظ جلال الدین سیوطی قدس سرہٗ	۹۱۱ھ/ 1505ء	قاہرہ
حضرت شیخ کمال الدین محمد قدس سرہٗ عرف ابن امام الکاملیہ	ھ/	
حضرت شیخ شمس الدین محمد بن محمد جزری قدس سرہٗ	۸۳۳ھ/ 1429ء	شیراز
حضرت شیخ عمر بن الحسن بن میلہ مراغی قدس سرہٗ	ھ/	
حضرت شیخ عز احمد بن ابراہیم فاروقی قدس سرہٗ	ھ/	
حضرت الشیخ الاکبر محی الدین محمد بن عربی حاتمی قدس سرہٗ	۶۳۸ھ/ 1240ء	دمشق
حضرت شیخ جمال الدین یونس بن یحییٰ ہاشمی عباسی قدس سرہٗ	ھ/	
حضرت الغوث، الفرد الجامع شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ	۵۶۱ھ/ 1166ء	بغداد
حضرت شیخ ابوسعید مبارک بن علی مخرمی قدس سرہٗ	۵۱۳ھ/ 1119ء	بغداد
حضرت شیخ ابوالحسن علی ہنکاری قدس سرہٗ	۴۸۶ھ/ 1093ء	بغداد
حضرت شیخ ابوالفرح محمد بن عبداللہ طرطوسی قدس سرہٗ	۴۴۷ھ/ 1055ء	طرطوس
حضرت شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز تمیمی قدس سرہٗ	۴۲۵ھ/ 1034ء	بغداد
حضرت شیخ عبدالعزیز بن الحارث تمیمی قدس سرہٗ	۳۷۱ھ/ 982ء	
حضرت شیخ ابوبکر محمد بن دلف شبلی قدس سرہٗ	۳۳۴ھ/ 946ء	بغداد
حضرت سیّد الطائفہ جنید بن محمد بغدادی قدس سرہٗ	۲۹۷ھ/ 911ء	بغداد
حضرت خواجہ سَرِیّ بن مُغلّس سقطی قدس سرہٗ	۲۵۰ھ/ 864ء	بغداد
حضرت خواجہ معروف (اسدالدین بن فیروز) کرخی قدس سرہٗ	۲۰۰ھ/ 816ء	بغداد
حضرت خواجہ ابوسلیمان داؤد بن نصر طائی قدس سرہٗ	۱۶۵ھ/ 782ء	بغداد
حضرت خواجہ ابومحمد حبیب بن محمد بن عجمی قدس سرہٗ	۱۵۶ھ/ 772ء	بصرہ (عراق)
حضرت خواجہ حسن بن یسار بصری قدس سرہٗ	۱۱۰ھ/ 728ء	بصرہ
حضرت الامام سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہٗ	۵۰ھ/ 670ء	جنۃ البقیع
حضرت امیر المؤمنین سیّدنا علی بن ابی طالبؓ	۴۰ھ/ 661ء	نجفِ اشرف
سیّدنا و مولانا محمّد رسول اللہ صلّی اللّٰہ علیہ و سلّم	۱۱ھ/ 632ء	روضۂ رسول

www.rahimia.org

(7)

سلسلۂ عالیہ قادریہ مجددیہ ولی اللّٰہیہ رحیمیہ

الٰہی بحرمت مشائخ عالی مقام قدس اللہ اَسرارہم

اسمائے گرامی مشائخ عظام	سنِ وفات	مدفن
حضرت مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ	۱۴۳۳/ 2012ء	لاہور
حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ	۱۴۱۲ھ/ 1992ء	رائے پور
حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ	۱۳۸۲ھ/ 1962ء	ڈھڈیاں
حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ	۱۳۳۷ھ/ 1919ء	رائے پور
حضرت سیّد الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ	۱۳۱۷ھ/ 1899ء	جنۃ المعلیٰ
حضرت میاں جیو نور محمد جھنجھانوی قدس سرہٗ	۱۲۵۹ھ/ 1843ء	جھنجھانہ
حضرت حاجی عبدالرحیم ولایتی (پکھلی) شہید قدس سرہٗ	۱۲۴۵ھ/ 1830ء	طورومایار (مردان)
حضرت سیّد احمد شہید رائے بریلوی قدس سرہٗ	۱۲۴۶ھ/ 1831ء	بالاکوٹ
حضرت الامام شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہٗ	۱۲۳۹ھ/ 1824ء	دہلی
حضرت الامام الفرد الجامع شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ	۱۱۷۶ھ/ 1763ء	دہلی
حضرت الامام شاہ عبدالرحیم دہلوی قدس سرہٗ	۱۱۳۱ھ/ 1719ء	دہلی
حضرت سیّد عبداللہ اکبرآبادی قدس سرہٗ	۱۰۹۹ھ/ 1688ء	اکبرآباد (آگرہ)
حضرت سیّد آدم بن اسماعیل بنوری قدس سرہٗ	۱۰۵۳/ 1643ء	جنۃ البقیع (مدینہ منورہ)
حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ	۱۰۳۴ھ/ 1664ء	سرہند
حضرت شیخ عبدالاحد سرہندی قدس سرہٗ	۱۰۰۷ھ/ 1599ء	سرہند
حضرت شاہ کمال الدین کیتھلی قدس سرہٗ	۹۷۱ھ/ 1564ء	کیتھل
حضرت شاہ فضیل ٹھٹھوی قدس سرہٗ	۹۸۹ھ/ 1581ء	مکلی (ٹھٹھہ)

www.rahimia.org

حضرت شاہ گدا رحمٰن ثانی سرحدی قدس سرہٗ	۹۷۷ھ/ 1570ء	
حضرت سیّد شمس الدین عارف قدس سرہٗ	۹۶۴ھ/ 1557ء	
حضرت شاہ گدا رحمٰن بن ابی الحسن اوّل قدس سرہٗ	۸۹۸ھ/ 1493ء	
حضرت سیّد ابوالحسن علی کشمیری قدس سرہٗ	۸۴۱ھ/ 1438ء	
حضرت شاہ شمس الدین صحرائی قدس سرہٗ	۷۹۹ھ/ 1397ء	
حضرت سیّد شاہ عقیل کوکانی قدس سرہٗ	۷۴۲ھ/ 1342ء	
حضرت سیّد بہاؤالدین کامل قندھاری قدس سرہٗ	۷۰۲ھ/ 1302ء	بمبئی
حضرت سیّد عبدالوہاب ینبوعی قدس سرہٗ	۶۵۹ھ/ 1261ء	
حضرت شاہ شرف الدین قتال بغدادی قدس سرہٗ	۶۱۱ھ/ 1214ء	
حضرت سیّد تاج الدین عبدالرزاق جیلانی قدس سرہٗ	۶۰۳ھ/ 1207ء	بغداد (عراق)
حضرت الغوث، الفرد الجامع شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ	۵۶۱ھ/ 1166ء	بغداد
حضرت شیخ ابوسعید مبارک بن علی مخرمی قدس سرہٗ	۵۱۳ھ/ 1119ء	بغداد
حضرت شیخ ابوالحسن علی ہنکاری قدس سرہٗ	۴۸۶ھ/ 1093ء	بغداد
حضرت شیخ ابوالفرح محمد بن عبداللہ طرطوسی قدس سرہٗ	۴۴۷ھ/ 1055ء	طرطوس (ترکی)
حضرت شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز تمیمی قدس سرہٗ	۴۲۵ھ/ 1034ء	بغداد
حضرت شیخ عبدالعزیز بن الحارث تمیمی قدس سرہٗ	۳۷۱ھ/ 982ء	بغداد
حضرت شیخ ابوبکر محمد بن دلف شبلی قدس سرہٗ	۳۳۴ھ/ 946ء	بغداد
حضرت سیّد الطائفہ جنید بن محمد بغدادی قدس سرہٗ	۲۹۷ھ/ 911ء	بغداد
حضرت خواجہ سری بن مغلس سقطی قدس سرہٗ	۲۵۰ھ/ 864ء	بغداد
حضرت خواجہ معروف کرخی قدس سرہٗ	۲۰۰ھ/ 816ء	بغداد
حضرت خواجہ ابوسلیمان داؤد بن نصر طائی قدس سرہٗ	۱۶۵ھ/ 782ء	بغداد
حضرت خواجہ ابومحمد حبیب بن محمد بن عجمی قدس سرہٗ	۱۵۶ھ/ 772ء	بصرہ
حضرت خواجہ حسن بن یسار بصری قدس سرہٗ	۱۱۰ھ/ 728ء	بصرہ
حضرت الامام سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۵۰ھ/ 670ء	جنۃ البقیع
حضرت امیر المؤمنین سیّدنا علی بن ابی طالبؓ	۴۰ھ/ 661ء	نجف اشرف
سیّدنا و مولانا محمّد رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ و سلّم	۱۱ھ/ 632ء	روضۂ رسول

www.rahimia.org

(8)

سلسلۂ عالیہ قادریہ مجددیہ غفوریہ رحیمیہ

الٰہی بحرمت مشائخ عالی مقام قدس اللہ اَسرارہم

اسمائے گرامی مشائخ عظام	سنِّ وفات	مدفن
حضرت مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ	۱۴۳۳/ 2012ء	لاہور
حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ	۱۴۱۲ھ/ 1992ء	رائے پور
حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ	۱۳۸۲ھ/ 1962ء	ڈھڈیاں
حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ	۱۳۳۷ھ/ 1919ء	رائے پور
حضرت میاں عبدالرحیم سہارن پوری قدس سرہٗ	۱۳۰۳ھ/ 1886ء	سرساوہ (سہارنپور)
حضرت اخوند عبدالغفور سواتی قدس سرہٗ	۱۲۹۵ھ/ 1877ء	سیدوشریف (سوات)
حضرت محمد شعیب تورڈھیروی شہید قدس سرہٗ	۱۲۴۸ھ/ 1832ء	تورڈھیر (مردان)
حضرت حافظ محمد صاحب عمرزئی قدس سرہٗ	۱۲۰۶ھ/ 1791ء	عمرزئی (چارسدہ)
حضرت محمد صدیق بنیری قدس سرہٗ	۱۱۸۹ھ/ 1775ء	بیشاوَنی (بُنیر)
حضرت اخوند شاہ محمد مؤمن گگروی قدس سرہٗ	۱۱۸۴ھ/ 1770ء	ماشوگگر (پشاور)
حضرت سیّد شاہباز مہمند قدس سرہٗ	۱۱۴۶ھ/ 1733ء	پشاور
حضرت شاہ حبیب قدس سرہٗ (محمد امین بن سعد اللہ)	۱۰۹۳ھ/ 1682ء	پشاور
حضرت سیّد آدم بن اسماعیل بنوری قدس سرہٗ	۱۰۵۳/ 1643ء	جنۃ البقیع (مدینہ منورہ)
حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ	۱۰۳۴ھ/ 1664ء	سرہند
حضرت شاہ سکندر بن عماد الدین کیتھلی قدس سرہٗ	۱۰۲۳ھ/ 1614ء	کیتھل (کرنال)
حضرت شاہ کمال الدین کیتھلی قدس سرہٗ	۹۷۱ھ/ 1564ء	کیتھل
حضرت شاہ فضیل ٹھٹھوی قدس سرہٗ	۹۸۹ھ/ 1581ء	مکلی (ٹھٹھہ)

www.rahimia.org

حضرت شاہ گدا رحمٰن ثانی سرحدی قدس سرہٗ	۹۷۷ھ/ 1570ء	
حضرت سیّد شمس الدین عارف قدس سرہٗ	۹۶۴ھ/ 1557ء	
حضرت شاہ گدا رحمٰن بن ابی الحسن اوّل قدس سرہٗ	۸۹۸ھ/ 1493ء	
حضرت سیّد ابوالحسن علی کشمیری قدس سرہٗ	۸۴۱ھ/ 1438ء	
حضرت شاہ شمس الدین صحرائی قدس سرہٗ	۷۹۹ھ/ 1397ء	
حضرت سیّد شاہ عقیل کوکانی قدس سرہٗ	۷۴۲ھ/ 1342ء	
حضرت سیّد بہاؤالدین کامل قندھاری قدس سرہٗ	۷۰۲ھ/ 1302ء	بمبئی
حضرت سیّد عبدالوہاب ینبوعی قدس سرہٗ	۶۵۹ھ/ 1261ء	
حضرت شاہ شرف الدین قتال بغدادی قدس سرہٗ	۶۱۱ھ/ 1214ء	
حضرت سیّد تاج الدین عبدالرزاق جیلانی قدس سرہٗ	۵۹۵ھ/ 1199ء	بغداد (عراق)
حضرت الغوث، الفرد الجامع شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ	۵۶۱ھ/ 1166ء	بغداد
حضرت شیخ ابوسعید مبارک بن علی مخرمی قدس سرہٗ	۵۱۳ھ/ 1119ء	بغداد
حضرت شیخ ابوالحسن علی ہنکاری قدس سرہٗ	۴۸۶ھ/ 1093ء	بغداد
حضرت شیخ ابوالفرح محمد بن عبداللہ طرطوسی قدس سرہٗ	۴۴۷ھ/ 1055ء	طرطوس (ترکی)
حضرت شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز تمیمی قدس سرہٗ	۴۲۵ھ/ 1034ء	بغداد
حضرت شیخ عبدالعزیز بن الحارث تمیمی قدس سرہٗ	۳۷۱ھ/ 982ء	بغداد
حضرت شیخ ابوبکر محمد بن دلف شبلی قدس سرہٗ	۳۳۴ھ/ 946ء	بغداد
حضرت سیّد الطائفہ جنید بن محمد بغدادی قدس سرہٗ	۲۹۷ھ/ 911ء	بغداد
حضرت خواجہ سری بن مغلس سقطی قدس سرہٗ	۲۵۰ھ/ 864ء	بغداد
حضرت خواجہ معروف کرخی قدس سرہٗ	۲۰۰ھ/ 816ء	بغداد
حضرت خواجہ ابوسلیمان داؤد بن نصر طائی قدس سرہٗ	۱۶۵ھ/ 782ء	بغداد
حضرت خواجہ ابومحمد حبیب بن محمد بن عجمی قدس سرہٗ	۱۵۶ھ/ 772ء	بصرہ
حضرت خواجہ حسن بن یسار بصری قدس سرہٗ	۱۱۰ھ/ 728ء	بصرہ
حضرت الامام سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۵۰ھ/ 670ء	جنۃ البقیع
حضرت امیر المؤمنین سیّدنا علی بن ابی طالبؓ	۴۰ھ/ 661ء	نجف اشرف
سیّدنا و مولانا محمّد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و سلّم	۱۱ھ/ 632ء	روضۂ رسول

www.rahimia.org

(9)

سلسلۂ عالیہ قادریہ قدوسیہ امدادیہ رحیمیہ

الٰہی بحرمت مشائخ عالی مقام قدس اللہ اَسرارہم

اسمائے گرامی مشائخ عظام	سنِ وفات	مدفن
حضرت مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ	۱۴۳۳/ 2012ء	لاہور
حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ	۱۴۱۲ھ/ 1992ء	رائے پور
حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ	۱۳۸۲ھ/ 1962ء	ڈھڈیاں
حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ	۱۳۳۷ھ/ 1919ء	رائے پور
حضرت امام ربانی مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ	۱۳۲۳ھ/ 1905ء	گنگوہ (سہارنپور)
حضرت سیّد الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ	۱۳۱۷ھ/ 1899ء	جنۃ المعلیٰ (مکہ مکرمہ)
حضرت میاں جیونور محمد جھنجھانوی قدس سرہٗ	۱۲۵۹ھ/ 1843ء	جھنجھانہ (مظفرنگر)
حضرت حاجی عبدالرحیم ولایتی (پکھلی) شہید قدس سرہٗ	۱۲۴۵ھ/ 1830ء	طورومایار (مردان)
حضرت شاہ عبدالباری امروہی قدس سرہٗ	۱۲۲۶ھ/ 1811ء	امروہہ (یوپی)
حضرت شاہ عبدالہادی بن محمد امروہی قدس سرہٗ	۱۱۹۰ھ/ 1776ء	امروہہ
حضرت شاہ عضد الدین بن حامد امروہی قدس سرہٗ	۱۱۷۲ھ/ 1757ء	امروہہ
حضرت شاہ محمد مکی جعفری امروہی قدس سرہٗ	۱۱۴۵ھ/ 1732ء	اکبرآباد (آگرہ)
حضرت شاہ محمدی اکبرآبادی قدس سرہٗ	۱۱۰۷ھ/ 1696ء	اکبرآباد (آگرہ)
حضرت شیخ محبّ اللہ الہ آبادی قدس سرہٗ	۱۰۵۸ھ/ 1648ء	الہ آباد (یوپی)
حضرت شیخ ابوسعید نعمانی گنگوہی قدس سرہٗ	۱۰۴۰ھ/ 1630ء	گنگوہ (سہارنپور)
حضرت شیخ نظام الدین بن عبدالشکور بلخی قدس سرہٗ	۱۰۳۵ھ/ 1626ء	بلخ (افغانستان)
حضرت شیخ جلال الدین بن محمود تھانیسری قدس سرہٗ	۹۸۰ھ/ 1572ء	تھانیسر
حضرت قطب عالم شاہ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ	۹۴۴ھ/ 1537ء	گنگوہ (سہارنپور)

www.rahimia.org

حضرت شیخ درویش بن محمد قاسم اوَدھی قدس سرہٗ	۹۰۴ھ/ 1499ء	اوَدھ
حضرت سیّد بڈھن علی علوی بھڑائچی قدس سرہٗ	۸۸۰ھ/ 1475ء	بھڑائچ
حضرت سیّد اجمل بھڑائچی قدس سرہٗ	ھ/ ء	بھڑائچ
حضرت سیّد جلال الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس سرہٗ	۷۸۵ھ/ 1384ء	اُچ شریف
حضرت شیخ عبید بن عیسیٰ قدس سرہٗ	ھ/ ء	
حضرت شیخ عبید بن ابوالقاسم قدس سرہٗ	ھ/ ء	
حضرت شیخ ابوالمکارم فاصل قدس سرہٗ	ھ/ ء	
حضرت شیخ قطب الدین ابوالغیث قدس سرہٗ	ھ/ ء	
حضرت شمس الدین علی افلح قدس سرہٗ	ھ/ ء	
حضرت شیخ شمس الدین حداد قدس سرہٗ	ھ/ ء	
حضرت الغوث، الفرد الجامع شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ	۵۶۱ھ/ 1166ء	بغداد (عراق)
حضرت شیخ ابوسعید مبارک بن علی مخرمی قدس سرہٗ	۵۱۳ھ/ 1119ء	بغداد
حضرت شیخ ابوالحسن علی ہنکاری قدس سرہٗ	۴۸۶ھ/ 1093ء	بغداد
حضرت شیخ ابوالفرح محمد بن عبداللہ طرطوسی قدس سرہٗ	۴۴۷ھ/ 1055ء	طرطوس (ترکی)
حضرت شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز تمیمی قدس سرہٗ	۴۲۵ھ/ 1034ء	بغداد
حضرت شیخ عبدالعزیز بن الحارث تمیمی قدس سرہٗ	۳۷۱ھ/ 982ء	بغداد
حضرت شیخ ابوبکر محمد بن دلف شبلی قدس سرہٗ	۳۳۴ھ/ 946ء	بغداد
حضرت سیّد الطائفہ جنید بن محمد بغدادی قدس سرہٗ	۲۹۷ھ/ 911ء	بغداد
حضرت خواجہ سری بن مغلس سقطی قدس سرہٗ	۲۵۰ھ/ 864ء	بغداد
حضرت خواجہ معروف کرخی قدس سرہٗ	۲۰۰ھ/ 816ء	بغداد
حضرت خواجہ ابوسلیمان داوٗد بن نصر طائی قدس سرہٗ	۱۶۵ھ/ 782ء	بغداد
حضرت خواجہ ابومحمد حبیب بن محمد عجمی قدس سرہٗ	۱۵۶ھ/ 772ء	بصرہ
حضرت خواجہ حسن بن یسار بصری قدس سرہٗ	۱۱۰ھ/ 728ء	بصرہ
حضرت امیر المؤمنین سیّدنا حسن بن علیؓ	۵۰ھ/ 670ء	جنۃ البقیع
حضرت امیر المؤمنین سیّدنا علی بن ابی طالبؓ	۴۰ھ/ 661ء	نجف اشرف
سیّدنا و مولانا محمّد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و سلّم	۱۱ھ/ 632ء	روضۂ رسول

www.rahimia.org

(10)

سلسلۂ عالیہ چشتیہ صابریہ مجددیہ ولی اللّٰہیہ رحیمیہ

الٰہی بحرمت مشائخ عالی مقام قدس اللہ اَسرارہم

اسمائے گرامی مشائخ عظام	سنِّ وفات	مدفن
حضرت مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ	۱۴۳۳ھ/ 2012ء	لاہور
حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ	۱۴۱۲ھ/ 1992ء	رائے پور
حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ	۱۳۸۲ھ/ 1962ء	ڈھڈیاں
حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ	۱۳۳۷ھ/ 1919ء	رائے پور
حضرت امامِ ربانی رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ	۱۳۲۳ھ/ 1905ء	گنگوہ (سہارنپور)
حضرت سیّد الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ	۱۳۱۷ھ/ 1899ء	جنۃ المعلیٰ (مکہ مکرمہ)
حضرت میاں جیو نور محمد جھنجھانوی قدس سرہٗ	۱۲۵۹ھ/ 1843ء	جھنجھانہ (مظفرنگر)
حضرت حاجی عبدالرحیم ولایتی (پکھلی) شہید قدس سرہٗ	۱۲۴۵ھ/ 1830ء	بالاکوٹ (مانسہرہ)
حضرت سیّد احمد شہید رائے بریلوی قدس سرہٗ	۱۲۴۶ھ/ 1831ء	بالاکوٹ
حضرت الامام شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہٗ	۱۲۳۹ھ/ 1824ء	دہلی
حضرت الامام الفرد الجامع شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ	۱۱۷۶ھ/ 1763ء	دہلی
حضرت الامام شاہ عبدالرحیم دہلوی قدس سرہٗ	۱۱۳۱ھ/ 1719ء	دہلی
حضرت سیّد عبداللہ اکبرآبادی قدس سرہٗ	۱۰۹۹ھ/ 1688ء	اکبرآباد (آگرہ)
حضرت سیّد آدم بن اسماعیل بنوری قدس سرہٗ	۱۰۵۳/ 1643ء	جنۃ البقیع
حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ	۱۰۳۴ھ/ 1664ء	سرہند
حضرت شیخ عبدالاحد سرہندی قدس سرہٗ	۱۰۰۷ھ/ 1599ء	سرہند
حضرت شیخ رُکن الدین محمد بن عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ	۹۸۳ھ/ 1575ء	گنگوہ (سہارنپور)
حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ	۹۴۴ھ/ 1537ء	گنگوہ

www.rahimia.org

حضرت شیخ محمد بن عارف ردولوی قدس سرہٗ	۸۹۸ھ/ 1493ء	ردولی (بارہ بنکی)
حضرت شیخ عارف بن احمد عبدالحق ردولوی قدس سرہٗ	۸۵۹ھ/ 1455ء	ردولی
حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی قدس سرہٗ	۸۳۶ھ/ 1433ء	ردولی
حضرت شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء پانی پتی قدس سرہٗ	۷۶۵ھ/ 1363ء	پانی پت
حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی قدس سرہٗ	۷۱۵ھ/ 1315ء	پانی پت
حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیَری قدس سرہٗ	۶۹۰ھ/ 1291ء	کلیر شریف
حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سرہٗ	۶۶۴ھ/ 1265ء	پاک پٹن
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ	۶۳۲ھ/ 1234ء	دہلی
حضرت خواجہ معین الدین حسن اجمیری قدس سرہٗ	۶۳۳ھ/ 1236ء	اجمیر شریف
حضرت خواجہ ابومنصور عثمان ہارونی قدس سرہٗ	۶۱۷ھ/ 1220ء	مکہ مکرمہ
حضرت خواجہ حاجی نیّرُ الدین شریف زندنی قدس سرہٗ	۶۱۲ھ/ 1215ء	قنوج
حضرت خواجہ قطب الدین مودود حسنی چشتی قدس سرہٗ	۵۲۷ھ/ 1133ء	چشت
حضرت خواجہ ابو یوسف بن سمعان حسینی چشتی قدس سرہٗ	۴۵۹ھ/ 1067ء	چشت
حضرت خواجہ ابومحمد بن ابی احمد حسنی چشتی قدس سرہٗ	۴۱۱ھ/ 1020ء	چشت
حضرت خواجہ ابواحمد ابدال حسنی چشتی قدس سرہٗ	۳۵۵ھ/ 966ء	چشت
حضرت خواجہ ابواسحاق شریف الدین شامی قدس سرہٗ	۳۲۹ھ/ 941ء	عکہ (فلسطین)
حضرت خواجہ ممشاد عِلُو دینوری قدس سرہٗ	۲۹۹ھ/ 911ء	دینور (ایران)
حضرت خواجہ ابوہبیرہ بصری قدس سرہٗ	۲۸۷ھ/ 900ء	بصرہ
حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی قدس سرہٗ	۲۰۲ھ/ 817ء	بصرہ
حضرت سلطان ابراہیم بن ادھم بلخی قدس سرہٗ	۱۶۱ھ/ 778ء	جبلہ (شام)
حضرت خواجہ فضیل بن عیاض قدس سرہٗ	۱۸۷ھ/ 802ء	جنت المعلیٰ
حضرت اقدس خواجہ عبدالواحد بن زید ابوالفضل قدس سرہٗ	۱۷۰ھ/ 786ء	بصرہ
حضرت خواجہ حسن بن یسار بصری قدس سرہٗ	۱۱۰ھ/ 728ء	بصرہ
حضرت سیّدنا الامام حسن بن علی رضی اللہ عنہ	۵۰ھ/ 670ء	جنۃ البقیع
حضرت امیر المؤمنین سیّدنا علی بن ابی طالبؓ	۴۰ھ/ 661ء	نجف اشرف
سیّد نا و مولانا محمّد رسول اللّٰہ	۱۱ھ/ 632ء	روضۂ رسول
صلّی اللّٰہ علیہ و علیٰ آلہٖ و سلّم		مدینہ منورہ

www.rahimia.org

(11)

سلسلۂ عالیہ چشتیہ صابریہ امروہیہ رحیمیہ

الٰہی بحرمت مشائخ عالی مقام قدس اللہ اَسرارہم

اسمائے گرامی مشائخ عظام	سنِ وفات	مدفن
حضرت مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ	۱۴۳۳ھ/ 2012ء	لاہور
حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ	۱۴۱۲ھ/ 1992ء	رائے پور
حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ	۱۳۸۲ھ/ 1962ء	ڈھڈیاں
حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ	۱۳۳۷ھ/ 1919ء	رائے پور
حضرت امامِ ربانی رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ	۱۳۲۳ھ/ 1905ء	گنگوہ (سہارنپور)
حضرت سیّد الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ	۱۳۱۷ھ/ 1899ء	جنۃ المعلیٰ (مکہ مکرمہ)
حضرت میاں جیو نور محمد جھنجھانوی قدس سرہٗ	۱۲۵۹ھ/ 1843ء	جھنجھانہ (مظفرنگر)
حضرت حاجی عبدالرحیم ولایتی (پکھلی) شہید قدس سرہٗ	۱۲۴۵ھ/ 1830ء	بالاکوٹ (مانسہرہ)
حضرت شاہ عبدالباری امروہی قدس سرہٗ	۱۲۲۶ھ/ 1811ء	امروہہ (یوپی)
حضرت شاہ عبدالہادی بن حامد امروہی قدس سرہٗ	۱۱۹۰ھ/ 1776ء	امروہہ
حضرت شاہ عضد الدین بن حامد امروہی قدس سرہٗ	۱۱۷۲ھ/ 1757ء	امروہہ
حضرت شاہ محمد مکی جعفری امروہی قدس سرہٗ	۱۱۴۵ھ/ 1732ء	امروہہ
حضرت شاہ محمدی اکبرآبادی قدس سرہٗ	۱۱۰۷ھ/ 1696ء	اکبرآباد (آگرہ)
حضرت شیخ محبّ اللہ الٰہ آبادی قدس سرہٗ	۱۰۵۸ھ/ 1648ء	الٰہ آباد (یو۔ پی)
حضرت شیخ ابوسعید نعمانی گنگوہی قدس سرہٗ	۱۰۴۰ھ/ 1630ء	گنگوہ (سہارنپور)
حضرت شیخ نظام الدین بن عبدالشکور بلخی قدس سرہٗ	۱۰۳۵ھ/ 1626ء	بلخ (افغانستان)
حضرت شیخ جلال الدین بن محمود تھانیسری قدس سرہٗ	۹۸۰ھ/ 1572ء	تھانیسر
حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ	۹۴۴ھ/ 1537ء	گنگوہ (سہارنپور)

www.rahimia.org

حضرت شیخ محمد بن عارف ردولوی قدس سرہٗ	۸۹۸ھ/ 1493ء	ردولی (بارہ بنکی)
حضرت شیخ عارف بن احمد عبدالحق ردولوی قدس سرہٗ	۸۵۹ھ/ 1455ء	ردولی
حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی قدس سرہٗ	۸۳۶ھ/ 1433ء	ردولی
حضرت شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء پانی پتی قدس سرہٗ	۷۶۵ھ/ 1363ء	پانی پت
حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی قدس سرہٗ	۷۱۵ھ/ 1315ء	پانی پت
حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر قدس سرہٗ	۶۹۰ھ/ 1291ء	کلیر شریف
حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سرہٗ	۶۶۴ھ/ 1265ء	پاک پٹن
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ	۶۳۲ھ/ 1234ء	دہلی
حضرت خواجہ معین الدین حسن اجمیری قدس سرہٗ	۶۳۳ھ/ 1236ء	اجمیر شریف
حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ	۶۱۷ھ/ 1220ء	مکہ مکرمہ
حضرت حاجی نیرُ الدین شریف زندنی قدس سرہٗ	۶۱۲ھ/ 1215ء	قنوج
حضرت خواجہ قطب الدین مودود حسنی چشتی قدس سرہٗ	۵۲۷ھ/ 1133ء	چشت
حضرت خواجہ ابو یوسف بن سمعان حسینی چشتی قدس سرہٗ	۴۵۹ھ/ 1067ء	چشت
حضرت خواجہ ابو محمد بن ابی احمد حسنی چشتی قدس سرہٗ	۴۱۱ھ/ 1020ء	چشت
حضرت خواجہ ابو احمد ابدال حسنی چشتی قدس سرہٗ	۳۵۵ھ/ 966ء	چشت
حضرت خواجہ ابو اسحاق شریف الدین شامی قدس سرہٗ	۳۲۹ھ/ 941ء	عکہ (فلسطین)
حضرت خواجہ ممشاد عِلْو دینوری قدس سرہٗ	۲۹۹ھ/ 911ء	دینور (ایران)
حضرت خواجہ ابو ہبیرہ بصری قدس سرہٗ	۲۸۷ھ/ 900ء	بصرہ
حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی قدس سرہٗ	۲۰۲ھ/ 817ء	بصرہ
حضرت سلطان ابراہیم بن ادھم بلخی قدس سرہٗ	۱۶۱ھ/ 778ء	جبلہ (شام)
حضرت خواجہ فضیل بن عیاض قدس سرہٗ	۱۸۷ھ/ 802ء	جنت المعلیٰ
حضرت اقدس خواجہ عبدالواحد بن زید ابوالفضل قدس سرہٗ	۱۷۰ھ/ 786ء	بصرہ
حضرت خواجہ حسن بن یسار بصری قدس سرہٗ	۱۱۰ھ/ 728ء	بصرہ
حضرت سیّدنا الامام حسن بن علی رضی اللہ عنہ	۵۰ھ/ 670ء	جنۃ البقیع
حضرت امیر المؤمنین سیّدنا علی بن ابی طالبؓ	۴۰ھ/ 661ء	نجف اشرف
سیّدنا و مولانا محمّد رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ و علیٰ آلہٖ و سلّم	۱۱ھ/ 632ء	روضۂ رسول

www.rahimia.org

(12)

سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ ولی اللّٰہیہ رحیمیہ

الٰہی بحرمت مشائخ عالی مقام قدس اللہ اَسرارہم

اسمائے گرامی مشائخ عظام	سنِّ وفات	مدفن
حضرت مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ	۱۴۳۳ھ/ 2012ء	لاہور
حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ	۱۴۱۲ھ/ 1992ء	رائے پور
حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ	۱۳۸۲ھ/ 1962ء	ڈھڈیاں
حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ	۱۳۳۷ھ/ 1919ء	رائے پور
حضرت امامِ ربانی مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ	۱۳۲۳ھ/ 1905ء	گنگوہ (سہارنپور)
حضرت سیّد الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ	۱۳۱۷ھ/ 1899ء	جنۃ المعلیٰ (مکہ مکرمہ)
حضرت میاں جیو نور محمد جھنجھانوی قدس سرہٗ	۱۲۵۹ھ/ 1843ء	جھنجھانہ
حضرت سیّد احمد شہید رائے بریلوی قدس سرہٗ	۱۲۴۶ھ/ 1831ء	بالاکوٹ
حضرت الامام شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہٗ	۱۲۳۹ھ/ 1824ء	دہلی
حضرت الامام الفرد الجامع شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ	۱۱۷۶ھ/ 1763ء	دہلی
حضرت الامام شاہ عبدالرحیم دہلوی قدس سرہٗ	۱۱۳۱ھ/ 1719ء	دہلی
حضرت سیّد عظمت اللہ بن بدرالدین اکبر آبادی قدس سرہٗ	۱۰۸۴ھ/ 1673ء	اکبر آباد
حضرت سیّد بدرالدین بن جلال الدین اکبر آبادی قدس سرہٗ	۹۹۸ھ/ 1589ء	اکبر آباد
حضرت سیّد جلال الدین بن صدرالدین اکبر آبادی قدس سرہٗ	۹۶۹ھ/ 1562ء	اکبر آباد
حضرت شیخ عبدالعزیز بن حسن بحر مواج شکر بار قدس سرہٗ	۹۷۵ھ/ 1568ء	دہلی
حضرت شیخ جلال الحق قاضی خان بن یوسف ظفر آبادی قدس سرہٗ	۹۴۴ھ/ 1537ء	ظفر آباد
حضرت شیخ حسن بن طاہر جونپوری قدس سرہٗ	۹۰۹ھ/ 1503ء	دہلی

www.rahimia.org

حضرت سیّد راجی حامد شاہ مانک پوری قدس سرہٗ	۹۰۱ھ/ 1496ء	مانک پور
حضرت شیخ حسام الدین مانک پوری قدس سرہٗ	۸۸۲ھ/ 1477ء	مانک پور
حضرت شیخ نور الحق بن علاؤ الحق عرف نور قطبِ عالم قدس سرہٗ	۸۱۸ھ/ 1415ء	پنڈوہ
حضرت شیخ علاؤ الحق بنگالی قدس سرہٗ	۸۰۰ھ// 1397ء	پنڈوہ
حضرت شیخ سراج الدین عثمان اوَدھی قدس سرہٗ	۷۵۸ھ/ 1317ء	گوڑ
حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء بدایونی قدس سرہٗ	۷۲۵ھ/ 1325ء	دہلی
حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سرہٗ	۶۶۴ھ/ 1265ء	پاک پٹن
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ	۶۳۲ھ/ 1234ء	دہلی
حضرت خواجہ معین الدین اجمیری قدس سرہٗ	۶۳۳ھ/ 1236ء	اجمیر شریف
حضرت خواجہ عثمان ابو منصور ہارونی قدس سرہٗ	۶۱۷ھ/ 1220ء	مکہ مکرمہ
حضرت حاجی نیّرُ الدین شریف زندنی قدس سرہٗ	۶۱۲ھ/ 1215ء	قنوج
حضرت خواجہ قطب الدین مودود حسنی چشتی قدس سرہٗ	۵۲۷ھ/ 1133ء	چشت
حضرت خواجہ ابو یوسف بن سمعان حسینی چشتی قدس سرہٗ	۴۵۹ھ/ 1067ء	چشت
حضرت خواجہ ابو محمد بن ابی احمد حسنی چشتی قدس سرہٗ	۴۱۱ھ/ 1020ء	چشت
حضرت خواجہ ابو اسحاق شریف الدین شامی قدس سرہٗ	۳۲۹ھ/ 941ء	عکہ (فلسطین)
حضرت خواجہ ممشاد علِو دینوری قدس سرہٗ	۲۹۹ھ/ 911ء	دینور
حضرت خواجہ ابو ہبیرہ بصری قدس سرہٗ	۲۸۷ھ/ 900ء	بصرہ
حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی قدس سرہٗ	۲۰۲ھ/ 817ء	بصرہ نزد بعض
حضرت سلطان ابراہیم بن ادھم بلخی قدس سرہٗ	۱۶۱ھ/ 778ء	جبلہ (شام)
حضرت خواجہ فضیل بن عیاض قدس سرہٗ	۱۸۷ھ/ 802ء	جنۃ المعلیٰ
حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید قدس سرہٗ	۱۷۰ھ/ 786ء	بصرہ
حضرت خواجہ حسن بن یسار بصری قدس سرہٗ	۱۱۰ھ/ 728ء	بصرہ
حضرت الامام حسن بن علی بن ابی طالبؓ	۵۰ھ/ 670ء	جنۃ المعلیٰ
حضرت امیر المؤمنین سیّدنا علی بن ابی طالبؓ	۴۰ھ/ 661ء	نجف اشرف
سیّدنا و مولانا محمّد رسول اللّٰہ	۱۱ھ/ 632ء	روضۂ رسول
صلّی اللّٰہ علیہ و علیٰ آلہٖ و سلّم		

(13)

سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ امروہیہ رحیمیہ

الٰہی بحرمت مشائخ عالی مقام قدس اللہ اَسرارہم

اسمائے گرامی مشائخ عظام	سنِ وفات	مدفن
حضرت مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ	۱۴۳۳ھ/ 2012ء	لاہور
حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ	۱۴۱۲ھ/ 1992ء	رائے پور
حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ	۱۳۸۲ھ/ 1962ء	ڈھڈیاں
حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ	۱۳۳۷ھ/ 1919ء	رائے پور
حضرت امامِ ربانی مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ	۱۳۲۳ھ/ 1905ء	گنگوہ (سہارنپور)
حضرت سیّد الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ	۱۳۱۷ھ/ 1899ء	جنۃ المعلیٰ (مکہ مکرمہ)
حضرت میاں جیو نور محمد جھنجھانوی قدس سرہٗ	۱۲۵۹ھ/ 1843ء	جھنجھانہ (مظفرنگر)
حضرت حاجی عبدالرحیم ولایتی (پکھلی) شہید قدس سرہٗ	۱۲۴۵ھ/ 1830ء	بالاکوٹ (مانسہرہ)
حضرت شاہ عبدالباری امروہی قدس سرہٗ	۱۲۲۶ھ/ 1811ء	امروہہ (یوپی)
حضرت شاہ عبدالہادی بن حامد امروہی قدس سرہٗ	۱۱۹۰ھ/ 1776ء	امروہہ
حضرت شاہ عضد الدین بن حامد امروہی قدس سرہٗ	۱۱۷۲ھ/ 1757ء	امروہہ
حضرت شاہ محمد مکی قدس سرہٗ جعفری امروہی قدس سرہٗ	۱۱۴۵ھ/ 1732ء	امروہہ
حضرت شاہ محمدی اکبرآبادی قدس سرہٗ	۱۱۰۷ھ/ 1696ء	اکبرآباد (آگرہ)
حضرت شیخ محبّ اللہ الٰہ آبادی قدس سرہٗ	۱۰۵۸ھ/ 1648ء	الٰہ آباد (یو۔ پی)
حضرت شیخ ابوسعید نعمانی گنگوہی قدس سرہٗ	۱۰۴۰ھ/ 1630ء	گنگوہ (سہارنپور)
حضرت شیخ نظام الدین بن عبدالشکور بلخی قدس سرہٗ	۱۰۳۵ھ/ 1626ء	بلخ (افغانستان)
حضرت شیخ جلال الدین بن محمود تھانیسری قدس سرہٗ	۹۸۰ھ/ 1572ء	تھانیسر
حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ	۹۴۴ھ/ 1537ء	گنگوہ (سہارنپور)

www.rahimia.org

حضرت شیخ درویش بن محمد قاسم اوَدھی قدس سرہٗ	۹۰۴ھ/ 1499ء	
حضرت سیّد بڈھن علی علوی بھڑائچی قدس سرہٗ	۸۸۰ھ/ 1475ء	بھڑائچ
حضرت سیّد اجمل بھڑائچی قدس سرہٗ	ھ/ ء	بھڑائچ
حضرت سیّد جلال الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس سرہٗ	۷۸۵ھ/ 1384ء	اُچ شریف
حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی قدس سرہٗ	۷۵۷ھ/ 1356ء	دہلی
حضرت شیخ نظام الدین اولیا بدایونی قدس سرہٗ	۷۲۵ھ/ 1325ء	دہلی
حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سرہٗ	۶۶۴ھ/ 1265ء	پاک پٹن
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ	۶۳۴ھ/ 1237ء	دہلی
حضرت خواجہ معین الدین حسن اجمیری قدس سرہٗ	۶۳۲ھ/ 1235ء	اجمیر شریف
حضرت خواجہ ابو منصور عثمان ہارونی قدس سرہٗ	۶۱۷ھ/ 1220ء	مکہ مکرمہ
حضرت حاجی نیّرُ الدین شریف زندنی قدس سرہٗ	۶۱۲ھ/ 1215ء	قنوج
حضرت خواجہ قطب الدین مودود حسنی چشتی قدس سرہٗ	۵۲۷ھ/ 1133ء	چشت
حضرت خواجہ ابو یوسف بن سمعان حسینی چشتی قدس سرہٗ	۴۵۹ھ/ 1067ء	چشت
حضرت خواجہ ابو محمد بن ابی احمد حسنی چشتی قدس سرہٗ	۴۱۱ھ/ 1020ء	چشت
حضرت خواجہ ابو احمد ابدال حسنی چشتی قدس سرہٗ	۳۵۵ھ/ 966ء	چشت
حضرت خواجہ ابو اسحاق شریف الدین شامی قدس سرہٗ	۳۲۹ھ/ 941ء	عکہ (فلسطین)
حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری قدس سرہٗ	۲۹۹ھ/ 911ء	دینور (ایران)
حضرت خواجہ ابو ہبیرہ بصری قدس سرہٗ	۲۸۷ھ/ 900ء	بصرہ
حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی قدس سرہٗ	۲۰۲ھ/ 817ء	بصرہ
حضرت سلطان ابراہیم بن ادھم بلخی قدس سرہٗ	۱۶۱ھ/ 778ء	جبلہ (شام)
حضرت خواجہ فضیل بن عیاض قدس سرہٗ	۱۸۷ھ/ 802ء	جنت المعلیٰ
حضرت اقدس خواجہ عبد الواحد بن زید ابو الفضل قدس سرہٗ	۱۷۰ھ/ 786ء	بصرہ
حضرت خواجہ حسن بن یسار بصری قدس سرہٗ	۱۱۰ھ/ 728ء	بصرہ
حضرت سیّدنا الامام حسن بن علی رضی اللہ عنہ	۵۰ھ/ 670ء	جنۃ البقیع
حضرت امیر المؤمنین سیّدنا علی بن ابی طالبؓ	۴۰ھ/ 661ء	نجف اشرف
سیّدنا و مولانا محمّد رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ و علیٰ آلہٖ و سلّم	۱۱ھ/ 632ء	روضۂ رسول

www.rahimia.org

(14)

سلسلۂ عالیہ سہروردیہ ولی اللّٰہیہ رحیمیہ

الٰہی بحرمت مشائخ عالی مقام قدس اللہ اَسرارہم

اسمائے گرامی مشائخ عظام	سنِّ وفات	مدفن
حضرت شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ	۱۴۳۳ھ/ 2012ء	لاہور
حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ	۱۴۱۲ھ/ 1992ء	رائے پور
حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ	۱۳۸۲ھ/ 1962ء	ڈھڈیاں
حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ	۱۳۳۷ھ/ 1919ء	رائے پور
حضرت امامِ ربانی مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ	۱۳۲۳ھ/ 1905ء	گنگوہ (سہارنپور)
حضرت سیّد الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ	۱۳۱۷ھ/ 1899ء	جنۃ المعلیٰ (مکہ مکرمہ)
حضرت مولانا نصیرالدین دہلوی قدس سرہٗ	۱۲۵۶ھ/ 1840ء	ستھانہ (بُنیر)
حضرت الامام شاہ محمد اسحاق دہلوی قدس سرہٗ	۱۲۶۲ھ/ 1846ء	جنۃ المعلیٰ
حضرت الامام شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہٗ	۱۲۳۹ھ/ 1824ء	دہلی
حضرت الامام الفرد الجامع شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ	۱۱۷۶ھ/ 1763ء	دہلی
حضرت الامام شاہ عبدالرحیم دہلوی قدس سرہٗ	۱۱۳۱ھ/ 1719ء	دہلی
حضرت سیّد عظمت اللہ بن بدرالدین اکبرآبادی قدس سرہٗ	۱۰۷۴ھ/ 1673ء	اکبرآباد
حضرت سیّد بدرالدین بن جلال الدین اکبرآبادی قدس سرہٗ	۹۹۸ھ/ 1589ء	اکبرآباد
حضرت سیّد جلال الدین بن صدرالدین اکبرآبادی قدس سرہٗ	۹۶۹ھ/ 1562ء	اکبرآباد
حضرت شیخ عبدالعزیز بن حسن عرف بحر مواج شکر بار قدس سرہٗ	۹۷۵ھ/ 1568ء	دہلی
حضرت سیّد عبدالوہاب بن محمد بخاری قدس سرہٗ	۹۳۲ھ/ 1526ء	دہلی
حضرت سیّد صدرالدین راجو قتال بخاری قدس سرہٗ	۸۲۷ھ/ 1424ء	اُچ شریف

www.rahimia.org

حضرت سیّد جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ	۷۸۵ھ/ 1384ء	اُچ شریف
حضرت شیخ رُکن الدین ابوالفتح ملتانی قدس سرہٗ	۷۳۵ھ/ 1334ء	ملتان
حضرت شیخ صدرالدین عارف ملتانی قدس سرہٗ	۶۸۴ھ/ 1285ء	ملتان
حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی قدس سرہٗ	۶۶۶ھ/ 1267ء	ملتان
حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر بن محمد سہروردی قدس سرہٗ	۶۳۲ھ/ 1235ء	بغداد
حضرت شیخ ابوالنجیب ضیاء الدین عبدالقاہر سہروردی قدس سرہٗ	۵۶۳ھ/ 1168ء	بغداد
حضرت شیخ احمد غزالی قدس سرہٗ	۵۱۷ھ/ 1123ء	قزوین
حضرت شیخ ابوبکر نساج قدس سرہٗ	۴۸۷ھ/ 1094ء	طوس
حضرت شیخ ابوالقاسم علی بن عبداللہ گُرّگانی قدس سرہٗ	۴۵۰ھ/ 1058ء	گرگان
حضرت شیخ ابوعثمان سعید بن اسلام مغربی قدس سرہٗ	۳۷۳ھ/ 983ء	نیشاپور
حضرت شیخ ابوعلی الکاتب قدس سرہٗ	۳۴۶ھ/ 957ء	مصر
حضرت ابوعلی احمد بن محمد رودباری قدس سرہٗ	۳۲۲ھ/ 934ء	مصر
حضرت سیّد الطائفہ جنید بن محمد بغدادی قدس سرہٗ	۲۹۷ھ/ 911ء	بغداد
حضرت خواجہ سَرِیّ بن مُغلّس سقطی قدس سرہٗ	۲۵۰ھ/ 864ء	بغداد
حضرت خواجہ معروف (اسدالدین بن فیروز) کرخی قدس سرہٗ	۲۰۰ھ/ 816ء	بغداد
حضرت خواجہ ابوسلیمان داوٗد بن نصر طائی قدس سرہٗ	۱۶۵ھ/ 782ء	بغداد
حضرت خواجہ ابومحمد حبیب بن محمد بن عجمی قدس سرہٗ	۱۵۶ھ/ 772ء	بصرہ
حضرت خواجہ حسن بن یسار بصری قدس سرہٗ	۱۱۰ھ/ 728ء	بصرہ
حضرت الامام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۵۰ھ/ 670ء	جنۃ البقیع (مدینہ منورہ)
حضرت امیر المؤمنین سیّدنا علی بن ابی طالبؓ	۴۰ھ/ 661ء	نجف اشرف
سیّدنا و مولانا محمّد رسول اللّٰہ	۱۱ھ/ 632ء	روضۂ رسول
صلّی اللّٰہ علیہ و علیٰ آلہٖ و سلّم		مدینہ منوہ

www.rahimia.org

(15)

سلسلۂ عالیہ سہروردیہ قدوسیہ رحیمیہ

الٰہی بحرمت مشائخ عالی مقام قدس اللہ أسرارہم

اسمائے گرامی مشائخ عظام	سنِ وفات	مدفن
حضرت مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ	۱۴۳۳/ 2012ء	لاہور
حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ	۱۴۱۲ھ/ 1992ء	رائے پور
حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ	۱۳۸۲ھ/ 1962ء	ڈھڈیاں
حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ	۱۳۳۷ھ/ 1919ء	رائے پور
حضرت امام ربانی رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ	۱۳۲۳ھ/ 1905ء	گنگوہ (سہارنپور)
حضرت سیّد الطائفہ حاجی امداداللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ	۱۳۱۷ھ/ 1899ء	جنۃ المعلیٰ (مکہ مکرمہ)
حضرت میاں جیونور محمد جھنجھانوی قدس سرہٗ	۱۲۵۹ھ/ 1843ء	جھنجھانہ (مظفرنگر)
حضرت حاجی عبدالرحیم ولایتی (پکھلی) شہید قدس سرہٗ	۱۲۴۵ھ/ 1830ء	طورومایار (مردان)
حضرت شاہ عبدالباری امروہی قدس سرہٗ	۱۲۲۶ھ/ 1811ء	امروہہ (یو۔پی)
حضرت شاہ عبدالہادی بن محمد امروہی قدس سرہٗ	۱۱۹۰ھ/ 1776ء	امروہہ
حضرت شاہ عضدالدین بن حامد امروہی قدس سرہٗ	۱۱۷۲ھ/ 1757ء	امروہہ
حضرت شاہ محمد مکی جعفری امروہی قدس سرہٗ	۱۱۴۵ھ/ 1732ء	امروہہ
حضرت سیّد شاہ محمدی اکبرآبادی قدس سرہٗ	۱۱۰۷ھ/ 1696ء	اکبرآباد (آگرہ)
حضرت شیخ محبّ اللہ الہ آبادی قدس سرہٗ	۱۰۵۸ھ/ 1648ء	الہ آبادی (یوپی)
حضرت شیخ ابوسعید نعمانی گنگوہی قدس سرہٗ	۱۰۴۰ھ/ 1630ء	گنگوہ
حضرت شیخ نظام الدین بن عبدالشکور بلخی قدس سرہٗ	۱۰۳۵ھ/ 1626ء	بلخ (افغانستان)
حضرت شیخ جلال الدین بن محمود تھانیسری قدس سرہٗ	۹۸۰ھ/ 1572ء	تھانیسر (انڈیا)

www.rahimia.org

حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ	۹۴۴ھ/ 1537ء	گنگوہ
حضرت شیخ درویش محمد بن قاسم اوَدھی قدس سرہٗ	۹۰۴ھ/ 1499ء	اودھ
حضرت سیّد بڈھن علی بھڑائچی قدس سرہٗ	۸۸۰ھ/ 1475ء	بھڑائچ
حضرت سیّد اجمل بن امجد بھڑائچی قدس سرہٗ	ھ/	بھڑائچ
حضرت سیّد جلال الدین مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ	۷۸۵ھ/ 1384ء	اُچ شریف (بہاولپور)
حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح ملتانی قدس سرہٗ	۷۳۵ھ/ 1334ء	ملتان
حضرت شیخ صدرالدین عارف ملتانی قدس سرہٗ	۶۸۴ھ/ 1285ء	ملتان
حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی قدس سرہٗ	۶۶۶ھ/ 1267ء	ملتان
حضرت شیخ شہاب الدین عمر بن محمد سہروردی قدس سرہٗ	۶۳۲ھ/ 1235ء	بغداد
حضرت شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی قدس سرہٗ	۵۶۳ھ/ 1168ء	بغداد
حضرت شیخ عبداللہ بن محمد بن عمویہ سہروردی قدس سرہٗ	۵۲۵ھ/ 1131ء	بغداد
حضرت شیخ وجیہ الدین عمر بن محمد سہروردی قدس سرہٗ	۴۶۵ھ/ 1073ء	بغداد
حضرت شیخ معمر محمد بن عبداللہ قدس سرہٗ المعروف ''ابن عمویہ''	۳۷۳ھ/ 984ء	بغداد
حضرت شیخ احمد اسود بن یسار دینوری قدس سرہٗ	۳۶۷ھ/ 978ء	دینور (ایران)
حضرت خواجہ ممشاد علِو دینوری قدس سرہٗ	۲۹۹ھ/ 911ء	دینور
حضرت سیّد الطائفہ خواجہ جنید بن محمد بغدادی قدس سرہٗ	۲۹۷ھ/ 911ء	بغداد
حضرت خواجہ سَرِیّ بن مُغلّس سقطی قدس سرہٗ	۲۵۰ھ/ 864ء	بغداد
حضرت خواجہ معروف (اسدالدین بن فیروز) کرخی قدس سرہٗ	۲۰۰ھ/ 816ء	بغداد
حضرت خواجہ ابوسلیمان داؤد بن نصر طائی قدس سرہٗ	۱۶۵ھ/ 782ء	بغداد
حضرت خواجہ ابومحمد حبیب عجمی قدس سرہٗ	۱۵۶ھ/ 772ء	بصرہ
حضرت خواجہ حسن بن یسار بصری قدس سرہٗ	۱۱۰ھ/ 728ء	بصرہ
حضرت سیّدنا الامام حسن بن علی رضی اللہ عنہ	۵۰ھ/ 670ء	جنۃ البقیع
حضرت امیرالمؤمنین سیّدنا علی بن ابی طالبؓ	۴۰ھ/ 661ء	نجف اشرف
سیّدنا و مولانا محمّد رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ و علیٰ آلہٖ و سلّم	۱۱ھ/ 632ء	روضۂ رسول

www.rahimia.org

(16)

سلسلۂ عالیہ غزالیہ مغربیہ عیدروسیہ ولی اللّٰہیہ رحیمیہ

الٰہی بحرمت مشائخ عالی مقام قدس اللہ اَسرارہم

اسمائے گرامی مشائخ عظام	سنِ وفات	مدفن
حضرت مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ	۱۴۳۳/ 2012ء	لاہور
حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ	۱۴۱۲ھ/ 1992ء	رائے پوری
حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ	۱۳۸۲ھ/ 1962ء	ڈھڈیاں
حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ	۱۳۳۷ھ/ 1919ء	رائے پور
حضرت سیّد الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ	۱۳۱۷ھ/ 1899ء	جنۃ المعلیٰ
حضرت مولانا نصیرالدین دہلوی قدس سرہٗ	۱۲۵۶ھ/ 1840ء	ستھانہ (بُنیر)
حضرت الامام شاہ محمد اسحاق دہلوی قدس سرہٗ	۱۲۶۲ھ/ 1846ء	جنۃ المعلیٰ
حضرت الامام شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہٗ	۱۲۳۹ھ/ 1824ء	دہلی
حضرت الامام الفرد الجامع شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ	۱۱۷۶ھ/ 1763ء	دہلی
حضرت شیخ ابوطاہر محمد بن ابراہیم کردی مدنی قدس سرہٗ	۱۱۴۵ھ/ 1733ء	مدینہ منورہ
حضرت شیخ احمد بن محمد بن احمد نخلی مکی قدس سرہٗ	۱۱۳۰ھ/ 1718ء	جنۃ المعلیٰ
حضرت سیّد عبدالرحمٰن بن علی باعلوی حداد قدس سرہٗ	ھ/ ء	
حضرت سیّد عبداللہ بن علوی حداد قدس سرہٗ	ھ/ ء	
حضرت سیّد محمد بن علوی مکی قدس سرہٗ نزیل مکہ	ھ/ ء	
حضرت سیّد عبداللہ بن علی قدس سرہٗ صاحب زہد	ھ/ ء	
حضرت سیّد شیخ بن عبداللہ عیدروس حضرمی قدس سرہٗ	۹۹۰ھ/ 1582ء	احمد آباد
حضرت سیّد عبداللہ بن الشیخ قدس سرہٗ	ھ/ ء	
حضرت سیّد ابوبکر بن عبداللہ عیدروس صاحبِ عدن قدس سرہٗ	۹۱۴ھ/ 1508ء	

www.rahimia.org

حضرت سیّد قطب عفیف الدین عبداللہ عیدروس کبیر قدس سرہٗ	ھ/ ء	
حضرت سیّد عمر محضار بن سیّد عبدالرحمٰن قدس سرہٗ	۸۸۹ھ/ 1484ء	حضرموت
حضرت سیّد عبدالرحمٰن بن محمد سقاف قدس سرہٗ	ھ/	
حضرت سیّد محمد بن علی مولیٰ دویلہ قدس سرہٗ	ھ/	
حضرت سیّد علی بن علوی قدس سرہٗ	ھ/	
حضرت سیّد علوی بن محمد قدس سرہٗ	ھ/	
حضرت سیّد محمد بن علی، سیّد آلِ سادہ باعلوی حضرمی قدس سرہٗ	ھ/	
حضرت شیخ عبداللہ صالح مغربی قدس سرہٗ	ھ/	
حضرت شیخ المقتدیٰ ابومدین شعیب بن حسن مغربی قدس سرہٗ	۵۹۴ھ/ 1197ء	تلمسان
حضرت شیخ ابویعزیٰ قدس سرہٗ	ھ/	
حضرت شیخ علی بن حرزہم قدس سرہٗ	ھ/	
حضرت قاضی ابوبکر محمد ابن العربی اندلسی قدس سرہٗ	۵۴۳ھ/ 1148ء	فاس (الجزائر)
حضرت الامام حجۃ الاسلام ابوحامد محمد غزالی قدس سرہٗ	۵۰۵ھ/ 1112ء	طوس
حضرت امام الحرمین عبدالملک بن عبداللہ جوینی قدس سرہٗ	۴۷۸ھ/ 1085ء	نیشاپور
حضرت شیخ ابومحمد عبداللہ بن یوسف جوینی قدس سرہٗ	۴۳۸ھ/ 1047ء	نیشاپور
حضرت شیخ ابوطالب مکی محمد بن علی حارثی قدس سرہٗ	۳۸۶ھ/ 996ء	مکہ مکرمہ
حضرت شیخ ابوبکر محمد بن دلف شبلی قدس سرہٗ	۳۳۴ھ/ 946ء	بغداد
حضرت سیّد الطائفہ جنید بن محمد بغدادی قدس سرہٗ	۲۹۷ھ/ 911ء	بغداد
حضرت خواجہ سَرِیّ بن مُغلّس سقطی قدس سرہٗ	۲۵۰ھ/ 864ء	بغداد
حضرت خواجہ معروف (اسدالدین بن فیروز) کرخی قدس سرہٗ	۲۰۰ھ/ 816ء	بغداد
حضرت خواجہ ابوسلیمان داؤد بن نصر طائی قدس سرہٗ	۱۶۵ھ/ 782ء	بغداد
حضرت خواجہ ابومحمد حبیب عجمی قدس سرہٗ	۱۵۶ھ/ 772ء	بصرہ
حضرت خواجہ حسن بن یسار بصری قدس سرہٗ	۱۱۰ھ/ 728ء	بصرہ
حضرت الامام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۵۰ھ/ 670ء	جنۃ البقیع
حضرت امیر المؤمنین سیّدنا علی بن ابی طالبؓ	۴۰ھ/ 661ء	نجف اشرف
سیّدنا و مولانا محمّد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و علیٰ آلہٖ و سلّم	۱۱ھ/ 632ء	روضۂ رسول

(17)

سلسلۂ عالیہ کبرویہ ہمدانیہ مجددیہ ولی اللّٰہیہ رحیمیہ

الٰہی بحرمت مشائخ عالی مقام قدس اللہ اَسرارہم

اسمائے گرامی مشائخ عظام	سنِّ وفات	مدفن
حضرت مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ	۱۴۳۳/ 2012ء	لاہور
حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ	۱۴۱۲ھ/ 1992ء	رائے پور
حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ	۱۳۸۲ھ/ 1962ء	ڈھڈیاں
حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ	۱۳۳۷ھ/ 1919ء	رائے پور
حضرت سیّدالطائفہ حاجی امداداللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ	۱۳۱۷ھ/ 1899ء	جنۃ المعلیٰ
حضرت مولانا نصیرالدین دہلوی قدس سرہٗ	۱۲۵۶ھ/ 1840ء	ستھانہ (بُنیر)
حضرت الامام شاہ محمد اسحاق دہلوی قدس سرہٗ	۱۲۶۲ھ/ 1846ء	جنۃ المعلیٰ
حضرت الامام شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہٗ	۱۲۳۹ھ/ 1824ء	دہلی
حضرت الامام الفرد الجامع شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ	۱۱۷۶ھ/ 1763ء	دہلی
حضرت الامام شاہ عبدالرحیم دہلوی قدس سرہٗ	۱۱۳۱ھ/ 1719ء	دہلی
حضرت سیّد عبداللہ اکبرآبادی قدس سرہٗ	۱۰۹۹ھ/ 1688ء	اکبرآباد
حضرت شیخ آدم بن اسماعیل بنوری قدس سرہٗ	۱۰۵۳/ 1643ء	جنۃ البقیع
حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ	۱۰۳۴ھ/ 1664ء	سرہند
حضرت شیخ یعقوب صیرفی کشمیری قدس سرہٗ	۱۰۰۳ھ/ 1595ء	کشمیر
حضرت شیخ حسین خوارزمی قدس سرہٗ	ھ/ ء	
حضرت شیخ حاجی محمد بن صدیق خوشانی قدس سرہٗ	ھ/ ء	
حضرت شیخ شاہ علی بیداوزی قدس سرہٗ	ھ/ ء	
حضرت شیخ رشیدالدین محمد بیداوزی قدس سرہٗ	ھ/ ء	

www.rahimia.org

حضرت شیخ عبداللہ برزش آبادی قدس سرہٗ	ھ/	
حضرت شیخ اسحاق ختلانی قدس سرہٗ	ھ/ ء	
حضرت الامیر سیّد علی بن شہاب ہمدانی قدس سرہٗ	۷۸۶ھ/ 1384ء	ختلان
حضرت شیخ شرف الدین محمود بن عبداللہ مزوقانی قدس سرہٗ	ھ/	
حضرت شیخ علاؤ الدین بن احمد بن محمد سمنانی قدس سرہٗ	۷۳۶ھ/ 1336ء	سمنان
حضرت شیخ نورالدین عبدالرحمٰن کسرفنی اسفرائی قدس سرہٗ	۶۹۵ھ/ 1296ء	بغداد
حضرت شیخ جمال الدین احمد جُورفانی قدس سرہٗ	۶۶۹ھ/ 1271ء	جُورفان
حضرت شیخ رضی الدین علی بن سعید غزنوی لالہ قدس سرہٗ	۶۴۲ھ/ 1244ء	غزنی
حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ احمد بن عمر خوارزمی قدس سرہٗ	۶۱۸ھ/ 1221ء	خوارزم
حضرت شیخ عمار بن یاسر قدس سرہٗ	۵۸۲ھ/ 1186ء	
حضرت شیخ ابوالنجیب عبدالقاہر بن عبداللہ سہروردی قدس سرہٗ	۵۶۳ھ/ 1168ء	بغداد
حضرت شیخ عبداللہ بن محمد بن عمویہ سہروردی قدس سرہٗ	۵۲۵ھ/ 1131ء	بغداد
حضرت شیخ وجیہ الدین عمر بن محمد سہروردی قدس سرہٗ	۴۶۵ھ/ 1073ء	بغداد
حضرت شیخ محمد بن عبداللہ المعروف ابن عمویہ قدس سرہٗ	۳۷۳ھ/ 984ء	بغداد
حضرت شیخ احمد اسود بن یسار دینوری قدس سرہٗ	۳۶۷ھ/ 978ء	دینور
حضرت اقدس خواجہ ممشاد علو دینوری قدس سرہٗ	۲۹۹ھ/ 911ء	دینور
حضرت سیّد الطائفہ جنید بن محمد بغدادی قدس سرہٗ	۲۹۷ھ/ 911ء	بغداد
حضرت خواجہ سَرِیّ بن مُغلّس سقطی قدس سرہٗ	۲۵۰ھ/ 864ء	بغداد
حضرت خواجہ معروف (اسدالدین بن فیروز) کرخی قدس سرہٗ	۲۰۰ھ/ 816ء	بغداد
حضرت خواجہ ابوسلیمان داؤد بن نصر طائی قدس سرہٗ	۱۶۵ھ/ 782ء	بغداد
حضرت خوجہ ابوحبیب عجمی قدس سرہٗ	۱۵۶ھ/ 772ء	بصرہ
حضرت خواجہ حسن بن یسار بصری قدس سرہٗ	۱۱۰ھ/ 728ء	بصرہ
حضرت الامام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۵۰ھ/ 670ء	جنۃ البقیع
حضرت امیر المؤمنین سیّدنا علی بن ابی طالبؓ	۴۰ھ/ 661ء	نجف اشرف
سیّدنا و مولانا محمّد رسول اللہ	۱۱ھ/ 632ء	روضۂ رسول
صلّی اللہ علیہ و علیٰ آلہٖ و سلّم		مدینہ منورہ

www.rahimia.org

(18)

سلسلۂ عالیہ کبرویہ قدوسیہ امروہیہ رحیمیہ

الٰہی بحرمت مشائخ عالی مقام قدس اللہ اَسرارہم

اسمائے گرامی مشائخ عظام	سنِّ وفات	مدفن
حضرت مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ	۱۴۳۳ھ/ 2012ء	لاہور
حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ	۱۴۱۲ھ/ 1992ء	رائے پور
حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ	۱۳۸۲ھ/ 1962ء	ڈھڈیاں
حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ	۱۳۳۷ھ/ 1919ء	رائے پور
حضرت امام ربانی رشید احمد گنگوہی قدس	۱۳۲۳ھ/ 1905ء	گنگوہ (سہارنپور)
حضرت سیّد الطائفہ حاجی امداداللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ	۱۳۱۷ھ/ 1899ء	جنۃ المعلیٰ (مکہ مکرمہ)
حضرت میاں جیو نور محمد جھنجھانوی قدس سرہٗ	۱۲۵۹ھ/ 1843ء	جھنجھانہ (مظفرنگر)
حضرت حاجی عبدالرحیم ولایتی (پکھلی) شہید قدس سرہٗ	۱۲۴۵ھ/ 1830ء	طورومایار (مردان)
حضرت شاہ عبدالباری امروہی قدس سرہٗ	۱۲۲۶ھ/ 1811ء	امروہہ (یو۔ پی)
حضرت شاہ عبدالہادی بن محمد امروہی قدس سرہٗ	۱۱۹۰ھ/ 1776ء	امروہہ
حضرت شاہ عضدالدین بن حامد امروہی قدس سرہٗ	۱۱۷۲ھ/ 1757ء	امروہہ
حضرت شاہ محمد مکی جعفری امروہی قدس سرہٗ	۱۱۴۵ھ/ 1732ء	امروہہ
حضرت سیّد شاہ محمدی اکبر آبادی قدس سرہٗ	۱۱۰۷ھ/ 1696ء	اکبر آباد (آگرہ)
حضرت شیخ محبّ اللہ الٰہ آبادی قدس سرہٗ	۱۰۵۸ھ/ 1648ء	الٰہ آبادی (یو پی)
حضرت شیخ ابوسعید نعمانی گنگوہی قدس سرہٗ	۱۰۴۰ھ/ 1630ء	گنگوہ
حضرت شیخ نظام الدین بن عبدالشکور بلخی قدس سرہٗ	۱۰۳۵ھ/ 1626ء	بلخ (افغانستان)
حضرت شیخ جلال الدین بن محمود تھانیسری قدس سرہٗ	۹۸۰ھ/ 1572ء	تھانیسر (انڈیا)
حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ	۹۴۴ھ/ 1537ء	گنگوہ

www.rahimia.org

حضرت شیخ درویش محمد بن قاسم اوَدھی قدس سرہٗ	۹۰۴ھ/ 1499ء	اودھ
حضرت سیّد بڈھن علی بھڑائچی قدس سرہٗ	۸۸۰ھ/ 1475ء	بھڑائچ
حضرت سیّد اجمل بھڑائچی قدس سرہٗ	ھ/ ء	بھڑائچ
حضرت سیّد جلال الدین مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ	۷۸۵ھ/ 1384ء	اُچ شریف (بہاولپور)
حضرت شیخ حمیدالدین سمرقندی قدس سرہٗ	ھ/ ء	
حضرت شیخ شمس الدین بن محمد بن محمود بن ابراہیم بن ادھم	ھ/ ء	
حضرت شیخ عطایا خالدی قدس سرہٗ	ھ/ ء	
حضرت شیخ احمد مولانا قدس سرہٗ بن شمس الدین مفتی	ھ/ ء	
حضرت بابا کمال جندی قدس سرہٗ	ھ/ ء	
حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ احمد بن عمر خوارزمی قدس سرہٗ	۶۱۸ھ/ 1221ء	خوارزم
حضرت شیخ عمار بن یاسر قدس سرہٗ	۵۸۲ھ/ 1186ء	
حضرت شیخ ضیاءالدین ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی قدس سرہٗ	۵۶۳ھ/ 1168ء	بغداد
حضرت شیخ احمد غزالی قدس سرہٗ	۵۱۷ھ/ 1123ء	قزوین
حضرت شیخ ابوبکر نساج قدس سرہٗ	۴۸۷ھ/ 1094ء	طوس
حضرت شیخ ابوالقاسم علی بن عبداللہ کُرّگانی قدس سرہٗ	۴۵۰ھ/ 1058ء	گرگان
حضرت شیخ ابوعثمان سعید بن اسلام مغربی قدس سرہٗ	۳۷۳ھ/ 983ء	نیشاپور
حضرت شیخ ابوعلی الکاتب قدس سرہٗ	۳۴۶ھ/ 957ء	مصر
حضرت ابوعلی احمد بن محمد رودباری قدس سرہٗ	۳۲۲ھ/ 934ء	مصر
حضرت سیّد الطائفہ خواجہ جنید بن محمد بغدادی قدس سرہٗ	۲۹۷ھ/ 911ء	بغداد
حضرت خواجہ سَرِیّ بن مُغلّس سقطی قدس سرہٗ	۲۵۰ھ/ 864ء	بغداد
حضرت خواجہ معروف (اسدالدین بن فیروز) کرخی قدس سرہٗ	۲۰۰ھ/ 816ء	بغداد
حضرت خواجہ ابوسلیمان داؤد بن نصر طائی قدس سرہٗ	۱۶۵ھ/ 782ء	بغداد
حضرت خواجہ ابومحمد حبیب عجمی قدس سرہٗ	۱۵۶ھ/ 772ء	بصرہ
حضرت خواجہ حسن بن یسار بصری قدس سرہٗ	۱۱۰ھ/ 728ء	بصرہ
حضرت سیّدنا الامام حسن بن علی رضی اللہ عنہ	۵۰ھ/ 670ء	جنۃ البقیع
حضرت امیرالمؤمنین سیّدنا علی بن ابی طالبؓ	۴۰ھ/ 661ء	نجف اشرف
سیّدنا و مولانا محمّد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و علیٰ آلہٖ و سلّم	۱۱ھ/ 632ء	روضۂ رسول

www.rahimia.org

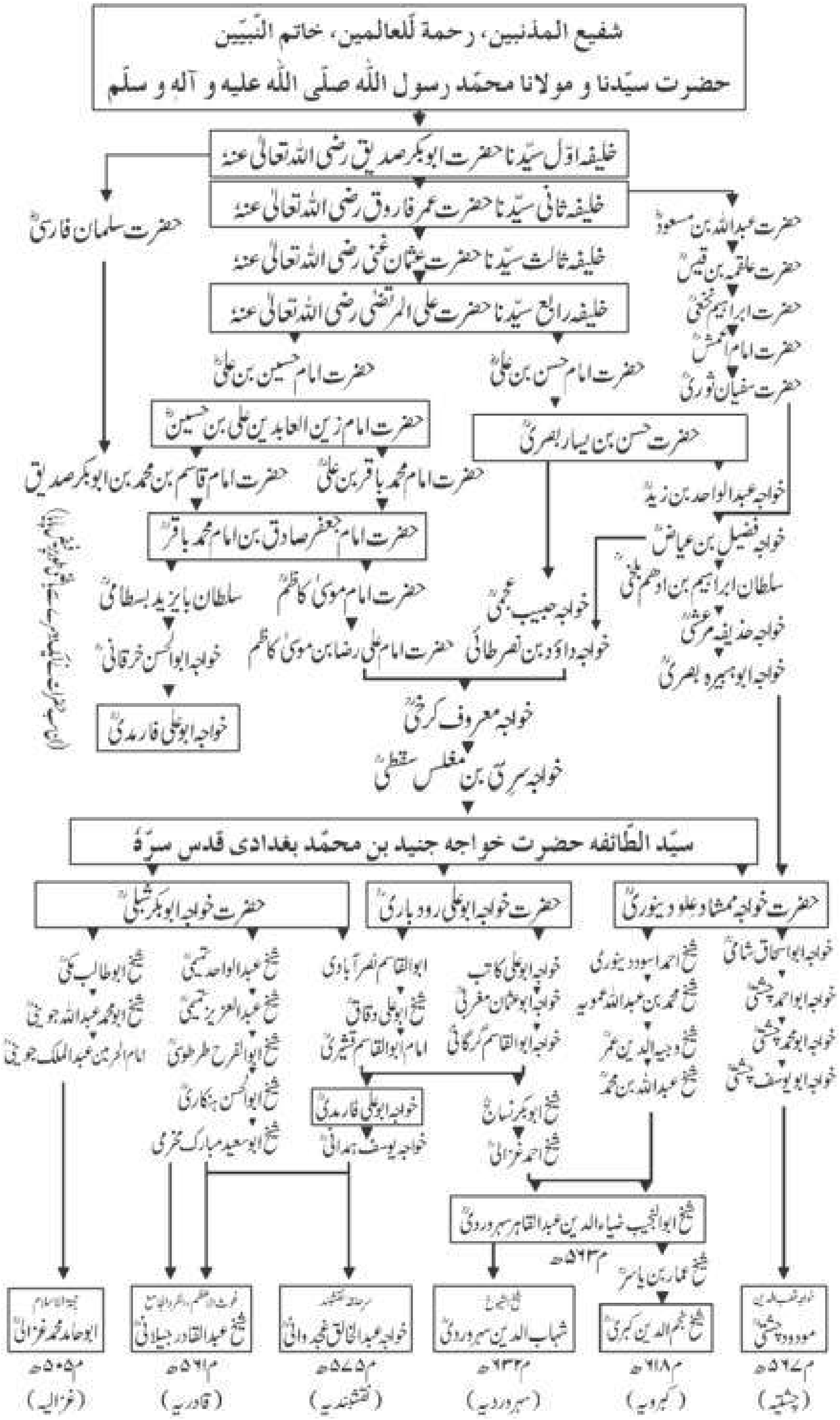

www.rahimia.org

سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ

o شعبۂ باقویہ o شعبۂ علائیہ o شعبۂ جامیہ

www.rahimia.org

سلسلۂ عالیہ قادریہ

o شعبۂ اکبریہ o شعبۂ کیتھلیہ o شعبۂ قدوسیہ مجددیہ

قطب الاقطاب، الغوث الاعظم، الفرد الجامع، شیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر بن ابی صالح جیلانی بغدادی قدس اللہ سرہ الاخفی

شیخ جمال الدین یونس بن یحییٰ ہاشمیؒ
شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ
شیخ عز احمد بن ابراہیم فاروقیؒ
شیخ عمر بن حسن مراغیؒ
شیخ شمس الدین محمد جزریؒ
شیخ کمال الدین محمدؒ
شیخ حافظ جلال الدین سیوطیؒ
شیخ عبد الوہاب شعرانیؒ
شیخ عبد القدوس شناویؒ
شیخ علی بن عبد القدوس شناویؒ
شیخ احمد بن علی شناویؒ
شیخ احمد بن محمد قشاشیؒ
شیخ ابراہیم کردی مدنیؒ
شیخ ابو طاہر محمد کردی مدنیؒ

سیّد تاج الدین عبد الرزاق جیلانیؒ
شاہ شرف الدین قتال بغدادیؒ
سیّد عبد الوہاب ینبوعیؒ
سیّد بہاؤ الدین کامل قندھاریؒ
سیّد شاہ عقیل کوکانیؒ
شاہ شمس الدین صحرائیؒ
سیّد ابو الحسن علی کشمیریؒ
شاہ گدا رحمٰن بن ابی الحسن اوّلؒ
سیّد شمس الدین عارفؒ
شاہ گدا رحمٰن ثانی سرحدیؒ
شاہ فضیل ٹھٹھویؒ

شاہ کمال الدین کیتھلیؒ

شاہ سکندر کیتھلیؒ
شیخ عبد الاحد سرہندیؒ

شیخ شمس الدین حدادؒ
شمس الدین علی افلحؒ
شیخ قطب الدین ابو الغیثؒ
شیخ ابو المکارم فاضلؒ
شیخ عبید بن ابو القاسمؒ
شیخ عبید بن عیسیٰؒ
سیّد جلال الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ
سیّد اجمل بہرائچیؒ
سیّد بڈھن علی علوی بہرائچیؒ
شیخ درویش بن محمد قاسم اودھیؒ

قطب عالم شاہ عبد القدوس گنگوہیؒ

شیخ رکن الدین گنگوہیؒ

شیخ جلال الدین بن محمود تھانیسریؒ
شیخ نظام الدین بن عبد الشکور بلخیؒ
شیخ ابو سعید نعمانی گنگوہیؒ
شیخ محب اللہ الٰہ آبادیؒ
شاہ محمدی اکبر آبادیؒ
شاہ محمد مکی جعفری امروہیؒ
شاہ عضد الدین بن حامد امروہیؒ
شاہ عبد الہادی بن محمد امروہیؒ
شاہ عبد الباری امروہیؒ

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ

حضرت سیّد آدم بن اسماعیل بنوریؒ

سیّد عبد اللہ اکبر آبادیؒ
حضرت الامام شاہ عبد الرحیم دہلویؒ

شاہ حبیب اللہ پشاوریؒ
(سلسلۂ غفوریہ رحیمیہ)

حجۃ اللہ فی الارض حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ قدس سرہٗ

سراج الہند حضرت الامام شاہ عبد العزیز دہلویؒ

حضرت الامام شاہ محمد اسحاق دہلویؒ
مولانا نصیر الدین دہلویؒ

حضرت سیّد احمد شہید رائے بریلویؒ

حضرت شاہ عبد الرحیم ولایتی شہیدؒ

میاں جیو نور محمد جھنجھانویؒ

سیّد الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ

www.rahimia.org

سلسلۂ عالیہ چشتیہ

o شعبۂ صابریہ o شعبۂ نظامیہ نصیریہ o شعبۂ نظامیہ سراجیہ

قطب الاقطاب، چراغ چشتیہ، خواجہ قطب الدین مودود چشتی قدس سرہٗ

حضرت خواجہ حاجی شریف الدین شریف زندنیؒ

حضرت خواجہ ابو منصور عثمان ہارونیؒ

سلطان الہند خواجہ غریب نواز خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری قدس سرہٗ

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی دہلوی قدس سرہٗ

شیخ الاسلام حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سرہٗ

خواجہ نظام الدین اولیاء دہلویؒ
شیخ سراج الدین عثمان اودھیؒ
شیخ علاؤ الحق پنڈوی بنگالیؒ
شیخ نور الحق نور قطب عالمؒ
شیخ حسام الدین مانک پوریؒ
سید راجی حامد شاہ مانک پوریؒ
شیخ حسن بن طاہر جونپوریؒ
شیخ جلال الحق قاضی خان ظفر آبادیؒ
شیخ عبد العزیز بحر مواج شکر بارؒ

مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیریؒ
شیخ شمس الدین ترک پانی پتیؒ
شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء پانی پتیؒ
شیخ احمد عبد الحق ردولویؒ
شیخ عارف بن احمد عبد الحق ردولویؒ
شیخ محمد بن عارف ردولویؒ

خواجہ نظام الدین اولیاء بدیوانیؒ
شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ
سید محمد حسینی گیسو دراز گلبرگیؒ — سید جلال الدین مخدوم جہانیاںؒ
شیخ صدر الدین اودھیؒ — سید اجمل بہرائچیؒ
شیخ ابن حکیم اودھیؒ — سید بدھن علی بہرائچیؒ
شیخ درویش بن محمد قاسم اودھیؒ

قطب عالم حضرت شاہ عبد القدوس گنگوہی قدس سرہٗ

شیخ جلال الدین بن محمود تھانیسریؒ
شیخ نظام الدین بن عبد الشکور بلخیؒ
شیخ ابو سعید نعمانی گنگوہیؒ
شیخ محب اللہ الٰہ آبادیؒ
شاہ محمدی اکبر آبادیؒ
شاہ محمد مکی جعفری امروہیؒ
شاہ عضد الدین بن حامد امروہیؒ
شاہ عبد الہادی بن محمد امروہیؒ
شاہ عبد الباری امروہیؒ

شیخ رکن الدین محمد گنگوہیؒ
شیخ عبد الاحد سرہندیؒ
حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ
سید آدم بن اسماعیل بنوریؒ
سید عبد اللہ اکبر آبادیؒ

سید جلال الدین اکبر آبادیؒ
سید بدر الدین اکبر آبادیؒ
سید عظمت اللہ اکبر آبادیؒ
شیخ قطب عالم بن عبد العزیزؒ
شاہ رفیع الدین محمد دہلویؒ

حضرت الامام شاہ عبد الرحیم دہلویؒ

حجۃ اللہ فی الارض حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ قدس سرہٗ

سراج الہند حضرت الامام شاہ عبد العزیز دہلویؒ

حضرت سید احمد شہید رائے بریلویؒ
حضرت شاہ عبد الرحیم ولایتی شہیدؒ
میاں جیو نور محمد جھنجھانویؒ

حضرت الامام شاہ محمد اسحاق دہلویؒ
مولانا نصیر الدین دہلویؒ

سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ

www.rahimia.org

سلسلۂ عالیہ سہروردیہ

o شعبۂ نجیبیہ o شعبۂ بہائیہ زکریہ

شیخ الشیوخ، حضرت شیخ شہاب الدین ابوحفص عمر بن محمد سہروردی قدس سرہٗ

شیخ الاجل شیخ نجیب الدین بزغشؒ
شیخ نور الدین عبدالصمد نطنزیؒ
شیخ حسام الدین تمشیریؒ
شیخ جمال الدین یوسف کورانیؒ
شیخ نور الدین عبدالرحمٰن مصریؒ
شیخ زین بن ابی بکر بن محمد خوافیؒ
شیخ علی بن محمد دمیاطی زلیانیؒ
شیخ شہاب احمدؒ
شیخ الاسلام زکریا محمد انصاریؒ
شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ
شیخ عبدالقدوس محمد قرشی شناویؒ
شیخ علی بن عبدالقدوس شناویؒ
شیخ احمد بن علی بن عبدالقدوس شناویؒ
شیخ صفی الدین احمد بن محمد قشاشیؒ
شیخ ابراہیم کردی مدنیؒ
شیخ ابوطاہر محمد بن ابراہیم کردیؒ

حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ
حضرت شیخ صدر الدین عارف ملتانیؒ
حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح ملتانیؒ

حضرت سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ

سید صدر الدین راجو قتال بخاریؒ
سید عبدالوہاب بن محمد بخاریؒ
شیخ عبدالعزیز عرف بحر مواج شکر بارؒ
سید جلال الدین اکبر آبادیؒ
سید بدر الدین اکبر آبادیؒ
سید عظمت اللہ اکبر آبادیؒ

حضرت الامام شاہ عبدالرحیم دہلویؒ

سید اجمل بہڑائچیؒ
سید بڈھن علی علوی بہڑائچیؒ
شیخ درویش بن محمد قاسم اودھیؒ
شاہ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ
شیخ جلال الدین بن محمود تھانیسریؒ
شیخ نظام الدین بن عبدالشکور بلخیؒ
شیخ ابوسعید نعمانی گنگوہیؒ
شیخ محب اللہ الٰہ آبادیؒ
سید شاہ محمد مکی اکبر آبادیؒ
شاہ محمد مکی جعفری امروہیؒ
شاہ عضد الدین بن حامد امروہیؒ
شاہ عبدالہادی بن محمد امروہیؒ
شاہ عبدالباری امروہیؒ

حجۃ اللہ فی الارض حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ قدس سرہٗ

سراج الہند حضرت الامام شاہ عبدالعزیز دہلویؒ

حضرت الامام شاہ محمد اسحاق دہلویؒ
مولانا نصیر الدین دہلویؒ

حضرت سید احمد شہید رائے بریلویؒ

حضرت شاہ عبدالرحیم ولایتی شہیدؒ

میاں جیو نور محمد جھنجھانویؒ

سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ

www.rahimia.org

سلسلۂ عالیہ کبرویہ

o شعبۂ نقشبندیہ o شعبۂ ہمدانیہ

شیخ المقتدیٰ نجم الحق والدین حضرت ابوالجناب احمد بن عمر بن محمد خوارزمی کبریٰ قدس سرہٗ

شیخ بابا کمال جندیؒ

شیخ احمد مولانا بن شمس الدین مفتیؒ

شیخ عطایا خالدیؒ
شیخ شمس الدین بن محمد
شیخ حمید الدین سمرقندیؒ
سیّد جلال الدین مخدوم جہانیاںؒ
سیّد اجمل بہرائچیؒ
سیّد بڈھن علی بہرائچیؒ
شیخ درویش محمد بن قاسم اودھیؒ
شاہ عبدالقدوس گنگوہیؒ
شیخ جلال الدین بن محمود تھانیسریؒ
شیخ نظام الدین بن عبدالشکور بلخیؒ
شیخ ابوسعید نعمانی گنگوہیؒ
شیخ محب اللہ الہٰ آبادیؒ
سیّد شاہ محمدی اکبرآبادیؒ
شاہ محمد مکی جعفری امروہیؒ
شاہ عضد الدین بن حامد امروہیؒ
شاہ عبدالہادی بن محمد امروہیؒ
شاہ عبدالباری امروہیؒ

شیخ سلطان الدینؒ
خواجہ بہاؤ الدین محمد نقشبندؒ
خواجہ علاؤ الدین عطار سمرقندیؒ
شیخ محقق شریف سیّد علی جرجانیؒ
شیخ حافظ نور الدین احمد طاؤسیؒ
شیخ تاج الدین عبدالرحمٰن گازرونیؒ
سیّد غضنفر بن جعفر نہروانیؒ

حضرت شیخ رضی الدین علی بن سعید لالہ غزنوی قدس سرہٗ

شیخ احمد رود باریؒ
شیخ عبدالرحمٰن شرقیؒ
شیخ شہاب دمشقیؒ
شیخ ابوعباس احمد الزاہدؒ
شیخ شمس محمد بن عمرو اسطیؒ
شیخ الاسلام زکریا انصاریؒ
شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ

شیخ عبدالقدوس شناویؒ
شیخ علی بن عبدالقدوس شناویؒ
شیخ احمد بن علی بن عبدالقدوس شناویؒ
شیخ صفی الدین احمد بن محمد قشاشیؒ
شیخ ابراہیم کردی مدنیؒ
شیخ ابوطاہر محمد بن ابراہیم کردیؒ

شیخ جمال الدین جوریانیؒ
شیخ نور الدین کسر فی اسفرائیؒ
شیخ علاؤ الدین سمنانیؒ
شیخ شرف الدین محمود مزوقانیؒ
حضرت الامیر سیّد علی ہمدانیؒ
شیخ اسحاق ختلانیؒ
شیخ عبداللہ برزش آبادیؒ
شیخ شاہ علی بیداوزیؒ
شیخ حاجی محمد بن صدیق جوشانیؒ
شیخ حسین خوارزمیؒ
شیخ یعقوب صیرفی کشمیریؒ
حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ
شیخ آدم بن اسماعیل بنوریؒ
سیّد عبداللہ اکبرآبادیؒ
حضرت الامام شاہ عبدالرحیم دہلویؒ

حجۃ اللہ فی الارض حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ قدس سرہٗ

سراج الہند حضرت الامام شاہ عبدالعزیز دہلویؒ

حضرت الامام شاہ محمد اسحاق دہلویؒ
مولانا نصیر الدین دہلویؒ

حضرت سیّد احمد شہید رائے بریلویؒ

حضرت شاہ عبدالرحیم ولایتی شہیدؒ
میاں جیو نور محمد جھنجھانویؒ

سیّد الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ

www.rahimia.org

سلسلۂ عالیہ غزالیہ مَدَنِیَہ

o شعبۂ مغاربہ o شعبۂ عیدروسیہ

شیخ، امام، حجۃ الاسلام ابو حامد محمد غزالی قدس سرہٗ العزیز

شیخ، فقیہ، حافظ، قاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ معافری المعروف ابن العربی اندلسیؒ

شیخ علی بن حرزہم قدس سرہٗ

شیخ ابو یعزیٰ قدس سرہٗ

قطب، شیخ المقتدیٰ، ابومدین شعیب بن حسن مغربی قدس سرہٗ

قطب شیخ ابو محمد عبداللہ صالح مغربی قدس سرہٗ

شعبۂ مغاربہ:

شیخ شریف ابو محمد تاجوریؒ

شیخ جماعۃ الطویل تامدیؒ

شیخ ابو عبداللہ عریانؒ

شیخ مغلطائی بن فلیحؒ

شیخ معمر محمد بن مخلص

شیخ الطریقہ سیدی صالح بن موسیٰ زواویؒ

شیخ الاسلام سیدی ابراہیم تازیؒ

شیخ، ولی کامل احمد مکی وبرانیؒ

شیخ محقق سعید بن مصریؒ

شیخ مفتی قدوۃ سعید بن ابراہیم جزائریؒ

شیخ عیسیٰ مغربیؒ

شعبۂ عیدروسیہ:

سید فقیہ مقدم محمد بن علی مغربیؒ

سید علوی بن محمد مغربیؒ

سید علی بن علوی مغربیؒ

سید محمد بن علی مولیٰ دویلہ

سید عبدالرحمٰن بن محمد سقاف

سید عمر محضار بن سید عبدالرحمٰنؒ

السید قطب عفیف الدین عبداللہ عیدروس کبیرؒ

سید ابوبکر بن عبداللہ عیدروس صاحب عدنؒ

سید عبداللہ بن الشیخ حضرمیؒ

سید شیخ بن عبداللہ عیدروس حضرمی احمد آبادیؒ

سید عبداللہ بن علی صاحب الزہدؒ

سید محمد بن علوی نزیل مکہؒ

سید عبداللہ بن علوی حدادیؒ

سید عبدالرحمٰن بن علی باعلویؒ

شیخ عبداللہ بن سالم بصریؒ — شیخ احمد نخلیؒ شیخ الحرم المکی

شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم کردی مدنیؒ

حجۃ اللہ فی الارض، الفرد الجامع، حکیم الاسلام، حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ قدس سرہٗ

www.rahimia.org

سلسلۂ عالیہ مجدّدیہ ولی اللّٰہیہ رحیمیہ رائے پوریہ

امامِ ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ

حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰؒ
خواجہ محمد حجۃ اللہ نقشبند ثانیؒ
خواجہ محمد زبیر نقشبندیؒ
خواجہ محمد ضیاء اللہ کشمیریؒ
شاہ محمد آفاق دہلویؒ

حضرت شیخ آدم بن اسماعیل بنوریؒ
شاہ حبیب اللہ پشاوریؒ
اخوند شاہ محمد مؤمن گگرویؒ
خواجہ محمد صدیق بُنیریؒ
اخوند حافظ محمد عمرزئیؒ
خواجہ محمد شعیب تورڈھیروی شہیدؒ
مولانا اخوند عبدالغفور سواتیؒ

حضرت حافظ سیّد عبداللہ اکبرآبادیؒ
حضرت الامام شاہ عبدالرحیم دہلوی قدس سرہٗ
حجۃ اللہ فی الارض، الفرد الجامع، حکیم الاسلام، حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلوی
سراج الہند، فرد جامع، حضرت الامام شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہٗ

الصدر الحمید حضرت الامام شاہ محمد اسحاق دہلویؒ
مولانا نصیر الدین دہلویؒ

الامیر الشہید حضرت سیّد احمد بریلویؒ
شاہ عبدالرحیم ولایتی شہیدؒ
میاں جی نور محمد جھنجھانویؒ

حضرت سیّد الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ العزیز

حجۃ الاسلام حضرت الامام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

امامِ ربانی، قطبِ صمدانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

قطب الوقت حضرت میاں عبدالرحیم سہارن پوریؒ

قطب العالم، حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ (بانی سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور)

قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ العزیز

قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ العزیز

قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ السعید

www.rahimia.org

اولیاء اللہ کا دنیا بھر میں فیضان

حضرات انبیاء علیہم السلام کے سچے جانشین اولیائے کرامؒ اور علمائے ربانیینؒ نے دنیا کے تقریباً ہر خطے میں دینِ اسلام کی سچی تعلیمات کے فروغ کے لیے کام کیا ہے۔ انھوں نے دینِ اسلام کی سماجی طاقت پیدا کرنے اور اس کے سیاسی نظام کے استحکام اور حکمران طبقوں کو درست زاویے پر رکھنے کے لیے کیسے کیسے دور دراز علاقوں میں جا کر انتھک جدوجہد کی ہے۔ ان نفوسِ قدسیہ کے قلوب میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے عشق ومحبت کی وَجہ سے انسان دوستی کا ایسا جذبہ پیدا ہوا، جو انھیں قریہ قریہ، بستی بستی لیے پھرتا رہا۔

یہ حضرات کس سرزمین میں پیدا ہوئے؟ کن مشائخ سے تربیت حاصل کی؟ پھر کس علاقے میں ان کا فیض پہنچا؟ اور کہاں مدفون ہوئے؟ یہ داستان تاریخ کے صفحات پر بکھری ہوئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان حضرات نے مجسم قرآن بن کر انسانیت کی خدمت اور اس کی ترقی و فلاحِ دارین کے لیے اپنا سب کچھ قربان کیا۔ یوں انسانی تاریخ میں امر ہو کر رہ گئے ہیں۔ انسانی ترقی کا تاریخی تسلسل انھی قلوبِ ذکیہ اور نفوسِ قدسیہ کی بدولت قائم ہے۔

گزشتہ صفحات میں بیان کردہ سلاسل عالیہ نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، غزالیہ، عیدروسیہ اور کبرویہ ہمدانیہ کے مشائخ کرامؒ کے مقابر اور مزارات جن شہروں میں ہیں، ان کا تذکرہ آئندہ صفحات میں کیا گیا ہے۔ اس حوالے سے ان شہروں اور مقامات کا ایک مختصر اشاریہ بھی مرتب کر دیا گیا ہے۔ بعض مشائخ کرام کی تاریخ ہائے وفات اور مدافن و مقابر کا ہمیں علم نہیں ہو سکا، اس کا ہمیں افسوس ہے۔

اللہ تعالیٰ ان حضرات اولیائے عظامؒ کی ارواحِ مبارکہ پر کروڑہا رحمتیں نازل فرمائے اور ان کے درجاتِ عالیہ کو مزید بلندی اور رفعت عطا فرمائے۔ اللہ پاک ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے انسان دوستی کے حوالے سے دینِ اسلام کے غلبے کا جذبہ اپنے اندر بیدار کریں۔ ان کے فکر و عمل اور فیوض و برکات سے مستفید ہو کر حق پر قائم رہنے کا جذبہ ہم میں پیدا ہو۔ آمین!

اشاریہ

مقابر و مزارات

اولیاء اللہ و مشائخ عظامؒ

www.rahimia.org

اجمیر شریف (ہندوستان)

مزار حضرت خواجہ معین الدین اجمیری چشتی قدس سرہٗ

ہندوستان کے صوبہ راجستھان کا مشہور شہر ''اجمیر شریف'' ہے۔ اس کی وجہ شہرت ہندوستان میں چشتیہ سلسلے کے بانی اور شریعت وطریقت و سیاست کے امام حضرت خواجہ خواجگان معین الدین حسن بن غیاث الدین سجزی اجمیری قدس سرہٗ ہیں۔ آپؒ خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ کے خلیفہ اجل اور جانشین ہیں۔ ان کے حکم سے آپؒ ماوراء النہر کے علاقے سے ہندوستان تشریف لائے۔ یہاں آتے ہوئے آپؒ اپنے دور کے مشاہیر مشائخ میں حضرت غوث الاعظم شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ اور شیخ نجم الدین کبریٰ قدس سرہٗ کی زیارت اور ان کے فیوض سے بھی سیراب ہوئے۔ ہندوستان میں اسلام کا غلغلہ آپؒ کی شبانہ روز محنتوں کے سبب ہوا۔ ہندوستان میں لاکھوں آدمی آپ کے دستِ حق پرست پر مسلمان ہوئے اور سلطان شہاب الدین غوری کو پرتھوی راج کے مقابلے پر فتح بھی آپؒ کی جدوجہد اور کاوشوں سے ہوئی۔

آپؒ کی وفات سلطان اَلتمش کے دور میں ۶ / رجب بروز سوموار کو ہوئی۔ آپؒ کے سن وفات میں مختلف اقوال ہیں۔ ۶۳۲ھ/ 1235ء، بعض کے نزدیک ۶۳۳ھ ۶۳۶ھ ہے۔ اجمیر شریف میں آپؒ کا مزار مبارک مرجع خاص و عام ہے۔(40)

احمد آباد (ہندوستان)

مزار حضرت سیّد شیخ بن عبداللہ حضرمی عیدروس قدس سرہٗ

ہندوستان کی ریاست گجرات کا دارالخلافہ ''احمد آباد'' ہے۔ ہندوستان کی تاریخ میں مسلم دور کے خوب صورت نقوش اس شہر میں بڑی تعداد میں دیکھنے کو ملیں گے۔ اس خوب صورت شہر میں ہمارے سلسلۂ غزالیہ عیدروسیہ کے بزرگ حضرت سیّد شیخ بن عبداللہ الحضرمی العیدروس قدس سرہٗ نے تقریباً 32 سال تک لاکھوں تشنگانِ قلوب کو سیراب کیا ہے۔ آپ یمن کے ''بتریم'' شہر میں ۹۱۳ھ/ 1507ء میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کو بہت سے مشائخ سے اجازت وخلافت حاصل ہے۔ بالخصوص اپنے والد حضرت سیّد عبداللہ بن الشیخ سے سلسلۂ غزالیہ عیدروسیہ میں ان کے جانشیں ہیں۔ آپؒ ۹۵۷ھ/ 1550ء میں عدن سے ہندوستان کے شہر احمد آباد میں تشریف لائے۔ آپؒ نے ایک طویل عرصہ یہاں قیام فرمایا اور اس سلسلے کا فیض عام کیا۔ آپؒ نے ہفتہ کی رات ۲۵ / رمضان المبارک ۹۹۰ھ/ 1582ء میں احمد آباد میں وفات پائی اور اسی جگہ آپؒ

کا مزار مبارک ہے۔ (41)

اُچ شریف (پاکستان)

اس شہر میں ہمارے سلسلے کے دو بزرگوں کے مزارات ہیں:

1۔ مزار حضرت سیّد جلال الدین بخاری عرف مخدوم جہانیاں جہان گشت قدس سرہٗ

پاکستان کے ضلع بہاول پور کی تحصیل احمد پور شرقیہ سے تھوڑے فاصلہ پر ''اُچ'' کے نام سے ایک قدیم ترین تاریخی شہر آباد ہے۔ سکندرِ اعظم علاقوں کو فتح کرتا ہوا اس شہر تک بھی پہنچا ہے۔ ویدک دھرم کے عروج کے دور میں یہ شہر تجارتی اور علمی اعتبار سے مرکزی حیثیت رکھتا تھا اور مسلمانوں کے دور میں اس کو نہایت عروج حاصل ہوا اور یہ مرکز علم و عرفان کہلایا۔ خاص طور پر سقوطِ بغداد اور تاتاریوں کے حملے کے بعد تمام مسلم علاقوں سے علما اور اولیائے کرام نے اس شہر کا رُخ کیا اور اپنے قدومِ میمنت لزوم سے اس کو آباد کیا۔

ہمارے قادریہ اور سہروردیہ سلسلے کے مشائخ میں حضرت سیّد جلال الدین بخاری عرف مخدوم جہانیاں جہان گشت قدس سرہٗ کا مولد و مدفن ''اُچ'' شریف ہے۔ آپؒ کے دادا حضرت مخدوم جلال الدین بخاری سرخ قدس سرہٗ خلیفہ حضرت شیخ خواجہ بہاؤالدین زکریا ملتانی ماوراء النہر کے شہر ''بخارا'' سے ہجرت کر کے پہلے ملتان تشریف لائے۔ پھر قلعہ بھکر نزد سکھر تشریف لے گئے اور آخر میں حضرت مخدوم سُرخ بخاری قدس سرہٗ نے ''اُچ'' شریف کو اپنا وطن بنالیا۔

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس سرہٗ ۱۴/ شعبان ۷۰۷ھ/ 8/ فروری 1308ء بروز جمعرات ''اُچ'' میں پیدا ہوئے۔ آپؒ قادریہ سلسلے میں حضرت شیخ عبید بن عیسیٰ قدس سرہٗ کے خلیفہ ہیں اور سہروردیہ سلسلہ میں حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی قدس سرہٗ کے پوتے حضرت شیخ رُکن الدین ابوالفتح ملتانی قدس سرہٗ کے خلیفہ اجل ہیں۔

آپؒ نے 78 سال کی عمر میں ۱۰/ ذی الحجہ ۷۸۵ھ/ 2/ فروری 1384ء بروز بدھ کو اس دارِ فانی سے انتقال فرمایا اور مزارِ مبارک ''اُچ شریف'' میں مرجع خاص و عام ہے۔

دہلی کے تغلق سلاطین بالخصوص سلطان محمد تغلق اور فیروز شاہ تغلق کو حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ سے بڑی عقیدت تھی۔ ان کے اصرار پر آپؒ اکثر دہلی کے اسفار فرمایا کرتے تھے۔ ہندوستان بھر میں آپؒ نے کثرت سے اسفار کیے۔ اسی وجہ سے ہی آپؒ ''جہاں گشت'' کے عرف سے مشہور ہوئے۔ ان کے اسفار میں کثرت سے قبائل اور خاندان حلقہ بگوش اسلام ہوتے تھے۔ (42)

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ کے ننھیالی اور راقم سطور کا ددھیالی قصبہ

www.rahimia.org

''سکروڈھ'' میں آباد راجپوت خاندان کے جدِ امجد مایاپوری (ہری دوار) کے راجہ دونی چند کا بڑا بیٹا راجہ ''بھوپت/ بھوپال'' حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کے دستِ حق پرست کے ہاتھ پر مسلمان ہوا تھا۔ حضرت مخدوم صاحبؒ نے ان کا نام ''جمال الدین'' رکھا اور کافی عرصہ اپنے ساتھ رکھ کر ان کی تربیت فرمائی اور سلطنت دہلی سے تعلق قائم کرایا۔ راؤ جمال الدین کے نام پر ہی ''جوالا پور'' کا قصبہ آباد ہوا۔ انھی کی اولاد ہردوار کے اردگرد کے قصبات سکروڈھ، کھیڑی وغیرہ میں آباد ہوئی۔(43)

2۔ مزار حضرت سیّد صدر الدین راجو قتال بخاری قدس سرہٗ

آپؒ حضرت سیّد جلال الدین بخاری عرف مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کے حقیقی بھائی اور سلسلۂ سہروردیہ میں ان کے خلیفہ ہیں۔ آپؒ کا انتقال ۸۲۷ھ/ 1424ء میں اُچ شریف میں ہوا۔ وہاں آپؒ کا مزار مرجع عام و خاص ہے۔

اسقرار (سبز، اُزبکستان)

مزار حضرت مولانا درویش محمد امکنگی قدس سرہٗ

ازبکستان کے علاقے ماوراء النہر کا ایک شہر ''سبز'' ہے، جسے کسی زمانے میں ''کیش'' بھی کہا جاتا تھا۔ اس شہر کا ایک موضع ''اسقرار'' ہے۔ اس جگہ حضرت مولانا درویش محمد امکنگی قدس سرہٗ (خلیفہ اور بھانجے حضرت مولانا محمد زاہد وخشی قدس سرہٗ) نے انتقال فرمایا۔ ۱۹رمحرم الحرام ۹۷۰ھ/ 20رستمبر 1562ء آپؒ کی تاریخ وفات ہے۔ ''اسقرار'' میں ہی آپ دفن ہوئے۔(44)

اکبر آباد (آگرہ، ہندوستان)

ہندوستان کے صوبہ یو۔ پی کے مشہور شہر ''اکبر آباد'' (آگرہ) میں ہمارے سلسلۂ مشائخ میں سے کئی بزرگ مدفون ہیں:

1۔ مزار حضرت سیّد شاہ محمدی اکبر آبادی قدس سرہٗ

آپ سلسلۂ چشتیہ قادریہ قدوسیہ کے بزرگ ہیں۔ آپؒ ۱۴ شوال ۱۰۲۱ھ/ 15ردسمبر 1612ء کو ہرگام ضلع سیتا پور میں پیدا ہوئے۔ آپؒ نے الٰہ آباد میں حضرت خواجہ محبّ اللہ الٰہ آبادیؒ سے تربیت اور خلافت حاصل کی۔ پھر امروہہ میں آپؒ نے خانقاہ بنائی۔ اس طرح یہ علاقہ آپؒ کے فیض سے مستفید ہوا۔

آپؒ کا انتقال ۳رجب ۱۱۰۷ھ/ 7رفروری 1696ء کو ''اورنگ آباد'' میں ہوا۔ انتقال کے بعد آپؒ کا تابوت ''اکبر آباد'' لایا گیا۔ یہاں ''محلّہ موتی کٹرہ'' میں آپؒ کا مزارِ مبارک ہے۔

www.rahimia.org

''قطب زمان ، رفت سوئے لالہ مکاں''

آپؒ کی تاریخ وفات ہے۔(45)

2۔ حضرت سیّد حافظ عبداللہ واسطیؒ اکبر آبادی قدس سرہٗ

آگرہ میں دوسرے بزرگ نقشبندیہ سلسلے کے ہیں۔ آپؒ حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے والد محترم شاہ عبدالرحیم دہلویؒ کے پیر و مرشد اور حضرت سیّد آدم بنوریؒ کے خلیفہ اجل ہیں۔ چناں چہ حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلوی ''انفاس العارفین'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''والد ماجد فرمایا کرتے تھے کہ جن دنوں اورنگ زیب عالمگیرؒ اکبر آباد میں تھے، میں میرزاہد ہروی محتسب لشکر سے کچھ اسباق پڑھتا تھا۔ اسی تقریب کے بہانے میں اپنے والد کے ہمراہ ''اکبر آباد'' آ گیا۔ سیّد عبداللہ بھی سیّد عبدالرحمٰن کی رفاقت کے سبب وہاں موجود تھے۔ وہاں انھیں عارضہ لاحق ہو گیا اور رحمتِ حق سے واصل ہوئے۔ انھوں نے وصیت کی تھی کہ

''مجھے مسکینوں کے قبرستان میں دفن کرنا، تاکہ کوئی پہچان نہ سکے۔''

چناں چہ لوگوں نے انھیں عام قبرستان میں ہی دفن کیا۔''(46)

آپ کی وفات ۱۱۰۶ھ/ 1694ء میں ہوئی۔(47)

3۔ شیخ سیّد جلال الدین بن صدرالدین حسینی اکبر آبادی متوکل قادریؒ

م ۱۰/ ذوالحج ۹۶۹ھ/ 11/ اگست 1562ء

4۔ شیخ بدرالدین بن جلال الدین حسینی اکبر آبادیؒ

م ۲۹/ ربیع الاوّل ۹۹۸ھ/ 5/ فروری 1589ء

5۔ حضرت شیخ عظمت اللہ بن شیخ بدرالدین اکبر آبادی

م ۱۰۸۴ھ/ 1673ء۔ آپؒ حضرت الامام شاہ عبدالرحیم دہلوی کے مرشدِ گرامی ہیں۔

6۔ حضرت سیّد امیر ابوالعلا بن ابوالوفا حسینی اکبر آبادیؒ

م ۹/ صفر ۱۰۶۱ھ/ یکم/ فروری 1651ء

7۔ حضرت ملا ولی محمد نارنولی اکبر آبادیؒ

م ۲۵/ شوال المکرّم ۱۰۵۷ھ/ 2/ نومبر 1649ء

8۔ حضرت خلیفہ میر ابوالقاسم اکبر آبادیؒ

م رمضان المبارک ۱۰۸۹ھ/ اکتوبر 1678ء

www.rahimia.org

آپؒ حضرت الامام شاہ عبدالرحیم دہلوی کے مرشدِ گرامی ہیں۔(48)

الٰہ آباد (ہندوستان)

مزار خواجہ محبّ اللہ الٰہ آبادی قدس سرہٗ

ہندوستان کے صوبہ یو۔ پی میں مشہور شہر ''الٰہ آباد'' ہے۔ اس میں چشتیہ سلسلے کے بزرگ خواجہ محبّ اللہ الٰہ آبادی نے خاصہ طویل عرصہ قیام فرمایا۔ تقریباً بیس سال فیض رسانی کے بعد ۹/ رجب ۱۰۵۴ھ یا ۱۰۵۸ھ/ 1644ء یا 1648ء بروز جمعرات کو غروبِ آفتاب کے وقت آپؒ کا انتقال ہوا۔ آپؒ کا مزارِ مبارک الٰہ آباد میں ہی ہے۔(49)

امروہہ (ہندوستان)

یو۔ پی ہندوستان کے مشہور شہر امروہہ میں ہمارے سلسلۂ چشتیہ اور قادریہ قدوسیہ کے چار مشائخ مدفون ہیں:

1۔ حضرت سیّد محمد مکی جعفری قدس سرہٗ

پہلے شیخ حضرت سیّد محمد مکی جعفری ہیں، جنہیں اپنے والد محترم سیّدی محمدی اکبر آبادی سے خلافت حاصل ہے۔ سیّد ی محمدی اکبر آبادی سے کچھ عرصہ اکبر آباد اور کچھ عرصہ امروہہ میں قیام فرمایا کرتے تھے۔ البتہ حضرت سیّد محمد مکی جعفریؒ نے مستقل امروہہ میں قیام فرمایا۔ آپؒ کا انتقال ۱۱/ رجب ۱۱۴۵ھ/ 29/ دسمبر 1732ء میں ہوا۔ آپ کا مزار بھی شجرات کے مطابق امروہہ میں ہے۔

2۔ حضرت شاہ عضدالدین بن شیخ حامد ہرگامی امروہی قدس سرہٗ

دوسرے بزرگ حضرت شاہ عضدالدین بن شیخ حامد ہرگامی امروہیؒ ہیں۔ آپؒ ۲۴/ رجب ۱۰۷۷ھ/ 20/ جنوری 1667ء کو امروہہ میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کو حضرت شیخ محمدی اکبر آبادی سے خلافت و اجازت حاصل ہے۔ وہ آپؒ کے حقیقی چچا بھی ہیں۔ پھر اپنے چچازاد بھائی حضرت شاہ محمد مکی جعفریؒ سے تکمیل ہوئی اور ان کے جانشین بنے۔ ۲۷/ رجب ۱۱۷۰ھ/ 4/ اپریل 1757ء کو تقریباً 95 سال کی عمر میں آپؒ کا وصال ہوا۔ امروہہ میں جامع مسجد کے قریب آپ کا مزار مبارک ہے۔

3۔ حضرت شیخ عبدالہادی بن محمد صدیقی قدس سرہٗ

تیسرے بزرگ حضرت شیخ عبدالہادی بن محمد صدیقی شیخ ہیں۔ آپ حضرت شاہ عضدالدین امروہیؒ کے خلیفہ ہیں۔ امروہہ میں محلّہ قریشیاں میں ۱۴/ رجب ۱۰۸۴ھ/ 25/ اکتوبر 1673ء بروز بدھ پیدا

ہوئے۔ آپؒ اکثر سفر میں رہا کرتے تھے۔ آخر میں ''بریلی'' شہر میں موضع ''کھائی کھیڑہ'' میں قیام فرمایا۔ اسی عرصہ میں مؤرخہ ۱۴/ رمضان المبارک ۱۱۹۰ھ/ 27/ اکتوبر 1776ء بروز جمعہ کو انتقال فرمایا۔ تدفین ''بریلی'' میں ہوئی، لیکن رمضان کے بعد آپؒ کا تابوت امروہہ منتقل کیا گیا اور اب امروہہ میں شیخ ظہور اللہ صدیقی کے باغ میں مزار مبارک ہے۔

4۔ حضرت شاہ عبدالباری بن شیخ ظہور اللہ صدیقی امروہی قدس سرہٗ

امروہہ میں مدفون چوتھے بزرگ حضرت شاہ عبدالباری بن شیخ ظہور اللہ صدیقی امروہی ہیں۔ آپؒ اپنے دادا محترم حضرت شیخ عبدالہادی قدس سرہٗ کے خلیفہ اور جانشین ہیں۔ ان کے بعد چشتیہ سلسلے کا فیضان آپؒ سے ہوا۔ ۲۸/ محرم یا ۱۱/ شعبان ۱۲۲۶ھ/ 1811ء بروز جمعہ کو آپ کا وصال ہوا۔ امروہہ میں اپنے دادا کے مزار کے قریب ہی آپ کا مزار مبارک ہے۔(50)

امکنہ (بخارا)

مزار حضرت مولانا خواجگی امکنگی قدس سرہٗ

وسطی ایشیائی ریاستوں میں سے ''اُزبکستان'' میں قدیم علاقہ ''ماوراء النہر'' کا مشہور شہر ''بخارا'' ہے۔ ، امکنہ (الف کے کسرہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔) بخارا کے قریب واقع دیہات میں سے ایک بستی کا نام ہے۔ ہندوستان میں نقشبندیہ سلسلہ کے بانی حضرت الامام خواجہ محمد باقی عرف خواجہ ''باقی باللہ'' قدس سرہٗ کے پیرومرشد حضرت مولانا خواجگی امکنگی اس بستی میں رہا کرتے تھے۔ آپؒ کو اپنے والدِ محترم خواجہ درویش محمد قدس سرہٗ سے خلافت حاصل تھی۔ نقشبندی سلسلے کے امام حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ سے لے کر حضرت مولانا خواجگی قدس سرہٗ تک نقشبندی سلسلہ کے مشائخ علاقہ ماوراء النہر میں رہے ہیں۔ حضرت مولاناؒ کا نام ''خواجگی'' ہے۔ ''امکنہ'' میں آپؒ کی خانقاہ کا فیض دور دور تک پھیلا ہے۔

نوے سال کی عمر میں آپ نے ۱۰۰۸ھ/ 1600ء میں وفات پائی۔ آپ کا مزارِ مبارک قریہ ''امکنہ'' بخارا میں ہے۔(51)

اَوَدھ (ایودھیا، یوپی، انڈیا)

ہندوستان کے صوبہ یوپی کا ایک معروف و مشہور شہر ہے۔ اس کے بارے میں آئینِ اکبری میں لکھا ہے:

''قدیم زمانے میں اس کی آبادی 148 کوس طول میں اور 26 کوس عرض میں پھیلی ہوئی

www.rahimia.org

تھی۔ یہ شہر ہندوستان کی بہت بڑی و قدیم تیرتھ ہے۔ سوادِ شہر میں زمین کھودنے سے سونا نکلتا ہے۔ یہ شہر راجہ رام چندر کا مسکن تھا۔ رام چندر تریتا دور کے ظاہری و باطنی ہر دو عالم کے مشہور پیش وا اور فرماں روا مانے جاتے تھے۔ شہر کے قریب دو قبریں ہیں، جو سات اور چھ گز لمبی ہیں۔ عام طور پر مشہور ہے کہ یہ قبریں حضرت شیثؑ و ایوب پیغمبرؑ کے مزار ہیں اور ان قبروں کی بابت عجیب وغریب فسانے مشہور ہیں۔"(52)

اس شہر میں ہمارے سلسلۂ چشتیہ نظامیہ امروہیہ کے چار بزرگوں کے مزارات ہیں:

1۔ حضرت شیخ صدرالدین اَودھی قدس سرہٗ؛ م ۸۶۰ھ/ 1456ء
(خلیفہ حضرت سیّد محمد حسینی گیسودراز گلبرگویؒ)

2۔ حضرت شیخ علاؤالدین اَودھیؒ قدس سرہٗ؛ م ۸۸۹ھ/ 1484ء
(خلیفہ حضرت شیخ صدرالدین اَودھیؒ)

3۔ حضرت شیخ ابن حکیم اَودھیؒ قدس سرہٗ؛ م ۹۰۱ھ/ 1496ء
(پیر ومرشد حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ)

4۔ حضرت شیخ درویش محمد بن قاسم اَودھی قدس سرہٗ؛ م ۹۰۴ھ/ 1499ء

بالاکوٹ (پاکستان)

1۔ حضرت الامیر الشہید سیّد احمد بریلوی قدس سرہٗ

پاکستان کے صوبہ خیبر پختون خواہ کے ضلع مانسہرہ کی ایک تحصیل بالاکوٹ ہے۔ یہ شہر وادئ کاغان کو جانے والے راستے پر واقع ہے۔ یہ وہ تاریخی مقام ہے، جہاں ہندوستان کی تحریکِ آزادی کے عظیم مجاہد حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلوی اور حضرت الامام شاہ عبدالعزیز دہلوی کی تحریک ولی اللّٰہی کے اپنے دور کے رہنما حضرت الامیر الشہید سیّد احمد بریلوی قدس سرہٗ نے معرکہ جہاد میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ یہ معرکہ جہاد ۲۷ / ذی قعدہ ۱۲۴۶ھ/ 9/ مئی 1831ء کو ہوا۔ آپؒ نے میدانِ جہاد میں دادِ شجاعت دیتے ہوئے آزادی کی شمع کو اپنے خون سے روشن کیا۔ آپؒ کا مقامِ شہادت بالاکوٹ شہر کے قریب بڑی شہرت رکھتا ہے۔ البتہ آپؒ کے جسم مبارک کی بالاکوٹ میں تدفین کے حوالے سے ایک روایت موجود ہے، لیکن صاحبِ کشف بزرگوں کے مطابق سیّد صاحب یہاں نہیں ہیں۔

2۔ حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید قدس سرہٗ

حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے پوتے اور حضرت شاہ عبدالغنی دہلویؒ کے صاحبزادے حضرت شاہ

محمد اسماعیل شہیدؒ بھی بالاکوٹ میں ہی دشمن فوج سے لڑتے ہوئے ۱۲۴۶ھ/ 1831ء میں شہید ہوئے۔ ان کا مزارِ مبارک بھی بالاکوٹ شہر کے قریب ایک مرتفع پہاڑی پر ہے، جس سے ہر دم فیوضات و انوارات جاری رہتے ہیں۔

بخارا (اُزبکستان)

مزار حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ

بخارا وسطی ایشیائی ریاستوں میں سے ''اُزبکستان'' کا مشہور شہر ہے۔ قدیم زمانہ میں یہ علاقہ ''ماوراء النہر'' کہلاتا تھا۔ دریائے جیحون (آمو) کے مشرقی کنارے کا علاقہ ''ماوراء النہر'' کہلاتا ہے، جب کہ مغربی علاقے کو خراسان کہا جاتا تھا۔

سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے بانی حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ کی خانقاہ ''قصرِ عارفاں'' قدیم شہر بخارا سے ایک فرسنگ کے فاصلے پر تھی۔ آج کل یہ مقام شہر بخارا میں داخل ہے۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کے یہاں قیام سے پہلے اس مقام کو ''کوشک ہندواں'' کہا جاتا تھا۔ پھر ''قصرِ عارفاں'' مشہور ہوگیا۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کا وِصال ۳؍ ربیع الاوّل ۷۹۱ھ/ یکم؍ مارچ 1389ء بروز سوموار کو ''قصرِ عارفاں'' میں ہوا۔ آپؒ کا مزار مبارک بخارا شہر میں ہے۔(53)

بسطام (ایران)

مزار سلطان العارفین ابویزید طیفور بن عیسیٰ بسطامی قدس سرہٗ

بسطام ایرانی خراسان میں ایک شہر ہے، جو ''البرز'' کے پہاڑوں سے نیچے اُترتے ہوئے واقع ہے۔ قرونِ وسطیٰ میں یہ ایک بڑا تجارتی شہر تھا۔ اس کے سیب کسی زمانے میں بڑی شہرت رکھتے تھے، جو عراق کی منڈیوں میں لے جائے جاتے تھے۔(54)

سلطان العارفین ابویزید طیفور بن عیسیٰ بسطامی قدس سرہٗ اسی شہر کے رہنے والے ہیں۔ یہ سب سے پہلے بزرگ ہیں، جن کے اقوال سے مذہب ''فناء'' اور ''نظریۂ وحدۃ الوجود'' کا استدلال کیا گیا۔ ۱۵؍ شعبان ۲۶۱ھ/ 25؍ مئی 875ء کو آپؒ کا انتقال ہوا۔ بسطام شہر کے وسط میں آپؒ کا مقبرہ واقع ہے۔(55)

بصرہ (عراق)

بصرہ آج کل ملک عراق کا بڑا مشہور شہر ہے۔ اس کی شہرت قدیم زمانے سے ہی چلی آرہی ہے۔ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۷ھ/ 638ء میں اس شہر کی بنیاد رکھی تھی۔ تابعینؒ کے دور

www.rahimia.org

میں دین اسلام کے بنیادی فکر کا بڑا مرکز قرار پایا۔ بعد کے ادوار میں بھی یہاں سے علم وعرفان کا بڑا فیضان ہوا۔(56)

اس شہر میں ہمارے مشائخ میں سے چار بزرگ مدفون ہیں:

1۔خواجہ حسن بن یسار بصری قدس سرہٗ

ہمارے تقریباً تمام سلاسل کے سردار مشہور تابعی حضرت الامام خواجہ حسن بن یسار بصری قدس سرہٗ کا زیادہ تر قیام بصرہ میں ہی رہا۔ آپؒ حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہٗ کے تربیت یافتہ اور اپنے زمانے میں موجود صحابہؓ کے فیض یافتہ ہیں۔ اکثر سلاسل تصوف کا فیضان آپؒ کی ذاتِ مبارک سے ہی ہوا۔

آپؒ کا انتقال ہشام بن عبدالملک کے دورِ حکومت میں یکم/رجب ۱۱۰ھ/ 9/نومبر 728ء میں نواسی 89 سال کی عمر میں ہوا۔ بصرہ میں آپ کا مزار مبارک ہے۔

2۔حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید ابوالفضل قدس سرہٗ

بصرہ میں دوسرے بزرگ سلسلۂ چشتیہ کے سرخیل حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید ابوالفضل قدس سرہٗ قیام پذیر رہے۔ آپؒ خواجہ حسن بصری قدس سرہٗ کے اجل خلفا میں سے تھے۔ آپؒ کی وفات بعض کے نزدیک ۲۷/صفر ۱۷۰ھ/ 30/اگست 786ء ہے۔ بعض حضرات نے آپؒ کا سن وفات ۱۷۶ / ۱۷۷ھ / ۱۷۸ھ / ۱۸۶ھ بھی لکھا ہے۔ آپؒ کا مزار مبارک بھی بصرہ میں ہے۔

3۔حضرت خواجہ ابومحمد حبیب عجمی قدس سرہٗ

اسی طرح بصرہ میں نقشبندیہ، قادریہ اور سہروردیہ سلسلے کے سرخیل اور حضرت خواجہ حسن بصری قدس سرہٗ کے اجل خلیفہ حضرت خواجہ ابومحمد حبیب عجمی قدس سرہٗ کا بھی قیام رہا۔

آپؒ کا انتقال ۱۵۶ھ/ 772ء میں ہوا۔ آپ کا مزار مبارک بھی بصرہ میں ہے۔

4۔حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی قدس سرہٗ

چوتھے بزرگ چشتیہ سلسلے کے حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی قدس سرہٗ ہیں۔ ان کے بارہ میں یہ کہا جاتا ہے کہ آپؒ کا مزار مبارک بصرہ میں ہے۔

آپؒ کا انتقال ۱۴/۲۴شوال ۲۰۲ھ/ 817ء میں ہوا۔ لیکن امام شعرانی نے آپ کی وفات ۲۰۷ھ/ 822ء لکھی ہے۔ بعض نے اَور اقوال بھی نقل کیے ہیں۔(57)

5۔حضرت خواجہ ابوہبیرہ بصریؒ

ان کا انتقال ۲۸۷ھ/ 900ء میں ہوا۔

بغداد (عراق)

عراق کا مشہور شہر اور اس کا دارالخلافہ ہے۔ بنوعباس کے دورِ حکومت میں اسے شہرت ملی۔ خلیفہ منصور عباسی نے اسے گول دائرے کی صورت میں بنایا اور اس کا نام ”مدینة الاسلام“ رکھا تھا۔ اس قدیم اور تاریخی شہر میں بڑے اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین مدفون ہیں۔ کیوں کہ ایک طویل عرصے تک یہ شہر شریعت، طریقت اور سیاست کا مرکز علم و عرفان و حکمت رہا ہے۔(58)

ہمارے تقریباً تمام سلاسل کے بزرگانِ دین کے اجل خلفا کے مزارات اس شہر میں ہیں۔ چناں چہ اس شہر کے مختلف مقامات پر درجِ ذیل بزرگوں کے مزارات مبارکہ مرجع عام و خاص ہیں:

1۔ حضرت الامام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق قدس سرہٗ؛ م رجب ۱۸۳ھ/ اگست 799ء

2۔ حضرت خواجہ ابوسلیمان داؤد بن نصر طائی قدس سرہٗ؛ م ۱۶۵ھ/ 782ء

3۔ حضرت خواجہ معروف کرخی قدس سرہٗ؛ م ۲۰۰ھ/ 816ء

4۔ حضرت خواجہ سرّی سقطی قدس سرہٗ؛ م ۲۵۰ھ/ 864ء

5۔ سیّد الطائفہ حضرت الامام خواجہ جنید بغدادی قدس سرہٗ؛ م ۲۹۸ھ/ 911ء

6۔ حضرت خواجہ ابوبکر محمد بن دُلف شبلی قدس سرہٗ؛ م ۳۳۴ھ/ 946ء

7۔ حضرت شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز تمیمی قدس سرہٗ؛ م ۴۲۵ھ/ 1034ء

8۔ شیخ عبدالعزیز بن الحارث تمیمیؒ؛ م ۳۷۱ھ/ 982ء

9۔ حضرت شیخ الاسلام ابوالحسن علی ہنکاری قدس سرہٗ؛ م ۴۸۶ھ/ 1093ء

10۔ حضرت شیخ ابوسعید مبارک بن علی مخرمی قدس سرہٗ؛ م ۵۱۳ھ/ 1119ء

11۔ حضرت شیخ معمر محمد بن عبداللہؒ المعروف ”ابن عمویہ“؛ م ۳۷۳ھ/ 984ء

12۔ حضرت شیخ وجیہ الدین عمر بن محمد سہروردیؒ؛ م ۴۶۵ھ/ 1073ء

13۔ حضرت شیخ عبداللہ بن محمد بن عمویہ سہروردیؒ؛ م ۵۲۵ھ/ 1131ء

14۔ سیّد الاولیا، غوث الاعظم، حضرت الامام سیّد محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ؛ م ۵۶۱ھ/ 1166ء

15۔ حضرت سیّد تاج الدین عبدالرزاق جیلانی قدس سرہٗ (صاحبزادہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ) م ۶ر شوال ۶۰۳ھ/ 6رمئی 1207ء۔

16۔ حضرت شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی قدس سرہٗ؛ م ۵۶۳ھ/ 1168ء

www.rahimia.org

17۔ حضرت شیخ سہروردیؒ کے خلیفہ حضرت الشیخ شہاب الدین عمر بن محمد سہروردی قدس سرہٗ ؛ م ۶۳۲ھ/ 1235ء

18۔ شیخ نورالدین عبدالرحمٰن کسرفنی اسفرائی قدس سرہٗ ؛ م ۶۹۵ھ/ 1296ء(59)

بلخ (افغانستان)

مزار حضرت شیخ نظام الدین بن عبدالشکور بلخی قدس سرہٗ

قرونِ وسطیٰ میں بلخ، خراسان کا عظیم الشان شہر تھا۔ اسد بن عبداللہ نے اسے خراسان کا دارالحکومت بنایا تھا۔ آج کل یہ افغانستان کا ایک چھوٹا شہر ہے۔(60)

اس شہر میں ہمارے سلسلۂ قادریہ اور چشتیہ قدوسیہ کے بزرگ حضرت شیخ نظام الدین بن عبدالشکور بلخی قدس سرہٗ کا قیام رہا۔ آپؒ کا فیض اس جگہ سے بہت خوب ہوا۔

آپؒ کی وفات ۸؍ رجب ۱۰۲۴ھ یا ۱۰۳۵ھ/ 1615ء یا 1626ء کو ہوئی۔ آپؒ کا مزار بلخ میں مرجع خاص و عام ہے۔(61)

بمبئی (ہندوستان)

مزار حضرت سیّد بہاؤالدین کامل قندھاری قدس سرہٗ

''بمبئی'' ہندوستان کا مشہور شہر ہے۔ اس شہر میں ہمارے قادریہ مجددیہ سلسلے کے بزرگ حضرت سیّد بہاؤالدین کامل قندھاری قدس سرہٗ کا قیام رہا۔ آپؒ کا انتقال ۷۰۲ھ/ 1302ء میں ہوا اور بمبئی میں آپ دفن ہوئے۔(62)

بھڑائچ (یوپی، انڈیا)

ہندوستان کے صوبہ یوپی کا ایک اہم شہر بھڑائچ ہے۔ ''آئین اکبری'' میں لکھا ہے کہ یہ صوبہ اودھ کا بہت بڑا شہر ہے۔ یہ شہر دریائے سرو کے کنارے آباد ہے۔ اس کا سواد بہت دل کشا ہے اور اس میں متعدد باغ ہیں۔ سالار مسعود غازی اور رجب سالار اسی علاقے میں مدفون ہیں۔ عوام مسلمان اس شہر کو بے حد متبرک جانتے ہیں۔ سالار مسعود غازی سلطان محمود غزنوی کے قریبی عزیز سمجھے جاتے ہیں، جب کہ رجب سالار فیروز شاہ تغلق کے والد ہیں۔(63)

اس شہر میں ہمارے سلسلۂ چشتیہ نظامیہ امروہیہ کے دو بزرگوں کے مزارات ہیں:

1۔ حضرت سیّد بڈھن بھڑائچیؒ ؛ م ۸۸۰ھ/ 1475ء

www.rahimia.org

2۔ حضرت سیّد اجمل بن امجد بھڑاپچیؒ

بیشاؤنی (بُنیر، پاکستان)

مزار حضرت خواجہ حافظ محمد صدیق بنیری قدس سرہٗ

صوبہ خیبر پختون خواہ میں ضلع بُنیر کی تحصیل پیر بابا سے دو میل کے فاصلے پر ایک موضع کا نام ''بیشاؤنی'' ہے۔ یہ علاقہ پہلے قدیم ریاست سوات میں داخل تھا۔ اس جگہ سلسلۂ قادریہ نقشبندیہ مجددیہ کے شیخ حضرت اخوند عبدالغفور سواتی کے دادا پیر شیخ المشائخ حضرت خواجہ حافظ محمد صدیق بنیری قدس سرہٗ نے اپنی خانقاہ قائم فرمائی۔ اس خانقاہ سے لاکھوں لوگوں نے اپنے دل کا علاج پایا۔ آپؒ اپنے وقت میں سلاسل عالیہ قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ، سہروردیہ، کبرویہ کے قطب الارشاد تھے۔

آپؒ کا انتقال ۷؍شعبان ۱۱۸۹ھ/ 4؍اکتوبر 1775ء بروز جمعرات کو ایک سو آٹھ 108 سال کی عمر میں ہوا۔ آپؒ کا مزار مبارک حضرت سیّد علی غواص ترمذی المعروف ''پیر بابا'' کے مزار سے آگے تقریباً دو میل کے فاصلے پر گاؤں بیشاؤنی میں واقع ہے۔ اس گاؤں کو بشوانڑ، بچاؤنی اور بچاؤنڑی بھی کہا جاتا ہے۔(64)

پاک پتن (پاکستان)

مزار حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر فاروقی قدس سرہٗ

یہ شہر آج کل پنجاب کا ضلعی صدر مقام ہے۔ یہ ایک قدیم تاریخی شہر ہے۔ پہلے اس کا نام ''اجودھن'' تھا اور دریائے ستلج کے بالکل کنارے پر واقع تھا۔ مغل بادشاہ اکبر اعظم نے اس کا نام ''پاک پتن'' رکھا۔(65)

یہ شہر ہمارے سلسلۂ چشتیہ کے مشہور بزرگ حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر فاروقی قدس سرہٗ کا مرکزِ فیض ہے۔ اس پورے علاقے کی بہت سی اَقوام آپ کے فیض سے مشرف بہ اسلام ہوئیں۔ ہندوستان میں اسلام کو لوگوں کے قلوب میں راسخ کرنے میں آپؒ کی ہمہ جہتی جدوجہد کو بڑا دخل ہے۔ آپؒ اپنے دور میں شریعت، طریقت اور سیاست کے امام تھے۔ آپؒ کے خلفا کی تعداد ستر ہزار 70,000 کے قریب بتلائی جاتی ہے۔ مشہور و معروف خلفا کی تعداد 584 ہے۔ حضرت خواجہ علاؤالدین علی احمد صابر کلیَری قدس سرہٗ —— جن سے سلسلہ چشتیہ صابریہ چلا —— اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ —— جن سے سلسلہ چشتیہ نظامیہ چلا —— آپؒ کے دو انتہائی مشہور خلفا ہیں۔

آپؒ نے پانچ محرم الحرام ۶۶۴ھ/ 17؍اکتوبر 1265ء بروز منگل کو پاک پتن میں وفات پائی۔

www.rahimia.org

''تاریخ فرشتہ'' میں ۶۶۰ھ/ 1262ء آپ کا سن وفات لکھا ہے۔ آپؒ کا مزار مبارک پاک پتن میں مرجع خاص و عام ہے۔(66)

پانی پت (ہریانہ، ہندوستان)

ہندوستان کے صوبہ ہریانہ کا مشہور شہر ''پانی پت'' ہے۔ یہ بھی ایک تاریخی شہر ہے۔ اس شہر میں ہمارے سلسلے کے دو بزرگوں کے مزارات ہیں:

1۔ حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی قدس سرہٗ

یہ شہر ہمارے سلسلۂ چشتیہ صابریہ کے بزرگ حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی قدس سرہٗ کا مرکز فیض تھا۔ آپؒ حضرت شیخ علاؤالدین صابر کلیری قدس سرہٗ کے اکلوتے خلیفہ تھے۔ بعض حضرات کے بہ قول آپؒ کو اپنے دادا پیر حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر قدس سرہٗ سے بھی اجازت حاصل ہے۔

آپؒ کا انتقال پانی پت میں ۲۹ر شعبان ۷۱۵ھ/ 27ر دسمبر 1315ء میں ہوا اور مزار مبارک پانی پت میں مشہور ہے۔

2۔ حضرت شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء قدس سرہٗ

پانی پت میں دوسرے بزرگ حضرت شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء کا مزار مبارک بھی ہے۔ آپؒ حضرت شیخ شمس الدین ترک قدس سرہٗ کے خلیفہ اجل ہیں۔ آپؒ کا انتقال ستر سال کے عمر میں ۱۳ر ربیع الاول ۷۶۵ھ/ 20ر دسمبر 1363ء کو ہوا۔ آپؒ کا مزار مبارک بھی پانی پت میں مرجع عام و خاص ہے۔(67)

پشاور (پاکستان)

یہ شہر پاکستان کے صوبہ خیبر پختون خواہ کا دارالحکومت ہے۔ اس شہر میں ہمارے سلسلے کے دو مشائخ کے مزارات ہیں:

1۔ حضرت شیخ حبیب اللہ بن سعد اللہ پشاوری قدس سرہٗ

اس شہر میں سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے شیخ اکمل حضرت شیخ حبیب اللہ بن سعد اللہ پشاوری قدس سرہٗ کی مشہور خانقاہ تھی۔ آپؒ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کے خلیفہ اجل حضرت شیخ سیّد آدم بنوری قدس سرہٗ کے اجل خلفا میں سے ہیں۔

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کو سلسلۂ عالیہ قادریہ نقشبندیہ مجددیہ میں حضرت شیخ سیّد آدم بنوری قدس سرہٗ کے دو خلفا کے سلاسل سے اجازت اور خلافت حاصل ہے:

www.rahimia.org

الف: ایک حضرت شیخ سیّد حافظ عبداللہ اکبر آبادی قدس سرہٗ کا سلسلہ جو حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ کے دادا پیر ہیں۔ ولی اللّٰہی نقشبندی سلسلہ انھی سے چلا آتا ہے۔

ب: دوسرے حضرت شاہ حبیب پشاوری ہیں۔ ان کے خلفا کا سلسلہ حضرت خواجہ اخوند عبدالغفور سواتیؒ تک پہنچتا ہے۔ ان کے خلیفہ حضرت میاں عبدالرحیم سہارن پوری قدس سرہٗ سے حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کو اجازت حاصل ہے۔

حضرت شاہ حبیب اللہ پشاوری قدس سرہٗ نے ۱۰۵۳ھ/ 1643ء سے ۱۰۹۳ھ/ 1682ء تک تقریباً چالیس سال تک پشاور میں بے شمار لوگوں کو فیض یاب فرمایا۔

آپؒ نے ۱۳ر صفرالمظفر ۱۰۹۳ھ/ 21ر فروری 1682ء سوموار کی رات کو وصال فرمایا۔ آپؒ کی تاریخ وفات ''شیخِ ما مکمل بود'' (۱۰۹۳) سے نکلتی ہے۔ آپؒ کا مزار مبارک پشاور شہر کے محلّہ تہکال میں وزیر باغ روڈ پر ایک قدیم قبرستان میں ہے۔ سرد چاہ دروازہ پرانی کا کشال سے مزار تک سیدھا راستہ جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ایک مسجد ہے۔ آپؒ کی حیاتِ مبارکہ میں اس کے ساتھ ہی آپ کی خانقاہ بھی تھی۔ جس کے کھنڈرات اور صدر دروازہ پرانی یاد تازہ کرتے ہیں۔

2۔ حضرت سیّد شاہباز مہمند قدس سرہٗ

پشاور میں دوسرے بزرگ حضرت شاہ حبیب قدس سرہٗ کے خلیفہ اور جانشین حضرت سیّد شاہباز مہمند قدس سرہٗ ہیں۔ آپؒ نے اپنے شیخ کے بعد آپؒ کی خانقاہ کو آباد رکھا۔

آپؒ کا وِصال ۱۱۴۶ھ/ 1733ء میں ہوا۔ آپؒ کا مزار حضرات اقدس شاہ حبیب قدس سرہٗ کے قدموں میں مشرق کی جانب ہے۔ یعنی ''سرد چاہ دروازہ'' سے باہر وزیر باغ کے مغربی گوشے میں حضرت سیّد حسن گیلانیؒ کے مزار مبارک سے آگے ہے۔ (68)

پنڈوہ (بنگال) ہندوستان

پنڈوہ آج کل ہندوستان کے صوبہ بنگال کے ضلع مالدہ کا مشہور قصبہ ہے۔ قدیم زمانے میں صوبہ بنگال کا دارالخلافہ ''گوڑ'' تھا۔ اس سے سات میل کے فاصلے پر ''پنڈوہ'' واقع ہے۔ اس شہر میں ہمارے سلسلے کے دو بزرگوں کے مزرات ہیں:

1۔ شیخ حضرت علاءُالحق بنگالی قدس سرہٗ

اس شہر میں سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ سراجیہ کے مشہور شیخ حضرت علاءُالحق بنگالی قدس سرہٗ خلیفہ حضرت سراج الدین عثمان اَوَدھی قدس سرہٗ کی خانقاہ تھی۔ بنگال میں اس سلسلے کا فیض بہت کثرت سے ہوا۔ وہاں

www.rahimia.org

اسلام کی نشر واشاعت میں اس سلسلے کے مشائخ کی کاوشیں بڑی اہم ہیں۔

حضرت شیخ علاؤالحق بنگالیؒ کا انتقال ۸۰۰ھ/ 1397ء میں اس جگہ ہوا اور یہیں آپؒ کی زیارت گاہ مرجع خاص و عام ہے۔

2۔حضرت قطب العالم نورالحق المعروف ''نورِقطبِ عالم'' قدس سرہٗ

اسی جگہ حضرت علاؤالحق بنگالیؒ کے صاحبزادے اور خلیفہ اول حضرت قطب العالم نورالحقؒ المعروف ''نورقطب عالم'' کا قیام بھی رہا۔آپؒ بہت اونچی نسبت کے بزرگ تھے۔ پنڈوہ مرکز سے پورے بنگال میں آپؒ سے بہت فیض پھیلا۔اس کے علاوہ انھوں نے بنگال میں سیاسی معاملات میں بھی بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ چوں کہ آپ سلطان غیاث الدین کے ہم درس تھے، اس حوالے سے بنگال میں اسلام کے پھیلاؤ کے لیے جس زبردست سیاسی شعور کی ضرورت تھی، آپؒ نے بڑی حکمتِ عملی سے کام کیا۔ یوں بڑی دیر تک بنگال میں اسلام کے پھیلاؤ کا کام ہوتا رہا۔

آپؒ نے ۸۱۳ھ/ 1410ء میں وفات پائی۔بعض تاریخ نگاروں نے ۸۱۸ھ/ 1415ء تاریخ وفات لکھی ہے۔آپؒ کا مزار مبارک بھی پنڈوہ میں ہے۔آپؒ کے بیٹے شیخ فضل اللہ المعروف ''قاضی شاہ'' پنڈوہ میں ہی آپؒ کے جانشین ہوئے۔(69)

تلمسان (الجزائر)

مزارحضرت مقتدیٰ ابومدین شعیب بن حسن مغربی قدس سرہٗ

تلمسان، الجزائر کا مشہور شہر ہے اور ریاست تلمسان کا دارالحکومت ہے۔ چشموں اور باغات کی وجہ سے کافی شہرت رکھتا ہے۔ اس شہر نے مرابطین کے عہد ۱۰۸۱ھ/ 1670ء تا ۱۱۴۴ھ/ 1731ء میں ترقی کی اورعلوم و فیوض کا مرکز قرار پایا۔

اس شہر میں ہمارے سلسلہ غزالیہ مَـدْیَنَہ مغربیہ عیدروسیہ کے عظیم بزرگ اور شیخ حضرت مقتدیٰ ابومدین شعیب بن الحسن مغربی قدس سرہٗ نے آخر زمانہ میں قیام فرمایا۔ شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ نے اپنے مشائخ میں آپؒ کی نسبتِ عالی کی بہت تعریف کی اورآپ کو''شیخ مغرب'' اور''شیخ الشیوخ'' کے لقب سے یاد کیا ہے۔ صاحبِ نفحات الانس نے ان کا سن وفات ۵۹۰ھ لکھا ہے۔(70) جب کہ المنجد فی الاعلام میں آپؒ کا سن وفات ۵۹۴ھ/ 1197ء ہے۔آپؒ نے تلمسان میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔(71)

www.rahimia.org

تورڈھیر (مردان، پاکستان)

مزار حضرت مولانا اخوند خواجہ محمد شعیب تورڈھیروی قدس سرہٗ

پاکستان کے صوبہ خیبر پختون خواہ کے ضلع مردان کی تحصیل صوابی کا ایک موضع ''تورڈھیر'' ہے۔ یہاں حضرت اخوند شیخ عبدالغفور سواتی قدس سرہٗ کے پیر و مرشد، شیخ المشائخ حضرت مولانا اخوند خواجہ محمد شعیب تورڈھیروی قدس سرہٗ کا قیام رہا۔ آپؒ مجاہد فی سبیل اللہ اور شریعت، طریقت اور سیاست کے امام تھے۔ آپؒ کے دادا حضرت مولانا اخوند محمد رفیق قندھاریؒ احمد شاہ ابدالی کے ہمراہ افغانستان سے ہندوستان آئے تھے۔ پانی پت کے معرکے میں آپؒ اور آپؒ کے چھ صاحبزادے شریک تھے۔

پانی پت سے واپسی پر آپؒ ضلع مردان میں قیام پذیر ہوگئے۔ یہاں حضرت خواجہ محمد شعیب تورڈھیروی قدس سرہٗ پیدا ہوئے۔ آپؒ کو حضرت حافظ محمد عمرزئی قدس سرہٗ سے خلافت اور اجازت حاصل ہوئی۔ آپ نے تقریباً 32 سال تک لاکھوں تشنگان کو فیض یاب فرمایا۔ آپؒ جہاں شریعت اور طریقت کے شناور تھے، وہاں انگریز سامراج اور سکھوں کے خلاف جہاد میں بھی بھرپور حصہ لیتے رہے۔ آپ نے بہ نفس نفیس جہاد میں حصہ لیا۔

آپؒ نے تصوف پر ایک اہم کتاب ''مرأت الاولیاء'' تحریر فرمائی، جسے 2001ء میں مرکز تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد نے بڑے اہتمام سے شائع کیا ہے۔

آخری معرکہ جہاد ۱۲۴۸ھ/ 1832ء میں نوشہرہ کے قریب ہوا۔ مجاہدین کے ہمراہ عبدالصمد خان اور پیرزادہ سیّد محمد اکبر شاہ ترمذیؒ — جو حضرت پیر بابا بنیری احمد اللہؒ کی اولاد میں سے تھے — شریک تھے اور خواجہ صاحبؒ کے ہمراہ والیٔ افغانستان دوست محمد خان کی فوج بھی تھی۔ جب کہ مقابلے پر خود مہاراجہ رنجیت سنگھ اور جنرل لارڈ اور جنرل وینٹورا تھے۔ اس جنگ میں حضرت خواجہ قدس سرہٗ شدید زخمی ہوگئے۔ تین دن کے بعد ۱۶/ رجب ۱۲۴۸ھ/ 14/ مارچ 1832ء کو آپؒ نے شہادت پائی۔ آپؒ کا مزار مبارک موضع تورڈھیر میں ہے۔(72)

تھانیسر (کرکشیتر، ہریانہ، ہندوستان)

مزار حضرت شیخ جلال الدین بن محمود عمری تھانیسری قدس سرہٗ

ہندوستان کے صوبہ ہریانہ کا مشہور شہر ''تھانیسر'' ہے۔ جسے کسی زمانے میں ''کرکشیتر'' کہا جاتا تھا۔ یہ بڑا تاریخی شہر ہے۔ یہاں ہمارے چشتیہ سلسلے کے بڑے شیخ حضرت شیخ جلال الدین بن محمود عمری تھانیسری

www.rahimia.org

قدس سرہٗ کا مرکز فیض تھا۔ آپؒ حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ کے خلیفہ اوّل اور جانشین تھے اور جلیل القدر بزرگان دین میں سے ہیں۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ نے ۲۵/۱۵/۱۴ ذی الحجہ ۹۸۰ھ/ 1572ء بروز جمعہ کو وصال فرمایا۔ آپؒ کا مزار مبارک تھانیسر میں ہے۔(73)

جبلہ (شام)

مزار حضرت سلطان ابراہیم بن ادھم قدس سرہٗ

جبلہ ملک شام میں ساحل سمندر پر واقع ایک شہر ہے، جو شام کے شمال مغرب کے ضلع لاذقیہ میں واقع ہے۔ اس شہر میں حضرت سلطان ابراہیم بن ادھم کا مزار مبارک ہے۔

ان کا انتقال ۱۶۱ھ/ 778ء میں بحیرۂ روم بازنطینیوں کے مقابلے پر ایک بحری حملے میں ہوا۔ وہاں سے ان کا تابوت شام کے ساحل پر لایا گیا اور انھیں اس شہر میں دفن کیا گیا۔(74)

جنّت البقیع (مدینہ منورہ)

جنت البقیع، مدینہ منورہ کا مشہور قبرستان ہے۔ یہاں کثیر تعداد میں صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور اکابرین اُمتؒ کے مزارات ہیں۔ جنت البقیع میں ہمارے سلسلے کے درج ذیل مشائخ کے مزاراتِ مبارکہ ہیں:

1۔ حضرت امیر المؤمنین امام حسن بن علی رضی اللہ عنہٗ؛ م ۵۰ھ/ 670ء

2۔ حضرت الامام زین العابدین علی بن حسین؛ م ۹۴ھ/ 713ء

3۔ حضرت امام جعفر صادق بن حضرت امام محمد باقر قدس سرہٗ؛ م رجب ۱۴۸ھ/ اگست 765ء

4۔ حضرت الامام محمد باقر بن امام زین العابدین علی بن حسینؓ؛ م ذوالحجہ ۱۱۴ھ/ جنوری 733ء

5۔ حضرت سیّد آدم بن اسماعیل حسینی بنوری قدس سرہٗ؛ م ۱۰۵۳ھ/ 1643ء (خلیفہ اجل حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ) بھی اسی جگہ مدفون ہیں۔ آپؒ کا مزار مبارک امیر المؤمنین سیّدنا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے مزار کے قریب ہے۔(75)

6۔ حضرت شیخ ابوطاہر محمد بن ابراہیم کردیؒ؛ م رمضان ۱۱۴۵ھ/ 1733ء

7۔ حضرت شیخ ابراہیم کردی؛ م ۱۱۰۱ھ/ 1690ء

8۔ حضرت شیخ صفی الدین احمد بن محمد قشاشیؒ؛ م ۱۹/ ذوالحجہ ۱۰۷۱ھ/ 15/ اگست 1661ء

9۔ حضرت شیخ احمد بن علی شِنّاویؒ؛ م ۱۰۲۸ھ/ 1619ء(76)

10۔ حضرت شیخ علی بن عبدالقدوس شِنّاویؒ؛ م ۱۰۱۱ھ/ 1603ء

جنّت المَعْلیٰ (مکہ مکرمہ)

مکہ مکرمہ کے مشہور قبرستان کا نام ''جنّت المَعْلیٰ'' ہے۔ اس مقبرے میں بھی ہمارے سلاسل کے درجِ ذیل مشائخ عظام مدفون ہیں:

1۔ حضرت خواجہ فضیل بن عیاض قدس سرہٗ؛ م ۱۸۷ھ/ 802ء

2۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ؛ م ۶۱۷ھ/ 1220ء

(پیر و مرشد حضرت خواجہ معین الدین اجمیری قدس سرہٗ۔)(77)

3۔ حضرت الامام شاہ محمد اسحاق بن محمد افضل دہلوی قدس سرہٗ

آپؒ ۱۱۹۷ھ/ 1783ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپؒ نے ایک طویل عرصے تک ولی اللّٰہی تحریک کی قیادت ہندوستان میں رہ کر فرمائی۔ جب انگریز سامراج نے یہاں کام کرنا مشکل کر دیا تو آپؒ نے اپنا مرکز مکہ مکرمہ میں منتقل کر دیا۔ چناں چہ ۱۲۵۸ھ/ 1842ء میں آپؒ مکہ مکرمہ ہجرت کر گئے اور وہاں ۱۲۶۲ھ / 1846ء میں عام وبا کے دوران روزے کی حالت میں اس دارِ فانی سے آپ نے وصال فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک ''جنّت المَعْلیٰ'' میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے مقبرے کے قریب ہے۔

بعض حضرات حضرت شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ اور حضرت شاہ محمد اسحٰق دہلویؒ کے بارے میں یہ شعر پڑھا کرتے تھے: ع (78)

برائے رہبری قومِ فُسّاق
دوبارہ آمد اسماعیلؒ و اسحاقؒ

(فاسق فاجر قوم کی رہبری کے لیے دوبارہ حضرت اسماعیل و اسحاق آئے ہیں۔)

3۔ سیّد الطائفہ حضرت الامام حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ

آپؒ شریعت، طریقت اور سیاست کے امام ہیں۔ آپؒ نے ولی اللّٰہی تحریک کے اگلے دور میں 1857ء کی جنگِ آزادی میں شاملی ضلع مظفر نگر کے محاذ پر انگریز سامراج کے خلاف جہاد کیا۔ آپؒ کے عزیز ترین ساتھی حضرت حافظ محمد ضامن شہید اسی معرکۂ جہاد میں شہید ہوئے۔ آپؒ کے ساتھ اس معرکۂ جہاد میں حضرت الامام مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہٗ اور حضرت الامام مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ نے بھی حصہ لیا تھا۔ اس جہاد کے بعد انگریز کے جبر و آمریت نے شدت اختیار کیا تو آئندہ کی حکمتِ عملی بنانے کے لیے آپؒ نے ۱۲۷۶ھ/ 1859ء میں مکہ مکرمہ ہجرت کر لی۔ پہلے آپؒ ''صفا'' کے قریب اقامت پذیر رہے۔ پھر ''حارۃ الباب'' میں منتقل ہو گئے۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کو

آپؒ نے اسی جگہ اجازت اور خلافت سے سرفراز فرمایا۔

آپؒ نے بدھ کے دن ۲/ جمادیٰ الاخریٰ ۱۳۱۷ھ/ 8/ اکتوبر 1899ء کو وصال فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک ''جنّت المَعلٰی'' میں مولانا رحمت اللہ کیرانوی کے مزار کے قریب ہے۔(79)

جھنجھانہ (ضلع مظفر نگر)

مزار حضرت شیخ العارف میاں جیو نور محمد جھنجھانوی قدس سرہٗ

یو۔ پی ہندوستان کے ضلع مظفر نگر میں جنگِ آزادی 1857ء کا مرکز جہادِ ''شاملی'' کا شہر ہے۔ جو سہارن پور سے دہلی جانے والی ''دہلی روڈ'' پر واقع ہے۔ شاملی سے تقریباً 15 کلومیٹر کے فاصلے پر قصبہ جھنجھانہ واقع ہے۔ یہ قصبہ سیّد الطائفہ حضرت الامام حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ کے پیرو مرشد حضرت شیخ العارف میاں جیو نور محمد جھنجھانوی قدس سرہٗ کا مولد و مدفن ہے۔ حضرت موصوف کے اجداد سلطان شہاب الدین غوری کے عہدِ حکومت میں عراق سے دہلی آئے اور وہاں سے اس قصبے میں منتقل ہوگئے۔ آپ کی ولادت ۱۲۰۱ھ/ 1786ء کو ہوئی اور 59 سال کی عمر میں ۴/ رمضان المبارک ۱۲۵۹ھ/ 29/ ستمبر 1843ء بروز جمعہ کو وفات ہوئی۔ آپ کا مزار مبارک قصبہ جھنجھانہ میں مرجع خاص و عام ہے۔(80)

چشت (افغانستان)

افغانستان کے شہر ہرات کے قریب ایک قصبہ کا نام ''چشت'' ہے۔ سلسلۂ چشتیہ کے بانی حضرت خواجہ ابواسحاق شریف الدین چشتی قدس سرہٗ کا مولد ہے۔ اگرچہ آپؒ کا مزار مبارک عکہ (فلسطین) میں ہے، لیکن آپؒ کے سلسلے کے درجِ ذیل خلفا کے مزارات قصبہ چشت میں ہیں اور مرجع خلائق ہیں:

1۔ حضرت خواجہ ابواحمد ابدال چشتی قدس سرہٗ؛ م ۳/ جمادیٰ الاخریٰ ۳۵۵ھ/ 27/ مئی 966ء

2۔ خواجہ ابومحمد بن ابی احمد چشتی قدس سرہٗ؛ م ۴/ ربیع الاوّل ۴۱۱ھ/ 28/ جون 1020ء

3۔ خواجہ ابویوسف بن سمعان چشتی قدس سرہٗ؛ م ۳/ رجب ۴۵۹ھ/ 21/ مئی 1067ء

4۔ حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی قدس سرہٗ؛ م شروع رجب ۵۲۷ھ/ مئی 1133ء(81)

کہتے ہیں دنیا میں چشتیہ سلسلے کے دو مراکز ''چشت'' کے نام سے ہیں:

ایک تو یہ مذکورہ بالا قصبہ ہے، جو افغانستان میں ہے۔

دوسرا پاکستان کے صوبہ پنجاب میں ضلع بہاول نگر کا سب ڈویژن (تحصیل) ہے۔ یہ حضرت خواجہ فریدالدین مسعود گنج شکر قدس سرہٗ کے پوتے حضرت خواجہ تاج الدین سرور شہید قدس سرہٗ کا مرکزِ فیض رہا ہے۔ اس کا قدیمی نام ''چشت'' تھا، جو بدلتے ہوئے آج کل ''چشتیاں'' ہوگیا۔ پھر بعد میں سلسلۂ چشتیہ

www.rahimia.org

نظامیہ کے بزرگ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی قدس سرہٗ کا مرکزِ فیض بھی یہاں رہا۔ یہ دونوں حضرات اور ان کے خلفا اس جگہ کثرت سے مدفون ہیں۔

چغانیاں (ترکمانستان)

مزار حضرت خواجہ علاؤالدین محمد بن عطار نقشبندی قدس سرہٗ

ترکمانستان میں دریائے جیحون (آمو) کے کنارے ایک علاقے کا نام ''چغانیاں'' ہے، جسے عربی میں ''صغانیاں'' لکھا گیا ہے۔ اسی نام کا ایک مشہور شہر بھی ہے۔ یہ شہر قتیبہ بن مسلم نے ۸۶ھ/ 705ء میں فتح کر کے اسلامی سلطنت میں شامل کیا۔ چغانیاں ''خاندانِ چغانیاں'' کی حکومت کا دارالسلطنت بھی رہا ہے۔ اس خاندان کے کئی حکمرانوں نے 955ء کے بعد تقریباً سو سال تک اس علاقے پر حکومت کی ہے۔(82)

اس شہر میں ہمارے نقشبندی سلسلے کے بزرگ حضرت خواجہ علاؤالدین محمد بن عطار قدس سرہٗ (داماد اور خلیفہ بانی سلسلۂ نقشبندیہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ) نے ۱۸ر رجب المرجب ۸۰۲ھ/ 1400ء میں عشا کی نماز کے بعد وفات پائی۔ حضرت خواجہ ابن عطار کا مزارِ مبارک ''چغانیاں'' میں مرجع خلائق ہے۔(83)

ختلان (کولاب، تاجکستان)

مزار حضرت امیر کبیر سیّد علی بن شہاب بن محمد ہمدانی قدس سرہٗ

تاجکستان میں دریائے جیحون کے بالائی حصے میں ایک شہر ''ختلان'' کے نام سے آباد رہا ہے۔ یہاں کے حکمرانوں کو ''ختلان شاہ'' کہا جاتا رہا ہے۔ بدخشان کے قریب یہ شہر واقع ہے۔ اس شہر میں ہمارے سلسلۂ عالیہ کبرویہ ہمدانیہ کے عظیم شیخ حضرت امیر کبیر سیّد علی بن شہاب بن محمد ہمدانی قدس سرہٗ کا مزارِ مبارک بتایا جاتا ہے۔

عظیم بزرگ حضرت ابوالجناب نجم الدین کبری قدس سرہٗ کے سلسلۂ کبرویہ کو ہندوستان میں پھیلانے والے بزرگ امیر کبیر سیّد علی ہمدانی قدس سرہٗ کی ذات گرامی ہے۔ آپؒ ۷۱۴ھ/ 1314ء میں پیدا ہوئے۔ آپؒ نے دنیا کی بہت سیاحت کی اور 1400 کے قریب اجل مشائخ سے استفادہ کیا ہے۔ جب دنیا کی سیاحت کے بعد خراسان واپس آئے تو امیر تیمور گورگان سے ایک علمی مسئلے میں اختلاف پیدا ہوگیا۔ چناں چہ آپؒ وہاں سے ۷۷۳ھ/ 1371ء میں کشمیر تشریف لے آئے۔ کشمیر کے علاقے کے لوگ آپؒ کے دست حق پرست پر مسلمان ہوئے۔ کشمیر میں اسلام کے پھیلاؤ اور وسعت میں آپؒ کی مساعی جمیلہ اور قلب

www.rahimia.org

ِ ذکیہ کا بڑا حصہ ہے۔ آپؒ کے ہاتھ پر ہزاروں کشمیری افراد نے اسلام قبول کیا۔

آپؒ نے کئی کتابیں بھی لکھی ہیں۔ آپؒ ظاہر و باطن کے جامع مشائخ میں سے تھے۔ آپؒ نے حضرت امام محی الدین ابن عربیؒ کی ''فصوص الحکم'' کی فارسی زبان میں شرح لکھی ہے۔ دیگر کتابوں کے علاوہ آپؒ کی ایک عمدہ کتاب ''ذخیرۃ الملوک'' ہے۔ اس کے ابواب سے یہ پتہ چلتا ہے کہ دین کے تمام شعبوں کے حوالے سے یہ ایک جامع کتاب ہے۔ اس کے ابواب کچھ یوں ہیں:

۱۔ شرائط الایمان فی ترتیبه و احکامه

۲۔ حقوق العبودیه

۳۔ مکارم الاخلاق و وجوب الاقتداء بسیرة الخلفاء الراشدین

۴۔ حقوق الوالدین والزوجین والاقارب

۵۔ احکام السلطنة وحقوق الرعایا و وجوب العدل والاحسان

۶۔ شرح السلطنة المعنویه و اسرار الخلافة الانسانیه

۷۔ امر بالمعروف و نهی عن المنکر

۸۔ تحقیق الشکر و اصنافه

۹۔ الصبر علی المکاره

۱۰۔ ذم الکبر والغضب وغیر ذالک.

آپؒ نے لاکھوں تشنگانِ قلوب کو سیراب کیا۔ آپؒ یاغستان کے سفر میں تھے کہ ۶/ ذوالحج ۷۸۶ھ/ 19/ جنوری 1384ء میں دریائے کنہار کے قریب ''تیراہ'' کے مقام پر آپؒ نے وفات پائی۔ پھر آپؒ کا جسدِ مبارک وہاں سے ''ختلان'' منتقل کیا گیا۔ پانچ ماہ اُنیس دن کے بعد آپؒ کی نعش مبارک ختلان پہنچی اور ۲۵/ جمادیٰ الاولیٰ ۷۸۷ھ/ 24/ جون 1385ء کو ختلان میں آپؒ کو دفن کیا گیا ہے۔ مزارِ مبارک مشہور ہے۔(84)

خرقان (ایران)

مزار حضرت خواجہ ابوالحسن علی بن احمد خرقانی قدس سرہٗ

ایران میں استر آباد کے راستے پر بسطام کے دیہات میں سے ایک گاؤں کا نام ''خرقان'' ہے۔ یہ گاؤں حضرت خواجہ ابوالحسن علی بن احمد خرقانی قدس سرہٗ کا مرکزِ فیض ہے۔ آپؒ بہت اونچے بزرگوں میں سے ہیں۔ آپؒ کی ولادت ۳۵۲ھ/ 963ء میں ہوئی۔ سلطان محمود غزنویؒ نے بھی آپؒ کی ملاقات اور

www.rahimia.org

زیارت حاصل کی ہے۔ جب آپؒ کی وفات کا وقت قریب آیا تو وصیت فرمائی کہ:

''میری قبر تیس گز گہری کھودنا! تاکہ حضرت سلطان ابویزید بسطامی قدس سرہٗ کے قبر سے اونچی نہ رہے۔''

چناں چہ ایسا ہی کیا گیا۔ آپؒ کا وصال خرقان میں عاشورا کے دن ۱۰؍محرم الحرام ۴۲۵ھ/ 5؍دسمبر 1033ء کو ہوا۔ آپؒ کا مزار مبارک خرقان میں ہے۔(85)

خوارزم (خیوہ، ترکمانستان)

عرب جغرافیا نویس ''بحیرۂ آرال'' کو خوارزم کہا کرتے تھے۔ اس نام کا شہر روسی ترکستان میں دریائے آمو کے نیچے کے حصے میں واقع ہے۔ پُرانے زمانے میں اسے ''خیوہ'' بھی کہا جاتا تھا۔ خوارزم شاہی حکمرانوں نے اسے آباد کیا اور 1157ء تا 1231ء تک یہ شہر اس خاندان کی سلطنت کا دارالحکومت رہا۔(86) اس شہر میں ہمارے سلاسل کے مشائخ میں سے درجِ ذیل دو حضرات کے مزارات ہیں:

1۔ حضرت شیخ نجم الحق والدین کبریٰ قدس سرہٗ

سلسلۂ کبرویہ کے بانی حضرت نجم الحق والدین ابوالجناب احمد بن عمر الخوارزمی المعروف بالکبریٰ قدس سرہٗ کا فیض اسی شہر سے ساری دنیا میں پھیلا۔ آپؒ اسی شہر میں ۶۱۹ھ/ 1222ء میں تاتاریوں سے مردانہ وار لڑتے ہوئے شہید ہوگئے۔ آپؒ کا مزارِ مبارک خوارزم میں بتایا جاتا ہے۔(87)

2۔ حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی قدس سرہٗ

اس شہر میں سلسلۂ نقشبندیہ کے عظیم بزرگ حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی قدس سرہٗ نے خاصہ طویل عرصہ قیام فرمایا۔ یہ شہر آپؒ کا مرکزِ فیض رہا۔

آپؒ نے ۲۸؍ذوقعدہ ۷۱۵ھ/ 23؍فروری 1316ء میں وفات پائی۔ آپؒ کا مزارِ مبارک خوارزم میں مشہور معروف اور زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔(88)

دمشق (شام)

مزار شیخ اکبر محیُ الدین ابن عربی قدس سرہٗ

دمشق، ملک شام کا دارالخلافہ ہے۔ یہ 940 قبل مسیح میں بھی آرامیوں کی حکومت کا دارالخلافہ تھا۔ اس لحاظ سے یہ قدیم ترین تاریخی شہر ہے۔ مسلمانوں نے اسے ۱۴ہجری/ 635 عیسوی میں فتح کیا اور بنواُمیہ نے اِسے خلافتِ اسلامیہ کا دارالخلافہ قرار دیا تھا۔ اس شہر کے شمال میں ''قاسیون'' کے نام سے ایک بلند

www.rahimia.org

پہاڑ ہے۔ مؤرخین کے مطابق اس پہاڑ کے اردگرد ''بابِ قاسیون'' تک کے علاقے میں انبیا علیہم السلام اورشہدائے کرام کی ایک بڑی تعداد کے اجسادِ مبارکہ مدفون ہیں۔(89)

اسی مقام پر وادی میں ہمارے سلسلۂ عالیہ قادریہ اکبریہ کے بانی اور آئندہ پانچ سو سال کے مجدد، مشہور بزرگ، حضرت امامِ کبیر، محی الدین، محمد بن علی حاتمی طائی معروف بہ ابن عربی قدس سرہٗ کا مزار مبارک ہے۔

آپؒ اندلس کے شہر ''مرسیہ'' میں پیدا ہوئے۔ آپؒ حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے ایک واسطے سے خلیفہ اوران کے عظیم جانشین ہیں۔ تصوف اور فلسفے میں آپؒ بہت اونچے بزرگوں میں سے ہیں۔ اسی لیے آپؒ کا لقب ''شیخ اکبر'' ہے۔ آپؒ نے مشہورِ عالم ''نظریہ وحدت الوجود'' بڑے مربوط اور واضح شکل میں پیش فرمایا۔ آپؒ کے بعد تمام سلاسل چشتیہ، نقشبندیہ، قادریہ، سہروردیہ وغیرہ کے تمام مشائخ اورعلمائے ربانیین کی تربیتِ فکروعمل کی بنیاد یہی نظریہ رہا ہے۔

دین اسلام کی بنیادی فلاسفی کو نظریہ وحدت الوجود کی شکل میں پیش کر کے اُمتِ محمدؐیہ پر آپؒ نے بڑا احسان کیا ہے۔ بالخصوص دنیا بھر کی اقوام میں دین کی اشاعت اوراس کے پھیلاؤ میں اس نظریے نے ایسی توانائی پیدا کی، جس نے تاتاریوں کے حملے کے بعد مسلمانوں کے زوال کی جوصورت پیدا ہوگئی تھی، اس کا توڑ پیدا کیا۔ عربوں کے زوال کے بعد دنیا بھر میں قومی حکومتوں کی شکل میں دین اسلام کی سیاسی، معاشی اورنظریاتی تعلیمات کا غلبہ ہوا۔ اُمتِ مسلمہ آپؒ کا یہ احسان کبھی نہیں اُتار سکتی۔

آپ نے ۶۳۸ھ/ 1240ء میں وادی قاسیون دمشق میں وفات پائی اوراسی جگہ آپؒ دفن ہوئے۔(90)

دوشنبہ (تاجکستان)

مزار حضرت خواجہ یعقوب بن عثمان چرخی قدس سرہٗ

دوشنبہ، وسطی ایشیائی ریاستوں میں سے ''تاجکستان'' کا دارالحکومت ہے۔ قدیم زمانے میں اس کو ''حصار'' بھی کہا جاتا تھا۔ شہر کے پُرانے حصے میں نقشبندی سلسلے کے بزرگ حضرت خواجہ یعقوب بن عثمان چرخی قدس سرہٗ کا مرکز فیض واقع تھا۔ آپ کی خانقاہ مشہور ومعروف تھی۔ قدیم زمانے میں یہ جگہ ''ہلفتو'' کے نام سے پکاری جاتی تھی۔

آپؒ کا وصال ۸۵۱ھ/ 1447ء میں ہوا اور آپؒ کا مزار مبارک دوشنبہ میں مرجع خلائق ہے۔(91)

دہلی (ہندوستان)

دہلی، جسے آج کل عربی میں ''دلھی'' اور انگریزی میں "Delhi" کہا جاتا ہے۔ اس عظیم خطے کا قدیم ترین تاریخی شہر ہے۔ یہ ہندوستان کا دارالحکومت ہی نہیں، بلکہ اس خطے کی عظیم سیاسی، معاشی، تہذیبی اور

www.rahimia.org

سماجی روایات کا امین اور اس کا دل ہے۔ سلطان شہاب الدین محمد بن سالم غوری نے ۵۸۹ھ/ 1193,94ء میں اسے فتح کیا اور پھر قطب الدین ایبک نے اس کا نظم ونسق چلایا۔ پھر 1639ء میں شاہ جہان نے اسے دوبارہ تعمیر کرایا اور اس کا نام ''شاہ جہان آباد'' رکھ کر اسے اپنا دارالخلافہ بنایا۔ انگریز حکمرانوں نے دسمبر 1912ء میں اسے دارالحکومت بنایا اور 1930ء میں ''شاہ جہان آباد'' کے قریب ہی ''نئی دہلی'' تعمیر کی۔

اس تاریخی شہر میں ہمارے بہت سے بزرگانِ دین کے مقابر اور مزارات ہیں۔ بزرگانِ دین کے علم و فکر اور سیاسی روایات کی وجہ سے اس شہر کو ہندوستان کا ''بغداد'' بھی کہا جاتا ہے۔ اس شہر میں درجِ ذیل مشائخ کے مزاراتِ مبارکہ ہیں:

1۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی قدس سرہٗ

سب سے پہلے جس عظیم بزرگ نے دہلی کو انسان دوست نظریے کی وسعت اور دین اسلام کے پھیلاؤ کے لیے اپنا مرکز بنایا، وہ سلسلۂ چشتیہ کے جلیل القدر بزرگ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی قدس سرہٗ کی ذات گرامی ہے۔ آپؒ شیخ المشائخ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری قدس سرہٗ کے خلیفہ اور جانشین ہیں۔ حضرت خواجہ اجمیریؒ نے آپؒ کو دہلی میں قیام کا حکم فرمایا۔ دہلی کی مرکزیت قائم کرنے میں خواجہ قطب الدینؒ کی سعی و کاوش کا بڑا عمل دخل ہے۔

آپ کا وصال ۱۴؍ ربیع الاول ۶۳۵ھ/ 4؍ نومبر 1237ء کو ہوا۔ دہلی کے قریب قصبہ ''مہرولی'' میں آپؒ کا مزار مرجع خلائق ہے۔

2۔ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء بدایونی قدس سرہٗ

دوسرے بزرگ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ ہیں۔ آپؒ نے حضرت قطب الدین بختیار کا کیؒ کے بعد دہلی شہر میں دین اسلام کے انسان دوست رویوں کے پھیلاؤ کے لیے بڑا کام کیا ہے۔

آپؒ کا وصال ۱۸؍ ربیع الثانی ۷۲۵ھ/ 4؍ اپریل 1325ء بروز بدھ کو طلوعِ آفتاب کے وقت 89 برس کی عمر میں ہوا۔ دہلی شہر میں بستی نظام الدین میں آپؒ کا مزار مبارک مرجع خلائق ہے۔

3۔ حضرت خواجہ نصیر الدین محمود روشن چراغِ دہلی قدس سرہٗ

تیسرے بزرگ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ کے خلیفہ اور جانشین حضرت خواجہ نصیر الدین محمود روشن چراغِ دہلی قدس سرہٗ ہیں۔

www.rahimia.org

آپؒ کا وصال شب جمعہ ۱۸/ رمضان المبارک ۷۵۷ھ/ 14/ستمبر 1356ء میں ہوا۔ آپؒ کا مزار موضع کھڑی میں مرجع خلائق ہے۔

4۔ حضرت الامام خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہٗ

دہلی شہر میں چوتھے بزرگ ہندوستان میں سلسلۂ نقشبندیہ کے بانی، خواجہ خواجگان، حضرت الامام، خواجہ محمد باقی قدس سرہٗ المعروف ''باقی باللہ'' قدس سرہٗ کا مزارِ مبارک بھی ہے۔ آپؒ اپنے شیخ خواجہ مولانا خواجگی امکنگی قدس سرہٗ کے حکم پر ہندوستان تشریف لائے۔ ایک سال تک آپؒ لاہور میں قیام فرما رہے۔ وہاں بہت سے علما وفضلا آپؒ کے گرویدہ ہوگئے۔ بعدازاں دہلی تشریف لائے اور قلعہ فیروزی میں سکونت اختیار فرمائی۔

آپؒ کا وصال چالیس سال کی عمر میں ۲۵/ جمادی الثانیہ ۱۰۱۲ھ/ 30/نومبر 1603ء بروز سوموار کو ہوا۔ آپؒ کا مزارِ مبارک شہر کی آبادی میں صدر بازار میں شہر کے مغربی رُخ ''مقبرہ حضرت باقی باللہ'' میں واقع ہے۔

5۔ حضرت خواجہ خورد، عبداللہ بن باقی باللہ دہلویؒ

آپ کی وفات ۲۵/ جمادی الاولیٰ ۱۰۷۴ھ/ 25/دسمبر 1663ء بروز بدھ کو دہلی میں ہوئی۔ آپؒ کا مزارِ مبارک شہر کی آبادی میں صدر بازار میں شہر کے مغربی رُخ ''مقبرہ حضرت باقی باللہ'' میں واقع ہے۔

6۔ حضرت شاہ رفیع الدین محمد بن قطب العالم قدس سرہٗ

یہ حضرت شاہ عبدالرحیم دہلویؒ کے نانا ہیں۔ انھوں نے پہلے طریقۂ چشتیہ قادریہ میں بیعت کی تھی اور پھر خواجہ محمد باقی باللہؒ کی صحبت اختیار کی اور ان کی صحبت ان پر غالب آئی۔ ان کے تفصیلی حالات ''انفاس العارفین'' میں حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے لکھے ہیں۔ ان کا انتقال ۱۰۵۲ھ/ 1642ء میں ہوا۔

7۔ حضرت سیّد عبدالوہاب بن محمد بخاری؛ م ۹۳۲ھ/ 1526ء

8۔ حضرت شیخ عبدالعزیز بن حسن بحرمواج شکر بار؛ م ۹۷۵ھ/ 1568ء

9۔ حضرت قطب العالم بن عبدالعزیز شکر بار قدس سرہٗ؛ م ۱۰۰۰ھ/ 1592ء

10۔ مزاراتِ مبارکہ خانوادۂ ولی اللّٰہی قدس اللہ اسرارہم (مہندیان)

ہمارے سلسلے کے امام الائمہ، حجۃ اللہ فی الارض، حکیم الاسلام، حضرت الامام، شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ کا خانوادۂ عالی مقام بھی دہلی شہر میں مدفون ہے۔ اس خانوادۂ کرام کے مزارات ''کوشک انور مہندیاں'' کے قریب ایک میدان میں ایک پختہ احاطے میں ہیں۔ یہ جگہ ترکمان گیٹ اور دہلی دروازے کے درمیان

www.rahimia.org

پُرانے جیل خانے (اب مولانا ابوالکلام آزاد میڈیکل کالج) کے متصل ہے۔ اس پختہ احاطے کے اندر ایک مسجد ہے۔ مسجد کے جنوب میں چبوترے پر پتھر کے بنے ہوئے جالی دار مسقّف احاطے میں مشرق سے مغرب کی طرف درجِ ذیل ولی اللّٰہی مشائخ کے مزارات ہیں:

الف: پہلی قبر حضرت الامام شاہ عبدالرحیم دہلوی قدس سرہٗ؛ م ۱۱۳۱ھ/ 1719ء

ب: دوسری قبر امام الائمہ مجددِ ملت حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ؛ م ۱۱۷۶ھ/ 1763ء

ج: تیسری قبر آپؒ کے صاحبزادۂ گرامی حضرت الامام شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہٗ؛ م ۱۲۳۹ھ/ 1824ء کی ہے۔

د: پھر ان کے دائیں بائیں اور جنوب میں خاندان کے دیگر افراد کے مزارات ہیں۔

11۔ حضرت شاہ محمد آفاق دہلوی قدس سرہٗ

دہلی میں ہی ہمارے سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ آفاقیہ کے بزرگ حضرت شاہ محمد آفاق دہلوی قدس سرہٗ کا مزارِ مبارک بھی ہے۔

آپؒ کا وصال ۱۲۵۱ھ/ 1835ء میں ہوا۔ آپؒ کا مزار منڈی کے قریب مغل پورہ میں گنیش فلور ملز کے متصل ایک چھوٹی سی مسجد کے عقب میں واقع ہے۔(92)

دینور (ایرانی کردستان)

دینور؛ قدیم زمانے میں ایرانی کردستان کے پہاڑی شہروں میں ایک بڑا شہر تھا۔ فتح نہاوند کے بعد اسلامی سلطنت میں شامل ہوا۔ بنواُمیہ اور بنوعباس کے دور میں خاصا مال دار اور خوش حال شہر تھا۔ بعد میں جنگوں کے سبب اُجڑ گیا۔

اس شہر میں درجِ ذیل دو بزرگوں کے مزارات ہیں:

1۔ حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری قدس سرہٗ

اس شہر میں تیسری صدی کے عظیم بزرگ حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری قدس سرہٗ کا مرکزِ فیض تھا۔ آپؒ کی وفات ۲۹۹ھ/ 911ء میں ہوئی اور دِینور میں دفن ہوئے۔

2۔ حضرت شیخ احمد اسود دینوری قدس سرہٗ

اسی طرح چوتھی صدی کے بزرگ حضرت شیخ احمد اسود دینوری قدس سرہٗ کا مرکزِ فیض بھی دینور ہے۔ آپؒ کا وصال ۳۶۷ھ/ 978ء میں ہوا۔ آپؒ بھی دینور میں ہی مدفون ہیں۔(93)

www.rahimia.org

ڈھڈیاں (سرگودھا، پاکستان)

مزار حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ

پاکستان کے صوبہ پنجاب کے ڈویژنل صدر مقام سرگودھا سے 33 کلومیٹر دور ایک آباد اور پُررونق قصبہ جھاوریاں ہے۔ اس سے مشرق میں چھ کلومیٹر کے فاصلے پر ''ڈھڈیاں'' ایک چھوٹی سی بستی ہے۔ یہ گاؤں کئی دفعہ دریائے جہلم کے کٹاؤ کی وجہ سے دریا برد ہوا۔ موجودہ ڈھڈیاں قدیم گاؤں سے کچھ فاصلے پر جنوب کی جانب آباد ہے۔

یہ گاؤں ہمارے سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے مسند نشین ثانی قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کا مولد اور آبائی وطن ہے۔ آپؒ سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے بانی حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کے جانشین ہیں۔ آپؒ کو اپنے شیخ حضرت عالی رائے پوری قدس سرہٗ سے حددرجہ عشق تھا۔ اس لیے ہمیشہ سے آپؒ کی یہ خواہش رہی کہ رائے پور میں اپنے شیخ قدموں میں ہی دفن ہوں، لیکن آپؒ کے نسبی ورثا نے آپؒ کی خواہش کے علیٰ الرغم ڈھڈیاں میں آپؒ کا مزار بنایا۔

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ اپنے پیر و مرشد حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ کا قول بھی نقل فرمایا کرتے کہ: ''میرے حضرتؒ نے یوں فرمایا تھا کہ:

''زندگی بھر تو ساتھ ہی رہے۔ تمنا یہ ہے کہ مرنے کے بعد بھی ساتھ ہی رہیں۔''(94)

پاکستان بن جانے کے بعد آپؒ اکثر رائے پور سے پاکستان تشریف لایا کرتے تھے۔ آخری بار جب آپؒ کا سفرِ پاکستان ہوا تو رائے پور واپسی کے بارے میں آپؒ کا جذبہ قابل دید تھا۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ ''آپ بیتی'' میں لکھتے ہیں:

''۲۵/ ذی قعد ۱۳۸۱ھ مطابق یکم/ مئی ۱۹۶۲ء شب منگل میں فرنٹیر (میل) سے روانگی ہوئی۔ اور یہ حضرت قدس سرہٗ کی پاکستان کو آخری روانگی ہے کہ پھر واپسی نہ ہوسکی۔ روانگی سے پہلے حضرت قدس سرہٗ نے بہت ہی لجاجت، خوشامد، منت سماجت سے ایک مجلس میں ___ جس میں یہ ناکارہ بھی حاضر تھا ___ صوفی عبدالحمید صاحب اور بعض خصوصی احبابِ پاکستان جناب الحاج مولانا حافظ عبدالعزیز صاحب (جانشین حضرت اقدس قدس سرہٗ)، حضرت کے برادر زادے مولوی عبدالجلیل اور ان کے دوسرے عزیز (بھانجے) مولوی عبدالوحید وغیرہ موجود تھے، یہ درخواست پیش کی کہ:

''اگر میرا وہاں (پاکستان) انتقال ہوجائے تو میری نعش کو روکا نہ جائے۔ یہاں (رائے پور) منتقل کردیا جائے۔ اس لیے کہ میری تمنا اپنے حضرت کے قدموں میں دفن ہونے کی ہے۔ اس

www.rahimia.org

وجہ سے جانے کو دل نہیں چاہتا، مگر تم دوستوں کے اصرار پر جا رہا ہوں۔ میرے حضرت نے یوں فرمایا تھا کہ: ''زندگی بھر تو ساتھ ہی رہے۔ تمنا یہ ہے کہ مرنے کے بعد بھی ساتھ ہی رہیں۔'' مگر ہوتا ہے وہ، جو اللہ چاہے۔''(95)

مولانا علی میاں ''سوانح شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ'' میں لکھتے ہیں کہ:

''(حضرتؒ نے اپنے جانشین) حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب گمتھلوی رائے پوری سے فرمایا کہ: ''تم ہمارے (رائے پور واپس) لانے کے ذمہ دار ہو۔''

انھوں نے عرض کیا کہ: ''حضرت! مولوی عبدالجلیل صاحب سے فرما دیں کہ وہ اس میں مانع نہ آئیں۔'' حضرت اقدسؒ نے ان سے بھی فرمایا اور انھوں نے اس کا وعدہ کیا۔''(96)

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کو رائے پور واپسی اور وفات کے بعد حضرت عالی رائے پوریؒ کے قدموں میں دفن ہونے کی خواہش اور تمنا اتنی شدید تھی کہ بقول حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ:

''بہر حال آخری پاکستان روانگی سے دو دن پہلے حضراتِ بالا کو اہتمام سے جمع کر کے اپنی تمنا اور خواہش ظاہر کی اور خاص طور سے (اپنے بھتیجے) عبدالجلیل کو مخاطب بنا کر وعدہ لیا کہ (وہ رائے پور واپس لانے میں) مانع نہیں بنے گا اور (اپنے جانشین) حضرت حافظ عبدالعزیز صاحب (واپس) لانے کے ذمہ دار بنائے گئے اور صوفی عبدالحمید صاحب بھیجنے کے ذمہ دار اور کئی کئی مرتبہ قول و قرار ہوئے۔''(97)

۲۴؍ ذی القعدہ ۱۳۸۱ھ/ 30؍ اپریل 1962ء کو آپؒ رائے پور سے پاکستان تشریف لائے۔ لاہور پہنچنے کے بعد تقریباً دو ماہ آپؒ کی طبیعت اور صحت ٹھیک رہی، لیکن اس کے بعد علالت اور مرض کی شدت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اس دوران بھی آپؒ پر رائے پور جانے اور وہاں دفن ہونے کی خواہش کا غلبہ رہا۔ چناں چہ صوفی عبدالحمید خاں سے حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ نے فرمایا: ''میرے نزدیک تو اس کی کوئی اہمیت نہیں کہ یہاں مر جاؤں یا وہاں مر جاؤں، لیکن حضرت اقدس رحمۃ اللہ کا ارشاد تھا کہ:

''مولوی صاحب! زندگی میں اکٹھے رہے۔ دل چاہتا ہے کہ مرنے کے بعد بھی اکٹھے رہیں۔'' اس لیے رائے پور کا تقاضا ہے۔''(98)

لیکن مرض کی شدت بڑھتی رہی اور آپؒ کے سفر رائے پور میں تاخیر ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ ۱۸؍ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ/ 16؍ اگست 1962ء بروز جمعرات کو لاہور میں آپؒ اس دارِ فانی سے کُوچ کر گئے۔

چناں چہ حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کی خواہش اور تمنا کے مطابق آپؒ کے جانشین حضرت اقدس

www.rahimia.org

مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ نے بڑی کوشش فرمائی کہ آپؒ کا تابوت رائے پور لایا جائے اور حضرت عالی رائے پوریؒ کے پہلو میں دفن ہوں۔ لیکن آپؒ کی کوشش کے برخلاف جنازہ تیار ہونے کے بعد حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کے بھتیجے مولوی عبدالجلیل اور بھانجے مولوی عبدالوحید نے آپؒ کو رائے پور کی بجائے ''ڈھڈیاں'' لے جانے کا فیصلہ کیا۔ اس پر مولوی عبدالجلیل کے والد اور حضرت اقدس قدس سرہٗ کے حقیقی بھائی (جو شرعی طور پر آپؒ کے ولی بھی تھے) نے فرمایا:

''جنہاں دی امانت اے، اونہاں نوں دے دیو۔ او رائے پور لے جان۔'' (یعنی رائے پور کی امانت ہے، انھیں دے دو تا کہ وہ رائے پور لے جا کر تدفین کر دیں۔''

اس پر مولوی عبدالجلیل نے انھیں ڈانٹ کر چپ کرا دیا اور تابوت لے کر لاہور سے ڈھڈیاں کے لیے روانہ ہوگئے۔ فیصل آباد اور سرگودھا ہوتے ہوئے ڈھڈیاں لے جا کر ایک چبوترے پر آپؒ کا تابوت رکھا اور اوپر اینٹوں کا کمرہ بنا کر اسے بند کر دیا۔(99)

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ نے لاکھ کوشش فرمائی کہ حضرتؒ کی تدفین کے حوالے سے اس غیر شرعی حرکت کرنے کی بجائے حضرت اقدسؒ کی نعش مبارک کی شرعی طور پر تدفین کی جائے، لیکن ان حضرات اور ان کے حوالی موالی نے آپؒ کی ایک نہ چلنے دی۔ اس حوالے سے حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلویؒ ''آپ بیتی'' میں لکھتے ہیں:

''راؤ یعقوب علی خاں صاحب جو ڈھڈیاں نہیں گئے تھے، لاہور ہی سے واپس آ گئے۔ ان سے جنازہ (حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ) کے ''ڈھڈیاں'' جانے کا حال معلوم ہوا۔ زکریا نے عزیز مولوی جلیل کو بہت سخت خط لکھا کہ حضرتؒ کی تمنا کا احترام بہت ضروری تھا، لیکن اس نے اتنی طویل معذوریاں، مجبوریاں، قانونی مشکلات اور نعش مبارک کے خراب ہونے کا خطرہ وغیرہ لکھے، جن کی تکذیب کی کوئی وجہ نہیں تھی۔ لیکن جب ۲۹/ ذی قعدہ ۱۳۸۴ھ (یکم/ اپریل 1965ء) کو (تبلیغی جماعت کے امیر حضرت) مولانا محمد یوسف صاحب (کاندھلویؒ کا انتقال رائے ونڈ پاکستان میں ہوا اور ان) کی نعش (ہندوستان لے جانے) کے متعلق کوئی اشکالِ قانونی نہ پیش آیا، نہ کوئی دِقت، تو پھر اَور بھی زیادہ رنج ہوا۔

سعادت کی بات حضرت قدس سرہٗ کی تمنا کو اپنے جذبات پر مقدم رکھنا تھا۔ حضرت حافظ (شاہ عبدالعزیز رائے پوری) صاحب (جانشین حضرت اقدس) نے تو بہت ہی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ ان کو بہت ہی جزائے خیر دے، مگر ان کی کوشش ہجوم میں بالخصوص آخری وقت ہو جانے پر مثمر (نتیجہ خیز) نہ ہو سکی۔ البتہ سہارن پوری جو احباب انتقال کے وقت (لاہور میں) موجود تھے،

www.rahimia.org

ان پر ہمیشہ تعجب رہا اور رہے گا کہ وہ اتنے اونچے مدبر، وسیع التعلّقات ہونے کے باوجود حافظ صدیق نوح والوں کے برابر بھی نہ پہنچ سکے۔ (جنھوں نے زور دے کر حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ کی نعش مبارک کو لاہور سے دہلی منتقل کرایا۔)

جن لوگوں نے حضرت قدس سرہٗ کی تمنا کا خون کیا ہے، چاہے وہ پاکستانی ہوں، یا ہندوستانی، معلوم نہیں کل کو کس طرح سے حضرت قدس سرہٗ کے سامنے ہوں گے۔ اور جن لوگوں نے نعش مبارک کے لانے کی انتہائی کوشش کی، چاہے وہ کامیاب نہ ہوئے ہوں، مگر حضرتؒ کے سامنے سرخرو ضرور ہوں گے۔''(100)

الغرض! چند لوگوں نے ایک طرف تو حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کی تمنا کو بڑی بے دردی سے نظر انداز کر دیا اور دوسری طرف ''ڈھڈیاں'' میں تابوت رکھ کر اسی سائز کا اینٹوں سے کمرہ تعمیر کر دینا شرعی حوالے سے قابلِ گرفت قرار پایا۔ چناں چہ ہندوستان و پاکستان کے اجل علمائے کرام اور مفتیانِ عظام نے اسے غیر شرعی تدفین قرار دیا۔ ہندوستان میں دارالعلوم دیوبند کے مہتمم اور حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی قدس سرہٗ نے شرعی طور پر اسے قابلِ گرفت عمل قرار دیا اور حضرت اقدسؒ کی دوبارہ تدفین کا شرعی حکم دیا۔(101)

اسی طرح پاکستان میں مشہور دینی رہنما حضرت مولانا مفتی محمودؒ اور پاکستان کے مشہور دینی ادارہ ''جامعۃ العلوم الاسلامیۃ بنوری ٹاؤن کراچی'' کے مہتمم اور بانی حضرت مولانا محمد یوسف بنوری قدس سرہٗ، جامعہ کے مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی اور مشہور مفتیان؛ حضرت مفتی عبدالسلام چاٹگامی، مفتی احمد الرحمٰنؒ، حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ (سابق صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان)، حضرت مولانا سیّد مصباح اللہ شاہؒ (شیخ الحدیث) مولانا بدیع الزمان (استاد حدیث) اور جامعۃ العلوم الاسلامیۃ بنوری ٹاؤن کے تیسرے مہتمم اور مولانا بنوریؒ کے داماد مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار شہیدؒ وغیرہ حضرات نے مفصل فتاویٰ جاری فرمائے کہ حضرت قدس سرہٗ کی تدفین شرعی طور پر نہیں ہوئی۔ اس کی از سرِ نو تدفین کرنا ضروری ہے۔(102)

اسی کے پیشِ نظر حضرت اقدس رائے پوری ثانی قدس سرہٗ کے جانشین حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ نے اپنے حیاتِ مبارکہ میں اس کی بڑی کوشش فرمائی کہ حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ کی تدفین شرعی طور پر دوبارہ کی جائے۔ اور جب تدفین کے لیے تابوت نکالا جائے تو اس کو بجائے کسی اَور جگہ دفن کرنے کے رائے پور لایا جائے اور حضرت اقدس عالی رائے پوری کے پہلو میں دفن کیا جائے۔ آپؒ کے ساتھ اس کوشش میں حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کے خلفا حضرت اقدس

www.rahimia.org

مولانا محمد یحییٰ بہاول نگری قدس سرہٗ اور حضرت الحاج خان محمد یوسف خاں نورارتھ والے قدس سرہٗ خاص طور پر شریک رہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کی کوشش قبول فرمائے۔ آمین

لَعَلَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِکَ اَمْرًا (103)

رائے پور (سہارن پور، انڈیا)

سہارن پور، یو۔ پی (ہندوستان) کا مشہور مردم خیز ضلع ہے۔ سہارن پور شہر سے تقریباً 36 کلومیٹر شمال میں قصبہ ''رائے پور'' آباد ہے۔ اس قصبے کی تاریخ کوئی تین سو سال پُرانی ہے۔ ہمارے سلسلۂ عالیہ رحیمیہ کے سرخیل قطبِ عالم حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ نے اس قصبے کے قریب ایک باغ ''گلزارِ رحیمی'' میں ۱۳۰۰ھ/ 1882ء سے مستقل قیام فرمایا۔ یوں خانقاہِ عالیہ رحیمیہ کی بنیاد پڑی۔ یہ باغ تقریباً 38 سال تک آپؒ کا مرکزِ فیض رہا ہے۔ گلزارِ رحیمی رائے پور میں سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے دو مشائخ کے مزاراتِ مبارکہ ہیں:

1۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ

حضرت عالی رائے پوریؒ نے رائے پور کے قریب ایک موضع ''پیلوں'' میں ۲۵ /ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ/ 28/جنوری 1919ء کو رات کے وقت انتقال فرمایا تھا۔ دوسرے دن آپؒ کا تابوت مبارک رائے پور باغ میں لایا گیا۔ گلزارِ رحیمی خانقاہِ رحیمیہ رائے پور میں مسجد کے جنوب میں آپؒ کی تدفین کی گئی۔ آپؒ کا مزارِ مبارک مرجع خلائق ہے۔

2۔ حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہٗ

اسی طرح حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کے حقیقی نواسے اور حضرت اقدس رائے پوری ثانیؒ کے جانشین حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کا مزارِ مبارک بھی گلزارِ رحیمی رائے پور میں ہے۔

آپؒ نے ۲/ذی الحجہ ۱۴۱۲ھ/ 3/جون 1992ء کو جمعرات کی شب 9 بجے لاہور پاکستان میں انتقال فرمایا۔ سرگودھا اور لاہور میں آپؒ کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ اس کے بعد 7/جون کو آپؒ کا تابوت براستہ دہلی رائے پور پہنچایا گیا۔ گلزارِ رحیمی رائے پور میں 8/جون 1992ء کی رات 1 بجے جنازہ ہوا اور اس کے بعد آپؒ کو اپنے نانا حضرت عالی رائے پوریؒ کے قریب سپردِ خاک کر دیا گیا۔

www.rahimia.org

ردولی (بارہ بنکی، ہندوستان)

ہندوستان کے صوبہ یو۔ پی کے ضلع بارہ بنکی میں ''ردولی'' ایک مشہور قصبہ ہے۔ اس قصبے میں ہمارے سلسلۂ چشتیہ صابریہ کے درجِ ذیل عظیم مشائخ مدفون ہیں:

1۔ شیخ احمد عبدالحق العمری ردولوی قدس سرہٗ

یہ قصبہ شیخ احمد عبدالحق العمری ردولوی قدس سرہٗ (خلیفہ شیخ حضرت شیخ جلال الدین کبیر الاولیاؒ) کا مولد و مدفن ہے۔ اسی قصبے میں آپؒ نے خانقاہ قائم فرمائی اور ایک طویل عرصے تک آپؒ کا فیض دور دور تک پھیلا۔

آپؒ کا انتقال ۱۵؍ جمادی الثانی ۸۳۶ھ/ 6؍فروری 1433ء کو ایک سو آٹھ سال کی عمر میں ہوا اور اپنی خانقاہ کے قریب آپؒ کا مزار مبارک ہے۔

2۔ حضرت شیخ عارف بن احمد عبدالحق ردولوی قدس سرہٗ

شیخ احمد عبدالحق العمری ردولویؒ کی خانقاہ میں ان کے صاحبزادے اور جانشین حضرت شیخ عارف بن احمد عبدالحق ردولوی قدس سرہٗ ہوئے۔ آپؒ سے بھی اس سلسلے کا فیض بہت پھیلا۔

آپ کا وصال ۱۷؍صفر المظفر ۸۵۹ھ/ 6؍فروری 1455ء کو ہوا۔ آپؒ کا مزارِ مبارک بھی ردولی میں ہے۔

3۔ حضرت شیخ محمد بن عارف بن احمد عبدالحق ردولوی قدس سرہٗ

حضرت شیخ عارف بن احمد عبدالحق ردولویؒ کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت شیخ محمد بن عارف بن احمد عبدالحق ردولوی قدس سرہٗ ان کے جانشین ہوئے۔ آپؒ کا فیض بھی بہت پھیلا۔ قطبِ عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ، حضرت شیخ محمد بن عارف ردولوی قدس سرہٗ کے خلیفہ اور جانشین ہیں۔

آپ کا وصال ۸۹۸ھ/ 1493ء میں ہوا۔ آپؒ کا مزارِ مبارک بھی ردولی میں ہے۔

ان تینوں بزرگوں کے مزاراتِ مبارکہ مرجع خلائق ہیں۔(104)

ریوگر (بخارا) اُزبکستان

مزار حضرت خواجہ عارف ریوگری قدس سرہٗ

ازبکستان کے مشہور شہر ''بخارا'' سے چھ فرسنگ (18 میل) اور ''غجدوان'' سے ایک فرسنگ (3 میل) کے فاصلے پر قصبہ ''ریوگر'' واقع ہے۔ اس قصبے میں نقشبندی سلسلے کے مشائخ میں حضرت خواجہ عبدالخالق

www.rahimia.org

غجدوانی قدس سرہٗ کے خلیفہ اور جانشین حضرت خواجہ عارف ریوگری قدس سرہٗ کا مرکزِ فیض تھا۔

آپؒ کا وصال غرۂ شوال المکرّم ۶۱۶ھ/ 10 ؍دسمبر 1219ء کو ہوا۔ ''ریوگر'' میں آپؒ کا مزار مبارک ہے۔(105)

ستھانہ (بُنیر، پاکستان)

مزار حضرت مولانا نصیرالدین دہلوی قدس سرہٗ

قصبہ ستھانہ اٹھارویں صدی عیسوی میں سیّد ضامن علی شاہؒ نے علاقہ بنیر وسوات میں آباد کیا تھا۔ وہ سیّد علی غواص ترمذی المعروف پیر بابا کی آٹھویں پشت میں سے تھے۔ دربارِ مغلیہ سے انھیں ''پکھلی'' میں کافی علاقہ عطا کیا گیا تھا۔ ان کی اولاد ''ساداتِ ستھانہ'' نے تحریکِ آزادی میں حضرت سیّد احمد شہیدؒ اور ان کے بعد تحریکِ مجاہدین کے لیے بڑی خدمات سرانجام دی ہیں۔ سیّد صاحبؒ کی بالاکوٹ میں شہادت کے بعد مجاہدین کا بڑا مرکز ''ستھانہ'' تھا۔ انھیں ساداتِ ستھانہ میں سیّد اکبر شاہؒ کو شیخ المشائخ حضرت اخوند مولانا عبدالغفور سواتی قدس سرہٗ (سیدو شریف) نے ریاست سوات کا پہلا امیر مقرر کیا تھا۔ اس پس منظر میں ''قصبہ ستھانہ'' انگریز دشمن تحریکات کا مرکز رہا ہے۔ اسی وجہ سے اُنیس ویں صدی کے آخر میں انگریز نے اس قصبے کو کئی بار اُجاڑا اور تباہ و برباد کیا۔(106) تربیلا ڈیم بننے کے بعد یہ قصبہ جھیل کی نذر ہو گیا۔

ہمارے سلسلے نقشبندیہ مجددیہ آفاقیہ کے ایک بزرگ اور حضرت الامام شاہ محمد اسحاق دہلوی قدس سرہٗ کے داماد اور خلیفہ حضرت مولانا نصیرالدین دہلوی قدس سرہٗ ہیں۔ انھوں نے امیر تحریکِ مجاہدین حضرت سیّد احمد شہید قدس سرہٗ کی شہادت کے بعد مجاہدین کی اس تحریک کی بڑی بلند ہمتی کے ساتھ قیادت فرمائی۔ عملی طور پر آپؒ نے تحریکِ آزادی کو بڑی سرگرمی سے جاری رکھا۔ آپؒ دہلی سے مجاہدین کی ایک جماعت کے ہمراہ سندھ، بلوچستان اور سرحد کے بہت سے مقامات پر آزادی کا جذبہ بیدار کرتے ہوئے ستھانہ پہنچے۔ وہاں پہنچنے پر آپؒ کو باقاعدہ اس مرکز کا امیر بنا لیا گیا۔ آپؒ نے بڑی ہمت اور سرگرمی سے اس مرکز کو منظّم کیا۔

اسی دوران ۱۲۵۶ھ/ 1840ء میں ستھانہ میں آپؒ نے اس دارِ فانی سے کوچ کیا اور وہاں ہی آپؒ کو دفن کر دیا گیا۔ 1841ء میں دریا کی طغیانی میں آپؒ کی قبر مبارک دریا بُرد ہو گئی۔(107) **واللّٰہ أعلم بالصّواب.**

سرہند (ہندوستان)

سرہند شریف ہندوستان کا مشہور شہر ہے۔ یہ شہر حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کے

جدِامجدِ سادس اور حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس سرہٗ کے خلیفہ اور امامِ نماز امام رفیع الدین نے ۷۶۰ھ/ 1359ء میں آباد کیا اور قلعہ تعمیر کیا تھا۔ غرض! حضرت مجددؒ کی ولادت سے کوئی دو سو سال پہلے یہ شہر آباد چلا آتا ہے۔ اس شہر میں ہمارے سلاسل مشائخ میں سے درجِ ذیل حضرات کے مزاراتِ مبارکہ ہیں:

1۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ

آپؒ ۱۴/ شوال ۹۷۱ھ/ 26/ مئی 1564ء کو شہر سرہند میں پیدا ہوئے۔ آپؒ نے بہت سے مشائخ سے فیض حاصل کیا۔ اس لیے آپؒ کو تمام سلاسلِ طریقت میں اجازت و خلافت حاصل تھی۔ آپؒ نے ہجری حوالے سے ہزارۂ دوم کے لیے تجدیدی کام کی بنیاد رکھی۔ اسی لیے آپؒ کا لقب ''مجدد الف ثانی'' ہو گیا۔

آپؒ کا وصال ۲۸/ صفرالمظفر ۱۰۳۴ھ/ 10/ دسمبر 1664ء میں ہوا۔ آپؒ کا مزارِ مبارک سرہند شریف میں مرجع خلائق ہے۔

2۔ حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ قدس سرہٗ

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کے بعد ان کے فرزندِ سوم حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ قدس سرہٗ ان کے خلیفہ اور جانشین ہوئے۔ آپؒ کی ولادت ۱۱/ شوال ۱۰۰۷ھ/ 7/ مئی 1599ء میں ہوئی۔ آپؒ کا انتقال ۹/ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ/ 17/ اگست 1668ء کو ہوا۔ آپؒ کا مزار مبارک بھی سرہند شریف میں ہے۔

3۔ حضرت خواجہ محمد الملقب حجۃ اللہ نقشبند ثانی قدس سرہٗ

حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ قدس سرہٗ کے بعد ان کے فرزندِ سعید حضرت خواجہ محمد الملقب حجۃ اللہ نقشبند ثانی قدس سرہٗ ان کے جانشین اور خلیفہ ہوئے۔ آپؒ ۲۶/ رمضان المبارک ۱۰۳۴ھ/ 2/ جولائی 1625ء کو پیدا ہوئے اور ۱۱۱۴ھ/ 1702ء میں آپؒ کا انتقال ہوا۔ آپؒ کا مزار مبارک بھی سرہند میں ہی ہے۔

4۔ حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہٗ

پھر حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ قدس سرہٗ کے دوسرے فرزند حضرت ابوالعلاء کے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہ، خواجہ محمد نقشبند ثانی کے خلیفہ اور جانشین بنے اور سلسلۂ مجددیہ کے پھیلاؤ اور وسعت کے ذمہ دار قرار پائے۔

آپؒ کا وصال ۴/ ذی قعدہ ۱۱۵۱ھ/ 23/ فروری 1739ء کو دہلی میں ہوا۔ آپؒ کا جسدِ مبارک سرہند

www.rahimia.org

شریف لے جایا گیا، جہاں اپنے آباؤ اجداد کرام کے پہلو میں دفن ہوئے۔ یہ تمام مزارات سرہند شریف میں مرجع خلائق ہیں۔(108)

سرساوہ (سہارن پور، انڈیا)

مزار حضرت حاجی میاں شاہ عبدالرحیم سرساوی سہارن پوری قدس سرہٗ

قصبہ سرساوہ سہارن پور سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر انبالہ روڈ پر واقع ہے۔ یہ قصبہ سرساوہ قطب العالم حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کے پہلے پیر و مرشد اور سلسلۂ نقشبندیہ قادریہ مجددیہ کے عظیم بزرگ شیخ المشائخ حضرت حاجی میاں شاہ عبدالرحیم سرساوی سہارن پور قدس سرہٗ کا آبائی وطن ہے۔ آپؒ حضرت اخوند صاحب المعروف سیدو بابا کے خلیفہ اور جانشین ہیں۔ آپؒ سلسلۂ عالیہ قادریہ، نقشبندیہ مجددیہ، چشتیہ سہروردیہ کے بڑے اونچی نسبت والے بزرگ تھے۔

حضرت میاں صاحبؒ کا وصال عجیب طریقے سے ہوا۔ ایک دن گھر سے خوش دامن صاحبہ نے آواز دی کہ:

''میاں صاحب! رقیہ (چھوٹی بیٹی) روٹھی ہوئی ہے، اسے مناؤ۔''

حضرت میاں صاحبؒ نے فرمایا:

''کیسی رقیہ؟ اور کس کی رقیہ؟ ہم نے اپنے روٹھے ہوئے کو منالیا ہے۔''

یہ فرما کر ایک مرتبہ **لا إلٰه إلاّ اللّٰه محمّد رّسول اللّٰه** پڑھا، کروٹ لی اور سفر آخرت پر روانہ ہوگئے۔ سوموار کے دن رات کے وقت ۲۱/ ربیع الاول ۱۳۰۳ھ/ 18/ جنوری 1886ء کو آپؒ کا وصال ہوا۔ مزارِ مبارک انبالہ روڈ پر ریلوے پھاٹک سے تقریباً چار فرلانگ کے فاصلے پر بائیں جانب ایک احاطے میں واقع ہے۔ اس احاطے میں حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کے بزرگوں کے مزارات بھی ہیں۔ ان مزارات کے ساتھ ہی ایک چھوٹی سی مسجد بھی ہے۔(109)

سماس (طوس، ایران)

مزار حضرت خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہٗ

صاحبِ ''رشحات'' کے بقول:

''سماس بخارا شہر سے دو فرسنگ (6 میل) کے فاصلے پر ''رامتین'' کے دیہات میں سے ایک بستی کا نام ہے۔ جو ''رامتین'' سے ایک فرسنگ (3 میل) کے فاصلہ پر واقع ہے۔''

www.rahimia.org

جب کہ حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ ''الانتباہ'' میں تحریرفرماتے ہیں:

''طوس (جسے آج کل مشہد کہتے ہیں) کے قریب ایک دیہات کا نام سماس ہے۔''(110)

اس بستی میں سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہٗ پیدا ہوئے۔ آپؒ حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی قدس سرہٗ کے اجل خلفا میں سے تھے۔

آپؒ کا وصال ۱۰/ جمادی الاخریٰ ۷۵۵ھ/ 2/ جولائی 1354ء کو ہوا۔ آپؒ کا مزارِ مبارک ''سماس'' میں ہے۔(111)

سمرقند (اُزبکستان)

مزار حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہٗ

سمرقند اُزبکستان کے دارالحکومت ''تاشقند'' سے تین سو کلومیٹر سے زیادہ فاصلے پر واقع ہے۔ یہ عجیب سرسبز و شاداب شہر ہے۔ درختوں سے بھرا ہوا، پھلوں میں رچا ہوا ہے۔ مسجد خواجہ عبیداللہ احرار اس وقت سمرقند کی وسیع اور پُر رونق مسجد ہے۔

سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے مشہور بزرگ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہٗ کا فیض بھی اسی شہر سے جاری رہا ہے۔ آپؒ طریقت، شریعت اور سیاست کی جامعیت کے حامل اونچے بزرگوں میں سے تھے۔

آپؒ نے ۲۹/ ربیع الاول ۸۹۵ھ/ 20/ فروری 1490ء بروز اتوار کو وصال فرمایا۔ سمرقند میں مسجد خواجہ احرار کے قریب آپؒ کا مزارِ مبارک ہے۔(112)

سوخار (طوس، ایران)

مزار حضرت خواجہ شمس الدین سیّد میر کلال قدس سرہٗ

سوخار بستی سماس سے پانچ فرسنگ (15 میل) کے فاصلے پر ایک گاؤں کا نام ہے۔ یہ گاؤں حضرت خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہٗ کے خلیفہ حضرت خواجہ شمس الدین سیّد میر کلال قدس سرہٗ کا مولد و مدفن ہے۔

آپؒ نے ۸/ جمادی الاولیٰ ۷۷۲ھ/ 28/ نومبر 1370ء بروز جمعرات کو وفات پائی۔ آپ کا مزار مبارک اسی قصبہ سوخار میں ہے۔(113)

www.rahimia.org

سیدو شریف (سوات، پاکستان)

مزار حضرت مولانا اخوند عبدالغفور سواتی قدس سرہٗ

سیدو شریف پاکستان کے صوبہ خیبر پختون خواہ کی خوب صورت وادی ''ریاست سوات'' کا صدر مقام رہا ہے۔ اب یہ مینگورہ شہر کا حصہ ہے۔

اس کی یہ مرکزی حیثیت ہمارے سلسلۂ قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ کے عظیم بزرگ شیخ المشائخ الحافظ مجاہد اعظم حضرت مولانا اخوند عبدالغفور سواتی قدس سرہٗ کے اس جگہ قیام کرنے سے ہوئی۔ آپ حضرت خواجہ محمد شعیب شہید تورڈھیروی قدس سرہٗ کے جانشین اور خلیفہ اجل تھے۔ آپؒ نے اپنے پیر و مرشد کے ساتھ مل کر اوّلاً ۱۲۳۸ھ/ 1823ء میں سکھوں اور انگریزوں کے خلاف جہاد کیا۔ پھر جب حضرت سیّد احمد شہید قدس سرہٗ اس علاقے میں جہاد کے لیے تشریف لائے تو پہلا معرکہ ''پنجبرہ'' کے مقام پر ہوا۔ اس میں آپؒ شریک ہوئے۔ حضرت سیّد صاحبؒ کی شہادت کے بعد امیر کابل دوست محمد خان کی معیت میں ۱۲۵۰ھ/ 1835ء میں ''جمرود'' (موجودہ اسلامیہ کالج، پشاور) کے مقام پر انگریزوں کے خلاف جنگ میں شریک ہوئے۔ اس کے بعد مختلف مقامات پر قیام رہا۔ بالآخر ۱۲۶۱ھ/ 1845ء میں آپ نے ''سیدو'' کے مقام پر قیام فرمایا۔

آپؒ نے اس جگہ حفظِ قرآن کا مدرسہ، مجاہدین کا مرکز اور اسلحہ بنانے کا کارخانہ لگایا۔ پھر آہستہ آہستہ آپؒ نے وادئ سوات پر مشتمل انگریز سامراج سے آزاد الگ ایک ریاست قائم کرنے کا اعلان فرمایا۔ اس ریاست کے پہلے امیر حضرت سیّد احمد شہیدؒ کے ساتھ جہاد میں شرکت کرنے والے ساداتِ ستھانہ میں سے حضرت سیّد اکبر شاہ ترمذیؒ کو بنایا۔ اس حکومت کی مکمل نگرانی اور رہنمائی آپؒ براہِ راست خود فرماتے تھے۔ آپؒ حقیقت میں امام المسلمین، شیخ الاسلام والمسلمین کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں اور سوات کے لوگ آپؒ کو ''سیدو بابا'' کے نام سے پکارتے ہیں۔

آپؒ نے تقریباً 57 سال تک مسندِ ارشاد و تلقین کو رونق بخشی۔ ایک طویل عرصے تک آپؒ اصلاح و تبلیغ اور جہاد فی سبیل اللہ میں مصروف رہے۔

حضرت سیدو باباؒ نے تقریباً 86 سال کی عمر میں ۷/محرم الحرام ۱۲۹۵ھ/ 12/جنوری 1877ء بروز جمعۃ المبارک صبح کے وقت وصال فرمایا۔ آپؒ کا مزارِ مبارک سیدو شریف میں مشہور و معروف اور مرجع خاص و عام ہے۔(114)

www.rahimia.org

شیراز (ایران)

مزار حضرت شیخ شمس الدین محمد بن محمد جزری قدس سرہٗ

شیراز ایران کے جنوب مغربی حصے میں ایک مشہور شہر ہے۔ اسے حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہما نے خلافتِ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے آخری دنوں میں فتح کیا تھا۔ ولید بن عبدالملک کے عہد میں اس کی تعمیر نو کی گئی۔ یہ حضرت شیخ سعدی شیرازیؒ اور حافظ شیرازیؒ کا وطن رہا ہے۔

اس شہر میں ہمارے سلسلۂ عالیہ قادریہ اکبریہ کے بزرگ حضرت شیخ شمس الدین محمد بن محمد الجزری قدس سرہٗ نے ایک عرصہ قیام فرمایا۔ آپؒ بڑے محدث، فقیہ اور قرأت کے امام تھے۔ قاضی اور اُستاذ کی حیثیت میں آپؒ نے کئی شہروں میں کام کیا ہے۔ سمرقند میں تیمورلنگ کے مصاحب کی حیثیت میں بھی آپؒ نے کام کیا ہے۔ آپؒ نے ۸۳۳ھ/ 1429ء میں شیراز میں وفات پائی اور اسی جگہ دفن ہوئے۔(115)

طرطوس (ترکی)

مزار حضرت شیخ ابوالفرح علاؤ الدین محمد بن عبداللہ طرطوسی قدس سرہٗ

طرطوس، جنوبی ترکی میں ایک قدیم اور مشہور شہر ہے۔ خلیفہ عباسی مامون الرشید نے اسے 788 عیسوی میں فتح کیا تھا۔ وہ خود بھی اسی جگہ دفن ہوا۔

ہمارے سلاسل میں حضرت شیخ ابوالفرح علاؤ الدین محمد بن عبداللہ طرطوسی قدس سرہٗ نے اس شہر میں ۴۴۷ھ/ 1055ء میں وفات پائی اور طرطوس میں ہی آپؒ کا مزار مبارک ہے۔(116)

طورومایار (مردان، پاکستان)

مزار حضرت حاجی عبدالرحیم ولایتی (پکھلی) شہید قدس سرہٗ

صوبہ خیبر پختون خواہ کے ضلع مردان سے گیارہ کلومیٹر جنوب میں قصبہ ''طورو'' واقع ہے۔ کہا جاتا ہے کہ سکندرِ اعظم کے ایک جرنیل کا نام طوریس تھا، جو 326 قبل مسیح میں سکندرِ اعظم کے ساتھ آیا تھا۔ اس نے موجودہ طورو کے قریب ''طورو ڈھیری'' کو آباد کیا تھا۔ قدیم زمانے سے یہ گاؤں آباد چلا آرہا ہے۔ طورو کو بخارا ثانی بھی کہا جاتا ہے۔ یہاں بڑے بڑے علما اور صوفیا گزرے ہیں۔ مشہور پشتو صوفی شاعر عبدالرحمٰن باباؒ نے فقہ اور تصوف کا علم طورو میں ملا محمد یوسف بن محمد یونس المعروف بخاؤ باباؒ سے حاصل کیا۔

www.rahimia.org

طورو سے ڈیڑھ دوکلومیٹر کے فاصلے پر ''مایار'' کے نام سے ایک گاؤں آباد ہے۔

طورو اور مایار کے درمیان ایک میدان میں ۲۷/ رمضان المبارک ۱۲۴۵ھ/ 23/ مارچ 1830ء کو حضرت سیّد احمد شہیدؒ کی باغی سردار سلطان محمد خان کے ساتھ ایک جنگ ہوئی تھی۔ اس جہاد میں ہمارے چشتیہ اور قادریہ سلسلے کے بزرگ حضرت شاہ عبدالرحیم ولایتی شہید قدس سرہٗ بھی اپنے دیگر ساتھیوں کے ساتھ شہید ہوگئے تھے۔ ان کا مزار مبارک ان قصبوں کے شمال مشرق میں واقع ہے۔ ''وقائع سیّد احمد شہید'' میں لکھا ہے:

''(اس جنگ میں فتح کے بعد) حضرت (سیّد احمد شہیدؒ) نے موضع طورو میں آکر نماز عصر کی پڑھی اور چند لوگ زخمی مقتل سے اٹھا آئے تھے اور نو لاشیں بھی۔ بعد نماز کے آپؒ نے فرمایا کہ زخمیوں کی مرہم پٹی کی تدبیر کی جاوے اور لاشوں کے دفن کرنے کو مولانا محمد اسماعیل صاحب کو فرمایا۔ پھر چند ملکی لوگوں کو لے جا کر مولانا صاحب نے باہر طورو کے مشرق اور شمال کے کونے میں ایک بڑی سی قبر کھدوائی۔ ...نو صاحبوں کی لاشیں آئی تھیں، وہ یہ تھے: (۱) موضع طورو کے مولوی عبدالرحمٰن صاحب، (۲) اور حاجی عبدالرحیم صاحب پکھلے وال' کہ سر اُن کا دھڑ سے جدا ہوگیا تھا، (۳) اور سیّد ابو محمد صاحب نصیر آبادی، (۴) اور شیخ عبدالحکیم پھلتی۔ ... انھیں انھی کپڑوں میں جو پہنے ہوئے تھے بے غسل کے اُسی ایک قبر میں دفن کیا۔..

قبر میں لاشیں اس ترتیب سے رکھی گئی تھیں کہ سب کے آگے قبلے کی طرف حاجی عبدالرحیم صاحبؒ کی لاش رکھی۔ اُن کے اَوروں کے پیچھے سیّد ابو محمد صاحبؒ کی، اُن کے پیچھے میر رُستم علی کی، اُن کے پیچھے مولوی عبدالرحمٰن کی اور اُن کے پچھے کریم بخش کی۔ اور اُن کے پیچھے باقی لاشیں آگے پیچھے رکھی گئیں۔ اور سب کے پیچھے شیخ عبدالرحمٰن کی لاش رکھی گئی۔ اور بعد اس کے مولانا (شاہ محمد اسماعیل) صاحبؒ نے فرمایا کہ: ان سب کے چہرے ان کے عماموں کے دامن سے چھپا دو۔ ...پھر کئی آدمی ایک بڑی سی چادر قبر کے منہ پر تان کر کھڑے ہوئے نیچے سے اور سب مٹی دینے لگے اور تختے بنگے کچھ نہیں رکھے۔ اسی طور صرف مٹی سے توپ دیا۔ بعد اس کے مولانا صاحبؒ اور سب نے مل کر بہت دیر تک ان سب کے لیے دعائے مغفرت کی اور اس وقت جو لوگ شریک دفن میں تھے، اُن شہیدوں کی محبت میں افسوس اور زاری اور تأسف و اشک باری کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ یہ لوگ جس مراد کو آئے تھے، اُس مراد کو پہنچے۔ اور ہم لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ ایسی شہادت نصیب کرے۔ پھر وہاں سے ہم سب حضرت (سیّد احمد شہید) علیہ الرحمہ کے پاس آگئے۔''(117)

www.rahimia.org

میدانِ جنگ میں حضرت شاہ عبدالرحیم ولایتی شہیدؒ کی شہادت کا واقعہ وقائع نگار اس طرح بتلاتے ہیں:

''حاجی عبدالرحیم صاحب پکھلی وال اور طورو کے مولوی عبدالرحمٰن صاحب بھی سواروں (کے دستے) میں تھے۔ ان کی شہادت کا بیان محمدی عظیم آبادی یوں کرتے تھے کہ: قریب پانچ سو کے مجاہدین سوار تھے۔ ان میں سے زیادہ تر ملکی (مقامی) سوار تھے اور وہ سب دغاباز خفیہ طور پر (مخالف لشکر کے) سردار سلطان محمد خان سے سازش رکھتے تھے اور اپنے سوار اور وہ سب ملے جلے پرّا باندھے کھڑے تھے۔ اور کوئی ہزار سوار (مخالف لشکر کے) درّانی یکبارگی ہلہ کر کے آئے۔ ملکی (مقامی) سوار تو صاف طرح دے کر بھاگ گئے۔ فقط اپنے ہی سواروں نے ان کا مقابلہ کیا اور خوب لڑے اور خوب بہادری کی اور دادِ شجاعت کی دی، مگر کہاں پانچ سو اور کہاں تین ہزار۔ آخر الامر جب تاب لڑائی کی نہ لا سکے تب متفرق ہو کر سو بہ سو بھاگے اور انھوں نے تعاقب کیا۔ اور حاجی عبدالرحیم صاحب اور مولوی عبدالرحمٰن صاحب وہاں سے پاؤ کوس نکل گئے تھے اور سوار درّانیوں کے پیچھے لگے چلے آتے تھے۔ جب ماہی یار (مایار) سے ورے طرف طورو کے (کلپانی) نالے پر پہنچے، اَور تو سوار آگے بڑھ گئے اور یہ دونوں صاحب ان کے محاصرے میں آ گئے۔ تب وہاں وہ دونوں صاحب بھڑ پڑے اور اُن سے خوب لڑائی ہوئی اور شہید ہوئے۔ إنّا للّٰه و إنّا إلیه راجعون۔''(118)

حضرت شاہ عبدالرحیم ولایتی شہیدؒ اور دیگر شہدا کا یہ مقبرہ ''مزار سنگر بابا'' کے نام سے علاقے بھر میں مشہور ہے۔ پشتو میں 'سنگر' مورچے کو کہتے ہیں۔ مزار سے تھوڑے فاصلے پر کلپانی نالا بہہ رہا ہے۔

حضرت شاہ عبدالرحیم ولایتی شہیدؒ نے سب سے پہلے سلسلۂ قادریہ میں شاہ رحم علی ساڈھوری (مزار پنجلاسہ) سے نسبت و کمالات حاصل کیے۔ اس کے بعد سلسلۂ چشتیہ میں حضرت شاہ عبدالباری قدس سرہٗ سے تکمیلِ نسبت فرمائی۔ ان کے وصال کے بعد حضرت الامیر الشہید سیّد احمد بریلوی قدس سرہٗ کے دستِ حق پرست پر بیعتِ جہاد فرمائی اور اپنے خلفا بالخصوص حضرت میاں جیو نور محمد جھنجھانوی قدس سرہٗ کو بھی از سرِ نو بیعت کرنے کا حکم دیا۔ خود بھی جہاد میں شریک ہوئے اور اپنے خلفا کو بھی شریکِ جہاد فرمایا۔ آپؒ حضرت میاں جیو جھنجھانویؒ کو ساتھ لے کر حضرت سیّد صاحبؒ کے ہمراہ جہاد کے لیے چل دیے۔ بعد میں حضرت میاں جیو جھنجھانوی قدس سرہٗ کو مجاہدین کے مالی تعاون کے لیے واپس بھیج دیا۔ اسی دوران حضرتؒ خود طورو مایار کے اس میدان میں شہید ہو گئے۔

www.rahimia.org

طوس / مشہد (ایران)

طوس ایران کے صوبہ خراسان کا ایک مشہور شہر ہے۔ پہلے اس کا نام ''طابران'' بھی رہا ہے۔ آج کل اسے ''مشہد'' بھی کہا جاتا ہے۔ مسلمانوں نے اسے 649ء میں فتح کیا، لیکن تاتاریوں کے زمانے میں یہ شہر اُجڑ گیا تھا۔ اسی شہر میں مشہور عباسی خلیفہ ہارون الرشید کی قبر بھی ہے۔ اس شہر میں درجِ ذیل مشائخ دفن ہیں:

1۔ حضرت الامام علی بن موسیٰ الرضاء؛ م صفر ۲۰۳ھ/ اگست 818ء

2۔ حضرت خواجہ ابوعلی فضل بن محمد فارمدی قدس سرہٗ

آپؒ نے طوس شہر میں ۴۷۷ھ/ 1084ء میں وفات پائی اور اس جگہ مدفون ہیں۔[119] بعض کتابوں میں آپؒ کا مدفن ''طرطوس'' بھی بتایا گیا ہے۔[120]

3۔ حضرت شیخ ابوبکر نساج؛ م ۴۸۷ھ/ 1094ء

4۔ حجۃ الاسلام ابوحامد محمد الغزالی قدس سرہٗ

طوس میں ہی حجۃ الاسلام ابوحامد محمد الغزالی قدس سرہٗ کی وفات ۵۰۵ھ/ 1112ء ہوئی۔ آپؒ کا مزار بھی طوس میں ہے۔[121]

عکہ (فلسطین)

مزار حضرت خواجہ ابواسحاق شامی چشتی قدس سرہٗ

عکہ فلسطین کا ایک مشہور شہر ہے۔ اسے مسلمانوں نے 638ء میں فتح کیا تھا۔

سلسلۂ چشتیہ کے بانی حضرت خواجہ ابواسحاق شامی چشتی قدس سرہٗ نے ۱۴/ ربیع الثانی ۳۲۹ھ/ 16/ جنوری 941ء میں اسی شہر میں وصال فرمایا تھا۔ آپؒ کا مزار مبارک عکہ میں ہے۔[122]

غجدوان (اُزبکستان)

مزار حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ

ازبکستان کے شہر بخارا سے چھ فرسنگ (18 میل) کے فاصلے پر ایک بڑے قصبے کا نام ''غجدوان'' ہے۔ طبقہ خواجگان کے سربراہ اور سلسلۂ نقشبندیہ کے سردار حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ اسی قصبے میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کے والد عبدالجمیلؒ پہلے روم میں رہا کرتے تھے۔ پھر علاقہ ماوراء النہر میں آکر اس

www.rahimia.org

قصبے کو اپنی جائے سکونت بنالیا۔

طریقۂ نقشبندیہ کی بنیادی تعلیمات حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ کے کلماتِ قدسیہ سے اخذ کردہ ہیں۔ وہ آٹھ کلمات یہ ہیں:

(۱) ہوش دردم (۲) نظر برقدم (۳) سفر در وطن (۴) خلوت در انجمن

(۵) یادکرد (۶) بازگشت (۷) نگاہ داشت (۸) یادداشت

اس کے علاوہ تین مصطلحاتِ نقشبندیہ ہیں:

(۱) وقوفِ عددی (۲) وقوفِ زمانی (۳) وقوفِ قلبی

ان گیارہ کلمات پر نقشبندی طریقے کی بنیاد ہے۔

آپؒ کا وصال ۱۲ / ربیع الاوّل ۵۷۵ھ / 24 / اگست 1179ء میں ہوا۔ آپؒ کا مزار مبارک غجدوان میں ہے۔(123)

غزنی (افغانستان)

مزار حضرت شیخ رضی الدین علی بن سعید غزنوی لالہ قدس سرہٗ

غزنی مشرقی افغانستان کا ایک مشہور شہر ہے۔ یہ قدیم تاریخی شہر ہے۔ بطلیموس نے اپنے جغرافیے میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ مسلمانوں نے اسے خلیفہ عبدالملک بن مروان کے دور میں فتح کیا۔ سلطان الپ تگین نے غزنوی سلطنت کا اسے دارالخلافہ بنایا۔(124) سلطان محمود غزنوی اس سلطنت کے مشہور حکمران رہے ہیں۔

سلسلۂ عالیہ کبرویہ کے مشہور بزرگ اور حضرت خواجہ نجم الدین کبریٰ قدس سرہٗ کے خلیفہ اجل حضرت رضی الدین علی بن سعید بن عبدالجلیل لالہؒ کا قیام اس شہر میں رہا۔

آپؒ کا انتقال ۳ / ربیع الاول ۶۴۲ھ / 9 / اگست 1244ء کو ہوا۔ آپؒ کا مزار مبارک سلطان محمود غزنوی کے مزار کے قریب مشہور و معروف ہے۔(125)

غلہ ڈیر (عمرزئی، چارسدہ، پاکستان)

مزار حضرت حافظ محمد عمرزئی قدس سرہٗ

پاکستان کے صوبہ خیبر پختون خواہ کی تحصیل ''عمرزئی''، ضلع چارسدہ کے قریب ایک موضع کا نام ''غلہ ڈیر'' ہے۔ یہ شہر عمرزئی تقریباً دو ہزار سال قبل اشوکِ اعظم کے زمانے سے آباد چلا آرہا ہے۔

www.rahimia.org

اس مقام پر ہمارے سلسلۂ قادریہ نقشبندیہ مجددیہ کے بزرگ حضرت حافظ محمد عمرزئی قدس سرہٗ کا مولد و مدفن ہے۔ آپؒ ۱۱۵۵ھ/ 1742ء میں پیدا ہوئے۔ تعلیم و تربیت کے بعد آپؒ کو حضرت خواجہ محمد صدیق بُنیری قدس سرہٗ سے خلافت حاصل ہوئی۔ آپؒ کے خلیفہ اور جانشین حضرت خواجہ محمد شعیب تورڈھیروی شہید قدس سرہٗ ہیں۔

خواجہ محمد عمرزئیؒ کا وصال ۲۶/ ربیع الثانی ۱۲۰۶ھ/ 23/ دسمبر 1791ء کو جمعرات کی رات ہوا۔ مزار مبارک ''غلہ ڈیر'' کے قبرستان میں ہے، جو عمرزئی سے شمال کی طرف ''تنگی'' جانے والی سڑک پر مغرب کی جانب واقع ہے۔ مزار مبارک سے متصل مغرب کی جانب مسجد ہے۔(126)

فاس (مراکش)

مزار قاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ المعروف ابن العربی اندلسی قدس سرہٗ

فاس مراکش کا مشہور شہر ہے۔ کئی صدیوں تک یہ علوم وفنون کا مرکز رہا ہے۔ اس شہر کے قریب مشہور محدث، فقیہ، مفسر اور صوفی قاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ المعروف ابن العربی اندلسی مدفون ہیں۔ آپ امام غزالیؒ سے فیض یاب ہیں۔ آپؒ سے مغربی ممالک میں بڑا فیض پہنچا۔

آپؒ نے ۵۴۳ھ/ 1148ء میں وفات پائی اور فاس کے قریب مدفون ہوئے۔ آپؒ کا مزار مشہور ہے۔(127)

کلیَر شریف (ہردوار، یو۔ پی، انڈیا)

مزار حضرت خواجہ مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیَری قدس سرہٗ

کلیَر شریف ہندوستان کے صوبہ اُترا کھنڈ کے مشہور ضلع ہردوار کی تحصیل رُڑکی میں واقع ہے۔ رُڑکی شہر سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر گنگ نہر کے کنارے قدیم قصبہ کلیَر شریف ہے۔ اس کی وجہ شہرت ہمارے چشتیہ صابریہ سلسلے کے بانی اور حضرت خواجہ فریدالدین مسعود گنج شکر قدس سرہٗ کے بھانجے اور خلیفہ اعظم حضرت خواجہ مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیَری قدس سرہٗ کا مزار مبارک ہے۔

آپؒ کا وصال ۱۳/ ربیع الاول ۶۹۰ھ/ 16/ مارچ 1291ء میں ہوا۔ مزار مبارک مرجع خلائق ہے۔ (128) تحصیل رُڑکی اور تحصیل ہردوار پہلے ضلع سہارن پور کی تحصیلیں تھیں۔ اب ہردوار الگ ضلع بن گیا ہے اور یہ ضلع پہلے صوبہ یو۔ پی میں تھا، اب الگ صوبہ اُترا کھنڈ میں شامل ہوگیا ہے۔

www.rahimia.org

کیتھل (ضلع کرنال، ہندوستان)

ہندوستان کے صوبہ ہریانہ کے مشہور ضلع کرنال کے ایک مشہور قصبہ کا نام ''کیتھل'' ہے۔ یہ قصبہ قدیم زمانے میں ایک راجہ کی راجدھانی بھی رہا ہے۔(129)

اس قصبے میں ہمارے سلاسل مشائخ میں سے درجِ ذیل بزرگوں کے مزارات ہیں:

1۔ حضرت شاہ کمال الدین کیتھلی قدس سرہٗ

اس قصبے میں سلسلۂ قادریہ مجددیہ کے عظیم بزرگ حضرت شاہ کمال الدین کیتھلی قدس سرہٗ کا مزار مبارک ہے۔ آپؒ سلسلۂ قادریہ میں بڑی اونچی نسبت کے بزرگ ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے والدِ محترم حضرت شیخ عبدالاحد قدس سرہٗ کا قول ہے کہ:

''نظرِ کشفی سے کام لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ سلسلۂ عالیہ قادریہ میں پیرانِ پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے بعد اس مرتبہ کا آدمی کم تر نظر آتا ہے۔''(130)

حضرت مجدد صاحب کو قادری سلسلے کا فیض انھی کے جانشین سے ہوا۔

آپؒ کا وصال ۲۹/ جمادی الثانی ۹۷۱ھ/ 13/فروری 1564ء میں ہوا۔ آپؒ کا مزار مبارک کیتھل میں ہے۔(131)

2۔ شاہ سکندر بن عماد الدین کیتھلی قدس سرہٗ

حضرت شاہ کمال الدین کیتھلی قدس سرہٗ کے بعد ان کے جانشین ان کے پوتے شاہ سکندر بن عماد الدین کیتھلی قدس سرہٗ ہوئے۔ یہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے شیخ ہیں۔ قادریہ سلسلہ حضرت مجددؒ تک انھی کی وساطت سے آیا ہے۔

آپؒ کا وصال ۱۰۲۳ھ/ 1614ء میں ہوا۔ آپؒ کا مزار مبارک بھی کیتھل میں ہے۔(132)

قاہرہ (مصر)

قاہرہ مصر کا دارالخلافہ اور مشہور شہر ہے۔ یہ بھی علوم وفنون کا کئی صدیوں تک مرکز رہا ہے۔ اس شہر سے ہمارے مشائخ میں سے درجِ ذیل بزرگوں کے مزارات ہیں:

1۔ شیخ الحافظ جلال الدین سیوطی قدس سرہٗ؛ م ۹۱۱ھ/ 1505ء۔

1۔ شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ

سلسلۂ عالیہ قادریہ اکبریہ کے بزرگ امام عبدالوہاب شعرانی؛ م ۹۷۳ھ/ 1566ء

www.rahimia.org

ان دونوں حضراتؒ کا اپنے دور میں بہت فیض پھیلا۔

قزوین (ایران)

مزار شیخ حضرت احمد غزالی قدس سرہٗ

قزوین شمالی ایران کا ایک مشہور اور تاریخی شہر ہے، جو بحر قزوین (خزر) کے کنارے پر واقع ہے۔ یہ دریا روس اور ایران کے درمیان واقع ہے۔ اس جگہ سے ہمارے سلسلہ سہروردیہ کے سرحلقہ حضرت ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردیؒ کے شیخ حضرت احمد غزالی قدس سرہٗ کا فیض پھیلا۔ آپؒ امام غزالیؒ کے بھائی ہیں۔ آپ نے ۵۱۷ھ/ 1123ء میں وفات پائی اور مزار مبارک قزوین میں ہے۔

قنوج (ہندوستان)

مزار حضرت حاجی شریف زندنی قدس سرہٗ

یو۔ پی میں ہندوستان کے قدیم ترین تاریخی شہر کا نام ''قنوج'' ہے۔ بطلیموس یونانی جغرافیہ دان نے 140 عیسوی میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ اوّلاً محمود غزنوی اور بعد میں سلطان شہاب الدین غوری نے اسے فتح کیا تھا۔ شمالی ہندوستان میں اس کا راجہ ''مہاراجہ ادھیراج'' کہلاتا تھا۔ پہلے دریائے گنگا قنوج کی دیواروں کے نیچے بہتا تھا، لیکن اب وہ کالی ندی کے کنارے پر واقع ہے۔(133)

اس شہر کے قریب ایک جنگل میں حضرت خواجہ معین الدین اجمیری قدس سرہٗ کے دادا پیر حضرت حاجی شریف زندنی قدس سرہٗ کا مزار مبارک بتلایا جاتا ہے۔ ان کا انتقال ۶۱۲ھ/ 1215ء میں ہوا۔ چناں چہ حضرت مولانا سیّد غوث علی شاہ قلندر قادری پانی پتی م ۱۲۹۷ھ/ 1880ء (شاگرد حضرت الامام شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہٗ) نے آپؒ کے حالات میں اس کا تذکرہ فرمایا ہے۔(134) بعض حضرات نے حضرت شیخ حاجی شریف زندنی قدس سرہٗ کا مزار مبارک قصبہ ''زندنہ'' نزد بخارا میں بیان فرمایا ہے۔(135) وہیں آپ مزار مبارک ہے۔

گلبرگہ (حیدرآباد دکن، ہندوستان)

مزار حضرت خواجہ محمد الحسینی گیسودراز قدس سرہٗ

جنوبی ہندوستان میں دکن کے علاقے کا مشہور اور خوب صورت شہر ''گلبرگہ'' ہے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے خلیفہ اجل حضرت نصیر الدین محمودؒ چراغِ دہلی کے خلیفہ اوّل مشہور بزرگ حضرت خواجہ محمد

www.rahimia.org

الحسینی گیسودراز نے ۸۱۵ھ/ 1315ء میں حسن آباد گلبرگہ میں قیام فرمایا۔ جنوبی ہند کے علاقے میں آپؒ کا فیض بڑی کثرت سے پھیلا۔ اس علاقے کی دینی حیثیت بنانے میں آپؒ کا کردار بڑا جان دار رہا ہے۔

آپؒ نے ایک سو پانچ سال کی عمر میں ۱۶/ ذی قعدہ ۸۲۵ھ/ یکم/ نومبر 1422ء کو بوقتِ صبح وصال فرمایا۔ آپ کا مزار مشہور ہے۔(136)

گنگوہ (سہارن پور، ہندوستان)

قصبہ گنگوہ آج کل سہارن پور ضلع کی مشہور تحصیل ہے۔ یہ بھی قدیم قصبات میں سے ہے۔ اس قصبے میں ہمارے درجِ ذیل مشائخ کے مزارات ہیں:

1۔ حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ

اس قصبے کی وجہ شہرت ہمارے سلسلۂ چشتیہ صابریہ نظامیہ کے مشہور بزرگ قطبِ عالم حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ ہیں۔ آپؒ نے تقریباً 35 سال قصبہ ''ردولی'' میں قیام فرمایا اور شیوخِ ردولی سے فیوض حاصل کر کے ان کے جانشین قرار پائے۔ پھر ۸۹۶ھ/ 1491ء میں عمر خان کاشی (جو سلطان سکندر لودھی کے اُمرا میں سے تھا) کی درخواست پر ''شاہ آباد'' میں تشریف لائے اور 35 سال وہاں پر ہی قیام فرما رہے۔ پھر ظہیرالدین بابر کے زمانے میں ۹۳۲ھ/ 1526ء میں قصبہ گنگوہ میں قدم رنجہ ہوئے۔ چودہ سال اس جگہ کو اپنے فیوضات کا مرکز بنایا۔

آپؒ کا وصال ۲۳/ جمادی الثانی ۹۴۴ھ/ 27/ نومبر 1537ء کو ہوا۔ آپؒ کی تاریخ وفات میں اَور بھی اَقوال ہیں۔ آپؒ کا مزار مبارک مشہور اور مرجع خلائق ہے۔

2۔ حضرت شیخ رُکن الدین محمد بن عبدالقدوس گنگوہیؒ

آپؒ ۱۵/ جمادیٰ الاولیٰ ۸۹۷ھ/ 15/ مارچ 1492ء میں پیدا ہوئے۔ اپنے والدِ گرامی حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ سے بیعت ہو کر تربیت حاصل کی۔ آپؒ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے والدِ گرامی حضرت شیخ عبدالاحد سرہندیؒ کے پیر و مرشد ہیں۔ آپؒ کی وفات ۹۸۳ھ/ 1575ء میں ہوئی۔ آپؒ کا مزار گنگوہ میں مرجع خلائق ہے۔(137)

3۔ حضرت شاہ ابوسعید نعمانی نوشیروانی گنگوہی قدس سرہٗ

اسی سلسلے کے دوسرے بزرگ حضرت شاہ ابوسعید نعمانی نوشیروانی گنگوہی قدس سرہٗ کا مزار بھی گنگوہ میں ہے۔ آپؒ کا وصال ۲/ ربیع الاول ۱۰۴۰ھ/ 9/ اکتوبر 1630ء کو ہوا۔ آپؒ کا مزار بھی مرجع خلائق ہے۔

www.rahimia.org

4۔ امام ربانی قطب صمدانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ

گنگوہ کو ہمارے حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کے مرشد ثانی اور تحریکِ آزادی 1857ء کے مجاہدِ اعظم، امامِ ربانی، قطب صمدانی، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ کا مولد و مدفن ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ آپؒ سیّد الطائفہ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ کے اجل خلفا میں سے ہیں۔ آپؒ نے تمام سلاسل طریقت کا خلاصہ نکال کر وصول الی اللہ کا سہل اور جامع طریقہ مدوّن فرمایا۔ اس حوالے سے آپؒ نے آخری دور میں بڑا تجدیدی کام کیا ہے۔

آپؒ نے ۹/ جمادی الثانیہ ۱۳۲۳ھ/ 11/ اگست 1905ء کو جمعہ کی اذان کے وقت اس عالم کو الوداع فرمایا۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس سرہٗ نے آپؒ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ نے آپؒ کی تاریخ وفات:

کنت حمیداً لمُتّ شہیداً

سے نکالی ہے۔ آپؒ کا مزار مبارک گنگوہ میں مشہور و معروف ہے۔(138)

گوڑ (مغربی بنگال، ہندوستان)

مزار حضرت خواجہ سراج الدین عثمان اَوَدھی قدس سرہٗ

گوڑ مغربی بنگال (ہندوستان) میں ضلع مالدہ کی مشہور جگہ ہے۔ یہ مسلم دور میں بنگال کا دارالخلافہ رہا ہے۔ اس جگہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے خلیفہ اوّل حضرت خواجہ سراج الدین عثمان اَوَدھی قدس سرہٗ سے بڑا فیض پہنچا۔ بنگال کے علاقے میں آپؒ کی ذات گرامی سے دور دور تک اسلام کی اشاعت ہوئی۔

آپؒ کا انتقال ۷۵۸ھ/ 1317ء میں گوڑ میں ہوا اور آپ کا مزار اور خانقاہ اس جگہ مشہور و معروف ہے۔(139)

لاہور (پاکستان)

مزار حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ

''سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور'' کے چوتھے مسند نشین حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ تھے۔ آپؒ 1950ء تک رائے پور ضلع سہارن پور میں خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور میں قیام فرما رہے۔ اس عرصے میں آپؒ کو اپنے مرشدِ اوّل حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے ظاہری اور باطنی تربیت حاصل کرکے سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور میں خلافت و اجازت حاصل ہوئی۔ آپؒ

www.rahimia.org

1950ء میں پاکستان تشریف لائے۔ 1995ء تک سرگودھا میں تشریف فرما رہے۔ اس دوران 1992ء میں اپنے والدِ گرامی حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کے وصال کے بعد اُن کے جانشین ہوئے۔ 1996ء سے 2001ء تک عارف والا میں قیام رہا اور پھر 2001ء سے ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) کوئینز روڈ لاہور میں مستقل قیام فرما ہوئے۔ اس طرح تیس سال اپنے والدِ گرامی کی معیت میں اور بیس سال جانشین بننے کے بعد سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے متوسلین کی تعلیم و تربیت میں پچاس سال خدمات سرانجام دیں۔

آخر زمانے میں دل کی تکلیف لاحق ہوئی اور 9/ستمبر 2012ء کو آپؒ کو دوسری دفعہ دل کا عارضہ لاحق ہوا اور اس کے بعد تقریباً 18 روز تک بیمار رہ کر مؤرخہ ۸/ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ/ 26/ستمبر 2012ء، بروز بدھ، بوقت صبح 9:35 پر تقریباً 90 سال کی عمر میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اگلے روز جمعرات کے دن ادارہ رحیمیہ کے متصل وارث روڈ گراؤنڈ میں آپؒ کی نمازِ جنازہ ہوئی اور پھر ادارہ سے متصل ''گلزارِ سعیدیہ رحیمیہ'' کوئینز روڈ لاہور میں آپؒ کو دفن کیا گیا۔ آپؒ کا مزارِ مبارک مرجع خلائق ہے۔

ماشوگگر (پشاور، پاکستان)

مزار حضرت خواجہ اخوند شاہ محمد مؤمن گگروی قدس سرہٗ

پاکستان کے صوبہ خیبر پختون خواہ کے دارالحکومت پشاور سے جنوب مغربی سمت پر چھ سات میل کے فاصلہ پر ''موضع بڈھ بیر'' ہے۔ برلبِ سڑک پولیس چوکی ہے۔ اس کے پاس سے ایک کچا راستہ جاتا ہے۔ اس پر چار پانچ فرلانگ پر ''ماشوگگر'' واقع ہے۔

اس گاؤں میں سلسلۂ قادریہ نقشبندیہ مجددیہ کے بزرگ حضرت خواجہ اخوند شاہ محمد مؤمن گگروی قدس سرہٗ کا مرکز رُشد و ہدایت تھا۔ آپؒ نے اس جگہ ایک طویل عرصے تک انسان دوستی اور خدا پرستی کا سبق پڑھایا۔ آپؒ کی مسجد میں آپ کے زمانے کا بَڑھ کا درخت ابھی تک بدستور موجود ہے۔

آپؒ نے بروز منگل ۶/شعبان ۱۱۸۴ھ/ 25/نومبر 1770ء کو وصال فرمایا۔ آپؒ کا مزار مبارک ''ماشوگگر'' گاؤں کی مغربی جانب، چار پانچ فرلانگ کے فاصلے پر ایک چاردیواری میں ہے۔ مزار کے مغربی جانب ایک برآمدہ اور مشرق کی طرف ایک مسجد ہے۔(140)

مانِک پور (انڈیا)

ہندوستان کے صوبہ یوپی کے شہر الٰہ آباد کے قریب ایک بستی ہے۔ قدیم زمانے میں یہ ایک بڑا شہر تھا۔ اکبر کے زمانے میں یہ ایک صوبے کا دارالحکومت بھی رہا ہے۔

www.rahimia.org

چناں چہ ''آئینِ اکبری'' میں ابوالفضل نے لکھا ہے کہ صوبہ اوَدھ کے جنوب میں مانک پور کی سرکار واقع ہے۔(141)

اس شہر میں ہمارے سلسلے کے درجِ ذیل دو بزرگوں کے مزارات ہیں:

1۔حضرت سیّد راجی حامد شاہ مانک پوریؒ؛ م ۹۰۱ھ/ 1496ء

2۔حضرت شیخ حسام الدین مانک پوریؒ؛ م ۸۸۲ھ/ 1477ء

مدائن (عراق)

مزارِ مبارک حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

عراق کے دارالحکومت بغداد سے جنوبی سمت پر تقریباً پچاس کلومیٹر پر ''مدائن'' کا شہر واقع ہے۔ یہ شہر ساسانی دورِ حکومت میں کسریٰ ایران کا پایہ تخت تھا۔ کسریٰ اسی شہر میں رہتا تھا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جنگِ قادسیہ میں اسے فتح کیا۔ فتح کے بعد امیرالمؤمنین سیّدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو اس شہر کا گورنر بنا کر بھیجا۔

حضرت سلمان فارسیؓ ہمارے سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے مشائخ میں سے ہیں۔ آپؓ نے ڈھائی سو سال کی عمر میں ۱۰/ رجب المرجب ۳۳ھ/ 4/ فروری 654ء میں مدائن میں ہی وصال فرمایا۔ آپؓ کا مزار مبارک جامع مسجد حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے احاطے میں ہے۔ بغداد سے مدائن آئیں تو جامع مسجد سلمان فارسیؓ سب سے پہلے آتی ہے۔

1929ء میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ دو صحابہ کرام حضرت حذیفہ بن الیمان اور حضرت عبداللہ بن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبریں جامع مسجد سلمان فارسیؓ سے کافی فاصلے پر دریائے دجلہ کے قریب تھیں۔ شاہِ عراق کو خواب آیا کہ دونوں صحابہ کرامؓ خواب میں کہتے ہیں کہ: ''ہماری قبروں میں دجلہ کا پانی آ رہا ہے۔ اس لیے ہمیں یہاں سے نکال کر دوسری جگہ ہماری قبریں بنائی جائیں۔'' چناں چہ 1929ء میں حج کے بعد ایک مقررہ تاریخ پر ان حضرت صحابہ کرامؓ کے اجسادِ مبارکہ پُرانی جگہ سے نکال کر جامع مسجد سلمان فارسیؓ کے مزار کے برابر میں دفن کر دیا گیا۔ اب ان تینوں حضراتؓ کے مزارات ایک ہی جگہ پر ہیں۔(142)

مرو (ترکمانستان)

مزار حضرت خواجہ ابویعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی قدس سرہٗ

مرو وَسطی ایشائی ریاستوں میں ''ترکمانستان'' کا مشہور شہر ہے۔ قرونِ وسطیٰ میں یہ شہر خراسان کے اہم ترین شہروں میں شمار ہوتا تھا۔ اس دور کا خراسان آج کل تین ملکوں میں تقسیم ہوگیا۔ اس کا شمال مشرقی حصہ نیشاپور وغیرہ ایران میں شامل ہے۔ ہرات و بلخ وغیرہ افغانستان کا شمالی حصہ ہے اور مرو وَغیرہ کا علاقہ ''ترکمانستان'' میں شامل ہے۔(143)

اس شہر میں سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے مشائخ میں سے حضرت خواجہ ابویعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی قدس سرہٗ نے ایک طویل عرصہ تک قیام فرمایا۔ اس شہر میں آپؒ کی خانقاہ میں ہر وقت طالبانِ خدا کا ہجوم رہتا تھا۔ آپؒ کچھ عرصہ ''ہرات'' اور کچھ عرصہ ''مروؔ'' میں قیام فرما رہتے تھے۔ آخری مرتبہ ہرات سے مرو جا رہے تھے کہ راستے میں ہرات اور بغشور کے درمیان موضع ''بامئین'' میں بروز سوموار ۲۲/ ربیع الاوّل ۵۳۵ھ/ 5/نومبر 1140ء میں انتقال فرمایا اور اسی جگہ دفن کیے گئے۔ کچھ عرصے بعد آپؒ کے مریدوں میں سے ابن النجار آپؒ کے جسد مبارک کو یہاں سے نکال کر ''مروؔ'' میں لے آئے اور اس حظیرہ میں دفن کردیا گیا، جو آپؒ کے نام سے موسوم ہے۔ آپؒ کا مزارِ مبارک مرجع خلائق ہے۔(144)

مُشلّل (قدید، سعودیہ عربیہ)

مزار حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق قدس سرہٗ

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان مقامِ ''قدید'' سے تین میل کے فاصلے پر ایک پہاڑ کا نام ''مُشلّل'' ہے، جس سے سمندر کی طرف قدید کو اُترتے ہیں۔

ہمارے سلسلہ کے مشائخ میں سے اور فقہائے سبعہ مدینہ میں سے حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق قدس سرہٗ کا نامِ نامی بڑا مشہور و معروف ہے۔ آپؒ نے مسند ارشاد و تلقین اور حدیثِ نبویؐ کی تعلیم کا مرکز مدینہ منورہ کو بنایا ہوا تھا۔

آپؒ نے 72 سال کی عمر میں مکہ اور مدینہ کے درمیان مقامِ ''قدید'' میں ۲۴/ جمادی الاولیٰ ۱۰۸ھ/ 7/اکتوبر 725ء میں وفات پائی اور ''مُشلّل'' پہاڑ کے درمیان میں دفن ہوئے۔ بعض حضرات نے آپؒ کا سن وفات ۱۰۶ھ/ 724ء بیان فرمایا ہے۔(145)

www.rahimia.org

مکلی (ٹھٹھہ، پاکستان)

مزار حضرت شاہ فضیل قادری ٹھٹھوی قدس سرہٗ

صوبہ سندھ کے شہر ٹھٹھہ میں قدیم قبرستان ''مکلی'' کے نام سے ہے۔ مکلی کی پہاڑی کو کراچی حیدرآباد شاہراہ کاٹ کر دو ٹکڑے کرتی ہے۔ جنوب کے آدھے حصے میں عیدگاہ مخدوم محمد ہاشمؒ، مخدوم ابوالقاسم نقشبندیؒ، مخدوم محمد معین ٹھٹھویؒ وغیرہ کے مزارات ہیں۔ جب کہ شمالی حصے میں سلاطین کے مقبرے اور حضرت شیخ شاہ فضیل قادریؒ کے مزارات ہیں۔ یہ روایت مشہور ہے کہ اس پہاڑی پر سوا لاکھ اولیاء اللہ اور برگزیدہ بندے مدفون ہیں۔ یہ پہاڑی خیر و برکت اور انوارِ الٰہی کی مظہر ہے۔ صرف یہی نہیں، بلکہ سندھ کے چھ سو برس کی تاریخ اس پہاڑی کے دامن میں مدفون ہے۔ بادشاہ، حاکم، وزیر، امیر، شاعر، ادیب، مصنف، ملکی اور غیر ملکی سب ان مقبروں، قبروں، روضوں اور قبرستانوں میں آرام کی نیند سو رہے ہیں، جن کا سلسلہ بارہ میل میں شمال سے جنوب کی طرف مسلسل پھیلا ہوا نظر آتا ہے۔ مقبروں کی عجیب و غریب ساخت، پتھروں پر خطاطی، گل کاری کے نادر نمونے، مقبروں یا قبروں کے مختلف نمونے اور فنی کمال کے باعث اس طرح کی مدفن گاہ کی مثال پوری دنیا میں ایک ہی جگہ پر ملنا ازحد مشکل ہے۔(146)

اس قبرستان میں ہمارے سلسلۂ عالیہ قادریہ کے بزرگ حضرت شاہ فضیل ٹھٹھوی قدس سرہٗ کا مزار مبارک ہے۔ یہ حضرت شاہ کمال الدین کیتھلی قدس سرہٗ کے مرشد ہیں۔ ٹھٹھہ میں ان کی خانقاہ مشہور تھی۔
ان کا وصال ٹھٹھہ میں ۹۸۹ھ/ 1581ء میں ہوا۔ ان کا مزار مبارک مکلی قبرستان میں بہت مشہور ہے۔

ملتان (پاکستان)

ملتان پاکستان کے صوبہ پنجاب میں قدیم ترین تاریخی اور مشہور شہر ہے۔ اسے ''مدینة الاولیاء'' بھی کہا جاتا ہے۔ اس شہر میں ہمارے سہروردی سلسلے کے درجِ ذیل مشائخ کے مزارات ہیں:

1۔ حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی قدس سرہٗ؛ م ۶۶۶ھ/ 1267ء

2۔ حضرت شیخ صدرالدین عارف ملتانی قدس سرہٗ؛ م ۶۸۴ھ/ 1285ء (صاحبزادے و جانشین حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ)

3۔ شیخ رکن الدین ابوالفتح ملتانی قدس سرہٗ؛ م ۷۳۵ھ/ 1334ء (صاحبزادے و جانشین حضرت شیخ صدرالدین عارف ملتانیؒ)

ان حضرات مشائخ کے مزارات مرجع خاص و عام ہیں۔(147)

www.rahimia.org

نجفِ اشرف (کوفہ، عراق)

مزارِ مبارک امیر المؤمنین سیّدنا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

عراق کے دار الحکومت بغداد سے جنوب میں تقریباً ڈیڑھ سو کلومیٹر کے فاصلے پر کوفہ کا مشہور شہر ہے۔ کوفہ سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر نجف اشرف واقع ہے۔ کوفہ کے عہدِ عروج میں کوفہ سے نجف تک مسلسل آبادی تھی، اسی لیے نجف اشرف کو قدیم دور میں ''ظہر الکوفہ'' (کوفہ کو پچھواڑہ) کہا جاتا تھا۔ کسی زمانے میں یہاں ''ربض'' اور ''نجف'' کے نام سے دو چشمے تھے۔ اسی سے یہ آبادی مشہور ہوگئی۔

خلیفہ رابع امیر المؤمنین سیّدنا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی شہادت ۴۰ھ/ 661ء میں ہوئی۔ اس شہر میں آپؓ کا مزارِ مبارک ہے۔ دیگر حضرات ائمہ اہل بیت کے مزارات بھی اسی جگہ ہیں، جو مرجع خلائق ہیں۔[148]

نیشاپور (/خراسان، ایران)

نیشاپور ایرانی خراسان کا مشہور شہر ہے۔ یہ کسی زمانے میں خراسان کا دار الخلافہ تھا۔ قرونِ وسطیٰ میں بلخ، ہرات اور مرو کی طرح عظیم الشان شہروں میں شمار ہوتا تھا۔ اس شہر میں ہمارے درجِ ذیل مشائخ کے مزارات ہیں:

1۔ حضرت شیخ ابو عثمان سعید مغربی قدس سرہٗ

حضرت شیخ ابو عثمان سعید المغربی؛ م ۳۷۳ھ/ 983ء کا مزارِ مبارک بھی نیشاپور میں ہے۔

2۔ حضرت خواجہ ابو علی حسن بن محمد دقاق قدس سرہٗ

اس شہر میں حضرت خواجہ ابو علی حسن بن محمد دقاق قدس سرہٗ کا قیام رہا۔ آپؒ کا وصال ۴۰۵ھ/ 1014ء میں ہوا اور نیشاپور میں آپؒ کا مزار ہے۔

3۔ حضرت الامام ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن قشیری قدس سرہٗ

خواجہ ابو علی دقاقؒ کے بعد ان کے جانشین اور خلیفہ حضرت الامام ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن القشیری قدس سرہٗ مصنف ''رسالہ قشیریہ'' کا مولد و مدفن بھی یہی شہر ہے۔

آپؒ کا وصال ۴۶۵ھ/ 1073ء میں ہوا اور مزار مبارک نیشاپور میں مشہور و معروف ہے۔[149]

4۔ حضرت شیخ ابو محمد عبد اللہ بن یوسف جوینیؒ

یہ امام الحرمین شیخ عبد الملک بن عبد اللہؒ کے والدِ گرامی ہیں۔ انھوں نے اپنے شہر جوین (فارس) میں

www.rahimia.org

درس وتدریس کی۔ پھر نیشاپور اور مرو میں تشریف لائے اور وہاں درس وتدریس میں مشغول رہے۔
نیشاپور میں ان کا ۴۳۸ھ/ 1047ء میں انتقال ہوا۔ وہیں ان کا مزار ہے۔

5۔ حضرت شیخ ابوالقاسم علی بن عبداللہ کُرّگانی قدس سرہٗ

آپؒ کو فیض باطنی حضرت شیخ ابوالحسن خرقانیؒ سے ہے اور تین واسطوں سے سیّدالطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ سے آپؒ کو فیض حاصل ہے۔ کُرّگانی (کُرّگان بضم کاف وتشدید رائے مہملہ مفتوح، کاف فارسی) طوس کے دیہات میں سے ایک دیہات کا نام ہے۔
آپؒ کی وفات ۲۳/ صفر ۴۵۰ھ/ 21/ اپریل 1058ء کو ہوئی اور خراسان میں آپؒ کا مزار ہے۔(150)

6۔ حضرت امام الحرمین عبدالملک بن عبداللہ جوینیؒ

نیشاپور میں پیدا ہوئے۔ پھر حجاز کا سفر کیا اور مکہ اور مدینہ میں تعلیم حاصل کی۔ وہیں تعلیم وتدریس میں مصروف رہے۔ اس لیے ''امام الحرمین'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔ جب واپس نیشاپور آئے تو نظام الملک نے ان کے لیے مدرسہ نظامیہ بنایا۔ پھر آخر تک وہیں پڑھاتے رہے۔
ان کا انتقال ۴۷۸ھ/ 1085ء میں نیشاپور میں ہوا اور وہیں ان کا مزار ہے۔

وابکنہ (بخارا، اُزبکستان)

مزار حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہٗ

اُزبکستان کے مشہور شہر بخارا سے تین فرسنگ (۹ میل) کے فاصلے پر ''وابکنہ'' قصبہ واقع ہے۔ یہ قصبہ چند بستیوں اور مواضعات پر مشتمل ہے۔ اسی وابکنہ کا ایک موضع ''انجیر فغنہ'' ہے۔
ہمارے نقشبندی سلسلے کے بزرگ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہٗ اسی موضع میں پیدا ہوئے اور وابکنہ کو اپنی قیام گاہ بنایا۔ آپ کی خانقاہ طالبانِ رُشد وہدایت کا مرکز رہی ہے۔
بعض تذکرہ نویسوں کے مطابق آپؒ کا انتقال ۱۷/ ربیع الاول ۷۱۷ھ/ 30/ مئی 1317ء میں ہوا۔ آپؒ کا مزار مبارک ''وابکنہ'' میں ہے۔(151)

وَخش (افغانستان)

مزار حضرت مولانا زاہد وَخشی قدس سرہٗ

وَخش ''معجم البلدان'' میں یاقوت حموی کے مطابق افغانستان کے شہر بلخ کے نواح میں ولایت ختلان کا

www.rahimia.org

ایک شہر ہے۔ ''ختل'' سے یہ شہر اس قدر متصل ہے کہ دونوں ایک بستی سمجھے جاتے ہیں۔ یہ بڑی بستی دریائے جیحوں (آمو) کے کنارے پر ہے۔

جب کہ صاحبِ ''حضرات القدس'' کے مطابق وَخش ایک گاؤں ہے، جو حصار (دوشنبہ) کے مضافات میں ہے۔

اس شہر/گاؤں میں حضرت خواجہ یعقوب چرخی قدس سرہٗ کے نواسے اور خواجہ عبید اللہ اَحرار کے خلیفہ اور جانشین حضرت مولانا زاہد وَخشی قدس سرہٗ کا قیام رہا ہے۔

آپؒ نے یکم ربیع الاول ۹۳۶ھ/ 3 /نومبر 1529ء میں اسی جگہ انتقال فرمایا۔ آپؒ کا مزارِ مبارک وَخش میں مرجع خلائق ہے۔(152)

☆

حوالہ جات

1۔ القرآن: 28:48۔
2۔ إزالة الخفاء عن خلافة الخلفا، از امام شاه ولی اللّٰه دهلوی، ج: 4، ص: 77-176، طبع: قديمی کتب خانه، کراچی.
3۔ ایضاً، ج:3 ص:308۔
4۔ ایضاً، ج:4،ص:2-1
5۔ ایضاً،ص:5۔
6۔ رواه مسلم، حدیث نمبر4710،طبع بیروت۔
7۔ ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء، ج:4،ص:151۔
8۔ قرّة العينين فی تفضيل الشّيخين، از امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ،ص:246،طبع: حاجی فقیر محمد اینڈ سنز، قصہ خوانی بازار، پشاور
9۔ تذکرة الحُفّاظ ؛ حافظ شمس الدین ذہبی، ج:1،ص:16،طبع دارالکتب العلمیہ ، بیروت۔
10۔ ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء، ج:4،ص:52-151،155۔
11۔ ایضاً،ص:154۔
12۔ ایضاً،ص:155۔
13۔ ایضاً،ص:155۔
14۔ ایضاً،ص:169
15۔ تاريخ الإسلام و وفيات المشاهير و الأعلام، للحافظ الذهبیؒ، ج: 3، ص: 54-253. طبع: دارالكتب العلمية، بيروت لبنان.
16۔ ایضاً،ص:238۔ نیز دیکھئے! طبقات ابن سعد، ج:7،ص:176۔
17۔ ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء، ج:4 ص:171۔
18۔ تاريخ الاسلام و وفيات المشاهير و الأعلام للذهبی، ج: 3، ص: 254.
19۔ الانتباه فی سلاسل اولياء اللّٰه، امام شاه ولی الله دهلویؒ، ص: 31، طبع: مجتبائی، دهلی
20۔ ایضاً،ص:12۔
21۔ ایضاً،ص:18۔
22۔ تاريخ الاسلام و وفيات المشاهير و الأعلام للذهبی، ج: 3، ص: 247. نيز تذكرة الحفاظ للذهبی، ج: 1، ص: 57، طبع: دارالكتب العلمية، بيروت.
23۔ دیکھئے الکامل لابن اثیر، ج:3،ص:472 تا495،طبع: بیروت۔
24۔ طبقات الاولیاء، لابن الملقّن، ص:428،طبع: قاہرہ،مصر۔

www.rahimia.org

25۔ ''فخر الحسن'' از مولانا فخر الدین فخر جہاں، ص:40، عکس مطبوعہ چشتیہ اکیڈمی، فیصل آباد۔

26۔ ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء، ج:4، ص:52-151۔

27۔ کنز العمّال، ج:1، ص:246۔

28۔ قرّة العينين، ص:248۔

29۔ القول الجميل فی بيان سواء السّبيل، از حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ، ص:16-115، طبع: ترکی۔

30۔ قرّة العينين، ص:248۔

31۔ التّمهيد لتعريف أئمّة التجديد، سبيل الرشاد، الفصل الرّابع فی اتصال مشائخ الطّريقة لأمير المؤمنين علیّ بن أبی طالبؓ، ص:320، طبع: لجنة أحياء الادب العربی بجام شورو، سندھ، ۱۳۹۶ھ۔

32۔ ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء، ج:4، ص:173۔

33۔ همعات، از امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ، ہمعہ نمبر 3، ص:20، طبع حیدر آباد۔

34۔ الانتباہ فی سلاسل اولياء اللّٰہ، از امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ، ص:13۔

35۔ القرآن: 2:143۔

36۔ الانتباہ فی سلاسل اولياء اللہ، ص:13-12۔

37۔ ایضاً، ص:31-30۔

38۔ ایضاً، ص:15۔

39۔ ایضاً، ص:18۔

40۔ تاریخ مشائخ چشت از شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ، ص:165 تا 170، طبع: مجلس نشریاتِ اسلام کراچی۔

41۔ نزهة الخواطر و بهجة المسامع و المناظر، از شیخ سیّد عبدالحیٔ حسنی، جلد نمبر 4، ص130، مطبوعہ طیب اکیڈمی ملتان۔

42۔ تذکرہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت، از محمد ایوب قادری، مطبوعہ سعید ایچ ایم کمپنی کراچی۔

43۔ مسلمانانِ سہارن پور اور تحریکِ دارالعلوم دیوبند، از غلام محمد مصطفیٰ، ص:121، 402، طبع: لاہور۔

44۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، از علامہ محمد نور بخش توکلی، ص:159 تا 161، طبع: معصوم اکیڈمی، معصوم منزل لاہور۔

45۔ تاریخ مشائخ چشت ص:223۔

46۔ انفاس العارفين، از امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ، ترجمہ: سیّد محمد فاروق، ص:57-56، طبع: مکتبہ الفلاح دیوبند۔

47۔ احوال العارفين، ص:45۔

48۔ نزهة الخواطر، ج:5۔

49۔ تاریخ مشائخ چشت ص:222۔

50۔ ایضاً، ص:230۔

www.rahimia.org

51۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص163۔

52۔ معجم الامکنہ التی لھا ذکر فی نزھۃ الخواطر، للفاضل الاریب الحاج معین الدین ندوی، ص:50، طبع: دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد دکن۔
نیز دیکھئے! آئین اکبری، تصنیف علامہ ابوالفضل، ترجمہ مولوی محمد فدا علی، ج:1، ص:844، طبع: سنگِ میل پبلشر لاہور

53۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص:101۔

54۔ المنجد فی الاعلام، طبع بیروت۔

55۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص:51۔

56۔ المنجد فی الاعلام، مطبوعہ بیروت۔

57۔ تاریخ مشائخ چشت، ص:114، 121، 145۔

88۔ المنجد فی الاعلام، مطبوعہ بیروت۔

59۔ حدیقۃ الاسرار فی اخبار الابرار، از قاضی امام بخش جام پوری، مطبوعہ قدیم۔

60۔ المنجد فی الاعلام، مطبوعہ بیروت۔

61۔ تاریخ مشائخ چشت، ص:213۔

62۔ احوال العارفین، از حافظ غلام فرید، ص13، طبع: نذیر سنز پبلشرز، اردو بازار لاہور۔

63۔ معجم الامکنہ التی لھا ذکر فی نزھۃ الخواطر، للفاضل الاریب الحاج معین الدین ندوی، ص:13۔ نیز دیکھئے! آئین اکبری، ج:1، ص:45-844۔

64۔ احوال العارفین، ص:75۔

65۔ واقعاتِ دارالحکومت دہلی، مصنف: بشیر احمد دہلی، حصہ دوم، ص:17، طبع: اردو اکیڈمی، دہلی۔

66۔ تاریخ مشائخ چشت، ص:176۔

67۔ ایضاً، ص:184۔

68۔ احوال العارفین، ص65 تا67۔

69۔ آبِ کوثر، از شیخ محمد اکرام، ص:305، طبع: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ لاہور۔

70۔ نفحات الانس، تالیف: مولانا عبدالرحمٰن جامی، ترجمہ بنام حیاتِ صوفیہ از مولانا محمد ادریس انصاری، ص: 659، طبع: ادارہ تبلیغ اسلام صادق آباد، ضلع رحیم یار خان۔

71۔ المنجد فی الاعلام، مطبوعہ بیروت۔

72۔ احوال العارفین، ص:90 تا93۔

73۔ تاریخ مشائخ چشت، ص:210۔

74۔ ماخوذ ویکیپیڈیا الموسوعہ الحرّہ۔

75۔ نزھۃ الخواطر، ج:5، ص:4۔

www.rahimia.org

76۔ انفاس العارفین، رسالہ اَنسان العین فی مشائخ الحرمین، از امام شاہ ولی اللہ دھلویؒ، ص:376۔
77۔ تاریخ مشائخ چشت،ص:162۔
78۔ نزھۃ الخواطر، ج:5،ص:40۔
79۔ تاریخ مشائخ چشت،ص:242۔
80۔ تذکرہ حضرت میاں جیونور محمد جھنجھانوی قدس سرہ، از محمد نسیم علوی، طبع جھنجھانہ (انڈیا)۔
81۔ تاریخ مشائخ چشت،ص:153 تا 159۔
82۔ المنجد فی الاعلام، مطبوعہ بیروت۔
83۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ،ص:134۔
84۔ نزھۃ الخواطر، ج:2،ص:89 تا 93۔
نیز دیکھئے! سالارِ عجم، مصنفہ ڈاکٹر عبدالرحمٰن ہمدانی،ص:78، طبع: لاہور۔
85۔ تذکرہ مشائخ نقشبند،ص:58۔
86۔ المنجد فی الاعلام، مطبوعہ بیروت۔
87۔ حیات صوفیہ،ص:567۔ نیز دیکھئے! حدیقۃ الاسرار فی اخبار الاخیار، از قاضی امام بخش جام پوری۔
88۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ،ص:85۔
89۔ المنجد فی الاعلام، مطبوعہ بیروت۔
90۔ ایضاً۔
91۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ،ص:149۔ نیز دیکھئے! کوہِ قاف کے دیس میں، از کوثر نیازی۔
92۔ واقعاتِ دارالحکومت دہلی، حصہ دوم ص:502۔
93۔ المنجد فی الاعلام، مطبوعہ بیروت۔
94۔ سوانح حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری، از مولانا ابوالحسن علی ندوی،ص:220 طبع: مکتبہ رشیدیہ لاہور۔
95۔ آپ بیتی۔ خودنوشت سوانح حیات حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ، حصہ اول، آپ بیتی نمبر3، یادِ ایام نمبر2،ص:31-130، طبع: کتب خانہ یحیویہ، متصل مدرسہ مظاہرالعلوم سہارن پور۔
96۔ سوانح حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری،ص:210۔
97۔ آپ بیتی، از حضرت شیخ الحدیث،ص:131۔
98۔ سوانح حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری:،ص:220۔
99۔ ڈائری راقم سطور 1988ء۔ راقم الحروف نے خود راؤ عطاء الرحمٰن رائے پوری خادم حضرت رائے پوری سے سُن کر قلمبند کیا ہے۔
100۔ آپ بیتی،34-133۔
101۔ ان کے اپنے ہاتھ کی تحریر راقم کے پاس موجود ہے۔

www.rahimia.org

102۔ بصائر وعبر، ماہنامہ بینات، بابت شمارہ ماہ جمادیٰ الاولیٰ ۱۳۹۱ھ کراچی۔
103۔ القرآن: 1:65۔
104۔ تاریخ مشائخ چشت، ص: 191۔
105۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص: 84۔
106۔ احوال العارفین، ص: 103۔
107۔ سرگزشتِ مجاہدین، از غلام رسول مہر، ص: 196، طبع لاہور۔ نیز دیکھئے نزہۃ الخواطر، ج: 2، ص: 551۔
108۔ نزھة الخواطر، ج: 6، ص: 318۔
109۔ احوال العارفین، ص: 130۔
110۔ الانتباہ فی سلاسل اولیاء الله، از حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی، ص: 14، طبع: مجتبائی دہلی۔
111۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص: 91۔
112۔ دورۂ روس کی روئداد، از مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی، طبع دہلی۔
113۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص: 93۔
114۔ احوال العارفین (تلخیص)، ص: 98 تا 111۔
115۔ المنجد فی الاعلام، مطبوعہ بیروت۔
116۔ ایضاً۔
117۔ وقائع سیّد احمد شہیدؒ، ص: 45-1843، عکس قلمی نسخہ، مطبوعہ سیّد احمد شہید اکیڈمی، لاہور
118۔ ایضاً، ص: 51-1850۔
119۔ المنجد فی الاعلام، مطبوعہ بیروت۔
120۔ حدیقة الاسرار فی اخبار الاخیار، از قاضی امام بخش جام پوری، مطبوعہ قدیم۔
121۔ المنجد فی الاعلام، مطبوعہ بیروت۔
122۔ ایضاً۔
123۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص: 74۔
124۔ المنجد فی الاعلام، مطبوعہ بیروت۔
125۔ حدیقة الاسرار فی اخبار الاخیار، از قاضی امام بخش جام پوری، مطبوعہ قدیم۔
126۔ احوال العارفین، ص: 77۔
127۔ المنجد فی الاعلام، مطبوعہ بیروت۔
128۔ تاریخ مشائخ چشت، ص: 180۔
129۔ تذکرہ غوثیہ، از حضرت شاہ محمد غوث قادریؒ، ص: 304، مطبوعہ کراچی۔
130۔ نزھة الخواطر، تذکرہ شیخ عبدالاحد سرہندیؒ، ج: 5، ص: 211۔
131۔ ایضاً، ج: 4، ص: 246۔

www.rahimia.org

132۔ ایضاً۔

133۔ واقعاتِ دارالحکومت دہلی، حصہ اول، ص: 26۔

134۔ تذکرہ غوثیہ، ص: 120، مطبوعہ کراچی۔

135۔ تاریخ مشائخ چشت، ص: 160۔

136۔ تذکرہ حضرت خواجہ گیسودراز، ص: 201، طبع کراچی۔

137۔ نزهة الخواطر، ج: 4، ص: 270۔

138۔ تاریخ مشائخ چشت، ص: 264۔

139۔ آبِ کوثر، ص: 297۔

140۔ احوال العارفین، ص: 70۔

141۔ معجم الامكنه التى لها ذكر فى نزهة الخواطر، للفاضل الاريب الحاج معين الدين ندوى، ص: 50۔ نیز دیکھئے! آئینِ اکبری، ص: 836 و 843۔

142۔ جہانِ دیدہ، از محمد تقی عثمانی، ص: 47، 55 تا 58، طبع کراچی۔

143۔ المنجد فی الاعلام، مطبوعہ بیروت۔

144۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص: 71۔

145۔ ایضاً، ص: 45۔

146۔ مکلی نامہ، مصنف میر علی شیر قانع، تصحیح و حواشی پیر حسام الدین راشدی، مترجم ڈاکٹر نواز علی شوق، ص: 9-18، طبع: سندھی ادبی بورڈ، جام شورو، سندھ

147۔ حديقة الاسرار فى اخبار الاخيار۔

148۔ جہانِ دیدہ، ص: 73۔

149۔ المنجد فی الاعلام، مطبوعہ بیروت۔

150۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص: 66۔

151۔ ایضاً، ص: 84۔

152۔ ایضاً، ص: 158۔

☆

www.rahimia.org

کتابیات

(کتبِ مقدسہ)

- القرآن الحکیم
- صحیح بخاری؛ امام بخاری، دارالکتب العلمیہ، بیروت
- صحیح مسلم؛ امام مسلم، دارالکتب العلمیہ، بیروت
- سنن نسائی ؛ امام نسائی، دارالکتب العلمیہ، بیروت
- سنن ابوداؤد؛ امام ابوداؤد، دارالکتب العلمیہ، بیروت
- سنن ترمذی؛ امام ترمذی، دارالکتب العلمیہ، بیروت
- شعب الایمان ؛ امام بیہقی، دارالکتب العلمیہ، بیروت
- مشکوٰۃ المصابیح؛ محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی، طبع: المکتبۃ العصریہ بیروت
- کنز العمّال فی سنن الاقوال و الأفعال؛ علامہ علاؤالدین علی متقی بن حسام الدین الہندی، دارالکتب العلمیہ، بیروت

(الف)

- آبِ کوثر؛ شیخ محمد اکرام، ادارہ ثقافتِ اسلامیہ لاہور
- آپ بیتی؛ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ، کتب خانہ یحیویہ، سہارن پور
- آئینِ اکبری؛ علامہ ابوالفضل، ترجمہ مولوی محمد فدا علی، سنگِ میل پبلشر لاہور
- احوال العارفین؛ حافظ غلام فرید، نذیر سنز پبلشرز، اردو بازار لاہور
- ارشادات حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری؛ مولانا حبیب الرحمٰن رائے پوری، رحیمیہ مطبوعات، لاہور
- ارشادات و مکتوبات مولانا محمد الیاس دہلویؒ؛ مرتبہ مولانا افتخار احمد فریدی، نظر ثانی و تحقیق: مولانا فیوض الرحمٰن، پاکستان بک سنٹر، اردو بازار، لاہور
- إزالة الخفاء عن خلافة الخلفا؛ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ، قدیمی کتب خانہ، کراچی
- اشرف السوانح (سوانح حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ)؛ خواجہ عزیز الحسن مجذوب، مکتبہ امدادیہ ملتان

www.rahimia.org

- **الهام الرّحمٰن فی تفسیر القرآن**؛ مولانا عبیداللہ سندھیؒ، مرتبہ مولانا غلام مصطفیٰ قاسمیؒ، حیدرآباد، سندھ
- **امالی عبیدیہ، املا امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ**؛ مرتبہ شیخ رشید احمد لدھیانوی، رتن پبلی کیشنز، اسلام آباد، 2006ء
- **الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللّٰہ**؛ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ، مجتبائی، دہلی
- **أنفاسِ رحیمیہ** (مکتوبات حضرت الامام شاہ عبدالرحیم دہلویؒ)، مجتبائی، دہلی، ۱۳۳۳ھ/ 1915ء
- **أنفاس العارفین**؛ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ، اردو ترجمہ سیّد محمد فاروق قادری، مکتبہ الفلاح دیوبند

(ب)

- **البدور البازغه**؛ حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ، شاہ ولی اللہ اکیڈمی، حیدرآباد

(ت)

- **تاریخ الإسلام و وفیات المشاهیر و الأعلام**؛ تالیف حافظ شمس الدین ذہبی، دارالکتب العلمیہ، بیروت
- تاریخ دارالعلوم دیوبند؛ سیّد محبوب رضوی، ادارہ اسلامیات کراچی و لاہور، 2005ء
- تاریخ مشائخ چشت؛ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ، مجلس نشریاتِ اسلام کراچی
- تاریخ مظاہر العلوم؛ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ، کتب خانہ اشاعت العلوم، محلّہ مفتی، سہارن پور (انڈیا)، ۱۳۹۲ھ
- **تأویل الأحادیث**؛ حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ، شاہ ولی اللہ اکیڈمی، حیدرآباد، سندھ
- تحریکِ شیخ الہندؒ؛ انگریز سرکار کی زبان میں؛ مولانا سیّد محمد میاںؒ، الجمعیۃ بک ڈپو، قاسم جان، دہلی
- **تذکرة الحُفّاظ**؛ حافظ شمس الدین ذہبی، طبع دارالکتب العلمیہ، بیروت
- **تذکرة الخلیل**؛ مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ، مکتبہ خلیلیہ، متصل مدرسہ مظاہر العلوم، سہارن پور
- **تذکرة الرشید**؛ مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ، مکتبہ مدنیہ، لاہور
- **تذکرہ** مخدوم جہانیاں جہاں گشت؛ محمد ایوب قادری، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
- **تذکرہ** مشائخ دیوبند؛ مولانا مفتی عزیز الرحمٰن بجنوریؒ، طبع محمد سعید اینڈ سنز، قرآن محل، کراچی
- **تذکرہ** مشائخ نقشبندیہ؛ علامہ محمد نور بخش توکلی، معصوم اکیڈمی، معصوم منزل لاہور
- **تذکرہ** میانجیو نور محمد جھنجھانویؒ؛ محمد نسیم علوی، جھنجھانہ (انڈیا)
- **تذکرہ غوثیہ**؛ شاہ محمد غوث قادری، دارالاشاعت کراچی
- **تذکرہ** حضرت خواجہ گیسو درازؒ، کراچی

www.rahimia.org

- تعلیماتِ رحیمی؛ مولانا عبداللہ شاہ کرنالوی، دارالتصنیف لمیٹڈر، مجاہد آباد، کراچی
- **تعليم المعلّمين** (۲حصص)؛ مولانا نور محمد لدھیانوی، نصیرالدین کتب خانہ اختری، سہارن پور
- **تفسير ابن كثير**؛ امام اسماعیل بن عمر بن کثیر، دارالکتب العلمیہ، بیروت
- **التّفهيمات الإلٰهيه**؛ حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ، شاہ ولی اللہ اکیڈمی، حیدرآباد، سندھ
- **التّمهيد لتعريف أئمّة التجديد**؛ مولانا عبیداللہ سندھیؒ، سندھی ادبی بورڈ، جام شورو، سندھ، ۱۳۹۶ھ

(ح)

- حالات مشائخ کاندھلہ؛ مولانا احتشام الحسن کاندھلوی، دارالاشاعت، کاندھلہ، ضلع مظفرنگر
- **حُجّة الله البالغه**؛ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ، مکتبہ حجاز، دیوبند
- **حديقة الاسرار فى اخبار الابرار**؛ قاضی امام بخش جام پوری، مطبوعہ قدیم
- **حُسنُ العزيز**؛ مولانا اشرف علی تھانویؒ، طبع تھانہ بھون
- حکایاتِ اولیاء؛ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، طبع دارالاشاعت کراچی
- حکیم الامت، نقوش و تأثرات؛ مولانا عبدالماجد دریا آبادی، دارالمصنّفین، شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، انڈیا، 2011ء
- حیاتِ شیخ الہندؒ (مولانا محمود حسن)؛ مولانا سید اصغر حسین دیوبندیؒ، ادارہ اسلامیات، لاہور
- حیاتِ طیبہ (سوانح و ملفوظات حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ)؛ ڈاکٹر محمد حسین للّٰہی، القادر ناشرانِ کتب اسلامی، ۲۱-سی، عبدالحمید بادیس روڈ، لاہور

(خ)

- خطبات و مقالات مولانا عبیداللہ سندھیؒ؛ مرتبہ مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری، دارالتحقیق والاشاعت، 33/A، کوئینز روڈ، لاہور، ستمبر 2002ء
- خوانِ خلیل (ضمیمہ)؛ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ، کتب خانہ یحیویہ، سہارن پور
- **الخير الكثير**؛ حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ، شاہ ولی اللہ اکیڈمی، حیدرآباد، سندھ

(د)

- دہلی اور اُس کے اطراف، ایک سفر نامہ اور روزنامچہ؛ مولانا حکیم سیّد عبدالحئی حسنیؒ، مجلس نشریاتِ اسلام، کراچی
- دورۂ روس کی روئداد؛ مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی، طبع ندوۃ المصنّفین، دہلی

www.rahimia.org

(ر)

- روض الریاحین؛ حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلویؒ، افضل المطابع دہلی، ۱۳۲۷ھ/ 1909ء
- ''ریشمی خطوط کے کیس میں کون کیا ہے''؛ (اردو ترجمہ) باہتمام سپرنٹنڈنٹ سرکاری مطبوعات، پنجاب، الجمعیۃ بک ڈپو، دہلی
- روئیداد سالانہ مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور، مطبوعہ ۱۲۹۱ھ
- روئیداد سالانہ مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور، مطبوعہ ۱۳۳۶ھ
- روئیداد (مختصر) اجلاس جمعیت الانصار ۱۳۳۷ھ و ۱۳۳۸ھ؛ مولانا عبیداللہ سندھیؒ، احمدی پریس، علی گڑھ، مطبوعہ 1910ء
- روئیداد مدرسہ تجوید القرآن، خیر پور ٹامے والی، مطبوعہ قدیم
- روئیداد مدرسہ انوارِ ہدایت، دین پور، ضلع بہاول نگر

(س)

- سالارِ عجم؛ ڈاکٹر عبدالرحمٰن ہمدانی، مکتبہ تعمیر انسانیت، اردو بازار، لاہور، جنوری 1990ء
- **سبیل الرشاد**؛ حضرت مولانا محمد عاشق پھلتی، مکتبہ محمدی، کلکتہ، ۱۲۷۴ھ
- سرگزشتِ مجاہدین؛ مولانا غلام رسول مہر، غلام رسول اینڈ سنز، اردو بازار، لاہور
- سوانح حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ؛ مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ، مکتبہ رشیدیہ، لاہور
- سیرت حضرت مولانا غلام قادر؛ ڈاکٹر نور محمد غفاری، طبع منچن آباد، بہاول نگر

(ش)

- شیخ الہند مولانا محمود حسن؛ ایک سیاسی مطالعہ؛ ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہان پوری، شیخ الہند اکیڈمی، کراچی

(ط)

- **الطبقات الکبریٰ**؛ ابن سعد، طبع: دارِ صادر، بیروت
- **طبقات الاولیاء**؛ ابن الملقّن، مکتبہ الخانجی، قاہرہ، مصر

(ع)

- عظمتُ القرآن؛ وعظ (ملخصاً) حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ، مطبوعہ 1916ء
- علمائے مظاہر العلوم سہارن پور اور ان کی علمی اور تصنیفی خدمات؛ مولانا سیّد محمد شاہد سہارن پوریؒ، مکتبہ یادگارِ شیخ الہندؒ، سہارن پور

www.rahimia.org

(ف)

- فخر الحسن؛ مولانا فخر الدین فخر جہاںؒ، عکس قلمی نسخہ، مطبوعہ چشتیہ اکیڈمی، فیصل آباد
- الفوز الکبیر فی اصول التفسیر؛ حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ، طبع دیوبند

(ک)

- الکامل فی التاریخ؛ لابن اثیر، طبع دارِ صادر، بیروت
- کوہِ قاف کے دیس میں؛ کوثر نیازی، طبع جنگ پبلشرز لاہور

(ق)

- قرّۃ العینین فی تفضیل الشّیخین؛ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ، حاجی فقیر محمد اینڈ سنز، قصہ خوانی بازار، پشاور
- القول الجمیل فی بیان سواء السّبیل؛ حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ، طبع: ترکی

(ل)

- لمحات؛ حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ، شاہ ولی اللہ اکیڈمی، حیدرآباد، سندھ

(م)

- مجالس حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ؛ تلخیص حافظ غلام فرید، مکتبہ سید احمد شہیدؒ، لاہور
- مختصر تاریخ دارالعلوم دیوبند؛ قاری محمد طیب قاسمیؒ، دارالاشاعت، کراچی
- مرقوماتِ امدادیہ (مقدمہ)؛ ڈاکٹر نثار احمد فاروقی، مکتبہ برہان، دہلی، 1979ء
- مسلک علمائے دیوبند؛ حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ، ادارہ اسلامیات، لاہور
- مسلمانانِ سہارن پور اور تحریکِ دارالعلوم دیوبند؛ غلام محمد مصطفیٰ، ساؤتھ ایشین پرنٹرز اینڈ پبلشرز لمیٹڈ، لاہور
- معجم الأمکنہ الّتی لھا ذکر فی نزھۃ الخواطر؛ مولانا معین الدین ندوی، جمعیت دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد دکن
- مکاتیب شیخ الہندؒ اوران کی سیاسی تحریک کا ایک مطالعہ؛ ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہان پوریؒ، طبع کراچی
- مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ، دفتر اوّل، مطبع ایجوکیشنل، سعید ایچ ایم کمپنی، محرم ۱۳۹۲ھ
- مکلی نامہ؛ میر علی شیر قانع، سندھی ادبی بورڈ، جام شورو، سندھ
- مقاماتِ محمود (سوانح حضرت مولانا سلطان محمود آوانی)؛ نواب معشوق یار جنگ، طبع لاہور

www.rahimia.org

- مقدمہ ترجمہ قرآن ؛ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ، مشمولہ تفسیری فوائد ''موضح الفرقان''، طبع اوّل
- ملفوظات حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ؛ مولانا محمد انوری، مکتبہ بینات، کراچی
- المهنّد علی المفنّد مشمولہ عقائد علمائے دیوبند اور حسام الحرمین، دارالاشاعت، کراچی
- المنجد فی الاعلام، طبع بیروت

(ن)

- نزهة الخواطر و بهجة المسامع و المناظر؛ مولانا سیّد عبدالحیٔ حسنی، طیب اکیڈمی ملتان
- نصرت الابرار؛ مولانا محمد لدھیانوی، طبع: مطبع صحافی، لاہور
- اَلنّفائس المرغوبه فی حکم الدُّعاء بعد المکتوبه؛ مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، طبع اوّل
- نفحات الانس؛ مولانا عبدالرحمٰن جامی، ترجمہ بنام حیاتِ صوفیہ از مولانا محمد ادریس انصاری، ادارہ تبلیغ اسلام صادق آباد، ضلع رحیم یار خان
- نقش حیات ؛ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی، عزیز پبلی کیشنز، لاہور
- نقش دوام، سوانح حضرت مولانا انور شاہ کشمیری؛ مولانا سیّد انظر شاہ کشمیریؒ، مکتبہ بنوریہ، بنوری ٹاؤن، کراچی
- نصیحت نامہ؛ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ، کتب خانہ یحیویہ، سہارن پور

(ہ)

- ہمارے ہندوستانی مسلمان؛ اردو ترجمہ: ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر، مکی دارالکتب لاہور
- همعات؛ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ، شاہ ولی اللہ اکیڈمی، حیدر آباد

(و)

- واقعات دارالحکومت دہلی؛ بشیر احمد دہلی، اردو اکیڈمی، دہلی
- وحدتِ اُمت ؛ مفتی محمد شفیع عثمانی، طبع لاہور
- وصیت نامہ؛ تحریر از حضرت اقدس عالی رائے پوریؒ، کتب خانہ یحیویہ، سہارن پور
- وقائع سیّد احمد شہیدؒ، عکس قلمی نسخہ، مطبوعہ سیّد احمد شہید اکیڈمی، لاہور

رسائل

- ماہنامہ بینات کراچی، بابت ماہِ محرم ۱۴۱۳ھ
- ماہنامہ القاسم دیوبند، بابت ۱۳۳۸ھ/ 1919ء

www.rahimia.org

- ماہنامہ الفرقان لکھنؤ، بابت ماہ اگست ستمبر 1981ء
- سہ ماہی شعور و آگہی لاہور، جلد نمبر 7، شمارہ نمبر 3، بابت ماہ جولائی تا ستمبر 2015ء
- ماہنامہ تذکرہ، لاہور
- ماہنامہ الرشید ساہیوال، دارالعلوم دیو بند نمبر

مضامین

- بصائر و عبر ماہنامہ بینات کراچی، جمادیٰ الاولیٰ ۱۳۹۱ھ
- تحریکِ ریشمی رومال کے سرپرستِ اعلیٰ: حضرت سیّد نفیس الحسینی، مطبوعہ ماہنامہ تذکرہ لاہور
- حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کے اساتذہ؛ مولانا نورالحسن راشد، مطبوعہ ماہنامہ الفرقان لکھنؤ
- حضراتِ مشائخ رائے پور سے وابستہ یادیں؛ حاجی نورالحق بہاولنگری، مطبوعہ سہ ماہی شعور و آگہی لاہور

مخطوطات

- تعلیم السلوک، ارشادات حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ (قلمی)؛ مرتبہ مولانا حسین احمد علویؒ
- حاشیہ بر کتاب ''تحریکِ شیخ الہند'' (قلمی)؛ مکتوبہ مولانا حبیب الرحمٰن رائے پوریؒ
- حیاتِ بہائی (حالات حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی و خاندانِ بہٹ)؛ محمد شبلی محمدی، قلمی مکتوبہ ۱۳/ ربیع الثانی ۱۳۴۲ھ/ 22/ نومبر 1923ء
- ڈائری مکتوبہ راقم سطور 1982ء و 1988ء
- روئیداد مدرسہ تجوید القرآن خیر پور ٹامے والی (قلمی)
- روئیداد مدرسہ عربیہ صادقیہ منچن آباد ضلع بہاول نگر (قلمی)
- سپاس نامہ از جانب لکھویرا برادری شہر فرید (قلمی)
- شجرۂ نسب چوہان راجپوت موضع گمتھلہ (قلمی)
- شجرۂ نسب راؤ صاحبان قصبہ رائے پور تحصیل بہٹ ضلع سہارن پور (قلمی)
- فیصلہ عدالت منشی احمد علی خاں مجسٹریٹ درجہ اوّل ضلع سہارن پور (قلمی)
- ملفوظ حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ؛ تحریر مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ (قلمی)
- وقف نامہ (قلمی)، وقف بورڈ، ضلع سہارن پور
- یادداشت مولانا حبیب الرحمٰن رائے پوریؒ (قلمی) برسرورق تفسیر المقام المحمود؛ مولانا عبیداللہ سندھیؒ

—— ختم شُد ——

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کی فکر میں اجتماعیت کو اساسی حیثیت حاصل تھی۔ اسی لیے آپؒ کی خانقاہ سے جہاں ذکرِ الٰہی کی صدائیں بلند ہوتی تھیں اور روحانیت و اَخلاق پر گفتگو عام تھی، وہاں برصغیر کے سماج پر بیرونی دشمن کی یلغار پر منظّم منصوبہ بندی کی حکمت عملی بھی تشکیل پاتی تھی۔ خانقاہ میں مولانا ابوالکلام آزادؒ کا اخبار ''الہلال'' پڑھا جاتا تھا۔ اس کے مضامین جو بالعموم سیاسی ہوتے تھے، پسند کیے جاتے تھے۔ بیسویں صدی کی پہلی دہائیوں میں برطانوی سامراج سے آزادی کی تحریک کے نئے دور کی شروعات کی ضرورت محسوس ہوئی تو سہارن پور میں ولی اللّٰہی جماعت کی اعلیٰ اجتماعی قیادت نے اس کا لائحۂ عمل مرتب کیا تھا، جو حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری، شیخ الہند مولانا محمود حسن اور حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری رحمہم اللہ پر مشتمل تھی۔ اس سے ان حضرات کی حالات حاضرہ سے واقفیت، دشمن کی چالوں پر نظر رکھنے اور مستقبل کے حوالے سے عصری تدابیر اختیار کرنے کی مطلوبہ قابلیت کا بہ خوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

بعدازیں برصغیر میں جدوجہدِ آزادی کے اس مرحلے کی عملی قیادت کی تمام ذمہ داری حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ کے کاندھوں پر آ گئی کہ بقیہ دونوں حضرات حجاز کے سفر پر روانہ ہو گئے تھے، جہاں حضرت شیخ الہندؒ اپنے رفقا سمیت گرفتار کر لیے گئے اور مالٹا جیل منتقل کر دیے گئے۔ اس عرصے میں ہندوستان میں موجود تمام تحریکی مراکز اور شخصیات براہِ راست آپؒ سے استفادہ، مشاورت اور رہنمائی حاصل کرتی رہیں۔

(پروفیسر ڈاکٹر مفتی) سعید الرحمٰن موسیٰ پاک شہید چیئر، شعبۂ علوم اسلامیہ
بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

رحیمیہ مطبوعات
رحیمیہ ہاؤس، 33/A کوئینز روڈ (شارع فاطمہ جناح) لاہور
00-92-42-36307714, 36369089 www.rahimia.org
info@rahimia.org /rahimiainstitute